الفقه الاحوط (عربی اردو)

(بار پنجم)

تصنیف

سید العارفین حضرت میر سید محمد نور بخش موسوی قہستانی علیہ الرحمہ

ترجمہ

ابوالعرفان محمد بشیر فاضل عربی خطیب وامام جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد

نشر واشاعت

ادارہ مدرسہ شاہ ہمدانؒ صوفیہ نور بخشیہ (رجسٹرڈ) سکردو

تعاون

صدیقی اسٹیشنری مارٹ چشمہ بازار سکردو

جملہ حقوق بحق ناشر، مترجم محفوظ ہیں

نام ______ الفقہ الاحوط عربی اُردو

تصنیف ______ حضرت میر سید محمد نوربخش موسوی قہستانی

ترجمہ ______ ابوالعرفان محمد بشیر فاضل عربی

نظر ثانی ______ مولانا مفتی محمد عبداللہ چپلو

باراوّل ______ ۱۹۷۳ء (ندوہ اسلامیہ نوربخشیہ)

باردوم ______ ۱۹۸۹ء (مرکزی انجمن صوفیہ نوربخشیہ چپلو)

بارسوئم ______ ۲۰۰۷ء (مدرسہ شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ سکردو)

بارچہارم ______ ۲۰۰۴ء (مدرسہ شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ سکردو)

بارپنجم ______ (مدرسہ شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ سکردو، تعاون صدیقی اسٹیشنری مارٹ سکردو)

صفحات ______ ۵۰۵

قیمت ______ ۲۷۰ روپے

ملنے کا پتہ

صدیقی اسٹیشنری مارٹ چشمہ بازار سکردو

فون: 52858

ISBN NO. 969-8649

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گفتار مترجم

(بسلسلہ اشاعت چہارم)

الحمد لله الذی جعل الفقهاء امناء الرسل و یسر بهم للناس عسر السبل والصلوة والسلام علی اله واهل بيته واصحبه اولی خير السبل امابعد

رب العالمین نے اس عالم آب وگل میں انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ کائنات کی ہر چیز پر انسانوں کی بالادستی قائم کر دی گئی ہے۔ اُس میں عظیم صلاحیت پیدا کی ہے۔ وہ اپنی پوشیدہ صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر حیرت انگیز ترقی کر سکتا ہے۔ انسان کی اختراعی سرگرمیاں مدار ارضی سے تجاوز کر گئی ہیں، نظام شمسی کا کوئی بھی کرہ عالم انسان کی جستی رسائی سے باہر نہیں۔ چنانچہ حکیم الامت علامہ اقبال نے بھی یوں نشاندہی کی ہے۔

سبق ملا ہے یہ معراج مصطفیٰ سے مجھے
کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں

الغرض اس قسم کی کامیابیاں اس عالم کون وفساد کی خالص مادی ترقی اور ظاہری کامرانی کے واضح مثالیں ہیں۔

معنوی ترقی اور حقیقی کامرانی

انسان اس ناپائیدار دنیا میں جس قدر بھی کمالات صوری کا مظاہرہ کرے، حیران کن ایجادات سے خلق خدا کو خوف زدہ کرے اور بے پناہ حربی قوتوں کے بل بوتے پر ہر جگہ اسی کا طوطی بولتا رہے، پھر بھی اگر اُس کی عملی زندگی خالق یکتا کی خوشنودی کے عین مطابق بسر نہ ہو رہی ہے تو وہ ناکام ترین مخلوق ہے کیونکہ اس کی اُخروی زندگی اُسکے لئے انتہائی ناسازگار اور تباہ کن ثابت ہوگی لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر فرد بشر مادی ترقی سے ہمکنار ہونے کے ساتھ ساتھ صحیح معنوں میں بندہ مومن کا کردار ادا کرتے ہوئے فلاح دارین حاصل کرنے میں کوشاں ہیں اس عظیم مقصد کا حصول تب ممکن ہوگا جب ہم اپنی عملی زندگی کے لئے شریعت محمدیہ کو مشعل راہ بنائے یہی معنوی ترقی اور حقیقی کامرانی کا باعث ہے۔

دیرینہ آرزو

ارتقائے معنوی کی خاطر ہم نے شریعت محمدیہ کو عام فہم بنانے کے لئے اگست ۱۹۷۳ء کو بمطابق رجب ۱۳۹۳ھ میں الفقه الاحوط عربی اُردو کو منظر عام پر لانے کا فیصلہ کیا۔ الفقه الاحوط عربی اُردو کے اس پہلے ایڈیشن کی اشاعت سے قوم کے شناوران بحر فقہ کیلئے معنوی غوطہ خوری کے ذریعے بیش قیمت موتیوں کا حصول نہایت آسان ہوگیا اُس وقت سے ہی اس کے دوسرے ایڈیشن کی اشاعت کی آرزو میرے دل میں موجزن چلی آرہی تھی نیز کتاب کی بھی مانگ روز بروز بڑھتی جا رہی تھی اور سولہ سال کی غیر معمولی مدت بیت جانے کی وجہ سے تشنگان علم کے لئے کتاب نایاب ہو چکی تھی آخر کار اللہ کے فضل وکرم سے میرا ابھرا ہوا حسین دیرینہ خواب حقیقت کا روپ دھارنے لگا اور مرکزی انجمن صوفیہ نوربخشیہ

پاکستان چیلو نے اس کی نشرو اشاعت کا اہتمام کر کے ایک قابل قدر کارنامہ انجام دیا۔

قومی نمائندگی

جملہ نوربخشی تنظیموں کی جانب سے الفقہ الاحوط عربی اُردو کے دوسرے ایڈیشن کو عمدہ پیرائے میں منظر عام پر لانے کی غرض سے جناب مفتی اعظم مولانا محمد عبداللہ صاحب سے پُر زور درخواست کی جاتی رہی کہ آپ اس عظیم قومی خدمت کی انجام دہی کے لئے اپنا ایک وقت وقف کریں اور بحیثیت ایک نگران و معاون خصوصی اپنا کردار ادا کریں چنانچہ موصوف کو اس قومی خدمت کے لئے متفقہ طور پر نگران و معاون خصوصی مقرر کیا گیا۔ اسی فیصلے کے تحت قبلہ پیر طریقت جناب الحاج سید عون علی الموسوی صاحب نے تحریراً ایک خصوصی حکم نامہ کے ذریعے قبلہ مفتی صاحب موصوف کی قومی نمائندگی دے کر میرے پاس اسلام آباد روانہ کیا اور ہم دونوں کی مشترکہ مساعی کے نتیجے میں کتاب کی اشاعت کا مرحلہ بخوبی طے ہو گیا۔

اظہار تشکر

میں سب سے پہلے جناب قبلہ پیر طریقت جناب الحاج سید عون علی الموسوی پیر صوفیہ نوربخشیہ اور خطیب شعلہ نوا جناب الحاج سید علی شاہ میر واعظ موضع پھڑوا کا بے حد ممنون ہوں جنہوں نے الفقہ الاحوط عربی اُردو کے دوسرے ایڈیشن کی اشاعت کے سلسلے میں بے لوث رہبری کا فریضہ انجام دیا سب سے بڑھ کر میں مفتی اعظم صوفیہ نوربخشیہ جناب مولانا محمد عبداللہ کا ازتہہ دل شاکر و ممنون ہوں کہ انہوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود ایک غیر معمولی عرصہ الفقہ الاحوط کے دوسرے ایڈیشن کو منظر عام پر لانے کی خاطر وقف کر رکھا آپ ہی کی غیر معمولی دلچسپی اور مذہبی ترویج و ترقی سے حقیقی لگاؤ کی بدولت کتاب کی نظر ثانی وغیرہ کے کام میں مجھے موثر اور بھرپور مدد ملی اور دوسرے ایڈیشن کو ہر لحاظ سے معیاری بنانے کا خواب شرمندہ تعبیر ہو سکا۔ جملہ مومنین صوفیہ نوربخشیہ سے ایک ہی گزارش ہے کہ وہ مجموعہ شریعت محمدیہ الفقہ الاحوط کے مطابق عملی زندگی بسر کرتے رہیں تاکہ حقیقی کامیابی ہمارے قدم چوم سکے۔ آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی اپنی حیثیت کے مطابق دینی خدمات سر انجام دینے کی توفیق بخشے۔" آمین

خیر اندیش

ابوالعرفان محمد بشیر

مترجم الفقہ الاحوط حال خطیب و امام

جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

الحمد للہ، مدرسہ شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ سکردو (رجسٹرڈ) کے قیام کا مقصد اور اسکی بنیادی تعلیمی پالیسی، تعلیمات قرآن، سنت نبوی، سلسلۃ الذہب مذہب صوفیہ، مشرب ہمدانیہ، اور روش نوربخشیہ کے عین مطابق تدریسی عمل جاری رکھنا ہے، اور یہ بات مسلمہ ہے کہ سنّت نبوی سے مراد وہ جملہ احادیث و روایات ہیں جو شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام سے امام الاولیاء حضرت علی المرتضیٰ ع پھر یکے بعد دیگرے بالاتصال اولیاء کرام کی وساطت سے سیّد العارفین شاہ سید محمد نوربخش رح تک پہنچی ہیں۔ نیز انہیں اولیاء کرام و مرشدین کے سلسلے سے منسلک بزرگوں کی تالیفات و تصنیفات یا اُن کے ماخذ سے جو کچھ انبیاء علیہم السلام، آئمہ طاہرین اور اولیاء اللہ کی سیرت کے طور پر حاصل ہوتا ہے وہی ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے،

مجموعہ شریعت محمدی کی حیثیت حاصل ہونے کی بنا پر کتاب "الفقہ الاحوط" مدرسہ ہٰذا کے نصاب میں شامل ہے اور اللہ کے فضل و کرم سے اس عظیم فقہی کتاب کی تدریس جاری ہے، چونکہ مذکورہ کتاب مارکیٹ میں نایاب ہو چکی تھی، منتظمین مدرسہ کیلئے اس کا حصول دشوار ہو گیا تھا۔ چنانچہ اس کی اشاعت کا مسئلہ مرکزی انجمن صوفیہ نوربخشیہ خپلو کے سامنے رکھا گیا اور باہمی صلاح و مشورے سے الفقہ الاحوط کے چوتھے ایڈیشن کی ذمہ داری (ادارہ) مدرسہ شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ سکردو (رجسٹرڈ) کو سونپی گئی، جس کے لئے ادارہ ہٰذا انجمن اور جناب مترجم کا مشکور ہے

الفقہ الاحوط کا پہلا ایڈیشن جناب علامہ محمد بشیر فاضل عربی و فاضلِ وفاقی

المدارس العربیہ پاکستان نے اُردو ترجمے کے ساتھ ۲۵ اگست ۱۹۷۳ء بمطابق ۲۵ رجب المرجب ۱۳۹۷ھ، کو ندوۃ اسلامیہ نوربخشیہ (رجسٹرڈ) کے زیراہتمام شائع کیا تھا، دوسرا ایڈیشن مرکزی انجمن صوفیہ نوربخشیہ خپلو کے زیراہتمام ۱۹۸۹ء میں منظرِ عام پر لایا گیا۔ اِس ایڈیشن میں جہاں پروف ریڈنگ کی باقی ماندہ خامیوں کو دور کیا گیا وہاں پہلے ایڈیشن میں شامل کیے گئے ذبح اور شکار کے احکام کو علیحدہ الگ کر دیا گیا ہے، کیونکہ یہ متن کا حصہ نہ تھے، البتہ ۱۱۵۶ھ میں لکھے گئے ایک قلمی نسخہ کے حاشیہ پر مندرج کلمات آذان کی تفصیل جو اکثر قلمی نسخوں میں موجود نہیں سے اِس حقیقت کے پیشِ نظر کہ اِس وقت اہلِ صوفیہ نوربخشیہ کے ہاں تواتر سے رائج چلی آرہی ہے اور بعد میں لکھے گئے چند قلمی نسخوں کے حواشی پر درج ہیں، اردو ترجمے کے ساتھ اس دوسرے ایڈیشن میں شامل کیا گیا، البتہ چونکہ یہ کلمات متن عربی کا حصہ نہیں ہیں اس لیے متن عربی کو خصوصی طور پر محفوظ کیا گیا۔

ادارہ مدرسہ شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ سکردو (رجسٹرڈ) نے اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ مرکزی انجمن صوفیہ نوربخشیہ خپلو کا شائع شدہ متفقہ ایڈیشن بغیر کسی تبدیلی یا نظرِ ثانی کے جوں کا توں شائع ہو، البتہ پڑھنے والوں کی دلچسپی کے لیے مصنف علیہ الرحمہ کی سوانح اور انکی تعلیمات پر مختصر تبصرہ پیش کیا جارہا ہے تاکہ قارئین اس عظیم کتاب کے سیاق و سباق کے متعلق مزید آگاہی سے ہمکنار ہو جائیں۔

مختصر احوال و آثار مصنف علیہ الرحمہ

سید محمد نوربخش قہستانیؒ ۱۴ شعبان المعظم ۷۹۵ھ کو ایران کے ایک شہر "قائن" میں پیدا ہوئے، اور ۷۴ سال کی عمر میں ۱۴ ربیع الاول ۸۶۹ھ میں ایران ہی کے مشہور شہر "رے" میں انتقال کر گئے آپ نے سات سال کی عمر

میں قرآن مجید حفظ کیا، مختصر سی مدت میں تمام علوم ظاہری و علوم باطنی میں عبور حاصل کیا روحانی تعلیم و تربیت کے لئے شیخ وقت خواجہ اسحاق ختلانیؒ کی مریدی اختیار کی، روحانی تربیت کی تکمیل اس وقت ہوئی جب حضرت خواجہ اسحاق ختلانیؒ نے ایک خواب کی بنا پر آپ کو نوربخش کا لقب دیا۔

شیخ محمد لاہجی اسیری اسے اس انداز میں بیان کرتا ہے،

"آمدہ از غیب نامش نوربخش،

"بود چون خورشید ہامش نوربخش"

آپ کا سلسلۂ نسب سترہ واسطوں سے حضرت موسیٰ کاظمؑ سے جا ملتا ہے کشف الحقائق میں آپ نے اپنی روحانی نسبت کو یوں ظاہر فرمایا ہے۔

فقیر الی اللہ محمد بن محمد بن عبداللہ بحسوی کی نسبت حضرت قطب الانام مخدوم علی الاطلاق، کامل و مکمل باستحقاق مرکز دائرہ، نفس و آفاق، خواجہ اسحاق (اللہ تعالیٰ اُن کی عمر دراز سے تمام مسلمانوں کو نفع پہنچائے) سے متصل ہے آپ کو حضرت سیادت مآبی قطب الاقطابی سلطان محققین، برہان العارفین، علی الثانی امیر کبیر سید علی ہمدانی سے۔ آنحضرت کو قدوۃ المرشدین، زبدۃ المتاخرین، کامل و مکمل، صمدانی شیخ محمود مزدقانی سے آنحضرت کو استاذ المرشدین، کہف المتکلمین، صادق صدیق حقانی شیخ علاء الدولہ سمنانی سے آنحضرت کو مرشد نشین ارشاد ملاذی شیخ نورالدین عبدالرحمٰن اسفرائنی سے آنحضرت کو مرشد حقانی شیخ احمد جوزجانی سے، آنحضرت کو قدوۃ الاولیا شیخ علی لالا سے آنحضرت کو سلطان الاصفیا شیخ نجم الدین کبریٰ سے۔ آنحضرت کو کامل ماہر شیخ عمار یاسر سے آنحضرت کو عارف محقق صمدانی شیخ ابونجیب سہروردی سے، آنحضرت کو مظہر تجلیات جمالی و جلالی شیخ احمد غزالی سے، آنحضرت کو مظہر الفقیر لایحتاج شیخ ابوبکر نساج سے آنحضرت کو عارف کامل ربانی شیخ ابوالقاسم گرگانی سے، آنحضرت کو مرشد عرفی شیخ ابوعثمان مغربی سے آنحضرت کو ہادی ہر طالب شیخ ابوعلی کاتبی سے، آنحضرت

کو مظہر تجلیات باری شیخ ابو علی رودباری سے، آنحضرت کو سید الطائف، استاد اہل الطریقت کہف ارباب حقیقت، قطب الاقطاب، فرد الافراد، شیخ ابو القاسم حضرت جنید بغدادی سے۔ آنحضرت کو کامل معتمد مصیب لا یخطی شیخ سری سقطی سے، آنحضرت کو کامل ومکمل بہ جمیع صفات موصوف شیخ معروف سے، آنحضرت کو امام الاتقیاء علی بن موسیٰ الرضا سے، آنحضرت کو عارف وعالم امام موسیٰ کاظم سے، آنحضرت کو حجۃ اللہ الناطق امام جعفر الصادق سے، آنحضرت کو عارف کامل وعالم باہو امام محمد الباقر سے، آنحضرت کو سلطان الکاملین امام زین العابدین سے، آنحضرت کو مظہر تجلیات ملک المجید امام حسین شہید سے، آنحضرت کو امام الہدیٰ علی المرتضیٰ سے آنحضرت کو خاتم الانبیاء خیر الوریٰ محمد المصطفیٰ صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین سے نسبت ہے۔

(کشف الحقائق صفحہ ۱۹، ۲۰)

شمس الدین محمد لاہجی اسیری کی شرح گلشن راز سے بھی بالکل اسی زنجیرۂ طریقت کی تصدیق ہوتی ہے۔

الفقہ الاحوط عربی لغت کی مشہور کتاب "المنجد" حصہ دوم مطبوعہ بیروت صفحہ ۵۴۲ کے مطابق الفقہ الاحوط میں سید محمد نوربخش نے سنی تعلیمات اور شیعی تعلیمات کے بین بین متوسط مسلک کو بیان کیا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ کی قربت حاصل کرنے کے لئے سید محمد نوربخش نے افراط وتفریط سے ہٹ کر ایک متوسط راہ کی نشاندہی فرمائی۔ پھر بھی آپ اُن جملہ مسلمانوں کا یکساں احترام کرنے کی تلقین فرماتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا "جنہوں نے اللہ تعالیٰ پر اسکے فرشتوں، کتابوں، رسولوں اور آخرت پر ایمان رکھنے کے ساتھ ساتھ اس بات کی شہادت دی کہ اللہ کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں، پھر نماز قائم کی ماہِ رمضان کے

روزے رکھے، مال دار ہونے پر زکوٰۃ ادا کی اور استطاعت حاصل ہونے پر حج بیت اللہ بجا لایا۔ کسی اہل ایمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ ایسے شخص کو کسی ایسی چیز کی بنا پر کفر سے منسوب کرے جسکا وہ عقیدہ رکھتا ہو۔ اور معاملے کی حقیقت کو نہ جانتا ہو اور وہ یہ گمان کرتا ہو کہ جو شخص ایسی عقیدت نہ رکھے وہ کافر ہے، تو یہ جہالت کے شکار حضرات کا عقیدہ ہے۔

(زیر نظر کتاب صفحہ ۱۱۸)

سید محمد نوربخش ؒ ایک بہت بڑے مجدد تھے جنکا محکم عقیدہ ہے کہ دین اسلام آنحضور حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حیات طیبہ میں مکمل ہو چکا ہے اور مسلمانانِ عالم کے متحد ہونے کا واحد طریقہ یہی ہے کہ بغیر کسی کمی بیشی کے جو کچھ شارع علیہ السلام کے دور میں رائج تھا اُسی کو فروعی مسائل اور اصول دین کے محور کے طور پر اپنایا جائے۔ نتیجتاً اُمت کے مابین اختلافات کا خاتمہ ہوگا۔ اور اہل عالم کے لئے یہی کچھ کافی ہے

آپ کا عزم صمیم تھا کہ دین اسلام سے بدعتوں کو ہٹایا جائے۔ آپ فرماتے ہیں۔ اَنَا مَامُوْرٌ بِرَفْعِ الْبِدَعِ عَنِ الشَّرِیْعَۃِ الْمُحَمَّدِیَّۃِ وَ اَحْیَا مَافِیْ زَمَانِہٖ ،، میں شریعت محمدیہؐ سے بدعتوں کو دور کرنے اور خود شارع علیہ السلام کے زمانے میں رائج احکام کے زندہ کرنے پر مامور ہوں۔

واضح ہوا کہ اُمتوں میں اختلافات اور مناقشات کی بُنیادی وجہ شریعت محمدیؐ میں بدعتوں کی آمیزش ہے۔

اسی کتاب الفقہ الاحوط میں آگے جا کر فرماتے ہیں " اِحتسابی کام بُرائی سے نیکی کا امتیاز کرنے والے نیکی کرنے والے اور بُرائی سے پرہیز کرنے والے کے ذِمّے بُرے افعال کا ارتکاب کرنے والے اور نیکی سے پرہیز کرنے والے کے حق میں فرض کفایہ ہے

(زیر نظر کتاب صفحہ ۲۱۰ - ۲۱۱)

مگر آپ نے مبلغ کے لئے یہ ضروری ٹھہرایا ہے کہ وہ تمام نفسی آلائشوں سے پاک ہو، وہ کسی ایسے مسئلے کے بارے میں رائے زنی کی جسارت نہ کرے جس پر اُمتِ اسلامیہ کا اتفاق نہ ہو اور نہ وہ ایسے مسئلے کے بارے میں لب کشائی کی جسارت کرے جس کی حقیقت کو وہ یقینی طور پر پہچان نہ سکتا ہو (زیرِ نظر کتاب صفحہ ۲۱)

بدقسمتی سے اس دور میں دیگراں رانصیحت خود را فضیحت کا سا سماں ہے۔ علماء کی اکثریت ذاتی اور دنیوی مفادات کو ملحوظ رکھ کر بات کرتی ہے، جس سے پند و نصائح بے اثر ہوتے جا رہے ہیں۔ پھر یہ بھی ایک المیہ ہے کہ ہر کس و ناکس بلاخوف و خطر ایسے مسائل کی بحث میں لگے رہتے ہیں جن سے اُمتِ مسلمہ کا اتحاد پارہ پارہ ہو سکتا ہے۔ جبکہ ایسے لوگوں کے ہاں درحقیقت اس قسم کے مسائل کو سمجھنے کی صلاحیت اور اہلیت بھی نہیں ہوتی۔ اور اُن کی اہلیت اس ذیل میں بالکل ناکافی ہوتی ہے سید محمد نوربخش ؒ نے عام لوگوں کو ایسے اختلافی مسائل میں الجھنے سے سختی سے منع فرمایا ہے، بلکہ آپ کا فتویٰ یہ ہے کہ ایسے معاملات (مسائل) کی تحقیق کے سلسلے میں کسی ایسی شخصیت کی طرف رجوع کرے جو عالمِ ربانی ہو بے لوث عمل کرنیوالا ہو قابلِ تعریف اخلاق کا حامل ہو اور قابلِ مذمت اخلاق سے بری ہو وہ شخصیت ایسی نہ ہو جو نفسانی رُجحان کا حامل اور جہالت کا شکار ہو۔ تنگ مزاج اور بے ادب ہو، ظاہری احوال کی قید میں بند ہو، اور نہ رسمی معاملات کی تقلید کرنے کی وجہ سے عصبیت کا شکار ہو۔ (زیرِ نظر کتاب صفحہ ۲۱)

سید محمد نوربخش ؒ بڑے وسیع النظر اور وسیع المشرب عالمِ ربانی تھے۔ آپ کی نظر میں ہر وہ شخص مُسلمان ہے جو رُو بقبلہ ہو کر نماز قائم کرتا ہے۔ اور ہر وہ شخص مومن ہے جو کبیرہ گناہوں سے بچا رہتا ہے، مگر علمِ دین کی پہچان کے لئے شرط عائد کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ علماء سے مُراد صرف اُن علمائے ربانیین کو لیں جن کی علامت خُدا ترس، پاکباز، عبادت گذار ہونے کے علاوہ نہ صرف علمی سرگرمیوں میں منہمک رہنا ہے

بلکہ یہ بھی دیکھا جائے کہ وہ بدکاروں کی صحبت سے بھی الگ رہتے ہوں۔

آپ چھوٹے چھوٹے مسائل میں مخصوص طرز پر اصرار کرنے کے حق میں نہیں ہیں۔ مثلاً آپ کے ہاں حالتِ قیام میں اہل التشیع اور مالکیوں کی طرح ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا بھی جائز ہے اور دیگر اہل سنن کی طرح ناف کے نیچے یا ناف کے اوپر اور چھاتی سے نیچے ہاتھوں کو باندھ کر رکھنا بھی روا ہے مگر شرط یہی ہے کہ رُخ قبلہ کی طرف ہو۔ اور قلب قبلۂ حقیقی کی طرف متوجّہ ہو۔ اسیطرح وضو میں پیروں کے صاف ہونے کی صورت میں اہل التشیع کیطرح مسح کرنے کی اجازت اور ناپاک و غلیظ ہو جانے کی صورت میں آپ نے اُن کا دھونا مناسب قرار دیا ہے۔

چند وضاحتیں

شاہ سید علیہ الرحمہ نے الفقہۃ الاحوط کے افتتاحیہ کلمات میں یہ جو فرمایا ہے کہ وَ اُبَیِّنَ الشَّرِیْعَۃَ الْمُحَمَّدِیَّۃَ کَمَا کَانَتْ فِیْ زَمَانِہٖ مِنْ غَیْرِ زِیَادَۃٍ وَّ نُقْصَانٍ، —

یہ درست اور نفس الامر کے عین مطابق فرمان ہے۔ اس بات پر سطحی ذہن رکھنے والے افراد کی طرف سے بظاہر یہ اشکال پیدا کیا جاسکتا ہے کہ یہ کیسے ممکن امر ہے کہ نوی صدی ہجری والا کوئی فردِ بشر یہ اعلان کر بیٹھے کہ میں شریعت محمدیہ کو بلاکم و کاست بیان کرتا ہوں۔

شاہ سید علیہ الرحمہ کی مُراد یہ نہیں کہ انہوں نے براہِ راست اور بلا کسی واسطے کے شریعت محمدیہ کو عہد نبوی والی اصل صورت میں پیش کیا ہے۔ بلکہ اُنکی مراد یہ ہے کہ انہوں نے شریعت محمدیہ کو بلاکم و کاست عہد نبوی کی مو بمو پیش کرنے کی سعادت سلسلۃُ الذہب کے اولیائے مرشدین اور آئمہ کرام علیہم السلام کے واضح ترین تواتر سندی بالاتصال یداً بید کی صورت میں حاصل کی ہے۔ چنانچہ جملہ اہل علم اور عالم اسلام پر یہ امر پوشیدہ نہیں کہ الفقہۃ الاحوط میں مندرج فروعی مسائل ان احکام شرعیہ اور شریعت محمدیہ کا مجموعہ ہیں۔ جو مدینۃُ العلم نبیِ رحمت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دائمی صحبت اور خصوصی تربیت وغیرہ سے

نتیجے میں اُن سے براہِ راست بابِ مدینۃ العلم آدمُ الاولیاء امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کے سینۂ انور میں پہنچا۔

پھر یہ مجموعۂ شریعت محمدیہ اُنؑ سے براہِ راست حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام اور حضرت امام حسین شہید کربلا علیہ السلام کے منور سینوں میں پہنچا۔

پھر یہ مجموعۂ شریعت محمدیہ امام حسین علیہ السلام سے براہِ راست حضرت امام علی زین العابدین علیہ السلام کے سینۂ انور میں پہنچا۔

پھر یہ مجموعۂ شریعت محمدیہ اُنؑ سے براہِ راست حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے سینۂ انور میں پہنچا۔

پھر یہ مجموعۂ شریعت محمدیہ اُنؑ سے براہِ راست حضرت امام محمد جعفر صادق علیہ السلام کے سینۂ انور میں پہنچا۔

پھر یہ مجموعۂ شریعت محمدیہ اُنؑ سے براہِ راست حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے سینۂ انور میں پہنچا۔

پھر یہ مجموعۂ شریعت محمدیہ اُنؑ سے براہِ راست حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے سینۂ انور میں پہنچا۔

پھر یہ مجموعۂ شریعت محمدیہ اُنؑ سے براہِ راست اُن کے دربان اور خلیفہ مجاز حضرت معروف کرخی علیہ الرحمہ کے سینۂ علم میں پہنچا۔

پھر یہ مجموعۂ شریعت محمدیہ اُنؒ سے براہِ راست حضرت شیخ سری سقطی علیہ الرحمہ کے سینۂ علم میں پہنچا۔

پھر یہ مجموعۂ شریعت محمدیہ اُنؒ سے براہِ راست امام تصوف سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ کے سینۂ علم میں پہنچا۔

پھر یہ مجموعۂ شریعت محمدیہ اُنؒ سے براہِ راست حضرت ابوذر رودباری علیہ الرحمہ کے سینۂ علم میں پہنچا۔

پھر یہ مجموعۂ شریعت محمدیہ اُنؒ سے براہِ راست حضرت شیخ ابوعلی کاتب علیہ الرحمہ کے سینۂ علم میں پہنچا۔

پھر یہ مجموعۂ شریعت محمدیہ اُنؒ سے براہِ راست حضرت شیخ ابوعثمان مغربی علیہ الرحمہ کے سینۂ علم میں پہنچا۔

پھر یہ مجموعۂ شریعت محمدیہ اُنؒ سے براہِ راست حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی علیہ الرحمہ کے سینۂ علم میں پہنچا۔

پھر یہ مجموعۂ شریعت محمدیہ اُنؒ سے براہِ راست حضرت شیخ ابوبکر نساج علیہ الرحمہ کے سینۂ علم میں پہنچا۔

پھر یہ مجموعۂ شریعت محمدیہ اُنؒ سے براہِ راست حضرت شیخ احمد غزالی علیہ الرحمہ کے سینۂ علم میں پہنچا۔
پھر یہ مجموعۂ شریعت محمدیہ اُنؒ سے براہِ راست حضرت شیخ ابو نجیب
سہروردی علیہ الرحمہ کے سینۂ علم میں پہنچا۔
پھر یہ مجموعۂ شریعت محمدیہ اُنؒ سے براہِ راست حضرت شیخ عمار یاسر بدلیسی
علیہ الرحمہ کے سینۂ علم میں پہنچا۔
پھر یہ مجموعۂ شریعت محمدیہ اُنؒ سے براہِ راست حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ
علیہ الرحمہ کے سینۂ علم میں پہنچا۔
پھر یہ مجموعۂ شریعت محمدیہ اُنؒ سے براہِ راست حضرت شیخ علی لالا
غزنوی علیہ الرحمہ کے سینۂ علم میں پہنچا۔
پھر یہ مجموعۂ شریعت محمدیہ اُن سے براہِ راست حضرت شیخ احمد ذاکر جُرجانی
علیہ الرحمہ کے سینۂ علم میں پہنچا۔
پھر یہ مجموعۂ شریعت محمدیہ اُنؒ سے براہِ راست حضرت شیخ عبدالرحمٰن اسفرائنی
علیہ الرحمہ کے سینۂ علم میں پہنچا۔
پھر یہ مجموعۂ شریعت محمدیہ اُنؒ سے براہِ راست حضرت شیخ علاؤالدّین سمنانی علیہ الرحمہ کے سینۂ علم میں پہنچا۔
پھر یہ مجموعۂ شریعت محمدیہ اُنؒ سے براہِ راست حضرت شیخ محمود مزدقانی علیہ الرحمہ کے سینۂ علم میں پہنچا۔
پھر یہ مجموعۂ شریعت محمدیہ اُنؒ سے براہِ راست حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی علیہ الرحمہ کے سینۂ علم میں پہنچا۔
پھر یہ مجموعۂ شریعت محمدیہ اُنؒ سے براہِ راست حضرت خواجہ اسحاق ختلانی علیہ الرحمہ کے سینۂ علم میں پہنچا۔
پھر یہ مجموعۂ شریعت محمدیہ اُنؒ سے براہِ راست جناب سیّد العارفین غوث المتاخرین
حضرت شاہ سید محمد نور بخش قہستانی علیہ الرحمہ کے سینۂ علم میں پہنچا۔

عظیم کارنامہ

عہد نبوی ﷺ میں رائج شریعت محمدیہ ہو بہو مزکورہ سلسلۃ الزہب کے جملہ بزرگان دین، اہل کرامات اولیائے کرام اور آئمہ عظام علیہم السلام کے منور سینوں میں یکے بعد دیگرے سینہ بسینہ منتقل ہوئی جب وہ جناب سید العارفین حضرت شاہ سید محمد نور بخش موسوی قہستانی علیہ الرحمہ کے خزانہ علم سینہ منور میں پہنچی تو انہوں نے ایک اشارہ غیبی اور الہام ربانی کے تحت اپنے سینۂ علم سے اُسے صفحۂ قرطاس پر منتقل کرنے کا عظیم کارنامہ سرانجام دیا —— چنانچہ اس اشارہ غیبی اور الہام ربانی کا ظہار انہوںؒ نے الفقہ الاحوط کے افتتاحی کلمات میں "اِنّ اللّٰہ اَمَرَنِی الخ" کے الفاظ سے کیا ہے —— یہیں سے مجموعہ شریعت محمدیہ سینہ بسینہ منتقل ہونے کے ساتھ ساتھ صفحہ کاغذ کی بھی زینت بن گیا۔ جب یہ مجموعہ شریعت محمدیہ کاغذ پر منتقل ہوا تو شاہ سید علیہ الرحمہ نے اس مجموعے کو الفقہ الاحوط کا نام دیا۔ چونکہ مستقبل کے ممکنہ معنوی نشیب و فراز کے مدنظر شریعت محمدیہ کے مجموعہ کو کتاب الفقہ الاحوط کی صورت میں منظر عام پر لانے کا عظیم کارنامہ شاہ سیّد محمد نور بخش علیہ الرحمہ نے انجام دیا۔ لہٰذا فروعی احکام میں اس عظیم فقہی کتاب پر عمل پیرا رہنے والے اہل صوفیہ کی روش "روش نور بخشی" کہلایا جانے لگا۔

نور بخشی عوام جناب شاہ سیّد علیہ الرحمہ کو ظاہری لحاظ سے مجتہد بھی کہتے ہیں مگر درحقیقت وہ اجتہاد ظاہری کے مقام سے بڑھ کر ایک عظیم اور بلند ترین معنوی مقام پر فائز تھے۔ مشائخ صوفیہ کے زمرے میں مرشد کامل ہونے کے ساتھ ساتھ اُنؒ کے نام کا سلسلہ بھی جاری رہا ہے۔

(ماخوذ مجموعہ شریعت محمدیہ، از علامہ محمد بشیر (بشکریہ نوائے صوفیہ)

مہتمم

مدرسہ شاہ ہمدان

صوفیہ نوربخشیہ سکردو (رجسٹرڈ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بَعَثَ الْاَنْبِیَاءَ وَالْمُرْسَلِیْنَ مُبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ لِلْاُمَمِ وَخَتَمَھُمْ بِنَبِیِّنَا وَ رَسُوْلِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَمَّا بَعْدُ فَاعْلَمْ اَیُّھَا الْوَلَدُ الْقَابِلُ الْعَادِلُ الْعَالِمُ الْفَاضِلُ الْمُکَاشِفُ الْوَاصِلُ الْمُرْشِدُ الْکَامِلُ رَزَقَکَ اللّٰہُ کَمَالَ الْمَعْرِفَۃِ فِیْ حَقَائِقِ الْاَشْیَاءِ شَرِیْعَۃً وَّطَرِیْقَۃً وَّحَقِیْقَۃً اَنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِیْ اَنْ اَرْفَعَ الْاِخْتِلَافَ مِنْ بَیْنِ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اَوَّلاً فِی الْفُرُوْعِ وَ اُبَیِّنَ الشَّرِیْعَۃَ الْمُحَمَّدِیَّۃَ کَمَا کَانَتْ فِیْ زَمَانِہٖ مِنْ غَیْرِ زِیَادَۃٍ وَّنُقْصَانٍ وَّثَانِیًا فِی الْاُصُوْلِ مِنْ بَیْنِ الْاُمَمِ وَکَافَّۃِ اَھْلِ الْعَالَمِ فَشَرَعْتُ فِیْہِ بِالتَّسْھِیْلِ وَھُوَ حَسْبِیْ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ۔

ترجمہ :۔ ہر چیز کی ابتداء بڑے مہربان رحم کرنے والے اللہ کے نام سے ہے۔

تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے نبیوں اور رسولوں کو جملہ اُمت کے لئے فرمانبرداری کی صورت میں خوشخبری سنانے والے اور نافرمانی کی صورت میں عذاب الٰہی سے ڈرانے والے بنا کر بھیجا اور ہمارے نبی اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت پر انبیاء علیہم السّلام کے سلسلہ بعثت کو ختم کیا۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد آگاہ رہیے۔ اے میرے قابل، صاحب عدل، علم والے، فضیلت والے، اسرار کے کھولنے والے، حق کی رسائی والے، ہدایت کرنے والے، باکمال بیٹے اللہ تجھے شریعت، طریقت اور حقیقت تینوں میں جملہ چیزوں کی حقیقتوں کی پوری پہچان عطا کرے کہ اللہ پاک نے مجھے اس بات پر مامور کیا کہ میں پہلے پہل اس اُمّت کے آپس میں موجودہ فروعی اختلاف کو دُور کروں اور محمدی شریعت کو کسی قسم کی کمی یا اضافے کے بغیر اس طرح بیان کروں، جس طرح سے یہ شریعت خود شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں رائج تھی اور بار دیگر سب اُمتوں اور تمام دنیا والوں کے آپس میں موجود اصولی اختلاف کو دُور کروں۔ چنانچہ آسان انداز کے ساتھ میں نے اس بارے میں آغاز کار کیا۔ اللہ میرے لئے کافی ہے اور وہی بہتر کارساز ہے۔

بَابُ الطَّهَارَةِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ قَدَّمَ التَّوْبَةَ عَلَى التَّطَهُّرِ لِاَنَّهَا طَهَارَةٌ بَاطِنِيَّةٌ حَقِيْقِيَّةٌ وَهٰذِهٖ طَهَارَةٌ ظَاهِرِيَّةٌ مَجَازِيَّةٌ فَعَبَّرَ بِالتَّطَهُّرِ عَنْهَا وَقَالَ اَيْضًا يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ؕ

طہارت کا بیان

ترجمہ:۔ فرمان خداوندی ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ الایۃ

یقیناً اللہ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور وہ پاک رہنے والوں کو چاہتا ہے۔ خداوند عالم نے توبہ کو طہارت پر مقدم رکھا کیونکہ توبہ حقیقی معنوں میں اندرونی پاکی کا نام ہے اور یہ طہارت مجازی طور پر ظاہری پاکی ہے۔ چنانچہ اللہ پاک نے اس ظاہری پاکی کی تعبیر لفظ تطہر سے کی ہے۔ نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اے ایمان والو جب تم نماز کے ارادے سے کھڑے ہو جاؤ تو اپنے منہ کو اور کہنیوں سمیت ہاتھوں کو دھو ڈالو اور اپنے سروں کا اور ٹخنوں سمیت پیروں کا مسح کیا کرو۔ اگر تم کو جنابت لاحق ہو جائے تو خوب پاکی حاصل کرو۔ اگر تم بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا تم میں سے کوئی رفع حاجت کرکے آئے یا

تم اپنی بیویوں سے ازدواجی رابطہ قائم کرو پھر تم کسی پانی کو نہ پاسکو تو پاک مٹی سے تیمم کیا کرو اور اس پاک مٹی سے اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ تم پر کسی مشقت کو مسلط کرنا نہیں چاہتا بلکہ وہ تم کو پاک کرنا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کرنا چاہتا ہے تاکہ تم اس کی نعمتوں کا شکر بجالاؤ۔

فَالطَّهَارَةُ الظَّاهِرِيَّةُ عَلٰى نَوْعَيْنِ صُغْرٰى وَكُبْرٰى فَفِى الصُّغْرٰى وَجَبَتْ لِنِيَّةٍ وَهِيَ اَنْ تَقُوْلَ فِيْ قَلْبِكَ اَتَوَضَّأُ لِرَفْعِ الْحَدَثِ وَاسْتِبَاحَةِ الصَّلٰوةِ لِوُجُوْبِهِ قُرْبَةً اِلَى اللهِ وَاِنْ جَرَتْ عَلٰى لِسَانِكَ مَعَ الْقَلْبِ فَصَوَابٌ وَغَسْلُ الْوَجْهِ وَهُوَ مِنْ بِدَايَةِ الْجَبْهَةِ اِلٰى نِهَايَةِ الذَّقَنِ وَمَا بَيْنَ الْاُذُنَيْنِ مِنْ مَنْبَتِ شَعْرِ اللِّحْيَةِ اِلٰى مَنْبَتِ اٰخَرَ بِاَيِّ طَرِيْقٍ تُرِيْدُ غَسْلَهُ بِيَدٍ اَوْ بِيَدَيْنِ اَوْ بِاِفَاضَةِ الْمَاءِ مِنْ وِعَاءٍ اَوْ غَيْرِهٖ وَاعْلَمْ اَنَّ تَخْلِيْلَ اللِّحْيَةِ لِاسْتِيْعَابِهَا فَاِنْ تَيَقَّنْتَ بِالْاِسْتِيْعَابِ فَلَا حَاجَةَ اِلٰى تَخْلِيْلِهَا وَغَسْلُ الْيَدَيْنِ بِاَيِّ طَرِيْقٍ تُرِيْدُهٗ مِنْ رُءُوْسِ الْاَصَابِعِ اِلَى الْمَرَافِقِ اَوْ بِالْعَكْسِ مَعَ اِدْخَالِ الْمَرَافِقِ فِيْهِ وَمَسْحُ الرَّأْسِ بِاَيِّ قَدْرٍ كَانَ مَرَّةً وَّاحِدَةً وَمَسْحُ الرِّجْلَيْنِ اَوْ غَسْلُهُمَا اِلَى الْكَعْبَيْنِ لِعُمُوْمِ بَلْوَى الْمُسْلِمِيْنَ بِتَعَسُّرِ صِيَانَةِ الرِّجْلِ مِنْ رَشَاشِ الْاِسْتِنْجَاءِ وَغَيْرِهٖ وَالتَّرْتِيْبُ كَمَا وَرَدَ فِي النَّصِّ مُتَضَمِّنًا لِلتَّيَامُنِ وَالْمُوَالَاتُ بِلَا اِفْرَاطٍ وَّتَفْرِيْطٍ اَعْنِيْ اِذَا اشْتَغَلْتَ فِيْ اَثْنَاءِ الْوُضُوْءِ بِاَمْرٍ اَجْنَبِيٍّ بِلَا ضَرُوْرَةٍ وَتَمَادٰى ثُمَّ تَرْجِعُ اِلَى الْوُضُوْءِ فَيَجِبُ الْاِسْتِيْنَافُ وَالْاِكْمَالُ ط

ترجمہ

ظاہری طہارت کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) صغریٰ (وضو) (۲) کبریٰ (غسل)۔

طہارت صغریٰ (وضو) کی انجام دہی کی صورت میں یہ چیزیں واجب ہیں (۱) نیت:۔ نیت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آپ دل میں تصور کرکے کہیے اَتَوَضَّأُ لِرَفْعِ الْحَدَثِ الخ میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر ناپاکی کو دور کرنے کے لئے اور نماز کو جائز بنانے کی غرض سے وضو کرتا ہوں اگر نیت کے یہ الفاظ دل میں متصور ہونے کے ساتھ ساتھ زبان پر بھی جاری ہوں تو بہتر صورت ہے (۲) منہ کا دھونا۔

یہ دھونا پیشانی کی ابتداء سے لے کر ٹھوڑی کی انتہا تک اور کانوں کے درمیان ڈاڑھی کے بال اُگنے کی ایک جانب کے مقام سے لے کر دوسری جانب کے مقام تک جس طریقے سے چاہے ادا ہے۔ ایک ہاتھ سے دونوں ہاتھوں سے، کسی برتن سے پانی بہاکر یا کسی اور طریقے سے دھو ڈالے۔ واضح رہے کہ ڈاڑھی کا خلال کرنا دھونے میں اسے پوری طرح ڈھانپ لینے کی غرض سے ہے۔ اگر آپ کو اس کے پورے احاطے کا یقین ہو جائے تو خلال کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

۳۔ ہاتھوں کا دھونا۔ جس طریقے سے چاہے دھوئے کہنیوں کو دھونے میں شامل کر کے انگلیوں کے سرے سے شروع کر کے کہنیوں کی طرف کو یا کہنیوں سے شروع کر کے انگلیوں کے سروں کی طرف کو دھو ڈالے۔

۴۔ جتنی مقدار پہ ہو ایک ہی مرتبہ سر کا مسح کرنا

۵۔ ٹخنوں سمیت پیروں کا مسح کرنا یا پیر کو استنجا کی چھینٹوں وغیرہ سے بچانے کی دشواری کی بناء پہ مسلمانوں کی عام ابتلاء کی صورت میں ٹخنوں سمیت پیروں کا دھونا

۶۔ راست اعضاء کو پہلے لیتے ہوئے نص قرآنی میں وارد شدہ ترتیب کا لحاظ رکھنا۔

۷۔ کسی قسم کی زیادتی اور کمی کے بغیر موالات کا لحاظ رکھنا۔ مطلب یہ ہے کہ اگر آپ وضو کی بجا آوری کے دوران کسی ضرورت کے بغیر کسی اجنبی کام میں لگ جائے اور وقفہ کر دے پھر وضو کی انجام دہی کی طرف واپس آئے تو ایسی صورت میں از سر نو وضو کرنا واجب ہے ورنہ نہیں۔

وَاَمَّا سُنَنُهَا فَالْمَضْمَضَةُ وَالْاِسْتِنْشَاقُ وَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِغَرْفَةٍ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ وَيَجُوْزُ الْمُبَالَغَةُ فِيْهِمَا مِنْ غَيْرِ الصَّوْمِ وَتَكْرَارُ غَسْلِ الْوُجُوْهِ وَالْيَدَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَلَا يَتَجَاوَزُ مِنْ ثَلَاثٍ وَالسِّوَاكُ طُوْلًا وَّعَرْضًا اِنْ وَّسِعَ الْوَقْتُ وَاِنْ ضَاقَ فَاَحَدُهُمَا وَيَجُوْزُ بِكُرْبَاسٍ خَشِنٍ اَوْ بِالْاَصَابِعِ اِنْ لَمْ يَحْضُرِ الْخَشَبِيُّ وَالْبَسْمَلَةُ فِى الْاِبْتِدَاءِ وَاِنْ نَسِيَتْ فَفِى الْاَثْنَاءِ وَاسْتِيْعَابُ الرَّاسِ بِالْمَسْحِ فِى الْاَزْمِنَةِ وَالْاَمْكِنَةِ الْحَارَّةِ وَمَسْحُ ظَاهِرِ الْاُذُنَيْكِ وَتَخْلِيْلُ بَاطِنِهِمَا وَمَسْحُ الرَّقَبَةِ فِى الرِّيَاحِ لِدَفْعِ الْغُبَارِ بِبَلَلٍ مَا تَقَدَّمَ وَاَنْ لَّا يَسْتَعِيْنَ فِى الْوُضُوْءِ

بِغَيْرِكَ إِلَّا لِضَرُورَةٍ وَتَرْكُ التَّمَنْدُلِ إِنْ لَمْ تَخَفْ مِنَ الْغُبَارِ وَلُصُوقِ مَا لَمْ تَتَيَقَّنْ بِطَهَارَتِهِ مِنَ الْأَرْضِ وَالْحَصِيرِ وَالْبَوَارِي لِأَنَّ يُبْسَهَا طُهْرُهَا وَإِلَّا فَتَمَنْدَلْ وَأَنْ تَقُولَ بَعْدَ النِّيَّةِ عِنْدَ غَسْلِ الْوَجْهِ اللّٰهُمَّ بَيِّضْ وَجْهِي بِنُورِ مَعْرِفَتِكَ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهُ أَوْلِيَائِكَ وَتَسْوَدُّ وُجُوهُ أَعْدَائِكَ وَعِنْدَ الْيَدِ الْيُمْنَى اللّٰهُمَّ أَعْطِنِي كِتَابِي بِيَمِينِي وَحَاسِبْنِي حِسَابًا يَسِيرًا وَعِنْدَ الْيَدِ الْيُسْرَى. اللّٰهُمَّ لَا تُعْطِنِي كِتَابِي بِشِمَالِي وَلَا مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي وَعِنْدَ مَسْحِ الرَّأْسِ. اللّٰهُمَّ غَشِّنِي رَأْسِي بِرَأْفَتِكَ وَرَحْمَتِكَ وَظَلِّنِي تَحْتَ ظِلَالِ عَرْشِكَ وَعِنْدَ الرِّجْلَيْنِ اللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمَيَّ عَلَى الصِّرَاطِ يَوْمَ تَثْبُتُ فِيهِ الْأَقْدَامُ وَتَزِلُّ فِيهِ الْأَقْدَامُ وَغَيْرُهَا مِنَ الْأَدْعِيَةِ الْمُنَاسِبَةِ الَّتِي تُرِيدُ۔

ترجمہ: وضو کے مسنون افعال

(۱) کلی کرنا (۲) ناک میں پانی ڈالنا۔ یہ دونوں کام ایک چلو پانی سے ایک ہی مرتبہ یا دو مرتبہ کرے۔ روزے کی حالت کے سوا دونوں صورتوں میں مبالغہ سے کام لینا جائز ہے (۳) منہ اور ہاتھوں کا مکرر دھونا مگر یہ کام تین مرتبہ سے تجاوز نہ کر جائے (۴) لمبائی اور چوڑائی میں دانتوں کا مسواک کرنا۔ بشرطیکہ وقت میں گنجائش ہو۔ اگر وقت تنگ ہو تو ایک صورت کو اختیار کرنا اگر لکڑی کی مسواک نہ ہو تو کھردرے کپڑے یا انگلیوں سے مسواک کرنا جائز ہے (۵) وضو کے شروع شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا پڑھنا۔ اگر شروع میں اس کا پڑھنا بھول جائے تو اس کے دوران پڑھنا (۶) گرم علاقوں اور گرمی کے زمانے میں سر کو مسح کرنے کے ساتھ پوری طرح ڈھانپ لینا۔ (۷) کانوں کے ظاہری حصے کا مسح کرنا اور اندرونی حصے کا خلال کرنا۔ (۸) ہوائیں چلنے کی صورت میں گرد کو ہٹانے کی خاطر سابقہ تری سے گردن کا مسح کرنا (۹) سوائے کسی ضرورت پڑنے کے وضو کرنے میں کسی دوسرے سے مدد طلب کرنا۔ (۱۰) رومال کا استعمال چھوڑ دینا بشرطیکہ گرد کے لگ جانے اور اس چیز کے پیوست ہو جانے کا خوف نہ ہو۔ جس کی پاکی میں آپ کو یقین نہیں جیسے زمین چٹائی اور بوریاں۔ یہ شرط اس لئے ہے کہ ان چیزوں کا خشک ہونا تو ان کے لئے باعث پاکی ہے۔ اگر معاملہ اسی قسم کے اندیشے سے خالی نہ ہو تو پھر رومال استعمال کرے (۱۱) نیت کرنے کے بعد منہ دھوتے وقت اس دعا کا پڑھنا اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ وَجْھِیْ الخ پروردگار اپنی معرفت کے نور سے میرا چہرہ روشن کر۔

جس دن کہ تو اپنے دوستوں کے چہروں کو روشن اور اپنے دشمنوں کے چہروں کو سیاہ بنائیگا (۱۲) دائیں ہاتھ کو دھوتے وقت اس دعا کا پڑھنا اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِی کِتَابِی الخ پروردگار مجھے میرا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں عطا فرما اور میرا محاسبہ آسان حساب کی صورت میں فرما (۱۳) بائیں ہاتھ کو دھوتے اس دعا کا پڑھنا اَللّٰھُمَّ لَا تُعْطِنِی کِتَابِی الخ پروردگار! مجھے میرا اعمالنامہ بائیں ہاتھ میں عطا نہ فرما اور نہ ہی میری پیٹھ کے پیچھے سے۔ (۱۴) سر کا مسح کرتے وقت اس دعا کا پڑھنا اَللّٰھُمَّ غَشِّنِی الخ پروردگار! اپنی رحمت اور مہربانی سے میرا سر ڈھانپ لے اور اپنے عرش کے سایوں تلے مجھے چھاؤں عطا فرما۔ (۱۵) پیروں کا مسح بجالاتے وقت اس دعا کا پڑھنا اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَدَمَیَّ الخ پروردگار پل صراط پر میرے قدموں کو ثابت رکھ اس دن کہ تو بہت سے قدموں کو ثابت رکھیگا اور بہت سے قدموں کو پھسلا دے گا۔ ان کے علاوہ جن مناسب دعاؤں میں سے پڑھنا چاہے ان کا پڑھنا۔

وَفِی الْکُبْرٰی وَجَبَتِ النِّیَّۃُ وَھِیَ اَنْ تَقُوْلَ فِیْ قَلْبِکَ اَغْتَسِلُ لِرَفْعِ حَدَثِ الْجَنَابَۃِ وَاسْتِبَاحَۃِ الصَّلٰوۃِ لِوُجُوْبِہٖ قُرْبَۃً اِلَی اللّٰہِ وَاِنْ جَرَتْ عَلٰی لِسَانِکَ مَعَ الْقَلْبِ فَصَوَابٌ وَغَسْلُ جَمِیْعِ بَدَنِکَ بِالْاِسْتِیْعَابِ تَحْتَ کُلِّ شَعْرَۃٍ وَالتَّرْتِیْبُ وَھُوَ اَنْ تَصُبَّ الْمَاءَ عَلَی الرَّاْسِ ثُمَّ عَلَی الْجَانِبِ الْاَیْمَنِ ثُمَّ عَلَی الْجَانِبِ الْاَیْسَرِ وَالْمُوَالَاتُ وَاِنْ غَمَسْتَ فِی الْمَاءِ مُسْتَوْعِبًا تَحْتَ کُلِّ شَعْرَۃٍ سَقَطَ التَّرْتِیْبُ وَحَصَلَتِ الْمُوَالَاتُ بِلَا کُلْفَۃٍ۔

ترجمہ:-

طہارت کبریٰ (غسل) میں یہ چیزیں واجب ہیں (۱) نیت۔ اس کی صورت یہ ہے کہ دل میں کہے اَغْتَسِلُ الخ میں قرب الٰہی کے حصول کی خاطر جنابت کی ناپاکی کو دور کرنے کے لئے نیز نماز کے درست ہونے کے واسطے واجب ہونے کی وجہ سے غسل کرتا ہوں۔ اگر یہی نیت دل کے ساتھ زبان پر جاری ہو تو بہتر ہے (۲) ہر ایک بال کے نیچے پانی پہونچانے کیساتھ پورے بدن کا دھونا (۳) ترتیب۔ اس کی صورت یہ ہے کہ پہلے سر پہ پانی بہا دے پھر دائیں طرف اس کے بعد بائیں طرف پانی بہاوے (۴) موالات۔ اگر آپ ہر ایک بال کی جڑ تک پانی پہنچانے کی حالت میں پانی کے اندر ڈبکی لگا دے تو ترتیب ساقط ہوجاتی ہے اور کسی قسم کی مشقت کے بغیر موالات کا حصول ہوتا ہے۔

وَسُنَنُھَا فِی الْاَوَّلِ غَسْلُ الْیَدَیْنِ اِلَی الزَّنْدَیْنِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَالْمَضْمَضَۃُ وَالْاِسْتِنْشَاقُ وَالْبَسْمَلَۃُ وَفِی الْاَثْنَاءِ تَخْلِیْلُ بَاطِنِ الْاُذُنَیْنِ وَغَسْلُ الْاَعْضَاءِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَالدَّلْکُ

فِي كُلِّ عُضْوٍ تُقَدِّرُ بِيَدِكَ عَلَى دَلْكِهِ وَفِي الْآخَرِ تَخْلِيلُ أَصَابِعِ الرِّجْلَيْنِ -

وَأَمَّا قَبْلَ الطَّهَارَةِ الصُّغْرَى وَالْكُبْرَى وَجَبَتِ الْاِسْتِنْجَاءُ وَالْاِسْتِبْرَاءُ بِالْمَاءِ وَاعْلَمْ أَنَّ اسْتِعْمَالَ الْمَدَرِ وَالْحَجَرِ قَبْلَ الْمَاءِ سُنَّةٌ لِتَخْفِيفِ التَّلَوُّثِ لَا لِلتَّنْظِيفِ وَلَا لِلتَّطْهِيرِ وَلَا يَنْحَصِرُ عَلَى عَدَدٍ وَإِنْ كَانَ عَلَى ظَاهِرِ بَدَنِكَ تَلَوُّثٌ وَجَبَتْ إِزَالَتُهُ وَوَجَبَ فِي الْخَلَاءِ أَنْ لَا تَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرَهَا وَأَنْ لَا تَقْضِيَ الْحَاجَةَ فِي الْمَاءِ جَارِيًا كَانَ أَوْ رَاكِدًا إِلَّا فِي الْبَحْرِ فَإِنَّهُ ضَرُورَةٌ وَأَنْ تَسْتُرَ الْعَوْرَةَ مِنَ النَّاسِ ط

وَسُنَّتُهُ أَنْ لَا تَقْضِيَ الْحَاجَةَ عَلَى شَفِيرِ بِئْرِ الْمَاءِ وَلَا عَلَى طَرَفَيْهَا وَلَا عَلَى طَرِيقِ نَهْرٍ يُشْرَبُ مِنْهُ وَلَا تَحْتَ شَجَرَةٍ تُسْتَظَلُّ وَلَا شَجَرَةٍ مُثْمِرَةٍ وَلَا فِي الْمَقْبَرَةِ وَلَا فِي الطُّرُقِ وَالسِّكَكِ وَلَا عَلَى طَرَفَيْهَا وَلَا فِي النَّادِي وَلَا فِي الْجُحْرَةِ وَأَنْ لَا تَسْتَقْبِلَ الرِّيَاحَ وَلَا الصَّعِيدَ وَلَا الْمُتَصَلِّبَ مِنَ الْأَرْضِ لِئَلَّا يَنْحَدِرَ إِلَيْكَ وَلَا يَتَرَشَّشَ وَأَنْ تَحْفِرَ الْأَرْضَ وَتُلَيِّنَهَا بِقَدْرِ الْحَاجَةِ وَأَنْ لَا تَسْتَقْبِلَ الشَّمْسَ وَلَا الْقَمَرَ وَلَا الْكَوَاكِبَ الْمُتَعَيِّنَةَ إِنْ كُنْتَ فِي الْفَضَاءِ وَتَيَسَّرَ وَإِنْ لَمْ يَتَيَسَّرْ تَحْجُبُ الْعَوْرَةَ بِسَاتِرٍ مِنْ نُورِهَا وَأَمَّا فِي الْجُدْرَانِ فَلَا بَأْسَ بِهِ وَأَنْ تَصُبَّ الْمَاءَ بِالْيَدِ الْيُمْنَى وَتَغْسِلَ الْعَوْرَةَ بِالْيَدِ الْيُسْرَى إِلَّا بِضَرُورَةٍ وَأَنْ تَمْشِيَ قَبْلَ الْاِسْتِبْرَاءِ خُطُوَاتٍ أَوْ أَكْثَرَ إِنْ تَيَسَّرَ وَأَنْ تَتَنَحْنَحَ وَأَنْ لَا تَصُبَّ الْمَاءَ فِي مَوْضِعِ قَضَاءِ الْحَاجَةِ وَأَنْ تُقَدِّمَ رِجْلَكَ الْيُسْرَى عِنْدَ دُخُولِ الْخَلَاءِ وَالْيُمْنَى عِنْدَ الْخُرُوجِ وَأَنْ تَقُولَ عِنْدَ دُخُولِ الْخَلَاءِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ وَمِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ وَعِنْدَ الْخُرُوجِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَخْرَجَ عَنِّي الْأَذَى وَعَافَانِي - أَوْ مِثْلَهَا وَأَنْ لَا تَسْتَصْحِبَ شَيْئًا عَلَيْهِ الْقُرْآنُ أَوِ الْأَدْعِيَةُ أَوِ اسْمٌ مِنْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ مَكْشُوفًا وَإِنْ كَانَ مَسْتُورًا بِشَيْءٍ مِنَ الْجِلْدِ أَوِ الْمُشَمَّعِ أَوْ غَيْرِهَا وَفِي فَكِّهِ تَعَسُّرٌ فَعُفِيَ وَأَنْ لَا تَغْفُلَ فِي تِلْكَ مِنَ الْأَدْعِيَةِ الْمُنَاسِبَةِ لِهٰذَا الْمَحَلِّ وَأَنْ تَقُولَ بَعْدَ الْاِسْتِنْجَاءِ وَالْاِسْتِبْرَاءِ اللّٰهُمَّ حَصِّنْ فَرْجِي وَاسْتُرْ عَوْرَتِي مِنَ النَّارِ أَوْ مِثْلَهَا مِنَ الْأَدْعِيَةِ -

ترجمہ :-

غسل کی سُنّتیں

شروع میں (۱) کلائیوں تک ہاتھوں کا تین مرتبہ دھونا (۲) کُلّی کرنا (۳) ناک میں پانی ڈالنا (۴) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا پڑھنا۔ غسل کے دوران (۱) کانوں کے اندرونی حصّے کا خلال کرنا (۲) تمام اعضاء کو تین تین مرتبہ دھونا (۳) جسم کے ہر اس حصّے کو خوب ملنا جس کو ہاتھوں سے مل سکتا ہو غسل کے آخر میں پیروں کی انگلیوں کا خلال کرنا۔ وضو اور غسل سے پانی سے پہلے استنجا اور استبراء کرنا واجب ہے۔ آگاہ رہے کہ پانی سے پہلے ڈھیلے اور پتھر کا استعمال کرنا ناپاکی کو ہلکا کرنے کی غرض سے ہے۔ اس سے نہ صفائی حاصل کی جاسکتی ہے نہ پاکی۔ ڈھیلے وغیرہ کا استعمال کسی تعداد پر منحصر نہیں۔ اگر جسم کے ظاہری حصّے پر کوئی ناپاکی ہو تو اس کو دُور کرنا واجب ہے۔ رفع حاجت کے لئے جانے کی صورت میں یہ چیزیں واجب ہیں (۱) قبلہ کی طرف نہ منہ کرنا نہ پیٹھ کرنا (۲) پانی میں قضائے حاجت نہ کرنا۔ چاہے پانی جاری ہو یا ٹھہرا ہوا ہو۔ مگر ضرورت پڑنے کی صورت میں دریا اس حکم سے مستثنیٰ ہے (۳) مخصوص مقام کو لوگوں سے چھپانا۔ رفع حاجت کے لئے جانے کی صورت میں یہ چیزیں سنت ہیں۔ (۱) پانی کے کنوئیں کے منہ پر قضائے حاجت نہ کرنا اور نہ اس کے دونوں کناروں پر قضائے حاجت کرنا نہ کسی ایسی نہر کے دونوں کناروں پر قضائے حاجت کرنا جس سے پانی پیا جاتا ہو۔ (۳) سایہ دار درخت (جس کے سایے میں لوگ بیٹھتے ہوں) کے نیچے قضائے حاجت نہ کرنا (۴) لوگوں کے جمع ہونے کی جگہ قضائے حاجت نہ کرنا (۵) کیڑے مکوڑوں کے بلوں میں قضائے حاجت نہ کرنا (۶) ہواؤں کی طرف منہ نہ کرنا (۷) چٹان پر قضائے حاجت نہ کرنا (۸) سخت زمین پر قضائے حاجت نہ کرنا تاکہ پیشاب کے چھینٹیں اُچھل اُچھل کر اپنی طرف نہ آئیں (۹) ضرورت کے مطابق زمین کو کھودنا اور اسے نرم کرنا (۱۰) سورج چاند اور متعین ستاروں کی طرف منہ کرکے قضائے حاجت نہ کرنا بشرطیکہ کھلے میدان میں ہو اور آسانی بھی ہو۔ اگر آسانی نہ ہو تو پھر مقام خاص کو کسی پردے کے ساتھ ان کی روشنی سے چھپائے رکھے ہاں اگر چار دیواری کے اندر ہو تو کوئی حرج نہیں (۱۱) پھلدار درخت کے نیچے قضائے حاجت نہ کرنا اور نہ راستوں اور گلیوں کے کناروں پر قضائے حاجت کرنا (۱۲) ضرورت پڑنے کے سوا دائیں ہاتھ سے پانی ڈالنا اور بائیں ہاتھ سے مخصوص جگہ کو دھونا (۱۳) استنجا کرنے سے پہلے چند قدم یا

اس سے زیادہ چلنا بشرطیکہ آسانی ہو (۱۴) کھنکار کی آواز نکالنا (۱۵) قضائے حاجت کی جگہ پانی کا نہ بہانا۔
(۱۸) رفع حاجت کی جگہ داخل ہوتے وقت پہلے بایاں پیر رکھنا اور نکلتے وقت دایاں پیر پہلے باہر رکھنا۔
(۱۹) رفع حاجت کی جگہ میں داخل ہوتے وقت اس کا دعا پڑھنا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الخ میں نر اور مادہ جن اور شیطان رجیم کے شر سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں (۲۰) نکلتے وقت اس دعا کو پڑھنا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الخ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھ سے گندگی کو نکال دیا اور مجھے آرام و راحت عطا کی یا اس کے علاوہ اس جیسی اور کوئی دعا پڑھے (۲۱) اپنے ساتھ کسی ایسی چیز کا نہ لے جانا جس پر قرآن یا دعائیں یا کسی حالت میں اللہ کے ناموں میں سے کوئی نام لکھا ہوا ہو۔ اگر کسی مضبوط چمڑے یا موم جامہ وغیرہ کے ذریعے چھپا ہوا ہو اور اس کو الگ کرنے میں دشواری ہو تو معاف ہے۔ (۲۲) دل میں اس جگہ کی مناسب دعائیں پڑھنے سے غافل رہنا (۲۳) استنجا اور استبراء کے بعد اس دعا کا پڑھنا اَللّٰھُمَّ حَصِّنْ الخ پروردگار تو میری مخصوص جگہ کو پاک دامن رکھ اور میرے نازک مقام کو آگ کے عذاب سے چھپا لے یا اسی دعا کی مانند دعاؤں میں سے کوئی پڑھے۔

وَاَمَّا الْمَسْحُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فِي الْخُفَّيْنِ فَيَكْفِيْ وَلَا حَاجَةَ اِلٰى غَسْلِهِمَا وَذٰلِكَ بِاَنْ كَانَ الْخُفُّ وَسِيْعًا بِحَيْثُ تَقْدِرُ اَنْ تُدْخِلَ يَدَيْكَ فِي الْخُفَّيْنِ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ وَسِيْعًا يَجُوْزُ الْمَسْحُ عَلَيْهِمَا وَعَلٰى كُلِّ مَا فِيْ خَلْعِهِ مِنَ الرِّجْلَيْنِ تَعَسُّرٌ كَالْجَوْرَبِ اِذَا كَانَ مِنْ جِلْدٍ وَالْجُرْمُوْقِ وَغَيْرِهِمَا بِمَشَقَّةٍ عَظِيْمَةٍ كَالْقَيْدِ وَمَخَافَةِ التَّخَلُّفِ عَنِ الرُّفَقَاءِ وَغَيْرِهِمَا لِاَنَّ الضَّرُوْرَاتِ تُبِيْحُ الْمَحْظُوْرَاتِ فَاِنْ تَمَّمَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَغَيْرِهِمَا لَا يُجَاوِزُ مِنْ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ وَلَيَالِيْهَا فِي السَّفَرِ وَمِنْ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فِي الْحَضَرِ اِنْ تَقْدِرْ وَاِنْ لَمْ تَقْدِرْ فَلَا يَنْحَصِرُ عَلٰى مِقْدَارٍ مِنَ الْاَزْمِنَةِ وَمَتٰى تَخْلَعُ الْخُفَّيْنِ وَتَمْسَحُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ اَوْ تَغْسِلُهُمَا بِلَا تَرَاخٍ وَاَنْتَ عَلَى الْوُضُوْءِ يُغْنِيْكَ عَنِ اسْتِيْنَافِ الْوُضُوْءِ لِاَنَّ عَدَمَ التَّرَاخِيْ يَنُوْبُ مَنَابَ الْمُوَالَاةِ۔

ترجمہ: موزوں کے اندر پیروں کو مسح کرنا کافی ہے اور ان کے دھونے کی کوئی ضرورت نہیں یہ اس صورت میں ہوگا جب کہ ہر ایک موزہ ایسا کشادہ ہو کہ تو ہاتھوں کو ان میں داخل کر سکتا ہو۔ اگر موزہ کشادہ نہ ہو تو پھر موزوں پر ہی مسح کرنا جائز ہے نیز ہر اس چیز پر مسح کرنا درست ہے۔ جس کو کسی بڑی ضرورت کی بنا پر پیروں سے اتارنے میں دشواری ہو مثلاً جراب جبکہ چمڑے کی ہو یا جرموق وغیرہ بڑی ضرورت کی مثال جیسے قید

اور ایک رات سے زیادہ نہ ہو اگر نہ ہو سکے تو پھر یہ فعل زمانے کی کسی مقدار پر منحصر نہیں ہے۔ وضو کی حالت ہوتے ہوئے جب موزوں کو اتار کر بلا تاخیر پیروں کا مسح کرے یا دھو ڈالے تو یہ صورت از سرِ نو وضو کرنے سے مستغنی کر دیتی ہے کیونکہ تاخیر نہ کرنا موالات کا قائم مقام ہوتا ہے۔

أَمَّا التَّيَمُّمُ عِنْدَ فَقْدِ الْمَاءِ أَوْ تَعَسُّرِ اسْتِعْمَالِهِ فَهُوَ بَدَلُ الطَّهَارَتَيْنِ وَذٰلِكَ بِأَنْ تَضْرِبَ بِيَدَيْكَ عَلَى التُّرَابِ الطَّاهِرِ إِنْ تَجِدْهُ وَإِنْ لَمْ تَجِدْهُ فَعَلٰى مَا يَقُوْمُ مَقَامَهُ مِنَ الْمَعْدِنِيَّاتِ الْقَرِيْبَةِ إِلَى التُّرَابِ كَالرَّمْلِ وَالْحَجَرِ وَالْجَصِّ وَالنُّوْرَةِ وَالزَّرْنِيْخِ وَالْمِلْحِ وَغَيْرِهَا أَوْ ثَوْبٍ يَابِسٍ فِيْهِ غُبَارٌ أَوْ غَيْرِهِ وَتَمْسَحَ لِوَجْهِكَ وَيَدَيْكَ إِلَى الرُّسْغَيْنِ أَوْ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ وَفِي الصُّغْرٰى تَكْفِيْ ضَرْبَةٌ وَيَجُوْزُ ضَرْبَتَانِ وَفِي الْكُبْرٰى ضَرْبَتَانِ وَيَجُوْزُ ضَرْبَةٌ وَوَجَبَتْ فِيْهِ النِّيَّةُ وَهِيَ أَنْ تُضْمِرَ فِيْ قَلْبِكَ أَوْ تَقُوْلَ بِلِسَانِكَ أَيْضًا أَتَيَمَّمُ بَدَلَ الْوُضُوْءِ وَاسْتِبَاحَةِ الصَّلٰوةِ لِوُجُوْبِهِ قُرْبَةً إِلَى اللّٰهِ إِنْ كَانَ بَدَلَ الْوُضُوْءِ أَوْ أَتَيَمَّمُ بَدَلَ غُسْلِ الْجَنَابَةِ وَاسْتِبَاحَةِ الصَّلٰوةِ لِوُجُوْبِهِ قُرْبَةً إِلَى اللّٰهِ إِنْ كَانَ بَدَلَ الْغُسْلِ وَمَسْحُ الْوَجْهِ وَمَسْحُ الْيَدَيْنِ وَالتَّرْتِيْبُ وَالْمُوَالَاتُ وَلَا حَاجَةَ فِيْ مَسْحِ الْوَجْهِ إِلَى الْاِسْتِيْعَابِ وَلَا إِلَى أَخْذٍ مِنَ التُّرَابِ الْمُسْتَعْمَلِ فِيْ مَسْحِ الْوَجْهِ لِمَسْحِ الْيَدَيْنِ وَسُنَنُهُ بَسْمَلَةٌ وَتَخْفِيْفُ التُّرَابِ الْمَأْخُوْذِ وَيَجُوْزُ بِتَيَمُّمٍ وَاحِدٍ أَنْ تُصَلِّيَ مِنَ الْفَرَائِضِ وَالنَّوَافِلِ مَا شِئْتَ لِأَنَّهُ كَالطَّهَارَةِ بِالْمَاءِ فِي اسْتِبَاحَةِ الصَّلٰوةِ وَغَيْرِهَا وَالتَّيَمُّمُ يَجُوْزُ فِيْ أَوَّلِ الْوَقْتِ وَقُبَيْلَ الْوَقْتِ وَآخِرَ الْوَقْتِ وَلٰكِنْ فِيْ تَأْخِيْرِهِ زِيَادَةُ احْتِيَاطٍ وَإِنْ صَلَّيْتَ مُتَيَمِّمًا ثُمَّ وَجَدْتَ الْمَاءَ وَالْوَقْتُ يَفِيْ بِالطَّهَارَةِ وَالصَّلٰوةِ الْفَرِيْضَةِ الَّتِيْ أَنْتَ بِصَدَدِهَا وَلَا مَانِعَ فَتَجِبُ الْإِعَادَةُ وَإِلَّا فَلَا۔

ترجمہ: تیمم کا مسئلہ۔ تیمم کرنا پانی نہ ملنے اور پانی کے استعمال کی دشواری کی صورت میں وضو اور غسل کا قائم مقام ہے۔۔۔۔۔ اس کی صورت یہ ہے کہ اپنے ہاتھوں کو پاک مٹی پر مارے بشرطیکہ پاک مٹی مل جائے اگر پاک مٹی نہ مل سکے تو مٹی کے مانند ان معدنی چیزوں پر ہاتھوں کو ملے مثلاً ریت، پتھر، پلاسٹر،

چونا. ہڑتال اور نمک وغیرہ یا ایسا کوئی خشک کپڑا وغیرہ جس میں کچھ گرد ہو اور اپنے منہ کا اور کلائیوں یا کہنیوں تک ہاتھوں کا مسح کرے۔ وضو کی صورت میں ایک ضرب کافی ہے۔ اور دو ضربیں جائز ہیں غسل کی صورت میں دو ضربیں ہیں اور ایک ضرب جائز ہے۔ تیمم میں یہ چیزیں واجب ہیں۔

(۱) نیت: اس کی صورت یہ ہے کہ دل میں پوشیدہ رکھے یا زبان پر یوں کہے بشرطیکہ تیمم وضو کے بدلے میں واجب ہو۔ اَتَيَمَّمُ الخ میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر وضو کے بدلے میں واجب ہونے کی وجہ سے نماز کے مباح ہونے کے لیے تیمم کرتا ہوں۔ اگر غسل کے بدلے میں تیمم ہو تو یوں کہے اَتَيَمَّمُ الخ میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر غسل جنابت کے بدلے میں نماز کے مباح ہونے کے لیے واجب ہونے کی وجہ سے تیمم کرتا ہوں۔

(۲) چہرے کا مسح کرنا۔

(۳) ہاتھوں کا مسح کرنا

(۴) ترتیب۔

(۵) موالات: چہرے کو مسح کرنے کی صورت میں اُسے ڈھانپ لینے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی ہاتھوں کے مسح کے لیے چہرے میں استعمال شدہ مٹی سے بچنے کی ضرورت ہے۔

تیمم کی سنتیں: (۱) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا پڑھنا۔

(۲) اُٹھائی ہوئی مٹی کو ہلکی کرنا ایک ہی تیمم سے فرائض اور نوافل میں سے جو کچھ چاہے پڑھ سکتا ہے۔ کیونکہ تیمم نماز وغیرہ کے مباح ہونے میں پانی سے حاصل کردہ طہارت کی مانند ہے۔ تیمم کرنا وقت کے شروع میں بھی وقت داخل ہونے سے پہلے بھی اور وقت کے آخر میں بھی جائز ہے۔ لیکن زیادہ احتیاط تیمم کو مؤخر کرنے میں ہے۔ اگر تیمم کر کے نماز پڑھے پھر پانی میسر ہو جبکہ وقت میں وضو اور در پے والی فرض نماز کی گنجائش ہو نیز کوئی رکاوٹ بھی نہ ہو تو ایسی صورت میں دوبارہ نماز کا پڑھنا واجب ہے۔ ورنہ نہیں۔

اَمَّا مُوجِبَاتُ لِطَّهَارَةِ الصُّغْرٰى فَالْبَوْلُ وَالْغَائِطُ وَالرِّيحُ وَالْوَدِيُّ وَاَمَّا الْمَذِيُّ فَكَانَ مِنْ عُمُومِ الْبَلْوٰى لِاَنَّ لِذَوِى الْاَمْزِجَةِ الْحَارَّةِ فِي الشَّبَابِ وَالْعُزُوبَةِ الْمُدَّ رِمَةُ كَذَوِى الْقُرُوحِ السَّائِلَةِ مِنْ رَشَاشِهَا وَذَالِكَ فِي غَايَةِ التَّعَسُّرِ فَلِذَالِكَ مَعْفُوٌّ لَا يَشْتَرِحُ فِي الْوُضُوْءِ وَكَانَ

فِي الطُّهْرِ كَالْمَنِيِّ فَالثَّوْبُ إِذَا تَلَوَّثَتْ بِهِ يَجُوزُ فِيهِ الصَّلٰوةُ وَلَوْ كُنْتَ فِي شَكٍّ فِي الْوُضُوْءِ وَمُتَيَقِّنًا بِالْحَدَثِ فَتَوَضَّأْ وَلَوْ كُنْتَ فِي شَكٍّ فِي الْحَدَثِ وَمُتَيَقِّنًا بِالْوُضُوْءِ. يَجُوزُ بِذٰلِكَ الصَّلٰوةُ وَمَا يَلِيقُ بِحَالِ الْمُتَطَهِّرِينَ وَمِنْهَا زَوَالُ الْعَقْلِ بِجُنُونٍ أَوْ إِغْمَاءٍ أَوْ سُكْرٍ يَحْصُلُ مِنَ الْمُسْكِرَاتِ الظَّاهِرَةِ لِأَنَّ السُّكْرَ إِذَا حَصَلَ مِنَ الْمُسْكِرَاتِ الْبَاطِنَةِ كَالشَّوْقِ إِلَى لِقَاءِ اللّٰهِ وَمَحَبَّتِهِ يَزِيدُ طَهَارَةَ الظَّاهِرِ بِطَهَارَةِ الْبَاطِنِ وَلٰكِنَّ هٰذَا السُّكْرَ يَخْتَصُّ بِأَوْلِيَاءِ اللّٰهِ وَلَا يُمَيِّزُهُ عَقْلُ أَهْلِ الظَّاهِرِ فَلِذٰلِكَ لَا يَجُوزُ الْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ لِلْأَرَاذِلِ عَلَى الْأَفَاضِلِ الْكِرَامِ لِحُصُولِ لَاسِنَةٍ وَلَاغَيْبَةٍ تَحْصُلُ لِلْمُرْتَاضِينَ وَهُمْ قَاعِدُونَ بِالْأَدَبِ مُتَمَكِّنُونَ مُتَوَجِّهُونَ بِالظَّاهِرِ إِلَى الْقِبْلَةِ وَبِالْبَاطِنِ إِلَى الْحَقِّ فَإِذَا غَابُوا عَنِ الْمَحْسُوسَاتِ بِسَبَبِ وَرُودِ فَاضٍ عَلَى قُلُوبِهِمْ مِنَ الْغَيْبِ وَرَكَدَتْ حَوَاسُّهُمْ فِي حُلُوقِ الْمَقْعَدَةِ فَهٰذَا لَا يَنْقُضُ فِي الْوُضُوءِ وَأَمَّا إِذَا نِمْتَ قَاعِدًا أَوْ مُضْطَجِعًا وَمَقْعَدُ تِلْكَ مُمْتَلِئَةٌ" فَاسْتَيْقَظْتَ فَتَوَضَّأْ لِأَنَّ الصَّلٰوةَ لَا يَجُوزُ إِلَّا بِالْوُضُوْءِ

ترجمہ: وضو واجب کرنے والی چیزیں۔ (۱) پیشاب (۲) پاخانہ (۳) ہوا (۴) ودی۔ رہا مذی کا مسئلہ تو یہ عام ابتلاء والی چیزوں کے حکم میں ہے۔ کیونکہ گرم مزاج والوں کے لیے جوانی اور کنوارے کی حالت میں مذی سے بچنا ایسا ہے جیسا کہ بہتے زخم والوں کے لیے زخم کے چھینٹوں سے بچنا یہ تو انتہائی دشوار کام ہے۔ لہٰذا معاف ہے اور یہ وضو میں باعثِ قباحت نہیں ہے حالانکہ اصلاً پاک ہونے میں تو یہ منی کی مانند ہے۔ چنانچہ مذی سے کپڑا اگر لت پت ہو جائے تو اس میں نماز پڑھنا روا ہے اگر باوضو ہونے میں شک اور بے وضو ہونے میں یقین رکھتا ہو۔ تو ایسی صورت میں۔ ۔ ۔ ۔ وضو کرلے۔ اگر بے وضو ہونے میں شک اور باوضو ہونے میں یقین رکھتا ہو تو ایسی صورت میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ البتہ یہ صورت پاکیزہ لوگوں کی حالت کی سزاوار نہیں۔

(۵) عقل کا زائل ہو جانا دیوانگی کی وجہ سے یا بیہوشی کی وجہ سے یا اُس نشے کی وجہ سے جو ظاہری نشہ آور چیزوں سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ اگر نشہ باطنی نشہ آور چیزوں سے حاصل ہو مثلاً دیدارِ الٰہی کا شوق اور محبت الٰہیہ تو یہ چیز باطن کی پاکی کی بدولت ظاہر کی پاکی میں اضافہ کر دیتی ہے مگر یہ خدا کے ولیوں کے ساتھ خاص ہے اور اہلِ ظاہر کی عقل اس نشہ کی تمیز نہیں کر سکتی۔ اس وجہ سے ادنیٰ لوگوں کے لیے اعلیٰ لوگوں کے حق میں نیکی

کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا جائز نہیں ہے۔ یا گہری نیند کی وجہ سے عقل زائل ہو جاتے نہ کہ اونگھ کی وجہ سے اور
نہ اُس گم گشتگی کی وجہ سے جو ریاضت کرنے والوں کو حاصل ہوتی ہے وہ باادب ہو کر اطمینان سے بیٹھے ہوئے
بظاہر قبلہ کا رُخ کئے ہوئے ہوتے ہیں اور باطن میں وہ حق کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ جب وہ لوگ دلوں پر غیب
سے لگنے والی ایک خوشبو کی وجہ سے محسوس چیزوں سے غائب ہو جاتے ہیں اور معدہ کے خالی ہونے کی صورت میں
اُن کے ظاہری حواس ٹھہر جاتے ہیں تو یہ صورت وضو کے حق میں باعث قباحت نہیں۔ لیکن اگر بیٹھے ہوئے یا
لیٹ کر یا سجدہ کی حالت میں سو جاتے اور پھر بیدار ہو جاتے تو وضو کرے کیونکہ نماز بغیر وضو کے جائز نہیں ہو سکتی

أَمَّا مُوجِبَاتُ الطَّهَارَةِ الْكُبْرَىٰ فَالْجَنَابَةُ وَالْحَيْضُ وَالنِّفَاسُ - وَالْاِسْتِحَاضَةُ وَغُسْلُ
الْمَيِّتِ فَالْجَنَابَةُ تَحْصُلُ بِإِنْزَالِ الْمَنِيِّ بِأَيِّ حَالٍ كَانَ فِي النَّوْمِ أَوِ الْيَقْظَةِ بِالْاِخْتِيَارِ أَوْ بِغَيْرِ الْاِخْتِيَارِ
وَعَلَامَتُهُ التَّدَفُّقُ شَيْئًا فَشَيْئًا وَالتَّلَذُّذُ بِخُرُوجِهِ وَكَانَتْ رَائِحَتُهُ مُتَمَيِّزَةً عَنْ سَائِرِ مَا
خَرَجَ مِنْ سَبِيلِهِ عِنْدَ الْمُمَيِّزِ الْمُجَرِّبِ وَيُشَبِّهُهُ الْمُجَرِّبُونَ بِرَائِحَةِ بَيَاضِ الْبَيْضِ
إِذَا كَانَ يَابِسًا أَوْ بِإِيلَاجِ الْحَشَفَةِ فِي فَرْجٍ مِنَ الْفُرُوجِ بِلَا إِنْزَالٍ فَالثَّانِيَ ثُمَّ إِذَا
اسْتَيْقَظَ وَأَحَسَّ رُطُوبَةً مُتَّصِفَةً بِهٰذِهِ الْعَلَامَاتِ وَجَبَ الْغُسْلُ وَإِلَّا يَكُونُ
وَدِيًا أَوْ مَذِيًا وَأَمَّا الْحَيْضُ فَهُوَ دَمٌ ذُو لَوْنٍ وَنَتْنٍ وَيُمْكِنُ أَنْ يَقَعَ لِبِنْتٍ لَهَا تِسْعُ
سِنِينَ قَمَرِيَّةً فَإِنْ ظَهَرَ دَمٌ قَبْلَ تِسْعِ سِنِينَ فَلَيْسَ بِحَيْضٍ إِنَّمَا الْمَرَضُ كَانَ أَوْ لِأَمْرٍ
آخَرَ وَكَانَ أَقَلُّ مُدَّةِ الْحَيْضِ يَوْمًا وَلَيْلَةً وَأَكْثَرُهَا عَشَرَةُ أَيَّامٍ عَلَى الْأَكْثَرِيَّةِ
وَخَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا وَلَيْلَةً عَلَى النُّدْرَةِ وَلَوْ تَجَاوَزَ الدَّمُ مِنْ هٰذِهِ الْمُدَّةِ فَاسْتِحَاضَةٌ
وَأَمَّا النِّفَاسُ فَهُوَ دَمُ الْوِلَادَةِ وَأَقَلُّ مُدَّةِ النِّفَاسِ لَحْظَةٌ وَأَكْثَرُهَا أَرْبَعُونَ
يَوْمًا عَلَى الْأَكْثَرِيَّةِ وَسِتُّونَ يَوْمًا عَلَى النُّدْرَةِ وَيَحْرُمُ عَلَى الْحَوَائِضِ وَالنُّفَسَاءِ
الْمُجَامَعَةُ وَالصَّلَاةُ بِلَا قَضَاءٍ وَالصَّوْمُ بِقَضَاءٍ وَمَسُّ الْمُصْحَفِ وَقِرَاءَةُ مَا يَحْرُمُ
عَلَى الْجُنُبِ مِنَ الْقُرْآنِ وَالْعُبُورُ وَالْمُكْثُ فِي الْمَسْجِدِ بِلَا ضَرُورَةٍ وَيَجُوزُ الْمُلَاعَبَةُ
بِأَعْضَائِهَا إِلَّا بِمَا هُوَ عَوْرَةٌ لِلرِّجَالِ وَإِذَا انْقَطَعَ الْحَيْضُ أَوِ النِّفَاسُ وَوَقَعَ
بَيْنَهُمَا مُجَامَعَةٌ بَعْدَ غَسْلِ الْعُضْوِ قَبْلَ الْغُسْلِ التَّامِّ لَمْ يَأْثَمَا وَإِنْ كُرِهَ
وَأَمَّا الْمُسْتَحَاضَةُ فَلَا يَحْرُمُ عَلَيْهَا مَا يَحْرُمُ عَلَيْهِمَا وَيَجِبُ عَلَيْهَا أَنْ تَتَوَضَّأَ

خرقة بعد الا شبرا او شوهنا قبيل كل فريضة او فريضتين ان تجمع بينهما وتصلي وتصوم وتقرء ما شاءت من القرآن وغيره ولا يحرم المجامعة ولا شيئ من المحرمات التي يحرم على ذات الحيض والنفاس فيجب على صاحب السيلان التميز بين هذه الثلاث واما غسل الميت اعني يجب على غاسل الميت ان يغتسل كالجنب ويحرم بالجنابة ما لم يجز الا بالطهارة كالصلوة والطواف ومس المصحف وقراءة القرآن خصوصا السورة التي يجب فيها السجدة كالم السجدة وحم السجدة والنجم واقرأ باسم ربك وان قرئ شيئ يسير بضرورة لا لجور والتلاوة في المحاكات والمواعظ للاستشهاد او غيره لا بأس به والعبور والمكث في المسجد بلا ضرورة

ترجمہ: غسل واجب کرنے کی چیزیں: (۱) جنابت (۲) حیض (۳) نفاس (۴) استحاضہ (۵) اور مردے کو غسل دینا ہے۔ جنابت منی نکل آنے سے لاحق ہو جاتی ہے چاہے جس حال میں بھی ہو یعنی سونے کی حالت میں ہو، بیداری میں ہو۔ اختیار سے ہو یا بغیر اختیار کے ہو اسکی علامت قطروں کا یکے بعد دیگرے اچھل اچھل کر آنا اور نکلنے سے لذت کا محسوس ہونا ہے۔ صاحب تمیز تجربہ کار کے نزدیک اسکی بو پیٹ سے نکلنے والی تمام چیزوں کی بو سے ممتاز ہوتی ہے۔ تجربہ کار لوگ اس کو انڈے کی سفیدی کی بو سے تشبیہ دیتے ہیں۔ جبکہ وہ خشک ہو۔ جنابت کا لاحق ہونا یا تو بغیر انزال کے بھی کسی بھی شرمگاہ میں آلہ داخل کرنے سے ہوتا ہے۔ چنانچہ سونے والا بیدار ہو جائے اور وہ ان علامتوں کی حامل کوئی تری محسوس کرے تو اس پر غسل واجب ہو جاتا ہے ورنہ وہ تری یا تو مذی ہوگی یا وذی۔ حیض گاڑھا پن کا حامل اور بدبودار خون ہے۔ قمری نو سال کی عمر والی لڑکی سے اس کا وقوع ممکن ہے۔ اگر کوئی خون نو سال سے پہلے نکل آئے تو وہ حیض کا خون نہیں ہوگا یا تو وہ کسی بیماری کا ہوگا یا اور کوئی صورت ہوگی۔ حیض کی کم از کم مدت ایک دن اور ایک رات ہے۔ اس کی اکثر مدت عموماً دس دنوں کی ہوتی ہے۔ اور شاذ و نادر پندرہ دنوں کی۔ اگر خون اس مدت سے گذر جائے تو وہ استحاضہ ہوگا۔ نفاس ولادت کا خون ہے نفاس کی کم از کم مدت ایک پل ہے۔ اس کی اکثر مدت عموماً چالیس دنوں کی ہے اور شاذ و نادر ساٹھ دنوں کی حیض اور نفاس والی عورتوں کے حق میں یہ چیزیں حرام ہیں۔

۱. جنسی رابطہ قائم کرنا (۲) نماز جس کی قضا ان کے لیے نہیں ہے، (۳) روزہ جس کی قضا ان کے لیے ہے (۴) قرآن کو چھونا (۵) جو کچھ قرآن میں جنبی کے حق میں حرام ہے اُس کا پڑھنا۔ (۶) بلا ضرورت مسجد سے گزرنا یا مسجد میں ٹھہرنا۔ مردوں کے حق میں پردہ دار اعضاء کو چھوڑ کر عورت کے دیگر اعضاء سے دل لگی کرنا جائز ہے۔ اگر حیض یا نفاس کا خون بند ہو جائے اور کامل غسل سے پہلے مخصوص عضو کے دھو لینے کے بعد جنسی رابطہ وقوع پذیر ہو جائے تو دونوں گنہگار نہیں ہوں گے۔ اگرچہ یہ صورت مکروہ ہے۔ استحاضہ والی عورت کے حق میں وہ چیزیں حرام نہیں جو حیض و نفاس والی عورت کے حق میں حرام ہیں۔ اس کے لیے واجب ہے کہ وہ استنجا کرنے کے بعد محل پر ایک چیتھڑا رکھ لے اور ہر ایک واجب نماز سے کچھ پہلے وضو کرے، استحاضہ والی عورت نماز پڑھتی رہے، روزہ رکھے اور قرآن وغیرہ سے جو چاہے پڑھے نہ اُس کے حق میں جنسی رابطہ حرام ہے اور نہ حیض اور نفاس والی عورت کے حق میں حرام ہونے والی چیزوں میں سے کوئی چیز حرام ہے چنانچہ دیانتدار کے لیے ان تینوں میں امتیاز کرنا واجب ہے۔ مردے کو غسل دینا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مردے کو دھونے والے پر جنبی کی مانند غسل کرنا واجب ہے۔ طہارت کے بغیر جائز نہ ہونے والی چیزیں جنابت کی وجہ سے حرام ہو جاتی ہیں۔ مثلاً نماز، طواف، قرآن کا چھونا، قرآن کا پڑھنا خاص کر اُن سورتوں کا پڑھنا جن میں سجدہ تلاوت واجب ہے مثلاً الٓمّٓ السجدہ، حٰمٓ السجدہ، والنجم اور اقرا باسم ربک اگر قرآن سے وظیفہ تلاوت کی غرض سے نہیں بلکہ قصہ بتلانے اور نصیحتیں کرنے کی صورت میں ثبوت پیش کرنے کی خاطر کچھ پڑھی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ بلا ضرورت مسجد سے گزرنا اور مسجد میں ٹھہرنا جنبی کے حق میں حرام ہیں۔

وَاَمَّا مُوْجِبَاتُ التَّيَمُّمِ فَفَقْدُ الْمَاءِ فَاِنْ تَيَقَّنْتَ فِي طَرِيْقٍ مِنَ الطُّرُقِ الْمَعْلُوْمَةِ بِعَدَمِ الْمَاءِ وَتَيَقَّنْتَ بِاَنْ لَّا تَصِلَ اِلَى الْمَاءِ وَقْتَ الصَّلٰوةِ فَلَوْ تَحْتَجْ اِلَى طَلَبِ الْمَاءِ فَتَيَمَّمْ وَصَلِّ فِي اَوَّلِ الْوَقْتِ اَوْ غَيْرِهٖ وَاِنْ كَانَ غَيْرَ ذَالِكَ فَاطْلُبْ بِقَدْرِ مَا يَلِيْقُ بِحَالِكَ وَحَالِ رُفْقَائِكَ اَعْنِيْ لَا يَجُوْزُ الْمُبَالَغَةُ فِي الطَّلَبِ فِي الْمَوَاقِعِ الْمَخُوْفَةِ مِنَ الْاَعْدَاءِ اَوِ الْحَرِّ الشَّدِيْدِ اَوِ الْبَرْدِ الشَّدِيْدِ اَوْ فِيْ مَحَلٍّ يَحْتَمِلُ اَنْ يَقَعَ ضَرَرٌ مَّا وَالطَّلَبُ يَكُوْنُ بِالنَّظْرِ وَبِالْمَشْيِ وَبِاِيْرَادِ سَائِلِ الْغَيْرِ وَبِالتَّفَحُّصِ مِنَ الْمُخْبِرِ اَوِ الْمُخْبِرِ وَغَيْرِهِمَا اَوْ تَعَسَّرَ اسْتِعْمَالِهٖ وَ

ذٰلِكَ بِاَنْ تَخَافَ مِنْ عَطَشِكَ اَوْ عَطَشِ رَفِيْقِكَ اَوْ مَرْكَبِكَ حَالًا اَوْ مَآلًا اَوْ مِنَ الْمَرَضِ الَّذِيْ يَضُرُّهُ الْمَاءُ اَوْ مِنَ الْجَرَاحَةِ الَّتِيْ يَضُرُّهَا الْمَاءُ اَوْ غَيْرِهَا مِنَ الْمَوَانِعِ فَفِيْ مِثْلِ هٰذِهِ الْمَوَاقِعِ الصَّوَابُ هُوَ التَّيَمُّمُ لَا الْوُضُوْءُ۔

ترجمہ: تیمّم واجب کرنے والی چیزیں۔ (۱) پانی کا نہ ملنا۔ چنانچہ اگر جانے پہچانے راستوں میں سے کسی راستے میں پانی کے نہ ہونے کا یقین ہو کر نماز کے وقت پانی تک نہیں پہنچ سکے گا تو پانی ڈھونڈھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لہٰذا وضو کرے اور شروع وقت میں یا وقت کے کسی اور حصے میں نماز پڑھ لے اگر ایسی صورت نہ ہو تو اپنی حالت اور اپنے ساتھی کی حالت کے مناسب انداز میں پانی ڈھونڈ لے، مطلب یہ ہے کہ ایسے مقامات میں جہاں دشمنوں کا یا سخت گرمی یا سخت سردی کا خوف ہو پانی ڈھونڈھنے میں مبالغہ سے کام لینا جائز نہیں ہے یا کسی ایسے مقام میں جہاں کوئی نہ کوئی نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو۔ پانی ڈھونڈنا یہ کام خود دیکھ کر، چل کر دوسرے کو بھیج کر، با خبر آدمی یا راہ گیر کے ذریعہ معلوم کرکے یا کسی اور صورت سے ہو سکتا ہے۔
(۲) پانی کے استعمال کی دشواری اس کی صورت یہ ہے کہ اپنی پیاس، اپنے ساتھی کی پیاس یا اپنی سواری کی پیاس یا اپنی سواری کی پیاس کا خوف فی الحال ہو یا آئندہ ہو، یا اُس بیماری کا خوف ہو جسے پانی ضرر دیتا ہے یا اُس زخم کا خوف جسے پانی نقصان دیتا ہے یا اُن کے علاوہ دوسری رکاوٹیں ہوں چنانچہ ایسے موقعوں پر درست صورت تیمّم ہے وضو نہیں۔

وَاَمَّا غَيْرُ الطَّاهِرِ الَّذِيْ اِنْ حَلَّتْ بِهِ عَيْنُهُ صَارَ مِثْلَهُ فِيْ عَدَمِ الطُّهْرِ وَيَجِبُ اِزَالَتُهُ عَنِ الْبَدَنِ وَالثَّوْبِ وَالْمَسْجِدِ فَهُوَ الْغَائِطُ وَالْبَوْلُ وَالْوَدِيُّ لِمُجَاوَرَتِهِ الْبَوْلَ وَالْمَيْتَةُ اِلَّا السَّمَكَ وَالْجَرَادَ وَالدَّمُ وَالْكَلْبُ وَالْخِنْزِيْرُ وَالْقَيْءُ وَالْقَيْحُ الْغَلِيْظَانِ لٰكِنِ الْخَفِيْفَانِ مِنْهُمَا وَالْمَنِيُّ وَالْمَذِيُّ مَعْفُوٌّ وَالْخَمْرُ مَادَامَ خَمْرًا فَاِنِ اسْتَحَالَ خَلًّا بِنَفْسِهِ اَوْ بِاَنْ تَمْزُجَ بِهِ شَيْئًا كَالْخَلِّ وَالْمِلْحِ وَغَيْرِهِمَا صَارَ طَاهِرًا اِنَّمَا تَلَوَّثَ بِهٰذِهِ الْاَنْجَاسِ يَجِبُ اَنْ تَغْسِلَهُ حَتّٰى يَطْمَئِنَّ قَلْبُكَ بِطَهَارَتِهِ وَلَا يَنْحَصِرُ غَسْلُهُ عَلٰى عَدَدٍ وَلَا مِقْدَارٍ وَجِلْدُ مَيْتَةِ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالْاِبِلِ وَالْفَرَسِ وَالْبَغْلِ وَالْحِمَارِ الْاَهْلِيِّ وَالْوَحْشِيِّ وَكَثِيْرٍ مِنَ الْوُحُوْشِ وَالسِّبَاعِ الْمُنْتَفَعِ بِهَا اِذَا دُبِغَ صَارَ

نَظِيفاً ثُمَّ إِذَا غُسِلَ مَا ظَاهِرُهَا أَوْ فِي تَطْهِيرِ الشَّعْرِ وَالْعَظْمِ وَالظُّفْرِ وَمَا شَاكَلَهَا
يَكْفِي الْغَسْلُ وَفِي الْغَسْلِ مِنَ الرَّوْثِ إِذَا بَالَغْتَ بِالدَّلْكِ أَوِ الْعَصْرِ أَوْ مَا يَلِيقُ
بِهِ مِنَ الصَّابُونِ وَالْأُشْنَانِ وَالْغَلْيِ وَغَيْرِهَا وَلَمْ يَتِمَّ لَوْنُهُ وَالْمَاءُ
الْمَحْبُوبُ مَادَامَ فِيهَا غَيْرَ مُتَغَيِّرٍ رِيحُهُ وَلَوْنُهُ وَطَعْمُهُ فَالْمَحْبُوبُ عَلَيْهِ
مَا ظَاهِرُ الْآبَاسِ بَاقٍ بَعْدَ الْمُبَالَغَةِ وَإِذَا ابْتُلِيَ شَخْصٌ بِمُلَوَّثِ رَوْثِ
مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ وَبَوْلِهِ كَالشَّاةِ وَالْحَفَظَةِ وَغَيْرِهِمْ يَجُوزُ صَلَاتُهُ وَلَا حَاجَةَ
إِلَى إِعَادَتِهَا وَيَجُوزُ تَنْظِيفُ الْمُلَوَّثِ بِكُلِّ مَائِعٍ طَاهِرٍ كَالْخَلِّ وَمَاءِ الْوَرْدِ
مَاءِ الشَّجَرِ وَمَاءِ الْفَوَاكِهِ وَغَيْرِهِ وَبَعْدَ التَّنْظِيفِ يَكْفِي نَضْحُ مَاءٍ عَلَيْهِ لِأَنَّ
التَّطَهُّرَ يَحْصُلُ بَعْدَ التَّنْظِيفِ بِهٰذَا الْقَدْرِ وَيَنْبَغِي إِثَارَةُ الْمَاءِ. يَجُوزُ الْاِكْتِفَاءُ بِالسَّطْحِ
وَالْأَرْضِ وَالْحِيطَانِ وَالْبَوَارِي إِذَا لَمْ يُرَ عَلَيْهَا أَثَرٌ إِنْ تَلَوَّثَتْ يَجُوزُ الصَّلَاةُ
عَلَيْهَا لِأَنَّ يُبْسَهَا طُهْرُهَا وَالْخُفُّ إِذَا تَلَوَّثَ فَالتُّرَابُ الطَّاهِرُ يُنَظِّفُهُ بِالدَّلْكِ
وَنَظَافَتُهُ تَنُوبُ مَنَابَ طَهَارَتِهِ ٭

ترجمہ: ناپاک چیز کے ساتھ اگر کوئی دوسری چیز آلودہ ہوجائے وہ بھی ناپاکی میں اُس ناپاک چیز جیسی ہوجاتی ہے، جسم، کپڑا اور مسجد سے اس کا دور کرنا واجب ہے وہ ناپاک چیزیں یہ ہیں۔

(۱) پاخانہ (۲) پیشاب (۳) پیشاب کے ساتھ ہونے کی وجہ سے ودی (۴) مچھلی اور مڈی کے سوا مردار (۵) خون (۶) کتا اور خنزیر ... صاف (۸) غلیظ پیپ (۹) غلیظ قے، لیکن خفیف پیپ، ہلکی قے، منی اور مذی معاف ہیں (۱۰) شراب جب تک شراب ہے۔ چنانچہ اگر شراب خود بخود سرکہ بن جائے یا اُس میں کوئی دوسری چیز ملائے، مثلاً سرکہ اور نمک وغیرہ تو وہ پاک ہوجاتی ہے۔ پس ان ناپاک چیزوں سے کچھ آلودہ ہوجائے تو اُس کے پاک ہونے میں دل کو اطمینان حاصل ہونے تک اُسے دھونا واجب ہے۔ اُس کا دھونا کسی تعداد یا اندازے پر منحصر نہیں ہے، مردہ گائے، مردہ بھیڑ، مردہ اونٹ، گھوڑے خچر، پالتو اور جنگلی گدھے۔ بہت سے جنگلی جانور اور کارآمد درندوں کے چمڑوں کی دباغت کی جائے تو صاف ہوجاتے ہیں، پھر جب ان کو دھویا جائے تو پاک ہوجاتے ہیں۔ بال، ہڈی، ناخن اور ان جیسی چیزوں کو پاک کرنے کی صورت میں دھونا کافی ہے ناپاکی کو دھونے کی صورت میں اگر ملنے میں نچوڑنے میں یا اس کے قابل

مایون اشنان نامی گھاس اور ماش وغیرہ لگانے میں مبالغہ سے کام لے حالانکہ اس کا رنگ نہ مٹ جائے، بہایا ہوا پانی ایسا صاف ہو جائے کہ اس کی بو اُس کا رنگ اور اس کا ذائقہ تبدیل نہ ہو تو جس چیز پر پانی بہایا گیا ہو وہ چیز پاک ہو جاتی ہے۔ مبالغہ سے کام لینے کے بعد اُس کا اثر رہ جانے میں کوئی حرج نہیں اگر کوئی شخص حلال گوشت والے جانور کی لید اور پیشاب کی آلودگی میں مبتلا ہو جائے مثلاً چرواہے اور جانوروں کی حفاظت کرنے والے وغیرہ تو ایسے شخص کی نماز جائز ہوتی ہے۔ دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ آلودہ چیز کا صاف کرنا ہر بہنے والی پاک چیز سے جائز ہے۔ مثلاً سرکہ، گلاب کا پانی، درخت کا پانی اور میوہ جات کا پانی وغیرہ صفائی حاصل کرنے کے بعد اس پر تھوڑا سا پانی ڈال دینا کافی ہے۔ کیونکہ صفائی حاصل کرنے کے بعد اتنی مقدار سے پاکی حاصل ہو جاتی ہے۔ پانی کی کمیابی کے دوران بہنے والی چیز پر اکتفا کرنا جائز ہے۔ زمین چٹائی اور بوریا اگر آلودہ ہو جائے تو ان پر کوئی اثر دکھائی نہ دے تو ان چیزوں پر نماز پڑھنا جائز ہے۔ کیونکہ ان کا خشک ہونا ہی ان کی پاکی ہے۔ اگر موزہ آلودہ ہو جائے تو رگڑنے کی صورت میں پاک مٹی اسے صاف کر دیتی ہے اور اس کی صفائی اس کی پاکی کا درجہ رکھتی ہے۔

وَاَمَّا الْمِيَاهُ فَكُلُّ مَاءٍ قَرَاحٍ لَمْ يَتَغَيَّرْ لَوْنُهُ وَرِيحُهُ وَطَعْمُهُ جَارِيًا كَانَ اَوْ رَاكِدًا وَلَا يُرٰى فِيهِ عَيْنُ طَاهِرٍ فَهُوَ طَاهِرٌ وَمُطَهِّرٌ لَا يُنْظَرُ اِلٰى قِلَّتِهِ وَالْمَاءُ الْجَارِي اِنْ وَقَعَ فِيهِ غَيْرُ طَاهِرٍ وَلَمْ يُغَيِّرْ لَوْنَهُ وَرِيحَهُ وَطَعْمَهُ يَجُوزُ الطَّهَارَةُ بِهِ عَلَى الْكَرَاهَةِ وَالْمَاءُ الرَّاكِدُ اِنْ كَانَ عَظِيمًا حُكْمُهُ حُكْمُ الْجَارِي وَاِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ يَعْنِي خَمْسَمِائَةِ رَطْلٍ بِالْعِرَاقِي اَوْ مِائَةَ مَنٍّ بِالسُّلْطَانِيَّةِ تَقْرِيبًا وَوَقَعَ فِيهِ رَوْثُ مَاكُولِ اللَّحْمِ وَلَمْ يُغَيِّرْ اَوْصَافَهُ الثَّلَاثَ وَلَا يُوجَدُ غَيْرُهُ يَجُوزُ الطَّهَارَةُ بِهِ وَاِنْ وَقَعَ فِيهِ غَيْرُ طَاهِرٍ سِوَى الْاَرْوَاثِ اَوِ اسْتَنْجٰى فِيهِ اَحَدٌ لَمْ يَجُزِ الطَّهَارَةُ بِهِ لِاَنَّهُ تَغَيَّرَ اَوْ لَمْ يَتَغَيَّرْ كَانَ نَجِسًا اَمَّا الَّذِي عَشَرَةُ اَذْرُعٍ فِي عَشَرَةِ اَذْرُعٍ طُولًا وَعَرْضًا وَوَقَعَ فِيهِ غَيْرُ طَاهِرٍ فَيُحَرَّكُ ذٰلِكَ طَرَفِهِ الطَّاهِرِ اِنْ لَمْ يَتَحَرَّكْ طَرَفُهُ النَّجِسُ وَلَمْ يَتَغَيَّرْ لَوْنُهُ وَرِيحُهُ وَطَعْمُهُ يَجُوزُ الطَّهَارَةُ بِهِ عَلَى الْكَرَاهَةِ وَفِي الْغُدْرَانِ وَالْبَوَادِي اِنْ وَقَعَ فِي الْمَاءِ رَوْثُ مَاكُولِ اللَّحْمِ وَبَعْرُهُ وَلَا يُوجَدُ غَيْرُهُ يَجُوزُ شُرْبُهُ وَاسْتِعْمَالُهُ اضْطِرَارًا

يَجُوْزُ التَّيَمُّمُ وَتَرْكُهُ وَالْمَاءُ إِذَا اسْتُعْمِلَ فِي غَيْرِ إِزَالَةِ النَّجَاسَةِ أَعْنِي بِرَفْعِ
الْحَدَثِ الْحُكْمِيِّ فِي الطَّهَارَتَيْنِ فَهُوَ طَاهِرٌ غَيْرُ مُطَهِّرٍ وَإِنْ جُمِعَ حَتَّى بَلَغَ قُلَّتَيْنِ
مَشُوْبًا بِمَاءٍ قَرَاحٍ أَقَلَّ أَوْ أَكْثَرَ مِنْهُ مُطَهِّرًا وَالْمَاءُ الرَّاكِدُ إِنْ لَمْ يُسْتَعْمَلْ
وَتَغَيَّرَ بِطُوْلِ الْمُكْثِ كَانَ طَاهِرًا وَمُطَهِّرًا وَيُكْرَهُ اسْتِعْمَالُ الْمَاءِ الْمُشَمَّسِ فِي
الْأَوَانِي لِأَنَّهُ يُمْكِنُ أَنْ يُوَرِّثَ الْبَرَصَ وَالْمُغَيِّرُ لِلْمَاءِ إِنْ كَانَ طَاهِرًا كَالصَّابُوْنِ
وَالْأُشْنَانِ وَالزَّعْفَرَانِ لَا يَقْدَحُ فِي الْمُطَهِّرِيَّةِ مَا لَمْ يَقْدَحْ فِي مَيْعِهِ وَالْمَاءُ
الْمُعْتَصَرُ مِنَ الشَّجَرِ أَوِ الثَّمَرِ أَوْ غَيْرِهِمَا يَجُوْزُ اسْتِعْمَالُهُ فِي إِزَالَةِ النَّجَاسَةِ
بِالنَّظَافَةِ لَا بِالطَّهَارَةِ وَلِتَحْصُلَ الطَّهَارَةُ بَعْدَهُ بِيَسِيْرٍ مِنَ الْمَاءِ وَذَالِكَ فِي عُسْرَةِ
الْمَاءِ وَقِلَّتِهِ۔

ترجمہ: پانی کا مسئلہ۔ ہر وہ خالص پانی جس کا رنگ، بُو اور ذائقہ تبدیل نہ ہو جائے وہ جاری ہو یا رکا ہوا ہو اور اس میں کوئی ناپاک چیز نہ دکھائی دے تو وہ پانی خود پاک ہے اور دوسروں کو پاک کرنے والا ہے اس کی کمی طرف توجہ نہیں دی جائے گی۔ جاری پانی میں اگر کوئی ناپاک چیز پڑ جائے اور وہ پانی کے رنگ بُو اور ذائقے کو تبدیل نہ کرے تو ایسے پانی سے مکروہ طور پر وضو کرنا جائز ہے۔ ٹھہرا ہوا پانی اگر بہت زیادہ ہو تو اس کا حکم جاری پانی کا حکم ہے اگر پانی دو قلے ہوں، مطلب یہ ہے کہ پانی کی مقدار پانچسو عراقی رطل یا تقریباً سلطانی سو من کے لگ بھگ ہو اس میں حلال گوشت جانور کی لید پڑ جائے اور وہ پانی کے تینوں اوصاف کو تبدیل نہ کرے نیز کوئی دوسرا پانی نہ ملے تو اس سے وضو جائز ہے اگر گوبر کے سوا اس پانی میں ناپاک چیز پڑ جائے یا کوئی شخص اس میں استنجا کرے تو اس سے وضو جائز نہیں ہے کیونکہ وہ پانی چاہے متغیر ہو یا نہ ہو ناپاک ہو گیا ہے۔ بلندی اور چوڑائی میں دونوں میں دس دس گز والے پانی میں کوئی ناپاک چیز پڑ جائے تو اُس کی پاک جانب کو حرکت دینے سے ناپاک جانب اگر نہ ہلے نیز اس کا رنگ، بو اور ذائقہ تبدیل نہ ہو تو مکروہ طور پر اس سے وضو کرنا جائز ہے۔ میدانوں اور جنگلوں کے اندر پانی میں حلال گوشت جانور کی لید پڑ جائے اور وہ پانی کو تبدیل کرے نیز کوئی دوسرا پانی نہ مل سکتا ہو تو لاچار اُس کا پینا اور استعمال کرنا جائز ہے۔ نیز تیمم کرنا اور اس کو چھوڑنا جائز ہے۔ ناپاکی دُور کرنے کے سوا کسی اور دوسری چیز کے دور کرنے کے لیے پانی کا استعمال کیا جائے، مطلب یہ ہے کہ وضو اور غسل میں حدثِ حکمی کو دُور کرنے کی صورتوں میں پانی کا استعمال

کیا جائے تو ایسا پانی خود تو پاک ہے دوسروں کو پاک کرنے والا نہیں۔ اگر پانی کو اکٹھا کیا جائے یہاں تک کہ خالص پانی کے ساتھ ملا کر چلا ہے پانی کم ہو یا زیادہ وہ پانی دو قلے کی مقدار کو پہنچ جائے تو وہ پاک کرنے والا پانی بن جاتا ہے۔ ٹھہرے ہوئے پانی کو اگر استعمال نہ کیا جائے اور وہ زیادہ پڑے رہنے کی وجہ سے متغیر ہو جائے تو وہ خود پاک ہے اور دوسروں کو پاک کرنے والا ہے۔ برتنوں میں دھوپ سے گرم ہونے والے پانی کا استعمال کرنا مکروہ ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ وہ برص کی بیماری پیدا کرے۔ پانی کو تبدیل کرنے والی چیز اگر پاک ہو مثلاً صابون، اُشنان۔ اور زعفران وغیرہ تو یہ چیز اُس پانی کے پاک کرنے والا ہونے کی صفت کے لیے نقصان دہ نہیں ہے جب تک کہ اُس کی روانی میں وہ نقصان دہ نہ ہو، درخت، کھجور یا کسی اور چیز سے نچوڑے ہوئے پانی کو ناپاکی دُور کرنے کی صورت میں صفائی کے لیے استعمال کرنا جائز ہے۔ پاکی کے لیے نہیں تا کہ اس کے بعد تھوڑے سے پانی سے پاکی حاصل ہو سکے۔ ایسا کرنا پانی کی نایابی اور کمی کی صورتوں میں ہوتا ہے۔

وَسُؤْرُ الْمُسْلِمِ وَمَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ طَاهِرٌ وَمُطَهِّرٌ وَسُؤْرُ الْكَلْبِ وَالْخِنْزِيرِ وَالْكَافِرِ نَجِسٌ وَمُنَجِّسٌ وَسُؤْرُ مَا لَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ مَكْرُوهٌ وَلَوْ كَانَ اٰكِلَ الْجِيَفِ لٰكِنْ لَا يَظْهَرُ عَلٰى فَمِهٖ عَيْنٌ طَاهِرٌ اَشَدُّ كَرَاهَةً وَاِنْ ظَهَرَ لَا تَخْفٰى نَجَاسَتُهٗ وَاِنْ مَاتَ فِي الْمَاءِ حَيَوَانٌ مَوْلِدُهُ الْمَاءُ كَالسَّمَكِ وَالسَّرَطَانِ وَغَيْرِهِمَا اَوْمِنَ الْهَوَامِ مَا لَا نَفْسَ لَهَا سَائِلَةٌ كَالْبَقِّ وَالذُّبَابِ وَالزُّنْبُوْرِ وَالْعَقْرَبِ لَمْ يَنْجُسْ وَمَاءُ الْحَمَّامِ الْمُسَخَّنِ وَلَوْ كَانَ بِالْاَرْوَاثِ وَالْعَذِرَاتِ طَاهِرٌ وَمُطَهِّرٌ وَمَاءُ الْقُلَّتَيْنِ فِي الْحَمَّامِ الَّذِي يَغُوصُ فِيهِ ذُوْ الْجُذَامِ وَذُوْ الْبَرَصِ وَذُوْ الْجَرَبِ نَجِسٌ يَضُرُّ النَّاسَ سِوٰى سَائِرِ النَّجَاسَاتِ مَثَلًا يَجُوْزُ اسْتِعْمَالُ مَاءِ الْقُلَّتَيْنِ فِي الْحَمَّامَاتِ اَلْبَتَّةَ لِاَنَّ الْحَذَرَ مِنَ الْاَمْرَاضِ السَّارِيَةِ وَاجِبٌ وَفَرْشُ الْحَمَّامِ اِنْ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ اَثَرٌ لَوْنٌ غَيْرُ لَوْنِ الْفَرْشِ وَلَا يَتَبَيَّنُ عِنْدَ التَّحَرِّيْ يَطْهُرُ بِالْغَسْلِ وَيَجُوْزُ الصَّلٰوةُ عَلَيْهِ بِالْكَرَاهَةِ۔

ترجمہ: مسلمان اور حلال گوشت جانور کا جوٹھا پاک ہے اور دوسروں کو پاک کرنے والا ہے۔ کتا خنزیر اور کافر کا جوٹھا خود ناپاک ہے اور دوسروں کو ناپاک کرنے والا ہے۔ حرام گوشت جانور کا جوٹھا مکروہ ہے اگر وہ حرام گوشت جانور مُردار خور ہو لیکن اُس کے منہ پر کوئی ناپاکی ظاہر نہ ہو تو

اُس کا جوٹھا سخت مکروہ ہے اور ناپاکی ظاہر ہو تو اُس کی ناپاکی کوئی پوشیدہ چیز نہیں۔ اگر پانی میں کوئی ایسا جانور مر جائے جس کی جائے پیدائش پانی ہے مثلاً مچھلی کیکڑا وغیرہ یا وہ کیڑے مکوڑے جنہیں بہنے والا کوئی خون نہیں مثلاً مکھی۔ مچھر، بھڑ اور بچھو تو پانی ناپاک نہیں ہوگا۔ غسل خانے کا گرم پانی خود پاک ہے اور دوسروں کو پاک کرنے والا ہے اگرچہ اُسے گوبروں اور گندگیوں سے گرم کیا گیا ہو۔ غسل خانے میں موجود دو قلّے کی مقدار کا وہ پانی جس میں جذام والا، برص کی بیماری والا یا خارش والا غوطہ لگائے تو وہ پانی ناپاک ہے۔ دیگر تمام نجاستوں کے علاوہ یہ بھی لوگوں کو نقصان دیتا ہے۔ چنانچہ غسل خانے میں استعمال کیا ہوا دو قلّے کی مقدار کے پانی کا استعمال کرنا بالکل ہی جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اثر انداز ہونے والی بیماریوں سے بچنا واجب ہے۔ غسل خانے کے فرش پر فرش کے رنگ کے علاوہ کسی اور رنگ کا اثر نہ ہو اور خوب کھرچ لگانے کے دوران کوئی اور اثر واضح نہ ہو جائے تو وہ غسل کی وجہ سے پاک ہو جاتا ہے اور مکروہ طور پر اُس پر نماز پڑھنا جائز ہے۔

وَالْبِئْرُ إِذَا وَقَعَ فِيهَا نَجَسٌ أَنْزِحَ عَيْنُ النَّجَسِ وَمَاؤُهَا حَتَّى يَصِيرَ غَيْرَ مُتَغَيِّرِ اللَّوْنِ وَالرِّيحِ وَالطَّعْمِ وَلَا يَتَعَيَّنُ مِقْدَارًا أَوْ لَا عَدَدًا أَوْ إِنْ وَقَعَ فِي الْمَاءِ مَا لَا يُدْرِكُهُ الطَّرْفُ مِنَ الدَّمِ يَجُوزُ الطَّهَارَةُ بِهِ إِنْ لَمْ يُوجَدْ غَيْرُهُ وَلَوْ نَجَسَ أَحَدُ الْإِنَائَيْنِ بِلَا تَعَيُّنٍ لَا يَجُوزُ الطَّهَارَةُ بِهِمَا وَالْمَاءُ الْجَارِي إِذَا كَانَ مُنْتِنًا وَيَطُوفُ فِي الْبُلْدَانِ وَكَانُوا يَسْتَنْجُونَ فِيهِ وَيَتَغَيَّرُ لَوْنُهُ أَوْ رِيحُهُ أَوْ طَعْمُهُ فَشُرْبُهُ حَرَامٌ وَاسْتِعْمَالُهُ مُنَجِّسٌ لِلْأَوَانِي فِي وَالْأَبْدَانِ وَالْأَثْوَابِ وَمُسْتَعْمِلُهُ آثِمٌ فَكَيْفَ يَرْجُو الثَّوَابَ وَلَا يَجُوزُ غُسْلُ بِجُنُبٍ وَلَا الْإِسْتِنْجَاءُ وَلَا الْإِسْتِبْرَاءُ فِي الْمَاءِ الَّذِي يَطُوفُ فِي الْبُلْدَانِ فَوَجَبَ أَنْ يَأْخُذُوا الْمَاءَ بِالْأَوَانِي وَيَسْتَعْمِلُوهُ فِي إِزَالَةِ النَّجَاسَةِ ثُمَّ يَتَيَمَّمُوا الطَّهَارَتَيْنِ وَالَّذِينَ يَقْضُونَ الْحَاجَةَ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ وَالْجَارِي إِلَّا الْبَحْرَ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ فَوَجَبَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ أَنْ يَجْتَنِبُوا اتِّبَاعَ الْأَفْعَالِ وَهٰذَا مِنْ أَقْبَحِ الْقَبَائِحِ وَإِنْ لَمْ يَجْتَنِبُوا وَجَبَ عَلَى حُكَّامِ الْإِسْلَامِ أَنْ يَمْنَعُوهُمْ وَإِنْ لَمْ يَمْنَعُوهُمْ فَكُلُّهُمْ يُحَاسَبُونَ فِي الْقِيَامَةِ الْعُظْمَىٰ فَعَلَيْكُمْ أَيُّهَا الْمُسْلِمُونَ بِحِمَايَةِ

الماء من الانجاس لان بناء جميع العبادات على الطهارة وبناء الطهارة على الماء وما كان التهاون في ذلك الامر الا من ضعف الايمان واستيلاء النفس والشيطان وكل اناء طاهر يجوز الطهارة به لكن استعمال اواني الذهب والفضة حرام والمذهب والمفضض مكروه ومستعملها اثم ان وجد غيرها وان لم يجد فلا اثم عليه وكل اناء من الجواهر النفيسة كاليواقيت والزمرد وغيرهما ان لم يكن لمناهية شرعية يطلع عليها الحكماء والعرفاء وكان لمجرد زينة وتكاثر حرام وان كان لمناهية من الخواص الشرعية فلا باس به۔

ترجمہ: کنوئیں کا مسئلہ: کنوئیں میں اگر کوئی ناپاک چیز پڑ جائے تو عین ناپاکی اور پانی دونوں کو نکالا جائے گا۔ یہاں تک کہ اُس کا پانی رنگ، بُو اور ذائقے کے لحاظ سے غیر متغیر ہو جائے۔ پانی کے نکالنے میں کسی قسم کی مقدار اور تعداد کا تعین نہیں ہے اگر پانی میں خون کی کوئی ایسی مقدار پڑ جائے۔ جسے آنکھ نہیں دیکھ سکتی تو اس سے وضو جائز ہے بشرطیکہ دوسرا پانی نہ ملے اگر کسی تعین کے بغیر دو برتنوں میں سے ایک ناپاک ہو جائے تو دونوں سے وضو جائز نہیں ہے اگر جاری پانی کمزور ہو۔ شہروں میں چلتا ہو۔ لوگ اس کمزور پانی میں استنجا کرتے ہوں نیز اس کا رنگ و بُو یا ذائقہ تبدیل ہو چکا ہو تو ایسے پانی کا پینا حرام ہے۔ اور اس کا استعمال کرنا، برتنوں، جسموں اور کپڑوں کو ناپاک کرنے کا باعث ہے۔ اُس پانی کا استعمال کرنے والا گنہگار ہے۔ لہٰذا وہ کیسے ثواب کی اُمید کر سکتا ہے۔ شہروں میں چلتے بہنے والے پانی میں کسی ناپاک چیز کا دھونا استنجا کرنا اور استبراء کرنا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ واجب ہے کہ لوگ برتنوں میں پانی لیں اور ناپاکی دُور کرنے کے لیے اُسے استعمال کریں پھر وہ وضو اور غسل کو پورا کریں۔ جو لوگ رُکے ہوئے پانی اور دریا کے سوا دوسرے جاری پانی میں قضائے حاجت کرتے ہیں اُن پر اللہ لعنت بھیجتا ہے اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔

چنانچہ مسلمانوں کے لیے بُرے افعال سے بچنا واجب ہے اور یہ کام تو سب سے بُرا فعل ہے اگر لوگ ایسا کرنے سے پرہیز نہ کریں تو اسلامی حکام کے ذمے اُن کو روکنا واجب ہے اگر اسلامی حکام

بھی اُن کو نہ روکیں تو سب کے سب بڑی قیامت کو سزا میں مبتلا کئے جائیں گے۔ پس مسلمانو! تم پر پانی کو ناپاکیوں سے محفوظ رکھنا واجب ہے۔ کیونکہ تمام عبادتوں کی بنیاد پاکی پر ہے اور پاکی کی بنیاد پانی پر اس معاملے میں سستی صرف ایمان کی کمزوری نیز نفس اور شیطان کے غلبے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ ہر پاک برتن سے وضو کرنا جائز ہے۔ لیکن سونے اور چاندی کے برتنوں کا استعمال کرنا حرام ہے سونا اور چاندی کے ملمع کئے ہوئے برتنوں کا استعمال کرنا مکروہ ہے۔ ایسے برتنوں کا استعمال کرنے والا گنہگار ہے بشرطیکہ دوسرا برتن ملے۔ اگر دوسرا برتن نہ ملے تو اُس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ ہر وہ برتن جو بیش قیمت جواہرات سے بنا ہو مثلاً یاقوت، زمرد اور ان کے علاوہ دیگر قیمتی جواہرات اگر ایسے برتن کا استعمال کسی ایسی شریف خاصیت کی غرض سے نہ ہو جس سے حکما اور عارفین باخبر ہوتے ہیں اور صرف زینت اور کثرتِ مال پر فخر کی غرض سے ہو تو حرام ہے اگر شریف خاصیتوں میں سے کسی خاصیت کے پیشِ نظر ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(بَابُ الصَّلٰوۃِ)

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا۔ یَجِبُ اَنْ تَعْلَمَ اَنَّ اَوَّلَ وَقْتِ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ طُلُوْعُ الصُّبْحِ الصَّادِقِ وَھُوَ النُّوْرُ الْمُمْتَدُّ عَلَی الْاُفُقِ الْمُتَزَایِدُ لَحْظَۃً فَلَحْظَۃً اِلٰی طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَاٰخِرُ وَقْتِھَا قُبَیْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَاَوَّلُ وَقْتِ الظُّھْرِ زَوَالُ الشَّمْسِ عَنْ وَسْطِ السَّمَاءِ بِعَاشِرَۃٍ وَاٰخِرُ وَقْتِھَا صَیْرُوْرَۃُ ظِلِّ کُلِّ شَیْءٍ مِثْلَیْہِ سِوٰی مَا یَجِدُہٗ عِنْدَ الْاِسْتِوَاءِ فِی الْاٰفَاقِ الْحِمَائِلِیَّۃِ وَفِی الْاٰفَاقِ الَّتِیْ لَا یَبْقٰی مِثْلَیْہِ فَقَطْ لِاَنَّ الظِّلَّ مَا یُوْجَدُ عِنْدَ الْاِسْتِوَاءِ فِیْھَا وَاَوَّلُ وَقْتِ الْعَصْرِ خُرُوْجُ وَقْتِ الظُّھْرِ لَا فَاصِلَۃَ بَیْنَھُمَا وَاٰخِرُ وَقْتِھَا قُبَیْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ وَاَوَّلُ وَقْتِ الْمَغْرِبِ غُرُوْبُ الشَّمْسِ وَاٰخِرُ وَقْتِھَا قُبَیْلَ غُرُوْبِ الشَّفَقِ الْاَحْمَرِ فِی الْاٰفَاقِ الْمُتَبَیِّنَۃِ وَالْاَبْیَضِ

فِي الْآفَاقِ الْمُحْتَجِبَةِ بِالْجِبَالِ الشَّاهِقَةِ وَأَوَّلُ وَقْتِ الْعِشَاءِ غُرُوبُ الشَّفَقِ لَا فَاصِلَةَ بَيْنَهُمَا وَآخِرُ وَقْتِهَا قُبَيْلَ طُلُوعِ الصُّبْحِ فَإِنْ وَقَعَ تَأْخِيرٌ إِلَى قَرِيبِ الصُّبْحِ عَنْ عُذْرٍ كَانَتْ أَدَاءً لَا قَضَاءً أَمَّا التَّأْخِيرُ بِلَا عُذْرٍ فَكَانَ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ بَلْ إِلَى ثُلُثِهِ وَفِي السَّفَرِ وَالْمَطَرِ وَالْمَرَضِ أَوْ أَمْرٍ آخَرَ يُشَاكِلُهُمَا فِي الْعُسْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ عَنْ وَسْطِ السَّمَاءِ يَخْتَصُّ الْوَقْتُ بِالظُّهْرِ بِمِقْدَارِ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ فَيَشْتَرِكُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالظُّهْرُ مُقَدَّمَةٌ إِلَى أَنْ يَبْقَى الْوَقْتُ بِمِقْدَارِ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قُبَيْلَ الْغُرُوبِ فَهٰذَا الْوَقْتُ يَخْتَصُّ بِالْعَصْرِ وَبَعْدَ الْغُرُوبِ مِقْدَارُ ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ يَخْتَصُّ بِالْمَغْرِبِ فَيَشْتَرِكُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَالْمَغْرِبُ مُقَدَّمَةٌ حَتَّى يَبْقَى الْوَقْتُ مِقْدَارَ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قُبَيْلَ الصُّبْحِ فَهُوَ يَخْتَصُّ بِالْعِشَاءِ وَفِي الْأَوْقَاتِ الْمَغْمُورَةِ بِالْغَيْمِ تَأْخِيرُ الصُّبْحِ وَالظُّهْرِ وَالْمَغْرِبِ وَتَقْدِيمُ الْعِشَاءِ وَالْعَصْرِ صَوَابٌ وَفِي الْأَزْمِنَةِ وَالْأَمْكِنَةِ الْحَارَّةِ الْإِبْرَادُ بِالظُّهْرِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ كَذٰلِكَ فَأَصْوَبُ الْأَوْقَاتِ أَوْسَطُهَا فَإِنْ كُنْتَ تُصَلِّي الْفَرَائِضَ فِي أَوْسَاطِ الْأَوْقَاتِ بِلَا تَعْجِيلٍ مُخِلٍّ وَلَا تَطْوِيلٍ مُمِلٍّ أَصَبْتَ الصَّلٰوةَ الْوُسْطٰى بِلَا رَيْبٍ وَلَا عَيْبٍ۔

نماز کا بیان

ارشادِ خداوندی ہے حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ الآیہ تم نمازوں کی اور درمیانی نماز کی سختی سے پابندی کیا کرو۔ نیز ارشاد باری ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ الآیہ بیشک نماز مومنوں کے حق میں مقررہ وقت کے لحاظ سے فرض ہے۔ چنانچہ جاننا واجب ہے کہ نماز صبح کا پہلا وقت صبح صادق کا نکلنا ہے وہ افق پر پھیلنے والی اس سفید روشنی کا نام ہے جو سورج نکلنے تک رفتہ رفتہ بڑھتی رہتی ہے۔ صبح کی نماز کا آخری وقت سورج نکلنے سے کچھ پہلے ہے۔ ظہر کی نماز کا پہلا وقت دسویں درجہ پر آسمان کے درمیان سے سورج کا ڈھلنا ہے اور اس کا آخری وقت حائل اُفق والے مقامات میں استواء کے وقت پائے جانے

والے سائے کے علاوہ ہر چیز کے سائے کا اس کے دوچند ہونا ہے اور دولابی افق والے مقامات میں صرف دوچند ہونا ہے کیونکہ استوا کے وقت دولابی افق والے مقامات میں سایہ مزید پایا نہیں جاتا عصر کی نماز کا پہلا وقت ظہر کے وقت کا نکل جانا ہے۔ دونوں میں کوئی فاصلہ نہیں اور اس کا آخری وقت سورج غروب ہونے سے پہلے ہے مغرب کی نماز کا پہلا وقت سورج کا غروب ہونا ہے اور اُس کا آخری وقت واضح کھلے اُفق والے مقامات میں سرخ شفق کا ختم ہونا ہے اور اونچے اونچے پہاڑوں سے چھپے ہوئے اُفق والے مقامات میں سفید شفق کا ختم ہونا ہے عشاء کی نماز کا پہلا وقت شفق مذکور کا ختم ہونا ہے۔ دونوں میں کوئی فاصلہ نہیں، اور اس کا آخری وقت صبح صادق نکل آنے سے پہلے ہے اگر کسی ضرورت کی بنا پر پو پھٹنے کے قریب تک دیر ہو جائے تو عشاء کی نماز ادا ہو گی نہ کہ قضا کسی ضرورت کے بغیر دیر کرنا، آدھی رات تک بلکہ تہائی رات تک ہے۔ سفر کی حالت میں، بارش کے دوران اور بیماری کی حالت یا دشواری میں ان جیسی صورتوں میں جب سورج آسمان کے درمیان سے ڈھل جائے تو یہ وقت چار رکعتیں پڑھنے تک ظہر کے ساتھ خاص ہے پھر ظہر اور عصر کے درمیان مشترک وقت ہوتا ہے۔ غروب آفتاب سے پہلے چار رکعتوں کی مقدار کا وقت باقی رہنے تک ظہر کو پہلے ادا کیا جائے کیونکہ یہ وقت تو عصر کے ساتھ خاص ہے بادل کی وجہ سے مشکوک وقتوں میں صبح، ظہر اور مغرب کی نمازوں کا موخر کرنا اور عشاء اور عصر کی نمازوں کا مقدم کرنا اچھا ہے۔ گرمی کے زمانوں اور گرم مقامات میں ظہر کی نماز کا ٹھنڈ پڑنے پر پڑھنا بہتر ہے۔ اگر ایسی صورت نہ تو بہترین وقت درمیانہ وقت ہے اگر تو فرض نمازوں کو درمیانے اوقات میں کسی خلل انگیز جلدی اور اکتا دینے والی طوالت کے بغیر پڑھتا ہے تو تو نے درمیانی نماز کو کسی شک و شبہ کے بغیر پا لیا۔

وَالْأَوْقَاتُ الْمَكْرُوْهَةُ لِلصَّلٰوةِ فِيْ أَيِّ بُقْعَةٍ مِّنَ الْبِقَاعِ حِيْنَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَحِيْنَ الْغُرُوْبِ وَحِيْنَ الْاِسْتِوَاءِ لِأَنَّ فِيْ هٰذِهِ الْأَوْقَاتِ غَيْرُ الْمِلَّةِ الْاِسْلَامِيَّةِ يَتَعَبَّدُوْنَ الْأَصْنَامَ فَالْكَرَاهَةُ لِتَشَابُهِهِمْ وَبَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ حِيْنَ الْفَرَاغِ مَكْرُوْهَةٌ أَيْضًا وَإِنْ عَنَتْ فِي الصَّلٰوةِ وَالشَّمْسُ تَطْلُعُ أَوْ تَغْرُبُ فَمَا كَانَ قَبْلَ الطُّلُوْعِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ أَدَاءٌ وَمَا كَانَ بَعْدَ الطُّلُوْعِ وَبَعْدَ الْغُرُوْبِ قَضَاءٌ وَذٰلِكَ أَظْهَرُ مِنَ الشَّمْسِ فَلَا حَاجَةَ إِلَى تَكَلُّفٍ وَتَعَسُّفٍ وَكُلُّ مُسْلِمٍ بَالِغٍ عَاقِلٍ مُكَلَّفٌ بِالصَّلٰوةِ وَغَيْرِهَا مِنَ الْعِبَادَاتِ وَغَيْرُهُ غَيْرُ مُكَلَّفٍ بِالْعِبَادَاتِ لِأَنَّ الْعِبَادَةَ

تَبْتَنِي عَلَى الْإِيمَانِ فَإِذَا لَمْ يُوجَدِ الْمَبْنِيُّ لَمْ يَكُنِ الْمَبْنِيُّ عَلَيْهِ . أَمَّا الْمُرْتَدُّ إِذَا رَجَعَ
إِلَى الْإِسْلَامِ فَوَجَبَ عَلَيْهِ قَضَاءُ مَا فَاتَ مِنَ الْأَحْكَامِ كَالصَّلَاةِ وَغَيْرِهَا سِيَاسَةً
وَحِمَايَةً لِحِمَى الْإِسْلَامِ بِخِلَافِ سَائِرِ الْكَفَرَةِ وَيَنْبَغِي أَنْ يُؤْمَرَ الصَّبِيُّ بِتَعَلُّمِ
الطَّهَارَةِ وَالصَّلَاةِ وَالصِّيَامِ وَغَيْرِهَا مِنَ الْفَرَائِضِ قَبْلَ الْبُلُوغِ وَلَا يَنْبَغِي
أَنْ يُؤْمَرَ بِالصَّلَاةِ وَالصِّيَامِ لِأَنَّ التَّكْلِيفَ عَلَيْهِمْ بِمَا لَا يُكَلِّفُهُمُ اللّٰهُ ظُلْمٌ
وَتَعْلِيمُ الْفَرَائِضِ يَلِيقُ . لِلذَّكَرِ قَبْلَ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً وَلِلْأُنْثَى قَبْلَ تِسْعِ سِنِينَ
وَالْمَجْنُونُ إِنْ بَرِئَ لَا قَضَاءَ عَلَيْهِ وَالْإِغْمَاءُ كَالْجُنُونِ بِخِلَافِ السَّكْرَانِ فَإِنَّهُ
يَجِبُ عَلَيْهِ الْقَضَاءُ وَالْحَدُّ فَالْمَجْنُونُ إِذَا بَرِئَ وَالْمُغْمَى عَلَيْهِ إِذَا أَفَاقَ وَالْحَائِضُ
إِذَا طَهُرَتْ وَبَقِيَ مِنَ الْوَقْتِ مِقْدَارُ الصَّلَاةِ الْحَاضِرَةِ يَعْنِي قَبْلَ طُلُوعِ
الشَّمْسِ مِقْدَارُ رَكْعَتَيْنِ وَجَبَتْ صَلَاةُ الصُّبْحِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ مِقْدَارُ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ
وَجَبَتِ الظُّهْرُ وَالْعَصْرُ وَمِقْدَارُ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ الْعَصْرُ فَقَطْ وَقَبْلَ طُلُوعِ
الصُّبْحِ مِقْدَارُ سَبْعِ رَكَعَاتٍ وَجَبَتِ الْمَغْرِبُ وَالْعِشَاءُ وَمِقْدَارُ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ
الْعِشَاءُ وَحْدَهَا وَإِنْ وَقَعَ الْحَيْضُ وَالْجُنُونُ وَالْإِغْمَاءُ وَقَدْ مَضَى مِنْ أَوَّلِ الْوَقْتِ
مِقْدَارُ أَدَائِهَا وَجَبَ الْقَضَاءُ يَعْنِي إِذَا مَضَى مِنْ زَوَالِ الشَّمْسِ عَنْ وَسَطِ السَّمَاءِ
مِقْدَارُ ثَمَانِي رَكَعَاتٍ قَضَاءُ الظُّهْرَيْنِ وَمِقْدَارُ سَبْعِ رَكَعَاتٍ مِنْ غُرُوبِ
الشَّمْسِ قَضَاءُ الْعِشَاءَيْنِ وَمِنْ طُلُوعِ الصُّبْحِ مِقْدَارُ رَكْعَتَيْنِ قَضَاءُ الصُّبْحِ وَ
إِلَّا فَلَا وَلَوِ اشْتَبَهَ الْوَقْتُ وَصَلَّيْتَ فِيهِ ثُمَّ تَبَيَّنَ أَنْ وَقَعَتْ فِي الْوَقْتِ
أَوْ بَعْدَهُ فَلَا قَضَاءَ عَلَيْكَ وَإِنْ وَقَعَتْ قَبْلَ الْوَقْتِ وَجَبَتِ الْإِعَادَةُ أَدَاءً أَوْ
قَضَاءً وَيَنْبَغِي أَنْ تُبَادِرَ إِلَى قَضَاءِ الْفَوَائِتِ وَتُقَدِّمَهَا عَلَى الْحَاضِرَةِ إِنْ
لَمْ يَضِقْ وَقْتُ الْحَاضِرَةِ وَلَا يَجِبُ التَّرْتِيبُ فِي الْفَوَائِتِ وَيَجُوزُ أَنْ تَقْضِيَ
صَلَاةَ النَّهَارِ فِي اللَّيْلِ وَصَلَاةَ اللَّيْلِ فِي النَّهَارِ وَتُقَدِّمَ كُلَّ وَاحِدَةٍ
مِنْهَا عَلَى الْأُخْرَى وَإِنْ لَمْ تَجْهَرْ فِي الْجَهْرِيَّةِ الْفَائِتَةِ لَا بَأْسَ بِهِ

ترجمہ: کسی بھی قلعہ زمین میں نماز کے مکروہ اوقات یہ ہیں۔

ا۔ سورج کے نکلنے کا وقت، سورج کے ڈوبنے کا وقت اور استواء کا وقت کیونکہ ان اوقات میں دوسری غیر اسلامی قومیں بتوں کی پوجا کرتی ہیں، چنانچہ اُن کی مشابہت کی وجہ سے کراہت آتی ہے۔ صبح اور عصر کی نمازوں کے بعد بھی فرض نمازوں کے علاوہ دیگر نماز مکروہ ہے اگر تو نماز میں مشغول ہو اور سورج نکل آئے یا غروب ہو یا غروب ہو جائے تو نماز کا جو حصہ سورج نکلنے اور غروب ہونے سے پہلے بجالایا گیا ہو وہ ادا ہوگا اور نماز کا جو حصہ سورج کے نکلنے کے بعد بجالایا گیا ہو تو وہ قضا ہوگا۔ یہ مسئلہ روز روشن کی طرح زیادہ واضح وعیاں ہے۔

لہٰذا اُس کے بارے میں کسی قسم کی کلفت اور مشقت میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ ہر بالغ عاقل مسلمان نماز اور دیگر عبادتوں کا مکلّف ہے غیر مسلم بالغ عاقل عبادتوں کا مکلف نہیں، کیونکہ عبادتوں کی بنیاد ایمان پر ہے۔ جب بنیاد موجود نہ ہو تو بنیاد پر رکھی جانے والی چیز ممکن نہیں ہوتی۔

مرتد کا مسئلہ: جب مرتد آدمی اسلام کی طرف لوٹ آئے تو اس پر بخلاف جملہ کافروں کے بطور سیاست اور حدود اسلام کی حمایت کی خاطر فوت شدہ احکام کی قضا واجب ہے مثلاً نماز وغیرہ مناسب ہے۔ کہ بچے کو بالغ ہونے سے پہلے وضو، غسل، نماز، روزہ اور دیگر فرائض سیکھنے کا حکم کیا جائے۔ نماز اور روزے کی بجاآوری کا اُسے حکم کیا جانا مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ جس چیز کا اللہ نے ان کو مکلف نہ بنایا ہو اس کا ان کو مکلّف بنانا ظلم ہے۔ لڑکے کے لیے بارہ سال سے پہلے اور لڑکی کے لیے نو سال سے پہلے فرائض کی تعلیم مناسب ہے۔ پاگل اگر ٹھیک ہو جائے تو اس پر کوئی قضا نہیں ہے۔ بے ہوش ہونا پاگل پن کی مانند ہیں۔ بخلاف نشہ والے کے کہ اس کے حق میں قضا اور حد واجب ہیں، پاگل جب ٹھیک ہو جائے۔ بیہوش آدمی جب ہوش میں آئے اور حیض والی عورت جب پاک ہو جائے اور وقت میں سے موجودہ نماز پڑھنے کی مقدار باقی ہو مطلب یہ ہے کہ سورج نکلنے سے پہلے دو رکعتوں کے پڑھنے کی مقدار باقی ہو تو صبح کی نماز واجب ہے۔ غروب آفتاب سے پہلے آٹھ رکعتوں کے پڑھنے کی مقدار باقی ہو تو ظہر اور عصر واجب ہیں اور چار رکعتوں کے پڑھنے کی مقدار باقی ہو تو صرف عصر واجب ہے۔ صبح صادق کے نکلنے سے پہلے سات رکعتوں کے پڑھنے کی مقدار باقی ہو تو مغرب اور عشا کی نمازیں واجب ہیں اور چار رکعتوں کے پڑھنے کی مقدار باقی ہو تو اکیلی عشاء کی نماز واجب ہے اگر حیض آجائے یا دیوانگی طاری ہو جائے یا بے ہوشی چھا جائے اور الغالیہ کہ وقت کے پہلے حصے سے سورج کے ڈھلنے کے بعد آٹھ رکعتوں کے پڑھنے کی مقدار گذر چکی ہو تو ظہر اور عصر کی قضا واجب ہے۔ غروب آفتاب سے سات رکعتوں کے پڑھنے کی

مقدار گذر چکی ہو تو مغرب اور عشاء کی قضا واجب ہے اور صبح صادق کے نکلنے سے دو رکعتوں کے پڑھنے کی مقدار گذر چکی ہو تو نماز صبح کی قضا واجب ہے اگر وقت مشتبہ ہو جائے تو اس صورت میں نماز پڑھ چکا ہو پھر پتہ چل جائے کہ نماز اپنے وقت میں یا وقت کے بعد وقوع پذیر ہوئی ہے تو تجھ پر کوئی قضا نہیں۔ اگر نماز وقت سے پہلے وقوع پذیر ہو چکی ہو تو ادا یا قضا کی صورت میں اس کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ مناسب ہے کہ فوت شدہ نمازوں کی قضا بجا لانے میں جلدی کرے اور ان کو موجودہ نماز پر مقدم کرے۔ بشرطیکہ موجودہ نماز کا وقت تنگ نہ ہو۔ فوت شدہ نمازوں کی بجا آوری میں ترتیب واجب نہیں ہے۔ دن کی نماز قضا رات کو بجا لانا اور رات کی نماز کی قضا دن کو بجا لانا نیز ان میں سے ہر ایک کو دوسری پر مقدم کرنا جائز ہے۔ اگر فوت شدہ جہری نماز کی بجا آوری میں جہر سے کام نہ لے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

اَمَّا الْاَذَانُ وَالْاِقَامَةُ فِي الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ الْمَفْرُوضَةِ الْحَاضِرَةِ بِالْجَمَاعَةِ لِلرِّجَالِ فَفَرْضُ كِفَايَةٍ وَلِلْمُنْفَرِدِ مُسْتَحَبٌّ اَدَاءً كَانَ اَوْ قَضَاءً وَالْاِقَامَةُ اَشَدُّ اسْتِحْبَابًا وَيَجُوزُ لِلنِّسَاءِ الْاِقَامَةُ دُوْنَ الْاَذَانِ فِي صَلَوَاتِهِنَّ بِالْاِنْفِرَادِ وَالْجَمَاعَةِ وَالْاَذَانُ تَكْبِيرَاتُهُ الْاُوَلُ رُبَاعٌ وَالْبَاقِي لَا يَجُوزُ اِلَّا مَثْنَى وَالْاِقَامَةُ يَجُوزُ مَثْنَى اِلَّا تَهْلِيلَ الْاَخِيرَةِ وَيَجُوزُ فُرَادَى اِلَّا قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ وَالتَّكْبِيرَاتِ وَلَا يَجُوزُ الْاَذَانُ قَبْلَ دُخُولِ الْوَقْتِ اِلَّا لِلصُّبْحِ وَاِنْ اَعَادَ بَعْدَ طُلُوعِ الصُّبْحِ كَانَ اَفْضَلَ وَيَجِبُ فِيهِمَا التَّرْتِيبُ وَالْمُوَالَاةُ وَالصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ فِي خِلَالِ الْاَذَانِ بِدْعَةٌ فَاِنْ قِيلَ قَبْلَ اَذَانِ الصُّبْحِ اَوْ بَعْدَهُ لِتَنْبِيهِ الْغَافِلِينَ لَا بَأْسَ بِهِ وَلَا يَنْبَغِي اَنْ يَكُونَ الْمُؤَذِّنُ اِلَّا رَجُلًا مُسْلِمًا عَادِلًا عَاقِلًا مُمَيِّزًا رَشِيدًا اَوَلَا يُشْتَرَطُ الْبُلُوغُ عَارِفًا بِالْاَوْقَاتِ مُؤْتَمَنًا مُتَحَقِّقًا صَيِّتًا صَبِيحًا حَسَنَ الصَّوْتِ اَوْ لَيْسَ بِقَيِّمِ الْقَوْتِ كَائِنًا مَعَ الْقُدْرَةِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ مُتَأَنِّيًا مُتَرَتِّلًا فِي الْاَذَانِ حَادِرًا فِي الْاِقَامَةِ مُتَطَهِّرًا عَنِ الْجَنَابَةِ وَفِيهِمَا مُتَوَقِّفًا فِي الْاِقَامَةِ مُنْبَطِيًا بَيْنَهُمَا بِمِقْدَارِ رَكْعَتَيْنِ تَقْرِيبًا اِلَّا فِي الْمَغْرِبِ وَالْاَذَانُ يَجُوزُ اِنْ

لَمْ يَكُنْ مُتَوَضِّيًا بِاَنْصَعِرَاهَةِ وَالْاِقَامَةُ لَا يَجُوْزُ اِلَّا لِمَنْ يَجُوْزُ لَهُ الصَّلٰوةُ ۔

ترجمہ: اذان اور اقامت کا مسئلہ :۔
مردوں کے لیے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی صورت میں موجودہ پانچ فرض نمازوں کی ادائیگی کے موقع پر اذان اور اقامت فرض کفایہ ہیں، اکیلے نماز پڑھنے والے کے حق میں سنت ہیں، چاہے نماز اداکی صورت میں ہو چاہے قضا کے طور پر ہو اور اقامت پڑھنا تاکیدی سنت ہے۔ عورتوں کے لیے اپنی نمازوں کو جماعت کے ساتھ پڑھنے نیز اکیلی اکیلی پڑھنے کی صورت میں اذان کو چھوڑ کر اقامت جائز ہے۔ اذان کی پہلی تکبیریں چار مرتبہ ہیں، باقی کلمات صرف دو دو مرتبہ جائز ہیں۔ آخری تہلیل کے سوا اقامت کے کلمات دو دو مرتبہ جائز ہیں۔ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ اور تکبیرات کو چھوڑ کر اقامت کے دیگر کلمات کو ایک ایک مرتبہ پڑھنا جائز ہے۔ صبح کے سوا وقت داخل ہونے سے پہلے اذان دینا جائز نہیں ہے۔ اگر صبح صادق کے نکل آنے کے بعد اذان کا اعادہ کرے تو یہ افضل ہے۔ اذان اور اقامت دونوں میں ترتیب اور موالات کا لحاظ رکھنا واجب ہے۔
اذان کے اندر الصلٰوۃ خیر من النوم پڑھنا بدعت ہے اگر صبح کی اذان سے پہلے یا بعد میں غافل لوگوں کو بیدار کرنے کی غرض سے یہ پڑھی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں
اذان دینے والا صرف ایسا مرد ہونا چاہیے، جو مسلمان ہو، عامل ہو، عقل مند ہو، صاحب تمیز ہو سن رشد کو پہونچا ہوا ہو۔ بالغ ہو نا شرط نہیں۔ وقتوں کی پہچان والا ہو۔ تحقق اوقات کا اہتمام کرنے والا ہو۔ وقتوں کا لحاظ رکھنے والا ہو، بلند آواز والا ہو۔ نیک چلن ہو۔ خوش آواز ہو یا کم از کم خراب آواز والا نہ ہو۔ اپنی طاقت سے کھڑا ہونے والا ہو۔ قبلہ رخ ہو۔ اذان دینے کی صورت میں ترتیل سے آہستہ پڑھنے والا ہو۔ اقامت پڑھنے کی صورت میں ذرا جلدی کرنے والا ہو۔ اذان اور اقامت کے دوران جنابت سے پاک ہو۔ اقامت پڑھنے کی صورت میں باوضو ہو۔ مغرب کے سوا اذان اور اقامت کے درمیان تقریباً دو رکعتیں پڑھنے کی مقدار کا وقفہ کرنے والا ہو۔ اگر باوضو نہ ہو تو مکروہ طور پر اذان دینا جائز ہے۔ اقامت کا پڑھنا صرف اس شخص کے لیے

جائز ہے، جس کے لیے نماز کا پڑھنا جائز ہے۔

کلماتِ اذان کی ترتیب یہ ہے:-

۱۔ چار مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَر پڑھے۔

۲۔ دو مرتبہ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھے

۳۔ دو مرتبہ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھے۔

۴۔ دو مرتبہ اَشْھَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَّلِیُّ اللّٰہِ پڑھے۔

۵۔ دو مرتبہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ پڑھے۔

۶۔ دو مرتبہ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پڑھے۔

۷۔ دو مرتبہ حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ پڑھے۔

۸۔ دو مرتبہ مُحَمَّدٌ وَّعَلِیٌّ خَیْرُ الْبَشَرِ پڑھے۔

۹۔ دو مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھے۔

۱۰۔ دو مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھے۔

وَسُنَّ لِلسَّامِعِ الْإِنْصَاتُ أَوْ أَنْ يَتَّبِعَهُ فِي التَّكْبِيرَاتِ وَالشَّهَادَتَيْنِ وَ
فِي الْحَيْعَلَتَيْنِ أَنْ يَقُولَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ وَبَعْدَ الْأَذَانِ
يَقْرَأُ اللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدًا
نِ الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا نِ
الَّذِي وَعَدْتَهُ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ
الرَّاحِمِينَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ ۔

وَإِنْ زَادَ عَلٰى ذٰلِكَ مَا يَشَاءُ مِنَ الْأَدْعِيَةِ وَالصَّلَوَاتِ لَا يُمْنَعُ وَلَا
يَجُوزُ لِلْمُؤَذِّنِ أَنْ يَتَكَلَّمَ بِكَلَامٍ كَثِيرٍ فِي أَثْنَائِهِمَا أَوْ يَسْكُتَ مُتَمَادِيًا
وَإِنْ تَكَلَّمَ بِشَيْءٍ يَسِيرٍ بِالْخُفْيَةِ وَالسُّرْعَةِ فِي أَمْرٍ ضَرُورِيٍّ يَفُوتُ إِنْ لَمْ
يَتَكَلَّمْ لَا حَاجَةَ إِلَى الْاسْتِئْنَافِ وَالْاسْتِئْنَافُ أَنْفَعُ وَفِي كُلِّ سَوَادٍ مِنَ الْقُرٰى
وَالْبُلْدَانِ وَالْأَخْشَامِ وَأَرْبَابِ الْخِيَامِ إِنْ لَمْ يُؤَذِّنُوا فَقَطْ وَجَبَتْ مُقَاتَلَتُهُمْ
عَلَى الْإِمَامِ حَتّٰى يَفِيئُوا إِلٰى شَعَائِرِ الْإِسْلَامِ وَلَا خَفَاءَ أَنَّ الْأَذَانَ
وَالْإِقَامَةَ وَالْجَمَاعَةَ مِنَ الشَّعَائِرِ الْعِظَامِ فِي الْإِسْلَامِ ۔ أَمَّا اسْتِقْبَالُ
الْقِبْلَةِ فَشَرْطٌ فِي صِحَّةِ الصَّلٰوةِ مَعَ الْقُدْرَةِ إِلَّا لِلسَّائِرِ الْمُتَنَفِّلِ وَالْخَائِفِ
مِنَ الْأَعْدَاءِ وَغَيْرِهِمْ إِنْ كَانُوا رَاكِبِينَ أَوْ رَاجِلِينَ فَإِنَّ صَوْبَ الطَّرِيقِ
بَدَلٌ عَنِ الْقِبْلَةِ فِي حَقِّهِمْ وَإِنْ تَيَسَّرَ فِي الْإِحْرَامِ التَّوَجُّهُ إِلَى الْقِبْلَةِ كَانَ
أَفْضَلَ وَعِنْدَ شِدَّةِ الْخَوْفِ يَجُوزُ أَدَاءُ الْفَرَائِضِ فِي السَّيْرِ بِالْإِيمَاءِ كَالنَّوَافِلِ
وَلَا يَجِبُ الْقَضَاءُ وَإِنْ أَرَادَ أَنْ يَقْضِيَ كَانَ أَفْضَلَ وَيَنْبَغِي أَنَّ الْإِيمَاءَ لِلسُّجُودِ
كَانَ أَخْفَضَ مِنَ الرُّكُوعِ وَفِي جَوْفِ الْكَعْبَةِ يَجُوزُ الْاسْتِقْبَالُ إِلٰى أَيِّ جِدَارٍ
وَقَعَ وَإِلَى الْبَابِ إِنْ كَانَ مَسْدُودًا أَمَّا إِلَى الْبَابِ الْمَفْتُوحِ وَعَلٰى سَطْحِهَا
إِنْ لَمْ تَكُنْ شَاخِصَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ فَمَكْرُوهٌ وَإِنْ تَحَيَّرَ فِي سَمْتِ الْقِبْلَةِ

وَيُمْكِنُ التَّحَرِّي مِنَ الْكَبِيْرِ أَوِ الْحَقِيْرِ أَوْ غَيْرِهِمَا وَجَبَ التَّفَحُّصُ وَإِنْ لَمْ يُمْكِنْ فَبِاجْتِهَادِهِ وَإِنْ بَقِيَ الْوَقْتُ وَتَحَقَّقَ أَنَّ الصَّلٰوةَ وَقَعَتْ إِلَى غَيْرِ الْقِبْلَةِ وَجَبَتِ الْإِعَادَةُ وَإِلَّا فَلَا وَيَنْبَغِيْ لِلْمُتَحَيِّرِ إِذِ التَّوَجُّهُ بِالْاِجْتِهَادِ إِلَى جِهَةٍ أَنْ لَا يَتَشَوَّشَ قَلْبُهُ وَنِيَّتُهُ وَيَقُوْلَ فِيْ قَلْبِهِ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ وَهِيَ الْكَعْبَةُ الْحَقِيْقِيَّةُ لِأَنَّهُ لَا صَلٰوةَ إِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ فَبَعْدَ تَكْبِيْرَةِ الْإِحْرَامِ لَا يَجُوْزُ الْاِجْتِهَادُ لٰكِنْ إِنْ تَيَقَّنَ بِسَبَبٍ مِنَ الْأَسْبَابِ بِتَحَقُّقِ الْقِبْلَةِ فِيْ أَثْنَاءِ الصَّلٰوةِ يَجُوْزُ التَّحَوُّلُ إِلَيْهَا وَالْاِسْتِئْنَافُ أَفْضَلُ وَيَجُوْزُ التَّحَوُّلُ بِاجْتِهَادٍ ثَانٍ فِيْ أَثْنَائِهَا وَبِهٰذَا الْبَيَانِ لَمْ تَتَحَقَّقِ الْقِبْلَةُ وَلَا أَوَّلُ فَيْءِ الزَّوَالِ فَلَا بُدَّ مِنَ الدَّائِرَةِ الْهِنْدِيَّةِ فِيْ مَعْرِفَةِ أَوَّلِ الْوَقْتِ لِصَلٰوةِ الظُّهْرِ وَسَمْتِ الْقِبْلَةِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فِي الْبِلَادِ الْبَعِيْدَةِ مِنَ الْكَعْبَةِ أَدَامَ اللّٰهُ بَرَكَتَهَا لِأَنَّهُمَا لَا يَتَحَقَّقَانِ إِلَّا بِهَا

ترجمہ: اذان سننے والے کے حق میں خاموش رہنا یا تکبیروں اور دونوں شہادتوں کے دوران موذن کی تابعداری کرنا اور دونوں حیعلتوں میں لَا حَوْلَ الخ کا پڑھنا سنت ہے۔ اذان کے بعد یہ دعا پڑھنا۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ الخ اے اس کامل پکار اور ہر وقت برپا رہنے والی نماز کے پروردگار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ، فضیلت اور بلند درجہ عطا کر۔ اور ان کو اس باعث ستائش مقام پر پہنچا دے جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ہم کو قیامت کے دن ان کی شفاعت نصیب فرما۔ پروردگار تو محمد اور آل محمد پر رحمت نازل کر۔ اگر دعا اپنے منشا کے مطابق دیگر دعاؤں اور درود کا اضافہ کرے۔ تو یہ ممنوع نہیں ہے۔ موذن کے لیے اذان اور اقامت کے دوران زیادہ باتیں کرنا یا دیر تک خاموش رہنا جائز نہیں ہے۔ اگر بات نہ کرنے سے فوت ہونے والے کسی ضروری کام کی خاطر چپکے سے اور جلدی میں کچھ بات کرے تو اذان کو از سر نو پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں، دیہاتوں اور شہروں کی نیز صحرا نشینوں اور خیمے والوں کی ہر ایک بستی میں اگر لوگ بالکل اذان نہ دیں تو امام کے ذمے ان سے جنگ کرنا واجب ہے تاکہ لوگ اسلامی شعار کی طرف لوٹیں۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ اذان، اقامت اور جماعت اسلام کے بڑے بڑے نشانوں میں سے ہیں، اپنی طاقت سے قبلہ کی طرف منہ کرنا نماز کے درست

ہونے کے لیے شرط ہے مگر چلتے چلتے نفل پڑھنے والے اور دشمن وغیرہ سے خوف کھانے والے کے حق میں قبلہ کا رُخ کرنا شرط نہیں۔ بشرطیکہ ایسے لوگ سوار ہوں یا پیدل چل رہے ہوں کیونکہ راستے کی جانب ہی اُن کے حق میں قبلہ کا بدل ہوتی ہے۔ اگر تکبیرِ احرام کے لیے قبلہ کا رُخ کرنا آسان ہو تو یہ بہتر ہے۔ سخت ڈر کے موقع پر نفل نمازوں کی طرح فرض نمازوں کی ادائیگی چلنے کی صورت میں اشارے کے ساتھ جائز ہے۔ اور قضا واجب نہیں۔ اگر قضا بجا لانا چاہے تو یہ بہتر ہے۔ سجدہ کا اشارہ رکوع کے اشارے کی نسبت کچھ پست ہونا مناسب ہے کعبہ کے اندر جس دیوار کی طرف رُخ واقع ہو جائز ہے کعبے کے دروازے کا رُخ بشرطیکہ وہ بند ہو جائز ہے۔ البتہ کھلے دروازے کی طرف رُخ کرنا اور کعبے کی چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہے بشرطیکہ سامنے کوئی اُونچی چیز رکھی ہوئی نہ ہو۔ اگر جانبِ قبلہ کی پہچان میں کوئی شخص پریشان ہو جائے اور کسی باخبر شخص یا راہگیر یا ان کے علاوہ کسی اور کے ذریعے اس کا پتہ لگانا ممکن ہو تو پتہ لگانا واجب ہے اگر قبلہ کا پتہ لگانا ممکن نہ ہو تو اپنی کوشش سے کام لے۔ اگر وقت باقی ہو اور پتہ چل جائے کہ نماز قبلہ کے سوا کسی اور طرف واقع ہوئی ہے۔ تو ایسی صورت میں نماز کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے ورنہ نہیں۔ پریشان ہونے والے کے لیے چاہیے کہ جب اپنے اجتہاد کے ذریعہ کسی طرف کو رُخ کرے تو اُس کا دل تشویش میں پڑ جائے وہ اپنے دل کو مضبوط رکھے اور دل میں یہ آیت پڑھے فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ۔ جہاں کہیں تم رُخ کرو گے۔ اُدھر اللہ کی رضامندی ہے۔ یہی گویا حقیقی کعبہ ہے کیونکہ دل کی حضوری کے بغیر کوئی نماز درست ہی نہیں ہوتی۔ چنانچہ تکبیرِ احرام کے بعد قبلہ کے بارے میں اجتہاد سے کام لینا جائز نہیں ہے۔ اگر نماز پڑھنے کے دوران کسی بھی طریقے سے قبلہ کے متحقق ہونے کا یقین ہو جائے تو قبلہ کی طرف پھر جانا جائز ہے نماز کے دوران ایک دوسرے سے اجتہاد کے ذریعے پھر جانا بھی روا ہے۔

اس بیان سے نہ تو قبلہ کا تحقق ہوتا ہے اور نہ سایۂ زوال کی ابتداء معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ کعبہ (اللہ کعبہ کی برکت کو ہمیشہ رکھے) سے دور دراز شہروں میں بسنے والے مسلمانوں کے لیے جانبِ قبلہ اور ظہر کی نماز کے لیے وقت کی ابتداء کو پہچاننے کے سلسلے میں دائرہ ہندیہ کا ہونا ضروری ہے کیونکہ یہ دونوں چیزیں دائرہ ہندیہ کے ذریعہ محقق ہو سکتی ہیں۔

وَطَرِيْقُ تَحْصِيْلِهَا اَنْ تُسَوِّيَ مَوْضِعًا بِسَطْحٍ مُصَمَّتَةٍ بِحَيْثُ لَا يَبْقٰى فِيْهِ تَقْعِيْرٌ وَلَا تَحْدِيْبٌ وَلَوْ صُبَّ فِيْهِ مَاءٌ لَسَالَ اِلٰى جَوَانِبِهِ عَلٰى

الاستواء ثم ترسم عليه دائرة بأي بعد شئت وتقيم على مركزها
مقياسا مخروطا محدد الرأس مساويا لربع قطرها أو أقل من الربع و
تجرب المقياس في استقامته بأن تقدر من رأس المقياس ثلاثة جوانب
من المحيط فإن كان المقدار مساويا من الجوانب لا خفاء أنه استقام
على زوايا قائمة وترصد دخول ظل المقياس في الدائرة وتعلم على المحيط
علامة لمدخله من جانب المغرب وترصد خروجه منها وتعلم أيضا على المحيط
علامة لمخرجه من جانب المشرق ثم تقسم بخط مستقيم بين علامتي المدخل
والمخرج ليظهر قوس كالوتر فتنصف هذا القوس وتعلم على منتصفه
علامة وتصل من هذه العلامة إلى المركز بخط مستقيم وتخرجه على
استقامته من رأسه إلى المحيط فذلك الخط الذي صار قطر الدائرة
هو خط نصف النهار يعني إذا انطبق ظل المقياس على ذلك الخط كان وقت الاستواء
الذي يكره فيه الصلاة وإذا زال الظل عنه زوالا ما فالمراد من
الصلاة فمعرفة ذلك الوقت كان فرضا على الكفاية للتمييز بين وقتي
الكراهة والاختيار ثم تنصف أحد نصفي الدائرة شرقيا كان
أو غربيا بالفرجار أو بما شئت من المقادير وتعلم عليه علامة
تخرج من هذه العلامة خطا مستقيما مارا على المركز منتهيا إلى المحيط
وهو خط الاعتدال يعني خط المشرق والمغرب وقت حلول الشمس في أول
نقطة من الحمل أو الميزان وينبغي أن يكون على المحيط أربع علامات
على نقطة الشمال والجنوب والمشرق والمغرب يعني على رأسي القطرين
الذين ميز الدائرة أرباعها فتقسم كل ربع بستين جزءا لينقسم
تمامها بثلاثمائة وستين جزءا كما في الاسطرلاب وهذه صورة
الدائرة الهندية -

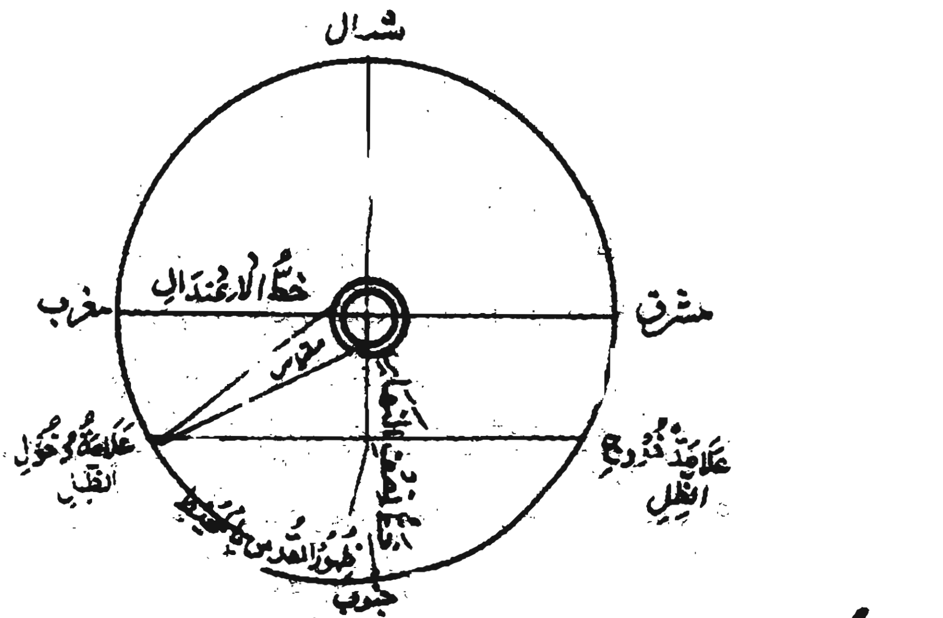

دائرہ ہندیہ:

اس کی دریافت کا طریقہ یہ ہے کہ آپ کسی درست سطر سے ایک جگہ کو اسی طرح برابر کردیں کہ اُس میں کسی قسم کا نشیب و فراز باقی نہ رہے اگر اس پر پانی بہا دیا جائے تو پانی تمام اطراف میں برابر بہہ جائے پھر اپنے منشا کے مطابق کسی بھی فاصلے پر ایک دائرہ بنائیں، دائرہ کے مرکز میں قطر دائرہ کا چوتھائی یا اس سے کم کے برابر ایک مخروطی شکل کا نوکدار سرے والا مقیاس کھڑا کردیں۔ مقیاس کے سرے سے محیط کے تین اطراف کا اندازہ کرکے مقیاس کے سیدھے ہونے کا عملی تجربہ کریں۔ اگر مقدار تمام اطراف سے برابر ہو تو اُس میں کوئی پوشیدگی نہیں کہ وہ نوے، نوے درجے کے زاویوں پر راست آتی ہے۔ دائرے میں مقیاس کا سایہ داخل ہونے کو تاڑتے رہیں اور مغرب کی طرف سے محیط پر سایہ داخل ہونے کی جگہ ایک نشان لگا دیں پھر دائرے سے سایہ نکلنے کو تاڑتے رہیں، اور مشرق کی جانب سے بھی محیط پر سایہ نکلنے کی جگہ ایک نشان لگا دیں۔ اُس کے بعد سایہ کے داخل ہونے کی جگہ اور سایہ کے نکلنے کی جگہ کے نشانوں کے درمیانی حصے کو ایک خط کے ذریعے ملا دیں تاکہ وتر کی مانند ایک قوس نمودار ہو جائے۔ اس قوس کے دو حصے کر دیں اور دو حصوں میں بٹ جانے کی جگہ پر ایک نشان لگا دیں۔ اس نشان سے لیکر مرکز تک کو ایک سیدھے خط کے ذریعے ملا دیں اور اس خط کو مرکز کے سرے سے سیدھا محیط تک نکال کر لیجائیں چنانچہ جو خط دائرے کا قطر بن گیا ہے اور نصف النہار کا خط ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب مقیاس کا

سایہ اسی خط کے ساتھ میل کھا جاتے تو وہ وقت استوا ہے جس میں نماز کا پڑھنا مکروہ ہے۔ جب سایہ مقیاس کا اس خط سے کچھ ڈھل جاتے تو نماز فرض ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اس وقت کی پہچان فرض اور مکروہ وقتوں کے درمیان امتیاز کرنے والوں کے لیے فرض کفایہ ہے۔ اس کے بعد دائرے کے دونوں نصف حصوں میں سے کسی ایک کو چاہے، وہ مشرقی حصہ ہو یا مغربی حصہ۔ پرکار کے ذریعے یا اپنی چاہت کے مطابق دیگر آلات میں سے کسی کے ذریعے آدھا کر دیں، اور اس پر ایک نشان لگا دیں۔ پھر اس نشان سے لیکر مرکز سے گزرتا ہوا محیط تک پہنچنے والا ایک سیدھا خط کھینچیں، وہ خط اعتدال کہلاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ برج حمل اور یا برج میزان کے نقطۂ آغاز میں سورج کے حلول کر جانے کے وقت مشرق و مغرب کا خط ہے۔ محیط پر شمال جنوب مشرق اور مغرب کے نقطوں پر چار نشانات لگائیں۔ مطلب یہ ہے کہ اپنی اپنی وجہ سے دائرے کو چار حصے بنانے والے دونوں قطروں کے ہر ہر سرے پر نشان لگائیں۔ پھر ہر ایک چوتھائی حصے کو نوے حصوں میں بانٹ دیں تاکہ تمام کی تمام چوتھائیاں اتم اسطرلاف کی مانند تین سو ساٹھ حصوں میں بٹ جائیں۔
دائرہ ہندیہ کی شکل صفحہ نمبر ۳۶ پر ملاحظہ فرمائیں۔

اَمَّا سَمْتُ الْقِبْلَةِ فَنُقْطَةٌ مِّنَ الْاُفُقِ اِذَا وَاجَهَهَا الْمُصَلِّیْ کَانَ مُوَاجِهًا لِلْقِبْلَةِ وَهِیَ نُقْطَةُ التَّقَاطُعِ بَیْنَ دَائِرَةِ الْاُفُقِ وَبَیْنَ دَائِرَةٍ عَظِیْمَةٍ تَمُرُّ بِسَمْتِ رُؤُوْسِ اَهْلِ الْبَلَدِ وَمَكَّةَ وَالْقَوْسُ الَّذِیْ بَیْنَ نُقْطَةِ هٰذَا التَّقَاطُعِ وَبَیْنَ خَطِّ نِصْفِ النَّهَارِ مِنَ الْمُحِیْطِ وَهُوَ قَوْسُ الْاِنْحِرَافِ وَیُسَمُّوْنَهٗ اَیْضًا بِسَمْتِ الْقِبْلَةِ لٰكِنَّ الْمُرَادَ هٰهُنَا تِلْكَ النُّقْطَةُ لَا الْقَوْسُ فَاِنْ كَانَ طُوْلُ مَكَّةَ وَطُوْلُ بَلَدٍ مُتَسَاوِیَیْنِ فَسَمْتُ الْقِبْلَةِ اِنَّمَا خَطُّ نِصْفِ النَّهَارِ الْمُتَقَاطِعُ لِدَائِرَةِ الْاُفُقِ اِمَّا نُقْطَةُ الْجَنُوْبِ اِنْ كَانَ عَرْضُ الْبَلَدِ اَكْثَرَ مِنْ عَرْضِ مَكَّةَ وَاِمَّا نُقْطَةُ الشَّمَالِ اِنْ كَانَ اَقَلَّ وَفِیْ غَیْرِ ذٰلِكَ لَابُدَّ مِنَ الْاِنْحِرَافِ مِنْ نُقْطَتَیِ الشَّمَالِ وَالْجَنُوْبِ وَلِمَعْرِفَةِ سَمْتِ الْقِبْلَةِ الْمُنْحَرِفِ عَنِ النُّقْطَتَیْنِ وُجُوْهٌ اَسْهَلُهَا وَاَشْمَلُهَا اَنَّ الشَّمْسَ تَمُرُّ بِسَمْتِ رَاْسِ مَكَّةَ فِیْ نِصْفِ نَهَارِهَا اِذَا حَلَّتْ فِی الثَّامِنَةِ مِنَ الْجَوْزَاءِ وَالثَّالِثَةِ وَالْعِشْرِیْنَ مِنَ السَّرَطَانِ فَنَضَعُ وَاحِدَةً مِّنْ هَاتَیْنِ الدَّرَجَتَیْنِ عَلٰى خَطِّ وَسَطِ السَّمَاءِ فِی الْاَسْطُرْلَابِ الْمَعْمُوْلِ لِعَرْضِ الْبَلَدِ

فاعلم علامة على الجزء الذي وصل إليه المرئي من أجزاء الحجرة وادي
العنكبوت بقدر ما بين الطولين إلى المغرب إن كانت مكة غربية
عن البلد وإلى جانب المشرق إن كانت شرقية عنه ثم انظر أن هذه
الدرجة على أية مقنطرة انطبقت فما كان فهو نصف النهار بمكة و
الشمس مسامتة بسمت رأسها في هذه الحالة فانصب مقياسا على سطح
مستو على زوايا قائمة واخطط على ظله من المركز إلى رأس الظل
فذالك الخط الذي إن تنفذه على استقامته يصل إلى الكعبة المكرمة
شرفها الله فابن عليه المحراب والمسجد على زوايا قائمة ليصح ركن عظيم
من أركان الدين شيده الله بالأئمة المهداة إلى اليقين المبرئين من
ظن الظنين ولكن هذا الوجه إن كان يعم مكانا ما يعم زمانا لاختصاصه
في مدة سنة بيومين يوم من أواخر الربيع ويوم من أوائل الصيف
فلذلك احتجت إلى وجه آخر يعم زمانا ومكانا أيضا الأمكنة يساوي
عرضه عرض مكة فإنهما إذا تساويا كانا تحت مدار واحد يومي
فيعرف سمت القبلة بالوجه الأول لأن الوجه الثاني الذي
أذكره إن شاء الله تعالى يختص بالبلدان التي تختلف مع مكة
طولا وعرضا فالمتفق مع مكة طولا إما شمالي وإما جنوبي وعرضا
إما شرقي وإما غربي

ترجمہ: سمت قبلہ کا مسئلہ:

سمت قبلہ افق کے ایک نقطے کا نام ہے، اگر نمازی اس کا رخ کرے تو وہ قبلہ کا رخ کرنے والا ہو جاتا ہے۔ وہ دائرہ افق کے مابین اور کسی شہر اور مکہ والوں کے سروں کی جانب سے گزرنے والے ایک بڑے دائرے کے مابین کو باہم کاٹنے کا نقطہ ہے جو قوس اس کاٹنے کے نقطے کے درمیان اور محیط کے ساتھ نصف نہار کے درمیان ہے۔ وہ قوس انحراف کہلاتا ہے۔ لوگ اسے بھی سمت

قبلہ کہتے ہیں، مگر یہاں پر وہ نقطۂ مذکورہ مراد ہے۔ قوس مراد نہیں۔ اگر کسی شہر کا طول اور مکہ کا طول برابر ہو تو سمت قبلہ دائرہ اُفق کو کاٹنے والے خط نصف النہار کا سرا ہے۔ یا تو جنوبی نقطہ سمت قبلہ ہوگا۔ بشرطیکہ شہر کی چوڑائی مکہ کی چوڑائی سے زیادہ ہو۔ اور یا شمالی نقطہ سمت قبلہ ہوگا بشرطیکہ کسی شہر کی چوڑائی مکے کی چوڑائی سے کم ہو۔ اس کے سوا دیگر صورتوں میں شمالی اور جنوبی نقطوں سے پھر جانا تحقیق سمت قبلہ کے لیے ضروری ہے۔ شمالی اور جنوبی نقطوں سے پھرے ہوئے سمت قبلہ کی پہچان کی کئی صورتیں ہیں۔ آسان ترین اور سب سے زیادہ باشمول صورت یہ ہے کہ جب سورج برج جوزا کے آٹھویں درجے اور برج سرطان کے تیئسویں درجے میں حلول کرتا ہے تو اُس وقت سورج مکہ میں نصف النہار کے وقت مکے کے سمت راس سے گزرتا ہے۔ پس آپ عرض البلد کے لیے استعمال ہونے والے آلہ اسطرلاب کے اندر وسط آسمان کے خط پر ان دونوں درجوں میں سے کسی ایک درجے کو لے لیں، اُس کے بعد اجزائے حجرہ میں سے میری کی والے حصے پر ایک نشان لگائیں اور صفحۂ عنکبوت کو دونوں لمبائیوں کے درمیانے حصے کے اندر سے مغرب کی طرف گھمائیں۔ بشرطیکہ مکہ کسی شہر کے مغرب میں ہو اور اُسے مشرق کی طرف گھمائیں بشرطیکہ مکہ کسی شہر کے مشرق میں ہو۔ اس کے بعد دیکھ لیں کہ یہ درجہ کونسے دائرے کیساتھ میل کر چکا ہے۔ جس دائرے کے ساتھ درجہ مذکور میل کھا چکا ہو تو مکہ میں نصف نہار کا وقت ہوتا ہے۔ اور سورج اس حالت میں مکہ کی سمت راس میں سمت گیر ہو جاتا ہے۔ پس نوے نوے درجے کے زاویوں پر ڈٹ آنے والی کسی سیدھی سطح پر ایک مقیاس کو کھڑا کر دیں اور مقیاس کے سائے پر مرکز سے لیکر سائے کے سرے تک خط کھینچیں، چنانچہ یہ وہ خط ہوگا۔ جس کو اگر آپ سیدھا پار کر کے نکالیں گے تو وہ کعبہ مکرمہ تک پہنچے گا۔ اللہ تعالیٰ کعبہ کو شرافت بخشے بس پھر آپ اس پر نوے نوے درجے کے زاویوں پر محراب اور مسجد بنائیں تاکہ ارکان دین میں سے ایک بڑا رکن درست بن جائے۔ اللہ تعالیٰ دین کے اس بڑے رکن کو اُن آئمہ کرام علیہم السلام کی بدولت مضبوط بنائے جو یقین کی ہدایت کرنے والے اور شک کے گمان سے بالکل بری الذمہ ہیں۔ یہ طریقہ جگہ کے لحاظ سے عام طور پر چل سکتا ہے مگر وقت کے لحاظ سے عام طور پر نہیں چلتا۔ کیونکہ یہ طریقہ ایک سال کی مدت میں دو دنوں کے ساتھ خاص ہے یعنی موسم بہار کے آخری ایام میں سے ایک دن اور موسم گرما کے ابتدائی ایام میں سے ایک دن لہٰذا آپ کو ایک ایسے طریقے کی ضرورت پڑی جو عام طور پر وقت کے لحاظ سے چل سکتا ہو اور جگہ کے لحاظ سے بھی ہاں مگر اُس جگہ کے لحاظ سے یہ طریقہ نہیں چل سکے گا جس کی

چوڑائی مکّے کی چوڑائی کے برابر ہو۔ کیونکہ جب کوئی عرض بلد اور عرض مکّہ برابر ہوں تو وہ دونوں دن کے ایک ہی مدار کے تحت ہوں گے۔ چنانچہ اس صورت میں سمتِ قبلہ کی پہچان پہلے طریقے کے مطابق ہوگی کیونکہ دوسرا طریقہ جس کو میں انشاء اللہ بیان کروں گا وہ اُن شہروں کے ساتھ خاص ہے جو طول اور عرض کے اعتبار سے مکّہ سے مختلف ہیں۔ مکّے کے ساتھ طول کے اعتبار سے جو شہر متفق ہوگا وہ یا مکّے کا شمالی شہر ہوگا یا جنوبی شہر ہوگا۔ اور عرض کے لحاظ سے جو شہر مکّہ سے متفق ہوگا وہ یا مکّے کا شرقی شہر ہوگا۔ یا غربی ہوگا۔

وَالْمُخْتَلِفُ إِمَّا شَرْقِيٌّ شَمَالِيٌّ وَإِمَّا شَرْقِيٌّ جُنُوبِيٌّ وَإِمَّا غَرْبِيٌّ شَمَالِيٌّ وَإِمَّا غَرْبِيٌّ جُنُوبِيٌّ فَإِذَا كَانَ الْبَلَدُ شَرْقِيًّا شَمَالِيًّا فَسَمْتُ قِبْلَتِهِ يَتَحَقَّقُ بِأَنْ تَعُدَّ مِنْ أَجْزَاءِ الْمُحِيطِ مُبْتَدِيًا مِنْ نُقْطَةِ الْجَنُوبِ بِقَدْرِ فَضْلِ طُولِ الْبَلَدِ عَلَى طُولِ مَكَّةَ إِلَى جَانِبِ الْمَغْرِبِ وَتَعُدَّ مِنْ نُقْطَةِ الشِّمَالِ إِلَى جَانِبِ الْمَغْرِبِ أَيْضًا بِقَدْرِهِ وَتَصِلَ بَيْنَ نِهَايَتَيِ الْعَدَدِ بِخَطٍّ مُسْتَقِيمٍ يُوَازِي خَطَّ نِصْفِ النَّهَارِ وَتَعُدَّ مِنْ نُقْطَةِ الْمَغْرِبِ إِلَى جَانِبِ الْجَنُوبِ بِقَدْرِ فَضْلِ عَرْضِ الْبَلَدِ عَلَى عَرْضِ مَكَّةَ وَتَعُدَّ مِنْ نُقْطَةِ الْمَشْرِقِ إِلَى جَانِبِ الْجَنُوبِ أَيْضًا بِقَدْرِهِ وَتَصِلَ بَيْنَ نِهَايَتَيِ الْعَدَدِ بِخَطٍّ مُسْتَقِيمٍ يُوَازِي خَطَّ الْاِعْتِدَالِ فَيَتَقَاطَعُ هٰذَانِ الْخَطَّانِ لَا مَحَالَةَ عَلَى نُقْطَةٍ غَيْرِ الْمَرْكَزِ فَتُخْرِجُ مِنْ مَرْكَزِ الدَّائِرَةِ خَطًّا مُسْتَقِيمًا إِلَى نُقْطَةِ تَقَاطُعِهِمَا وَتُنْفِذُهُ إِلَى الْمُحِيطِ فَرَأْسُ ذٰلِكَ الْخَطِّ الْمُنْتَهِي إِلَيْهِ سَمْتُ قِبْلَتِهِ وَإِذَا كَانَ غَرْبِيًّا جَنُوبِيًّا فَاعْمَلْ عَلَى عَكْسِهِ وَإِذَا كَانَ الْبَلَدُ شَرْقِيًّا جَنُوبِيًّا يَنْبَغِي أَنْ تَعُدَّ مِنْ نُقْطَةِ الْجَنُوبِ إِلَى الْمَغْرِبِ بِقَدْرِ فَضْلِ طُولِ الْبَلَدِ عَلَى طُولِ مَكَّةَ وَمِنْ نُقْطَةِ الشِّمَالِ إِلَى الْمَغْرِبِ أَيْضًا مِثْلَهُ كَمَا سَبَقَ وَالْبَاقِي كَمَا عَمِلْتَ ثُمَّ تَعُدَّ مِنْ نُقْطَةِ الْمَغْرِبِ إِلَى جَانِبِ الشِّمَالِ بِقَدْرِ فَضْلِ عَرْضِ مَكَّةَ عَلَى عَرْضِ الْبَلَدِ وَمِنْ نُقْطَةِ الْمَشْرِقِ إِلَى جَانِبِ الشِّمَالِ أَيْضًا مِثْلَهُ وَتَصِلَ بَيْنَهُمَا بِخَطٍّ

مستقيم يوازي خط الاعتدال فيتقاطع الخطان قطعاً على نقطة غير المركز فأخرج
من المركز خطاً إلى موضع التقاطع وأنفذه إلى المحيط فرأس هذا الخط المتصل بالمحيط
سمت قبلته وإذا كانت البلد غربياً شمالياً فبعكس ذلك وهذه القواعد في معرفة
سمت القبلة تكفي في السمات الأربع بعد معرفة الأطوال والعروض من الزيجات،

ترجمہ: جو شہر طول اور عرض میں مکہ مکرمہ سے مختلف ہے وہ مکے کا شمال مشرقی شہر ہوگا یا جنوب مشرقی شہر ہوگا یا شمال مغربی شہر ہوگا اور یا جنوب مغربی شہر ہوگا۔ جب کوئی شہر مکے کے شمال مشرق میں ہو تو اس کا سمت قبلہ اس طرح متحقق ہوگا کہ آپ محیط کے اجزاء کو جنوبی نقطے سے شروع کر کے مکہ مکرمہ کے طول سے شہر کے طول کی زیادتی کے اندازے کے ساتھ مغرب کی جانب تک گن لیں نیز شمالی نقطہ سے شروع کر کے بھی مغرب کی جانب اسی اندازے سے گن لیں اور عدد کی دونوں غایتوں کو خط نصف النہار کے برابر ایک سیدھے خط کے ذریعے ملا دیں۔ پھر مغربی نقطے سے شروع کر کے مکہ کی چوڑائی سے شہر کی چوڑائی کی زیادتی کے اندازے سے جنوب کی جانب اجزائے محیط کو گن لیں نیز مشرقی نقطے سے شروع کر کے بھی جنوب کی جانب اسی اندازے سے شمار کریں۔ اور عدد کی دونوں غایتوں کو خط اعتدال کے برابر ایک سیدھے خط کے ذریعہ ملا دیں تو لازمی طور پر یہ دونوں خط نقطہ مرکز کے سوا کسی اور نقطہ پر ایک دوسرے کو باہم کاٹیں گے چنانچہ آپ دائرے کے مرکز سے دونوں خطوط کے باہم کاٹنے کے نقطہ تک ایک سیدھا خط کھینچیں اور اس خط کو

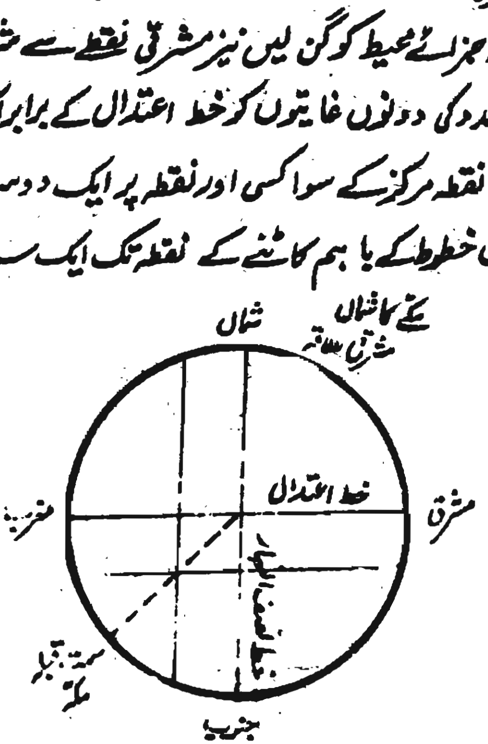

محیط تک پار کر کے لے جائیں بس محیط تک پہنچنے والے اس خط کا سرا اس شہر کا سمت قبلہ ہوگا

اگر کوئی شہر مکے کے جنوب مغرب میں ہو تو سمت قبلہ کی دریافت کے لیے مذکورہ طریقے کے

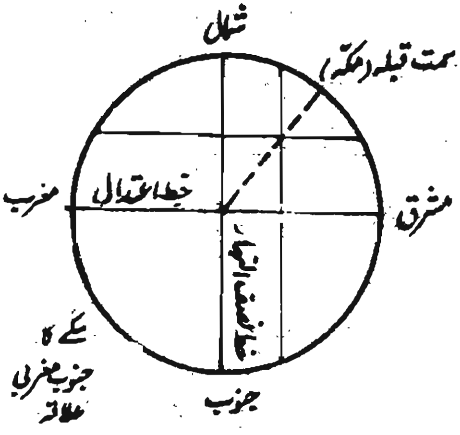

برعکس طریقے پر عمل کریں

اگر کوئی شہر مکہ کے جنوب مشرق میں ہو تو چاہیئے کہ آپ جنوبی نقطے سے شروع کر کے مکے کے طول سے شہر کے طول کی زیادتی کے اندازے سے مغرب تک اجزائے محیط کو گن لیں اور شمالی نقطہ سے بھی شروع کر کے گذشتہ طریقے کے مطابق ویسا ہی کریں۔ دوسرے طریقے آپس کے معمول کے مطابق ہیں۔ آپ مغربی نقطہ سے شروع کر کے شہر کی چوڑائی سے مکے کی چوڑائی کی زیادتی کے اندازے سے شمال کی جانب اجزائے محیط کو گن لیں نیز مشرقی نقطہ سے بھی شروع کر کے شمال کی جانب ایسا ہی کریں اور دونوں کے درمیان کو خط اعتدال کے برابر ایک سیدھے خط کے ذریعہ ملا دیں تو دونوں خط نقطہ مرکز کے سوا کسی اور نقطہ پر ایک دوسرے کو باہم کاٹیں گے، چنانچہ آپ دائرے کے مرکز سے دونوں خطوط کے باہم کاٹنے کی جگہ تک ایک خط کھینچیں اور اس

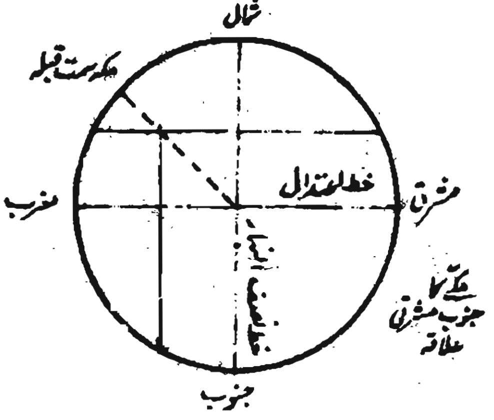

اور اس خط کو محیط تک پار کر کے لے جائیں۔ پس محیط کے ساتھ متحد ہونے والے اس خط کا سرا سمت قبلہ ہوگا۔ اگر کوئی شہر ”کے“ کے شمال مغرب میں ہو تو اس طریقہ مذکورہ کے برعکس صورت میں سمت قبلہ کا تحقق ہوگا یہ کل ضابطے نقشوں سے طول اور عرض کی پہچان کے بعد چاروں اطراف میں سمت قبلہ کی دریافت کے لیے کافی ہیں۔

وَمِنْ شَرَائِطِ الصَّلٰوةِ مَسْجِدٌ طَاهِرٌ غَيْرُ مَغْصُوْبٍ وَاِنْ لَمْ تَجِدْ غَيْرَ مَغْصُوْبٍ وَضَاقَ الْوَقْتُ يَجُوْزُ فِيْهِ الصَّلٰوةُ وَاِنْ كَرِهَتْ وَتُكْرَهُ اَيْضًا فِي الْحَمَّامِ عَلٰى فُرُشِهٖ اَمَّا اِنْ تُصَلِّ فِي الْحَمَّامِ عَلٰى لَوْحٍ مِّنَ الْخَشَبِ اَوِ الْحَجَرِ سِوَى الْفُرُشِ فَلَا تُكْرَهُ اَيْضًا فِيْ مَكَانٍ عِنْدَ الْمَزْبَلَةِ وَلَوْ كَانَ طَاهِرًا وَتُكْرَهُ فِي الْاَرْضِ السَّبِخَةِ وَفِيْ مَعَاطِنِ الْاِبِلِ وَمَرَابِضِ الْغَنَمِ وَمَسَاكِنِ الْبَقَرِ وَالْخَيْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِيْرِ وَالنَّمْلِ وَالْاَوْدِيَةِ مَخَافَةَ السَّيْلِ وَاِنْ لَمْ تَخَفْ فَلَا كَرَاهَةَ وَعَلَى الثَّلْجِ مَا لَمْ تَتَمَكَّنْ جَبْهَتُكَ فِي السُّجُوْدِ وَبَيْنَ الْمَقَابِرِ وَلَمْ يَكُنْ حَائِلٌ اِلَّا الْمَشَاهِدَ الْمُتَبَرِّكَةَ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ وَالْاَوْلِيَاءِ وَفِيْ بُيُوْتِ نِيْرَانِ الْمَجُوْسِ وَبُيُوْتِ الْاَصْنَامِ وَبُيُوْتِ بِاَوْسَاطِ الشَّوَارِعِ وَمُحَاذَاةِ النِّيْرَانِ الْمُشْتَعِلَةِ وَالْبَابِ الْمَفْتُوْحِ وَالْاِنْسَانِ الْمُوَاجِهِ وَاِنْ لَمْ تَجِدْ مَكَانًا طَاهِرًا يَسَعُكَ قِيَامًا وَسُجُوْدًا فَمَوْضِعُ السُّجُوْدِ لَا يَجُوْزُ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ طَاهِرًا وَمَا فِي الْمَكَانِ اِنْ كَانَ يَابِسًا لَا يَنْفُذُ بَلَّتُهُ بِبَدَنِكَ وَثَوْبِكَ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ طَاهِرًا تَجُوْزُ الصَّلٰوةُ فِيْهِ هٰذِهِ مَرَّةً وَاِنْ لَمْ تَجِدْ هٰذَا الْقَدْرَ فَصَلِّ بِالْاِيْمَاءِ

ترجمہ: ایسی پاک سجدہ گاہ کا ہونا جو کسی سے غصب کی ہوئی نہ ہو۔ نماز کی شرطوں میں سے ہے۔ اگر غصب نہ کی ہوئی کوئی جگہ نہ ملے اور وقت بھی تنگ ہو تو ایسی جگہ نماز پڑھنا جائز ہے۔ اگرچہ مکروہ ہے۔ غسل خانہ کے فرش پر بھی نماز پڑھنا مکروہ ہے ہاں اگر غسل خانے میں فرش کے سوا کسی لکڑی یا پتھر کے تختے پر نماز پڑھے تو مکروہ نہیں۔ کوڑی کے ڈھیر کے پاس والی جگہ پر بھی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اگرچہ وہ پاک ہی کیوں نہ ہو۔ شور زمین پر نماز پڑھنا۔ اونٹوں کی خوابگاہ میں نماز پڑھنا۔ بھیڑ بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھنا۔ گائے۔ گھوڑے۔ خچر، گدھے اور چیونٹی کی رہائش گاہوں پر نماز پڑھنا اور سیلاب کے خطرے کی صورت

میں وادیوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہیں اگر سیلاب کا خوف نہ ہو تو کوئی مکروہ نہیں، پیشانی کے سجدے میں نہ جمنے کی صورت میں برف پہ نماز پڑھنا اور کسی آڑ کے نہ ہوتے ہوئے قبروں کے درمیان نماز پڑھنا مکروہ ہیں مگر پیغمبروں اور ولیوں کی بابرکت درگاہوں میں نماز پڑھنا مکروہ نہیں۔ پارسیوں کے آتشکدوں میں نماز پڑھنا بت خانوں میں نماز پڑھنا، سڑکوں کے درمیان والے مکانوں میں نماز پڑھنا بھڑکتی ہوئی آگ کے سامنے ہو کر نماز پڑھنا، کھلے دروازے کی طرف نماز پڑھنا، اور اپنی طرف منہ کئے آدمی کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اگر کھڑے ہونے اور سجدہ کرنے کی گنجائش والی پاک جگہ نہ ملے تو کم از کم سجدہ گاہ کا پاک ہونا ہی صحت نماز کے لیے جائز ہو سکتا ہے۔ باقی جگہ اگر ایسی خشک ہو کہ اُس کی تری بدن اور کپڑے میں اثر انداز نہ ہوتی ہو تو اگرچہ پاک نہ بھی ہو اُس جگہ نماز پڑھنا جائز ہے۔ اگر اتنی پاک مقدار میں جگہ نہ مل سکے تو تراشے سے نماز پڑھ لیں

وَمِنْ شَرَائِطِهَا سَتْرُ الْعَوْرَةِ وَهِيَ بِالْحَقِيقَةِ الْقُبُلُ وَالدُّبُرُ وَتَكْمِيلُهَا مَا بَيْنَ السُّرَّةِ وَالرُّكْبَةِ لِلرِّجَالِ وَالْإِمَاءِ وَلِلْحُرَّةِ جَمِيعُ بَدَنِهَا إِلَّا الْيَدَيْنِ إِلَى الرُّسْغَيْنِ وَالْوَجْهَ وَالْقَدَمَيْنِ وَالسَّاتِرُ لَا يَجُوزُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ طَاهِرًا مِنْ غَيْرِ حَرِيرٍ لِلرِّجَالِ وَلَوْ كَانَ مِنْ خَشَبٍ أَوْ وَرَقٍ لَا بَأْسَ بِهِ وَإِنْ لَمْ يَجِدْ يَجُوزُ بِالتِّبْنِ وَالتُّرْبِ إِذَا لَمْ يَسْتَتِرْ عَوْرَتُهُ بِرِقَّتِهِ لَا يَجُوزُ الصَّلٰوةُ فِيهِ وَإِنْ لَمْ يَجِدْ غَيْرَ الْحَرِيرِ فِي ضِيقِ الْوَقْتِ أَوِ الْغَرَقِ يَجُوزُ الصَّلٰوةُ فِيهِ وَلَوِ انْكَشَفَتْ عَوْرَتُهُ مِنْ غَيْرِ اخْتِيَارِهِ وَتَقْصِيرِهِ فَيَسْتُرُهُ بِلَا تَرَاخٍ لَا تَبْطُلُ صَلٰوتُهُ وَمِنْ شَرَائِطِهَا طَهَارَةُ الْبَدَنِ وَالثَّوْبِ وَلَوِ اشْتَبَهَ ثَوْبٌ طَاهِرٌ بِثَوْبٍ نَجِسٍ وَجَبَ تَرْكُهُمَا فِي الصَّلٰوةِ حَتّٰى يَغْسِلَهُمَا وَفِي ضِيقِ الْوَقْتِ يَجُوزُ التَّحَرِّي كَمَا إِذَا تَيَقَّنَ بِنَجَاسَةِ مَوْضِعٍ مِنْ بَدَنِهِ أَوْ ثَوْبِهِ وَلَمْ يَعْرِفْ بِعَيْنِهِ وَجَبَ غَسْلُ الْجَمِيعِ وَفِي قِلَّةِ الْمَاءِ إِنْ غَسَلَ الْبَعْضَ الْمَظْنُونَ بِهِ يَجُوزُ الصَّلٰوةُ فِيهِ أَمَّا طِينُ الشَّوَارِعِ إِنْ تَعَسَّرَ الْحَذَرُ مِنْهُ فَقَلِيلُهُ مَعْفُوٌّ وَلَوْ كَانَ نَجِسًا وَكَذَا دَمُ الْبَرَاغِيثِ وَالْبَقِّ وَالْقُمَّلِ وَالنُّمُرَاتِ وَوَنِيمُ الذُّبَابِ وَكَثِيرُهُ مَا يَجِيءُ أَكْثَرَ مِنْ دِرْهَمٍ وَفِيهِ لَا زِنَةَ

إِنْ عَلِمَ وَلَمْ يَغْسِلْهُ وَصَلَّى فِيهِ مِنْ غَيْرِ ضَرُورَةٍ كَضِيقِ الْوَقْتِ وَفَقْدِ الْمَاءِ وَمَخَافَةِ الْعَدُوِّ وَالسَّبُعِ وَتَخَلُّفِ الرُّفَقَاءِ وَعَنْ غَيْرِهَا وَجَبَ غَسْلُهَا وَقَضَاءُ الصَّلٰوةِ الْوَاقِعَةِ فِيهِ إِلَّا الْبَثَرَاتِ السَّائِلَةَ فَكَثِيرُهَا كَقَلِيلِهَا مَعْفُوٌّ۔

ترجمہ: قابل پردہ مقام کا چھپانا نماز کی شرطوں میں سے ہے۔ یہ درحقیقت آگے اور پیچھے کے مقامات ہیں پردے کی تکمیل مردوں اور لونڈیوں کے حق میں ناف اور گھٹنے کے درمیان والے مقامات میں آزاد عورت کے حق میں کلائیوں تک دونوں ہاتھ چہرہ اور پیروں کے سوا پورا جسم قابل پردہ ہے۔ مردوں کے حق میں اعضاء کو چھپانے والی چیز ریشم کے سوا صرف پاک چیز ہی جائز ہے۔ اگرچہ وہ لکڑی یا پتے کی بنی ہوئی ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر یہ بھی نہ مل سکے تو تنکے گھاس سے اپنے کو چھپانا جائز ہے۔ باریک ہونے کی وجہ سے اگر کپڑا قابلِ پردہ مقام کو نہ چھپا سکتا ہو تو ایسے کپڑے میں نماز پڑھنا جائز نہیں۔ اگر اپنے اختیار اور کوتاہی کے بغیر پردے کا مقام کھل جائے۔ پھر اُسے کسی تاخیر کے بغیر چھپاتے تو نماز باطل نہیں ہوگی۔

بدن اور کپڑے کا پاک ہونا نماز کی شرطوں میں سے ہے۔ اگر کوئی پاک کپڑا کسی ناپاک کپڑے کی وجہ سے مشتبہ ہو جائے تو نماز پڑھنے کی صورت میں احتیاطی طرح لگانا جائز ہے۔ مثلاً بدن یا کپڑے کے کسی حصے کے ناپاک ہونے کا یقین ہو اور معین طور پر اُسکی پہچان نہ ہو تو سب کا دھونا واجب ہے اور پانی کی کمی کی صورت میں اگر گمان والے بعض حصوں کو دھویا جائے تو اُس کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ سڑکوں میں کیچڑ سے بچنا اگر دشوار ہو تو قلیل مقدار میں وہ معاف ہے اگرچہ ناپاک ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح سے پسو، مچھر اور جوں کا خون۔ پیپ اور مکھیوں کے فضلے کا حکم ہے۔ یہ چیزیں زیادہ ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ وزن کے اعتبار سے نہیں بلکہ دیکھنے کے لحاظ سے ایک درہم کی مقدار سے زیادہ ہوں۔ اسکا پتہ چلے اور نہ دھوئے نیز کسی ضرورت کے پڑے بغیر مثلاً وقت کی تنگی۔ پانی کا نہ ملنا، دشمن اور درندے کا خوف اور ساتھیوں کا بچھڑنا وغیرہ اگر وہ نماز پڑھے تو اُن کا دھونا اور اُن کے ہوتے ہوئے وقوع پذیر ہونے والی نماز کی قضا واجب ہے مگر بہتے پیپ کی زیادتی کمی کی مانند معاف ہے۔

أَمَّا مُوجِبَاتُ الصَّلٰوةِ فَالْبُلُوغُ وَالْعَقْلُ وَالْإِسْلَامُ وَالْوَقْتُ الْمُتَعَيَّنُ

لها وأمّا واجباتها فمنها النيّة وهي قصدٌ بالقلب وإن جرت على لسانك ينبغي
أن تكون بهذه الصيغة أصلّي فرض الظهر أو العصر أو المغرب أو العشاء أو
الصبح أداءً لوجوبه قربةً إلى الله أو نويت أن أصلّي أو نويت أداءً فرض الظهر
أو أؤدّي فرض الظهر لوجوبه قربةً إلى الله أو نويت أن أصلّي أو نويت أداءً
فرض الظهر أداءً أو أؤدّي فرض الظهر لوجوبه قربةً إلى الله يعني وجب في الفرائض
تعيينُ الظهر أو العصر أو غيرهما وذكر الفرضيّة والقربة إلى الله كما
ذُكر في صورة النيّة. ولا يلزم ذكر استقبال القبلة ولا ذكر العدد وفي
غير الفرائض لا بدّ من ذكر عدد الركعات لأنّه لا ينحصر على عددٍ ولا يجوز أن
تنوي الامتنانا وإن تجهر بها لا تبطل الصلوة ولكن كان قبيحاً وهي شرطٌ
لقطوعهما كقبل الصلوة ويكون سارياً في جميع أجزاء الصلوة كالدم في أعضاء
الإنسان كما أنّ كلّ عضوٍ يخلو من الدم كان ناقصاً وكذا كلّ جزءٍ من الصلوة
إن يخلو من النيّة كان ناقصاً فالنيّة فيهما بمثابة الدم والصدق فيها وهو حضور
القلب بمثابة الحرارة الغريزيّة والإخلاص فيها بمثابة الحيوة فلا تجهر
بها لأنّ الدم ما لم يظهر لم يحكم بنجاسته كذلك النيّة ما لم تجهر لم يحكم بقباحتها

وينبغي أن تقول في الحاضرة أداءً وفي الفائتة قضاءً وليصحّ بالعكس
وفي غير الفرائض ينبغي أن تنوي بهذه الصورة أصلّي سنّة الظهر أربع ركعات
أو ركعتين أو العصر أو المغرب أو العشاء أو الصبح قربةً إلى الله وفي التهجّد
أصلّي ركعتين تهجّداً قربةً إلى الله وفي الوتر أصلّي صلوة الوتر ثلث
ركعاتٍ قربةً إلى الله. وفي النوافل أصلّي ركعتين نافلةً أو شفعاً قربةً
إلى الله وإن لم تقل سنّةً أو تهجّداً أو وتراً أو نافلةً أو شفعاً كما تقول أصلّي
ركعتين أو ثلاث ركعاتٍ أو أربع ركعاتٍ قربةً إلى الله لا بأس به لكنّ التعيين
أفضل.

ترجمہ: نماز کو واجب کرنے والے امور بالغ ہونا، عاقل ہونا، مسلمان ہونا اور اس کا متعین وقت میں

نماز کے واجبات: (۱) نیت ہے یہ دل کے ارادے کا نام ہے۔ اگر نیت زبان پر جاری ہو تو چاہیئے کہ وہ ان الفاظ میں ہو۔ (ظہر کی نماز کے لیے) أُصَلِّي فَرْضَ الظُّهْرِ أَدَاءً لِوُجُوبِهِ قُرْبَةً إِلَى اللّٰهِ۔ میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے ادا کے طور پر ظہر کی فرض نماز پڑھتا / پڑھتی ہوں (عصر کی نماز کے لیے) أُصَلِّي فَرْضَ الْعَصْرِ أَدَاءً لِوُجُوبِهِ قُرْبَةً إِلَى اللّٰهِ۔ میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے ادا کے طور پر عصر کی فرض نماز پڑھتا / پڑھتی ہوں (مغرب کی نماز کے لیے) أُصَلِّي فَرْضَ الْمَغْرِبِ أَدَاءً لِوُجُوبِهِ قُرْبَةً إِلَى اللّٰهِ۔ میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے ادا کے طور پر مغرب کی فرض نماز پڑھتا / پڑھتی ہوں (عشاء کے لیے) أُصَلِّي فَرْضَ الْعِشَاءِ أَدَاءً لِوُجُوبِهِ قُرْبَةً إِلَى اللّٰهِ۔ میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے ادا کے طور پر عشاء کی فرض نماز پڑھتا ہوں (صبح کے لیے) أُصَلِّي فَرْضَ الصُّبْحِ أَدَاءً لِوُجُوبِهِ قُرْبَةً إِلَى اللّٰهِ میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے ادا کے طور پر صبح کی فرض نماز پڑھتا ہو یا یوں کہے (ظہر کے لیے) نَوَيْتُ أَنْ أُصَلِّيَ فَرْضَ الظُّهْرِ أَدَاءً لِوُجُوبِهِ قُرْبَةً إِلَى اللّٰهِ۔ میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے ادا کے طور پر ظہر کی فرض نماز کے پڑھنے کی نیت کرتا ہوں (عصر کے لیے) نَوَيْتُ أَنْ أُصَلِّيَ فَرْضَ الْعَصْرِ أَدَاءً لِوُجُوبِهِ قُرْبَةً إِلَى اللّٰهِ۔ میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے ادا کے طور پر عصر کی فرض نماز پڑھنے کی نیت کرتا ہوں۔

(مغرب کے لیے) نَوَيْتُ أَنْ أُصَلِّيَ فَرْضَ الْمَغْرِبِ أَدَاءً لِوُجُوبِهِ إِلَى اللّٰهِ۔ میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے ادا کے طور پر مغرب کی فرض نماز پڑھنے کی نیت کرتا ہوں۔

(عشاء کے لیے) نَوَيْتُ أَنْ أُصَلِّيَ فَرْضَ الْعِشَاءِ أَدَاءً لِوُجُوبِهِ قُرْبَةً إِلَى اللّٰهِ۔ میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے ادا کے طور پر عشاء کی فرض نماز کے پڑھنے کی نیت کرتا ہوں

(صبح کے لیے) نَوَيْتُ أَنْ أُصَلِّيَ فَرْضَ الصُّبْحِ أَدَاءً لِوُجُوبِهِ قُرْبَةً إِلَى اللّٰهِ۔ میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے ادا کے طور پر صبح کے فرض نماز کے پڑھنے کی نیت کرتا ہوں یا یوں کہے (ظہر کے لیے) نَوَيْتُ أَدَاءَ فَرْضِ الظُّهْرِ لِوُجُوبِهِ قُرْبَةً إِلَى اللّٰهِ۔

میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے عصر کی فرض نماز کی ادائیگی کی نیت

کرتا ہوں۔ (مغرب کے لیے) نَوَیْتُ اَدَاءَ فَرْضِ الْمَغْرِبِ لِوُجُوْبِہٖ قُرْبَۃً اِلَی اللّٰہِ۔
میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے مغرب کی فرض نماز کی ادائیگی کی نیت کرتا ہوں
(عشاء کے لیے) نَوَیْتُ اَدَاءَ فَرْضِ الْعِشَاءِ لِوُجُوْبِہٖ قُرْبَۃً اِلَی اللّٰہِ۔ میں اللہ کا قرب
حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے عشاء کی فرض نماز کی ادائیگی کی نیت کرتا ہوں (صبح کے لیے)
نَوَیْتُ اَدَاءَ فَرْضِ الصُّبْحِ لِوُجُوْبِہٖ قُرْبَۃً اِلَی اللّٰہِ۔ میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر
واجب ہونے کی وجہ سے صبح کی فرض نماز کی ادائیگی کی نیت کرتا ہوں یا یوں کہے (ظہر کے لیے)۔
اُدِّیْ فَرْضَ الظُّهْرِ لِوُجُوْبِہٖ قُرْبَۃً اِلَی اللّٰہِ۔ میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر
واجب ہونے کی وجہ سے ظہر کی فرض نماز ادا کرتا ہوں۔ (عصر کے لیے) اُدِّیْ فَرْضَ الْعَصْرِ
لِوُجُوْبِہٖ قُرْبَۃً اِلَی اللّٰہِ۔ میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے
عصر کی فرض نماز ادا کرتا ہوں (مغرب کے لیے) اُدِّیْ فَرْضَ الْمَغْرِبِ لِوُجُوْبِہٖ قُرْبَۃً
اِلَی اللّٰہِ۔ میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے مغرب کی فرض نماز ادا کرتا ہوں۔
(عشاء کے لیے) اُدِّیْ فَرْضَ الْعِشَاءِ لِوُجُوْبِہٖ قُرْبَۃً اِلَی اللّٰہِ۔ میں اللہ کا قرب حاصل
کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے عشاء کی فرض نماز ادا کرتا ہوں (صبح کے لیے) اُدِّیْ
فَرْضَ الصُّبْحِ لِوُجُوْبِہٖ قُرْبَۃً اِلَی اللّٰہِ۔ میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی
وجہ سے صبح کی فرض نماز ادا کرتا ہوں۔

مطلب یہ ہے فرض نمازوں کی ادائیگی کی صورت میں ظہر، عصر وغیرہ کا تعین نیز فرضیت اور قرب الٰہی کا ذکر واجب ہیں۔ جیسا کہ نیت کی صورت میں بیان کیا گیا۔ قبلہ رُخ کرنے کا ذکر لازم نہیں ہے۔ اور نہ تعداد رکعت کا ذکر لازم ہے۔ فرض نمازوں کے سوا دیگر نمازوں کی ادائیگی کی صورت میں رکعتوں کی تعداد کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ دیگر نمازوں کا کسی بھی تعداد رکعت پر انحصار نہیں ہے۔ صرف چپکے سے نیت کرنا جائز ہے۔ اگر نیت کے ساتھ آواز بلند کرے تو اس سے نماز باطل نہیں ہوتی مگر یہ صورت بُری ہے۔ نیت نماز سے کچھ پہلے وقوع پذیر ہونے کی وجہ سے اس کے لیے شرط ہے کہ انسانی اعضاء میں خون کی طرح تمام اجزائے نماز میں اثر انگیز ہونے کی وجہ سے نماز کے لیے نیت رکن ہے۔ جس طرح خون سے خالی ہر ایک انسانی عضو ناقص ہوتا ہے، اس طرح سے نیت سے خالی ہر ایک حصہ نماز کا ناقص

ہوتا ہے۔ چنانچہ نماز کے اندر نیّت کو خُون کا درجہ حاصل ہے۔ نماز کے اندر راست بازی کو جو کہ حضورِ قلب کا نام ہے، حرارتِ عزیزیہ کا مقام حاصل ہے۔ نماز کے اندر راست بازی کو جو کہ حضورِ قلب کا نام ہے، حرارتِ عزیزیہ کا مقام حاصل ہے اور اخلاص سے کام لینے کو نماز کے اندر زندگی کا رُتبہ حاصل ہے۔ لہٰذا نیّت کے ساتھ آواز بلند نہ کریں۔ کیونکہ خُون جب تک ظاہر نہ ہو اُس پر ناپاکی کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔ اسی طرح سے نیت جب تک بلند آواز سے نہ کی جائے، اُس پر خرابی کا حکم نہیں لگا لگایا جا سکتا۔ موجودہ نماز کے لیے نیت میں "اَدَاءً" اور فوت شدہ نماز کے لیے نیت میں "قَضَاءً" کہنا چاہیئے۔ اس کی اُلٹی صورت بھی درست ہے۔ فرض نمازوں کے سوا دیگر نمازوں کے لیے ان الفاظ میں نیت کرنا چاہیئے۔

ظہر کے لیے، أُصَلِّيْ سُنَّةَ الظُّهْرِ أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ قُرْبَةً إِلَى اللّٰهِ۔ میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر چار رکعتیں ظہر کی سُنّت پڑھتا ہوں۔ أُصَلِّيْ سُنَّةَ الظُّهْرِ رَكْعَتَيْنِ قُرْبَةً إِلَى اللّٰهِ۔ میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر دو رکعتیں ظہر کی سنت پڑھتا ہوں۔

عصر کے لیے، أُصَلِّيْ سُنَّةَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ قُرْبَةً إِلَى اللّٰهِ۔ میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر عصر کی سُنّت دو رکعتیں پڑھتا ہوں۔

مغرب کے لیے، أُصَلِّيْ سُنَّةَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ قُرْبَةً قُرْبَةً إِلَى اللّٰهِ میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر مغرب کی سُنّت دو رکعتیں پڑھتا ہوں۔

عشاء کے لیے، أُصَلِّيْ سُنَّةَ الْعِشَاءِ رَكْعَتَيْنِ قُرْبَةً إِلَى اللّٰهِ۔ میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر دو رکعتیں عشاء کی سُنّت پڑھتا ہوں۔

صبح کے لیے، أُصَلِّيْ سُنَّةَ الصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ قُرْبَةً إِلَى اللّٰهِ۔ میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر دو رکعتیں صبح کی سُنّت پڑھتا ہوں۔

تہجد کے لیے، أُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ تَهَجُّدًا قُرْبَةً إِلَى اللّٰهِ۔ میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر نماز تہجد کے طور پر دو رکعتیں پڑھتا ہوں۔

وتر کے لیے، أُصَلِّيْ صَلٰوةَ الْوِتْرِ ثَلَاثَ رَكْعَاتٍ قُرْبَةً إِلَى اللّٰهِ۔ میں اللہ کا قُرب حاصل کرنے کی خاطر تین رکعتیں وتر کی نماز پڑھتا ہوں۔

نوافل کے لیے، أُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ نَافِلَةً قُرْبَةً إِلَى اللّٰهِ۔ میں اللہ کا قرب حاصل

کرنیکی خاطر دو رکعتیں نفل نماز پڑھتا ہوں. أُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ شَفْعًا قُرْبَةً إِلَى اللهِ . میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر شفع کی دو رکعتیں پڑھتا ہوں. اگر نیّت میں سُنَّةً تَهَجُّدًا وِتْرًا نَافِلَةً یا شَفْعًا نہ کہے مثلاً یوں کہے. أُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ قُرْبَةً إِلَى . میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر دو رکعتیں نماز پڑھتا ہوں. أُصَلِّي ثَلَاثَ رَكْعَاتٍ قُرْبَةً إِلَى اللهِ میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر تین رکعتیں نماز پڑھتا ہوں. أُصَلِّي أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ قُرْبَةً إِلَى اللهِ . میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر چار رکعتیں نماز پڑھتا ہوں. تو اس میں کوئی حرج نہیں مگر ان صورتوں میں نماز کو معین کرنا بہتر ہے .

وَمِنْهَا تَكْبِيرَةُ الْإِحْرَامِ وَهِيَ مِنَ الْأَرْكَانِ الْعِظَامِ وَصُورَتُهَا أَنْ تَقُولَ اَللّٰهُ أَكْبَرُ مُقَارِنَةً بِالنِّيَّةِ وَلَوْ وَقَعَ فِي لَفْظِهِ تَفَاوُتٌ مَّا وَيَسِيرٌ مَعْنَاهُ لَا تَبْطُلُ الصَّلٰوةُ وَمَنْ كَانَ عَاجِزًا إِنْ يَتَلَفَّظَ بِمَا فِي مَعْنَاهُ لَا بَأْسَ بِهِ وَلَا يَجُوزُ الْفَصْلُ بَيْنَ النِّيَّةِ وَالتَّكْبِيرِ بِغَفْلَةٍ وَغَيْرِهَا لِأَنَّ الْغَفْلَةَ تُبْطِلُ ثَمَرَةَ الصَّلٰوةِ أَبَدًا فَلِذٰلِكَ لَا بُدَّ لِكُلِّ مَنْ يُصَلِّي عَامًّا أَوْ خَاصًّا مِنْ أَنْ يُحْضِرَ قَلْبَهُ وَيَجْتَنِبَ عَنِ الْغَفْلَةِ عِنْدَ النِّيَّةِ وَتَكْبِيرَةِ الْإِحْرَامِ وَهٰذَا أَدْنَى الْأَحْوَالِ وَأَعْلَاهَا أَنْ يُحْضِرَ قَلْبَهُ فِي الصَّلٰوةِ كُلِّهَا لِأَنَّهُ لَا صَلٰوةَ إِلَّا بِحُضُورِ الْقَلْبِ فَلِذٰلِكَ يَجُوزُ التَّكْرَارُ فِي التَّكْبِيرِ إِلَى سَبْعِ تَكْبِيرَاتٍ لِإِحْضَارِ الْقَلْبِ وَلَا يَجُوزُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ حَضَرَ وَإِنْ لَمْ يَحْضُرْ فَيُصَلِّي صَلٰوةً ضَرُورِيَّةً ثُمَّ يَشْتَغِلُ بِمُعَالَجَةِ الْقَلْبِ وَمَنْعِ الْوَسَاوِسِ وَالْهَوَاجِسِ وَقَطْعِ الْعَلَائِقِ الْعَيْنِيَّةِ وَدَفْعِ الْعَوَائِقِ النَّفْسِيَّةِ وَتَرْكِ الدُّنْيَا وَهُوَ رَأْسُ كُلِّ عِبَادَةٍ وَطَلَبِ طَبِيبٍ جَنَانِيٍّ وَحَكِيمٍ رُوحَانِيٍّ يُعَالِجُ الْقُلُوبَ وَيُدَاوِي الْعُيُوبَ وَالسُّنَّةُ فِيهَا أَنْ تَرْفَعَ يَدَيْكَ بِحَيْثُ تُحَاذِي رُؤُوسُ أَصَابِعِكَ مَا بَيْنَ مَنْكِبَيْكَ وَأُذُنَيْكَ وَأَنْ تَجْهَرَ بِهَا إِمَامًا أَوْ مَأْمُومًا لَا مُنْفَرِدًا .

ترجمہ: نماز کے واجب امور میں سے ایک امر احرام کی تکبیر ہے یہ بڑے بڑے واجب ارکان میں سے ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ نیت کے ساتھ ساتھ اللہ اکبر کہے۔ اگر لفظ میں کوئی فرق پڑ جائے اور معنی درست ہو تو نماز باطل نہیں ہوتی۔ اللہ اکبر کے کہنے سے عاجز آنے والا شخص اگر اس کے معنی کو اپنے الفاظ میں ادا کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں غفلت وغیرہ کی بناء پر نیت اور تکبیر احرام کے درمیان وقفہ کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ غفلت ہمیشہ نماز کے فوائد کو باطل کر دیتی ہے۔ لہٰذا ہر ایک نمازی کے لیے چاہیے وہ عام آدمی ہو یا خاص نیت اور تکبیر احرام کے وقت دل کو حاضر رکھنا اور غفلت سے بچنا ضروری ہے۔ یہ ادنیٰ درجے کی حالت ہے۔ اعلیٰ درجے کی حالت یہ ہے کہ پوری کی پوری نماز میں دل کو حاضر رکھے۔ کیونکہ حضوری قلب کے بغیر کوئی نماز بار آور ثابت نہیں ہوسکتی اسی وجہ سے دل کو حاضر رکھنے کی خاطر سات مرتبہ تک تکبیر کو مکرر پڑھنا جائز ہے اس سے زیادہ مرتبہ جائز نہیں بشرطیکہ دل حاضر رہے اگر حضوری قلب نہ ہو تو ضرورت کی نماز ہی پڑھے اس کے بعد دل کے علاج کرنے میں لگ جائے۔ ترک کو روکنے حتی تعلقات کو توڑنے۔ نفسی روکاوٹوں کو دور کرنے اور دنیا کو ترک کرنے میں لگ جائے۔ ترک دنیا ہر ایک عبادت کی جڑ ہے۔ نیز ایک ایسے دل کے ڈاکٹر اور روحانی حکیم کی تلاش میں لگ جائے۔ جو دلوں اور عیبوں کا علاج کر سکتا ہو۔ تکبیر احرام پڑھنے کی صورت میں سنت ہے۔ کہ ہاتھوں کو اس طرح اٹھائے کہ انگلیوں کے سرے کندھوں اور کانوں کے درمیان والے حصے کے برابر ہو جائے۔ امام ہو یا مقتدی ہو اکیلے نماز پڑھنے والا نہ ہو۔ تو تکبیر احرام کو بلند آواز سے پڑھے۔

وَمِنْهَا الْقِيَامُ وَهُوَ يَجِبُ فِي الْفَرَائِضِ مَعَ الْقُدْرَةِ وَكَانَ مِنَ الْأَرْكَانِ الْعِظَامِ الْوَاجِبَةِ وَيَجُوزُ لِلْعَاجِزِ أَنْ يَقُومَ مُعْتَمِدًا أَوْ يُصَلِّيَ قَاعِدًا يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ وَلَوْ عَجَزَ عَنْهُمَا أَيْضًا أَوْمَى لَهُمَا وَلَوْ عَجَزَ عَنِ الْقُعُودِ صَلَّى مُضْطَجِعًا عَلَى جَنْبِهِ الْأَيْمَنِ مُتَوَجِّهًا إِلَى الْقِبْلَةِ أَوْ مُسْتَلْقِيًا مَادًّا رِجْلَيْهِ إِلَى الْقِبْلَةِ مُومِيًا لَهُمَا إِنْ تَعَسَّرَ فَكَيْفَ الْأَفْقُ وَالْإِيمَاءُ بِالرَّأْسِ وَبِالْعَيْنَيْنِ وَبِالْحَاجِبَيْنِ وَبِمَا نَقْلِبُ وَكُلٌّ يُخَالِفُ قِيَامُهُ مَا تَهُمُّ إِذَا كَانَ قِيَامُهُ كَالرُّكُوعِ يَكْفِيهِ وَمَنْ لَمْ يَقْدِرْ عَلَى الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ لَا يَلْزَمُهُ الْقِيَامُ فَهُوَ مُخَيَّرٌ بَيْنَ الْقِيَامِ وَالْقُعُودِ وَالْعَاجِزُ مِنَ الْقُعُودِ وَإِحْضَارِ الْقَلْبِ فِي إِفْرَاطِ الْأَمْرَاضِ الْمُعْدِمَةِ

وَالْأَوْجَاعِ الْمُؤْلِمَةِ مُخَيَّرٌ بَيْنَ الصَّلٰوةِ بِالْإِيمَاءِ وَبَيْنَ تَاخِيرِهَا إِلَى أَنْ يَقْدِرَ عَلَيْهِمَا تَاخِيرًا لِلْوَقْتِ دَائِمًا وَفِي كُلِّ حَالَةٍ مِنْ هٰذِهِ الْحَالَاتِ لَوْ صَلّٰى لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْإِعَادَةُ لَا أَدَاءً وَلَا قَضَاءً وَلَوْ أَعَادَ كَانَ أَفْضَلَ وَفِي الْقُعُودِ الَّذِي يَنُوبُ الْقِيَامَ التَّرَبُّعُ أَوْلٰى إِنْ تَيَسَّرَ وَإِلَّا فَكَيْفَ اتَّفَقَ وَيَجُوزُ بَعْضُ الصَّلٰوةِ بِالْقِيَامِ وَبَعْضُهَا بِالْقُعُودِ وَلَوْ عَجَزَ الْقَوِيُّ أَوْ قَوِيَ الْعَاجِزُ مُتَرَقِّيًا كَانَ أَوْ مُتَنَزِّلًا لَا حَاجَةَ إِلَى الْاِسْتِيْنَافِ فِي كِلَيْهِمَا وَأَمَّا الصَّلٰوةُ النَّافِلَةُ فَيَجُوزُ قَاعِدًا أَوْ مُضْطَجِعًا مَعَ الْقُدْرَةِ عَلَى الْقِيَامِ وَالْقُعُودِ ۔

ترجمہ: نماز کے واجب امور میں سے ایک قیام ہے ۔ فرض نمازوں کی ادائیگی کی صورت میں اپنی طاقت کے ساتھ قیام واجب ہے اور یہ قیام بڑے واجب ارکان میں سے ہے ۔ عاجز آدمی کے حق میں کسی چیز سے ٹیک لگا کر قیام کرنا یا بیٹھے بیٹھے رکوع اور سجدہ کرتے ہوئے نماز کا پڑھنا جائز ہے اگر رکوع اور سجدے سے عاجز آجائے تو دونوں کے لیے اشارے سے کام لیں ۔ اگر کوئی بیٹھنے سے عاجز ہو تو وہ دائیں پہلو پر لیٹ کر قبلہ کا رُخ کر کے یا پیٹھ کے بل پیروں کو قبلہ کی طرف پھیلا کر رکوع اور سجدے کے لیے اشارہ کرتا ہوا نماز پڑھے ۔ اگر ایسا کرنا دشوار ہو تو جیسی صورت راس آئے یعنی سر سے ۔ آنکھوں سے آبروؤں سے اور دل سے اشارہ کرنا معتبر ہے ہر ایک سے قیام کا مطالبہ کیا جاتا ہے ۔ چنانچہ کبڑے کا قیام رکوع کی مانند ہو تو اُس کے لیے یہی کافی ہے ۔ جو شخص رکوع اور سجدہ بجا لانے پر قادر نہ ہو تو اُس کے لیے قیام لازم نہیں ہے ۔ لہٰذا کھڑے ہونے میں اور بیٹھنے میں اس کو اختیار حاصل ہے ۔ تکلیف دہ بیماریوں اور تکالیف وہ دردوں کے بڑھ جانے کی صورت میں بیٹھنے اور دل کو حاضر رکھنے سے عاجز آنے والے کو اشارے سے نماز پڑھنے اور بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر نماز پڑھنے پر قادر ہونے تک نماز کو موخر کرنے میں اختیار حاصل ہے ۔ ان صورتوں میں سے ہر ایک صورت میں اگر کوئی شخص نماز پڑھے تو اُس کے حق میں نماز کا اعادہ کرنا نہ ادا کی صورت میں واجب ہے اور نہ قضا کی صورت میں اگر وہ نماز کو دوبارہ ادا کرے تو یہ صورت افضل ہے ۔ بیٹھنے کی جو حالت قیام کی جگہ لیتی ہے ۔ اُس صورت میں چار زانو کی حالت میں بیٹھنا بہتر ہے ۔ بشرطیکہ آسان ہو ، ورنہ جیسی صورت راس آئے کرے ۔ نماز کے کچھ حصوں کی بجا آوری کھڑے ہو کر اور کچھ حصوں کی ادائیگی بیٹھ کر جائز ہے

اگر طاقتور آدمی عاجز آجائے یا عاجز آدمی طاقت ور ہو جائے تو دونوں صورتوں میں نماز کے از سر نو پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں چاہیئے۔ یہ صورت ترقی کی حالت میں پیش آئے یا تنزل کی حالت میں نفل نماز کی ادائیگی کھڑے ہونے اور بیٹھنے پر قادر ہونے کے باوجود بیٹھ کر اور لیٹ کر جائز ہو جاتی ہے۔

وَاَمَّا اَدَبُ الْيَدَيْنِ حَالَ الْقِيَامِ فَيَجُوْزُ اِرْسَالُهُمَا حِذَاءَ الْفَخِذَيْنِ وَيَجُوْزُ عَقْدُهُمَا بِاَنْ يَضَعَ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى اِمَّا تَحْتَ السُّرَّةِ اَوْ فَوْقَهَا تَحْتَ الصَّدْرِ وَالْاَوْلٰى فِى الصَّيْفِ اِرْسَالُهُمَا وَفِى الشِّتَاءِ عَقْدُهُمَا وَفِى الْقُعُوْدِ الَّذِىْ يَنُوْبُ الْقِيَامَ اِنْ لَمْ يَتَرَبَّعْ يَنْبَغِىْ اَنْ يَضَعَهُمَا تَحْتَ الصَّدْرِ لِئَلَّا يَلْتَبِسَ هٰذَا الْقُعُوْدُ بِالتَّشَهُّدِ وَاَدَبُ الرِّجْلَيْنِ فِى الْقِيَامِ اَنْ لَّا يُلْصِقَهُمَا وَلَا يُفَرِّجَهُمَا اَكْثَرَ مِنْ شِبْرٍ وَالْاَقَلُّ اَوْلٰى وَاَدَبُ الْعَيْنَيْنِ اَنْ تَنْظُرَ اِلٰى مَسْجِدِ الْجَبْهَةِ فِى الْقِيَامِ وَبَيْنَ الْقَدَمَيْنِ فِى الرُّكُوْعِ وَاِلٰى طَرَفِ الْاَنْفِ فِى السُّجُوْدِ وَبَيْنَ الرُّكْبَتَيْنِ فِى الْقُعُوْدِ وَاَدَبُ الْقِيَامِ اَنْ لَّا تَمِيْلَ اِلَى الْيَمِيْنِ اَوِ الْيَسَارِ اِلَّا لِوَجَعٍ اَوْ عُذْرٍ اٰخَرَ وَاَدَبُ التَّوَجُّهِ فِى الْقِيَامِ اَنْ لَّا يَتَوَجَّهَ اِلَّا اِلَى الْقِبْلَةِ

ترجمہ: قیام کی حالت میں ہاتھوں کے آداب۔ رانوں کی سیدھ میں ہاتھوں کو کھول کر رکھنا جائز ہے۔ ناف کے نیچے یا ناف کے اوپر اور چھاتی کے نیچے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنے کی صورت میں ہاتھوں کا باندھ کر رکھنا بھی روا ہے۔ گرمیوں میں ہاتھوں کا کھول کر رکھنا اور سردیوں میں ہاتھوں کا باندھ کر رکھنا بہتر صورت ہے۔ بیٹھنے کی جو حالت قیام کی جگہ لیتی ہے۔ اس حالت میں اگر چار زانو ہو کر بیٹھے تو ہاتھوں کو چھاتی کے نیچے رکھنا چاہیئے۔ تاکہ بیٹھنے کی یہ حالت تشہد کے مشابہ نہ ہو جائے۔

قیام کی حالت میں پیروں کے آداب۔ پیروں کو نہ ملا کر رکھے اور نہ ایک بالشت سے زیادہ فاصلے پر کھلے رکھے۔ ایک بالشت سے کم کم فاصلہ بہتر ہے۔

آنکھوں کے آداب: قیام کی حالت میں سجدہ گاہ کو دیکھنا۔ رکوع کی حالت میں قدموں کے درمیان دیکھنا۔ سجدے کی حالت میں ناک کے اطراف کو دیکھنا اور بیٹھنے کی حالت میں گھٹنوں کے درمیان دیکھنا

قیام کا ادب: کسی درد یا دیگر عذر کے بغیر دائیں طرف کو یا بائیں طرف کو مائل نہ ہونا۔ قیام کی حالت

میں منہ کا ادب: قبلہ کے سوا کسی بھی جانب کا رخ نہ کرنا۔

أما القراءة وهي الفاتحة وسورة معها كانت واجبة في ركعتي فرض الصبح
والأوليين من الفرائض كلتيهما ويجب فيها الترتيل والترتيب والموالاة
ولا إخفاء أثناء من عظام الأركان فلو كان الصحيح القادر في سعة
الوقت تركها أو ترك بعضها عمدا بطلت صلاته ولو ترك بعضها
جهلا لم تبطل صلاته الناقصة ومن لم يعرف البسملة من
الفاتحة ومن كل سورة إلا البراءة ولو كان يقرؤها كانت صلاته ناقصة
ولا تتم ثمرة كاملة أخروية وفي العجز أو ضيق الوقت لو قرأ الفاتحة
تكفيه أو قرأ بعضها أو سورة أخرى أو آية طويلة أو ثلاث آيات قصيرة
أو سبح وحمد وهلل وكبر أو وقف بقدر قراءتها يكفيه أما لو أمكنه
التعلم وتغافل وتكاسل فعصى ويجب على الإمام وسائر حكام الإسلام
أن يعلموه جبرا أو سياسة وعلى الأخرس أن يحرك لسانه ويعقد بها
قلبه إن أمكنه وإن لم يمكنه فلا يكلف وينبغي أن لا تقرأ في الفرائض
سورة تجب السجدة فيها مثل الم السجدة وحم السجدة والنجم واقرأ
باسم ربك ولا سورة تفوت الوقت ولا سورتين بعد الفاتحة في
ركعة واحدة إلا والضحى وألم نشرح أو ألم تر كيف ولإيلاف قريش فإن
كلا منهما بمثابة سورة واحدة لارتباط المعنى ولو قرأ لا تبطل الصلاة
بقراءتها وفي الركعات الباقية لا يلزم أن تقرأ مع الفاتحة شيئا آخر و
يجوز في الصحة والقدرة وسعة الوقت أن تقول فيها بدل الفاتحة سبحان الله
والحمد لله ولا إله إلا الله والله أكبر مرة أو مرات أو يجب أن تجهر
بالقراءة في الصبح والأوليين من المغرب والعشاء لا أخرى للرجال في الإمامة
والوحدة وفي البواقي الإسرار وللنساء لا يجوز الجهر إلا إذا أمت ويكره
أن تقول آمين في آخر الفاتحة إماما أو مأموما أو منفردا لأن كثيرا من الناس يزعمونه

شیئاً من الفاتحة وليس كذلك فيجب تركها لرفع هذا الالتباس ولا اثم
في اهمالك اما التامين الذي يوجب المغفرة للامام ان يصير الامام امينا ولا
يسرق من الصلوة شيئا كما قال صلى الله عليه وآله وسلم ويل للسارق
من الصلوة وان يوافقه المأموم ولم يسبقه في افعاله وانتقالاته يرجى ان
يتقبل الله صلوتهم ويغفر لهم واما ما لزعم المرجئة في التامين فخطأ صريح
لان وعد المغفرة لم يرد في قراءة الفاتحة فكيف يرد في قول امين وهو في
الفضيلة ما كان مثل الفاتحة فمن ذلك يعرف الفهيم ان قولهم لطيب
خواطر المتكاسلين من كلمات الغافلين

ترجمہ :۔ قرأت کا مسئلہ۔

قرأت سورہ فاتحہ اور اس کے ساتھ کسی بھی سورہ کے پڑھنے کا ہے جو صبح کی نماز کی دونوں رکعتوں اور تمام فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں واجب ہے۔ قرأت کے لیے باتجوید پڑھنا، ترتیب کا لحاظ رکھنا اور موالات واجب ہیں یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ قرأت بڑے بڑے ارکان میں سے ہے۔ اگر تندرست اور قرأت پہ قدرت رکھنے والا شخص وقت کی فراخی کی صورت میں جان بوجھ کر قرأت کو چھوڑ دے یا اس کے کچھ حصّے کو چھوڑ دے۔ تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔ اگر نادانی کی بنا پر چھوڑ دے تو اس کی ناقص نماز باطل نہیں ہو گی۔ جو شخص بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو سورہ فاتحہ کا اور سورہ برأت کے سوا ہر ایک سورہ کا حصہ نہ سمجھتا ہو۔ اگر ایسا شخص بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتا ہو تو اس کی نماز ناقص ہو گی اور اسے آخرت کا کامل فائدہ نہیں دے گی۔ اگر عاجز آنے اور وقت کی تنگی کی صورت میں اکیلی صورۃ فاتحہ کا کچھ حصّے یا کوئی دوسری سورہ پڑھے یا ایک لمبی آیت پڑھے یا تین چھوٹی چھوٹی آیتیں پڑھیں یا سُبحان اللهِ وَالحمدُ لِلّٰهِ وَلا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكبر پڑھے یا نماز کی قرأت کی مقدار ٹھہرے رہے تو کافی ہے لیکن اگر اس کو سیکھنے کا موقع ملے اور وہ خود غفلت اور سستی کا مظاہرہ کرے تو گنہگار ہو گا۔ امام اور تمام اسلامی حاکموں کے ذمے اس کو ڈانٹ کر بطور سیاست سکھانا واجب ہے۔ گونگے کے حق میں یہ ہے کہ وہ اپنی زبان کو ہلائے اور دل میں قرأت کا عقیدہ رکھے۔ بشرطیکہ اس کے لیے یہ ممکن ہو۔ اگر ایسا کرنا

ممکن نہ ہو تو اس کو تکلیف نہیں دی جائے گی۔ مناسب یہ ہے کہ فرض نمازوں میں کوئی ایسی سورت نہ پڑھے جس میں سجدہ تلاوت واجب ہو مثلاً الم السجدہ، حم السجدہ والنجم اور اقرا باسم ربک۔ کوئی ایسی صورت پڑھے جو وقت کو فوت کر دے اور نہ ہی سورہ فاتحہ کے بعد ایک ہی رکعت میں دو سورتیں پڑھے مگر سورۃ والضحیٰ اور الم نشرح یا الم ترکیف اور لایلاف قریش مستثنیٰ ہیں۔ کیونکہ معنی کے مربوط ہونے کی وجہ سے دونوں مقام پر دونوں سورتیں ایک ہی سورت کا درجہ رکھتی ہیں۔ اگر کوئی ان سورتوں کو پڑھے تو ان کے پڑھنے سے نماز باطل نہیں ہوتی باقی رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ کسی اور چیز کا پڑھنا لازم نہیں ہے۔ تندرستی، طاقت اور وقت کی فراخی کی صورت میں سورہ فاتحہ کے بدلے میں ایک مرتبہ یا کئی مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کا پڑھنا جائز ہیں۔ مردوں کے حق میں امامت کرنے اور اکیلے نماز پڑھنے دونوں صورتوں میں نماز صبح میں نیز مغرب اور عشاء کی پہلی دونوں رکعتوں میں قرأت کو بلند آواز سے بجالانا واجب ہے اور باقی رکعتوں میں قرأت کو آہستہ بجالاتے۔ امامت کرنے کی حالت کے سوا عورت کے لیے بلند آواز سے قرأت کا بجالانا جائز نہیں ہے۔ امام ہو، مقتدی یا اکیلے نماز پڑھنے والا ہو سب صورتوں میں سورۃ فاتحہ کے اختتام پر آمین کہنا مکروہ ہے کیونکہ اکثر لوگ آمین پر سورۃ فاتحہ کا حصہ ہونے کا گمان کریں گے، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ لہٰذا اس شک کو دور کرنے کی خاطر آمین کو چھوڑ دینا واجب ہے۔ ایسا کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ لیکن جو آمین امام کے حق میں باعث مغفرت ہے وہ امام کے امین ہونے کی وجہ سے ہے۔ نمازی نماز سے کوئی چیز نہ چراتے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔ وَيْلٌ لِلسَّارِقِ مِنَ الصَّلٰوةِ نماز سے چرانے والے کے لیے افسوس ہے اگر مقتدی امام کی تابعداری کرے اور تمام نقل و حرکت میں امام پر سبقت نہ لے جاتے تو توقع کی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی نماز قبول کرے اور ان کو بخش دے۔ لیکن آمین کہنے کے بارے میں فرقہ مرجیہ کا گمان واضح غلط ہے۔ کیونکہ مغفرت کا وعدہ سورۃ فاتحہ کی قرأت کی صورت میں وارد نہیں ہے تو آمین کہنے میں، وعدہ مغفرت کیسے وارد ہو سکتا ہے، حالانکہ فضیلت کے لحاظ سے آمین سورۃ فاتحہ کی مانند نہیں ہے۔ اسی سے سمجھدار آدمی خوب معلوم کر سکتا ہے کہ اہل مرجیہ کا قول غفلت میں پڑے رہنے والوں کی بات ہے جو کاہلوں کے دلوں کو خوش کرنے کے لیے گھڑھی گئی ہے۔

وَالسُّنَّةُ اَنْ يَقْرَأَ بَعْدَ تَكْبِيْرَةِ الْاِحْرَامِ دُعَاءَ الْاِسْتِفْتَاحِ وَهُوَ بِلَا قُوْيَا رٍ

بِهٰذِهِ الصِّيغَةِ إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ قُلْ اِنَّ صَلَوٰتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ وَ لِلضُّعَفَاءِ بِهٰذِهِ الصِّيغَةِ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ وَتَسْتَعِيذُ بِهٰذِهِ الصِّيغَةِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مُتَخَافِتًا فِي الدُّعَاءِ وَالْاِسْتِعَاذَةِ ثُمَّ بَدَا فَتَشْرَعُ فِي الْقِرَاءَةِ وَ مَحَلُّهُمَا بَيْنَ تَكْبِيرَةِ الْاِحْرَامِ وَبَيْنَ الْقِرَاءَةِ تَخْفِيفًا كَمَا فَعَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَلَوْ قَرَءَهُمَا قَبْلَ الْاِحْرَامِ جَازَ وَفِي الصُّبْحِ سُوْرَةٌ طَوِيْلَةٌ وَفِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ قَصِيْرَةٌ وَفِي الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ وَسِيْطَةٌ وَفِي الْجُمُعَةِ سُوْرَتُهَا فِي الْاُوْلٰى وَالْمُنَافِقِيْنَ فِي الثَّانِيَةِ وَتَخْفِيْفُ الْقِرَاءَةِ اِنْ كَانَ اِمَامًا وَلٰكِنْ يُكْرَهُ اتِّخَاذُ سُوْرَةٍ مُعَيَّنَةٍ فِي صَلٰوةٍ مُعَيَّنَةٍ بِحَيْثُ لَا يَتْرُكُ قَطُّ فَالْاَصْوَبُ اَنْ تَقْرَءَهَا مَرَّةً وَتَقْرَءَ غَيْرَهَا مَرَّةً لِئَلَّا يَزْعُمَ النَّاسُ اَنَّهَا فِيْهَا وَاجِبَةٌ وَاٰمِيْنَ فِيْ اٰخِرِ الْفَاتِحَةِ وَيَجُوْزُ فِي التَّخَافُتِ اَنْ يَسْمَعَ الْاِمَامُ قِرَاءَتَهُ وَالشِّهَادَ حِيْنَ مَنْ قَرُبَ مِنْهُ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَجْهَرَ كَمَا يُسْمِعُ نَفْسَهُ مَهْمُوْسَةً

ترجمہ: نماز کی تکبیر احرام باندھنے کے بعد دعائے استفتاح کا پڑھنا سنت ہے۔ دعائے استفتاح بالحن کے لحاظ سے قوی لوگوں کے لیے ان الفاظ میں زیادہ مناسب اِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ الخ میں مائل بحق ہو کر اپنا رخ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے کی طرف پھیر دیتا ہوں۔ اور میں مشرک لوگوں میں سے نہیں ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ میری نماز، میری عبادت، میری زندگی اور میرا مرنا سب ہی تمام جہانوں کے پالنے والے اللہ کے لیے ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں مجھے تو صرف اسی کا حکم دیا گیا ہے۔ اور میں پہلا مسلمان ہوں دعائے استفتاح بالحن کے لحاظ سے کمزور لوگوں کے لیے ان الفاظ میں زیادہ مناسب ہے۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ پروردگار ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں، تیری حمد بجا لاتے ہیں، تیرا نام بابرکت ہے، تیری بزرگی بہت بلند ہے اور پرستش کے لائق تیرے سوا کوئی نہیں ہے۔ نیز ان الفاظ میں پناہ مانگے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ میں رحمت الٰہی سے ہٹائے گئے شیطان کے ڈر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ دعائے استفتاح اور استعاذہ

کا وقوع پذیر ہونے کا محل قرأت وتکبیر احرام کے درمیان ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کرکے دکھایا اگر دونوں کو احرام نماز باندھنے سے پہلے پڑھے تو جائز ہے، صبح کی نماز میں کوئی لمبی سورۃ پڑھے، ظہر، عصر، مغرب کی نمازوں میں چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھے، عشاء کی نماز میں درمیانی سورۃ پڑھے اور نماز جمعہ کی پہلی رکعت میں سورۃ جمعہ اور دوسری رکعت میں سورۂ إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ پڑھے یہ سنت ہے۔ اگر کوئی امام ہو تو ہلکی قرأت مسنون ہے. لیکن کسی معین نماز کے لیے کہ معین سورہ کو اس طرح پر اختیار کرنا کہ اُسے کبھی بھی نہ چھوڑے یہ مکروہ ہے۔ چنانچہ بہترین طریقہ یہ ہے کہ کبھی کبھی اس سورۃ کو پڑھے اور کبھی دوسری سورہ کو تاکہ لوگ اس نماز میں اسی سورۃ کے پڑھنے پر واجب ہونے کا گمان نہ کر بیٹھیں جیسا کہ سورۃ فاتحہ کے اختتام پر آمین کی صورت میں ہوتا ہے۔ سری نماز کی ادائیگی کے دوران امام کے لیے اپنی قرأت اور شہادتین کو اپنے نزدیک والے مقتدی کو کسی بلند آواز کے بغیر سُنا دینا جائز ہے جیسا کہ وہ خود اپنے کو آہستگی سے سُناتا ہے۔

وَمِنْهَا الرُّكُوعُ وَهُوَ مِنَ الْأَرْكَانِ الْعِظَامِ الْوَاجِبَةِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ مَرَّةً إِلَّا فِي الْكُسُوفَيْنِ وَالزَّلَازِلِ وَصُورَتُهُ أَنْ يَنْحَنِيَ بِقَدْرِ أَنْ تَصِلَ كَفَّاهُ إِلَى رُكْبَتَيْهِ وَلَوْ عَجَزَ عَنْ إِيصَالِهِمَا إِلَى رُكْبَتَيْهِ اكْتَفَى بِالْمَقْدُورِ وَلَوْ كَانَ إِيمَاءً وَيَجِبُ فِيهِ الطُّمَأْنِينَةُ وَتَسْبِيحَةٌ وَاحِدَةٌ وَأَكْمَلُ الصِّيَغِ فِيهَا سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ أَوْ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ أَوْ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ أَوْ سُبْحَانَ اللهِ ثَلَاثًا كُلُّهَا وَرَفْعُ الرَّأْسِ مِنْهُ إِلَى حَدِّ الْقِيَامِ التَّامِّ وَالطُّمَأْنِينَةُ فِي هٰذَا الْاِعْتِدَالِ وَالسَّمْعَلَةُ وَالتَّكْبِيرُ لِهُوِيِّ الرُّكُوعِ وَلِهُوِيِّ السُّجُودِ وَالسُّنَّةُ أَنْ يَرْفَعَ الْيَدَيْنِ مَعَ هٰذَيْنِ التَّكْبِيرَيْنِ كَرَفْعِهِمَا مَعَ تَكْبِيرَةِ الْإِحْرَامِ وَأَنْ يُفَرِّجَ الْأَصَابِعَ عَلَى رُكْبَتَيْهِ رَاكِعًا وَأَنْ يُجَافِيَ الْمِرْفَقَيْنِ عَنِ الْجَنْبَيْنِ وَلِلنِّسَاءِ ضَمُّهُمَا بِهِمَا وَأَنْ يَحْمَدَ بَعْدَ السَّمْعَلَةِ إِمَّا بِهٰذِهِ الصِّيغَةِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَهْلِ الْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ وَأَهْلِ الْجُودِ وَالْجَبَرُوتِ أَوْ بِهٰذِهِ الصِّيغَةِ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا دَائِمًا مُبَارَكًا فِيهِ أَوْ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْأَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْأَ الْأَرْضِ وَمِلْأَ مَا بَيْنَهُمَا وَمِلْأَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ حَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ كُلُّنَا لَكَ عَبِيدٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ

لِمَا مَنَعْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا قَضَیْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ۔

ترجمہ: نماز کے واجب امور میں سے ایک امر رکوع ہے۔ رکوع بڑے بڑے ارکان میں سے ہے جو کسوف شمس، خسوف قمر اور زلزلوں کی نماز کے سوا دیگر نمازوں کی ہر ایک رکعت میں ایک مرتبہ واجب ہے رکوع کی شکل یہ ہے کہ نمازی اس قدر جھک جائے کہ اس کی ہتھیلیاں گھٹنوں تک پہنچیں، ہتھیلیاں گھٹنوں تک پہنچانے سے کوئی عاجز آجاتے تو اپنی مقدور بھر صورت پر اکتفا کرے اگرچہ اشارہ ہی کیوں نہ ہو، رکوع کی صورت میں اطمینان کا سانس لینا اور ایک مرتبہ تسبیح کا پڑھنا واجب ہے، رکوع کی تسبیح کے لیے کامل ترین الفاظ یہ ہیں۔ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَ بِحَمْدِهٖ میں اپنے باعظمت پروردگار کی پاکی بیان کرتا ہوں اور اسکی حمد بجالاتا ہوں یا سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ کہے، میں باعظمت اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں یا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ پڑھے میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں اور اس کی حمد بجالاتا ہوں یا سُبْحَانَ اللّٰهِ پڑھے میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں، تمام صورتیں جائز ہیں، مکمل قیام کی حد تک سر کو اٹھانا اسی اعتدالی حالت میں اطمینان کا سانس لینا سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کا پڑھنا رکوع کے لیے جھکتے وقت اور سجدے میں جاتے وقت تکبیر یعنی اللہ اکبر کہنا واجب ہیں۔ سنتیں یہ ہیں۔

۱۔ تکبیر احرام کے وقت ہاتھوں کو اٹھانے کی مانند ان دونوں تکبیروں کے ساتھ ہاتھوں کو اٹھانا۔

۲۔ رکوع کی حالت میں انگلیوں کو گھٹنوں پر کھلی کھلی حالت میں رکھنا۔

۳۔ کہنیوں کو پہلوؤں سے دور رکھنا۔

۴۔ عورتوں کے لیے کہنیوں کو پہلوؤں سے ملا کر رکھنا۔

۵۔ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہنے کے بعد ان الفاظ میں حمد کا بجالانا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَهْلِ الْكِبْرِیَاءِ الخ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا بڑائی اور عظمت والا اور سعادت اور زبردست ہیبت والا ہے یا چاہے تو ان الفاظ میں بجالائے رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ الخ اے ہمارے پروردگار تمام زیادہ پاکیزہ ہمیشہ رہنے والی اور بابرکت تعریفیں صرف تیرے ہی واسطے ہیں یا ان الفاظ میں بجالائے رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ الخ اے ہمارے پروردگار تمام تعریفیں، آسمانوں بھر تعریفیں، زمین بھر تعریفیں، آسمانوں اور زمین کے

درمیان بھر تعریفیں اور اس کے بعد تیری مشیت بھر تعریفیں صرف تیرے ہی واسطے ہیں - بندے کا کہنا حق ہے کہ ہم سب تیرے ہی بندے ہیں - پروردگار تیری عطا کو کوئی روکنے والا نہیں۔ تیرے روک کو کوئی دینے والا نہیں - تیری تقدیر کو کوئی لوٹانے والا نہیں اور بزرگی والے کو اس کی بزرگی تیرے عذاب سے بچاؤ کا فائدہ نہیں دے سکتی - وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ کا معنی یہ بھی ہے - مالدار کو اس کی مالداری تیرے عذاب سے بچاؤ کا فائدہ دے نہیں سکتی -

أَمَّا الْقُنُوتُ فَيَجُوزُ قَبْلَ الرُّكُوعِ وَبَعْدَهُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ ثَانِيَةٍ مِنَ الصَّلَوٰتِ الْخَمْسِ الْوَاجِبَةِ، وَإِذَا وَقَعَ قَبْلَ الرُّكُوعِ كَانَ أَوْلَىٰ لِأَنَّ الْمُكْثَ الطَّوِيلَ يُكْرَهُ فِي الْاِعْتِدَالِ الَّذِي بَعْدَ الرُّكُوعِ وَعَلَىٰ كِلَا التَّقْدِيرَيْنِ يَجُوزُ أَنْ يَقْرَأَ بِهٰذِهِ الصِّيغَةِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْأَرَضِينَ السَّبْعِ وَمَا فِيهِنَّ وَمَا فَوْقَهُنَّ وَمَا تَحْتَهُنَّ، وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعَزُّ الْأَكْرَمُ أَوْ بِهٰذِهِ الصِّيغَةِ اللّٰهُمَّ اهْدِنَا فِيمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنَا فِيمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنَا فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لَنَا فِيمَا أَعْطَيْتَ وَقِنَا رَبَّنَا شَرَّ مَا قَضَيْتَ فَإِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَىٰ عَلَيْكَ فَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ أَوْ بِهٰذِهِ الصِّيغَةِ فِي الصُّبْحِ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِينَ وَفِي الْمَغْرِبِ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ رَبَّنَا إِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ - أَوْ صِيغَةٍ أُخْرَىٰ فِيهَا الدُّعَاءُ وَالْعَظَمَةُ وَالْكِبْرِيَاءُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَأَنْ يَكُونَ التَّسْبِيحُ فِي الرُّكُوعِ ثَلَاثًا أَوْ سَبْعًا وَإِنْ وَقَعَ تِسْعًا أَوْ إِحْدَىٰ عَشْرَةَ لَا بَأْسَ بِهِ وَأَنْ يَدْعُوَ فِيهِ قَبْلَ التَّسْبِيحِ

أَوْ بَعْدَهُ وَ الْأَوْلٰى فِي الْفَرْضِ الْاِكْتِفَاءُ بِالتَّسْبِيْحِ وَفِي النَّوَافِلِ فَتَمَّمَهُ بِهٖ وَمِيْعَةُ الثَّمَاءِ بِهٰذَا، اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَلَكَ خَشَعْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ خَشَعَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَعَظْمِيْ وَعَصَبِيْ وَشَعْرِيْ وَبَشَرِيْ وَمَا اسْتَقَلَّ بِهٖ قَدَمِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَوْ صِيَغٌ اُخْرٰى تَدُلُّ عَلَى الْخُشُوْعِ۔

ترجمہ: قنوت کا مسئلہ :۔ پانچ فرض نمازوں کی دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد دونوں صورتوں میں قنوت پڑھنا جائز ہے۔ اگر رکوع سے پہلے قنوت وقوع پذیر ہو جائے تو بہتر ہے کیونکہ رکوع کے بعد والی حالت اعتدال میں زیادہ ٹھہرنا مکروہ ہے۔ دونوں صورتوں میں ان الفاظ میں قنوت پڑھنا جائز ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ بردبار کرم والے۔ اللہ کے سوا کوئی بھی پرستش کے لائق نہیں۔ ساتوں آسمان کے مالک اور ساتوں زمین، ان کے اندر کی

چیزوں، اِن کے اُوپر کی چیزوں اور ان کے نیچے کی چیزوں کے مالک اللہ کے سوا کوئی بھی پرستش کے لائق نہیں۔ وہ بڑے عرش کا مالک ہے۔ میرے پروردگار تو مجھے بخش دے۔ مجھ پر ترس کھا اور جو کچھ میری حالت کا تجھے علم ہے اُس سے درگذر فرما۔ تحقیق تو ہی بڑا عزّت اور فضل و کرم والا ہے یا ان الفاظ میں قنوت پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا فِیْمَنْ ھَدَیْتَ الخ پروردگار تو اپنے ہدایت یافتگان میں ہماری ہدایت فرما۔ اپنے آرام یافتگان میں ہم کو عافیت دے اپنے دوستوں میں ہم کو دوست رکھ اور اپنی عطاکردہ چیزوں میں ہمارے لئے برکت نازل فرما۔ اے ہمارے پروردگار ہم کو اپنی تقدیر کے شر سے بچالے کیونکہ تو ہی فیصلہ صادر فرماتا ہے اور تیری مرضی کے خلاف کوئی حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ تیرے دوست خوار نہیں ہوسکتے اور تیرے دشمن باعزّت نہیں ہوسکتے اے ہمارے پروردگار تو بابرکت ہے اور بلند ہے اور کرم والے تو اپنے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کی آل پر رحمت نازل کر۔ چاہے تو صبح کی نماز میں ان الفاظ میں قنوت پڑھے۔ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا الخ اللہ کسی بھی نفس کو صرف اُس کی طاقت کے مطابق تکلیف دیتا ہے۔ نفس کی نیک کمائی اس کے لئے مفید ہے اور اس کی خراب کمائی اس کے نقصان دہ ہے۔ اے ہمارے رب اگر ہم سے بھول چوک یا غلطی سرزد ہو جائے تو تو ہماری گرفت نہ فرما۔ اے ہمارے رب ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالے ہوئے بوجھ کی مانند ہم پر کوئی بھاری بوجھ نہ ڈال۔ اے ہمارے ربّ ہم کو کسی ایسی چیز کے متحمّل نہ بنا جس کی ہم میں طاقت نہ ہو ہمیں معاف فرما ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما۔ تو ہمارا کارساز ہے۔ کافر قوموں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔ مغرب کی نماز میں یہ قنوت پڑھے رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا الخ اے ہمارے ربّ اپنی ہدایت کے بعد ہمارے پالنے والے تو شک کی گنجائش نہ رکھنے والے دن لوگوں کو اکٹھا کرنے والا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اللہ وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔ چاہے تو قنوت میں اِن کے علاوہ دیگر الفاظ پڑھے جن میں دُعائیں ہوں۔ حمد الٰہی ہو اور تمام جہانوں کے مالک۔ اللہ کی عظمت اور بڑائی کا ذکر ہو۔ رکوع میں تسبیح کو تین مرتبہ یا کئی مرتبہ مکرّر پڑھنا سُنّت ہے۔ اگر تسبیح گیارہ مرتبہ وقوع پذیر ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ رکوع میں تسبیح سے پہلے یا تسبیح کے بعد دُعا پڑھنا سُنّت ہے۔ فرض نمازوں کی ادائیگی کی صُورت میں صرف تسبیح پر اکتفا کرنا بہتر ہے اور نوافل کی ادائیگی کی صورت میں تسبیح کے ساتھ دُعا کو شامل کرنا سُنّت ہے۔ دُعا کے الفاظ یہ ہیں۔ اَللّٰھُمَّ لَکَ رَکَعْتُ الخ پروردگار۔ صرف تیرے لئے ہی رکوع کرتا ہوں

صرف تیرے لئے عاجزی کرتا ہوں صرف تیری بندگی کے لئے سر تسلیم خم کرتا ہوں اور صرف تجھ پر ایمان رکھتا ہوں۔ میرے کان۔ میری نگاہ۔ میری ہڈی۔ میری رگ و ریشے۔ میرے بال میری کھال اور میرا پورا وجود یہ سب کچھ تمام جہانوں کے مالک اللہ کے لئے عاجزی کرتے ہیں۔ اِن کے علاوہ عاجزی پر دلالت کرنے والے دیگر الفاظ دعا میں پڑھے جا سکتے ہیں۔

وَمِنْهَا السُّجُودُ وَهُوَ مِنَ الْأَرْكَانِ الْعِظَامِ الْوَاجِبَةِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ مَرَّتَيْنِ وَصُورَتُهُ أَنْ يَضَعَ بَعْضَ جَبْهَتِهِ أَوْ تَمَامَهَا عَلَى مُصَلَّاهُ مَكْشُوفًا وَيَجِبُ فِيهِ أَنْ يَضَعَ كَفَّيْ يَدَيْهِ وَرُكْبَتَيْهِ وَإِبْهَامَيْ رِجْلَيْهِ عَلَى مُصَلَّاهُ مُسْتَقِلَّةً أَعَالِيهِ مِنْ أَسَافِلِهِ وَمُسْتَقِلَّةً بِرَأْسِهِ عَلَى مَسْجِدِهِ وَكَانَ مَوْضِعُ سُجُودِهِ مُسَاوِيًا لِمَوْضِعِ قِيَامِهِ أَوْ أَنْزَلَ وَإِنْ وَقَعَ ارْتَفَعَ بِقَدْرِ لَبِنَةٍ لَا بَأْسَ بِهِ وَفِي الْعَجْزِ يَجُوزُ أَنْ يَرْفَعَ شَيْئًا فَيَسْجُدَ عَلَيْهِ أَوْ يُومِيَ وَيَجِبُ فِيهِ الطُّمَأْنِينَةُ وَتَسْبِيحَةٌ وَاحِدَةٌ بِهٰذِهِ الصِّيَغِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى وَبِحَمْدِهِ أَوْ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى أَوْ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْأَعْلَى وَبِحَمْدِهِ أَوْ اللّٰهُ وَرَفْعُ الرَّأْسِ مِنْهُ إِلَى حَدِّ الْقُعُودِ وَالتَّكْبِيرُ عِنْدَ الرَّفْعِ وَالطُّمَأْنِينَةُ فِي هٰذِهِ الْقَعْدَةِ الْخَفِيفَةِ وَالتَّكْبِيرُ عِنْدَ الْهُوِيِّ لِلسَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ وَالطُّمَأْنِينَةُ وَتَسْبِيحَةٌ وَاحِدَةٌ كَمَا فِي الْأُولَى وَالتَّكْبِيرُ عِنْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنْهَا وَسُنَنُهَا وَضْعُ الْأَنْفِ عَلَى الْأَرْضِ وَزِيَادَةُ التَّسْبِيحِ كَمَا فِي الرُّكُوعِ وَالدُّعَاءُ فِيهَا وَصِيغَتُهُ هٰذِهِ اللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ وَالدُّعَاءُ بَيْنَهُمَا وَصِيغَتُهُ هٰذِهِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي وَعَافِنِي وَاعْفُ عَنِّي أَوْ مَا قَرُبَ مِنْهُ وَتَجَافِي الْمِرْفَقَيْنِ مِنَ الْجَنْبَيْنِ وَالْبَطْنِ عَنِ الْفَخِذَيْنِ لِلرِّجَالِ وَلِلنِّسَاءِ الْإِنْضِمَامُ وَوَضْعُ الْيَدَيْنِ فِي السُّجُودِ حِذَاءَ الْأُذُنَيْنِ بَاسِطًا يَدَيْهِ غَيْرَ مُنْفَرِجِ الْأَصَابِعِ وَجِلْسَةٌ خَفِيفَةٌ بَعْدَ السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ وَالْاِعْتِمَادُ

عَلَى الْيَدَيْنِ إِذَا أَرَادَ الْقِيَامَ لِرَكْعَةٍ أُخْرَىٰ وَرَفْعُ الرُّكْبَتَيْنِ مِنَ الْأَرْضِ قَبْلَ الْيَدَيْنِ لِأَنَّهُ أَقْرَبُ إِلَى التَّوَاضُعِ وَالْعِجْزِ۔

ترجمہ:۔ سجدہ کا مسئلہ

سجدہ نماز کے بڑے بڑے واجب ارکان میں سے ہے۔ جو ہر ایک رکعت میں دو مرتبہ واجب ہے سجدہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ نمازی اپنی پیشانی کے کچھ حصے کو یا پوری پیشانی کو کھلی حالت میں جائے نماز پر رکھے۔ سجدہ کرنے کی صورت میں ہتھیلیوں، گھٹنوں اور پیروں کے انگوٹھوں کو جائے نماز پر رکھے۔ اس طور پر رکھنا کہ نیچے کے اعضائے اوپر کے اعضاء کو مستحکم کر کے رکھے اور سجدہ گاہ پر اپنے سر کو خوب جمائے یہ واجب ہے۔ سجدہ گاہ قیام گاہ کے برابر ہو یا اس سے کچھ پست ہو۔ اگر سجدہ گاہ ایک اینٹ کی مقدار بلند ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ عاجزی کی صورت میں کسی چیز کو بلند کرے اور اس پر سجدہ کرے یا اشارے سے کام لے۔ سجدہ میں جا کر اطمینان کا سانس لینا اور ان الفاظ میں ایک مرتبہ تسبیح کا پڑھنا واجب ہے۔ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَىٰ وَبِحَمْدِهٖ۔ میں اپنے بلند رب کی پاکی بیان کرتا ہوں۔ اور اسی کی حمد کرتا ہوں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَىٰ۔ میں اپنے بلند رب کی پاکی بیان کرتا ہوں۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْأَعْلَىٰ وَبِحَمْدِهٖ۔ میں بلند اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں اور اس کی حمد بیان کرتا ہوں یا صرف لفظ اَللّٰه پڑھے یا سُبْحَانَ اللّٰهِ پڑھے۔ میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں۔ سجدے سے بیٹھنے کی حد تک سر کو اٹھانا۔ سر اٹھاتے وقت اَللّٰهُ اَكْبَرُ کا کہنا۔ اس خفیف سے وقفے میں اطمینان کا سانس لینا دوسرے سجدے کے لئے جھکتے وقت اَللّٰهُ اَكْبَرُ کا کہنا۔ پہلے سجدے کی مانند اطمینان کا سانس لینا۔ ایک مرتبہ تسبیح کا پڑھنا اور سجدے سے سر اٹھاتے وقت اللہ اکبر کہنا واجب ہیں۔

سجدے کی سنتیں:۔

ناک کو زمین پر رکھنا۔ رکوع کی مانند تسبیح کا زیادہ پڑھنا۔ دونوں سجدوں میں دعا کا پڑھنا۔ دعا کے الفاظ یہ ہیں۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ الخ پروردگار میں صرف تیرے لئے سجدہ کرتا ہوں۔ صرف تیری تابعداری میں سر تسلیم خم کرتا ہوں۔ صرف تجھ پر ایمان رکھتا ہوں۔ میرے چہرے نے

اس ذات کے لئے سجدہ کیا جس نے اُسے پیدا کیا۔ اُس کی شکل بنائی اُس کے کان اور آنکھیں بنائیں۔ سب سے اچھا خالق اللہ با برکت ہستی ہے۔ دونوں سجدوں کے درمیان دُعا پڑھے۔ دُعا کے الفاظ یہ ہیں۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَ ارْحَمْنِيْ الخ پروردگار، تو مجھے بخش دے۔ مجھ پر رحم فرما۔ مجھے سیدھی راہ پر لگا دے۔ مجھے عافیّت دے اور مجھے مُعاف فرما چاہے تو اس کے علاوہ اِس جیسی کوئی اور دُعا پڑھے۔ مردوں کے حق میں کہنیوں کو پہلوؤں سے اور پیٹ کو رانوں سے دُور رکھنا اور عورتوں کے حق میں ملا کر رکھنا سُنّت ہے۔ سجدہ کرنے کی حالت میں ہاتھوں کو کھول کر اُنگلیاں کھُلی نہ ہوں۔ کانوں کے برابر رکھنا۔ دوسرے سجدے کے بعد تھوڑا سا بیٹھنا، دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہونے کا اِرادہ کرے تو ہاتھوں پر ٹیک لگانا اور زمین سے گھٹنوں کو ہاتھوں سے پہلے اُٹھانا۔ کیونکہ یہ حالت انکساری اور عاجزی کے زیادہ قریب ہے۔

وَمِنْهَا الْقُعُوْدُ لِلتَّشَهُّدِ وَهُوَ مِنَ الْاَرْكَانِ الْعِظَامِ الْوَاجِبَةِ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ مَرَّةً وَّفِي الزَّائِدِ عَلَيْهِمَا مَرَّتَيْنِ وَ يَجِبُ فِيْهِ الشَّهَادَةُ بِوَحْدَانِيَّةِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ الشَّهَادَةُ بِرِسَالَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَ الصَّلٰوةُ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَ الصَّلٰوةُ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَ اَكْمَلُ الصِّيَغِ فِيْهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَيَجُوْزُ اِعَادَةُ حَرْفِ الْجَرِّ فِي الصَّلٰوةِ عَلٰى اٰلِهٖ وَ سُنَنُهٗ اَنْ يَّتَلَبَّسَ رِجْلَيْهِ لِجُلُوْسِ الْمُتَادِّبِيْنَ اِمَّا مُفْتَرِشًا وَاِمَّا مُتَوَرِّكًا كَيْفَ اتَّفَقَ وَاَنْ يُّلْحِقَ بِالشَّهَادَتَيْنِ وَ الصَّلٰوتَيْنِ مِنَ الدُّعَاءِ وَ الْحَمْدِ وَ الثَّنَاءِ مَا شَاءَ اِمَّا بِهٰذَا بِسْمِ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى كُلُّهَا لِلّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَ تَقَبَّلْ شَفَاعَتَهٗ فِيْ اُمَّتِهٖ وَارْفَعْ

دَرَجَتَهُ وَ قُرْبَ وَسِيلَتَهُ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ وَلَوْ أَلْحَقَ بِهِ طَلَبَ الْمَغْفِرَةِ
لَهُ وَلِوَالِدَيْهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ جَازَ كَمَا يَقُولُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدَيْنَا
وَلِجَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَارْحَمْنِي
وَارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا وَأَمَّا بِهٰذِهِ الصِّيغَةِ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالتَّحِيَّاتُ
الْمُبَارَكَاتُ الطَّيِّبَاتُ الزَّاكِيَاتُ سَلَامٌ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ
وَبَرَكَاتُهُ سَلَامٌ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا
اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ
مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَسَلَّمْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى
آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ وَأَمَّا بِصِيغَةٍ أُخْرَى تَتَقَارَبُ إِلَى هٰذِهِ
الصِّيَغِ وَمَنْ عَجَزَ عَنْ هٰذِهِ الصِّيَغِ يَجُوزُ لَهُ التَّرْجَمَةُ بِأَيِّ لِسَانٍ شَاءَ۔

ترجمہ:۔ تشہد کے لئے بیٹھنے کا مسئلہ

تشہد کے لئے بیٹھنا نماز کے بڑے بڑے ارکان میں سے ہے جو ہر دو رکعتوں میں ایک مرتبہ اور دو سے زائد رکعتوں میں دو مرتبہ واجب ہے۔ تشہد پڑھنے کی صورت میں خداوند عالم کی یکتائی کی شہادت۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی شہادت، محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور آل محمدؐ پر درود واجب ہیں۔ اسی صورت کے لئے کامل ترین الفاظ یہ ہیں۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الخ میں گواہی دیتا ہوں کہ اکیلے خدا کے سوا کوئی بھی پرستش کے لائق نہیں اس کا کوئی شریک نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔ پروردگار تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آلِ محمد پر اپنی رحمت نازل کر۔ آل محمد پر درود پڑھنے کی صورت میں لفظ آلِ محمد پر حرف جر کا دوبارہ ذکر کرنا جائز ہے (یعنی اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ)

تشہد کے لئے بیٹھنے کی سنتیں:۔

باادب بیٹھنے والوں کی مانند پیروں کو دوتہ کرنا چاہیے بچھا کر رکھے یا تورک کی حالت

میں سے جیسی صورت راس آئے کرے۔ دونوں شہادتوں اور دونوں دُرودوں کے ساتھ دُعا اور حمد و ثنائے الٰہی میں سے جو چاہے شامل کرنا۔ یا تو تشہد ان الفاظ میں پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الخ شروع کرتا کے نام سے ہے۔ سب تعریفیں خدا کے لئے ہیں۔ اچھے اچھے نام خدا کے لئے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اکیلے لاشریک خدا کے سوا کوئی بھی پرستش کے لائق نہیں۔ نیز گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کا بندہ اور اُس کا وہ رسول ہے جس کو اُس نے قیامت برپا ہونے سے پہلے حق کے ساتھ خوشخبری دینے والا اور عذاب سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔ پروردگار تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آلِ محمد پر اپنی رحمت نازل کر۔ اُمت کے لئے اُن کی شفاعت قبول فرما۔ اُن کا وسیلہ نزدیک کر دے۔ اور اُن کا درجہ بلند فرما۔ بے شک تو لائق حمد بزرگی والا ہے۔ اگر نمازی تشہد کے ساتھ اپنے لئے اپنے والدین کے لئے اور تمام مومنوں کے لئے مغفرت مانگنے کی دُعا شامل کرے تو جائز ہے مثلاً وہ کہے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدَیْنَا الخ پروردگار ہم کو بخش دے ہمارے والدین کو بخش دے۔ تمام مومن اور مومنہ عورتوں کو نیز تمام مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بخش دے۔ مجھ پر رحم فرما اور میرے والدین پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے کمسنی میں میری پرورش کی یا تشہد ان الفاظ میں پڑھے۔ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ تمام بابرکت۔ پاک ستھری عبادتیں خدا کے لئے ہیں۔ اے نبیؐ تجھ پر سلامتی۔ خدا کی رحمت اور اس کی برکتیں رہے۔ ہم پر اور خدا کے نیک بندوں پر سلامتی رہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی بھی پرستش کے لائق نہیں۔ نیز گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے رسول ہیں۔ پروردگار تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آلِ محمد پر اپنی رحمت برکت اور سلامتی نازل کر جیسا کہ تو نے ابراہیمؑ پر رحمت و برکت اور سلامتی نازل کی بیشک تو لائق حمد بزرگ ہستی ہے۔ اس کے علاوہ ان الفاظ کے ہم معنی دیگر الفاظ تشہد میں پڑھے تو روا ہے جو شخص ان الفاظ کی ادائیگی سے عاجز آ جائے تو اُس کے لئے جس زبان میں چاہے ترجمہ پڑھنا جائز ہے۔

وَ مِنْهَا السَّلَامُ وَهُوَ مِنَ الْاَرْكَانِ الْعِظَامِ الْوَاجِبَةِ مَرَّةً فِي اخْتِتَامِ الصَّلٰوةِ وَالْخُرُوجِ عَنْهَا وَ اَكْمَلُ الصِّيَغِ فِيْهِ اَنْ يَّقُوْلَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ مُلْتَفِتًا اِلَى الْيَمِيْنِ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ مُلْتَفِتًا اِلَى الْيَسَارِ وَ لَوْ قَالَ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ وَ سَلَامٌ عَلَيْنَا بِغَيْرِ الْاَلِفِ وَ اللَّامِ جَازَ وَ لَوِ اكْتَفٰى بِوَاحِدَةٍ مِّنْ هَاتَيْنِ الصِّيْغَتَيْنِ يَمِيْنًا وَ يَسَارًا اَجَازَ وَ مِنْهَا

التَّرْتِيبُ فِي الأَرْكَانِ الْمَذْكُورَةِ وَسُنَّةُ التَّكْرَارِ وَفِي الْجَمَاعَةِ آكَدُ وَالتَّرْتِيبُ فِي تَقْدِيمِ الْيَمِينِ عَلَى الْيَسَارِ وَالأَدَبُ فِيهِ أَنْ لَا يُفْرِطَ وَلَا يُفَرِّطَ فِي الِالْتِفَاتِ كَالْجُهَّالِ وَيُرَاعِيَ فِيهِ حَدَّ الِاعْتِدَالِ فَيَنْبَغِي أَنْ لَا يَكُونَ مُقْمَحًا كَالْمَغْلُولِ وَلَا يَلْتَفِتُ عُنُقَهُ فَيَتَوَجَّعُ كَالْمَعْلُولِ۔

ترجمہ : سلام پھیرنے کا مسئلہ

سلام نماز کے بڑے ارکان میں سے ہے جو نماز کے اختتام پذیر ہونے اور نماز سے نکلنے کی صورت میں ایک مرتبہ واجب ہے۔ سلام کے لئے کامل ترین الفاظ یہ ہیں کہ دائیں طرف کو متوجہ ہو کر کہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ الخ تم پر سلامتی، خدا کی رحمت اور اس کی برکتیں رہے۔ بائیں طرف متوجہ ہو کر کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا الخ کہ ہم پر اور خدا کے تمام نیک بندوں پر سلامتی رہے۔ اگر دائیں اور بائیں دونوں طرف کو متوجہ ہوتے ہوئے اِن دونوں صیغوں میں سے کسی ایک صیغے کے پڑھنے پر اکتفا کرے تو جائز ہے۔

ترتیب کا لحاظ رکھنا نماز کے مذکورہ ارکان کی بجا آوری کی صورت میں واجب ہے۔ سلام پھیرنے کی صورت میں مکرر کہنا سنت ہے۔ جماعت کی صورت میں اس کی زیادہ تاکید ہے۔ سلام پھیرنے کی صورت میں دائیں طرف کو بائیں پر مقدم کرنا سنت ہے۔ ادب سلام یہ ہے کہ دائیں اور بائیں کو متوجہ ہونے میں جاہلوں کی مانند نہ زیادتی کرے اور نہ کمی بلکہ اس میں اعتدال کو ملحوظ رکھے۔ چنانچہ مناسب ہے کہ نمازی سلام پھیرتے وقت نہ تو طوقِ گردن کے گنہگار آدمی کی طرح سر کو اوپر کئے ہوئے بن جائے اور نہ گردن کو اس طرح موڑ دے کہ بیمار آدمی کی مانند درد پیدا ہو جائے۔

وَالتَّعْقِيبُ سُنَّةٌ شَرِيفَةٌ مَوْرُوثَةٌ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَتْرُكُهَا إِلَّا الصَّالِحُونَ وَأَقَلُّهُ أَنْ يُسَبِّحَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَيَحْمَدَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَيُكَبِّرَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَلَا حَصْرَ لِأَكْثَرِهِ فِي عَقِيبِ كُلٍّ مِنَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ وَكَانَ فِي الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ أَشَدَّ تَأْكِيدًا۔

نماز کے بعد تعقیبات کا مسئلہ

تعقیب کا پڑھنا ایک ایسی شریف سنّت ہے جو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے چلی آتی ہے۔ صرف نیک بندے ہی اس شریف سنّت کے وارث ہوسکتے ہیں۔ کم از کم تعقیب تینتیس مرتبہ سُبحانَ اللّٰہ کا پڑھنا۔ تینتیس مرتبہ اَلحمدُ لِلّٰہ کا پڑھنا اور تینتیس مرتبہ اَللّٰہُ اَکبَر کا پڑھنا ہے۔ پانچوں فرض نمازوں میں سے ہر ایک نماز کے بعد اس کے زیادہ پڑھنے کے لئے کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ صبح اور عصر کی نمازوں کے بعد تعقیب کا پڑھنا زیادہ تاکیدی حکم رکھتا ہے۔

أمّا مُبطلاتُ الصّلوٰةِ فمِنها نواقِضُ الطّهارتَينِ كلُّها وإن كانَ سهوًا أو تعمّدًا والإلتفاتُ إلى ما وراءَهُ والنّطقُ بحرفٍ مفهومٍ أو حرفَينِ فصاعدًا إن فهِمَ وإن لم يفهم ممّا ليسَ مِنَ القرآنِ والأدعيةِ والفعلُ الكثيرُ الخارجُ مِن أفعالِ الصّلوٰةِ كثلاثِ خطواتٍ أو ضرباتٍ أو حركاتٍ متوالياتٍ والوثبةُ الفاحشةُ ولو كانت واحدةً والقهقهةُ والبكاءُ إن لم يكونا من غلبةِ ذوقِ الشّرابِ الطّهورِ في جنابِهِ أو سطوةِ شوقِ مشاهدةِ النّورِ من تجلّياتِهِ وتركُ ركنٍ عمدًا أو زيادةُ ركنٍ عمدًا أو تركُ التّرتيبِ عمدًا والأكلُ والشّربُ أمّا ما بقيَ في فيهِ مِنَ الأطعمةِ الملموجةِ فيستوخي بالتّدريجِ ويبتلعُ في أثناءِ الصّلوٰةِ فمغفورٌ وكلُّ ما نهى عنهُ أو أمرَ بهِ فيما لو فعلَهُ أو تركَهُ عمدًا بطلت صلوتُهُ أو سهوًا فوجبَ فيهِ التّداركُ وسجدتا السّهوِ بعدَ التّشهّدِ وهما واجبتانِ في سهوِ الواجباتِ وسنّتانِ في سهوِ المسنوناتِ ويجوزُ أداءُهما قبلَ السّلامِ وبعدَ السّلامِ والأولى في سهوِ الواجباتِ قبلَ السّلامِ وفي سهوِ المسنوناتِ بعدَ السّلامِ فلو وقعتا قبلَ السّلامِ ينبغي أن يكبّرَ ويسجدَ سجدتَينِ كما في الصّلوٰةِ مع قعدةٍ بينهما والطّمانينةُ فيهما والتّسبيحُ والدّعاءُ فيهما كما في سجودِ الصّلوٰةِ

وَلَوْ وَقَعَتَا بَعْدَ السَّلَامِ فَيَزِيْدُ بِاَنْ يَّنْوِيَ وَيَرْفَعَ يَدَيْهِ مَعَ التَّكْبِيْرِ وَ يَتَشَهَّدَ خَفِيْفًا وَّيُسَلِّمَ ثَانِيًا ۝

ترجمہ:۔ نماز کو باطل کرنے والی چیزیں

(۱) بھول چوک اور جان بوجھ کر دونوں صورتوں میں وضو اور غسل توڑنے والی تمام چیزیں نماز کو باطل کر دیتی ہیں (۲) اپنے آگے پیچھے کو مڑ کر دیکھنا (۳) ایک قابل فہم حرف سے بات کرنا یا ایسے دو حرفوں اور دو سے زیادہ حرفوں سے بات کرنا بیا ہے وہ قابل فہم ہوں یا نہ ہوں اور وہ قرآن اور دعاؤں میں سے نہ ہوں (۴) ایسا عمل کثیر جو افعالِ نماز سے باہر ہوں مثلاً تین قدم چلنا۔ تین ضربیں لگانا یا پے در پے کئی حرکتیں کرنا (۵) بُری طرح سے کُودنا اگرچہ ایک ہی مرتبہ کیوں نہ ہو (۶) قہقہہ مار کر ہنسنا اور رونا بشرطیکہ یہ دونوں فعل نمازی کے دل میں پاک شراب کی لذّت کے غالب آنے کی بنا پر تجلیاتِ الٰہی کے نُور دیکھنے کے شوق کے غلبے کی وجہ سے ہوں (۷) ایک رُکن کو جان بوجھ کر چھوڑ دینا (۸) کسی رُکن کا جان بوجھ کر اضافہ کرنا (۹) جان بوجھ کر ترتیب کا چھوڑ دینا (۱۰) کھانا پینا لیکن چباتے ہوئے کھانوں میں سے کوئی ریزہ منہ میں رہ جائے۔ آہستہ آہستہ وہ نرم پڑ جائے اور نماز کی ادائیگی کے دوران اُسے نگل جائے تو یہ صورت معاف ہے۔ نماز کی کسی بھی ممنوع چیز کو کر بیٹھے یا کسی مامور چیز کو جان بوجھ کر چھوڑ دے تو اُس کی نماز باطل ہو جاتی ہے۔ بھول چوک کی صورت میں چھوڑ دے تو اُس کی تلافی کرنا اور تشہد کے بعد سہو کے دو سجدوں کا بجا لانا واجب ہے۔ یہ دونوں سجدے نماز کے واجب افعال کے سہو کی صورت میں واجب اور مسنون افعال کے سہو کی صورت میں سُنّت ہیں۔ اِن دونوں سجدوں کی ادائیگی سلام پھیرنے سے پہلے اور مسنون افعال کے سہو کی صورت میں سلام پھیرنے کے بعد بہتر ہے۔ اگر سہو کے دونوں سجدے سلام پھیرنے سے پہلے وقوع پذیر ہو جائے تو مناسب ہے کہ تکبیر کہے پھر نماز کی مانند دو سجدے بجا لائے دونوں سجدوں کے درمیان مختصر سا وقفہ ہو۔ دونوں سجدوں میں اطمینان کا سانس لینا اور سجدہ نماز کی مانند ان دونوں سجدوں میں تسبیح اور دُعا کا پڑھنا چاہیئے اگر سہو کے دونوں سجدے سلام پھیرنے کے بعد وقوع پذیر ہو جائے تو مزید یہ افعال

بجالائے۔ نیت کرے۔ تکبیر کے ساتھ ہاتھوں کو اٹھائے خفیف سا تشہد پڑھے اور دوسرا سلام پھیر دے۔

اَمَّا مَکْرُوْهَاتُ الصَّلٰوةِ فَمِنْهَا الْاِلْتِفَاتُ يَمِيْنًا وَّيَسَارًا وَنَفْخُ مَوْضِعِ السُّجُوْدِ وَالْعَبَثُ وَالْفَرْقَعَةُ وَعَقْصُ الشَّعْرِ وَتَنْقِيَةُ الْاَنْفِ وَالْبُصَاقُ اَوْ حَبْسُهٗ فِيْ فِيْهِ وَالتَّنَحْنُحُ وَاِغْمَاضُ الْعَيْنَيْنِ لَوْ تَمَادٰى وَلُبْسُ الْخُفِّ الضَّيِّقِ وَالتَّمَطِّيْ وَمُدَافَعَةُ الْاَخْبَثَيْنِ وَالتَّاَوُّهُ اِنْ لَّمْ يَكُنْ مِّنْ حَرَارَةِ نِيْرَانِ الْمَحَبَّةِ الْاِلٰهِيَّةِ اَمَّا تَشْمِيْتُ الْعَاطِسِ وَرَدُّ السَّلَامِ وَالدُّعَاءُ فِيْ غَيْرِ الْمُنْتَهٰى عَنْهُ لَا يَخْلُوْ مِنْ كَرَاهَةٍ وَلَا يُبْطِلُ الصَّلٰوةَ وَيَحْرُمُ قَطْعُ الصَّلٰوةِ بِغَيْرِ ضَرُوْرَةٍ عَظِيْمَةٍ وَيَجِبُ لِدَفْعِ الْمَضَرَّةِ مِنْ نَفْسِهٖ اَوْ مِنْ غَيْرِهٖ كَتَخْلِيْصِ اِنْسَانٍ اَوْ حَيَوَانٍ مُّحْتَرَمٍ مِّنَ الْهَلَاكِ بِغَرَقٍ اَوِ احْتِرَاقٍ اَوْ سَبُعٍ اَوْ عَدُوٍّ وَّغَيْرِهٖ غَافِلٌ عَنْهَا وَهُوَ مُطَّلِعٌ عَلَيْهَا وَلَا يَسَعُ التَّاخِيْرُ وَيَسْتَوِيْ فِيْهِ ضَيْقُ الْوَقْتِ وَسَعَتُهٗ لِلصَّلٰوةِ وَيَجُوْزُ لِقَضَاءِ الدَّيْنِ وَرَدِّ الْمَظَالِمِ وَالْوَدَائِعِ مَعَ سَعَةِ الْوَقْتِ وَلَوْ عَدَّ رَكَعَاتِهٖ بِالْحَصٰى اَوْ بِعَقْدِ الْاَصَابِعِ اَوْ بِالْخَطِّ عَلَى الْاَرْضِ اَوْ عَلَى الْجِدَارِ اَوْ سَوّٰى عِمَامَتَهٗ وَلَوْ بِثَلَاثِ عَقْدَاتٍ اَوْ دَفَعَ مَا يَشْغَلُهٗ بِغَيْرِ كَثِيْرٍ لَا بَاْسَ بِهٖ۔

ترجمہ:۔ نماز کی حالت میں مکروہ چیزیں

(۱) دائیں یا بائیں کو متوجہ ہونا (۲) سجدہ گاہ کو پھونک مارنا (۳) داڑھی سے کھیلنا (۴) انگلیاں چٹخانا (۵) بال کا گچھا بنانا (۶) ناک صاف کرنا (۷) تھوکنا یا اُسے منہ میں روک کے رکھنا (۸) کھنکارنا (۹) آنکھوں کو دیر تک بند رکھنا (۱۰) تنگ موزہ پہننا (۱۱) انگڑائی لینا (۱۲) بول و براز کی حاجت کے ہوتے ہوئے اُسے روک کر نماز میں لگ جانا (۱۳) آہ آہ کرنا بشرطیکہ یہ آہ محبت الٰہی کی آگ میں جلنے کی وجہ سے نہ ہو لیکن چھینکنے والے کو دُعا دینا، سلام کا جواب دینا اور غیر ممنوع موقع میں

ہیں دُعا کرنا کسی حد تک مکروہ ہونے سے خالی نہیں اور یہ چیزیں نماز کو باطل نہیں کرتی ہیں۔ کسی بڑی ضرورت کے پڑے بغیر نماز کو توڑ دینا حرام ہے۔ اپنے کو پیش آمدہ یا دوسرے کو درپیش ضرر کو دور کرنے کی خاطر قطع نماز واجب ہے مثلاً کسی آدمی یا عزیز جانور کو ڈوبنے کی وجہ سے یا جلنے کی وجہ سے یا درندے سے یا کسی دشمن کے ہاتھ ہلاک ہونے سے چھڑا دینا جبکہ دوسرا ان حالات سے غافل ہو اور نمازی کو پتہ چل جائے اور اسی کام میں دیر کی گنجائش نہ ہو۔ اس قسم کی صورت حال پیش آنے پر نماز کے لئے وقت کی تنگی اور فراخی دونوں برابر ہیں۔ وقت کی فراخی کے باوجود قرض کی ادائیگی کے لئے نیز ظلم سے حاصل کی ہوئی چیزوں اور امانتوں کی واپسی کے لئے نماز کا توڑ دینا جائز ہے۔ اگر نمازی کنکریوں کے ذریعے۔ اُنگلیوں کی گرہ بندی کے ذریعہ زمین یا دیوار پر لکیر کھینچنے کی صورت میں رکعتوں کو شمار کرے یا پگڑی کو درست کرے اگرچہ تین بندھنوں سے کیوں نہ ہو یا توجہ ہٹانے والی کسی چیز کو عمل کثیر کے بغیر دُور کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

أَمَّا السَّهْوُ وَلَوْ تَرَكَ وَاجِبًا مَتَى يَذْكُرُ فِي الصَّلٰوةِ يَجُوْزُ أَنْ يَرْجِعَ إِلَيْهِ وَيَتَدَارَكَهُ وَمِنْهُ عَلَى التَّرْتِيْبِ يُتِمَّ صَلٰوتَهُ وَيَسْجُدَ لِلسَّهْوِ وَلَوْ أَدَّى وَاجِبًا فَيَذْكُرُ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ إِلَّا أَنْ يَسْجُدَ لِلسَّهْوِ وَلَوْ سَهَىٰ عَنْ عَدَدِ الرَّكَعَاتِ إِنْ يَذْكُرْ فِي صَلٰوتِهٖ فَعَلَيْهِ أَنْ يُحَاسِبَ مَا تَيَقَّنَ بِهٖ وَيُتِمَّهَا وَيَسْجُدَ لِلسَّهْوِ وَفِي سَهْوِ السُّنَنِ زِيَادَةً أَوْ نُقْصَانًا إِنْ سَجَدَ فَمُسْتَحَبٌّ وَإِنْ لَمْ يَسْجُدْ فَلَا بَأْسَ بِهٖ وَلَوْ سَهَىٰ فِي السَّهْوِ فَلَا حَاجَةَ إِلَى تَلَافِيْهِ وَمَنْ كَثُرَ سَهْوُهُ كَذٰلِكَ وَأَحْسَنُ الْوُجُوْهِ إِنِ اخْتَلَّتْ صَلٰوتُهُ الْوَاجِبَةُ بِخَلَلٍ مَّا أَنْ تُعِيْدَهَا صَحِيْحَةً وَيُحَاسِبَ صَلٰوتَهَا الْمُخْتَلَّةَ بِالنَّوَافِلِ الرَّاتِبَةِ وَفِيْ هَالْآنَ أَكْثَرُ الْمُصَلِّيْنَ يَتَشَبَّثُوْنَ بِالنَّوَافِلِ فَلَا كُلْفَةَ عَلَيْهِمْ بِإِعَادَةِ صَلٰوةٍ أَكْثَرُهَا أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ وَفِي بَدَاءِ الْإِسْلَامِ لَيْسَ كَذٰلِكَ قَالَ الرَّسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ يُوَاسِيْهِمْ لِئَلَّا يَنْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِهٖ فَأَمَّا فِيْ زَمَانِنَا هٰذَا لِقُوَّةِ إِسْلَامِهِمْ يَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ تَرْقِيْعِ مُدَّةِ عُمْرِ الصَّلٰوةِ بِالرَّكَعَاتِ السَّهْوِيَّةِ وَكَثْرَةُ

الاِسْتِیْنَافِ اَسْهَلُ مِنْ هٰذِهِ الْحِیَلِ۔

ترجمہ:۔ **نماز میں سہو ہونے کا مسئلہ:**

اگر بھولے سے کسی واجب فعل کو چھوڑ دے تو جب بھی نماز میں یاد آجائے تو اُس فعل کی طرف لوٹنا اور اُس کی تلافی کرنا جائز ہے اور اُسی فعل سے شروع کر کے ترتیب کے مطابق نماز کو پورا کرے اور سجدہ سہو بجالائے۔ اگر نماز میں کسی واجب فعل کا اضافہ کرے پھر وہ یاد پڑے تو سجدہ سہو کے بجالانے کے سوا نمازی کے ذمّے کوئی چیز لازم نہیں۔ اگر رکعتوں کی تعداد کے بارے میں سہو ہو جائے اور نماز کی حالت میں اُسے یاد آجائے تو اُس کے ذمے پر یقینی حالت کا حساب کرنا نماز کو پورا کرنا اور سجدۂ سہو کو بجالانا لازمی ہے۔ سنتوں میں اضافہ یا کمی کی صورت میں سہو ہونے پر اگر سجدہ سہو بجالائے تو سُنّت ہے اگر سجدہ سہو بجا نہ لائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اگر کسی کو سہو ہونے میں سہو ہو جائے تو ایسی صورت میں اُس کی تلافی کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور جو شخص کثرتِ سہو کا شکار ہو اُس کا بھی یہی حکم ہے۔ کسی فعل کے چُھٹنے کی بنا پر اگر کسی کی واجب نماز مجروح ہو جائے تو اُس فعل والی نماز کو صحیح طور پر دوبارہ بجالانا اور اُسے روزانہ پڑھی جانے والی نوافل میں شمار کرنا سب سے بہتر طریقہ ہے کیونکہ بہت سے نمازی لوگ ثابت قدمی کے ساتھ نوافل کی ادائیگی میں لگے رہتے ہیں۔ چنانچہ اُن کے لئے زیادہ سے زیادہ چار رکعتوں والی نماز کے دوبارہ پڑھنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی۔ اسلام کے ابتدائی دَور میں معاملہ ایسا نہیں تھا۔ چنانچہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانان کے ساتھ انتہائی ہمدردی سے پیش آتے تھے تاکہ وہ الگ تتر بتر نہ ہو جائیں۔ ہمارے موجودہ دَور میں مسلمانوں کی اسلامی قوت کو دیکھ کر وہ لوگ سہو کے ٹکڑوں کے ذریعہ سے جائے نماز کی پیوند کاری پر تعجب کا اظہار کریں گے۔ نمازوں کا زیادہ تر ازسرِنو پڑھنے پر ثابت قدم رہنا ان حیلوں کی نسبت زیادہ آسان ہے۔

وَكَانَ وَرَاءَ سُجُوْدٍ فِي السَّهْوِ سَجْدَتَانِ سَجْدَةُ التِّلَاوَةِ وَسَجْدَةُ الشُّكْرِ أَمَّا سَجْدَةُ التِّلَاوَةِ فَسَجْدَةٌ وَاحِدَةٌ وَلَهَا النِّيَّةُ وَالتَّكْبِيْرُ وَرَفْعُ الْيَدَيْنِ مَعَهُ وَالتَّسْبِيْحُ وَالدُّعَاءُ فِيْهَا وَالتَّكْبِيْرُ عِنْدَ الرَّفْعِ مِنْهَا وَالسَّلَامُ فَهِيَ وَاجِبَةٌ فِيْ صِيَغِ الْأَمْرِ بِالسُّجُوْدِ دُوْنَ الرُّكُوْعِ كَمَا فِيْ سُوْرَةِ حٰمٓ السَّجْدَةِ

وَفِيْ سُوْرَةِ النَّجْمِ وَفِيْ سُوْرَةِ الْعَلَقِ اَوْ مَا فِيْ مَعْنَى الْاَمْرِ كَمَا فِيْ سُوْرَةِ آلٓمّٓ السَّجْدَةِ وَمُسْتَحَبَّةٌ فِيْ صِيَغِ الْاِخْبَارِ مِنَ السَّاجِدِيْنَ كَمَا فِيْ سُوْرَةِ الْاَعْرَافِ وَسُوْرَةِ النَّحْلِ وَسُوْرَةِ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَسُوْرَةِ مَرْيَمَ وَفِيْ مَوْضِعَيْنِ مِنْ سُوْرَةِ الْحَجِّ وَسُوْرَةِ الْفُرْقَانِ وَسُوْرَةِ النَّمْلِ وَسُوْرَةِ صٓ وَسُوْرَةِ الْاِنْشِقَاقِ وَاَمَّا سَجْدَةُ الشُّكْرِ فَسَجْدَةٌ وَاحِدَةٌ مُجَرَّدَةٌ عَنِ التَّكْبِيْرِ وَرَفْعِ الْيَدَيْنِ وَغَيْرِهِمَا وَهِيَ اِمَّا لِشُكْرِ نِعْمَةٍ تَصِلُ اِلَيْهِ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ اَوْ لِدَفْعِ بَلِيَّةٍ مِّنْهَا يَجْتَنِبُ فَيَقُوْلُ مَا يَشَاءُ مِنَ الشُّكْرِ وَالدُّعَاءِ كَمَا يَلِيْقُ بِحَالِهِ اَوْ وَرَدَ فِيْ مَقَالِهِ۔

سجدہ تلاوت اور سجدہ شکر کا مسئلہ:۔

سہو کے دو سجدوں کے علاوہ دو اور سجدے ہیں۔ سجدہ تلاوت اور سجدہ شکر۔ سجدہ تلاوت صرف ایک ہی سجدہ کا نام ہے۔ جس میں یہ چیزیں ہیں۔ (۱) نیت کرنا (۲) تکبیر پڑھنا (۳) تکبیر کے ساتھ ہاتھوں کا اٹھانا (۴) سجدے میں تسبیح اور دعا کا پڑھنا (۵) سجدے سے سر اٹھاتے وقت تکبیر کا پڑھنا (۶) سلام پھیر دینا۔ سجدہ تلاوت رکوع کے لئے نہیں بلکہ سجدہ کرنے کے لئے آئے ہوئے امر کے صیغوں کی تلاوت کی صورت میں واجب ہے جیسا کہ سورۃ حٰمٓ السجدہ۔ سورہ والنجم اور سورۃ علق میں ہیں۔ سجدہ تلاوت یا تو ان صیغوں کی تلاوت کی صورت میں بھی واجب ہے جو امر کے معنی میں ہیں جیسا کہ سورہ الٓمّٓ السجدہ میں ہے۔ سجدہ کرنے والوں کے احوال کو بیان کرنے کے لئے آئے ہوئے صیغوں کی تلاوت کی صورت میں سجدہ تلاوت سنت ہے۔ جیسا کہ سورہ اعراف۔ سورۃ رعد۔ سورہ نحل، سورہ بنی اسرائیل۔ سورہ مریم۔ سورہ حج کے دو مقامات۔ سورہ فرقان۔ سورہ نمل، سورہ صٓ اور سورہ انشقاق میں ہیں۔

سجدہ شکر صرف ایک ایسے سجدہ کا نام ہے۔ جو تکبیر کے پڑھنے اور ہاتھوں کے اٹھانے وغیرہ سے خالی ہے۔ اس سجدہ کی بجا آوری کسی بے گمان طریقے سے ملنے والی نعمت کا شکریہ ادا کرنے کی غرض سے یا کسی قابل پرہیز بلائے ناگہانی کو دور کرنے کی صورت میں ہوتی ہے۔ چنانچہ اس سجدہ میں جا کر اپنے لائق حال

یا زبان پر آئے ہوئے کلمات کے مطابق شکر اور دعائے خیر میں سے جو چاہے دُہرے۔

اَمَّا الصَّلَوَاتُ الْمَسْنُوْنَةُ الرَّوَاتِبَةُ فَكَانَتْ لِلصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ
الْوَاجِبَةِ وَ بَعْدَ طُلُوْعِ الصُّبْحِ الصَّادِقِ وَ لَوْ وَقَعَتَا قَبْلَ الصُّبْحِ الصَّادِقِ
لَا بَاسَ بِهٖ وَ لِلظُّهْرِ اَكْثَرُهَا ثَمَانُ رَكْعَاتٍ وَ يَجُوْزُ تَقْدِيْمُهَا عَلَى الْوَاجِبَةِ
وَ تَاْخِيْرُهَا مِنْهَا وَ تَقْدِيْمُ بَعْضِهَا وَ تَاْخِيْرُ بَعْضِهَا وَ لِلْعَصْرِ مِثْلُهَا
وَ الْاَرْبَعُ اٰكَدُ وَ لَا يَجُوْزُ تَاْخِيْرُهَا مِنَ الْوَاجِبَةِ وَ لِلْمَغْرِبِ اَرْبَعًا
وَ لِلْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ رَكْعَتَيْنِ وَ بَعْدَهُمَا الْوِتْرُ وَ الشَّفْعُ وَ التَّهَجُّدُ اِحْدٰى
عَشْرَةَ رَكْعَةً اِلٰى قُبَيْلِ الصُّبْحِ وَ الْاَوْلٰى فِي السُّنَنِ وَ النَّوَافِلِ اَنْ
يُّصَلِّيَ كُلَّ رَكْعَتَيْنِ بِتَسْلِيْمَةٍ اِلَّا اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَ بِالْقِيَامِ اِلَّا
رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ وَ الْوِتْرُ وَاحِدَةٌ وَ الشَّفْعُ رَكْعَتَيْنِ اَوْ ثَلَاثَ
رَكْعَاتٍ بِتَسْلِيْمَةٍ وَ كُلُّهَا الْوِتْرُ وَ بَقِيَ ثَمَانُ التَّهَجُّدِ وَ الْقُنُوْتُ سُنَّةٌ فِي
الرَّكْعَةِ الْاَخِيْرَةِ مِنَ الْوِتْرِ اِنْ شِئْتَ فِيْ جَمِيْعِ السَّنَةِ وَ اِنْ شِئْتَ فِي
النِّصْفِ الْاَخِيْرِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ لِاَنَّهُ اَشَدُّ تَاْكِيْدًا فِيْهِ۔

ترجمہ:۔ روزانہ پڑھی جانے والی سُنّت نمازیں جو سنن راتبہ کہلاتی ہیں۔
سُنّت راتبہ صبح کی دو رکعتیں ہیں جو صبح صادق کے نکل آنے کے بعد فرض نماز سے پہلے پڑھی جاتی ہیں۔ اگر صبح صادق کے نکل آنے سے پہلے یہ دونوں رکعتیں وقوع پذیر ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ سُنّت راتبہ ظہر کی زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعتیں ہیں، ان آٹھ رکعتوں کو ظہر کی فرض نماز سے پہلے بجالانا اور فرض نماز کے بعد بجالانا نیز بعض رکعتوں کو فرض سے پہلے اور بعض رکعتوں کو فرض کے بعد بجالانا یہ سب صورتیں جائز ہیں۔ سنت راتبہ عصر کی ظہر جیسی ہے ان میں چار رکعتیں تاکیدی پہلو رکھتی ہیں۔ عصر کی سنت راتبہ کو عصر کی فرض نماز کے بعد بجالانا جائز نہیں ہے مغرب کی سُنّت راتبہ چار رکعتیں ہیں عشاء کی سُنّت راتبہ دو رکعتیں ہیں عشاء کی ان دو رکعتوں کے بعد وتر شفع اور تہجد کو ملا کر کل گیارہ رکعتیں ہیں۔ جو صبح صادق کے نکلنے سے کچھ پہلے تک پڑھی جا سکتی ہیں۔ فرض ظہر سے پہلے پڑھی جانے والی چار رکعتوں کے سوا سنتوں اور نوافل کی ہر دو رکعتوں کو ایک سلام کے ساتھ بجالانا اور عشاء کے بعد پڑھی جانے والی دو رکعتوں کے سوا سنتوں اور نوافل کو کھڑے ہو کر بجالانا سب سے

بہتر ہے۔ سُنّت راتبہ وتر ایک رکعت ہے اور شفع دو رکعتیں ہیں۔ یا یہ صورت ہے کہ سُنّت راتبہ وتر اور شفع کو ملا کر ایک ہی سلام کے ساتھ تین رکعتیں ہیں۔ جو پوری کی پوری وتر کہلاتی ہیں اور اب نماز تہجد کی آٹھ رکعتیں رہ گئیں۔ وتر کی آخری رکعت میں قنوت پڑھنا سُنّت ہے چاہے تو پورے سال پڑھتا رہے یا رمضان شریف کے دوسرے پندرھواڑے میں پڑھے۔ کیونکہ اس میں قنوت پڑھنا زیادہ تاکیدی پہلو رکھتا ہے۔

وَ اَمَّا نَوَافِلُ الشُّهُوْرِ وَ الْاَيَّامِ وَ اللَّيَالِيْ فِيْ تَمَامِ السَّنَةِ فَكَثِيْرَةٌ اَشْهَرُهَا نَافِلَةُ رَمَضَانَ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ عِشْرُوْنَ رَكْعَةً وَ الْجَمَاعَةُ فِيْهِمَا بِدْعَةٌ يَا لَيْتَ كُلَّ بِدْعَةٍ كَانَتْ مِثْلَهَا فَاِنْ شِئْتَ تُصَلِّيْهَا مُنْفَرِدًا وَ اِنْ شِئْتَ بِالْمُوَافَقَةِ مَعَ الْمُصَلِّيْنَ وَ اِنْ لَمْ تَنْوِ الْاِئْتِمَامَ لَا بَأْسَ بِهِ وَ عَلٰى كُلِّ حَالٍ فِعْلُهَا اَفْضَلُ مِنْ تَرْكِهَا لِاَنَّهَا شِعَارٌ فِي الْاِسْلَامِ وَ تَعْظِيْمٌ لِشَهْرِ الصِّيَامِ وَ فِيْهَا حِكْمَةٌ لِلْعَوَامِّ فِيْ هَضْمِ الطَّعَامِ۔

نافلۂ رمضان کا مسئلہ :۔

پورے سال میں مہینوں، دنوں اور راتوں کی نوافل بہت ہیں اُن میں سب سے زیادہ مشہور نافلۂ رمضان ہے جو ہر رات بیس رکعتوں کی شکل میں پڑھی جاتی ہے۔ اس نافلۂ رمضان کی ادائیگی میں جماعت بدعت ہو سکتی ہے ! اے کاش ہر ایک بدعت اس جیسی ہوتی۔ اگر چاہے تو اسی نافلہ کو اکیلے طور پر ادا کرے۔ چاہے تو نمازیوں کے ساتھ موافقت کی شکل میں ادا کرے۔ چاہے تو نمازیوں کے ساتھ موافقت کی شکل میں ادا کرے۔ اگرچہ جماعت کی نیّت نہ بھی کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بہر صورت اس کی بجا آوری اس کے چھوڑ دینے سے بہتر ہے۔ کیونکہ یہ نافلۂ رمضان اسلام کا ایک امتیازی نشان ہے۔ روزے کے مہینے کی عین تعظیم ہے۔ اور معرکۂ نفس کے غازی بننے والے عوام کے لئے روحانی کھانے کے ہضم ہونے میں اس کی ادائیگی کے اندر ایک بڑی حکمت پنہاں ہے۔

اَمَّا صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ فَهِيَ فَرْضٌ عَلَى الْكِفَايَةِ لِلرِّجَالِ فَفِيْ كُلِّ سَوَادٍ مِّنْ

الْبُلْدَانِ وَالْقُرٰى وَالْاَحْشَامِ وَاَرْبَابِ الْخِيَامِ اِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِمَا اِقَامَةُ الْجَمَاعَةِ كُلُّهُمْ عَصَوْا وَاِنْ اَفْرَطُوْا فِيْ تَرْكِهَا وَجَبَ عَلَى الْاِمَامِ وَسَائِرِ الْحُكَّامِ فِيْ دَارِ الْاِسْلَامِ اَنْ يُّقَاتِلُوْهُمْ فَاِنْ لَمْ يَمْتَنِعُوْا فَيَقْتُلُوْهُمْ وَصَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَزِيْدُ بِفَضَائِلَ كَثِيْرَةٍ عَلٰى صَلٰوةِ الْمُنْفَرِدِ

فَيَجِبُ عَلَى الْمَامُوْمِ اَنْ يَّزِيْدَ فِيْ نِيَّةِ الصَّلٰوةِ الْاِئْتِمَامَ اَوِ الْاِقْتِدَاءَ اَوِ الْجَمَاعَةَ اَوْمَامُوْمًا كَمَا اِذَا صَلَّى الظُّهْرَ يَقْصِدُ هٰذِهِ الصِّيَغَ اُصَلِّيْ فَرْضَ الظُّهْرِ بِالْجَمَاعَةِ اَوْ مَامُوْمًا اَوْ مُقْتَدِيًا اَدَاءً لِوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ وَيَجُوْزُ لِلْاِمَامِ اَنْ يَّقْتَدِيَ فِيْ نِيَّتِهٖ اِمَامًا وَاَنْ لَّا يَقْتَدِيَ وَيَجِبُ اَنْ لَّا يَتَقَدَّمَ عَقِبُ رِجْلِهٖ عَلٰى عَقِبِ رِجْلِ الْاِمَامِ فِي الصَّفِّ بَلْ يَنْبَغِيْ اَنْ يَّتَاَخَّرَ وَلَوْ تَسَاوَيَا لَمْ تَبْطُلِ الْجَمَاعَةُ وَيَجِبُ عَلَى الْمَامُوْمِ اَنْ يُّحِسَّ انْتِقَالَاتِ الْاِمَامِ اَوِ الْمَامُوْمِيْنَ اَوْ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ بِالْبَصَرِ اَوِ السَّمْعِ وَلَوْ كَانَ بَعِيْدًا بِحَيْثُ لَا يُحِسُّ الْاِنْتِقَالَاتِ اَوِ التَّكْبِيْرَاتِ لَمْ تَنْعَقِدِ الْجَمَاعَةُ وَيُسَاوِيْ فِي الْجَمَاعَةِ الْمَسْجِدُ الْجَامِعُ وَسَائِرُ الْمَسَاجِدِ وَالصَّحَارِيْ لِاَنَّ الْاَرْضَ كُلَّهَا مَسْجِدٌ لِّلْمُسْلِمِيْنَ بِخِلَافِ الْمِلَلِ الْمَاضِيَةِ وَيَجِبُ اَنْ يَّكُوْنَ الْاِمَامُ مُوَاظِبًا عَلَى الصَّلٰوةِ صَالِحًا بِالظَّاهِرِ وَلَوْ كَانَ فَاسِقًا فِي الْبَاطِنِ وَلَا يَجُوْزُ الْاِقْتِدَاءُ بِالْفَاسِقِ الظَّاهِرِ فِسْقُهٗ اِلَّا لِمِثْلِهٖ وَكَانَ ذٰلِكَ اَقَلَّ الْمَرَاتِبِ وَالْاَوْلٰى اَنْ يَّكُوْنَ الْاِمَامُ صَالِحًا ظَاهِرًا وَبَاطِنًا وَعَدْلًا وَلَوْ وُجِدَ اِمَامٌ وَرِعٌ فَقِيْهٌ قَارِئٌ فَطُوْبٰى لِمَنْ وَجَدَهٗ وَاِنْ لَّمْ يُوْجَدْ لَا يَجُوْزُ تَرْكُ الْجَمَاعَةِ اِلَّا لِعُذْرٍ كَالْمَرَضِ اَوْ خِدْمَةِ الْمَرِيْضِ بِالضَّرُوْرَةِ اَوِ الْمَطَرِ اَوِ الْوَحْلِ وَالْجَمَاعَةُ بَعِيْدَةٌ لَيْلًا اَوِ الْجُوْعِ وَالْعَطَشِ الشَّدِيْدَيْنِ اَوِ الْحَرِّ وَالْبَرْدِ الشَّدِيْدَيْنِ اَوِ الْخَوْفِ مِنْ عَدُوٍّ وَمَنْ اَكَلَ مُنْتِنًا نِيًّا كَالثُّوْمِ وَالْبَصَلِ وَغَيْرِهِمَا وَلَمْ يَقْدِرْ عَلٰى قَطْعِ رَائِحَتِهٖ بِاَكْلِ مَا يَمْحُوْهَا وَمَنْ لَّهٗ عَرَقٌ مُنْتِنٌ وَلَمْ يَقْطَعْ رَائِحَتَهٗ فَيَحْرُمُ عَلَيْهِ الْحُضُوْرُ بِالْجَمَاعَةِ۔

نمازِ جماعت کا مسئلہ:

نمازِ جماعت مردوں کے لئے یں فرضِ کفایہ ہے۔ شہر۔ دیہات۔ صحرائی باشندے اور خیمے والوں کی ہر ایک بستی جس میں جماعت کا قیام عمل میں نہ لایا جائے تو سب کے سب گنہگار ہوں گے۔ اگر یہ لوگ ترکِ جماعت میں حد سے تجاوز کر جائے تو امام اور اسلامی مملکت کے تمام حکام کے ذمے ان سے جنگ کرنا واجب ہے اگر وہ لوگ ترکِ جماعت سے باز نہ آئے تو اسلامی حکام اُنہیں مار ڈالیں۔ جماعت کی نماز کو اکیلے کی نماز پر بہت سی فضیلتوں میں زیادہ برتری حاصل ہے۔ چنانچہ ماموم کے ذمے نماز کی نیت میں لفظ ائتمام یا اقتدار یا جماعت یا مَامُومًا کا اضافہ کرنا واجب ہے۔ مثلاً کوئی شخص امام کے پیچھے ظہر کی نماز پڑھے تو وہ ان الفاظ میں ظہر کی نیت کرے گا۔ اُصَلِّیْ فَرْضَ الظُّهْرِ بِالْجَمَاعَةِ اَدَاءً لِوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً اِلَی اللّٰهِ یں اللہ کا قُرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے ادا کے طور پر جماعت کے ساتھ ظہر کی فرض نماز پڑھتا ہوں۔ اُصَلِّیْ فَرْضَ الظُّهْرِ مَامُوْمًا اَدَاءً لِوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً اِلَی اللّٰهِ۔ میں اس کا قُرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے ادا کے طور پر مقتدی بن کر ظہر کی فرض نماز پڑھتا ہوں۔ امام کے لئے اپنی نیت میں لفظ اِمَامًا کی قید کا لانا اور نہ لانا دونوں جائز ہیں۔ صف میں ماموم کی ایڑیوں کا امام کی ایڑیوں سے آگے نہ ہونا واجب ہے۔ بلکہ ماموم کی ایڑیوں کا پیچھے کو ہونا زیادہ مناسب ہے۔ اگر امام اور ماموم دونوں کی ایڑیاں برابر ہوں تو جماعت اس سے باطل نہیں ہوتی۔ ماموم کے ذمے امام کی نقل و حرکت یا یا مقتدیوں کی نقل و حرکت یا مقتدیوں میں سے کسی ایک کی نقل و حرکت کو دیکھنے یا سننے کی صورت میں محسوس کرنا واجب ہے۔ اگر ماموم اتنا دُور ہو کر وہ امام کی نقل و حرکت یا تکبیروں کو محسوس نہ کر سکتا ہو۔ تو ایسی صورت میں جماعت منعقد نہیں ہوتی نمازِ جماعت کے قائم کرنے کی صورت میں جامع مسجد اور دیگر تمام مسجدیں اور بیابان سب برابر ہیں کیونکہ گزشتہ ملتوں کے برخلاف مسلمانوں کے لئے پوری کی پوری زمین مسجد کا حکم رکھتی ہے۔ امام کا پابندِ نماز اور ظاہری طور پر نیک ہونا واجب ہے اگرچہ وہ اندرونی طور پر فاسق ہی کیوں نہ ہو۔ جس شخص کا فاسق ہونا ظاہر باہر ہو اُس کا اقتدا کرنا صرف اُس جیسے فاسق شخص کے لئے جائز ہو سکتا ہے۔ ظاہری طور پر فاسق

نہ ہونا امامت کا سب سے پست درجہ ہے۔ سب سے بہتر یہ ہے کہ امام ظاہر اور باطن دونوں کے لحاظ سے نیک اور عادل ہو۔ اگر کوئی پرہیزگار مسائل کا جاننے والا۔ بہترین قرأت والا امام مل جائے تو ایسے امام کو پانے والے کے لئے خوشی ہی خوشی ہے۔ اگر ایسا امام نہ مل سکے تو پھر بھی کسی خاص عذر کے بغیر جماعت کا چھوڑ دینا جائز نہیں ہے۔ مثلاً بیماری یا بیمار آدمی کی فوری طور پر خدمت کرنا یا بارش ہو یا زبردست کیچڑ ہو اور ان صورتوں میں جماعت کی جگہ دُور ہو یا سخت بھوک اور سخت پیاس یا سخت گرمی اور سخت سردی اور یا دشمن کا خوف۔ جو شخص کوئی بھی بدبودار چیز کھالے۔ مثلاً لہسن اور پیاز وغیرہ اور وُہ شخص بدبو کو ختم کرنے والی چیز کھا کر بدبُو کو دُور کرنے پر قادر نہ ہو نیز جس شخص کو بدبودار پسینہ آتا ہو اور وُہ اُسے دُور نہ کرے تو اس قسم کے ہر ایک شخص کے لئے نماز جماعت میں حاضر ہونا حرام ہے

وَ يَجِبُ لِلْمَامُوْمِ اَنْ يَقْرَأَ الْفَاتِحَةَ وَ سُوْرَةً مَعَهَا خَلْفَ الْاِمَامِ فِي التَّخَافُتِ وَ يَجُوْزُ فِي الْجَهْرِيَّةِ اِمَّا مُتَابَعَتُهُ كَلِمَةً بَعْدَ كَلِمَةٍ بِغَيْرِ صَوْتٍ مَّا اَوْ بَعْدَ فَاتِحَةِ الْاِمَامِ اِنْ تَوَقَّفَ الْاِمَامُ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ وَ السُّوْرَةِ وَ قَرَأَ دُعَاءً لِيَقْرَاءَ الْمَامُوْمُ الْفَاتِحَةَ وَ السُّوْرَةَ وَ يَجُوْزُ فِيْمَا يَجْهَرُ بِهِ الْاِمَامُ اَنْ لَا يَقْرَأَ الْمَامُوْمُ الْفَاتِحَةَ وَ السُّوْرَةَ وَ يَسْمَعَ قِرَاءَةَ الْاِمَامِ بِالْاُذُنِ الْوَاعِيَةِ لَوْ كَانَ الْاِمَامُ صَالِحًا وَ مُوَاظِبًا عَلَى الصَّلٰوةِ فِي الْمَلَاءِ وَ الْخَلَوَاتِ فَالْوَيْلُ كُلُّ الْوَيْلِ لِمَنْ لَمْ يَقْرَءِ الْقِرَاءَةَ وَ لَمْ يَكُنِ الْاِمَامُ صَالِحًا بَلْ ظَاهِرَ الْفِسْقِ فَحَبِطَتْ صَلٰوتُهُ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ وَ لَوْ وَجَدَ الْمَامُوْمُ رُكُوْعَ الْاِمَامِ كَانَ مَنْ وَجَدَهُ فِيْ تَمَامِ الرَّكْعَةِ وَ لَوْ وَجَدَهُ بَعْدَ الرُّكُوْعِ لَمْ تُحَاسَبْ هٰذِهِ الرَّكْعَةُ وَ لَا يَجُوْزُ اِمَامَةُ النِّسَاءِ اِلَّا لِلنِّسَاءِ وَ لَا اِمَامَةُ الْخُنْثٰى وَ يَجُوْزُ اِمَامَةُ غَيْرِ الْبَالِغِ اِنْ كَانَ رَشِيْدًا مِنْ اَوْلَادِ الصَّالِحِيْنَ وَ لَا يُوْجَدُ اَحَقُّ مِنْهُ وَ لَوِ اقْتَدٰى بِظَنِّ اَنَّ صَلٰوتَهُ كَانَتْ صَلٰوتَهُ فِي الْوُجُوْبِ وَ الْوَقْتِيَّةِ فَيَظْهَرُ بَعْدَهُ

اَنَّ صَلٰوتَهُ كَانَتْ غَيْرَ صَلٰوتِهِ لَا حَاجَةَ اِلَى الْاِعَادَةِ وَ اَمَّا بِالْاِخْتِيَارِ فَيَنْبَغِيْ اَنْ تَكُوْنَ الصَّلٰوتَانِ مُوَافِقَتَيْنِ فِي الْوَقْتِ وَالْوُجُوْبِ اِلَّا لِمَنْ جَمَعَ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ فَيَجُوْزُ فِيْهِ لِمَنْ يُصَلِّي الظُّهْرَ الْاِقْتِدَاءُ بِمَنْ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَ الْمَغْرِبَ بِمَنْ يُصَلِّي الْعِشَاءَ كَالْمَسْبُوْقِ فَيُتِمُّ صَلٰوتَهُ كَمَا هِيَ وَ يَجُوْزُ اقْتِدَاءُ الْمُتَنَفِّلِ بِالْمُفْتَرِضِ وَ تَلْوُهُ بِالْعَكْسِ وَلَا يَجُوْزُ التَّقَدُّمُ وَلَا التَّاَخُّرُ عَنِ الْاِمَامِ بِرُكْنَيْنِ وَلَا يَجُوْزُ مُتَابَعَتُهُ فِي السَّهْوِ اِنْ كَانَ مُتَيَقِّنًا بِسَهْوِهِ وَ يَجُوْزُ اِعَادَةُ الْفَرَائِضِ اِنْ صَلَّاهَا مُنْفَرِدًا فَيَنَالُ جَمَاعَةً وَ كُلَّمَا كَرَّرَ الصَّلٰوةَ كَرَّرَ الثَّوَابَ اِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِهِ وَمَنْ اَدْرَكَ الْاِمَامَ فِي التَّشَهُّدِ نَالَ مِنْ ثَوَابِ الْجَمَاعَةِ بِقَدْرِ مَا نَالَ مِنَ الْجَمَاعَةِ۔

ترجمہ :۔ سرّی نمازوں کی ادائیگی کی صورت میں ماموم کے لئے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ کسی بھی سورہ کا پڑھنا واجب ہے۔ جہری نمازوں کی ادائیگی کی صورت میں ماموم یا تو کسی آواز کے بغیر یکے بعد دیگرے الفاظ قرآت امام کی تابعداری میں پڑھے یا یہ صورت ہے کہ اگر امام سورہ فاتحہ اور کسی بھی سورۃ کو پڑھ کر وقفہ کرے اور آہستہ سے کوئی دُعا پڑھے تاکہ ماموم سورۃ فاتحہ اور سورۃ کو مکمل پڑھ سکے تو یہ صورت روا ہے جن نمازوں کی ادائیگی میں امام قرآت کو بلند آواز سے پڑھتا ہے۔ ان نمازوں میں ماموم کے لئے جائز ہے کہ وہ فاتحہ اور سورۃ کو نہ پڑھے بلکہ بغور یاد رکھنے والے کانوں سے امام کی قرآت کو سُنتے رہے۔ بشرطیکہ امام جلوت اور خلوت دونوں میں نیک اور نماز کا پابند ہو۔ چنانچہ اس شخص کے لئے افسوس ہی افسوس ہے کہ جو قرآت کو نہ پڑھے جبکہ امام نیک نہ ہو بلکہ وہ ظاہری طور پر فاسق ہو۔ لہٰذا اُس شخص کی نماز باطل ہو جائے گی۔ اور وہ آخرت میں نقصان اُٹھانے والوں میں شمار ہو گا۔ اگر ماموم امام کے رکوع کو پالے تو گویا وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے امام کو پوری پوری رکعت میں پا لیا ہو۔ اگر رکوع کے کر چکنے کے بعد امام کو پالے تو اس رکعت کا شمار نہیں کیا جا سکے گا۔ عورتوں کے سوا کسی اور کے لئے عورتوں کی امامت جائز نہیں ہے اور نہ ہیجڑے کی امامت جائز ہو سکتی ہے۔ نابالغ کی امامت جائز ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ وہ سن رشد

کو پہنچا ہو اور نیکوکاروں کی اولاد میں سے ہو نیز اُس سے زیادہ بہتر حقدار امامت کے لئے نہ ملتا ہو اگر کوئی شخص اس گمان پر کسی امام کی پیروی کرے کہ اُس کی نماز اور امام کی نماز واجب ہونے اور وقت کے لحاظ سے ایک ہی نماز ہے پھر پتہ چل جائے کہ اُس کی نماز اور تھی امام کی نماز اور، تو ایسی صورت میں نماز کو دوبارہ پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اختیاری صورت میں مناسب یہ ہے کہ دونوں نمازیں واجب ہونے اور وقت کے لحاظ سے بالکل موافق ہوں مگر جو شخص دو نمازوں کو ملا کر پڑھتا ہو وہ اس سے مستثنیٰ ہے۔ چنانچہ اس صورت میں ظہر کی نماز پڑھنے والے کے لئے عصر کی نماز پڑھنے والے کی پیروی کرنا اور مغرب کی نماز پڑھنے والے کے لئے مسبوق کی مانند عشاء کی نماز پڑھنے والے کی پیروی کرنا جائز ہے۔ پس وہ اپنی نماز کو ایسی ہی مکمل کریگا جیسی وہ ہے نفل نماز پڑھنے والے کیلئے فرض نماز پڑھنے والے کی پیروی کرنا جائز ہے اور اُس کی اُلٹی صورت مکروہ ہے۔ نماز میں امام سے آگے جانا جائز نہیں ہے اور نہ ہی دو رُکنوں کی مقدار پیچھے رہنا جائز ہے۔ سہو میں امام کی پیروی جائز نہیں بشرطیکہ ماموں کو امام کی اپنی بھول چوک کا یقین ہو۔ اگر فرض نمازوں کو اکیلے ہی پڑھ چکا ہو پھر وہ کسی جماعت کو پالے تو ایسی صورت میں فرض نمازوں کا دوبارہ پڑھ لینا جائز ہے وہ جب بھی نماز کو بار بار پڑھے گا تو ثواب کو بار بار حاصل کرے گا بشرطیکہ ہر ایک دوسرے کا ہم عقیدہ ہو۔ جو شخص امام کو تشہد کی حالت میں پالے تو اُسے جماعت کا اتنا سا ثواب ملے گا جتنا حصہ اُس نے جماعت کا پالیا ہے۔

اَمَّا اٰدَابُ الْجَمَاعَةِ فَمِنْهَا تَسْوِيَةُ الصُّفُوْفِ وَلُصُوْقُهُمْ مِنْ غَيْرِ ضِيْقٍ وَلَوْ حَالَ بَيْنَ الْإِمَامِ وَالْمَامُوْمِ اَوْ بَيْنَ الصَّفَّيْنِ شَارِعٌ اَوْ نَهْرٌ صَغِيْرٌ اَوْ كَبِيْرٌ لَا بَاسَ بِهٖ وَمِنْهَا اَنْ لَمْ يَكُنْ بَيْنَ الصَّفَّيْنِ اَكْثَرُ مِنْ ثَلَاثَةِ اَذْرُعٍ وَمِنْهَا اَنْ لَمْ يَكُنِ الْمَامُوْمُ فِي الطَّبَقَةِ السُّفْلٰى وَالْإِمَامُ فِي الْعُلْيَا وَبِالْعَكْسِ لَا بَاسَ بِهٖ وَمِنْهَا اَنْ لَمْ يَجُرَّ الْمَامُوْمُ الْمُنْفَرِدُ مَنْ فِيْ خِلَالِ الصُّفُوْفِ اِلٰى نَفْسِهٖ اِلَّا لِمَصْلَحَةٍ وَلَا يَكْرَهُ فِيْ اٰخِرِهَا وَلَا حَاجَةَ اِلٰى جَرِّ مَنْ فِي الصَّفِّ اِلٰى جَنْبِهٖ لِاَنَّ قُبْحَهُ اَكْثَرُ مِنْ نَفْعِهٖ وَيَكْرَهُ الْقُعُوْدُ فِي الْاِمَامَةِ لِلْقَائِمِيْنَ وَاِمَامَةُ الْمُتَيَمِّمِ لِلْمُتَوَضِّئِيْنَ وَلَا يَكْرَهُ اِمَامَةُ الْاَعْمٰى وَلَا الْمَرِيْضِ اِنْ قَدَرَ عَلَى اسْتِيْفَاءِ الْاَرْكَانِ وَالْوَاجِبَاتِ وَيَكْرَهُ اِمَامَةُ مَنْ تَكْرَهُ الْجَمَاعَةُ اِمَامَتَهُ وَالْمَظْنُوْنُ بِهٖ بِالْفِسْقِ وَيَنْبَغِيْ اَنْ تَكُوْنَ

اَلْإِمَامُ مُؤْمِنًا عَاقِلًا عَادِلًا بَالِغًا وَلَدَ النِّكَاحِ تَائِبًا وَرِعًا قَارِئًا فَقِيهًا نَسِيبًا هَاشِمِيًّا حَسَنَ الصَّوْتِ صَبِيحَ الْوَجْهِ طَيِّبَ الْأَخْلَاقِ مَقْبُولَ الْخَلَائِقِ وَالْخَلْقِ فَإِنْ لَمْ يُوجَدْ فَالْأَقَلُّ أَنْ لَا يَكُونَ ظَاهِرَ الْفِسْقِ تَارِكَ الصَّلٰوةِ أَوْ مُتَكَاسِلًا فِيهَا فَمَنْ أَرَادَ أَنْ لَا يَكُونَ مَغْضُوبًا وَمَبْغُوضًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ فَعَلَيْهِ بِإِقَامَةِ الْجَمَاعَةِ بِإِمَامَةٍ كَيْفَ اتَّفَقَ وَلَا يَتْرُكُهَا بِالْحِيَلِ الْمَبْنِيَّةِ عَلَى أَقَاوِيلِ الْجُهَّالِ الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ هُمُ الْفُقَهَاءُ وَالْأَوْلٰى بِالْإِمَامَةِ الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْأَوْلِيَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الْقُرَّاءُ وَمِنْ كُلٍّ مِنْهُمْ أَكْمَلُهُمْ فَضِيلَةً فَأَنْسَبُهُمْ قَبِيلَةً فَأَحْسَنُهُمْ صَوْتًا فَأَصْبَحُهُمْ وَجْهًا فَأَسَنُّهُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ هُمَا أَوْلٰى لَهُ وَلَا يَجُوزُ إِمَامَةُ الْمَفْضُولِ إِلَّا بِإِرَادَةِ الْفَاضِلِ وَالْأُمِّيِّ لِلْقَارِئِ وَالْأُمِّيُّ مَنْ لَا يَقْدِرُ عَلَى تَرْتِيلِ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ إِمَّا لِعَدَمِ التَّعَلُّمِ أَوْ عَدَمِ تَصَرُّفِ لِسَانِهِ فِي مَخَارِجِ الْحُرُوفِ وَتَجْوِيدِهَا فَمَنْ يَقْرَأُ الْفَاتِحَةَ مُرَتَّلَةً وَإِنْ لَمْ يَقْرَءِ الْخَطَّ وَلَمْ يَكْتُبْ لَيْسَ بِأُمِّيٍّ فِي هٰذَا الْمَقَامِ وَكَثْرَةُ الْجَمَاعَةِ أَفْضَلُ مِنْ قِلَّتِهَا وَتُكْرَهُ الصَّلٰوةُ خَلْفَ قَبِيحِ الصَّوْتِ۔

ترجمہ: **نماز باجماعت کے آداب**

(۱) صفیں سیدھی کرنا (۲) بغیر کسی تنگی کے نمازیوں کا آپس میں ملے رہنا۔ اگر امام اور ماموم کے درمیان یا دو صفوں کے درمیان کوئی سڑک یا چھوٹی بڑی نہر حائل ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں (۳) دو صفوں کا درمیانی فاصلہ تین گز سے زیادہ نہ ہو (۴) ماموم پہلی منزل میں اور امام اوپر کی منزل نہ ہو۔ اُس کی اُلٹی صورت میں کوئی حرج نہیں ہے (۵) تنہا کوئی ماموم صفوں کے بیچ میں سے کسی نمازی کو کسی خاص مصلحت کے سوا اپنی طرف کو نہ کھینچے۔ صفوں کے آخر میں ایسا کرنا مکروہ نہیں۔

۶۔ صف میں موجود کسی نمازی کو اپنے پہلو کی طرف کھینچنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ اس قسم کے فعل کی خرابی۔ فائدے کی نسبت زیادہ ہے۔ کھڑے رہنے والوں کے لئے امامت کے فرائض انجام دینے کی صورت میں امام کا بیٹھ کر نماز پڑھانا اور وضو کر کے نماز پڑھنے والوں کے لئے تیمم کرنے والے

امام کی امامت دونوں مکروہ ہیں۔ اندھے شخص کی امامت مکروہ نہیں ہوتی۔ اور نہ بیمار شخص کی امامت مکروہ ہے۔ بشرطیکہ بیمار آدمی نماز کے ارکان اور واجبات کو پوری طرح انجام دینے پر قادر ہو۔ جس شخص کی امامت لوگوں کو ناپسند ہو اُس کی امامت مکروہ ہے اور جس شخص کے فاسق ہونے کا گمان موجود ہو اُس کی امامت بھی مکروہ ہے۔ مناسب یہ ہے کہ امام مومن ہو۔ عقل مند ہو۔ صاحب عدل ہو۔ بالغ ہو۔ شرعی نکاح سے جنم لیا ہوا ہو۔ توبہ کرنے والا ہو۔ پرہیز گار ہو۔ قاری ہو۔ مسائل خوب سمجھنے والا ہو، صرف اچھے نسب والا ہو بلکہ ہاشمی ہو، خوش آواز ہو۔ خوبصورت ہو۔ اچھے اخلاق کا حامل ہو نیز وُہ خلّاق کائنات اور لوگوں میں مقبول شخص ہو۔ اگر ایسا امام نہ مل سکے تو سب سے پست درجے کا امام یہ ہے کہ وُہ ظاہری طور پر فاسق نہ ہو۔ نماز چھوڑنے والا نہ ہو یا نماز میں سُستی کرنے والا نہ ہو۔ چنانچہ جو شخص یہ چاہے کہ وہ خُدا اور رسُول خدُا کے ہاں غضب زدہ اور بغض زدہ نہ ہو جائے تو اُس کے ذمے جیسی صورت راس آتے امامت کی صورت میں نماز باجماعت کا قائم کرنا لازم ہے اور وہ نماز جماعت کو اُن حیلہ سازیوں سے نہ چھوڑے۔ جن کی بنیاد اُن جاہلوں کی باتوں پر ہے جو سمجھتے ہیں کہ صرف وُہ ہی فقیہان حرم ہیں۔

امامت کی بہترین درجہ بندی:۔

(۱) انبیاء علیہم السّلام (۲) اولیائے کرام (۳) علمائے کرام (۴) بہترین قرأت والے۔ اِن درجہ بندیوں میں سے ہر ایک درجے میں امامت کا سب سے بڑا حقدار وہ ہے۔ جو فضیلت میں سب سے زیادہ باکمال ہو۔ اس کے بعد وہ زیادہ امامت کا حقدار ہے۔ جو خاندانی لحاظ سے زیادہ اچھے نسبت والا ہو۔ اس کے بعد امامت کا زیادہ حقدار وہ ہے جو سب سے زیادہ خوش آواز ہو، اُس کے بعد امامت کا زیادہ حقدار ہے، جو سب سے زیادہ خوبرو ہو۔ آخر میں سب سے زیادہ حقدار امامت وہ ہے جو سب سے زیادہ عمر رسیدہ ہو بشرطیکہ وہ انتہائی کمزور بوڑھا نہ ہو۔ یا ایسا شخص بھی نہ ہو۔ جس کے کوئی دانت نہیں۔ اعلیٰ رتبے والے کی چاہت کے ساتھ ہی ادنیٰ رُتبے والے کی امامت جائز ہو سکتی ہے۔ قاری کے لئے اَن پڑھ کی امامت جائز نہیں ہوتی۔ اَن پڑھ وہ شخص ہے جو یا تو نہ سیکھنے کی وجہ سے یا حروف کے مخارج اور اُن کو عمدہ طریقے سے پڑھنے سے اُس کی زبان

نہ چلنے کی وجہ سے سورۂ فاتحہ کو ترتیل کے ساتھ پڑھنے پر قادر نہ ہو۔ لہذا جو شخص سورۂ فاتحہ کو باترتیل پڑھتا ہو اگرچہ وہ تحریر کو نہ پڑھ سکتا ہو اور خود لکھ بھی نہ سکتا ہو تو وہ اس مقام میں اَن پڑھ نہیں کہلائے گا۔ جماعت کی کثیر تعداد قلیل تعداد کی نسبت زیادہ بہتر ہے۔ خراب آواز والے کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

أَمَّا صَلٰوةُ الْمُسَافِرِيْنَ فَلَوْ كَانَ السَّفَرُ سِتَّةَ عَشَرَ فَرْسَخًا كُلُّ فَرْسَخٍ ثَلَاثَةُ أَمْيَالٍ وَكُلُّ مِيْلٍ أَرْبَعَةُ آلَافِ خُطْوَةٍ مُتَوَسِّطَةٍ وَلَوْ كَانَ الْمُسَافِرُ يُرِيْدُ أَنْ يَرْجِعَ بِلَا مُكْثٍ طَوِيْلٍ فَإِنَّ تَمَامَهُ وَرُجُوْعَهُ مَحْسُوْبٌ فِيْ مَسَافَةِ الْقَصْرِ وَمِنْ شَرَائِطِهِ أَنْ يَكُوْنَ السَّفَرُ إِمَّا وَاجِبًا كَالْحَجِّ أَوْ مُسْتَحَبًّا كَزِيَارَةِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ الْأَمْوَاتِ وَالْأَحْيَاءِ أَوْ طَلَبِ الْعِلْمِ شَرِيْعَةً أَوْ طَرِيْقَةً أَوْ حَقِيْقَةً أَوْ مُبَاحًا كَالتِّجَارَةِ وَكَسْبِ الْمَعَاشِ وَمِثْلِهِ يَجُوْزُ الْقَصْرُ وَمَا لَمْ يَكُنْ هٰكَذَا بَلْ حَرَامًا كَقَطْعِ الطَّرِيْقِ أَوْ جُنْدِ الظَّلَمَةِ أَوْ غَيْرِهٖ مِنَ الْمَعَاصِي الشَّرْعِيَّةِ لَا يَجُوْزُ لَهُ الْقَصْرُ وَلَا لِمَنْ سَفَرُهُ أَكْثَرُ مِنْ حَضَرِهٖ وَلَا لِمَنْ لَا يَتَعَيَّنُ مَقْصَدُهُ فِي السَّفَرِ فَالَّذِيْ يَجُوْزُ لَهُ الْقَصْرُ يَجُوْزُ لَهُ الْإِتْمَامُ فَالْمُسَافِرُ مُخَيَّرٌ بَيْنَ الْإِتْمَامِ وَالْقَصْرِ وَالْجَمْعِ بَيْنَ الظُّهْرَيْنِ وَالْعِشَائَيْنِ إِمَّا تَقْدِيْمًا أَوْ تَأْخِيْرًا وَلَا حَاجَةَ لِلْمُسَافِرِ إِلَى نِيَّةِ الْقَصْرِ إِنْ شَاءَ قَصَرَ فِي الْأَوْقَاتِ الَّتِيْ يَلِيْقُ الْقَصْرُ بِهَا لِضِيْقِهَا وَأَتَمَّ فِي الْأَوْقَاتِ الْوَاسِعَةِ وَإِنْ أَلْزَمَ الْقَصْرَ مُدَّةً وَأَرَادَ الْإِتْمَامَ فَلَا بُدَّ لَهُ مِنْ نِيَّةِ الْإِقَامَةِ فِيْ مَنْزِلٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَكْثَرَ وَإِنْ لَمْ يَلْتَزِمِ الْقَصْرَ فَلَا حَاجَةَ إِلَى نِيَّةِ الْإِقَامَةِ وَأَمَّا الْجَمْعُ بِلَا قَصْرٍ فَيَجُوْزُ فِيْ مَوَاضِعَ كَثِيْرَةٍ كَالْمَرَضِ وَالْمَطَرِ وَالْوَحْلِ وَالشَّوَاغِلِ الضَّرُوْرِيَّةِ وَالسَّفَرِ الْبَعِيْدِ وَالْقَرِيْبِ وَغَيْرِهٖ وَالْمُقَصِّرُ إِنِ اقْتَدٰى بِمُتَمِّمٍ يَجُوْزُ لَهُ الْإِتْمَامُ وَيَجُوْزُ لَهُ الْقَصْرُ وَالسَّلَامُ قَبْلَ الْإِمَامِ فِي الْأَخِيْرِ رَكْعَتَيْهِ وَفِي الْجَمْعِ لَا يَجُوْزُ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَهُمَا بِصَلٰوةٍ أَوْ دُعَاءٍ

كَثِيْرًا أَوْ تِلَاوَةً كَثِيْرَةً وَلَا يَجُوْزُ التَّكَلُّمُ بَيْنَهُمَا إِلَّا إِذَا اضْطُرَّ فِيْمَا يَفُوْتُ إِنْ لَمْ يَتَكَلَّمْ فَبِقَلِيْلٍ ضَرُوْرِيٍّ مِنَ الْكَلَامِ بِكَلِمَةٍ أَوْ كَلِمَتَيْنِ مِنَ الْأَدْعِيَةِ لَا بَأْسَ بِهٖ وَلَوْ أَرَادَ مِنَ النَّوَافِلِ فَفِي الظُّهْرَيْنِ يَنْبَغِيْ أَنْ يُقَدِّمَهَا وَفِي الْعِشَائَيْنِ أَنْ يُؤَخِّرَهَا وَلَوْ أَرَادَ فِي السَّفَرِ الَّذِيْ يَجُوْزُ الْقَصْرُ فِيْهِ أَنْ يُتِمَّ صَلٰوتَهُ فِيْ أَوْقَاتِهَا مَعَ السُّنَنِ الرَّوَاتِبِ لَا بَأْسَ بِهٖ إِنِ اتَّسَعَ الْوَقْتُ۔

ترجمہ۔ مسافروں کی نماز کا مسئلہ :۔

اگر سفر سولہ فرسخ کا ہو۔ ہر ایک فرسخ تین میلوں پر مشتمل ہوتا ہے اور ہر میل درمیانے درجے کے چار ہزار قدموں کا ہوتا ہے۔ اگر مسافر کسی جگہ ٹھہراؤ کے بغیر واپسی کا ارادہ رکھتا ہو تو اس کا کوچ کرنا اور اس کی واپسی دونوں کو قصر کی مسافت میں شمار کیا جائے گا۔

قصر کی شرطیں :۔

(۱) سفر واجبی ہو مثلاً حج کرنا (۲) سفر سنّت کا ہو مثلاً انبیاء علیہم السّلام کی زیارت اور اولیائے کرام کی زیارت چاہے رحلت کئے ہوں۔ چاہے موجود ہوں یا علم حاصل کرنا چاہے شریعت کا علم ہو چاہے طریقت کا علم ہو چاہے حقیقت کا علم ہو (۳) سفر اباحت کا درجہ رکھتا ہو مثلاً بیوپار مزدوری اور اس جیسا اور کوئی جائز کام۔ ان صورتوں میں قصر جائز ہے جو سفر اس قسم کا نہ ہو بلکہ وہ حرام کا سفر ہو مثلاً ڈاکہ زنی کے لئے سفر کرنا۔ ظالموں کی لشکر بندی کے لئے سفر کرنا یا دیگر شرعی گناہوں کے لئے سفر کرنا۔ ان صورتوں میں قصر جائز نہیں ہے۔ اسی طرح سے اس شخص کے لئے قصر جائز نہیں جس کا سفر اس کے حضر سے زیادہ ہو اور نہ اس شخص کے لئے قصر جائز ہے۔ جس کے سفر میں کوئی مقصد متعین نہ ہو۔ پس جس شخص کے لئے قصر جائز ہے اس کے لئے نماز کا پوری طرح پڑھنا بھی جائز ہے۔ چنانچہ مسافر کو ان صورتوں میں اختیار حاصل ہے (۱) نماز کو پوری طرح پڑھنا اور قصر کرنا (۲) ظہر اور عصر کی نمازوں کو ملا کر پڑھنا۔ چاہے پہلی کے وقت میں ہو یا دوسری کے وقت میں

میں (۳) مغرب اور عشاء کی نمازوں کو ملا کر پڑھنا چاہے پہلی کے وقت میں ہو یا دوسری کے وقت میں۔
مسافر کے لئے قصر کی نیت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اگر وہ چاہے تو تنگی کی وجہ سے قصر کے قابل وقتوں میں قصر کرے اور فراخ وقتوں میں نمازوں کو پوری طرح پڑھے اگر کوئی شخص کسی ایک عرصے کے لئے قصر کو لازم کرے پھر پوری طرح نماز کی ادائیگی چاہے تو اس کے لئے کسی ایک جگہ میں تین دن یا اس سے زیادہ کے قیام کرنے کی نیت ضروری ہے۔ اگر وہ قصر کو لازم قرار نہ دے چکا ہو۔ تو اس کے لئے اقامت پذیر ہونے کی نیت کی کوئی ضرورت نہیں۔ قصر کئے بغیر دو نمازوں کو ملا کر پڑھنا بہت سی صورتوں میں جائز ہے مثلاً بیماری کی حالت۔ بارش کے دوران۔ کیچڑ۔ ضروری مشاغل دور اور نزدیک کا سفر اور دیگر ضروری صورتیں قصر کرنے والا اگر اتمام کرکے نماز پڑھنے والے کی پیروی کرے تو اس کے لئے نماز کا پوری طرح پڑھنا جائز ہے۔ نیز اس کے لئے قصر کرنا اور امام سے پہلے اپنی دونوں رکعتوں کے آخر میں سلام پھیرنا دونوں جائز ہیں۔
دو نمازوں کو ملا کر پڑھنے کی صورت میں دونوں نمازوں کے درمیان کسی اور نماز کا یا زیادہ دعا پڑھنے کا یا زیادہ تلاوت کرنے کا فاصلہ لانا جائز نہیں ہے اور نہ ہی دونوں نمازوں کے درمیان گفتگو کرنا جائز ہے۔ مگر نہ بولنے پر کسی چیز کی فوت ہونے والی صورت میں ضروری طور پر ایک لفظ یا دعاؤں کے دو الفاظ میں تھوڑی سی گفتگو کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر دو نمازوں کو ملا کر پڑھنے والا شخص نوافل کی ادائیگی چاہے تو ظہر اور عصر کی نمازوں سے پہلے نوافل پڑھنا اور مغرب اور عشاء کی نمازوں کے بعد نوافل پڑھنا چاہیئے اگر قصر جائز ہونے والے سفر میں نمازوں کا پوری طرح اپنے اپنے اوقات میں سنت ہائے راتبہ سمیت ادا کرنا چاہے تو اس میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ نماز کا وقت اس کا تقاضا کرے۔

أَمَّا الْجُمُعَةُ فَكَانَتْ مِنْ أَعَاظِمِ شَعَائِرِ الْإِسْلَامِ وَهِيَ وَاجِبَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ ذَكَرٍ بَالِغٍ عَاقِلٍ حُرٍّ مُقِيمٍ وَهِيَ خُطْبَتَانِ وَرَكْعَتَانِ تَقُومُ مَقَامَ الظُّهْرِ وَكَانَ وَقْتُهَا مِنْ أَوَّلِ الزَّوَالِ إِلَى أَنْ يَصِيرَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ وَلَوْ صَارَ مِثْلَيْهِ لَمْ تَبْطُلِ الْجُمُعَةُ وَمَنْ أَدْرَكَ مَعَ الْإِمَامِ الرُّكُوعَ فِي الرَّكْعَةِ الْأَخِيرَةِ فَقَدْ أَدْرَكَهَا وَإِنْ لَمْ يَسْمَعِ الْخُطْبَةَ فَيَنْبَغِي أَنْ يُتِمَّ رَكْعَتَيْهِ جُمُعَةً وَمَنْ لَمْ يُدْرِكْ هٰذَا الْقَدْرَ مَعَ الْإِمَامِ وَجَبَ عَلَيْهِ الظُّهْرُ وَمَنْ لَمْ يُدْرِكْ إِلَّا التَّشَهُّدَ وَأَتَمَّهَا جُمُعَةً وَجَبَ عَلَيْهِ الْإِعَادَةُ وَيَسْقُطُ

وُجُوبُهَا بِالْمَرَضِ وَالْعَمٰى وَالْعَرَجِ وَهٰؤُلَاءِ لَوْ حَضَرُوْا كَفَتْهُمُ الْجُمُعَةُ مِنَ الظُّهْرِ وَالْهَمُّ كَالْمَرِيْضِ وَيَسْقُطُ اَيْضًا بِخِدْمَةِ الْمَرِيْضِ وَحِفْظِ النَّفْسِ لِمَنْ خَافَ عَلٰى نَفْسِهٖ وَالْاَمْوَالِ وَالْاَمْلَاكِ وَالدَّوَابِّ وَالْمَوَاشِيْ وَالدَّكَاكِيْنِ وَالْبَسَاتِيْنِ وَكُلِّ شَيْءٍ اِنْ غَابَ عَنْهُ يُمْكِنُ اَنْ يَتْلَفَ فَلِذٰلِكَ لَا يَتَيَسَّرُ اَنْ يَجْتَمِعَ كُلُّ اَهْلِ بَلَدٍ لِلْجُمُعَةِ وَلَا تَجُوْزُ هٰذِهِ الصَّلٰوةُ اِلَّا بِالْجَمَاعَةِ فَمَنْ لَمْ يَحْضُرْ فِيْهِمَا فَعَلَيْهِ الظُّهْرُ وَلَا يَنْبَغِيْ لِمَنْ وَجَبَتْ عَلَيْهِ الْجُمُعَةُ اَنْ يَاْكُلَ فِيْ لَيْلَتِهَا وَيَوْمِهَا مُنْتِنًا نَيًّا كَالثُّوْمِ وَالْبَصَلِ وَغَيْرِهِمَا وَلَوْ اَكَلَ لَمْ يَجُزْ اَنْ يَحْضُرَ فِي الْجُمُعَةِ وَمِنْ مُؤَكَّدَاتِ السُّنَنِ فِيْهَا الْغُسْلُ وَوَقْتُهُ مِنَ الصُّبْحِ الْاَوَّلِ اِلَى الزَّوَالِ وَاِنْ وَقَعَ فِيْ لَيْلَتِهَا كَفَاهُ وَقَطْعُ الرَّوَائِحِ الْكَرِيْهَةِ وَقَلْمُ الْاَظْفَارِ وَاَخْذُ الشَّارِبِ وَحَلْقُ الرَّاْسِ وَالْمَشْيُ بِسَكِيْنَةٍ وَّوَقَارٍ وَّالتَّنْظِيْفُ وَالتَّطْيِيْبُ لُبْسُ اَنْظَفِ ثِيَابِهٖ وَالْمُبَادَرَةُ اِلَيْهَا وَاَنْ يَّمْشِيَ رَاجِلًا اِنْ لَّمْ يَمْنَعْ مَانِعٌ كَالْوَحْلِ وَلَوْثِ الدَّرْبِ وَطُوْلِ الْمَسَافَةِ اِنْ كَانَ شَاقًّا عَلَيْهِ وَغَيْرِهَا وَالْمُبَادَرَةُ اِلَى الصَّفِّ الْاَوَّلِ مَعَ خُلُوِّ سَبِيْلِهٖ عَنِ الْاِزْدِحَامِ وَفِي الْاِزْدِحَامِ تُكْرَهُ وَيَجُوْزُ الْجُمُعَةُ فِيْ غَيْرِ الْمَسَاجِدِ فِيْ فَضَاءٍ فِيْ وَسَطِ الْمَعْمُوْرَةِ يُعَدُّ لِلْاَعْيَادِ۔

ترجمہ :۔ نمازِ جمعہ کا مسئلہ

جمعہ اسلام کے بڑے بڑے امتیازی نشانوں میں سے ہے۔ یہ نماز ہر اُس مسلمان پر واجب ہے جو مرد ہو، بالغ ہو، عقلمند ہو، آزاد ہو اور مقیم ہو۔ دو خطبوں اور دو رکعتوں پر مشتمل یہ نماز ظہر کی جگہ لیتی ہے۔ اس کا وقت ابتدائی زوال سے لے کر ہر چیز کے سایہ کا اُس کے برابر ہونے تک ہے۔ اگر چیز کا سایہ اس سے دو چند ہو جائے تو جمعہ باطل نہیں ہوتا۔ جو شخص جمعہ کی آخری رکعت میں امام کے ساتھ رکوع پا لے تو اُس نے جمعہ کو پا ہی لیا ہے۔ اگرچہ وہ خطبہ نہ سن چکا ہو لہٰذا وہ شخص

نماز جمعہ کے طور پر اپنی دونوں رکعتوں کو پُورا کرے اگر کوئی شخص امام کے ساتھ نماز جمعہ کی اتنی مقدار کو نہ پا سکے تو اُس کے ذمّے ظہر کی نماز واجب ہے۔ جو شخص سوائے تشہد کے نماز جمعہ کا کوئی حصّہ نہ پا سکے اور وہ نماز کو جمعہ کی شکل میں پُورا کرے تو اُس پر دوبارہ ظہر کی نماز کا پڑھنا واجب ہے۔ بیماری، اندھاپن اور لنگڑاپن کی وجہ سے جمعہ کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے۔ اگر یہ لوگ نماز جمعہ کے لئے حاضر ہو جائیں تو ظہر کے بدلے میں اُن کے لئے جُمعہ کافی ہے۔ انتہائی کمزور بوڑھا بیمار آدمی کے حکم میں ہے۔ بیمار کی تیمارداری اور جان کی حفاظت درپیش ہونے کی وجہ سے بھی جُمعہ کا وجوب اُس شخص کے حق میں ساقط ہو جاتا ہے۔ جس کو اپنی جان کا خوف ہو، مال و اسباب کا خوف ہو۔ چوپائے جانور اور مویشیوں کا خوف ہو۔ دکانوں اور باغات کا خوف ہو اور ہر اُس چیز کا خوف ہو کہ اگر وُہ اس سے غائب ہو جائے تو اس کا ضائع ہو جانا ممکن ہے اسی وجہ سے شہر کے تمام باشندوں کا جمُعہ کے لئے جمع ہو جانا آسان کام نہیں ہوتا۔ یہ نماز تو صرف جماعت کی صورت میں ہی جائز ہو سکتی ہے۔ لہٰذا جو شخص جمعہ کی جماعت میں حاضر نہ ہو۔ اُس کے ذمّہ ظہر کی نماز واجب ہے۔ جس شخص پر جمعہ واجب ہو اُس کے لئے جمعہ کی رات اور جمعہ کے دِن کسی بدبودار چیز یں۔ اگر وہ ایسی چیز کھا لے تو اُس کے لئے نماز جمعہ میں حاضر ہونا جائز نہیں ہے۔

جمعہ کے تاکیدی پہلو رکھنے والے مسنون افعال:

(۱) غسُل کرنا۔ اس کا وقت پہلی صبح سے لے کر زوال تک ہے اگر جمعہ کی رات کو غسل وقوع پذیر ہو جاتے تو کافی ہے (۲) ناپسندیدہ بُو کا دور کرنا (۳) ناخن تراشنا (۴) مونچھ کم کرنا (۵) سر مونڈنا (۶) بڑے سکون اور وقار سے چلنا (۷) صفائی کرنا (۸) خوشبو لگانا (۹) صاف ترین کپڑا پہننا (۱۰) جمعہ کی طرف سبقت کرنا (۱۱) پیدل چلنا بشرطیکہ کوئی رکاوٹ مانع نہ ہو۔ مثلاً کیچڑ۔ راستے کی آلائش۔ فاصلے کی طوالت بشرطیکہ یہ دُوری آدمی کے لئے دُشوار ہو اور دیگر مانع صورتیں (۱۲) لوگوں کے ہجوم سے راستے خالی ہونے کی صورت میں پہلی صف میں جانے کے لئے سبقت سے کام لینا۔ ہجوم کی صورت میں ایسا کرنا مکروہ ہے۔ جمعہ کی نماز مسجدوں کے علاوہ عیدوں کی نمازوں کے لئے مقرر کردہ آبادی کے درمیان کسی بھی کھلے میدان میں جائز ہے۔

ولها شرائط منها الامام المتصف بصفات الامامة وهي الذكورة
والحرية والبلوغ والعقل والاسلام والعلم والورع والشجاعة
والسخاوة وأشرف الأنساب في الملة المحمدية وهذه الخصائل
كالشرائط والأركان للإمامة ولو كان مع هذه وليا مرشدا كاملا
مكملا متبحرا في علوم الشريعة والطريقة والحقيقة جامعا لشعب الولاية
كالاطوار القلبية والانوار الغيبية والطريقة والحقيقة جامعا لشعب
الولاية كالأطوار القلبية والأنوار الغيبية والمكاشفات الملكوتية
والمشاهدات الجبروتية والتجليات اللاهوتية فانيا في الله
باقيا بالله مظهرا لجميع صفاته وأسمائه كآدم أوليائه كان
نورا على نور وإن لم يوجد فلا بد من الخصائل التي كانت
كالشرائط والأركان وإن لم يوجد فلا بد أن يكون مسلما
لا يمنع المسلمين من الصلاة فكان كالتيمم ووجبت الجمعة في
كل بلدة أو قرية يمكن فيها الصلاة بالجماعة تنعقد الجمعة فيها
بأي عدد كانوا إما ثلاثا أو أكثر مع الإمام أو مع من نصبه
الإمام لجماعة لأن من لا ينصبه الإمام يمكن أن يكون فاسقا غير
ظاهر فصلاته باطلة وهي المبني إن كان باطلا فالمبني عليه
كان باطلا وكان ذلك حقا وإن لم تطب خواطر الفسقة بها و
منها دار الإقامة كالبلدان والقرى فلا تجب على القاطنين من أهل
الخيام والأحشام وأما الذين ينتقلون من قرية إلى قرية ذات أبنية
وبيوت للحر أو البرد في مدة سنة مرة أو مرتين لا يسقط عنهم
الجمعة ومنها الجماعة لأنها لا تجوز إلا بالجماعة ومن لم
يحضر إلى الجماعة فلا جمعة له ويحرم لمن وجب عليه الجمعة
السفر بعد طلوع الشمس ويكره بعد طلوع الفجر إلا لضرورة
تفوت ومنها الوقت المتعين من أول فيء الزوال إلى صيرورة

الظِّلِّ مِثْلَيْهِ وَإِنْ تَجَاوَزَ فَاتَ وَقْتُهَا۔ اَلْجُمُعَةُ إِذَا أَقَامُوهَا فِيْ سَوَادٍ ذِي أَبْنِيَةٍ فَمَنْ يَسْمَعُ النِّدَاءَ مِنْ جَوَانِبِهِ يَجِبُ عَلَيْهِ الْحُضُوْرُ إِلٰى هٰذِهِ الْجُمُعَةِ وَفِي الْأَبْعَدِ مِنْ هٰذَا الْقَدْرِ يَجُوْزُ أَنْ يُقِيْمُوْا جُمُعَةً أُخْرٰى وَفِي السَّوَادِ الْأَعْظَمِ يَجُوْزُ إِقَامَةُ جُمُعَتَيْنِ أَوْ جُمُعَاتٍ لِلْإِزْدِحَامِ بِلَافَاصِلَةٍ نَهَرٍ أَوْ غَيْرِهِ۔

ترجمہ :۔ نماز جمعہ کی کئی شرطیں ہیں

(۱) صفات امامت کا حامل امام کا ہونا۔ وہ صفات یہ ہیں۔ مرد کا ہونا۔ بالغ ہونا۔ صاحب عقل ہونا۔ مسلمان ہونا۔ عادل ہونا۔ علم والا ہونا۔ پرہیزگاری۔ بہادری۔ سخاوت اور ملت محمدیہ میں سب سے اعلیٰ حسب ونسب والا ہونا یہ خصلتیں شرطوں اور ارکان کی مانند ہیں۔ اگر ان اوصاف کے حامل ہونے کے ساتھ ساتھ اگر امام کوئی ایسا ولی ہو جو صاحب ہدایت ہو۔ خود کامل ہو دوسروں کو کامل بنانے والا ہو۔ علم شریعت، علم طریقت اور علم حقیقت تینوں پر کافی عبور رکھنے والا ہو۔ ولایت کے شعبہ جات کا جامع ہو مثلاً دل کی کیفیتوں کے طور طریقے۔ گم گشتگی والی روحانی روشنیاں۔ عالم ملکوت کے حالات کشف، عالم جبروت کے حالات مشاہدہ اور عالم لاہوت کی تجلیاں۔ وہ خدا کی یکسوئی میں فنا ہونے والا ہو اور اسی حالت فنا میں باقی رہنے والا ہو آدم الاولیاء۔

حضرت علی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح جملہ صفات اسمائے الٰہی کا مظہر ہو تو یہ نور پہ نور کا اضافہ ہے۔ اگر ان اوصاف کا حامل امام نہ مل سکے تو شرطوں اور ارکان کا درجہ رکھنے والی خصلتوں کا حامل امام کا ہونا جمعہ کے لئے ضروری ہے۔ اگر ایسا بھی نہ مل سکے تو امام کا کم از کم ایسا مسلمان ہونا ضروری ہے جو مسلمانوں کو نماز پڑھنے سے نہ روکتا ہو یہ حالت تیمم کی سی ہے۔

ہر اس شہر یا بستی میں نماز جمعہ کا قائم کرنا واجب ہے۔ جہاں جماعت کے ساتھ نماز کا پڑھنا ممکن ہو چنانچہ ایسی جگہ جمعہ کی نماز منعقد ہو سکتی ہے۔ جتنی تعداد میں لوگ ہوں۔ امام سمیت یا امام کی طرف سے مقرر کردہ نائب امام سمیت تین افراد ہوں یا اس سے زیادہ تعداد میں لوگ ہوں۔ امام کی طرف سے تقرر کی شرط اس لئے ہے کہ جس کو امام نے مقرر نہ کیا ہو۔ تو ممکن ہے کہ وہ فاسق اندرونی شخص ہو۔ ایسی صورت میں اس کی نماز باطل ہو جائے گی جو کہ بنیاد پر رکھی گئی ہے اگر بنیاد باطل ہو جائے

تو بنیاد پر رکھی جانے والی چیز خود بخود باطل ہو جاتی ہے۔ یہ بالکل حق بجانب مسئلہ ہے اگرچہ فاسقوں کے دل اس پر ناخوش ہی کیوں نہ ہو۔

(۲) اقامت پذیر ہونے کی جگہ کا ہونا مثلاً شہر اور بستیاں۔ چنانچہ کوچ کرتے رہنے والے خیموں کے باشندوں اور صحرا نشین لوگوں پر نماز جمعہ واجب نہیں ہے۔ جو لوگ گرمی یا سردی گذارنے کے لئے سال میں ایک مرتبہ یا دو مرتبہ عمارتوں اور مکانات والی کسی بستی میں کسی بستی سے منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ اُن سے نماز جمعہ ساقط نہیں ہو سکتی۔

(۳) جماعت سے پڑھنا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جمعہ کی نماز صرف جماعت کی صورت میں ہی جائز ہو سکتی ہے۔ جو شخص جماعت میں حاضر نہ ہو جائے اُس کے لئے کوئی جمعہ نہیں ہے۔ جس شخص پر جمعہ کی نماز واجب ہے۔ اُس کے لئے سورج نکل آنے کے بعد سفر کرنا حرام ہے۔ صبح صادق نکل آنے کے بعد فوت ہونے والی کسی ضرورت کے بغیر سفر کرنا مکروہ ہے۔

(۴) وقت ہے۔ جمعہ کا مقررہ وقت زوال کے ابتدائی سایہ سے لے کر ہر چیز کا سایہ کا اس سے دو چند ہونے تک ہے، اگر اس سے وقت تجاوز کر جائے تو جمعہ کی نماز کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

عمارتوں والی کسی بستی میں جب لوگ جمعہ کی نماز قائم کریں تو جو شخص اُس بستی کے اطراف سے جمعہ کی اذان سُن لیتا ہو اُس کے لئے اُسی جمعہ میں حاضر ہونا واجب ہے۔ اس اندازے سے زیادہ دُور والوں کے لئے ایک اور جمعے کا قائم کرنا جائز ہے۔ بڑے بڑے دیہاتوں میں لوگوں کے زبردست ہجوم کی وجہ سے کسی نہر وغیرہ کی آڑ موجود نہ ہونے کی صورت میں بھی دو جمعے یا کئی جمعے کا قائم کرنا جائز ہے۔

وَ اَمَّا الْخُطْبَتَانِ فَفِيْهِمَا خَمْسَةُ اَرْكَانٍ حَمْدُ اللّٰهِ وَ الصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِيِّ وَ اٰلِهٖ مِنَ الْاَئِمَّةِ الْهُدَاةِ اِلٰى طَرِيْقِ النَّجَاةِ وَ الْوَصِيَّةُ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَ غَيْرِهٖ مِنَ الْمَوَاعِظِ اللَّائِقَةِ وَ قِرَاءَةُ سُوْرَةٍ خَفِيْفَةٍ اَوْ اٰيَاتٍ اَوْ اٰيَةٍ وَ السُّوْرَةُ اَوْلٰى اِنْ لَمْ يَكُنْ فِي الْاٰيَةِ فَائِدَةٌ اُخْرٰى وَ الدُّعَاءُ بِالْمَغْفِرَةِ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ فَلَا بُدَّ اَنْ يَقَعَ لَفْظُ الْحَمْدِ وَ الصَّلٰوةِ فِيْهِمَا وَ الْوَصِيَّةِ فِي الْاُوْلٰى وَ الْقِرَاءَةُ وَ دُعَاءُ الْمُؤْمِنِيْنَ يَجُوْزُ اَنْ يَكُوْنَا فِيْهِمَا اَوْ فِيْ اِحْدَاهُمَا وَ اِنْ وَقَعَ جَمِيْعُهَا فِيْ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا لَا اِخْفَاءَ فِيْ فَضِيْلَتِهٖ وَ يَجِبُ تَقَدُّمُهُمَا عَلَى الصَّلٰوةِ

وَأَنْ يَكُوْنَ الْخَطِيْبُ قَائِمًا مَعَ الْقُدْرَةِ وَإِنْ عَجَزَ يَجُوْزُ الْقُعُوْدُ كَمَا فِي الصَّلٰوةِ وَأَنْ يَجْلِسَ بَيْنَهُمَا مُطْمَئِنًّا وَإِنْ وَقَعَتَا قَبْلَ الزَّوَالِ وَالصَّلٰوةُ بَعْدَ الزَّوَالِ لَا تَبْطُلُ الْجُمُعَةُ وَلَا يُشْتَرَطُ الطَّهَارَةُ فِيْهِمَا لِأَنَّ الْخَطِيْبَ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ غَيْرَ الْإِمَامِ وَلَا يَجُوْزُ الْفَصْلُ بَيْنَ الْخُطْبَةِ وَالصَّلٰوةِ إِلَّا بِالْإِقَامَةِ وَيُسْتَحَبُّ أَنْ تَكُوْنَ الْخُطْبَةُ بَلِيْغَةً قَرِيْبَةً إِلَى الْأَفْهَامِ خَالِيَةً عَنِ الْأَلْفَاظِ الْغَرِيْبَةِ مَائِلَةً إِلَى الْقِصَرِ وَأَنْ يَكُوْنَ الْخَطِيْبُ مُسْتَقْبِلًا عَلَى النَّاسِ وَلَوْ كَانَ مُسْتَدْبِرًا لِبَعْضِ الْجَمَاعَةِ يَسْمَعُ صَوْتَهُ مَفْهُوْمًا كَفَاهُ وَأَنْ لَا يَلْتَفِتَ يَمِيْنًا وَيَسَارًا وَأَنْ يَأْخُذَ بِيَدِهِ سَيْفًا أَوْ عَنَزَةً أَوْ قَوْسًا وَيَعْتَمِدَ عَلَيْهِ وَأَنْ يَكُوْنَ مُتَعَمِّمًا مُرْتَدِيًا وَالْعِمَامَةُ وَالرِّدَاءُ كِلْتَاهُمَا أَوْ أَحَدُهُمَا سَوْدَاءُ أَوْ بُرْدَاءُ وَلَوْ سَلَّمَ يَنْبَغِيْ أَنْ يُسَلِّمَ مَهْمُوْسًا وَأَنْ يَجْلِسَ بَعْدَ الْإِرْتِقَاءِ ثُمَّ يَقُوْمَ فَيَخْطُبُ بِجُهُوْرَةٍ وَأَنْ يَدْعُوَ عَلَى الظَّالِمِ إِنْ قَدَرَ وَإِلَّا فَلَهُ لِدَفْعِ الضَّرَرِ وَيَجِبُ الْإِنْصَاتُ إِذَا صَعِدَ الْخَطِيْبُ الْمِنْبَرَ إِنْ سَمِعَ الْخُطْبَةَ أَوْ لَمْ يَسْمَعْ وَتُكْرَهُ الصَّلٰوةُ فِيْ حَالِ الْخُطْبَةِ وَلَوْ خَطَبَ بِغَيْرِ الْعَرَبِيَّةِ مِنَ الْأَلْسِنَةِ الْعَجَمِيَّةِ جَازَ۔

ترجمہ:۔ جمعہ کے دو خطبوں کا مسئلہ:۔

جمعہ کے ان دو خطبوں کے پانچ ارکان ہیں (۱) حمد و ثنائے باری تعالیٰ (۲) پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھنا اور آلِ نبیؐ جو راہِ نجات کی ہدایت کرنے والے ائمہ علیہم السلام ہیں اُن پر درود پڑھنا۔ (۳) خدا سے ڈرنے اور دیگر مناسب وعظوں سے مسلمانوں کو نصیحت کرنا (۴) ایک چھوٹی سورہ یا چند آیتیں یا ایک آیت کا پڑھنا۔ سورہ بہتر ہے بشرطیکہ آیت میں کوئی دوسرا فائدہ منظر نہ ہو (۵) تمام مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کے واسطے مغفرت کی دُعا کرنا۔ چنانچہ یہ ضروری ہے کہ حمد و صلوٰۃ کے الفاظ دونوں خطبوں میں وقوع پذیر ہوں۔ نصیحت کے الفاظ پہلے خطبے میں ہوں۔ قرأت اور مومنوں کے لئے دُعا۔ دونوں کا دونوں ہی خطبوں میں وقوع پذیر ہونا اور ایک میں ہی وقوع پذیر ہونا دونوں صورتیں جائز ہیں۔ اگر تمام ارکان

دونوں خطبوں میں سے ہر ایک خطبے میں وقوع پذیر ہوں تو اس کی فضیلت کوئی ڈھکی چھپی چیز نہیں ہے۔

خطبے کے بارے میں یہ چیزیں واجب ہیں:۔

(۱) خطبے کو نماز پر مقدم رکھنا (۲) خطیب کا اپنی طاقت سے کھڑے رہنے والا ہونا اگر کھڑے رہنے سے عاجز آجائے تو بیٹھ کر خطبہ کو پڑھنا جائز ہے جیسا کہ نماز میں کھڑے ہونے سے عاجز آنے کی صورت میں بیٹھ جانا جائز ہے (۳) دونوں خطبوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھنا۔ اگر جمعہ کے خطبے زوال سے پہلے اور نماز زوال کے بعد وقوع پذیر ہو جائے تو اس سے نمازِ جمعہ باطل نہیں ہوتی خطبہ پڑھنے کی صورت میں باوضو ہونا شرط نہیں ہے کیونکہ جائز ہے کہ خطیب امام کے علاوہ کوئی دوسرا شخص ہو۔ خطبہ اور نماز کے درمیان اقامت پڑھنے کے سوا کسی اور کام کا وقفہ کرنا جائز نہیں ہے۔

خطبے کے بارے میں یہ چیزیں سُنّت ہیں:۔

(۱) خطبہ فصیح و بلیغ الفاظ میں ہو، لوگوں کی سوجھ بوجھ کے مناسب قریب ہو۔ اجنبی الف ماہر اور اختصار کی طرف مائل ہو (۲) خطیب لوگوں کی طرف رُخ کئے ہوئے ہو اگر وہ لوگوں کی طرف پیٹھ کئے ہو اور جماعت کے کچھ لوگ خطیب کی آواز سمجھ کر سُنتے ہو تو یہ صورت کافی ہے (۳) خطیب دائیں اور بائیں کو نہ مڑے (۴) خطیب اپنے ہاتھ میں کوئی تلوار یا نیزہ نما لاٹھی یا کوئی کمان لے اور اُس کا سہارا لے لے۔ (۵) خطیب پگڑی والا، چادر پوش ہو۔ پگڑی اور چادر دونوں کے دونوں یا اُن میں سے ایک سیاہ رنگ کی ہو یا اپنے اصلی بھڑکیلے رنگ میں ہو۔ اگر خطیب سلام کرنا چاہے تو وہ آہستہ سے سلام کرے (۶) خطیب منبر پر چڑھنے سے پہلے بیٹھ جائے پھر کھڑے ہو اور بلند آواز میں خطبہ پڑھے (۷) خطیب ظالم کے خلاف بددعا کرے بشرطیکہ اُس میں طاقت ہو۔ اگر اُس میں بددعا کی طاقت نہیں تو اُس کے لئے ضرر کو دُور کرنے کی مصلحت پر عمل کرنا ہے۔ خطیب جب منبر پر جلوہ افروز ہو تو خاموش رہنا حاضرین کے لئے واجب ہے چاہے خطبہ سُنے یا نہ سُنے۔ خطبہ پڑھنے کے دوران کسی کے لئے نماز کا پڑھنا مکروہ ہے۔ اگر خطیب عربی زبان کے علاوہ دیگر عجمی زبانوں میں خطبہ پڑھے تو جائز ہے۔

وَاَمَّا صَلٰوۃُ الْعِیْدَیْنِ فَهِیَ وَاجِبَةٌ بِشَرَائِطِ الْجُمُعَةِ اِلَّا وَلَا الْاِقَامَةِ

ووقتهما من طلوع الشمس قدر رمح الى الزوال وهي ركعتان ويستحب فيهما
تكبيرات اقلها ستة واكثرها اثنتا عشرة وهي تجوز قبل القراءة
وتجوز بعدها وفي الاولى قبلها وفي الثانية بعدها لكن الاصوب
اكثرها وهو في الاولى بعد تكبيرة الاحرام سبع تكبيرات وبعد تكبيرة
القيام في الثانية خمس تكبيرات قبل القراءة فيهما ورفع اليدين مع
كل تكبيرة وان يقول بين كل تكبيرتين ه سبحان الله والحمد لله ولا اله
الا الله والله اكبر اللهم صل على محمد وآل محمد ولو زاد عليهما دعاء
لا باس به وان يقرء في الاولى بعد الفاتحة سورة ق او سورة الاعلى او
سورة الغاشية وفي الثانية سورة اقتربت الساعة او سورة الشمس ولو
قرء بعد الفاتحة غير تلك السور لا باس به ولو لم يدرك الجماعة يجوز
ان يصلي هاتين الصلوتين منفردا كما في الجماعة بعينها وان فات
الوقت ولم يقض لم يعص ولو اراد ان يقضي جاز ولو ترك التكبيرات لم
لم تبطل الصلوة ويستحب فيهما ما يستحب في الجمعة كالغسل وقطع الروائح
الكريهة والتنظيف والتطييب ولبس انظف الثياب واشرفها وان يمشي
بالسكينة والوقار وان يخرج في الصحراء ويستحب ايضا ان يطعم في الفطر
قبل الصلوة وفي الاضحى بعدها من الاضحية وتاخير الفطر لاخراج
الصدقة وتعجيل الاضحى لذبح الاضحية وان يكبر في العيدين من
وقت غروب الشمس في ليلتهما في المنازل الشريفة والمساجد والطرق
والاسواق مع رفع الصوت الى وقت احرام صلوة العيد الا الحجاج فلهم
التلبية مقام التكبير وفي الفطر عقيب صلوة المغرب والعشاء والصبح
والعيد وفي الاضحى عقيب صبح يوم عرفة الى عصر الثالث من ايام التشريق
وهي في خمس عشرة اشد تاكيدا للموافقة الحجاج يعني من عقيب ظهر
يوم النحر الى عقيب صبح الثالث من ايام التشريق وصيغة التكبير

هٰذِهٖ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ فِي الْفِطْرِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَيَجُوْزُ فِي
الْاَضْحٰى مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَلَوْ زَادَ كَبِيْرًا اَوْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَّسُبْحَانَ
اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا جَازَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَبَعْدَ
هٰذِهٖ فِي الْفِطْرِ يَزِيْدُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ عَلٰى مَا هَدَانَا فَحَسَنٌ وَفِي الْاَضْحٰى اَللّٰهُ اَكْبَرُ
عَلٰى مَا هَدَانَا اَللّٰهُ اَكْبَرُ عَلٰى مَا رَزَقَنَا مِنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ اَوْ اَحَلَّ لَنَا مِنْ بَهِيْمَةِ
الْاَنْعَامِ۔

وَاَمَّا الْخُطْبَةُ فَهِيَ خُطْبَتَانِ كَالْجُمُعَةِ فِي الشَّرَائِطِ وَالْاَرْكَانِ لٰكِنْ يُسْتَحَبُّ
فِيْ هَاتَيْنِ الْخُطْبَتَيْنِ اَنْ يُّكَبِّرَ قَبْلَ الْاُوْلٰى تِسْعًا وَقَبْلَ الثَّانِيَةِ سَبْعًا وَاَنْ
يُّعَلِّمَ النَّاسَ فِي الْفِطْرِ صَدَقَةَ الْفِطْرِ وَفِي الْاَضْحٰى الْاُضْحِيَّةَ وَتَكْبِيْرَاتِ
اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ وَاَنْ يَّخْطُبَ بَعْدَ الصَّلٰوةِ وَلَا يَجِبُ اِسْتِمَاعُهُمَا وَلَا يَجُوْزُ
السَّفَرُ بَعْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ فِي الْعِيْدَيْنِ اِلَّا لِضَرُوْرَةٍ وَيُكْرَهُ بَعْدَ طُلُوْعِ الصُّبْحِ
وَذٰلِكَ اِنْ لَّمْ يَتَمَكَّنْ اَنْ يَّصِلَ اِلٰى صَلٰوةِ الْعِيْدِ فِيْ بُقْعَةٍ اُخْرٰى وَلَوْ سَافَرَ
وَوَصَلَ اِلٰى صَلٰوةِ الْعِيْدِ لَا بَاْسَ بِهٖ وَلَوْ تَاَخَّرَتِ الصَّلٰوةُ لِمَانِعٍ يَجُوْزُ اَنْ
يُّصَلّٰى غَدًا فِي الْفِطْرِ وَفِي الْاَضْحٰى غَدًا اَوْ بَعْدَ الْغَدِ اِلٰى ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ
مَعَ يَوْمِ الْعِيْدِ وَيُكْرَهُ اَنْ يَّتَنَفَّلَ قَبْلَ صَلٰوةِ الْعِيْدِ وَبَعْدَهَا اِلَّا
لِمَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَبْلَ خُرُوْجِهٖ۔

ترجمہ:۔ عیدین کی نماز کا مسئلہ:۔

یہ نماز اقامت گاہ ہونے کی شرط کو چھوڑ کر جمعہ کی شرطوں کے ساتھ واجب ہے۔ اس کا وقت ایک نیزے کے اندازے کے برابر سورج کے چڑھنے سے لے کر زوال تک ہے۔ عیدین کی نماز دو رکعتوں پر مشتمل ہے۔ اس نماز کی بجا آوری کی صورت میں کئی تکبیریں پڑھنے کی ہیں۔ کم از کم چھ تکبیریں اور زیادہ سے زیادہ بارہ ہیں۔ ان تکبیروں کا پڑھنا قرأت سے پہلے، قرأت کے بعد، نیز پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد سب صورتیں جائز ہیں۔ لیکن بہترین طریقہ عیدین

کی نمازیں زیادہ سے زیادہ تکبیر پڑھنا ہے۔ پہلی رکعت میں احرام کی تکبیر کے بعد سات تکبیروں کا پڑھنا اور دوسری رکعت میں قیام کی تکبیر کے بعد پانچ تکبیروں کا پڑھنا۔ ہر ایک تکبیر کے ساتھ ساتھ ہاتھوں کا اُٹھانا ہر دو تکبیروں کے درمیان سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الخ کا پڑھنا۔ ہم اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی بھی پرستش کے لائق نہیں ہے اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ پروردگار تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آلِ محمدؐ پر اپنی رحمت نازل فرما۔ اگر اس پر کسی اور دعا کا اضافہ کرے تو کوئی حرج نہیں۔ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورۃ قٓ یا سورۂ اعلیٰ یا سورہ غاشیہ کا پڑھنا اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد اقتربت الساعہ یا سورہ شمس کا پڑھنا۔ اگر ان سورتوں کے علاوہ کوئی اور سورت پڑھے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص جماعت کو نہ پاسکے تو اس کے لئے ان دونوں نمازوں کو اکیلے طور پر پڑھنا جائز ہے جیسا کہ میں جماعتوں کی صورت میں ہوتا ہے۔ اگر نمازِ عید کا وقت گذر جائے اور اس کی قضا بجا نہ لائے تو آدمی گنہگار نہیں ہوتا۔ اگر وہ قضا بجا لانا چاہے تو جائز ہے۔ اگر کوئی شخص عیدین کی نمازوں کی تکبیروں کا پڑھنا چھوڑ دے تو اس سے عید کی نماز باطل نہیں ہوسکتی۔ عیدین کے موقعوں پر وہ افعال مسنون ہیں جو جمعہ کے موقع پر مسنون ہیں۔ مثلاً غسل کرنا، ناپسندیدہ بُو کا ختم کرنا، صفائی کرنا، خوشبو لگانا، صاف ترین اور عمدہ ترین کپڑا پہننا، انتہائی سکون اور وقار کے ساتھ چلنا اور نمازِ عید کے لئے میدان میں نکلنا۔ تیرہ امور بھی مسنون ہیں۔ عید الفطر کے موقع پر عید کی نماز سے پہلے کچھ کھالینا۔ عید قربان کے موقع پر نمازِ عید کے بعد قربانی کے گوشت سے کھانا۔ صدقہ فطر کے نکالنے کی غرض سے عید الفطر کی نماز میں تاخیر سے کام لینا اور قربانی کا جانور ذبح کرنے کی خاطر عید الاضحیٰ کی نماز کا جلدی سے پڑھنا۔ عیدین کے موقعوں پر اچھے مقامات، مساجد، راستوں اور بازاروں میں غروب آفتاب کے وقت سے لیکر نماز عید کی تکبیر احرام کے وقت بلند آواز سے تکبیر پڑھنا، مگر حاجیوں کے لئے تکبیر کے بجائے تلبیہ کا پڑھنا مسنون ہے۔ عید الفطر کے دوران، مغرب، عشاء، صبح اور عید کی نمازوں کے بعد تکبیر کا پڑھنا، عید الاضحیٰ کے موقع پر یوم عرفہ (ذی الحج کی نویں) کی نماز صبح کے بعد سے لے کر ایام تشریق کے تیسرے دن کی نماز عصر کے بعد تک تکبیر کا پڑھنا۔ ان تکبیروں کا پڑھنا پندرہ نمازوں کے بعد زیادہ تاکیدی پہلو رکھتا ہے۔ تاکہ حاجیوں کی موافقت ہو جائے۔ مطلب یہ ہے کہ یوم نحر (ذی الحج کی دسویں) کی نماز ظہر کے بعد سے

ایام التشریق کے تیسرے دن کی نماز صبح کے بعد تک تکبیروں کا پڑھنا سنت موکدہ ہے۔ تکبیر کے الفاظ یہ ہیں۔ اللہ اکبر۔ یہ عید الفطر کے موقع پر تین مرتبہ کہے۔ عید الاضحیٰ کے موقع پر اس کا دو مرتبہ یا تین مرتبہ پڑھنا جائز ہے۔ اگر اسی تکبیر پر کبیرا والحمد للہ کثیرا الخ کا اضافہ کرے تو جائز ہے صورت یہ ہوگی اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا لا الہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد۔ اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے۔ بہت بڑا ہے۔ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ ہم اللہ کی حمد کثیر بجالاتے ہیں اور ہم صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی بھی پرستش کے لائق نہیں۔ اللہ سب سے بڑا ہے اور تمام تعریفیں صرف اللہ کے لئے ہیں۔ اگر عید الفطر کے موقع پر مذکورہ تکبیر کے بعد ان الفاظ کا اضافہ کرے تو اچھا ہے اللہ اکبر علی ما ھدانا اللہ سب سے بڑا ہے جیسا کہ اس نے ہم کو اپنی راہ پر لگایا۔ عید الاضحیٰ کے موقع پر مذکورہ تکبیر کے الفاظ کے بعد ان الفاظ کا اضافہ کرے تو اچھا ہے اللہ اکبر علی ما ھدانا اللہ اکبر علی ما رزقنا من بھیمۃ الانعام۔ اللہ سب سے بڑا ہے جیسا کہ اس نے ہم کو اپنی راہ پر لگایا۔ اللہ سب سے بڑا ہے جیسا کہ اس نے ہم کو چوپائے جانور عطا کئے یا ان الفاظ کو پڑھے۔ الحمد للہ علی ما ھدانا والحمد للہ علی ما رزقنا من بھیمۃ الانعام۔ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جیسا کہ اس نے ہم کو اپنی راہ پر لگایا اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جیسا کہ اس نے ہمیں چوپائے جانور عطا کئے۔ یوں بھی چاہے تو پڑھے والحمد للہ علی ما احل لنا من بھیمۃ الانعام۔ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جیسا کہ اس نے ہمارے لئے بعض چوپائے جانور حلال بنا دیئے۔

خطبہ عیدین کا مسئلہ :۔

شرائط اور ارکان کی رو سے جمعہ کی مانند عیدین میں بھی ہر ایک عید کے دو خطبے ہیں۔ لیکن ان دونوں خطبوں کے پہلے خطبے میں نو مرتبہ اور دوسرے خطبے میں سات مرتبہ تکبیر کا پڑھنا، عید الفطر کے موقعہ پر لوگوں کو صدقہ فطر کے احکام کی تعلیم دینا اور عید الضحیٰ کے موقع پر قربانی کے احکام اور ایام تشریق کی تکبیرات کی تعلیم دینا، اور نماز کے بعد خطبہ کا پڑھنا یہ مسنون افعال ہیں۔ عیدین کے خطبوں کا سننا واجب نہیں ہے کسی فردی صورت حال در پیش ہونے کے سوا عیدین کے موقعوں پر سورج نکلنے کے بعد سفر کرنا جائز

نہیں ہے۔ صبح صادق کے نکلنے کے بعد عیدین کے موقعوں پر سفر کرنا مکروہ ہے۔ یہ مکروہ اُس صورت میں ہے جبکہ کسی دوسری جگہ نماز کے لئے پہنچ جانا ناممکن ہو۔ اگر کوئی سفر کرے اور نماز کے لئے کسی دوسری جگہ وہ پہنچ سکے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر کسی رکاوٹ کی وجہ عید کی نماز میں تاخیر ہو جائے تو عید الفطر کی صورت میں دوسرے دن نماز کا پڑھنا اور عید الاضحیٰ کی صورت میں دوسرے دِن یا عید کے دن سمیت تین دِنوں تک اس نماز کا پڑھنا جائز ہے۔ عید کی نماز سے پہلے اور عید کی نماز کے بعد دونوں صورتوں میں نفل کا پڑھنا مکروہ ہے۔ مگر مسجدِ نبوی میں وہاں سے نکلنے سے پہلے نماز نفل کا پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔

أَمَّا صَلٰوةُ الْخَوْفِ مِنَ الْأَعْدَاءِ الْمُحَارِبِيْنَ مِنَ الْكَفَرَةِ أَوِ الظَّلَمَةِ أَوْ قُطَّاعِ الطَّرِيْقِ أَوِ السَّبُعِ أَوِ الْحَرْقِ أَوِ الْغَرَقِ أَوْ فِي الْفِرَارِ عَنْ هٰذِهِ الْمَخَاوِفِ فَيَجُوْزُ فِي هٰذِهِ الْمَحَالِّ إِنِ اشْتَدَّ الْخَوْفُ الصَّلٰوةُ بِالْإِيْمَاءِ رَاكِبًا كَانَ أَوْ رَاجِلًا وَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعِ الْإِيْمَاءَ لِغَايَةِ اشْتِدَادِ الْخَوْفِ لَوْ قَالَ عِوَضَ كُلِّ رَكْعَةٍ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ كَفَاهُ وَلَوْ أَعَادَ أَدَاءً أَوْ قَضَاءً كَانَ أَفْضَلَ وَإِنْ لَمْ يَبْلُغْ إِلَى الشِّدَّةِ وَالْإِمَامُ حَاضِرٌ وَهُوَ كَانَ مُتَوَسِّلًا إِلَيْهِ وَفَضَائِلُ الْإِمَامَةِ فِيْهِ مِنَ الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ وَالْوِلَايَةِ وَالْكَمَالَاتِ وَالْكَشْفِ وَالْكَرَامَاتِ وَاضِحَةٌ يَجُوْزُ أَنْ يَؤُمَّ لِطَائِفَةٍ فَتَمْشِيَ هٰذِهِ الطَّائِفَةُ إِلَى مُقَابَلَةِ الْأَعْدَاءِ وَتَجِيْئُ الْأُخْرٰى فَيُتِمُّوْنَ صَلٰوتَهُمْ فَالْأُخْرٰى يُتِمُّوْنَ صَلٰوتَهُمْ وَفِي الرُّبَاعِيَّةِ رَكْعَتَيْنِ لِطَائِفَةٍ وَرَكْعَتَيْنِ لِأُخْرٰى
وَإِنْ كَانَتِ الصَّلٰوةُ مَغْرِبًا فَيُصَلِّيْ بِالْأُوْلٰى رَكْعَتَيْنِ وَبِالثَّانِيَةِ رَكْعَةً وَبِالْعَكْسِ
وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيْ حَضْرَةِ إِمَامٍ ذِيْ فَضَائِلَ أَوْ كَانَ وَهُوَ يَأْمُرُ طَائِفَةً أَنْ يُصَلُّوْا خَلْفَ صَالِحٍ مِنْ أَصْحَابِهِ تَمَامَ صَلٰوتِهِمْ وَطَائِفَةً أُخْرٰى خَلْفَهُ أَوْ خَلْفَ مَنْ نَصَبَهُ كَانَ أَوْلٰى۔

وَكَانَ فِيْ بِدَايَةِ الْإِسْلَامِ حَمِيَّةُ الْجَاهِلِيَّةِ رَاسِخَةً فِيْ جِبِلَّةِ

أَكْثَرِهِمْ فَلِذٰلِكَ اخْتَلَجُوْا إِلٰى مِثْلِ هٰذِهِ التَّكَلُّفَاتِ لِمُرَاعَاةِ خَوَاطِرِ جَمِيْعِهِمْ وَلَا حَاجَةَ إِلَيْهَا فِيْ هٰذَا الزَّمَانِ فَالْأَصْوَبُ فِيْ زَمَانِنَا أَنْ يُصَلُّوْا إِمَّا دَفْعَةً أَوْ دَفْعَتَيْنِ أَوْ دَفَعَاتٍ كُلُّ طَائِفَةٍ قَلِيْلَةٍ بِإِمَامٍ لِئَلَّا تَتَشَوَّشَ الْقُلُوْبُ مِنْ غَلَبَةِ الْعَدُوِّ وَلِيَعْلَمُوْا أَنَّ أَكْثَرَهُمْ مَشْغُوْلُوْنَ بِدَفْعِ مَا يُخَافُ مِنْهُ۔

ترجمہ۔ نمازِ خوف کا مسئلہ :۔

دشمن کافروں کا خوف ہو، دشمن ظالموں کا خوف ہو، ڈاکوؤں کا خوف ہو، درندوں کا خوف ہو، جلنے کا خوف ہو، یا ان خوفناکیوں سے بھاگنے کی صورت ہو تو ان حالات میں اگر خوف زیادہ سخت ہو جائے تو اشارے سے نماز کا پڑھنا جائز ہے۔ چاہے آدمی سوار ہو یا پیدل۔ خوف کے بعید شدید ہونے کی وجہ سے اگر اشارے سے کام نہ لے سکتا ہو تو اگر ہر ایک رکعت کے بدلے سُبْحَانَ اللّٰہِ الخ پڑھے تو کافی ہے اگر ایسا شخص نماز کو ادا یا قضا کی صورت میں دوبارہ پڑھے تو بہتر ہے اگر وہ خوف کی شدت کو نہ پہنچے۔ کوئی امام موجود ہو

شخص امام کا وسیلہ والا ہو نیز امامت کے فضائل مثلاً علم، عمل، ولی ہونا، کمالات، کشفِ اسرار اور کرامات
واضح طور پر اس میں موجود ہوں تو ایسی صورت میں جائز ہے کہ امام نماز کے بعض حصوں کی ادائیگی میں کسی ایک گروہ
کی امامت کرے اور نماز کے دوسرے بعض حصوں کی ادائیگی میں دوسرے گروہ کی امامت کرے مطلب یہ ہے
کہ دو رکعتوں والی نماز کی ادائیگی کی صورت میں ایک رکعت ایک گروہ کو پڑھائے اور پھر یہ گروہ دشمنوں کے
مقابلے کے لئے چلا جائے۔ دوسرا گروہ آجائے اور اپنی نماز کو پورا کرے پھر دوسرا گروہ اپنی نماز کو پورا کرے۔
چار رکعتوں والی نماز کی ادائیگی کی صورت میں امام دو رکعتیں ایک کو پڑھائے اور دو رکعتیں دوسرے گروہ کو پڑھائے
اگر نماز مغرب کی ہو تو امام پہلے گروہ کو دو رکعتیں اور دوسرے گروہ کو ایک رکعت پڑھائے۔ نیز اس کی الٹی صورت
میں پڑھائے سب درست ہیں اگر خوف زدہ شخص فضائل امامت کا حامل کسی امام کی موجودگی میں کے موقع پر نہ ہو یا
موجود ہو مگر وہ امام کسی گروہ کو حکم دے کہ وہ اس کے ساتھیوں میں سے کسی نیک آدمی کے پیچھے نماز پڑھے تو یہ
صورت بہتر ہے۔ اسلام کے ابتدائی دور میں اکثر لوگوں کی طبیعتوں میں جاہلیت کی عصبیت پختہ تھی۔ اس لئے
سب کے دلوں کی رضا جوئی کی خاطر ان کو اس قسم کے تکلفات کی ضرورت پڑی۔ اس زمانے میں ایسے تکلفات کی
کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے دور میں سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ لوگ ایک دفعہ میں، دو دفعوں میں یا کئی دفعات
میں نماز پڑھائے ہر ایک چھوٹا گروہ ایک امام کی پیروی کرے تاکہ دشمن کے غلبے کی وجہ سے لوگوں کے دل تشویش
میں نہ پڑے۔ نیز وہ یہ جان لے کہ ان کی اکثریت پر خوف چیز کے دفع کرنے میں لگی ہوئی ہے۔

اَمَّا صَلٰوۃُ الْخُسُوْفِ وَالْکُسُوْفِ وَالتَّزَلْزُلِ وَسَائِرِ الْاٰیَاتِ السَّمَاوِیَّۃِ فَہِیَ سُنَّۃٌ
عَظِیْمَۃٌ قَرِیْبَۃٌ اِلَی الْوُجُوْبِ وَھِیَ رَکْعَتَانِ وَوَقْتُھُمَا مِنَ الْاِبْتِدَاءِ بِالْاَخْذِ اِلَی الْاِنْجِلَاءِ
وَیَبْقٰی اِلٰی اٰخِرِ الْاِنْجِلَاءِ اَوْ اِلٰی عَشْرٍ وَبَعْدَھَا مُنْخَسِفَیْنِ اَنْ یَّشْتَغِلَ مِنِ ابْتِدَائِھِمَا اِلٰی
انْتِھَائِھِمَا بِھٰذِہِ الصَّلٰوۃِ یَعْنِیْ اَنْ یُّطَوِّلَ الْقِرَاءَۃَ وَیَرْکَعَ وَیَعْتَدِلَ مِنَ الرُّکُوْعِ
بِالتَّکْبِیْرِ فَیَقْرَاَ الْفَاتِحَۃَ وَسُوْرَۃً طَوِیْلَۃً اَقَلَّ مِنَ الْاُوْلٰی فَیُکَبِّرَ وَیَرْکَعَ ثَانِیًا
وَیَعْتَدِلَ بِالتَّکْبِیْرِ وَیَقْرَاَ الْفَاتِحَۃَ وَسُوْرَۃً اَقَلَّ مِنَ الثَّانِیَۃِ وَیَرْکَعَ ثَالِثًا وَ
یَعْتَدِلَ بِالتَّکْبِیْرِ وَیَقْرَاَ الْفَاتِحَۃَ وَسُوْرَۃً قَرِیْبَۃً اِلَی الْقِصَرِ وَیَرْکَعَ رَابِعًا
وَیَعْتَدِلَ بِالتَّکْبِیْرِ وَیَقْرَاَ الْفَاتِحَۃَ وَسُوْرَۃً قَصِیْرَۃً وَیَرْکَعَ خَامِسًا وَیَعْتَدِلَ
بِالتَّسْمِیْعِ وَیَسْجُدَ سَجْدَتَیْنِ وَیَقُوْمَ وَیَفْعَلَ کَمَا فَعَلَ فِی الرَّکْعَۃِ الْاُوْلٰی وَیَتَشَھَّدَ

وَيُسَلِّمَ وَالْجَهْرُ بِالْقِرَاءَةِ فِي الْخُسُوفِ وَالْمُخَافَتَةُ فِي الْكُسُوفِ وَالْجَمَاعَةُ مُسْتَحَبَّةٌ وَيَجُوزُ فُرَادَى وَلَوْ خَطَبَ بَعْدَ الصَّلَاةِ خُطْبَتَيْنِ بِلِسَانِ أَكْثَرِ الْحَاضِرِيْنَ وَخَوَّفَهُمْ كَانَ أَكْمَلَ وَلَوْ أَتَى فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بِرُكُوعَيْنِ أَوْ رُكُوعٍ وَاحِدٍ كَسَائِرِ الصَّلَوَاتِ جَازَ وَلَوِ اكْتَفَى بِالصَّلَاةِ وَلَمْ يَخْطُبْ جَازَ لٰكِنْ أَكْمَلُهَا أَنْ يُصَلِّيَهَا بِعَشْرِ رُكُوعَاتٍ كُلَّ رَكْعَةٍ بِخَمْسِ رُكُوعَاتٍ وَيَخْطُبُ بَعْدَهَا وَيُذَكِّرَ النَّاسَ وَيَنْصَحَهُمْ وَيُخَوِّفَهُمْ مِنْ أَهْوَالِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَيُفَسِّرَ إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ وَيَجُوزُ هٰذِهِ الصَّلَاةُ فِي الْمَشْيِ رَاكِبًا أَوْ رَاجِلًا مِنْ غَيْرِ ضَرُورَةٍ بِأَيِّ جِهَةٍ اتَّفَقَ ۔

ترجمہ: چاند گرہن، سورج گرہن، زلزلے اور تمام آسمانی خوفناکیوں کی صورت میں پڑھی جانے والی نماز کا مسئلہ:

یہ نماز ایک عظیم الشان سنت ہے جو واجب ہونے کے قریب ہے۔ یہ نماز دو رکعتوں پر مشتمل ہے۔ اس نماز کا وقت گرہن کی ابتدائی حالت کے طاری ہونے سے لے کر اس خاص حالت کے کھل جانے تک ہے نیز اس کا وقت خاص حالت کے کھلنے کے آخر تک بصورت دیگر گرہن کی حالت میں ہی چاند سورج دونوں کے غروب ہونے تک باقی رہتا ہے۔ آدمی دونوں کی ابتدائی حالت کے نمودار ہونے سے لے کر انتہائی حالت عیاں ہونے تک اس نماز میں مصروف رہے۔ مطلب یہ ہے کہ قرأت کو طول دے کر رکوع کرے، رکوع سے تکبیر کے ساتھ حالت اعتدال پر آئے، پھر سورۂ فاتحہ اور ایک ایسی طویل سورۃ کو پڑھے جو پہلی کی نسبت چھوٹی ہو۔ پھر تکبیر پڑھے اور دوسری دفعہ رکوع کرے۔ رکوع سے تکبیر کے ساتھ حالتِ اعتدال پر آئے۔ سورۂ فاتحہ اور ایک ایسی سورۃ کو پڑھے جو دوسری کی نسبت چھوٹی ہو وہ تیسری بار رکوع کرے اور رکوع سے حالتِ اعتدال پر آئے۔ سورۂ فاتحہ اور قریب قریب ایک مختصر سی سورۃ کو پڑھے اور چوتھی بار رکوع کرے۔ رکوع سے تکبیر کے ساتھ حالت اعتدال پر آئے۔ سورہ فاتحہ اور ایک مختصر سی سورۃ کو پڑھے اور پانچویں دفعہ رکوع کرے۔ حالتِ اعتدال پر آ کر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ الخ پڑھے، دو سجدے بجا لائے، پھر کھڑے ہو جائے اور پہلی رکعت میں جو کچھ اُس نے کیا ہو وہی دوسری رکعت میں کرے پھر تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے۔ چاند گرہن کی صورت میں قرأت کو بلند آواز سے پڑھنا ہے۔ سورج گرہن کی صورت میں قرأت کو آہستہ پڑھنا ہے اور جماعت کی

صورت میں اس نماز کی بجا آوری سنت ہے۔ اکیلے طور پر اس نماز کی بجا آوری جائز ہے۔ اگر نماز کے بعد اکثر حاضرین حضرات کی زبان میں دو خطبے پڑھے اور لوگوں کو خدا کا خوف دلائے تو یہ کامل ترین صورت ہے اگر ہر ایک رکعت میں دو رکوع کرنے پر یا دیگر تمام نمازوں کی مانند صرف ایک رکوع کرنے پر اکتفا کرے تو جائز ہے اگر نماز پڑھنے پر اکتفا کرے اور خطبہ نہ پڑھے تو جائز ہے۔ لیکن کامل ترین صورت یہ ہے کہ اس نماز کو ہر ایک رکعت میں پانچ رکوع کی بجا آوری کے مطابق دس رکوع کے ساتھ پڑھے۔ نماز کے بعد خطبہ پڑھے۔ لوگوں کو احکام الٰہی کی یاد دہانی کرلے۔ لوگوں کو نصیحت کرے۔ اور ان کو قیامت کی ہولناکیوں سے ڈرائے۔ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَ اِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ کی تفسیر بیان کرے۔ اس نماز کی بجا آوری کسی بھی ضرورت کے بغیر جس جانب کو اتفاق ہو جائے چلنے کی صورت میں بھی جائز ہے چاہے سواری کی حالت میں ہو یا پیدل چل رہا ہو۔

وَ اَمَّا صَلٰوةُ الْاِسْتِسْقَاءِ فَهِيَ سُنَّةٌ اِذَا قَلَّ الْمَطَرُ وَ قَلَّ مَاءُ الْعُيُوْنِ الَّتِيْ يَنْتَفِعُ بِهَا النَّاسُ وَ اَجْدَبَتِ الْاَرْضُ فَيَنْبَغِيْ اَنْ يَأْمُرَ الْاِمَامُ اَوْ مَنْ يَقُوْمُ مَقَامَهُ الْمُسْلِمِيْنَ بِالتَّوْبَةِ وَ رَدِّ الْمَظَالِمِ وَ اشْتِغَالِ بَعْضِهِمْ عَنِ الْبَغْضِ وَ الْخَيْرَاتِ وَ الصَّدَقَاتِ وَ صَوْمِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ وَ الْخُرُوْجِ اِلَى الصَّحْرَاءِ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ اَوِ الرَّابِعِ صَائِمِيْنَ خَاشِعِيْنَ فِيْ ثِيَابِ بَذْلَتِهِمْ حُفَاةً اِنْ كَانَ الطَّرِيْقُ طَاهِرًا مَعَ الْاَطْفَالِ الْمُفَرَّقِيْنَ عَنْ اُمَّهَاتِهِمْ وَ الْبَهَائِمِ الْمُفَرَّقَةِ عَنْ نَتَائِجِهَا فَيَتَوَجَّهُ اِلَى الْقِبْلَةِ وَ يُكَبِّرُ اللّٰهَ مِائَةَ مَرَّةٍ بِرَفْعِ الصَّوْتِ وَ يُوَافِقُهُ الْمُسْلِمُوْنَ وَ اِلَى الْيَمِيْنِ يُسَبِّحُ كَذٰلِكَ وَ اِلَى الْيَسَارِ يُهَلِّلُ كَذٰلِكَ وَ اِلَى النَّاسِ يَحْمَدُ كَذٰلِكَ فَيُصَلِّيْ بِالْجَمَاعَةِ رَكْعَتَيْنِ كَصَلٰوةِ الْعِيْدِ بِعَيْنِهَا فِي التَّكْبِيْرَاتِ وَ غَيْرِهَا اِلَّا الْوَقْتَ فَاِنَّ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ يَجُوْزُ فِيْ اَيِّ وَقْتٍ اتَّفَقَ سِوَى الْاَوْقَاتِ الْمَكْرُوْهَةِ فَيَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ كَالْعِيْدِ اِلَّا اَنَّهُ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ تِسْعًا قَبْلَ الْخُطْبَةِ الْاُوْلٰى وَ سَبْعًا قَبْلَ الثَّانِيَةِ مَقَامَ التَّكْبِيْرِ وَ يَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ فِي الثَّانِيَةِ وَ يُحَوِّلُ رِدَاءَهُ يَعْنِيْ مَا عَلٰى مَنْكِبِهِ الْاَيْمَنِ اِلَى الْاَيْسَرِ فَيُوَافِقُهُ الْمُرْتَدُّوْنَ وَ يَدْعُوْ فِيْ اٰخِرِ الْخُطْبَةِ الْاُوْلٰى هٰكَذَا اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا هَنِيْئًا مَرِيْئًا مُرْبِعًا غَدَقًا مُجَلِّلًا سَحًّا مُطْبِقًا دَائِمًا اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا الْغَيْثَ وَ لَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْقَانِطِيْنَ اَللّٰهُمَّ اِنَّ بِالْعِبَادِ وَ الْبِلَادِ مِنَ اللَّاْوَاءِ وَ الضَّنْكِ مَا لَا نَشْكُوْ اِلَّا اِلَيْكَ اَللّٰهُمَّ اَنْبِتْ لَنَا الزَّرْعَ وَ

اَسْقِنَا الضَّرْعَ وَاَسْقِنَا مِنْ بَرَكَاتِ السَّمَاءِ وَاَنْبِتْ لَنَا مِنْ بَرَكَاتِ الْاَرْضِ اَللّٰهُمَّ ارْفَعْ عَنَّا الْجُهْدَ وَالْجُوْعَ وَاكْشِفْ عَنَّا مَا لَا يَكْشِفُهٗ غَيْرُكَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَغْفِرُكَ اِنَّكَ كُنْتَ غَفَّارًا فَاَرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْنَا مِدْرَارًا وَفِيْ اٰخِرِ الْخُطْبَةِ الثَّانِيَةِ يَدْعُوْ هٰكَذَا اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اَمَرْتَنَا بِدُعَائِكَ وَوَعَدْتَنَا اِجَابَتَكَ فَقَدْ دَعَوْنَاكَ كَمَا اَمَرْتَنَا فَاَجِبْنَا كَمَا وَعَدْتَنَا اَللّٰهُمَّ فَامْنُنْ عَلَيْنَا بِمَغْفِرَةِ مَا قَارَفْنَا وَاِجَابَتِكَ فِيْ سُقْيَانَا وَسَعَةِ رِزْقِنَا وَيَتَضَرَّعُ وَيَتَخَشَّعُ وَيُبَالِغُ فِي الدُّعَاءِ سِرًّا وَجَهْرًا وَيَزِيْدُ عَلٰى هٰذِهِ الْاَدْعِيَةِ مَا يُرِيْدُ وَلَوْ تَاَخَّرَتِ الْاِجَابَةُ فَيُكَرِّرُ ثَانِيًا وَثَالِثًا مُتَوَالِيًا وَمُتَفَرِّقًا۔

ترجمہ : نماز استسقاء کا مسئلہ :

جب بارش کا قحط پڑ جائے۔ لوگوں کے فائدہ مند چشموں کا پانی کم ہو جائے اور زمین خشک و ویران ہو جائے تو ایسی صورت میں یہ نماز سنت ہے۔ چنانچہ امام یا نائب امام کو چاہیئے کہ وہ مسلمانوں کو توبہ کرنے، ظلم سے حاصل کردہ چیزوں کو واپس کرنے، بعض کی طرف سے بعض کو حلال سمجھنے سے رک جانے، خیرات کرنے، صدقات دینے تین دنوں کے روزے رکھنے، تیسرے دن یا چوتھے دن روزہ دار ہو کر گڑگڑاتے ہوئے، پرانے کپڑوں میں ننگے پیر پیدل چلتے ہوئے، بشرطیکہ راستہ پاک ہو، بچوں کو ماؤں سے الگ کر کے اور چوپائے جانوروں کو اُن کے بچوں سے جدا کر کے میدان کی طرف نکل جانے کا حکم کرے پھر امام قبلہ کی طرف متوجہ ہو جائے اور بلند آواز سے سو بار اللہ اکبر پڑھے۔ تمام مسلمان اللہ اکبر پڑھنے میں امام کی پیروی کرے۔ دائیں طرف امام اسی طرح سُبْحَانَ اللّٰہ کہے۔ بائیں طرف اسی طرح لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھے اور اسی طرح لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے پھر امام جماعت کے وقت کو چھوڑ کر تکبیرات زوائد کے بغیر نماز عید کی مانند دو رکعت نماز پڑھائے۔ وقت کا استثناء اس لئے ہے کہ یہ نماز مکروہ وقتوں کے سوا جس وقت میں بھی اتفاق ہو جائے جائز ہے۔ امام عید کی طرح دو خطبے پڑھے مگر وہ تکبیر پڑھنے کی بجائے پہلے خطبے سے پہلے نو مرتبہ اور دوسرے خطبے سے پہلے سات مرتبہ استغفار پڑھے۔ دوسرے خطبے کے دوران امام قبلہ کی طرف متوجہ ہو جائے اور اپنی چادر کی تحویل کرے۔ مطلب یہ ہے کہ چادر کا جو حصہ داہنے کندھے پر ہو وہ بائیں کندھے کی طرف سے جائے۔ چادر والے حاضرین تحویل کے فعل میں امام کی پیروی کرے پہلے خطبے کے آخر میں امام یوں دعا مانگے اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا الخ پروردگار ہم کو ایسی بارش سے سیراب کرے جو بڑی

کرنے والی ہو، خوشگوار ہو، سازگار حال ہو، گھاس اُگانے والی ہو، ندی بہانے والی ہو، سبزوں کو بڑھانے والی ہو نباتات اگانے والی ہو اور ہمیشہ مُفید صورت میں زمین کو ڈھانپنے والی ہو، ہم کو بارش سے سیر فرما، اور ہم کو نا اُمید ہونے والوں میں سے نہ کر، پروردگار تحقیق بندوں اور شہروں پر ایسی سختی اور تنگی آپڑی ہے کہ جن کا گلہ ہم صرف تجھ سے کرتے ہیں۔ پروردگار ہمارے لئے کھیتی اُگا دے۔ ہم کو پستان کے دُودھ سے سیراب فرما۔ آسمانی برکتوں سے ہم کو سیراب کر اور زمین کی برکتوں سے ہمارے لئے نباتات اُگا دے، مشقت اور بھوک کو ہم سے دُور کر اور ہم سے اس شدت کو ہٹا لے جس کو صرف تو ہی ہٹا سکتا ہے پروردگار ہم تجھ سے مغفرت چاہتے ہیں۔ بے شک تو ہی بخشنے والا ہے۔ ہمارے لئے آسمان سے لگاتار برسنے والی بارش نازل فرما۔ دوسرے خطبے کے آخر میں امام یُوں دُعا مانگے گا۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ اَمَرْتَنَا بِدُعَائِکَ الخ پروردگار تو نے ہی ہم کو دُعا مانگنے کا حکم دیا ہے اور قبولِ دُعا کا ہم سے وعدہ کیا ہے۔ چنانچہ ہم تیرے حکم کے مطابق تجھ سے دُعا مانگتے ہیں تو اپنے وعدے کے مطابق ہماری دُعا قبول فرما۔ پروردگار ہمارے کرتوت کی مغفرت فرمانے کی صورت میں، ہماری سیرابی کی دُعا قبول کرنے کی صورت میں اور ہمارے رزق کی فراخی کی صورت میں ہم پر احسان فرما۔ امام ان دُعاؤں کے ساتھ خوب زاری کرے۔ خوب عاجزی دکھلائے اور چپکے سے اور بلند آواز سے دونوں صورتوں میں دُعا کرنے میں مبالغہ سے کام لے اور ان دُعاؤں پر اضافہ کرنا چاہے تو کرے۔ اگر قبولیت دُعا میں تاخیر ہو جائے تو امام لگاتار اور متفرق صورتوں میں دوسری دفعہ اور تیسری دفعہ بار بار یہ عمل کرے۔

اَمَّا صَلٰوۃُ التَّسْبِیْحِ فَھِیَ اَرْبَعُ رَکَعَاتٍ بِتَسْلِیْمَۃٍ اَوْ تَسْلِیْمَتَیْنِ سُنَّۃٌ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ مَرَّۃً اَوْ فِیْ کُلِّ اُسْبُوْعٍ وَفِی الْاُسْبُوْعِ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ وَلَیْلَتُھَا اَوْلٰی مِنْ سَائِرِ الْاَیَّامِ وَلَیَالِیْھَا اَوْ فِیْ کُلِّ شَھْرٍ اَوْ فِیْ کُلِّ سَنَۃٍ اَوْ فِیْ مُدَّۃِ الْحَیَاۃِ وَفِیْھَا ثَلٰثُ مِائَۃِ تَسْبِیْحٍ بِھٰذِہِ الصِّیْغَۃِ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ فَیَنْبَغِیْ اَنْ یَّقُوْلَ فِی الْقِیَامِ بَعْدَ الْفَاتِحَۃِ وَالسُّوْرَۃِ مَعَھَا خَمْسَ عَشَرَۃَ مَرَّۃً وَفِی الرُّکُوْعِ بَعْدَ تَسْبِیْحِہٖ عَشَرَ مَرَّاتٍ وَفِی الْاِعْتِدَالِ عَشَرَ مَرَّاتٍ وَفِی السُّجُوْدِ بَعْدَ تَسْبِیْحِہٖ عَشَرَ مَرَّاتٍ وَفِی الرَّفْعِ مِنْہُ وَمَا بَعْدَہٗ عَشَرَ مَرَّاتٍ فَیَقُوْمُ وَیَفْعَلُ فِی الثَّلَاثِ الْبَاقِیَۃِ ھٰکَذَا حَتّٰی یَصِیْرَ تَمَامُ التَّسْبِیْحَاتِ ثَلٰثَ مِائَۃٍ وَلِتِلْکَ الصَّلٰوۃِ مَنْزِلَۃٌ عَظِیْمَۃٌ فَطُوْبٰی لِمَنْ وَّفَّقَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی لَھَا۔

ترجمہ، نماز تسبیح کا مسئلہ:۔

ایک ہی سلام یا دو سلام کے ساتھ چار رکعتوں پر مشتمل یہ نماز ہر ایک دن اور رات میں ایک مرتبہ سنت ہے۔ یہ نہ ہو سکے تو ہر ہفتے میں ایک مرتبہ پڑھے۔ ہفتے میں پڑھنے کی صورت میں جمعہ کا دن اور جمعہ کی رات باقی تمام دنوں اور راتوں کی نسبت زیادہ بہتر ہیں۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو ہر مہینے میں ایک مرتبہ پڑھے یہ نہ ہو سکے تو ہر سال ایک مرتبہ پڑھے۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو پورے عرصۂ زندگی میں ایک مرتبہ پڑھے۔ اس نماز کے اندر ان الفاظ میں سو تسبیح پڑھی جاتی ہیں۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ۔ پس چاہیئے کہ نمازی حالتِ قیام میں سورۃ فاتحہ اور کسی سورۃ کے بعد یہی تسبیح پندرہ مرتبہ پڑھے۔ سجدے میں جاکر تسبیح سجدہ کے بعد یہی تسبیح دس مرتبہ پڑھے۔ سجدے سے سر اُٹھانے کے بعد یہی تسبیح دس مرتبہ پڑھے۔ دوسرے سجدے میں جاکر تسبیح سجدہ کے بعد یہی تسبیح دس مرتبہ پڑھے۔ دوسرے سجدے سے سر اُٹھاکر بیٹھے ہوئے یہی تسبیح دس مرتبہ پڑھے۔ پھر اُٹھ جائے اور باقی تینوں رکعتوں میں ایسا ہی طریقہ اختیار کرے تاکہ پوری کی پوری تسبیح تین سو بن جائے۔ اس نماز کی بہت بڑی فضیلت آئی ہے۔ چنانچہ اس شخص کے لئے بڑی خوشی کی بات ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس نماز کی بجاآوری کی توفیق بخشی۔

اَمَّا صَلٰوۃُ الرَّغَائِبِ فَہِیَ سُنَّۃٌ مَرْجُوَّۃٌ فِیْہَا اِجَابَۃُ الدُّعَاءِ وَ کَانَتْ اِثْنَتَیْ عَشَرَۃَ رَکْعَۃً وَ فِیْ رَکْعَۃٍ بَعْدَ الْفَاتِحَۃِ سُوْرَۃُ الْقَدْرِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَ سُوْرَۃُ الْاِخْلَاصِ اِثْنَتَیْ عَشَرَۃَ مَرَّۃً فَاِذَا سَلَّمَ وَ فَرَغَ مِنْ ہٰذِہِ الصَّلٰوۃِ کُلِّہَا یَنْبَغِیْ اَنْ یُصَلِّیَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً بِہٰذِہِ الصِّیْغَۃِ اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ اٰلِہٖ وَ سَلِّمْ ثُمَّ یَسْجُدُ وَ یَقُوْلُ فِیْہِ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَ رَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَ الرُّوْحِ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً فَیَرْفَعُ رَاْسَہٗ وَ یَقُوْلُ رَبِّ اغْفِرْ وَ ارْحَمْ وَ تَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً ثُمَّ یَسْجُدُ ثَانِیًا وَ یَقُوْلُ کَمَا فِی السَّجْدَۃِ الْاُوْلٰی وَ کَانَ وَقْتُ ہٰذِہِ الصَّلٰوۃِ لَیْلَۃَ الْجُمُعَۃِ الَّتِیْ کَانَتْ اَوَّلَ الْجُمَعِ مِنْ شَہْرِ رَجَبَ بَیْنَ الْعِشَائَیْنِ وَ الْاَوْلٰی اَنْ یَصُوْمَ یَوْمَ الْخَمِیْسِ

فَيُصَلِّيْ هٰذِهٖ مَقْرُوْنَةً بِالصَّوْمِ فَيُفْطِرُ بَعْدَ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ وَيَنَالُ فَضْلَهَا۔

ترجمہ:۔ نمازِ غائب کا مسئلہ:۔

یہ ایک ایسی سُنّت نماز ہے۔ جس میں دُعا کی قبولیت کی اُمید رکھی جاسکتی ہے۔ یہ بارہ رکعتوں والی نماز ہے ہر ایک رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ قدر تین مرتبہ اور سورہ اخلاص بارہ مرتبہ پڑھے۔ جب سلام پھیر دے اور پوری کی پوری نماز سے فارغ ہو جائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ان الفاظ میں ستر مرتبہ دُرود پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِالنَّبِیِّ الخ پروردگار نبی امی محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما اور سلامتی عطا کر، پھر سجدہ کرے اور سجدے میں ستر مرتبہ یہ دُعا پڑھے۔ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ الخ ہمارا پروردگار، فرشتوں اور رُوح کا پروردگار پاک و پاکیزہ ہے۔ سجدے سے سر اُٹھا کر یہ دُعا ستر مرتبہ پڑھے۔ رَبِّ اغْفِرْ وَ ارْحَمْ الخ میرے پروردگار، مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما۔ تیرے علم میں موجود میرے اعمال سے درگزر فرما۔ بے شک تو ہی غالب اور کرم والا ہے۔ پھر دوسری دفعہ سجدہ کرے اور پہلے سجدے میں جو کچھ کیا ہو ہو بہو وہی کرے اس نماز کے پڑھنے کا وقت ماہ رجب کی سب سے پہلی شب جمعہ کو مغرب اور عشاء کے درمیان ہے۔ سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ جمعرات کو روزہ رکھے۔ اس نماز کو روزے سے متصل کر کے پڑھے۔ پھر عشاء کے بعد افطار کرے اور اس نماز کی فضیلت کو حاصل کرے۔

اَمَّا صَلٰوةُ لَيْلَةِ الْبَرَاتِ يَعْنِيْ لَيْلَةَ الْخَامِسِ عَشَرَ مِنْ شَعْبَانَ فَهِيَ كَانَتْ سُنَّةً وَهِيَ مِائَةُ رَكْعَةٍ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ سُوْرَةَ الْاِخْلَاصِ عَشَرَ مَرَّاتٍ لِيَصِيْرَ فِيْ تَمَامِهَا اَلْفَ مَرَّةٍ وَوَقْتُهَا بَعْدَ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ اِلٰى قُبَيْلِ الصُّبْحِ وَلَهَا فَضْلٌ كَثِيْرٌ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَلْيُصَلِّ اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ سُوْرَةَ الْاِخْلَاصِ خَمْسًا وَعِشْرِيْنَ مَرَّةً لِيَصِيْرَ تَمَامُهَا مِائَةَ مَرَّةٍ لِئَلَّا يُحْرَمَ مِنْ بَرَكَةِ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ۔

ترجمہ: نمازِ شب برات کا مسئلہ :-

شب برات کا مطلب ماہ شعبان کی پندرہویں شب ہے۔ اسی رات میں یہ نماز سنت ہے۔ یہ نماز سو رکعتوں پر مشتمل ہے۔ ہر ایک رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص دس دس مرتبہ پڑھے تاکہ پوری کی پوری نماز میں یہ تعداد ہزار مرتبہ ہوجائے۔ اس نماز کے پڑھنے کا وقت عشاء کے بعد سے لے کر صبح صادق سے کچھ پہلے تک ہے۔ اس نماز کی بہت زیادہ فضیلت ہے جو شخص پوری پڑھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ چار رکعتیں پڑھے۔ ہر ایک رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص پچیس مرتبہ پڑھے تاکہ پوری تعداد سو مرتبہ ہوجائے یہ اس لئے کہ آدمی اس رات کی برکت سے محروم نہ رہے۔

وَاَمَّا صَلٰوةُ الْاِسْتِخَارَةِ فَهِيَ سُنَّةٌ وَفِيْهَا بَرَكَةٌ عَظِيْمَةٌ وَوَقْتُهَا مَتٰى اتَّفَقَ اَمْرٌ مُّهِمٌّ مِنَ الْاُمُوْرِ الدِّيْنِيَّةِ اَوِ الدُّنْيَوِيَّةِ وَيُرِيْدُ اَنْ يَّعْلَمَ خَيْرَهٗ وَشَرَّهٗ فَيَنْبَغِيْ اَنْ يُّصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ وَيَنْوِيْ هٰكَذَا اُصَلِّيْ صَلٰوةَ الْاِسْتِخَارَةِ رَكْعَتَيْنِ قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ وَيُوْصِلُهُمَا اِلٰى تَكْبِيْرَةِ الْاِحْرَامِ وَيَقْرَأُ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ فِى الْاُوْلٰى سُوْرَةَ الْكَافِرُوْنَ وَفِى الثَّانِيَةِ سُوْرَةَ الْاِخْلَاصِ وَبَعْدَ السَّلَامِ يَدْعُوْ بِهٰذِهِ الصِّيْغَةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ وَيُسَمِّيْهِ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَايَ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ فَاقْدُرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ وَيُسَمِّيْهِ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَايَ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهٖ وَبَعْدَ ذٰلِكَ اِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْكَشْفِ وَتَصْفِيَةِ الْقُلُوْبِ فَيَتَوَجَّهُ اِلَى اللّٰهِ ذَاكِرًا اِلَيْهِ عَاقِبَةَ اَمْرِهِ الْمَنْوِيِّ حَالَةَ الصَّحْوِ اَوِ الْغَيْبَةِ اَوِ النَّوْمِ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ مِّنَ الْمُكَاشِفِيْنَ فَيَتَفَاءَلُ بِالْاُمُوْرِ الْمَحْسُوْسَةِ الَّتِيْ سَنَحَتْ لَهٗ ظَاهِرَةً دَالَّةً عَلَى الْخَيْرِ وَغَيْرِهٖ۔

ترجمہ: نماز استخارہ کا مسئلہ

یہ نماز سنت ہے۔ اس کی بجا آوری میں بڑی برکت ہے۔ اس نماز کے پڑھنے کا وقت وہ ہے جبکہ دینی یا دنیوی معاملات میں سے کوئی معاملہ درپیش ہو اور آدمی اس معاملہ کی بھلائی یا برائی کو جاننا چاہے۔ چنانچہ ایسی صورت میں چاہیے کہ آدمی دو رکعت نماز پڑھے اور یوں نیت کرے اُصَلِّیْ صَلٰوۃَ الْاِسْتِخَارَۃِ الخ میں اس کا قرب حاصل کرنے کی خاطر دو رکعت استخارے کی نماز پڑھتا ہوں۔ نیت کو تکبیر احرام سے ملا دے۔ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ کافرون پڑھے۔ دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پڑھے اور سلام پھیر دینے کے بعد ان الفاظ میں دعا مانگے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ الخ پروردگار میں تمہارے علم سے بھلائی چاہتا ہوں۔ تیری قدرت کاملہ سے طاقت چاہتا ہوں۔ تجھ سے تیرے بڑے فضل کا سوال کرتا ہوں۔ اس لئے کہ بیشک تو ہی قدرت والا ہے میرا کوئی بس نہیں، تو ہی جانتا ہے میں نہیں، اور تو ہی پوشیدگیوں کا علم رکھنے والا ہے۔ پروردگار اگر تیرے علم میں یہ کام (کام کا نام لے) میرے حق میں دین، دنیا معیشت اور انجام کار کے لحاظ سے بہتر ہو تو اسے میرے لئے مقدر فرما، میرے لئے اُسے آسان کر پھر اس میں میرے لئے برکت نازل فرما اور اگر تیرے علم میں یہ کام (یہاں پر کام کا نام لے) میرے حق میں دین، دنیا، معیشت اور انجام کار کے اعتبار سے برا ہو تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھ کو اس سے پھیر دے، میرے لئے جہاں کہیں بھی ہو بھلائی مقدر کر۔ پھر مجھ کو بھلائی پر خوش رکھ۔ صاحب استخارہ اگر کشف اور قلبی صفائی رکھنے والوں میں سے ہو تو وہ اس کے بعد ذکر خدا بجا لاتے ہوئے اللہ کی طرف متوجہ ہو جائے تاکہ وہ اپنے مقصود کام کے انجام کو، ظہور، گم گشتگی یا نیند کی حالتوں میں دیکھ لے۔ اگر صاحب استخارہ اہل کشف میں سے نہ ہو تو وہ ان حسی معاملات سے جو اس کے لئے بھلائی وغیرہ پر دلالت کرنے کی صورت میں ظاہری طور پر صادر ہوتے ہیں۔

وَصَلٰوۃُ تَقَعُ وَقْتَ الضَّحْوَۃِ اِنْ کَانَتْ رَکْعَتَیْنِ فَمُسْنِدٌ وَاِنْ کَانَتْ ثَمَانِیْ رَکَعَاتٍ فَقَضَاءُ التَّھَجُّدِ الَّتِیْ فَاتَتْ فِی اللَّیْلَۃِ فَمَنْ رَاٰی اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّیْ وَقْتَ الضَّحْوَۃِ وَلَمْ یَعْرِفْ حَقِیْقَتَھَا سَمَّاھَا صَلٰوۃَ الضَّحْوَۃِ وَمَنْ عَرَفَھَا لَمْ یُسَمِّھَا صَلٰوۃَ الضَّحْوَۃِ لِاَنَّھَا لَا تَتَقَیَّدُ بِھٰذَا

الْوَقْتِ اَوْ وَقْتٍ اٰخَرَ وَالنَّوَافِلُ الْمُوَقَّتَةُ بِالْاَوْقَاتِ الشَّرِيْفَةِ وَالْمَقَامَاتِ الْمُتَبَرِّكَةِ كَثِيْرَةٌ كَلَيَالِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ وَلَيْلَةِ الْفِطْرِ۔

وَاَمَّا صَلٰوةُ الرِّضْوَانِ فَهِيَ رَكْعَتَانِ فِي الْاُوْلٰى بَعْدَ الْفَاتِحَةِ اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ اِحْدٰى عَشْرَةَ مَرَّةً وَفِي الثَّانِيَةِ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ سُوْرَةَ الْاِخْلَاصِ اِحْدٰى عَشْرَةَ مَرَّةً وَبَعْدَ السَّلَامِ الصَّلٰوةَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَشْرَ مَرَّاتٍ وَغَيْرُهَا مِنَ النَّوَافِلِ وَلَا حَاجَةَ اِلٰى تَعْدَادِهَا لِاَنَّ سَاحَةَ النَّوَافِلِ مُوَسَّعَةٌ

ترجمہ: چاشت کے وقت وقوع پذیر ہونے والی نماز

یہ نماز اگر دو رکعتوں والی تھی (جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پڑھی)، تو پھر وہ یہی چاشت والی نماز ہی ہے۔ اگر یہ نماز آٹھ رکعتوں کی تھی (جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ادا فرمائی) تو پھر وہ رات کو فوت ہونے والی نماز تہجد کی قضا ہے۔ چنانچہ جس نے یہ دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاشت کی نماز پڑھ لیا کرتے تھے اور اس نماز کی حقیقت کو وہ نہ سمجھ سکے تو اس نے اس نماز کو چاشت کی نماز کا نام دیا۔ جس کو اس نماز کی حقیقت کا علم تھا اس نے اس نماز کو چاشت کی نماز کا نام نہیں دیا کیونکہ یہ نماز اس وقت چاشت یا کسی اور وقت کے ساتھ مقید نہیں ہے۔ با شرف وقتوں اور بابرکت مقامات میں مقررہ نوافل تو بہت ساری ہیں۔ مثلاً ماہ رمضان کی راتوں اور عیدالفطر کی رات کی نوافل

نماز رضوان کا مسئلہ: یہ نماز دو رکعتوں پر مشتمل ہے۔ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی گیارہ مرتبہ اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھے اور سلام پھیر دینے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دس مرتبہ درود پڑھے۔ نماز رضوان کے علاوہ دیگر نوافل بھی ہیں۔ جن کو شمار کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ نوافل کا میدان بڑی وسعت کا حامل ہے۔

وَاَمَّا صَلٰوةُ الْجَنَازَةِ فَهِيَ فَرْضٌ عَلَى الْكِفَايَةِ وَلَهَا شَرْطَانِ وَاجِبَانِ الْاَوَّلُ الْغُسْلُ لِلْمَيِّتِ وَالثَّانِي التَّكْفِيْنُ وَهٰذَانِ سَاقِطَانِ لِلشَّهِيْدِ وَبَعْدَهُمَا وَاجِبٌ

آخَرُ وَهُوَ التَّدْفِيْنُ فَيَلْزَمُ اَرْبَعُ وَاجِبَاتٍ اَلْاَوَّلُ الْغُسْلُ وَاَدْنَاهُ اِسْتِيْعَابُ بَدَنِهٖ
كُلِّهٖ كَالْجُنُبِ بِالْمَاءِ بَعْدَ اِزَالَةِ النَّجَاسَةِ عَنْهُ وَالثَّانِي التَّكْفِيْنُ وَاَدْنَاهُ سَتْرُ
الْعَوْرَةِ لِلرِّجَالِ وَلِلنِّسَاءِ سَتْرُ جَمِيْعِ اَعْضَائِهَا وَالثَّالِثُ الصَّلٰوةُ وَاَدْنَاهَا
النِّيَّةُ وَاَرْبَعُ تَكْبِيْرَاتٍ وَاَعْلَاهَا خَمْسٌ وَبَيْنَ كُلِّ تَكْبِيْرَتَيْنِ دُعَاءٌ غَيْرُ مُتَعَيَّنٍ
وَلَوْ وَقَعَتْ سَبْعُ تَكْبِيْرَاتٍ لَا بَأْسَ بِهٖ وَالرَّابِعُ التَّدْفِيْنُ وَاَدْنَاهُ اَنْ يَحْفِرُوْا
قَبْرًا يَكْتُمُ الرَّائِحَةَ وَيَحْرُسُ عَنِ السِّبَاعِ وَالسُّنَنُ اَنْ يَدُلُّوا الْمَرِيْضَ اِلَى
التَّوْبَةِ وَاِلٰى تَجْدِيْدِهَا اِنْ كَانَ تَائِبًا بِالتَّعْرِيْضِ لَا بِالتَّصْرِيْحِ اِنْ لَمْ يَكُنْ مِنَ
الْفَسَقَةِ الْمُعْلِنِيْنَ لِفِسْقِهِمْ وَالْاَوْلٰى اَنْ يَتُوْبُوْا بَيْنَ يَدَيْهِ لِيَتَذَكَّرَ وَ
يَقُوْلُوْا اِنْ حَضَرَ الْمَوْتُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا اَنْ يَّأْمُرُوْهُ وَيَتْلُوْا سُوْرَةَ يٰسٓ اِنْ يَّرَوْا اَنْ
يُّرِيْدَ اَوْ اَشَارَ وَاِلَّا فَلَا وَاِذَا فَارَقَتِ الرُّوْحُ فَيُغْمِضُوْا عَيْنَيْهِ وَيَشُدُّوْا حَنَكَهُ
لِئَلَّا يَتَشَوَّهَ وَيُضْجِعُوْهُ مُتَوَجِّهَ الْقِبْلَةِ اِمَّا عَلٰى جَنْبِهِ الْاَيْمَنِ اَوْ مُسْتَلْقِيًا
وَرِجْلَاهُ اِلَى الْقِبْلَةِ وَيُسَوُّوْا يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ مَمْدُوْدَاتٍ وَلَا يَلْبَسُوْا عَلَيْهِ
اِلَّا ثَوْبًا خَفِيْفًا غَيْرَ مُسْخِنٍ وَيَضَعُوْا عَلٰى بَطْنِهٖ شَيْئًا ثَقِيْلًا اِنْ تَوَقَّفَ الْغُسْلُ
وَيَنْزِعُوْا ثَوْبَهُ بِشَقٍّ تَمَامِهٖ اَوْ بَعْضِهٖ مِنْ جَانِبِ رِجْلَيْهِ وَلَوْ نُزِعَ مِنْ جَانِبِ
الرَّأْسِ بِعَادَةِ الْاَحْيَاءِ لَا بَأْسَ بِهٖ وَالْمُحْرِمُ اَوْلٰى بِنَزْعِهٖ وَاَنْ يُبَادِرُوْا بِالْغُسْلِ
مَعَ تَحَقُّقِ الْمُفَارَقَةِ وَفِي الْمَشْكُوْكِ فِيْهِ لَا يَجُوْزُ التَّعْجِيْلُ وَيَجِبُ فِيْ غُسْلِهٖ
النِّيَّةُ وَيُسْتَحَبُّ ثَلَاثُ غَسَلَاتٍ وَاَنْ تَكُوْنَ الْاَوَّلُ بِمَاءٍ مُمْتَزِجٍ بِالسِّدْرِ وَ
الثَّانِيْ بِالْكَافُوْرِ اَوِ الْخِطْمِيِّ وَالْاٰخِرُ بِالْمَاءِ الْقَرَاحِ وَاَنْ يُوَضِّؤُوْهُ قَبْلَ الْغُسْلِ

وَالْمَضْمَضَةُ وَالْاِسْتِنْشَاقُ وَإِنْ تُرِكَا لَا بَأْسَ بِهِ وَلَوْ لُفَّتْ يَدُ الْغَاسِلِ
بِلَفِيفَةٍ فِي تَمَامِ الْغُسْلِ كَمَا فِي اسْتِنْجَائِهِ كَانَ أَحْسَنَ وَيَجُوزُ أَنْ يُغْسَلَ
بَعْدَ غَسْلِ رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ بِالْخِطْمِيِّ وَغَيْرِهِ جَانِبُهُ الْأَيْسَرُ فَالْأَيْمَنُ
لِيُتَمِّمَ عَلَى الْأَيْمَنِ وَبِالْعَكْسِ لِيُبْتَدَأَ بِالْأَيْمَنِ كَالْأَحْيَاءِ وَإِجْلَاسُهُ وَإِمْرَارُ الْيَدِ
عَلَى بَطْنِهِ إِنْ وَقَعَا أَوْ لَمْ يَقَعَا مُتَسَاوِيَانِ فِي الْجَوَازِ وَيَجُوزُ الْغُسْلُ بِالْمَاءِ
الْحَارِّ وَالْبَارِدِ وَلَوْ كَانَ الْأَوَّلُ بِالْحَارِّ وَالْأَوْسَطُ بِالْفَاتِرِ وَالْآخِرُ بِالْبَارِدِ
كَانَ أَصْوَبَ وَلَوْ تَيَسَّرَ الْغُسْلُ فِي مَكَانٍ خَالٍ مُسَقَّفٍ كَانَ أَوْلَى وَلَوْ خَرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ
بَعْدَ الْغُسْلِ يَجِبُ إِزَالَتُهُ لَا إِعَادَةُ الْغُسْلِ وَلَا الْوُضُوءِ وَيَنْبَغِي أَنْ يُغَسِّلَ
الرِّجَالَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءَ النِّسَاءُ وَيَجُوزُ أَنْ يُغَسِّلَ كُلٌّ وَاحِدٍ مِنَ الزَّوْجَيْنِ
الْآخَرَ وَالْأَمَةُ كَالزَّوْجَةِ لَكِنْ بِتَلْفِيفِ الْخِرْقَةِ عَلَى الْيَدِ يُيَمَّمُ وَإِنْ لَمْ يُوجَدْ
لِلرِّجَالِ إِلَّا النِّسَاءُ وَلِلنِّسَاءِ إِلَّا الرِّجَالُ وَلَا مَحْرَمِيَّةَ فَلَا يَجُوزُ إِلَّا التَّيَمُّمُ وَ
صِيغَةُ النِّيَّةِ هٰذِهِ أُيَمِّمُ هٰذَا الْمَيِّتَ أَوْ هٰذِهِ الْمَيِّتَةَ عِوَضًا عَنْ مَاءِ السِّدْرِ
أَوِ الْكَافُورِ أَوِ الْقَرَاحِ قُرْبَةً إِلَى اللّٰهِ وَلَوِ ازْدَحَمَ كَثِيرُونَ عَلَى غُسْلٍ وَاحِدٍ
فَالْأَوْلَى الْوَلِيُّ أَوِ الْوَارِثُ الْأَقْرَبُ أَوْ مَنْ أَذِنَ وَاحِدٌ مِنْهُمَا لَهُ وَلَوِ اسْتُعْمِلَ
عِطْرٌ فِي الْكَفَنِ قَبْلَ أَنْ يُدْخَلَ فِيهِ جَازَ إِلَّا لِلْمُحْرِمِ الْحَاجِّ وَيُسْتَحَبُّ أَنْ يُسْتَعْمَلَ الْكَافُورُ
إِنْ وُجِدَ عَلَى مَسَاجِدِهِ وَمَنَافِذِهِ وَغَيْرِهَا وَلَا حَاجَةَ إِلَى حَلْقِ الرَّأْسِ وَقَلْمِ الظُّفْرِ
وَأَخْذِ الشَّارِبِ وَشَعْرِ الْإِبْطِ وَالْعَانَةِ وَاسْتِعْمَالِ الْمُشْطِ لِرَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ وَلَوْ
وَقَعَ لَا بَأْسَ بِهِ وَلَا يَجِبُ غُسْلُ الْغَرِيقِ وَيُسْتَحَبُّ لِلرَّجُلِ التَّكْفِينُ بِثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ
إِمَّا ثَلَاثُ لَفَائِفَ وَإِمَّا عِمَامَةٌ وَقَمِيصٌ وَلَفِيفَةٌ وَالْوَاجِبُ سَتْرُ الْعَوْرَةِ وَلِلْمَرْأَةِ
بِخَمْسَةِ أَثْوَابٍ قَمِيصٌ وَإِزَارٌ وَخِمَارٌ وَلَفِيفَتَانِ وَالْوَاجِبُ وَاحِدَةٌ وَيُسْتَحَبُّ
أَنْ يُبَيَّضَ وَمِنْ أَطْيَبِ الْأَمْوَالِ وَهُوَ عَلَى مَنْ عَلَيْهِ نَفَقَتُهُ أَوْ مُؤْنَتُهُ وَلَوْ كَانَ
نَفْسُهُ ذَا مَالٍ فَمِنْ مَالِهِ وَأَنْ تُسَدَّ مَنَافِذُ الْبَدَنِ بِقُطْنَةٍ أَوِ الْخِرْقَةِ وَيُسْتَحَبُّ
الْكَفَنُ الْمَكْتُوبُ عَلَيْهِ دُعَاءُ الْمَغْفِرَةِ وَيُسْتَحَبُّ حَمْلُ الْجَنَائِزِ أَرْبَعَةُ رِجَالٍ

فَإِنْ لَمْ يُوجَدْ فَمَا وُجِدَ وَاَنْ يَمْشِيَ الْحَامِلُوْنَ بِالْمَشْيِ الْوَسَطِ لَا مُسْرِعِيْنَ وَلَا مُبْطِئِيْنَ وَالْمُشَايَعَةُ سُنَّةٌ وَالْاَوْلٰى لِمَنْ يَقْدِرُ عَلَى الْحَمْلِ وَرَاءَهَا وَلِمَنْ لَمْ يَقْدِرْ قُدَّامَهَا وَيَجُوْزُ عَلٰى يَمِيْنِهَا وَيَسَارِهَا مَعَ سِعَةِ الطَّرِيْقِ وَاِلَّا فَلَا ،

ترجمہ : نمازِ جنازہ کا مسئلہ

نمازِ جنازہ فرض کفایہ ہے۔ اس نماز کی دو واجب شرطیں ہیں۔ پہلی شرط میت کو غسل دینا ہے اور دوسری شرط اُسے کفن پہنانا ہے۔ یہ دونوں واجب شرطیں شہید کے حق میں ساقط ہیں۔ ان دونوں واجب شرطوں کے بعد ایک اور واجب ہے وہ میت کو دفنانے کا کام ہے۔ چنانچہ اب میت کے لئے چار واجب امور لازم ہو جاتے ہیں۔ پہلا واجبی کام غسل ہے۔ اس کی ادنیٰ صورت میت کے جسم سے ناپاکی کو دُور کرنے کے بعد جنبی کی مانند پُورے جسم کو پانی سے ڈھانپ لینا ہے۔ دوسرا واجبی کام میت کو کفن پہنانا ہے۔ اس کی ادنیٰ صورت مردوں کے حق میں قابلِ پردہ حصہ کا چھپانا ہے اور عورتوں کے حق میں بدن کے تمام اعضاء کو چھپانا ہے۔ تیسرا واجبی کام نمازِ میت ہے۔ اُس کی ادنیٰ صورت نیت کرنا اور چار تکبیریں ہیں۔ اس کی اعلیٰ صورت پانچ تکبیریں ہیں۔ ہر دو تکبیروں کے درمیان غیر متعین کسی دُعا کا پڑھنا ہے۔ اگر سات تکبیریں وقوع پذیر ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ چوتھا واجبی کام میت کو دفنانے کا ہے۔ اس کی ادنیٰ صورت یہ ہے کہ لوگ ایک ایسی قبر کھودیں جو میت کی بُو کو چھپائے اور درندوں سے اُس کی حفاظت کرسکے۔

مسنون افعال یہ ہیں :-

۱۔ لوگ بیمار کی توبہ سے رہنمائی کریں۔ اگر وہ تائب ہو تو اشارے سے توبہ کی تجدید کرائیں صراحت سے نہ کہیں بشرطیکہ وہ علانیہ طور پر مشہور فاسق لوگوں میں سے نہ ہو۔ سب سے بہتر صورت یہ ہے کہ لوگ بیمار کے سامنے خود توبہ کریں تاکہ اُسے توبہ یاد آجائے۔

۲۔ جب موت کا وقت آجائے تو لوگ خود یہ پڑھیں۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بیمار کو پڑھنے کا حکم نہ دیں۔

۳۔ لوگ سورۂ یٰسین کی تلاوت کریں۔ بشرطیکہ وہ بیمار کی چاہت دیکھے یا وہ اشارہ کرے۔ ورنہ نہیں۔

۴۔ رُوح جب پرواز کر جائے تو اس کی آنکھوں کو بند کریں۔

۵۔ جبڑے کو باندھ کر رکھیں تاکہ وہ بدنما معلوم نہ ہو جائے۔

۶۔ میت کو قبلہ کی طرف رُخ کر کے لٹائے رکھے۔ یا تو دائیں پہلو پر رکھے یا چت لٹائے رکھے۔ اور اُس کے پاؤں قبلہ کی طرف ہوں۔

۷۔ ہاتھوں اور پیروں کو دراز کر کے برابر کریں۔

۸۔ میت پر صرف کوئی ایسا ہلکا کپڑا ڈال دیں جو میل کچیل وغیرہ سے خالی ہو۔

۹۔ اُس کے پیٹ پر کوئی بوجھل چیز رکھ دیں بشرطیکہ غسل میں وقفہ ہو جائے۔

۱۰۔ میت کے کپڑوں کو پھاڑ کر یا بعض حصوں کو پھاڑ کر پیروں کی جانب سے اُتاریں اگر زندوں کے طریقے کے مطابق میت کے کپڑے سر کی جانب سے اتارے جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ محرم آدمی کپڑے اتارنے کا زیادہ حقدار ہے۔

۱۱۔ رُوح کا نکلنا ثابت ہونے کے ساتھ ہی اُسے غسل دینے میں سبقت سے کام لینا۔ رُوح کے پرواز کر جانے میں شک کی صورت میں غسل دینے میں جلد بازی جائز نہیں ہے۔ میت کو غسل دیتے وقت نیت کرنا واجب ہے اور اُسے دھونے کی تین دفعات مسنون ہیں۔

پہلا دھونا بیری کے پتے ملے ہوئے پانی سے ہو۔ دوسرا دھونا کافور یا خطمی ملے ہوئے پانی سے ہو اور آخری دھونا خالص پانی سے ہو۔ غسل دینے سے پہلے میت کا وضو بجالائے کلی کرانا۔ اور ناک میں پانی ڈالنا۔ ان دونوں کاموں کو اگرچہ چھوڑ دیا جائے تو اُس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ پورے غسل کے دوران دونوں ہاتھ کو کوئی کپڑا لپیٹ لیا جائے۔ جیسا کہ میت کے استنجے کی بجا آوری میں ہوتا ہے تو یہ بہت اچھا ہے۔ خطمی وغیرہ کے ساتھ میت کے سر اور ڈاڑھی کو دھو دینے کے بعد اُس کی بائیں جانب کو پھر دائیں جانب کو دھونا جائز ہے تاکہ غسل کو دائیں جانب پر پورا کیا جائے۔ اس کی الٹی صورت بھی درست ہے تا غسل کی ابتدا زندوں کی مانند دائیں طرف سے ہو جائے میت کو بٹھانا اور اُس کے پیٹ پر ہاتھ پھرانا یہ کام چاہے وقوع پذیر ہو یا نہ ہو جائز ہونے میں دونوں صورتیں برابری کا درجہ رکھتی ہیں۔ گرم پانی اور ٹھنڈے پانی دونوں سے غسل دینا جائز ہے۔ اگر پہلا دھونا گرم پانی سے درمیانی دھونا نیم گرم پانی سے اور آخری دھونا ٹھنڈے پانی سے ہو تو یہ بڑی اچھی صورت ہے۔ اگر دھونے کا کام کسی چھت والے خالی مکان میں میسر ہو جائے تو یہ بہتر ہے۔ اگر غسل دے لینے کے بعد میت کے اندر سے کوئی چیز نکل پڑے تو

صرف اس کا دُور کرنا واجب ہے اس صورت میں نہ غسل کا دوبارہ بجالانا واجب ہے نہ ہی وضو کا۔ مناسب یہ ہے کہ مرد کو مرد غسل دے اور عورت کو عورت۔ میاں بیوی میں سے ہر ایک کا دوسرے کو غسل دینا جائز ہے لونڈی کا حکم بیوی کی مانند ہے مگر اس صورت میں ہاتھوں کو ایک کپڑے کا ٹکڑا لپیٹ کر حکم بجالائیں۔ اگر مردوں کے لئے غسل دینے والا سوائے عورتوں کے کوئی نہ پا سکے اور عورتوں کے لے غسل دینے والا سوائے مردوں کے کوئی نہ مل سکے اور وہاں کوئی تیسرا شخص بھی نہ ہو تو اس صورت میں صرف تیمم ہی جائز ہو سکتا ہے۔

اگر ایک میت کے غسل کی بجا آوری کے لئے بہت سے لوگ جمع ہو جائیں تو سب سے زیادہ حقدار غسل دینے کا میت کا سرپرست ہے یا اس کا سب سے قریبی وارث ہے یا وہ شخص زیادہ حقدار ہو گا جس کو ان دونوں میں سے کسی ایک نے اجازت دی ہو اگر میت کو کفن پہنانے سے پہلے کفن میں کوئی خوشبو ڈال دی جائے تو یہ جائز ہے مگر حج کے احرام باندھنے والے کے حق میں جائز نہیں ہے۔ اگر مل جائے میت کے سجدہ ریز ہونے والے مقامات اور بدن کے مسامات وغیرہ پہ کافور کا استعمال کرنا سنت ہے۔ میت کے سر مونڈنے، ناخن تراشنے، مونچھ لینے، بغل اور زیر ناف کے بال کاٹنے نیز اس کے سر اور ڈاڑھی میں کنگھی استعمال کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اگر یہ افعال وقوع پذیر ہو جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ پانی میں ڈوب کر مرنے والے کا غسل واجب نہیں ہے۔ مرد کے لئے تین کپڑوں کا کفن پہنانا سنت ہے۔ یا تو تین اوڑھنیاں ہوں یا ایک قمیص، ایک پگڑی اور ایک اوڑھنی۔ واجب حکم تو قابل پردہ مقام کا چھپا دینا ہے۔ عورت کے لئے پانچ کپڑوں کا کفن پہنانا سنت ہے۔ وہ پانچ کپڑے یہ ہیں۔ (۱) قمیص (۲) پاجامہ (۳) دوپٹہ اور دو اوڑھنیاں واجب حکم تو ایک ہی اوڑھنی ہے۔ میت کو سفید کپڑوں کا کفن پہنانا اور بہترین مال میں سے اُن کا ہونا سنت ہے۔ میت کا کفن اُس شخص پر لازم ہے جس کے ذمے اُس کے اخراجات اور ذمہ داریاں ہیں۔ اگر خود میت مالدار شخص ہو تو پھر اُسی کے مال سے کفن کا بندوبست کیا جائے۔ بدن کے مسامات کو کسی روئی یا کپڑے کے ٹکڑے سے بند کر دیا جائے۔ میت کو ایسا کفن پہنانا سنت ہے جس پر دعائے مغفرت لکھی گئی ہو۔ جنازے کو اٹھانے کے لئے چار آدمیوں کا ہونا سنت ہے اگر چار آدمی نہ ہوں تو جتنی تعداد آدمیوں کی ملے میت کو اٹھانے والے درمیانی رفتار سے چلیں نہ زیادہ جلدی کریں اور نہ زیادہ دیر کریں۔ جنازے کے پیچھے پیچھے چلنا سنت ہے۔ بہتر صورت یہ ہے کہ جنازے کو اٹھانے پر قدرت رکھنے والے جنازے کے پیچھے پیچھے چلیں اور اٹھانے پر قدرت نہ رکھنے والے اس کے آگے آگے چلیں۔ راستے کے کشادگی کی صورت میں جنازے کے دائیں طرف سے

اور بائیں طرف سے چلنا جائز ہے ورنہ نہیں۔

وَ تَجِبُ فِی الصَّلٰوۃِ النِّیَّۃُ بِھٰذِہِ الصِّیْغَۃِ اُصَلِّیْ صَلٰوۃَ الْمَیِّتِ اَوِ الْمَیِّتَۃِ لِوُجُوْبِھَا قُرْبَۃً اِلَی اللّٰہِ اَوْ صِیْغَۃٍ اُخْرٰی تَتَضَمَّنُ مَعْنَاھَا وَ لَوْ حَضَرَتْ جَنَائِزُ مُتَعَدِّدَۃٌ فَصَلٰوۃٌ وَّاحِدَۃٌ کَفَتْ بِجَمِیْعِھِمْ لَوْ نَوٰی وَھٰکَذَا اُصَلِّیْ صَلٰوۃَ الْاَمْوَاتِ الْحَاضِرَۃِ جَمِیْعًا لِوُجُوْبِھَا قُرْبَۃً اِلَی اللّٰہِ اَوْ اُصَلِّیْ لِھٰؤُلَاءِ الْاَمْوَاتِ لِوُجُوْبِھَا قُرْبَۃً اِلَی اللّٰہِ اَوْ مِثْلَھَا وَ التَّکْبِیْرَاتُ وَ الْاَدْعِیَۃُ بَیْنَ کُلِّ تَکْبِیْرَتَیْنِ فَبَعْدَ تَکْبِیْرَۃِ الْاِحْرَامِ یَجُوْزُ الشَّھَادَتَانِ وَ اَنْ یَّحْمَدَ بِاَیِّ صِیْغَۃٍ شَاءَ وَ اَنْ یَّقْرَاَ الْفَاتِحَۃَ وَ بَعْدَ الثَّانِیَۃِ الصَّلٰوۃُ عَلَی النَّبِیِّ وَ اٰلِہٖ وَ بَعْدَ الثَّالِثَۃِ وَ الرَّابِعَۃِ دُعَاءٌ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَ دُعَاءٌ لِلْمَیِّتِ الْحَاضِرِ اَوِ الْاَمْوَاتِ الْحَاضِرِیْنَ وَ یَجُوْزُ تَقْدِیْمُ اَیِّھِمَا شَاءَ وَلَوْ کَبَّرَ خَامِسًا وَ سَلَّمَ جَازَ وَ لَوِ اکْتَفٰی بِاَحَدِھِمَا جَازَ وَ یُسْتَحَبُّ رَفْعُ الْیَدَیْنِ مَعَ کُلِّ تَکْبِیْرَۃٍ وَاِنْ لَمْ یَرْفَعْ لَا بَاْسَ بِہٖ وَ الْاِسْرَارُ بِھِمَا یَضُرُّ وَ بَیْنَ التَّکْبِیْرَاتِ لَا ضَیْرَ فَدُعَاءُ الْمَیِّتِ ھٰکَذَا اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا عَبْدُکَ وَ ابْنُ عَبْدِکَ خَرَجَ مِنْ رَّوْحِ الدُّنْیَا وَ سَعَتِھَا اِلٰی ظُلْمَۃِ الْقَبْرِ وَ کَانَ یَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَ رَسُوْلُکَ وَ اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ اَللّٰھُمَّ نَزَلَ بِکَ وَ اَنْتَ خَیْرُ مَنْزُوْلٍ بِہٖ وَ اَصْبَحَ فَقِیْرًا اِلٰی رَحْمَتِکَ وَ اَنْتَ غَنِیٌّ عَنْ عَذَابِہٖ وَ قَدْ جِئْنَاکَ رَاغِبِیْنَ اِلَیْکَ شُفَعَاءَ لَہٗ اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِیْ اِحْسَانِہٖ وَ اِنْ کَانَ مُسِیْئًا فَاغْفِرْ لَہٗ وَ تَجَاوَزْ عَنْہُ وَ لَقِّہٖ بِرَحْمَتِکَ وَ رِضْوَانَکَ وَ قِہٖ مِنْ فِتْنَۃِ الْقَبْرِ وَ عَذَابِہٖ وَ افْسَحْ لَہٗ فِیْ قَبْرِہٖ وَ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَیْہِ وَ لَقِّہٖ بِرَحْمَتِکَ الْاَمْنَ مِنْ عَذَابِکَ حَتّٰی تَبْعَثَہٗ اِلٰی جَنَّتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَ مَیِّتِنَا وَ شَاھِدِنَا وَ غَائِبِنَا وَ صَغِیْرِنَا وَ کَبِیْرِنَا وَ حُرِّنَا وَ عَبْدِنَا وَ ذَکَرِنَا وَ اُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَ مَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ وَ یَزِیْدُ لِلطِّفْلِ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ فَرَطًا لِاَبَوَیْہِ وَ سَلَفًا وَ ذُخْرًا وَ عِظَۃً وَ اعْتِبَارًا وَ

شَفِيعًا وَ ثَقِّلْ بِهِ مَوَازِيْنَهُمَا وَ اَفْرِغِ الصَّبْرَ عَلٰى قُلُوْبِهِمَا اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهٗ وَ يَجُوْزُ هٰذِهِ الصَّلٰوةُ بِالْجَمَاعَةِ وَمُنْفَرِدًا وَ لَوْ لَحِقَ الْمَسْبُوْقُ اِلٰى بَعْضِ تَكْبِيْرَاتِ الْاِمَامِ فَيَنْبَغِيْ اَنْ يُّتِمَّهَا وَلَوْ كَانَ بَعْدَ دَفْعِ الْجَنَازَةِ وَ دَفْنِهَا وَ مَعَ فَقْدِ الرِّجَالِ يَجُوْزُ اَنْ تُصَلِّيَهَا النِّسَاءُ وَ يَجِبُ تَقْدِيْمُ الصَّلٰوةِ عَلَى الدَّفْنِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ الْمَيِّتُ عَارِيًا فَيَجِبُ تَقْدِيْمُ دَفْنِهٖ وَتَاخِيْرُ الصَّلٰوةِ عَلٰى قَبْرِهٖ وَ اِنْ لَّمْ يُصَلُّوْا وَ دَفَنُوْهُ فَيَجُوْزُ الصَّلٰوةُ عَلٰى قَبْرِهٖ بَعْدَ دَفْنِهٖ بِيَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ وَيَجُوْزُ اِلٰى ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مَّعَ الْكَرَاهَةِ وَ بَعْدَ هٰذِهِ الْاَيَّامِ الدُّعَاءُ خَيْرٌ مِّنَ الصَّلٰوةِ وَالْاَوْلٰى بِالصَّلٰوةِ عَلَيْهِ الْاِمَامُ اَوْ مَنْ نَّصَبَهُ الْاِمَامُ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فَالْوَلِيُّ اِنْ كَانَ صَالِحًا لِّلْاِمَامَةِ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ مُسْتَحِقًّا لَّهَا فَمَنْ اَذِنَ لَهٗ وَالْاَقْرَبُ اَوْلٰى مِنَ الْقَرِيْبِ وَالْقَرِيْبُ اَوْلٰى مِنَ الْبَعِيْدِ وَفِي الْجَمِيْعِ يُلَاحَظُ الصَّلَاحُ وَ يَنْبَغِيْ اَنْ يَّقِفَ الْاِمَامُ مُحَاذِيًا لِّوَسْطِ الرَّجُلِ وَفِيْ صَدْرِ الْمَرْاَةِ وَلَوِاجْتَمَعَتِ الْجَنَائِزُ فَالْاَوْلٰى اَنْ يَّكُوْنَ الْاَقْرَبُ اِلَى الْاِمَامِ الرَّجُلَ ثُمَّ الْمَرْاَةُ فِيْ قِبْلَتِهٖ بِحَيْثُ صَدْرُهَا يُحَاذِيْ وَسْطَ الرَّجُلِ وَفِي اجْتِمَاعِهَا جَازَ تَعْدِيْدُ الصَّلٰوةِ وَ جَازَ الْاِقْتِصَارُ عَلٰى صَلٰوةٍ وَّاحِدَةٍ عَلَى الْجَمِيْعِ وَلَا يَجُوْزُ الصَّلٰوةُ عَلَى الْكَافِرِ الْحَرْبِيِّ وَالذِّمِّيِّ وَالْمُبْدِعِ وَعَلٰى مُرْتَكِبِ الْكَبَائِرِ مُسْتَحِلًّا لَّهَا وَيَجُوْزُ عَلَى الْفَاسِقِ بِدُعَاءٍ مَّا يَلِيْقُ بِحَالِهٖ

ترجمہ :

نماز جنازہ کی بجا آوری کی صورت میں اِن الفاظ سے اُس کی نیت کرنا واجب ہے اُصَلِّیْ صَلٰوۃَ الْمَیِّتِ بِوُجُوْبِهَا قُرْبَۃً اِلَى اللّٰہِ میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے میت کی نماز پڑھتا ہوں۔ عورت ہو تو یوں نیت کرے۔ اُصَلِّیْ صَلٰوۃَ الْمَیِّتَۃِ الخ میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے میتہ عورت کی نماز پڑھتا ہوں یا ان الفاظ کے علاوہ دیگر الفاظ استعمال کرے جو نیت کے الفاظ مذکورہ کے معانی کو متضمن ہوں۔ اگر کئی جنازے موجود ہوں تو ایسی صورت میں ایک ہی نماز سب کے لیے کافی ہو سکتی ہے بشرطیکہ اس طرح نیت کریں۔ اُصَلِّیْ لِهٰؤُلَاءِ الْاَمْوَاتِ الخ میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے ان میتوں کے لئے نماز

پڑھتا ہوں یا ان الفاظ کی مانند دیگر الفاظ استعمال کرے۔ نماز جنازہ کی بجا آوری کے دوران تکبیریں اور دُعائیں ہیں جو ہر دو تکبیروں کے دوران بجا لائی جاتی ہیں پس تکبیرِ احرام کے بعد کلمہ شہادتین کا پڑھنا جس زبان میں بھی ہو حمد باری تعالیٰ کا بجالانا اور سورہ فاتحہ کا پڑھنا جائز ہیں۔ دُوسری تکبیر کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل پر درُود کا پڑھنا۔ تیسری اور چوتھی تکبیر کے بعد مومنوں اور مومنات کے حق میں دعائے مغفرت کا مانگنا نیز موجودہ ایک میت یا کئی میتوں کے لئے دُعا مانگنا۔

دعائے مومنین اور دعائے میت میں سے جس کو مقدم کرے جائز ہے۔ اگر پانچویں تکبیر پڑھے اور سلام پھیر دے تو یہ جائز ہے۔ اگر دونوں میں سے ایک پر اکتفا کرے تو بھی جائز ہے۔ ہر ایک تکبیر کے ساتھ ہاتھوں کا اٹھانا سُنّت ہے۔ اگر ہاتھوں کو نہ اٹھائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ تکبیروں کے درمیان پڑھی جانے والی دُعاؤں کا چپکے سے پڑھنا سنت ہے۔ چنانچہ میت کے لئے اس طرح دعا مانگے اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا عَبْدُكَ الخ پروردگار یہ تیرا بندہ ہے۔ تیرے بندے کا بیٹا ہے۔ یہ بندہ دُنیا کی راحت اور وسعت سے قبر کی تاریکی کی طرف نکل پڑا ہے۔ یہ بندہ اس بات کی شہادت دیتا تھا کہ تیرے سوا کوئی بھی پرستش کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرا بندہ اور رسُول ہیں اور تو اس کا خوب جاننے والا ہے۔ پروردگار یہ بندہ تیرے ہی سہارے پر چھوڑا گیا ہے تو اس کے لئے بہترین جائے پناہ ہے۔ وہ تیری رحمت کا محتاج بن گیا ہے اور اس کو عذاب دینے سے تو بے نیاز ہے۔ ہم تیری رضامندی کی طرف میلان رکھتے ہوئے اُس کے سفارشی بن کر تیرے حضور میں آئے ہیں۔ پروردگار! اگر یہ بندہ نیک ہو تو اس کی نیکی میں اضافہ فرما اور اگر یہ گنہگار ہو تو اُسے بخش دے اُس سے درگزر فرما، اپنی رحمت اور خوشنودی کا اس کے ساتھ مظاہرہ فرما۔ قبر کی کٹھن ابتلا اور عذاب سے اُس کو بچا۔ اس کے لئے قبر میں فراخی عطا کر۔ زمین کو اُس کے پہلو سے دُور رکھ لے، اور اُس کو اپنی رحمت سے عذاب کے بدلے میں بے خوفی و آشتی عطا فرما۔ یہاں تک کہ، اے سب سے زیادہ رحم والے، تو اُسے اپنی جنت کی طرف لے جائے۔ پروردگار۔ ہمارے زندوں کو، ہمارے رحلت یافتگان کو، ہمارے حاضرین کو، ہمارے غائبین کو، ہمارے چھوٹوں کو، ہمارے بڑوں کو، ہمارے آزاد لوگوں کو، ہمارے غلاموں کو، ہمارے مردوں کو اور ہماری عورتوں کو تو بخش دے۔ پروردگار، ہم میں سے جس کو تو زندہ رکھے اُس کو اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو تو وفات دے اُس کو ایمان کی حالت پر موت دے۔ بچے کے حق میں ان الفاظ کا اضافہ کرے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ فَرَطًا لِاَبَوَيْهِ وَسَلَفًا الخ پروردگار! اس بچے کو اپنے والدین کے لئے پیشرو، فائدہ مند، ذخیرہ آخرت باعث

نصیحت، باعثِ عبرت اور سفارشی بنادے۔ اس کی بدولت اس کے والدین کے پلڑے کو بھاری کرے اور اُن کے دلوں میں صبر ڈال دے، پروردگار، ہم کو اس کے ثواب سے محروم نہ رکھ۔ اس کے بعد ہم کو فتنے میں نہ ڈال اور ہمیں اور اُسے بخشدے۔ یہ نماز جماعت کے ساتھ اور انفرادی طور پر دونوں صورتوں میں جائز ہے اگر کوئی مسبوق شخص امام کی بعض تکبیروں میں شامل ہو جائے تو اُس کے لئے چاہیئے کہ وہ اس نماز کو پورا کرے اگرچہ جنازے کے اٹھائے جانے اور دفنانے کے بعد ہی کیوں نہ ہو۔ مردوں کے نہ ہونے کی صورت میں عورتوں کے لئے اس نماز کا پڑھنا جائز ہے۔ نماز جنازے کو میت کے دفن پر مقدم رکھنا واجب ہے۔ مگر میت کے ننگا ہونے کی صورت میں نہیں، چنانچہ اس صورت میں دفن کے کام کو مقدم رکھنا اور نماز کو اُس کی قبر پر پڑھنے کے لئے مؤخر کرنا واجب ہے اگر لوگ نماز میت نہ پڑھ چکے ہوں اور اُس کو دفنا چکے ہوں تو بعد دفنانے کے ایک دن اور ایک رات تک اُس کی قبر پر نماز کا پڑھنا جائز ہے۔ مکروہ طور پر تین دنوں تک اُس نماز کا پڑھنا جائز ہے۔ ان دنوں کے بعد نماز پڑھنے کی نسبت دعائے خیر ہی بہتر ہے۔ نماز میت پڑھانے کا زیادہ حقدار امام یا امام کا مقرر کردہ نائب ہے۔ اگر ان دونوں میں سے کوئی نہ ہو تو میت کا سرپرست نماز جنازہ کا زیادہ حقدار ہے۔ بشرطیکہ اُس میں امامت کی صلاحیت موجود ہو۔ اگر سرپرست امامت کے قابل نہ ہو تو پھر وہ شخص زیادہ حقدار ہوگا۔ جس کو سرپرست اجازت دے زیادہ قریبی شخص صرف قریبی سے زیادہ حقدار ہے اور قریبی شخص دور کے رشتہ دار سے زیادہ حقدار ہے۔ اِن تمام صورتوں میں صلاحیت کو مدنظر رکھا جائے گا۔ مناسب ہے کہ امام مرد کے وسط بدن اور عورت کے سینے کے برابر کھڑے ہو۔ اگر کئی جنازے اکٹھے ہو جائیں تو امام کی جانب سب سے زیادہ نزدیک مرد میت کا ہونا بہتر ہے اُس کے بعد مرد کی جانب قبلہ میں میت عورت کو اس طرح رکھا جائے کہ اُس کا سینہ مرد کے وسط بدن کے برابر ہو۔ کئی جنازوں کے اکٹھے ہونے کی صورت میں کئی نمازوں کا پڑھنا جائز ہے۔ نیز سب کے لئے ایک ہی نماز پر اکتفا کرنا بھی جائز ہے، کافر حربی، ذمی کافر، مباحی اور حلال سمجھ کر گناہ کبیرہ کرنے والے کے لئے نماز جنازہ کا پڑھنا جائز نہیں ہے۔ فاسق شخص کے لئے اس کی حالت کے مناسب دعاؤں کے ساتھ اس نماز کا پڑھنا جائز ہے۔

وَالَّذِيْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَأَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى

الزَّكٰوةَ إِنْ كَانَ ذَا مَالٍ۔ صِيَامَ شَهْرِ رَمَضَانَ وَحَجَّ الْبَيْتِ إِنْ كَانَ مُسْتَطِيعاً فَلَا يَجُوزُ لِمُسْلِمٍ أَنْ يُكَفِّرَهُ بِسَبَبِ شَيْءٍ يَعْتَقِدُهُ وَلَا يَعْلَمُ حَقِيقَةَ الْأَمْرِ وَيَزْعُمُ أَنَّ مَنْ لَا يَعْتَقِدُهُ فَهُوَ كَافِرٌ هٰذِهِ عَقِيدَةُ الْجُهَّالِ۔

ترجمہ:

جو شخص اللہ پر، اُس کے فرشتوں پر، اُس کی کتابوں پر، اُس کے رسولوں پر اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور وہ کہتا ہو کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی بھی پرستش کے لائق نہیں۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ وہ نماز قائم کرتا ہو۔ مالدار ہونے کی صورت میں زکوٰۃ ادا کرتا ہو، ماہ رمضان کے روزے رکھتا ہو اور استطاعت رکھنے کی صورت میں بیت اللہ شریف کا حج کرتا ہو تو کسی بھی مسلمان شخص کے لئے جائز نہیں کہ وہ ایسے شخص کو کسی ایسی چیز بنا پر کفر سے منسوب کرے جس کا وہ عقیدہ رکھتا ہو اور معاملے کی حقیقت کو نہ جانتا ہو اور وہ یہ گمان کرتا ہو کہ جو شخص اس کا عقیدت نہ رکھے وہ کافر ہے۔ یہ جہالت کے شکار حضرات کا عقیدہ ہے۔

وَيُسْتَحَبُّ الصَّلٰوةُ عَلَى الطِّفْلِ الْمُسْتَهِلِّ وَلَا اسْتِحْبَابَ لِدُونِهِ وَلِلْجَنِينِ وَالشَّهِيدُ مَنْ قَتَلَهُ الْكَافِرُونَ فِي الْمَعْرَكَةِ وَغَيْرِهَا أَوْ قَتَلَهُ الْمُسْلِمُونَ ظُلْماً إِذَا لَمْ يَشْرَبْ وَلَمْ يَأْكُلْ وَلَمْ يَبْقَ مِنْ وَقْتِ صَلٰوةٍ إِلَى أُخْرَى لَا حَاجَةَ لَهُ إِلَى الْغُسْلِ وَيَكْفِي لِكَفْنِهِ ثَوْبُهُ الْمُلَطَّخُ فَلَا يُنْزَعُ عَنْهُ إِلَّا الْفَرْوُ وَالْخُفُّ وَالسِّلَاحُ فَيُصَلِّي عَلَيْهِ وَيَدْفِنُهُ مَنْ حَضَرَ وَقَدَرَ عَلَى الصَّلٰوةِ وَالتَّدْفِينِ وَإِنْ لَمْ يَقْدِرْ عَلَى الصَّلٰوةِ فَالتَّدْفِينُ يَكْفِيهِ وَإِنْ لَمْ يَتَيَسَّرِ التَّدْفِينُ رَفَعَ اللّٰهُ دَرَجَتَهُ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ وَمَنْ قُتِلَ مِنَ الْبُغَاةِ وَقُطَّاعِ الطَّرِيقِ لَا يَجُوزُ الصَّلٰوةُ عَلَيْهِ وَيَجِبُ تَدْفِينُ جَمِيعِهِمْ لِدَفْعِ الْأَذٰى عَنِ النَّاسِ وَيُسْتَحَبُّ تَوْسِيعُ الْقَبْرِ وَتَعْمِيقُهُ بِقَدْرِ قَامَةٍ وَسِيطَةٍ وَمَعَ صَلَابَةِ الْأَرْضِ كَفَى أَقَلُّ مِنْهُمَا وَيَجُوزُ الشَّقُّ وَاللَّحْدُ وَالشَّقُّ أَوْلَى فِي أَمْوَ ضِعِ وَاللَّحْدُ أَوْلَى فِي مَوْضِعٍ لِصَلَابَةِ الْأَرْضِ وَرَخَاوَتِهِ أَوْ لِمَصْلَحَةٍ أُخْرَى فَيَنْبَغِي أَنْ تُوضَعَ الْجِنَازَةُ عَلَى شَفِيرِ الْقَبْرِ بِحَيْثُ رَأْسُهُ

عِنْدَ رِجْلِ الْقَبْرِ وَيُدْخِلُهُ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ بِرِفْقٍ ، اَلَّذِيْ يُدْخِلُهُ يَنْبَغِيْ اَنْ يَكُوْنَ رَجُلًا اِمَّا الْوَلِيُّ اَوْ مَنْ اَذِنَ لَهُ الْوَلِيُّ وَلِلنِّسَاءِ الْمَحَارِمُ اِنْ كَانُوْا وَاِنْ لَمْ يَكُوْنُوْا فَرَجُلٌ صَالِحٌ وَلَا يَجُوْزُ لِلْفَسَقَةِ اَنْ يُدْخِلُوا النِّسَاءَ فِي الْقُبُوْرِ فَالْمَيِّتُ اِذَا اُدْخِلَ يَنْبَغِيْ اَنْ يُوْضَعَ عَلٰى جَنْبِهِ الْاَيْمَنِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَيُسْنَدَ وَجْهُهُ اِلٰى جِدَارِهِ وَقَفَاهُ اِلٰى لَبِنَةٍ اَوْ حَجَرٍ فَبَعْدَ حَلِّ الْعُقَدِ مِنَ الْكَفَنِ وَاِسْنَادِ وَجْهِهِ اِلٰى جِدَارِ الْقَبْرِ مُتَوَجِّهَ الْقِبْلَةِ يَنْبَغِيْ اَنْ يُسَدَّ بِاللَّبِنِ اَوِ الْحَجَرِ اَوْ مَا يَقُوْمُ مَقَامَهُ وَاَنْ يُطَيَّنَ بِحَيْثُ لَا يَبْقٰى مَنْفَذٌ فَيَحْثِيْ مَنْ دَنَا ثُمَّ دَنَا ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ مِنَ التُّرَابِ عَلَيْهِ وَيُرْفَعُ مِنَ الْاَرْضِ بِقَدْرِ شِبْرٍ وَيَجُوْزُ لِلْقَبْرِ التَّسْطِيْحُ وَالتَّسْنِيْمُ وَالتَّسْطِيْحُ اَوْلٰى وَلَا يُدْفَنُ مَيِّتَانِ فِيْ قَبْرٍ اِلَّا لِضَرُوْرَةٍ وَاِنْ وَقَعَ فَيُقَدَّمُ اَفْضَلُهُمَا وَيَنْبَغِيْ اَنْ يُحْتَرَمَ الْقَبْرُ كَاحْتِرَامِ صَاحِبِهِ اِنْ كَانَ حَيًّا ،

ترجمہ :

آواز نکالنے والے بچے کے لئے نماز جنازہ کا پڑھنا سنت ہے۔ اس سے کم درجے کے بچے اور پیٹ کے بچے کے لئے نماز جنازہ کا پڑھنا کوئی سنت نہیں ہے۔

شہید کا مسئلہ :

شہید وہ شخص ہے جس کو میدانِ جنگ وغیرہ میں کافروں نے مار ڈالا ہو۔ یا مسلمانوں نے اُس کو بطور ظلم قتل کر دیا ہو جبکہ وہ کچھ نہ پئے، کچھ نہ کھائے اور ایک نماز کے وقت سے لے کر دوسرے وقتِ نماز تک وہ زندہ رہے تو اُس کو غسل دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس کا خون آلود کپڑا ہی اُس کے کفن کے لئے کافی ہے۔ چنانچہ اُس کے بدن سے صرف پوستین، موزہ اور ہتھیاروں کو اتار لیا جائے گا۔ پھر موجود لوگ جو اُس کی نماز جنازہ پڑھنے اور اُس کو دفنانے پر قادر ہوں تو وہ لوگ اُس کے لئے نماز پڑھیں اور اُس کو دفنا دیں۔ اگر نماز جنازہ پڑھنے کی قدرت نہ ہو تو دفنا دینا اُس کے لئے کافی ہے اگر دفنانا بھی میسر نہ ہو سکے تو اللہ پاک اُس کے درجے کو بلند کرتا ہے۔ وہ سب سے زیادہ رحم والا ہے۔

باغیوں اور ڈاکوؤں میں سے جس کو قتل کیا جائے تو اُس کے لئے نماز جنازہ جائز نہیں ہے اور ان لوگو

سے تکلیف کو دور کرنے کی خاطر ایسے مردوں کا دفنانا واجب ہے۔ قبر کو کشادہ کرنا اور کسی درمیانے قد کے اندازے کے مطابق اُس کو گہرا بنانا سنت ہے۔ زمین کے سخت ہونے کی صورت میں اس سے کم اندازہ کافی ہے۔ اوپر سے سیدھا کھودنا اور لحد بنانا دونوں صورتیں جائز ہیں۔ زمین کی سختی اور اُس کی نرمی کے مدِنظر یا کسی اور مصلحت کی بنا پر بعض جگہ اوپر سے سیدھا کھودنا اور بعض جگہ لحد کی شکل کا بنانا بہتر ہوا کرتا ہے بس مناسب ہے کہ لاش کو قبر کے دھانے پر اس طرح رکھا جائے کہ اُس کا سر قبر میں پیر رکھنے کی جگہ ہو۔ میت کو نہایت نرمی کے ساتھ سر کی طرف سے قبر میں اُتار دے، قبر میں اتارنے والے کے حق میں مناسب ہے کہ وہ مرد ہو یا میت کا سرپرست ہو یا وہ شخص ہو جس کو سرپرست اجازت دے۔ عورتوں کو قبر میں اتارنے کے لئے ان کے محارم ہوں بشرطیکہ وہ موجود ہوں۔ اگر عورتوں کے محارم حضرات نہ ہوں تو کوئی نیک آدمی یہ کام انجام دے۔ فاسق لوگوں کے لئے عورتوں کا قبروں میں اتارنا جائز نہیں ہے۔ جب میت کو قبر میں اتار دیا جائے تو مناسب ہے کہ اُس کو قبلے کی طرف رُخ کر کے اُس کے دائیں پہلو پر رکھا جائے اُس کے مُنہ کو قبر کی دیوار کے ساتھ اور اس کی گُدی کو کسی لکڑی یا پتھر کے ساتھ ٹیک دے۔ چنانچہ کفن سے گرہ کھولنے اور اُس کے مُنہ کو قبلہ کی طرف کر کے دیوار قبر کے ساتھ ٹیک لگوانے کے بعد مناسب ہے کہ قبر کو کسی لکڑی یا پتھر یا ان جیسی دیگر چیزوں سے بند کر دیا جائے اس طرح مٹی ڈال دی جائے کہ کوئی سوراخ نہ رہ جائے بس ہر نزدیک سے نزدیک آدمی تین تین بار مٹھی میں مٹی بھر کر قبر پر ڈالے اور قبر کو زمین سے ایک بالشت کے اندازے کے برابر بلند کیا جائے قبر کے حق میں اُسے ہموار بنانا اور گنبد نما بنانا دونوں جائز ہیں۔ ہموار بنانا بہتر ہے۔ سوائے کسی ضرورت پڑنے کے، دو میتوں کو ایک ہی قبر میں نہ دفنایا جائے۔ اگر ایسی صورت وقوع پذیر ہو جائے تو دونوں میں افضل کو مقدم رکھا جائے۔ مناسب ہے کہ قبر کا اسی طرح احترام کیا جائے جس طرح زندہ ہونے کی حالت میں صاحب قبر کا احترام کیا جاتا ہے۔

وَالتَّعْزِيَةُ مُسْتَحَبَّةٌ اِلٰى ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ وَيَحْرُمُ النَّدْبُ اِنْ كَانَ كَذِبًا وَهُوَ اَنْ يَعُدَّ شَمَائِلَهُ وَالنِّيَاحَةُ وَالْجَزَعُ وَضَرْبُ الصَّدْرِ وَالرَّأْسِ وَشَقُّ الثَّوْبِ وَحَلْقُ اللِّحْيَةِ وَتَقْصِيْرُهَا وَسَائِرُ رُسُوْمِ الْجَاهِلِيَّةِ اِلَّا الْبُكَاءَ فَاِنَّهُ مِنْ رِقَّةِ الْقَلْبِ وَالتَّرَحُّمِ وَالْحُزْنِ الْغَالِبِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ كُلَّ قَلْبٍ حَزِيْنٍ وَيُسْتَحَبُّ لِلْاَقَارِبِ وَالْجِيْرَانِ تَهْيِئَةُ اِطْعَامِ الطَّعَامِ لِاَصْحَابِ التَّعْزِيَةِ وَاَنْ يُطْعِمُوْهُمْ وَيُلْحِقُوْا بِمَا يَأْكُلُوْا وَيَشْرَبُوْا

وَيُكْرَهُ النِّدَاءُ لِهٰذِهِ الصَّلٰوةِ وَيُسْتَحَبُّ إِطْعَامُ الطَّعَامِ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْيَتَامٰى وَالْعُلَمَاءِ وَالصُّلَحَاءِ وَالْمُسْتَحِقِّيْنَ لِلْمُوْسِرِيْنَ ثَوَابًا لَهُ فِيْ أَيِّ وَقْتٍ اتَّفَقَ إِمَّا فِي اللَّيْلَةِ الْأُوْلٰى أَوْ بَعْدَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ أَوْ سَبْعَةٍ أَوْ أَرْبَعِيْنَ أَوْ سَنَةٍ أَوْ سَنَتَيْنِ وَكَذٰلِكَ تِلَاوَةُ الْقُرْآنِ وَالصَّلٰوةُ وَالدُّعَاءُ وَعِمَارَةُ الْمَسَاجِدِ وَالْمَدَارِسِ وَالْخَوَانِقِ وَالْقَنَاطِرِ وَالْحِيَاضِ وَوَقْفُ الْمَزَارِعِ وَالدَّكَاكِيْنِ وَسَائِرُ الْخَيْرَاتِ إِذَا كَانَتِ النِّيَّةُ إِيْصَالَ ثَوَابِهَا إِلٰى رُوْحِهِ أَوْ صِلَةَ اللهِ تَعَالٰى إِنْ لَمْ يَكُنْ رِئَاءً لِلنَّاسِ وَلَا يَلْزَمُ أَنْ تَكُوْنَ هٰذِهِ الْعِبَادَاتُ أَوِ الصَّدَقَاتُ عِنْدَ قَبْرِهِ بَلْ يَصِلُ ثَوَابُهَا إِلَيْهِ بَعِيْدَةً كَانَتْ أَوْ قَرِيْبَةً۔

سوگ منانے کا مسئلہ:

سوگ منانا تین دنوں تک سنت ہے۔ ندب حرام ہے بشرطیکہ جھوٹ پر مشتمل ہو۔ ندب کا مطلب یہ ہے کہ لوگ میت کے اوصاف اور فضائل شمار کرنے لگیں نیز نوحہ کرنا، بے صبری کا مظاہرہ کرنا، سینہ اور سر کا پیٹنا کپڑے کا پھاڑنا۔ داڑھی کا مونڈنا اور اسے چھوٹی کرنا اور زمانہ جاہلیت کی تمام رسمیں حرام ہیں۔ مگر رونا حرام نہیں کیونکہ رونے کا معاملہ دل کی نرمی، ترس کھانے اور کثرت غم کی وجہ سے ہوتا ہے اور اللہ پاک ہر غمگین دل کو پسند کرتا ہے۔ رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے حق میں سوگ والوں کو کھانا کھلانے کی تیاری کا اہتمام کرنا۔ اُن کو کھانا کھلانا اور انہیں خوب اصرار کرنا تاکہ وہ کچھ کھائیں اور پئیں۔ نماز جنازے کی خاطر اذان دینا مکروہ ہے۔ فقیروں مسکینوں، یتیموں، عالموں، نیکوکاروں اور دیگر حقداروں کو کھانا کھلانا میت کو ثواب ملنے کی خاطر جب بھی اتفاق ہو جائے مالداروں کے لئے سنت ہے۔ پہلی رات کو کھلائے۔ تین دنوں یا سات دنوں کے بعد کھلائے۔ چالیسویں کے موقع پر کھلائے۔ ایک سال کے بعد کھلائے یا دو سالوں کے بعد کھلائے۔ اسی طرح سے قرآن کی تلاوت کرنا، نماز پڑھنا، دعائیں مانگنا، مسجدیں، مدرسے، خانقاہیں، پل اور تالابوں کا بنانا۔ کھیتوں اور دکانوں کا وقف کرنا اور دیگر تمام خیراتی کام اس سلسلے میں سنت ہیں۔ اگر نیت ان خیراتی کاموں کی میت کی روح کے لئے ثواب پہنچانے کی غرض سے ہو تو اللہ تعالیٰ ان کا ثواب میت تک پہنچاتا ہے۔ بشرطیکہ یہ خیراتی معاملات لوگوں کی ریاکاری کے لئے نہ ہوں۔ ان تعمیرات اور خیراتی امور کا میت کے قبر کے پاس وقوع پذیر ہونا لازم نہیں ہے بلکہ ان کا ثواب میت کو پہنچ

ہی جاتا ہے۔ چاہے دور ہوں یا نزدیک۔

أَمَّا تَارِكُ الصَّلٰوةِ فَهُوَ عَلٰى نَوْعَيْنِ عَاقِلٌ وَغَيْرُ عَاقِلٍ فَالْعَاقِلُ إِذَا تَرَكَ خَمْسَ
صَلَوَاتٍ مُتَوَالِيَاتٍ مُتَعَمِّدًا بِلَا عُذْرٍ مَا وَجَبَ عَلَى الْإِمَامِ وَسَائِرِ حُكَّامِ الْإِسْلَامِ
أَنْ يَقْتُلُوهُ إِنْ لَمْ يَتُبْ وَإِنْ تَابَ لَا يَجُوزُ قَتْلُهُ وَبَعْدَ التَّوْبَةِ إِنْ عَادَ إِلٰى تَرْكِ الصَّلٰوةِ
فَيَقْتُلُوهُ وَلَا يَسْمَعُوا عُذْرَهُ وَغَيْرُ الْعَاقِلِ عَلٰى نَوْعَيْنِ مَنْ لَا يُفِيقُ فِي وَقْتٍ مَا وَمَنْ
يُفِيقُ فِي بَعْضِ الْأَوْقَاتِ وَيَذْهَلُ فِي الْبَعْضِ وَكِلَاهُمَا لَا يُكَلَّفَانِ بِالصَّلٰوةِ وَسَائِرِ الْعِبَادَاتِ
وَسَالِبُ الْعَقْلِ إِمَّا شِدَّةٌ دِمَاغِيَّةٌ مِنْ غَلَبَةِ السَّوْدَاءِ أَوْ نُورٌ يُشْرِقُ مِنْ سُبُحَاتِ جَمَالِ
الْمَوْلٰى فَالْأَوَّلُ يُنْتِجُ الْجُنُونَ وَالثَّانِي الْجَذْبَةَ الَّتِي أَخْبَرَ مِنْهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي خَبَرِهِ جَذْبَةٌ مِنْ جَذَبَاتِ الْحَقِّ تُوَازِي عَمَلَ الثَّقَلَيْنِ وَمِنْ هٰذِهِ
الْجَذْبَةِ يَتَبَيَّنُ سُكْرٌ وَسُكْرٌ أَنَّهُ مَأْمُورٌ بِتَرْكِ الصَّلٰوةِ فِي قَوْلِهِ تَعَالٰى يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ
آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَأَنْتُمْ سُكَارٰى حَتّٰى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ الآية فَلِذٰلِكَ لَا يَنْبَغِي
لِأَحَدٍ أَنْ يَجْتَرِئَ فِي الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ إِلَّا الْإِمَامَ وَخُلَفَاءَهُ الَّذِيْنَ
يُحِيطُ عِلْمُهُمْ بِالشَّرِيعَةِ وَالطَّرِيقَةِ وَالْحَقِيقَةِ لِأَنَّهُمْ يُمَيِّزُونَ بِالْكَشْفِ وَالشُّهُودِ
بَيْنَ مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ وَهُوَ عَاصٍ وَمَنْ تَرَكَهَا وَهُوَ مُطِيعٌ ۔

ترجمہ : نماز چھوڑنے والے کا مسئلہ :

-تارک نماز کی دو قسمیں ہیں (۱) عاقل (۲) غیر عاقل۔ چنانچہ عاقل آدمی کسی بھی عذر کے بغیر لگاتار پانچ نمازوں کو ترک کرے تو امام اور تمام اسلامی حکام کے ذمہ اس کا قتل کر دینا واجب ہے بشرطیکہ وہ توبہ نہ کرے اگر وہ توبہ کرے تو اس کا قتل کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر توبہ کر لینے کے بعد وہ دوبارہ نماز ترک کرنے کی طرف لوٹے تو اسلامی حکام اس کو قتل کر دیں گے اور اس کا عذر نہیں سنیں گے۔ غیر عاقل کی بھی دو قسمیں ہیں (۱) وہ بے عقل شخص جو کسی بھی وقت ہوش میں نہیں آتا (۲) وہ بے عقل آدمی جو بعض اوقات ہوش میں آتا ہے اور بعض اوقات بے ہوش ہو جاتا ہے۔ یہ دونوں کے دونوں بے عقل اشخاص نماز اور دیگر تمام عبادتوں کے مکلف نہیں ہیں۔

عقل زائل کرنے والی چیز کا مسئلہ :

عقل کو سلب کرنے والی چیز یا تو سودا کی بیماری کے غلبے کی وجہ سے پیدا ہونے والی دماغی شدت ہوتی ہے یا ایک نور ہوتا ہے جو جمالِ الٰہی کے پَر تو سے چمکتا ہے۔ پہلا سبب انسان میں دیوانگی پیدا کرتا ہے اور دوسرا سبب انسان میں وہ جذبہ پیدا کرتا ہے جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حدیث شریف میں ارشاد فرمایا ہے جَذْبَةٌ مِنْ جَذْبَاتِ الْحَقِّ الخ یہ حق تعالیٰ کے جذبات کی ایک کشش ہے جو انس وجن کے عمل کا ہم پلہ ہوتی ہے۔ اس کشش کی بدولت ایک نشہ پیدا ہوتا ہے۔ یہ نشہ والا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق نماز ترک کرنے پر مامور ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکَارٰی الخ ایمان والو! نشے کی حالت میں نماز کے قریب ہی مت جانا۔ یہاں تک کہ تم اپنی باتوں کو جان سکو۔ اسی وجہ سے کسی بھی شخص کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کے کام کی جسارت کر بیٹھے۔ مگر امام اور اس کے وہ جانشین حضرات اس کی جسارت کر سکتے ہیں۔ جن کا علم شریعت، طریقت اور حقیقت تینوں پر حاوی ہے۔ کیونکہ ایسے حضرات کشف اسرار اور مشاہدہ کے ذریعہ نماز ترک کرکے گنہگار ہونے والے اور نماز ترک کرکے بھی فرمانبردار رہنے والے کے درمیان امتیاز کر سکتے ہیں۔

باب الزكوة

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاٰتُوا الزَّکوٰۃَ وَھِیَ عَلٰی نَوْعَیْنِ وَاجِبَۃٌ وَّمُسْتَحَبَّۃٌ وَالْوَاجِبَۃُ
تَکُوْنُ مِنَ الْحَیْوَانَاتِ وَالنَّبَاتَاتِ وَالْمَعْدَنِیَّاتِ فَمِنَ الْحَیْوَانِ لَاتَکُوْنُ اِلَّا فِی الْاَنْعَامِ
الثَّلَاثِ وَھِیَ الْاِبِلُ وَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ وَمِنَ النَّبَاتَاتِ لَاتَکُوْنُ اِلَّا فِی الْحِنْطَۃِ
وَالشَّعِیْرِ وَالتَّمْرِ وَالزَّبِیْبِ وَمِنَ الْمَعْدَنِیَّاتِ لَاتَکُوْنُ اِلَّا فِی الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ
وَفِیْ کُلِّ مَا وَجَبَتْ فِیْہِ الزَّکوٰۃُ لَمْ تَجِبْ اِلَّا بِشَرَائِطَ وَعَلٰی کُلِّ مَنْ وَجَبَتْ عَلَیْہِ وَبِکُلِّ
مَنْ وَّجَبَتْ لَہٗ لَمْ تَجِبْ اِلَّا بِشَرَائِطَ وَاَمَّا مَنْ وَّجَبَتْ عَلَیْہِ فَھُوَ کُلٌّ بَالِغٍ
عَاقِلٍ حُرٍّ مُسْلِمٍ مُتَمَکِّنٍ فِیْ تَصَرُّفِ اَمْوَالِہٖ لِاَنَّ اللّٰہَ خَاطَبَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاِقَامِ الصَّلوٰۃِ
وَاِیْتَاءِ الزَّکوٰۃِ وَقَالَ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّکُمْ
وَافْعَلُوا الْخَیْرَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ وَجَاھِدُوْا فِی اللّٰہِ حَقَّ جِھَادِہٖ ھُوَ اجْتَبٰکُمْ وَمَا جَعَلَ
عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّۃَ اَبِیْکُمْ اِبْرَاھِیْمَ ھُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ قَبْلُ
وَفِیْ ھٰذَا لِیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ شَھِیْدًا عَلَیْکُمْ وَتَکُوْنُوْا شُھَدَاءَ عَلَی النَّاسِ
فَاَقِیْمُوا الصَّلوٰۃَ وَاٰتُوا الزَّکوٰۃَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰہِ ھُوَ مَوْلٰکُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَ
نِعْمَ النَّصِیْرُ فَمِنْ ذٰلِکَ الْخِطَابِ یَلْزَمُ الْاِیْمَانُ وَالْبُلُوْغُ وَالْعَقْلُ، اَمَّا الْاِیْمَانُ
فَلِصَرِیْحِ الْخِطَابِ وَاَمَّا الْبُلُوْغُ وَالْعَقْلُ فَلِاَنَّ الْاَمْرَ تَکْلِیْفٌ وَالتَّکْلِیْفُ لَایَتَعَلَّقُ اِلَّا

بِالْبَالِغِ الْعَاقِلِ وَ أَمَّا الْحُرِّيَّةُ فَلِأَنَّ الزَّكَاةَ لَا تَكُونُ إِلَّا عَلَى ذِي مَالٍ وَالرَّقِيقُ مَالٌ لَا ذُو مَالٍ لِأَنَّ الْعَبْدَ وَمَا فِي يَدِهِ لِمَوْلَاهُ وَأَمَّا الْمُتَمَكِّنُ فِي تَصَرُّفِ أَمْوَالِهِ فَلِأَنَّ اللّٰهَ لَا يُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا وَ غَيْرُ الْمُتَمَكِّنِ لَا يَقْدِرُ عَلَى إِيتَاءِ مَا لَمْ يَكُنْ فِي تَصَرُّفِهِ وَ أَمَّا مَنْ وَجَبَتْ لَهُ فَالْأَصْنَافُ الثَّمَانِيَةُ الْمَذْكُورَةُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِنَ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ أَمَّا الْفُقَرَاءُ وَالْمَسَاكِينُ فَهُمَا الْمُفْلِسُونَ الَّذِينَ لَا يَكُونُ لَهُمْ شَيْءٌ أَوْ يَكُونُ وَلَا يَفِي بِمَؤُونَتِهِمْ وَ مَؤُونَةِ عِيَالِهِمْ مُدَّةَ سَنَةٍ وَ أَمَّا الْعَامِلُونَ فَهُمُ السَّاعُونَ فِي جَمْعِ الصَّدَقَاتِ وَحِفْظِهَا وَأَمَّا الْمُؤَلَّفَةُ قُلُوبُهُمْ فَهُمُ الَّذِينَ بِرِعَايَتِهِمْ يَنْتَفِعُ الْمُسْلِمُونَ وَلِيَقْوَى الْإِسْلَامُ وَبِتَرْكِ الرِّعَايَةِ الْعَكْسُ فَكُلُّ مَنْ كَانَ كَذَلِكَ فَهُوَ مِنْهُمْ كَافِرًا أَوْ غَيْرَهُ وَ أَمَّا فِي الرِّقَابِ فَكُلُّ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ أَوْ وَلَدَهُ أَوْ زَوْجَتَهُ أَوْ مَنْ بِالْمَشَقَّةِ ابْتُلِيَ مِنْ مَوْلَاهُ وَ الثَّمَنُ فِي ذِمَّتِهِ وَأَمَّا الْغَارِمُونَ فَكُلُّ ذِي قَرْضٍ لَا يَقْدِرُ عَلَى أَدَائِهِ لِقِلَّةِ الْمَالِ وَكَثْرَةِ الْعِيَالِ وَتَتَأَدَّى الزَّكَاةُ إِنْ كَانَ لِلْمُتَصَدِّقِ عَلَيْهِ دَيْنٌ بِبَرَاءَةِ ذِمَّتِهِ وَ أَمَّا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَمَنْ جَاهَدَ فِيهَا وَالْكَفَنُ أَوْ مَعْبَرًا أَوْ بَنَى مَسْجِدًا فِي قَرْيَةٍ لَا مَسْجِدَ فِيهَا أَوْ حَوْضًا أَوْ رِبَاطًا فِي الْقِيعَانِ أَوِ الْبُلْدَانِ وَيَحْتَاجُ النَّاسُ إِلَيْهَا ضَرُورَةً وَ أَمَّا ابْنُ السَّبِيلِ فَكُلُّ مَنْ كَانَ فَقِيرًا فِي سَفَرِهِ وَلَوْ كَانَ غَنِيًّا فِي حَضَرِهِ وَالضَّيْفُ أَيْضًا مِنْهُمْ وَ فِي كُلِّ هَؤُلَاءِ الْمُسْتَحِقِّينَ لِلصَّدَقَةِ يُشْتَرَطُ أَنْ لَا يَكُونُوا مِنَ الْأَشْرَارِ وَلَوْ كَانُوا مِنَ الْأَخْيَارِ فَطُوبَى لِلْمُتَصَدِّقِ الْمُوَفَّقِ لِذَلِكَ الْخَيْرِ الْخَطِيرِ وَ لَوْ كَانَ يُوجَدُ إِمَامٌ يُشْتَرَطُ بِشَرَائِطِ الْإِمَامَةِ فَالْأَحَقُّ أَنْ يَجْمَعَ الصَّدَقَةَ فِي حَضْرَتِهِ لِيُوصِلَهَا إِلَى مَنْ يَسْتَحِقُّ يَقِينًا لِأَنَّهُ يَعْرِفُهُمْ وَإِنْ لَمْ يُوجَدْ يَجُوزُ لِلْمُتَصَدِّقِ أَنْ يُؤْتِيَهَا مَنْ يَجِدُهُ مِنَ الْمُسْتَحِقِّينَ وَلَا يَلْزَمُ أَنْ تُقْسَمَ الصَّدَقَةُ عَلَى جَمِيعِ الْأَصْنَافِ الْمَذْكُورَةِ بَلْ يَجُوزُ أَنْ يُؤْتِيَهَا فَقِيرًا وَاحِدًا

وَلَا بَأْسَ بِأَنْ يَسْتَغْنِيَ الْفَقِيرُ بِصَدَقَتِهِ لٰكِنْ لَا يَجُوزُ أَنْ يُؤْتِيَهُ بَعْدَ الْغِنٰى وَ
تَوْ ذَالَ غِنَاهُ يَجُوزُ وَلَا يَجُوزُ لِغَيْرِ السَّادَاتِ أَنْ يُؤْتُوا السَّادَاتِ أَعْنِي الْهَاشِمِيِّيْنَ
وَالْمُطَّلِبِيِّيْنَ وَمَنْ اِلَيْهِمُ الصَّدَقَةَ الْوَاجِبَةَ لِشَرَفِهِمْ وَضَعْفِهِ وَسَخِ الْمَالِ
وَتَجِبُ النِّيَّةُ لِلزَّكٰوةِ كَمَا فِي الصَّلٰوةِ اِمَّا وَقْتَ الْاِخْرَاجِ مِنْ مَّالِهٖ اَوْ وَقْتَ
الْاِيْصَالِ اِلَى الْمُسْتَحِقِّ ۔

ترجمہ: زکوٰۃ کا بیان

فرمانِ خداوندی ہے واٰتوا الزکوٰۃ تم زکوٰۃ دے دیا کرو۔ زکوٰۃ کی دو قسمیں ہیں (۱) واجب (۲) سنّت۔ واجبی زکوٰۃ حیوانوں، نباتات اور معدنی چیزوں پر لازم ہوجاتی ہے۔ حیوانات میں سے صرف تین اقسام کے چوپائے جانوروں پر زکوٰۃ آتی ہے وہ یہ ہیں (۱) اونٹ (۲) گائے (۳) بھیڑ، نباتات میں سے صرف گندم جو، کھجور اور کشمش پر زکوٰۃ آتی ہے اور معدنی چیزوں میں سے صرف سونا اور چاندی پر یہ زکوٰۃ آتی ہے زکوٰۃ آنے والی ہر چیز پہ چند شرطوں کے ساتھ ہی زکوٰۃ واجب ہوتی ہے نیز ہر وہ شخص جو زکوٰۃ دینے والا ہو اور ہر وہ شخص جو زکوٰۃ لینے کا مستحق ہو۔ ان پہ چند شرطوں کے ساتھ ہی اس کا وجوب ہوتا ہے۔

جس کے ذمے زکوٰۃ واجب ہے وہ ہر وہ شخص ہے جو بالغ ہو، عقل والا ہو، آزاد ہو، مسلمان ہو اور اپنے مال میں تصرف کرنے پر قدرت رکھنے والا ہو۔ کیونکہ خداوند عالم نے تمام مومنوں کو خطاب کرکے نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم صادر فرمایا۔ ارشادِ باری ہے یاایھا الذین اٰمنوا ارکعوا الایہ ایمان والو! تم رکوع کیا کرو، سجدے کیا کرو، اپنے رب کی پرستش کیا کرو، اچھے اچھے کام کیا کرو تاکہ کامیابی تمہارے قدم چومے اور خدا تعالیٰ کی راہ میں ایسا جہاد کرو جیسا جہاد کرنے کا حق ہے۔ اُس نے تمہارا انتخاب کیا ہے اور دین کے بارے میں تم پر کوئی مشقت نہیں ڈالی ہے۔ تم اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی ملّت کو اپناؤ، اُنہوں نے اس سے پہلے تم کو مسلمان کا نام دیا ہے اور اس قرآن میں اس کا ذکر ہے۔ یہ حکم اس لئے ہے تاکہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام تم پر گواہ بن جائے اور تم تمام لوگوں کے لئے گواہ بن سکو پس تم نماز کو قائم رکھا کرو، زکوٰۃ دے دیا کرو، اور خدا کی رضامندی کو تھام لیا کرو، اللہ پاک تمہارا کارساز ہے پس اللہ ہی بہتر کارساز ہے اور وہ بہتر مددگار ہے۔ خداوند عالم کے اس فرمان کی رُو سے ادائیگی زکوٰۃ کے لئے، ایمان کا ہونا، بالغ کا ہونا اور صاحبِ عقل کا ہونا لازم آتا ہے۔ ایمان کا ہونا اس

لئے لازم ہے کہ خطاب خداوندی کی صراحت اس بارے میں واضح ہے۔ بالغ ہونا اور عقل والا ہونا یہ دونوں اس لئے لازم ہیں کہ حکم الٰہی ایک تکلیف ہے اور تکلیف کا تعلق صرف بالغ اور عاقل ہی کے ساتھ ہوتا ہے آزاد ہونے کی شرط اس لئے لازم ہے کہ زکوٰۃ صرف صاحب مال پر آتی ہے۔ غلام تو خود مال ہے وہ صاحب مال نہیں اس لئے کہ غلام اور اس کی پونجی دونوں کے دونوں اُس کے آقا کی ملکیت ہیں۔ اپنے مال میں تصرف کرنے پر قادر ہونے کی شرط اس لئے لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بھی نفس کو صرف اُس کی طاقت کے مطابق ہی تکلیف دیتا ہے قدرت نہ رکھنے والا شخص اُس چیز کے دینے پر قادر نہیں ہوتا جو اس کے تصرف میں نہ ہو۔ جو لوگ زکوٰۃ لینے کے مستحق ہیں۔ وہ آٹھ اقسام ہیں۔ جو اس فرمان خداوندی میں مذکور ہیں۔ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسٰكِيْنِ الآیہ صدقات تو صرف فقیروں کے لئے، مسکینوں کے لئے، صدقات کے کارکنوں کے لئے اصحاب تالیف قلوب کے لئے، غلاموں کی گردن چھڑانے کے لئے، مقروض حضرات کے لئے، راہِ خدا میں صرف کرنے کے لئے، اور مسافر شخص کے لئے سزاوار ہیں۔ یہ خداوند عالم کی طرف سے مقرر کردہ فریضہ ہے۔ اور اللہ علم والا اور صاحبِ حکمت ہے۔

فقیر اور مسکین لوگ کون ہیں:

فقراء اور مساکین وہ لوگ ہیں جن کے پاس کوئی چیز نہ ہو یا کوئی چیز تو ہو مگر وہ چیز ایک سال کی مدت کے لئے اُن کے اخراجات اور اُن کے بچوں کے اخراجات کے لئے کافی نہ ہو۔

کارکن لوگ کون ہیں:

یہ وہ لوگ ہیں جو زکوٰۃ جمع کرنے اور اس کی حفاظت کرنے میں جدوجہد کرنے والے ہوتے ہیں۔

اصحاب تالیف قلوب کون لوگ ہیں:

یہ وہ لوگ ہیں جن کی رعایت برتنے سے مسلمان فائدہ مند رہتے ہیں اور اسلام کو تقویت پہنچتی ہے اور ان کی رعایت برتنا ترک کرنے کی صورت میں معاملہ برعکس ہوتا ہے۔ چنانچہ ہر وہ فردِ بشر جو اس قسم کا ہو وہ اصحاب تالیف قلوب میں سے ہوگا۔ چاہے وہ کافر ہو یا کوئی اور۔

غلاموں کی گردن چھڑانے کی کیا صورت ہے:

غلاموں کی گردن چھڑانے میں زکوٰۃ دینے کی صورت یہ ہے کہ ہر وہ غلام شخص جو خود کو یا اپنے بیٹے کو یا بیوی کو زید تا ہو یا وہ غلام شخص ہے جو آقا کی طرف سے گردن چھڑانے کے لئے کسی مشقت میں مبتلا کیا گیا ہو اور قیمت اُس غلام

کے ذمّے پر ہو۔

مقروض حضرات کون ہیں:

ہر وہ مقروض شخص ہے جو مال کی قلت اور بال بچوں کی کثرت کی وجہ سے قرضہ ادا کرنے پر قدرت نہ رکھتا ہو۔ کسی شخص کو بری الذمہ بنانے کی صورت میں زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔ بشرطیکہ اُس کے ذمہ پر زکوٰۃ دینے والے کا قرض واجب الادا ہو۔

خدا کی راہ میں صرف کرنے کی کیا صورت ہے:

اُس کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص بڑے جہاد اور چھوٹے جہاد کی صورتوں میں راہِ خدا میں جہاد کرتا ہو یا وہ کسی ایسی بستی میں کوئی مسجد بنائے جہاں کوئی مسجد نہ ہو یا بیابانوں اور شہروں میں تالاب اور مسافر خانے بنائے در آنحالیکہ لوگ ضرورت کی خاطر ان چیزوں کی حاجت رکھتے ہوں۔

مسافر کون شخص ہے:

مسافر شخص ہر وہ فرد ہے جو سفر میں تنگدست بن جائے اگرچہ وہ اپنے گھر میں تونگر شخص ہی کیوں نہ ہو۔ مہمان بھی ایسے افراد کی فہرست میں آتا ہے۔ زکوٰۃ لینے کے ان تمام حقداروں کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ بدکار لوگوں میں سے نہ ہوں۔ اگر زکوٰۃ لینے کے مستحقین حضرات نیکوکاروں میں سے ہوں۔ تو اُس زکوٰۃ دینے والے کے لئے خوشی ہی خوشی ہے جس کو عظیم کارِ خیر کی توفیق عطا ہوئی ہو۔

اگر شرائط امامت کا حامل کوئی امام پایا جاتا ہو تو سب سے بہتر صورت یہ ہے کہ وہ امام اپنی اقامت گاہ میں زکوٰۃ جمع کرائے تاکہ وہ زکوٰۃ کو یقینی طور پر مستحق شخص تک پہنچا سکے۔ کیونکہ امام ہی زکوٰۃ کے مستحق حضرات کو خوب پہچانتے ہیں۔ اگر ایسا امام نہ پایا جاتا ہو تو زکوٰۃ دینے والے کے لئے زکوٰۃ کا مستحق جو بھی ملے اُس کو زکوٰۃ دے دینا جائز ہے۔ یہ لازم نہیں کہ زکوٰۃ کو تمام مذکورہ اقسام مصرف میں بانٹ دیا جائے بلکہ اُسے ایک ہی فقیر کو دے دینا جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں کہ فقیر آدمی زکوٰۃ دینے والے کی زکوٰۃ کی بدولت تونگر بن جائے لیکن تونگر بن جانے کے بعد اُس کو زکوٰۃ دے دینا جائز نہیں ہے۔ اگر اس کی تونگری ختم ہو جائے تو پھر اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ غیر سادات کے لئے جائز نہیں۔ کہ وہ سادات کو یعنی اولاد ہاشم، اولاد عبدالمطلب اور ان کے آزاد کردہ غلاموں کو واجبی صدقے دے دے یہ اُن کی شرافت کی بنا پر ہے۔ اور زکوٰۃ تو مال کا میل ہے زکوٰۃ کی ادائیگی کی صورت میں نیت کرنا واجب ہے جس طرح سے نماز کی ادائیگی کی صورت میں نیت واجب ہے یا تو مال سے زکوٰۃ نکالتے وقت نیت کرے

یا زکوٰۃ کو مستحق تک پہنچاتے وقت اس کی نیت کرے۔

اَمَّا الْاَنْعَامُ فَلَا زَکٰوۃَ فِیْھَا اِلَّا بِاَرْبَعَۃِ شَرَائِطَ النِّصَابُ وَالْحَوْلُ وَالسَّوْمُ وَ اَنْ لَّا یَکُوْنَ مِنَ الْعَوَامِلِ اَمَّا الْاِبِلُ فَفِیْھَا اثْنَا عَشَرَ نِصَابًا اَوَّلُ نِصَابِھَا اَنْ تَبْلُغَ اِلٰی خَمْسٍ فَفِیْھَا شَاۃٌ اِلٰی تِسْعٍ فَاِذَا بَلَغَتْ اِلٰی عَشْرٍ فَفِیْھَا شَاتَانِ اِلٰی اَرْبَعَۃَ عَشَرَ فَاِذَا بَلَغَتْ خَمْسَ عَشْرَۃَ فَفِیْھَا ثَلٰثُ شِیَاہٍ اِلٰی تِسْعَ عَشْرَۃَ فَاِذَا بَلَغَتْ اِلٰی عِشْرِیْنَ فَفِیْھَا اَرْبَعُ شِیَاہٍ اِلٰی اَرْبَعَۃٍ وَّعِشْرِیْنَ فَاِذَا بَلَغَتْ خَمْسَۃً وَّعِشْرِیْنَ فَفِیْھَا خَمْسُ شِیَاہٍ وَاِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَّعِشْرِیْنَ فَفِیْھَا بِنْتُ مَخَاضٍ اِلٰی خَمْسٍ وَّ ثَلَاثِیْنَ فَاِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَّ ثَلَاثِیْنَ فَفِیْھَا بِنْتُ لَبُوْنٍ اِلٰی خَمْسٍ وَّ اَرْبَعِیْنَ فَاِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَّ اَرْبَعِیْنَ فَفِیْھَا حِقَّۃٌ اِلٰی سِتِّیْنَ فَاِذَا بَلَغَتْ اِحْدٰی وَسِتِّیْنَ فَفِیْھَا جَذَعَۃٌ اِلٰی خَمْسٍ وَّ سَبْعِیْنَ فَاِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَّسَبْعِیْنَ فَفِیْھَا بِنْتَا لَبُوْنٍ اِلٰی تِسْعِیْنَ فَاِذَا بَلَغَتْ اِحْدٰی وَتِسْعِیْنَ فَفِیْھَا حِقَّتَانِ اِلٰی مِائَۃٍ وَّ عِشْرِیْنَ فَاِذَا بَلَغَتْ مِائَۃً وَّاِحْدًا وَّعِشْرِیْنَ فَفِیْھَا ثَلَاثُ بَنَاتِ لَبُوْنٍ وَ یَسْتَقِرُّ بَعْدَ ذٰلِکَ فَفِیْ کُلِّ اَرْبَعِیْنَ بِنْتُ لَبُوْنٍ وَفِیْ کُلِّ خَمْسِیْنَ حِقَّۃٌ وَ کَانَتْ بِنْتُ الْمَخَاضِ ذَاتَ سَنَۃٍ وَبِنْتُ اللَّبُوْنِ ذَاتَ سَنَتَیْنِ وَالْحِقَّۃُ ذَاتَ ثَلَاثِ سِنِیْنَ وَالْجَذَعَۃُ ذَاتَ اَرْبَعِ سِنِیْنَ وَالْجَذَعَۃُ مِنَ الضَّاْنِ ذَاتُ سَنَۃٍ وَالثَّنِیَّۃُ مِنَ الْمَعْزِ ذَاتَ سَنَتَیْنِ وَ مَنْ وَجَبَتْ عَلَیْہِ بِنْتُ لَبُوْنٍ وَلَمْ یَجِدْھَا وَعِنْدَہٗ بِنْتُ مَخَاضٍ یَجُوْزُ اَنْ یُّخْرِجَھَا مَعَ عِشْرِیْنَ دِرْھَمًا وَ لَوْ کَانَ بِالْعَکْسِ فَبِالْعَکْسِ اَخْرَجَھَا وَاَخَذَ عِشْرِیْنَ دِرْھَمًا وَالذَّکَرُ وَالْاُنْثٰی سَوَاءٌ فِی الْمُخْرَجِ وَالْمُخْرَجِ عَنْہُ اَیْضًا۔

جانوروں کی زکوٰۃ کا مسئلہ:

جانوروں پہ صرف چار شرطوں کے ساتھ ہی زکوٰۃ آتی ہے (۱) نصاب کا پورا ہونا (۲) سال کا گزرنا (۳) چرنے پر گزر بسر ہونا (۴) جانوروں کا کارکن نہ ہونا۔

اونٹ کی زکوٰۃ کا مسئلہ:

اونٹوں کی زکوٰۃ کے بارہ نصاب ہیں۔ پہلا نصاب یہ ہے کہ اونٹوں کی تعداد پانچ ہوجائے تو ان پر ایک

بکری زکوٰۃ کے طور پر واجب ہے۔ نو اونٹوں تک یہی ایک زکوٰۃ کافی ہے۔ جب اونٹوں کی تعداد ۱۰ ہو جائے تو ان پر دو بکریاں زکوٰۃ کے طور پر واجب ہیں۔ چودہ اونٹوں تک یہی ایک زکوٰۃ کافی ہے جب اونٹوں کی تعداد پندرہ ہو جائے تو ان پر تین بکریاں بطور زکوٰۃ واجب ہیں۔ انیس اونٹوں تک یہی ایک زکوٰۃ کافی ہے۔ جب اونٹوں کی تعداد بیس ہو جائے تو ان پر چار بکریاں زکوٰۃ کے طور پر واجب ہیں۔ چوبیس اونٹوں تک یہی ایک زکوٰۃ کافی ہے۔ جب اونٹوں کی تعداد پچیس ہو جائے تو ان پر پانچ بکریاں بطور زکوٰۃ واجب ہیں۔ جب اونٹوں کی تعداد چھبیس کو پہونچے تو ان پر اونٹنی کی ایک سال کی عمر والی ایک بچھڑی بطور زکوٰۃ واجب ہے۔ پینتیس اونٹوں تک یہی ایک زکوٰۃ کافی ہے۔ جب اونٹوں کی تعداد چھتیس کو پہونچے تو ان پر اونٹنی کی دو سال کی عمر کی ایک بچھڑی بطور زکوٰۃ واجب ہے۔ پینتالیس اونٹوں تک یہی ایک زکوٰۃ کافی ہے۔ جب اونٹوں کی تعداد چھیالیس کو پہونچے تو ان پر اونٹنی کی تین سال کی عمر والی ایک بچھڑی بطور زکوٰۃ واجب ہے۔ ساٹھ اونٹوں تک یہی ایک زکوٰۃ کافی ہے۔ جب اونٹوں کی تعداد اکسٹھ کو پہنچ جائے تو ان پر اونٹنی کی چار سال کی عمر والی ایک بچھڑی بطور زکوٰۃ واجب ہے۔ پچھتر اونٹوں تک یہی ایک زکوٰۃ کافی ہے جب اونٹوں کی تعداد چھہتر تک پہنچ جائے تو ان پر اونٹنی کی دو دو سال کی عمر والی دو بچھڑیاں بطور زکوٰۃ واجب ہیں۔ نوے اونٹوں تک یہی ایک زکوٰۃ کافی ہے۔ جب اونٹوں کی تعداد اکیانوے کو پہونچے تو ان پر اونٹنی کی تین تین سال کی عمر والی دو بچھڑیاں بطور زکوٰۃ واجب ہیں۔ ایک سو بیس اونٹوں تک یہی ایک زکوٰۃ کافی ہے جب اونٹوں کی تعداد ایک سو اکیس تک پہنچ جائے تو ان پر اونٹنی کی دو دو سال کی عمر والی تین بچھڑیاں بطور زکوٰۃ واجب ہیں اس کے بعد نصاب کی صورت اس طرح برقرار رہتی ہے کہ ہر چالیس اونٹوں پر اونٹنی کی دو سال کی عمر والی ایک بچھڑی بطور زکوٰۃ اور ہر پچاس اونٹوں پر اونٹنی کی تین سال کی عمر والی ایک بچھڑی بطور زکوٰۃ واجب ہوتی رہے گی۔ اونٹنی کی ایک سال کی عمر والی بچھڑی کا نام بنت مخاض ہے۔ دو سال کی عمر والی بچھڑی کا نام بنت لبون ہے۔ تین سال کی عمر والی بچھڑی کا نام حقہ ہے۔ اور چار سال کی عمر والی بچھڑی کا نام جذعہ ہے بھیڑ کے ایک سال کی عمر والی بچے پر جذعہ کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ اور بکری کے دو سال کی عمر والے بچے کو ثنیہ کہتے ہیں

جس شخص پر ایک بنت لبون بطور زکوٰۃ واجب ہوا اور وہ بنت لبون کو نہ پا سکے۔ اس کے پاس بنت مخاض موجود ہو تو بیس درہموں کے ساتھ بنت مخاض ہی کو بطور زکوٰۃ نکالنا جائز ہے۔ اگر معاملہ اس کے برعکس ہو تو حکم بھی اس کے برعکس صورت میں ہوگا یعنی وہ بنت لبون کو زکوٰۃ نکالے گا اور بیس درہم واپس لے لے گا۔ بطور زکوٰۃ

نکالے جانے والے جانور کے حق میں نر اور مادہ دونوں برابری کا حکم رکھتے ہیں اور جن جانوروں پر زکوٰۃ آتی ہے اُن کا بھی یہی حکم ہے۔

وَ اَمَّا الْبَقَرُ فَفِيْهَا نِصَابَانِ وَلَا زَكٰوةَ فِيْهَا حَتّٰى تَبْلُغَ ثَلَاثِيْنَ فَفِيْهَا تَبِيْعٌ اَوْ تَبِيْعَةٌ اِلٰى تِسْعٍ وَ ثَلَاثِيْنَ فَاِذَا بَلَغَتْ اَرْبَعِيْنَ فَفِيْهَا مُسِنٌّ اَوْ مُسِنَّةٌ وَالْاَوَّلُ ذُوْ سَنَةٍ وَالثَّانِيْ ذُوْ سَنَتَيْنِ وَلَا زِيَادَةَ اِلٰى سِتِّيْنَ فَفِيْ سِتِّيْنَ تَبِيْعَانِ وَلْيَسْتَقِرَّ الْحِسَابُ فَفِيْ كُلِّ ثَلَاثِيْنَ تَبِيْعٌ وَفِيْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ مُسِنٌّ وَ يَتَغَيَّرُ فِيْ كُلِّ عَشْرٍ عَشْرٍ وَ الْجَوَامِيْسُ كَالْبَقَرِ۔

ترجمہ: گایوں کی زکوٰۃ کا مسئلہ:

گائے کی زکوٰۃ کے دو نصاب ہیں۔ گائے پہ کوئی زکوٰۃ اُس وقت تک نہیں آتی جب تک کہ اُن کی تعداد تیس نہ ہو جائے۔ تیس گایوں پر ایک سال کا ایک بچھڑا یا ایک بچھڑی بطور زکوٰۃ واجب ہے۔ اُنتالیس گایوں تک یہی ایک زکوٰۃ کافی ہے۔ جب گایوں کی تعداد چالیس تو پہنچ جائے تو اُن پر دو سال کا ایک بچھڑا یا ایک بچھڑی بطور زکوٰۃ واجب ہے۔ ایک سال کی عمر والے بچھڑے کو تبیع اور دو سال کی عمر والے بچھڑے کو مسن کہتے ہیں ساٹھ گایوں تک کسی قسم کی مزید زکوٰۃ نہیں آتی۔ جب گایوں کی تعداد ساٹھ ہو جائے تو اُن پہ ایک ایک سال کی عمر کے دو بچھڑے بطور زکوٰۃ واجب ہیں۔ پھر نصاب کا حساب اس طرح برقرار رہتا ہے کہ ہر تیس گایوں پہ ایک سال کی عمر کا ایک بچھڑا بطور زکوٰۃ اور ہر چالیس گایوں پہ دو سال کی عمر کا ایک بچھڑا بطور زکوٰۃ واجب ہوتا ہے گا اور صورت حال ہر دس دس پہ بدلتی رہے گی۔ وجوب زکوٰۃ کے سلسلے میں بھینسوں کا حکم گایوں جیسا ہے۔

وَ اَمَّا الْغَنَمُ فَلَا تَجِبُ فِيْهَا اِلَّا اِذَا بَلَغَتْ اَرْبَعِيْنَ فَفِيْهَا شَاةٌ اِلٰى مِائَةٍ وَعِشْرِيْنَ فَاِنْ كَانَ الْمُخْرَجُ ضَاْنًا يَنْبَغِيْ اَنْ تَكُوْنَ جَذَعَةً وَاِنْ كَانَ مَعْزًا فَثَنِيَّةً فَلَا يَجُوْزُ اَنْ يُخْرِجَ الرُّبّٰى وَلَا الْمَرِيْضَةَ وَلَا الْهَرِمَةَ وَلَا ذَاتَ الْعَوَارِ وَلَا اَنْ تَعُدَّ لِلْاَكُوْلَةِ وَ فَحْلِ الضِّرَابِ وَاِذَا بَلَغَتْ مِائَةً وَاِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ فَفِيْهَا شَاتَانِ اِلٰى مِائَتَيْنِ فَاِذَا بَلَغَتْ مِائَتَيْنِ وَوَاحِدَةً فَفِيْهَا ثَلَاثُ شِيَاهٍ اِلٰى اَرْبَعِ مِائَةٍ فَاِذَا بَلَغَتْ اَرْبَعَ مِائَةٍ فَفِيْهَا اَرْبَعُ شِيَاهٍ وَ يَسْتَقِرُّ بَعْدَ ذٰلِكَ عَلٰى اَنَّ فِيْ كُلِّ مِائَةٍ شَاةً

بِالِغًا مَا بَلَغَ وَاعْلَمْ اَنَّ الْمَعْلُوْفَةَ فِيْ بَعْضِ الْحَوْلِ لَيْسَتْ بِسَائِمَةٍ وَيَجُوْزُ اَنْ يُخْرِجَ مِنَ الْاَنْعَامِ وَغَيْرِهَا مِنْ غَيْرِهَا وَجَبَتْ فِيْهِ بِالْقِيْمَةِ السُّوْقِيَّةِ لٰكِنَّ الْجِنْسَ اَفْضَلُ وَاِذَا كَانَتِ الْاَنْعَامُ مِرَاضًا فَلَا يُطَالَبُ بِالصَّحِيْحَةِ، وَيَجُوْزُ الْاَدَاءُ مِنْ غَيْرِ غَنَمِ الْبَلَدِ وَلَوْ كَانَتْ اَدْوَنَ وَلَوْ كَانَ شَرِيْكَانِ خَلَطَا اَنْعَامَهُمَا فَكَمُلَ عَدَدُ النِّصَابِ فَلَا تَاْثِيْرَ لَهُمَا فِي النِّصَابِ وَلَا تَجِبُ الزَّكٰوةُ وَلَوْ فَرَّقَ لِلْفِرَارِ مِنَ النِّصَابِ ذُوْ حِيْلَةٍ لَمْ تَسْقُطِ الزَّكٰوةُ۔

ترجمہ: بھیڑ بکریوں کی زکوٰۃ کا مسئلہ:

بھیڑ بکریوں کی تعداد چالیس کو پہنچنے سے ہی اُن پہ زکوٰۃ آتی ہے۔ چنانچہ چالیس بھیڑ بکریوں پہ ایک بکری بطور زکوٰۃ واجب ہے۔ ایک سو بیس بھیڑ بکریوں تک یہی ایک زکوٰۃ کافی ہے۔ زکوٰۃ کے طور پر نکالا ہوا مویشی اگر بھیڑ دُنبہ کے قبیل سے ہو تو ایک سال کا ہونا چاہیے۔ اور اگر وہ بکری کے قبیل سے ہو تو دو سال کی عمر کا ہونا چاہیے۔ چنانچہ زکوٰۃ کے طور پر، نوزائیدہ بچہ، بیمار مویشی، زیادہ عمر رسیدہ جانور اور کانا مویشی کا نکالنا جائز نہیں ہے۔ اور نہ اُس مویشی کو بطور زکوٰۃ نکالنا جائز ہے جو کھانے کی غرض سے اور افزائش نسل کے لئے پالا جاتا ہے۔ جب بھیڑ بکریوں کی تعداد ایک سو اکیس کو پہنچ جائے تو اُن پر ایک بکری بطور زکوٰۃ واجب ہے۔ دو سو بھیڑ بکریوں تک یہی ایک زکوٰۃ کافی ہے۔ جب بھیڑ بکریوں کی تعداد دو سو ایک کو پہنچ جائے تو اُن پر تین بکریاں بطور زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہیں۔ چار سو بھیڑ بکریوں تک یہی ایک زکوٰۃ کافی ہے۔ جب بھیڑ بکریوں کی تعداد چار سو کو پہنچ جائے تو اُن پر چار بکریاں بطور زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہیں۔ اس کے بعد بھیڑ بکریوں کے نصاب زکوٰۃ کی صورت اس طرح برقرار رہے گی کہ ہر سو کی تعداد پہ ایک بکری بطور زکوٰۃ واجب ہوتی رہے گی چاہے ان کی تعداد جہاں تک بھی پہنچ جائے۔ آگاہ رہے کہ ہر سال کے کچھ حصے میں گھاس کھلائے گئے مویشی چرنے والے مویشی نہیں بن سکتے۔ جن جانوروں پہ زکوٰۃ آتی ہے۔ اُن کے بدلے میں دوسری جنس سے بازاری قیمت کے مطابق زکوٰۃ کا نکالنا جائز ہے۔ لیکن اُسی جنس کا نکالنا افضل ہے۔ اگر جانور بیمار ہوں تو اخراج زکوٰۃ کی صورت میں مالک سے تندرست جانور کا مطالبہ نہیں کیا جا سکتا۔ زکوٰۃ کی ادائیگی۔ اپنے شہر کی بھیڑ بکریوں کے سوا کسی دوسری جگہ کی بھیڑ بکریوں سے جائز ہے۔ اگرچہ دوسری جگہ کی بھیڑ بکریاں کمتر درجے کی کیوں نہ ہوں۔ اگر دو شریک حضرات اپنے اپنے جانوروں کو آپس میں خلط ملط کرے۔ اس کے نتیجے میں نصاب کا حساب پورا ہو جاتا

ہو تو ایسا کرنا حقیقی نصاب کے بارے میں اپنا کوئی اثر نہیں رکھتا۔ چنانچہ اس صورت میں زکوٰۃ واجب نہیں ہو سکتی۔ اگر کوئی بہانہ ساز شخص نصاب زکوٰۃ سے گریز کرنے کے لئے اپنے جانوروں کو الگ الگ کر دے تو اس سے زکوٰۃ ساقط نہیں ہو سکتی۔

وَ اَمَّا النَّبَاتُ مِنَ الْغَلَّاتِ فَالْحِنْطَةُ وَ الشَّعِيْرُ وَ مِنَ الثِّمَارِ التَّمَرُ وَ الزَّبِيْبُ رَطْبُهُمَا وَ يَابِسُهُمَا فَلَا زَكٰوةَ فِيْ شَيْئٍ مِنْهَا اِلَّا بَعْدَ النِّصَابِ وَ هُوَ خَمْسَةُ اَوْسُقٍ وَ هُوَ بِالْمَنِّ الصَّغِيْرِ ثَمَانِ مِائَةِ مَنٍّ وَ بِالْمَنِّ الْكَبِيْرِ الَّذِيْ وَ زْنُهُ سِتُّمِائَةِ دِرْهَمٍ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَ سِتَّةٌ وَ اَرْبَعُوْنَ مَنًّا وَ ثُلُثَا مَنٍّ تَقْرِيْبًا وَ تَتَعَلَّقُ الزَّكٰوةُ بِهَا وَقْتَ حُصُوْلِهَا فَلِلْحِنْطَةِ وَ الشَّعِيْرِ بَعْدَ تَنْقِيَتِهِمَا مِنَ التِّبْنِ وَ لِلتَّمْرِ وَ الزَّبِيْبِ وَقْتَ الْاِحْمِرَارِ وَ الْاِصْفِرَارِ يَعْنِيْ لَا تَاثِيْرَ لِحَوَلَانِ الْحَوْلِ فِي النَّبَاتَاتِ فَاِنَّمَا اِنْ حَصَلَتْ بِمَاءِ السَّمَاءِ اَوِ الْيَنَابِيْعِ وَ الْقَنَوَاتِ فَفِيْهِمَا الْعُشْرُ وَ اِنْ حَصَلَتْ بِالنَّوَاضِحِ اَوِ الدِّلَاءِ وَ الْيٰ اٰلَةِ الدَّوَالِيْبِ فَفِيْهِمَا نِصْفُ الْعُشْرِ وَ لَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُخْرَجَ الْعُشْرُ مِنْهَا اِلَّا بَعْدَ مَؤُوْنَةِ اَسْبَابِهَا۔

ترجمہ: نباتاتی چیز

غلات میں نباتاتی چیزیں گندم اور جو ہیں۔ پھلوں میں نباتی چیزیں کھجور اور کشمش ہیں۔ تر اور خشک دونوں مساوی ہیں۔ نصاب کو پہنچنے کے بعد ہی ان چیزوں پر زکوٰۃ آ سکتی ہے۔ ان کا نصاب پانچ وسق کا ہے۔ پانچ وسق کی مقدار چھوٹے من کے لحاظ سے آٹھ سو من ہے اور چھ سو من وزن والے بڑے من کے لحاظ سے پانچ وسق کی مقدار تین سو چھیالیس اور دو تہائی من کے لگ بھگ ہے۔ ان چیزوں کے پیداواری حصول کے وقت ہی ان کے ساتھ زکوٰۃ کا تعلق ہوتا ہے۔ چنانچہ گندم اور جو کے حق میں زکوٰۃ کا تعلق بھوسے سے ان کو صاف کر کے نکالنے کے بعد ہوتا ہے۔ کھجور اور کشمش کے حق میں زکوٰۃ کا تعلق ان کے سرخ اور زرد پڑ جانے کے وقت ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نباتات کے حق میں سال کے گذرنے کو کوئی تاثیر حاصل نہیں ہے۔ کیونکہ نباتات کا پیداواری حصول اگر بارش، چشمہ اور ... کے پانی سے یا نہروں کے پانی کی سیرابی سے ہو تو ان کا دسواں حصہ

جو زکوٰۃ نکالنا واجب ہے اگر ان کا پیداواری حصول رہٹ کے ذریعے یا ڈول استعمال کرکے یا دولاب کے ستعمال کی صورت میں پانی کی سیرابی سے ہو تو ان کا بیسواں حصہ بطور زکوٰۃ نکالنا واجب ہے۔ نباتات کے وسائل آمدنی کے اخراجات کو منہا کرنے کے بعد ہی ان کا دسواں حصہ وغیرہ کا بطور زکوٰۃ نکالنا چاہیے۔

وَاَمَّا الْمَعْدَنِيَاتُ فَالذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ وَلَا تَجِبُ الزَّكٰوةُ فِيْهِمَا اِلَّا بَعْدَ النِّصَابِ وَحَوْلَانِ الْحَوْلِ اَمَّا الذَّهَبُ فَنِصَابُهُ اَنْ يَّبْلُغَ عِشْرِيْنَ دِيْنَارًا فَاِذَا بَلَغَ اِلٰى هٰذَا الْقَدْرِ وَحَالَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ وَجَبَ فِيْهِ رُبُعُ الْعُشْرِ وَهُوَ نِصْفُ دِيْنَارٍ وَفِيْمَا زَادَ عَلَيْهِ بَعْدَ النِّصَابِ فَفِيْ كُلِّ اَرْبَعَةِ دَنَانِيْرَ يَجِبُ قِيْرَاطَانِ اَعْنِيْ رُبُعَ الْعُشْرِ وَلَا يَجِبُ شَيْءٌ فِيْمَا نَقَصَ عَنْ اَرْبَعَةٍ -

وَاَمَّا الْفِضَّةُ فَنِصَابُهَا اَنْ تَبْلُغَ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ فَاِذَا بَلَغَتْ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ وَحَالَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ فَفِيْهَا رُبُعُ الْعُشْرِ اَيْضًا وَهُوَ خَمْسَةُ دَرَاهِمَ وَكَانَتْ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ بِوَزْنِ سَبْعَةِ مَثَاقِيْلَ وَمَا زَادَ عَلَيْهَا بَعْدَ النِّصَابِ فَفِيْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا يَجِبُ دِرْهَمٌ وَمَا نَقَصَ مِنْ اَرْبَعِيْنَ لَا يَجِبُ فِيْهِ وَلَا زَكٰوةَ فِي الْحُلِيِّ وَلَوْ كَانَ ذَهَبًا اَوْ فِضَّةً وَاِعَارَتُهُ تَقُوْمُ مَقَامَ الزَّكٰوةِ اسْتِحْبَابًا وَلَا زَكٰوةَ اَيْضًا فِيْ سَائِرِ الْجَوَاهِرِ النَّفِيْسَةِ كَاللَّاٰلِيْ وَالْيَوَاقِيْتِ وَغَيْرِهَا وَالتَّحْلِيَةُ بِالذَّهَبِ حَرَامٌ لِلرِّجَالِ اِلَّا الْغُزَاةَ فَاِنَّ التَّحْلِيَةَ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَسَائِرِ الْجَوَاهِرِ يَجُوْزُ لَهُمْ عَلَى الْاَكْسِيَةِ وَالْاَسْلِحَةِ كَلُبْسِ الْحَرِيْرِ وَاَمَّا الْمُسْتَحَبُّ اَيْضًا مِنَ الْحَيَوَانِ وَالنَّبَاتِ وَالْمَعْدَنِ فَمِنَ الْحَيَوَانِ لَا يَكُوْنُ اِلَّا الْخَيْلَ يُشْتَرَطُ فِيْهَا الْحَوْلَانُ وَالسَّوْمُ وَاَنْ تَكُوْنَ اِنَاثًا فَيُخْرَجُ مِنْ شَرِيْفِهَا دِيْنَارَانِ وَمِنْ سَافِلِهَا دِيْنَارٌ وَمِنَ النَّبَاتِ كُلُّ مَا يَنْبُتُ مِنَ الْاَقْوَاتِ مِمَّا يُكَالُ اَوْ يُوْزَنُ وَلَيْسَ بِحِنْطَةٍ وَلَا شَعِيْرٍ وَلَا تَمْرٍ وَلَا زَبِيْبٍ فَاِذَا بَلَغَ مَبْلَغَ النِّصَابِ يُسْتَحَبُّ فِيْهِ الْعُشْرُ وَنِصْفُ الْعُشْرِ اِنْ كَانَ بِشِقِّ الْاَنْفُسِ -

ترجمہ : معدنیات کا مسئلہ

معدنی چیزیں جن پہ زکوٰۃ آتی ہے۔ وہ سونا اور چاندی ہیں۔ ان دونوں چیزوں پہ نصاب کے پورے ہونے

اور سال کے گذر جانے کے بعد ہی زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے۔

سونے کا مسئلہ :

سونے کا نصاب یہ ہے کہ وہ بیس دیناروں تک پہنچ جائے۔ جب سونا اتنی مقدار کو پہنچے اور اس پر ایک سال گذر جائے تو اس کا چالیسواں حصہ بطور زکوٰۃ نکالنا واجب ہے۔ زکوٰۃ کی یہ مقدار ایک دینار کا آدھا حصہ ہے۔ نصاب کے بعد جو زائد مقدار ہوگی اس کی زکوٰۃ کی صورت یہ ہے کہ ہر چار دیناروں پر دو قیراط کا بطور زکوٰۃ نکالنا واجب ہے۔ دو قیراط کا مطلب چار دیناروں کا چالیسواں حصہ ہے۔ چار دیناروں سے کم کی مقدار میں کوئی چیز بطور زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

چاندی کا مسئلہ :

چاندی کا نصاب یہ ہے کہ وہ دو سو درہموں کی تعداد کو پہنچ جائے۔ جب چاندی دو سو درہموں کی تعداد کو پہنچ جائے اور اس پر ایک سال کی مدت گزر جائے تو اس کا بھی چالیسواں حصہ بطور زکوٰۃ نکالنا واجب ہے زکوٰۃ کی یہ مقدار پانچ درہموں کی ہے۔ دس درہموں کا حساب سات مثقالوں کے وزن کے مطابق ہوا کرتا تھا۔ نصاب سے بعد چاندی کی جو مقدار زائد ہوگی اس کی زکوٰۃ کی صورت یہ ہے کہ ہر چالیس درہموں پر ایک درہم بطور زکوٰۃ واجب ہوگا۔ چالیس درہموں سے کم کی مقدار میں کوئی چیز بطور زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔

زیورات پر کسی قسم کی زکوٰۃ نہیں آتی۔ اگرچہ زیورات سونے یا چاندی کے ہی کیوں نہ ہوں۔ زیورات کا بطور عاریۃً دے دینا سنت کے طور پر زکوٰۃ کا قائم مقام ہوا کرتا ہے۔ تمام بیش قیمت جواہرات پر بھی کسی قسم کی کوئی زکوٰۃ نہیں آتی مثلاً موتی اور یاقوت وغیرہ۔ خدا کی راہ میں کافروں سے جنگ کرنے والے غازیوں کے سوا مردوں کے لئے سونے کی آرائش حرام ہے۔ غازیوں کے حق میں تو ان کے کپڑوں اور ہتھیاروں پر ریشمی لباس پہننے کی مانند سونا، چاندی اور تمام جواہرات کی آرائش جائز ہے۔

جانوروں، نباتی چیزوں اور معدنی چیزوں پر مسنون زکوٰۃ بھی آتی ہے۔ چنانچہ جانوروں میں صرف گھوڑوں پر یہ مسنون زکوٰۃ ہے۔ گھوڑوں کی زکوٰۃ کے لئے شرط ہے کہ ان پر سال گذر جائے وہ چرنے پر گذر بسر کرنے والے ہوں اور وہ مادہ جانور ہوں۔ پس ان شرطوں کے مطابق عمدہ قسم پر دو دینار اور ادنیٰ قسم پر ایک دینار بطور زکوٰۃ نکالا جائے۔

نباتی چیزوں میں سے ہر اُگنے والی خوردنی چیز جو کیلی یا موزونی ہو نیز وہ گندم نہ ہو، جو نہ ہو، کھجور نہ ہو

اور نہ وہ کشمش ہو۔ جب وہ نصاب کی مقدار کو پہنچ جائے تو اس کا دسواں حصہ بطور زکوٰۃ نکالنا سنت ہے یا اس کا بیسواں حصہ نکالا جائے۔ بشرطیکہ اس کا پیداواری حصول انسانی محنت و مشقت سے ہو۔

وَمِنَ الْمَعْدِنِيَّاتِ مَا كَانَ خَسِيْسًا كَالْمَغْرَةِ وَالْقِيْرِ وَالنِّفْطِ وَالزِّرْنِيْخِ وَالْكِبْرِيْتِ وَالشَّبِّ وَالرَّصَاصِ وَالْقَلْعِيِّ وَالْحَدِيْدِ وَالنُّحَاسِ وَالزِّئْبَقِ وَمِثْلِهَا وَفِيْ مِثْلِهِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ إِذَا بَلَغَ مَبْلَغَ النِّصَابِ بَعْدَ إِخْرَاجِ الْمُؤْنَاتِ يَجِبُ فِيْهِ الْخُمُسُ عَلَى الْفَوْرِ وَمَا كَانَ شَرِيْفًا كَالْيَوَاقِيْتِ وَأَصْنَافِ اللَّعْلِ وَالزُّمُرُّدِ وَالْعَقِيْقِ وَالْفَيْرُوْزَجِ وَالْكَهْرُبَا وَالْجَوَاهِرِ الْبَحْرِيَّةِ كَالدُّرِّ وَاللَّآلِيْ وَالْعَنْبَرِ وَالْمِسْكِ وَالْمَرْجَانِ وَمِثْلِهَا وَجَوَاهِرِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالرِّكَازِ وَهِيَ دَفَائِنُ الْكَفَرَةِ إِذَا بَلَغَ مَبْلَغَ النِّصَابِ بَعْدَ إِخْرَاجِ الْمُؤْنَاتِ فَفِيْهِ الْخُمُسُ وَاجِبٌ عَلَى الْفَوْرِ كَغَنَائِمِ دَارِ الْحَرْبِ وَمَصَارِفُهُمَا كَمَا ذُكِرَ فِي الْقُرْآنِ وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ وَاعْلَمُوْا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَمَصْرِفُهُ أَوْلِيَاءُ اللّٰهِ وَهُمْ لَا يُوْجَدُوْنَ فِيْ كُلِّ بُقْعَةٍ مِّنَ الْقُرٰى وَالْبُلْدَانِ وَالنَّاسُ لَا يَعْرِفُوْنَهُمْ فَإِنْ أَرَدْتَ أَنْ تَعْرِفَهُمْ فَاعْرِفْهُمْ بِالْكَرَامَاتِ الَّتِيْ دَلَّ عَلٰى صِحَّتِهَا الْقُرْآنُ وَسِيَرُ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ كَالْإِخْبَارِ مِنَ الْغَيْبِ لِأَنَّ الْغَيْبَ لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللّٰهُ فَإِذَا أَخْبَرَ أَحَدٌ مِّنَ الْغَيْبِ فَاعْلَمْ أَنَّهُ مِنَ اللّٰهِ فَهُوَ وَلِيُّ اللّٰهِ وَإِنْ لَّمْ يُوْجَدْ هٰؤُلَاءِ الرِّجَالُ يَجُوْزُ صَرْفُ سَهْمِ اللّٰهِ فِيْ بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ وَتَعْمِيْرِهَا وَسَائِرِ بِقَاعِ الْخَيْرِ وَالْحِيَاضِ وَالْقَنَوَاتِ وَالْقَنَاطِيْرِ وَسَائِرِ الْخَيْرَاتِ وَمَا كَانَ لِلرَّسُوْلِ فَمَصْرِفُهُ الْعُلَمَاءُ بِاللّٰهِ وَبِأَحْكَامِ اللّٰهِ وَبِطَرِيْقِ الْوُصُوْلِ إِلَى اللّٰهِ لِمَا قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ۔ اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ لَا الْجُهَّالُ الْمُتَلَفِّظَةُ الْمُتَرَسِّمَةُ الْمُتَشَبِّهَةُ الْمُتَسَمِّيَةُ بِالْعُلَمَاءِ وَمَا كَانَ لِذِي الْقُرْبٰى فَمَصْرِفُهُ السَّادَاتُ وَهُمْ بَنُوْ هَاشِمٍ وَفِيْ زَمَانِنَا هٰذَا لَا يُوْجَدُ مِنْهُمْ إِلَّا بَنُوْ عَلِيٍّ وَبَنُوْ جَعْفَرٍ وَبَنُوْ عَبَّاسٍ فَلَوْ وُجِدَ إِمَامٌ فِي الْعَالَمِ مُتَّصِفٌ بِصِفَاتِ الْكَمَالِ حَسَبًا وَنَسَبًا لَا رَيْبَ أَنَّ هٰذِهِ الْأَسْهُمَ الثَّلَاثَ تُصْرَفُ إِلَيْهِ لِأَنَّهُ وَلِيُّ اللّٰهِ وَخَلِيْفَتُهُ وَالْعَالِمُ بِاللّٰهِ وَبِأَحْكَامِهِ وَبِطَرِيْقِ الْوُصُوْلِ إِلَيْهِ وَأَقْرَبُ الْأَقْرِبَاءِ لِرَسُوْلِهِ وَمَا كَانَ لِلْيَتَامٰى فَمَصْرِفُهُ الْأَحَقُّ يَتَامٰى آلِ مُحَمَّدٍ

اِنْ وُجِدُوْا وَاِنْ لَّمْ یُوْجَدُوْا فَیَتَامٰی بَنِیْ هَاشِمٍ وَاِنْ لَّمْ یُوْجَدُوْا فَیَتَامٰی اَوْلَادِ الْمُهَاجِرِیْنَ وَاِنْ لَّمْ یُوْجَدُوْا فَیَتَامٰی اَوْلَادِ الْاَنْصَارِ وَاِنْ لَّمْ یُوْجَدُوْا فَیَتَامٰی سَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ وَمَا کَانَ لِلْمَسَاکِیْنِ فَمَفْسَرٌ فِیْهِ مَسَاکِیْنُهُمُ الْاَحَقُّ فَالْاَحَقُّ کَالْیَتَامٰی وَابْنُ السَّبِیْلِ کَذٰلِکَ لِاَنَّ الزَّکٰوةَ حَرَامٌ عَلَیْهِمْ فَلِذَا اللّٰهُ خَصَّهُمُ الرَّسُوْلُ بِالْخُمُسِ وَالْخُمُسُ لَا یَتَکَرَّرُ بِتَکْرَارِ الْحَوْلِ بَلْ یَکُوْنُ مَرَّةً وَّاحِدَةً مِّنْ کُلِّ مَا یُخَمَّسُ۔

ترجمہ، خمس کا مسئلہ:

معدنیات میں جو چیزیں گھٹیا قسم کی ہیں مثلاً سُرخ مٹی، سیاہ مٹی، تارکول، ہڑتال، گندھک پھٹکڑی، سیسہ، قلعی، لوہا، تانبہ، پارہ اور ان جیسی چیزیں نیز خشکی اور پانی کے شکار! یہ چیزیں اخراجات کو منہا کرنے کے بعد مقدار زکوٰۃ کو جب پہنچے تو ان سے فوری طور پر خمس کا نکالنا سنت ہے۔ معدنیات میں جو چیزیں عمدہ قسم کی ہیں مثلاً یاقوت لعل کی قسمیں، زمرد، عقیق، فیروزہ، کہربا اور سمندری جواہرات مثلاً در، موتی، عنبر کستوری، مرجان، سونے اور چاندی کے جواہرات اور رکاز، کافروں کے پوشیدہ خزانوں کا مطلب رکاز ہے جب یہ عمدہ قسم کی چیزیں زکوٰۃ کی مقدار کو پہنچ جائیں تو اخراجات کو منہا کرنے کے بعد ان سے خمس کا نکالنا فوری طور پر واجب ہے۔ جیسا کہ دار حرب سے حاصل شدہ اموال غنیمت سے ان کا نکالنا۔

اموالِ خمس کے مصارف:

خمس کے مصارف وہ ہیں جن کا ذکر قرآن پاک میں کیا گیا ہے۔ فرمان خداوندی ہے وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ الایہ۔ خوب جان لو کہ جب تم بعض چیزوں سے بہرہ مند ہو جاؤ تو اس کا پانچواں حصہ اللہ کے لئے، رسول کے لئے، رسول کے قرابت داروں کے لئے، یتیموں کے لئے، مسکینوں کے لئے اور مسافر کے لئے ہے۔

اللہ کا حصہ کن لوگوں کو دیا جائے:

خمس کا جو حصہ اللہ کے لئے ہے۔ اس کا مصرف اللہ کے اولیائے کرام ہیں۔ وہ قصبوں اور شہروں کے ہر ایک قطعہ زمین میں نہیں پائے جاتے اور لوگ اُن کی پہچان بھی نہیں کر سکتے۔ اگر آپ اُن اولیائے کرام

کو پہچاننا چاہتے ہیں تو ان کو ان کرامات کی روشنی میں پہچان لے۔ جن کی صحت پر قرآن مجید اور انبیاؑ علیہم السلام کی سیرت کی رہنمائی موجود ہے۔ مثلاً غیب کی خبر دینا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ غیب کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں جان سکتا۔ جب کوئی شخص غیب کی خبر دیتا ہو تو یقین جانئے کہ وہ خبر اللہ کی طرف سے ہے لہٰذا وہ مخبر ولی اللہ ہے۔ اگر یہ لوگ نہ پائے جاتے ہوں تو خمس میں سے اللہ کے حصّے کو مسجدوں کی بنیاد ڈالنے مسجدوں کی تعمیر کرنے، تمام نیکی کے مقامات کی تیاری، تالابوں کے بنانے، نہریں کھودنے، پلوں کو بنانے اور تمام خیراتی کاموں کی انجام دہی میں خرچ کرنا جائز ہے۔

رسولؐ کا حصّہ کن لوگوں کو دیا جائے:

خمس کا جو حصّہ رسول کے لئے ہے۔ اس کا مصرف وہ علمائے کرام ہیں جو اللہ کی ذات و صفات کی معرفت رکھتے ہیں۔ احکام الٰہی کو خوب جانتے ہیں اور اللہ تک رسائی حاصل کرنے کے طریقوں سے خوب واقف ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے "اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ" علمائے کرام انبیاء علیہم السلام کے صحیح وارث ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کے صحیح وارث وہ جاہل لوگ نہیں ہیں جن کی صرف زبانیں رسمی طور پر علمائے کرام کی مشابہت میں بول اٹھتی ہیں۔

رسولؐ کے قرابت داروں کا حصّہ کن لوگوں کو دیا جائے:

خمس کا جو حصّہ رسولؐ کے قربت داروں کے لئے ہے اس حصّے کا مصرف سادات عظام ہیں۔ وہ سادات عظام ہاشم کی اولاد ہیں۔ ہمارے اس دور میں ان سادات عظام میں سے صرف اولاد علی، اولاد جعفر طیار اور اولاد عباس موجود ہیں۔ اگر کائنات میں کوئی ایسا امام پایا جاتا ہو جو حسب و نسب کے لحاظ سے صفات کمال کا حامل ہو تو اس میں کوئی شک ہی نہیں کہ خمس کے یہ تینوں مذکورہ حصّے ایسے امام کی طرف پھیر دیئے جائیں گے۔ کیونکہ ایسا امام درحقیقت ولی اللہ ہے۔ خلیفۃ اللہ ہے۔ اللہ کی ذات و صفات کی معرفت والا ہے۔ احکام الٰہی کا جاننے والا ہے۔ اللہ تک پہنچنے کے طریقے سے جیدّ واقف ہے اور وہ اللہ کے رسول کی سب سے زیادہ قریب شخصیت ہے۔

یتیموں کا حصّہ کن لوگوں کو دیا جائے:

خمس میں سے جو حصّہ یتیموں کے لئے ہے اس کا سب سے زیادہ حقدار صرف آل محمد کے یتیم بچے ہیں۔

بشرطیکہ وہ پائے جاتے ہوں۔ اگر آل محمد کے یتیم بچے نہ پائے جاتے ہوں تو اولادِ ہاشم کے یتیم بچے زیادہ حقدار ہیں۔ اگر اولادِ ہاشم کے یتیم بچے نہ پائے جاتے ہوں تو اولادِ مہاجرین کے یتیم بچے زیادہ حقدار ہیں۔ اگر اولادِ مہاجرین کے یتیم بچے نہ پائے جاتے ہوں تو اولادِ انصار کے یتیم بچے زیادہ حقدار ہیں۔ اگر اولادِ انصار کے یتیم بچے نہ پائے جاتے ہوں تو پھر دیگر تمام مسلمانوں کے یتیم بچے اس حصے کے حقدار ہوں گے۔

مسکینوں کا حصہ کن لوگوں کو دیا جائے:

خمس میں سے جو حصہ مسکینوں کے لئے ہے اس کا مصرف مسکینوں میں یکے بعد دیگرے سب سے زیادہ حقدار مسکین لوگ ہیں۔ جیسا کہ یتیموں کے بارے میں اس کی تفصیل آئی ہے۔ مسافر کا حکم بھی ایسا ہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سادات کے حق میں زکوٰۃ حرام ہے لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو خمس کے حقدار ہونے کے ساتھ مخصوص کر دیا۔ سال کی بار بار آمد سے خمس کی ادائیگی بار بار نہیں ہوا کرتی بلکہ خمس کی ادائیگی ہر اُس چیز سے ایک ہی مرتبہ ہوا کرتی ہے جس سے خمس نکالا جاتا ہے۔

وَاَمَّا غَنَائِمُ دَارِ الْحَرْبِ فَمَا نُهِبَ مِنَ الْكَفَرَةِ اَوِ الْبُغَاةِ الْمُحَارِبِيْنَ مَعَ الْاِمَامِ اَوْ مَعَ اَهْلِ الْاِسْلَامِ فَمَا وُجِدَ مِنَ الْكَفَرَةِ فِي الْمَعْرِكَةِ اَوْ مِنْ بُيُوْتِهِمْ سَوَاءٌ فِي الْغَنِيْمَةِ وَمِنَ الْبُغَاةِ فِي الْمَعْرِكَةِ فَقَطْ۔

وَاَمَّا الْجِزْيَةُ فَهِيَ مَا يُؤْخَذُ مِنْ اَهْلِ الذِّمَّةِ وَهُمُ الْكَفَرَةُ الْكِتَابِيُّوْنَ وَمَنْ لَهُ شُبْهَةُ كِتَابٍ كَالْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى وَالصَّابِئِيْنَ وَالْمَجُوْسِ وَشُقُوْقِهِمُ الَّذِيْنَ اَنْظَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِلٰى ثَمَانِ مِائَةِ سَنَةٍ شَمْسِيَّةٍ تَمْضِيْ مِنَ الْهِجْرَةِ وَمَا اَنْظَرَهُمْ اِلَّا بِشَرَائِطَ مِنْهَا اَنْ لَّا يَعْمُرُوْا كَنَائِسَهُمْ وَبِيَعَهُمْ وَدُيُوْرَهُمْ اِذَا خَرِبَتْ وَمِنْهَا اَنْ لَّا يَرْفَعُوْا جُدْرَانَ بُيُوْتِهِمْ اَرْفَعَ مِنْ بُيُوْتِ الْمُسْلِمِيْنَ وَمِنْهَا اَنْ لَّا يَرْكَبُوْا عَلَى السُّرُوْجِ وَاِنْ رَكِبُوْا عَلَى الْخَيْلِ رَكِبُوْا بِالْبَرْذَعَةِ اَوِ الْاِكَافِ وَاَدْسَلُوْا الْمُلْتَقٰى رِجْلَيْهِمْ مِنْ جَانِبٍ وَّاحِدٍ وَمِنْهَا اَنْ يُّعَلِّقُوْا عَلَامَةً تُمَيِّزُهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى ثِيَابِهِمْ فِي الْحَمَّامَاتِ بِجُلْجُلٍ مِنَ الْجَرَسِ وَغَيْرِهٖ عَلٰى اَعْنَاقِهِمْ

أَوْ عَلَى أَحْلَافِهِمْ وَمِنْهَا أَنْ لَا يَبْعَثُوا جَاسُوسًا وَلَا صَحِيفَةً وَلَا خَبَرًا إِلَى دَارِ الْحَرْبِ وَمِنْهَا أَنْ لَا يُحَارِبُوا الْمُسْلِمِينَ إِنْ يَرُدُّوا كُفَّارًا مُحَارِبِينَ وَمِنْهَا أَنْ لَا يَشْرَبُوا الْخَمْرَ بِالْعَلَانِيَةِ وَمِنْهَا أَنْ لَا يَأْكُلُوا لَحْمَ الْخِنْزِيرِ كَذَلِكَ وَمِنْهَا أَنْ لَا يَرْفَعُوا كَنَائِسَهُمْ وَصَوَامِعَهُمْ عَلَى دُورٍ مِنَ الْأَشْيَاءِ جَهْرًا وَمِنْهَا أَنْ لَا يُظْهِرُوا أَمْتِعَتَهُمْ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ وَمِنْهَا أَنْ لَا يَشْتِمُوا مُسْلِمًا وَمِنْهَا أَنْ لَا يَضْرِبُوا مُسْلِمًا وَلَوْ آذَاهُمْ۔

وَمَا يُؤْخَذُ مِنْهُمْ عَلَى نَوْعَيْنِ أَحَدُهُمَا مَا يُؤْخَذُ مِنْ رُؤُوسِهِمْ فَهُوَ مِنْ كُلِّ رَأْسٍ مِنْ مُوسِرِيهِمْ ثَمَانِيَةٌ وَأَرْبَعُونَ دِرْهَمًا وَمِنْ أَوْسَطِهِمْ أَرْبَعَةٌ وَعِشْرُونَ دِرْهَمًا وَمِنْ مُعْسِرِيهِمْ اثْنَا عَشَرَ دِرْهَمًا وَيَجُوزُ أَنْ يُؤْخَذَ مِنْهُمْ أَقَلَّ أَوْ أَكْثَرَ بِرَأْيِ الْإِمَامِ لِمَصْلَحَةِ الْإِسْلَامِ وَهَذَا لَا يُؤْخَذُ مِنَ الصِّبْيَانِ وَالْمَجَانِينِ وَالْمَمَالِيكِ وَالْعُمْيِ وَالزَّمِنِ وَيَجُوزُ أَخْذُهَا فِي أَوَّلِ السَّنَةِ وَفِي الْأَوْسَطِ وَفِي آخِرِهَا وَلَا يَجُوزُ فِي سَنَةٍ مَرَّتَيْنِ وَمَنْ أَسْلَمَ فِي أَيِّ وَقْتٍ مِنَ السَّنَةِ وَلَوْ كَانَ فِي آخِرِهَا سَقَطَتْ جِزْيَتُهُ هَذِهِ السَّنَةِ عَنْهُ وَأَمَّا مَا يُؤْخَذُ مِنْ أَمْوَالِهِمْ فَالْاِخْتِيَارُ لِلْإِمَامِ إِنْ شَاءَ أَخَذَ لِلْمُسْلِمِينَ وَإِنْ شَاءَ أَخَذَ لِمَصْلَحَةٍ أُخْرَى أَمَّا فِي زَمَانِنَا هَذَا فَالْحُكْمُ لَيْسَ كَذَلِكَ لِانْقِضَاءِ مُدَّةِ إِنْظَارِهِمْ وَهِيَ ثَمَانِمِائَةِ سَنَةٍ شَمْسِيَّةٍ وَمُعَاهَدَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَعَهُمْ بِأَنَّ بَعْدَ انْقِضَاءِ هَذِهِ الْمُدَّةِ إِمَّا الْإِسْلَامُ وَإِمَّا السَّيْفُ فَالْآنَ حُكْمُهُمْ حُكْمُ الْحَرْبِيِّينَ وَحَلَّتْ دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ عَلَى الْمُسْلِمِينَ بَعْدَ أَنْ يَدْعُوَهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ بَعْدَ مَرَّةٍ وَيُنْذِرَهُمْ بِالْقَتْلِ وَالنَّهْبِ فَإِنْ لَمْ يُسْلِمُوا وَجَبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ لَا غَيْرُ ،

ترجمہ: دار حرب کے اموال غنیمت:

دار الحرب کے اموال غنیمت وہ ہیں جو کافروں سے یا امام کے خلاف یا مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے والے باغیوں سے لوٹ لئے جاتے ہیں۔ کافروں سے جو مال حاصل کیا جاتا ہے وہ چاہے میدان جنگ میں مل جائے یا اُن کے گھروں سے حاصل کیا جائے۔ دونوں صورتیں اُس مال کے مال غنیمت ہونے میں برابر ہیں۔ جو مال باغیوں سے حاصل کیا جاتا ہے وہ صرف میدانِ جنگ میں مالِ غنیمت ہے۔

جزیہ کا مسئلہ :

جزیہ اُس مال کا نام ہے جو ذمیوں سے لیا جاتا ہے ذمی کتابی کفار ہیں اور وہ کفار ہیں جن کے پاس آسمانی کتاب کی مانند کوئی کتاب ہے۔ مثلاً یہودی، عیسائی، ستارہ پرست، آتش پرست اور ان کے ہمسر وہ کفار جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے بعد سے سنتہ ۸ تک کے لئے مہلت دی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو صرف ان شرطوں پر ہی مہلت دی تھی (۱) بوسیدہ ہونے کی صورت میں وہ اپنی عبادت گاہوں، کلیساؤں اور مندروں کی تعمیر نہیں کریں گے (۲) وہ اپنے مکانات کی دیواروں کو مسلمانوں کے مکانوں سے زیادہ اونچی نہیں بنائیں گے۔ (۳) وہ زین پر سوار نہیں ہوں گے اگر وہ گھوڑوں پر سوار ہوں تو صرف بردعہ یا پالان پر سوار ہوں گے۔ نیز اپنے دونوں پیروں کو گھوڑوں کی ایک جانب کو چھوڑے رکھیں گے (۴) وہ غسل خانوں میں گھستے وقت اپنے کپڑوں پر کوئی ایسا نشان لگائیں گے جو اُن کو مسلمانوں سے ممتاز کرے۔ مثلاً وہ اپنے گلے اور پیروں میں جرس وغیرہ کے جلجلوں کو لگا کر پھریں گے (۵) وہ دار حرب کو کوئی اپنا جاسوس نہیں بھیجیں گے، اپنا کوئی رسالہ روانہ نہیں کریں گے اور نہ کوئی خبر ارسال کریں گے (۶) اگر وہ دوسرے کافروں کو جنگ کرتے ہوئے دیکھے تو مسلمانوں سے برسرپیکار نہیں ہوں گے۔ (۷) وہ کھلم کھلا شراب نہیں پی سکیں گے (۸) وہ کھلم کھلا خنزیر کا گوشت نہیں کھا سکیں گے (۹) وہ اپنی کتابوں اور رسالوں کو برسرعام بلند آواز سے نہیں پڑھیں گے (۱۰) وہ مسلمانوں کے درمیان اپنے عقیدے کا اظہار نہیں کریں گے (۱۱) وہ کسی بھی مسلمان آدمی کو گالی نہیں دیں گے (۱۲) وہ کسی بھی مسلمان شخص کو نہیں ماریں گے، اگرچہ وہ اُن کی اہانت ہی کیوں نہ کرے۔

جو کچھ ان کافروں سے لیا جاتا ہے اُس کی دو صورتیں ہیں پہلی صورت یہ ہے کہ جو اُن کے افراد پہ لیا جائے مطلب یہ ہے کہ اُن کے مالداروں میں سے ہر ایک فرد سے اڑتالیس ۴۸ درہم لئے جائیں گے درمیانے طبقے سے فی کس چوبیس درہم لئے جائیں گے اور اُن کے مفلس لوگوں سے فی کس بارہ درہم لئے جائیں گے۔ مفاد اسلام کی خاطر امام کی رائے کے مطابق اُن سے اس مقدار سے کم یا زیادہ کا لینا جائز ہے۔ مال کی یہ مقدار کافروں کے بچوں، پاگلوں، غلاموں، انتہائی کمزور بوڑھوں اور اپاہج افراد سے نہیں لی جائے گی۔ اس مال کا سال کی ابتدا میں لینا، درمیان میں لینا اور سال کے آخر میں لینا۔ تینوں صورتیں روا ہیں۔

ایک سال کی مدت میں مال کی یہ مقدار دو مرتبہ نہیں لی جائے گی۔ اُن کافروں میں سے جو کوئی بھی اسلام کو قبول کرے۔ اگرچہ سال کے آخر میں ہی کیوں نہ ہو اُس سے اُس سال کا جزیہ ساقط ہو جائے گا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ جو اُن کے مال پر بطور ٹیکس لیا جائے اس کا اختیار امام کو حاصل ہے اگر امام چاہے تو اُن سے اس انداز سے لے لیں جو مسلمانوں سے لیا جاتا ہے اور اگر چاہے تو کسی اور مصلحت کے پیش نظر اُن سے لیا جائے۔ لیکن ہمارے اس دور میں اُن کو دی گئی مہلت کی مدت کے گذر جانے کی وجہ سے حکم ایسا نہیں ہے مہلت کی مدت ۸ھ تک تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے باقاعدہ معاہدہ کیا تھا کہ اس مدت کے گذر جانے کے بعد یا تو اسلام لانا ہوگا۔ یا پھر تلوار ہوگی۔ چنانچہ اب اُن کا حکم جنگجو کافروں کا حکم جیسا ہے۔ مسلمانوں کے لیے اُن کا خون کرنا اور اُن کے مال واسباب مباح ہیں، بعد اس کے کہ مسلمان اُن کافروں کو نئے سرے سے اسلام کی دعوت دیں۔ اور اُن کو قتل وغارتگری سے ڈرائیں، پس اگر وہ اسلام کو قبول نہ کرے تو اُن کا قتل کرنا ہی واجب ہے نہ کوئی کوئی صورت۔

وَمِمَّا يَتَعَلَّقُ بِبَيْتِ مَالِ الْإِسْلَامِ وَ كَانَ اخْتِيَارُهُ لِلْإِمَامِ قَطَائِعُ مُلُوكِ الْكَفَرَةِ وَأَمْوَالُهُمْ وَخَزَائِنُهُمْ وَمَالٌ لَا وَارِثَ لَهُ وَمِنَ الْأَرَاضِيْ وَالْأَوْدِيَةِ وَرُؤُوْسِ الْجِبَالِ الَّتِيْ لَا مَالِكَ لَهَا۔

أَمَّا مَالُ التِّجَارَةِ إِنْ كَانَ رِبْحُهُ أَكْثَرَ مِنْ مَؤُوْنَةِ الْعِيَالِ وَبَلَغَ النِّصَابَ وَحَالَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ وَكَانَ صَاحِبُهُ مِنَ الْمُتَمَوِّلِيْنَ فَفِيْهِ الزَّكٰوةُ وَاجِبَةٌ وَإِلَّا فَمُسْتَحَبَّةٌ

ترجمہ: بیت المال سے کن چیزوں کا تعلق ہے

اسلام کے بیت المال سے جن چیزوں کا تعلق ہے اور اس کا اختیار امام کو حاصل ہے وہ چیزیں یہ ہیں (۱) شاہانِ کفار کے بھیڑوں بکریوں کے ریوڑ (۲) ان کے مال واسباب (۳) ان کے خزانے (۴) وہ مال جس کا کوئی وارث نہ ہو (۵) زمینیں، وادیاں اور پہاڑوں کی وہ چوٹیاں جن کا کوئی مالک نہ ہو۔

مال تجارت کا مسئلہ:

تجارتی مال کا نفع اگر اہل وعیال کے اخراجات سے زیادہ ہو۔ وہ نصاب کی مقدار کو پہنچ جائے اور اُس پر

ایک سال گزر جائے۔ نیز مال تجارت کا مالک مالداروں میں سے ہو تو ایسی صورت میں زکوٰۃ واجب ہے ورنہ سنت ہے۔

وَأَمَّا زَكٰوةُ الْفِطْرِ فَوَجَبَتْ عَلٰى كُلِّ بَالِغٍ عَاقِلٍ مُسْلِمٍ حُرٍّ غَنِيٍّ غِنًاءً يَكْفِيْهِ لِنَفْسِهٖ وَلِعِيَالِهٖ سَنَةً أَنْ يُخْرِجَهَا عَنْ نَفْسِهٖ وَعَنْ عِيَالِهٖ مُسْلِمًا كَانَ أَوْ كَافِرًا حُرًّا كَانَ أَوْ عَبْدًا صَغِيْرًا كَانَ أَوْ كَبِيْرًا وَلَوْ كَانَ فَقِيْرًا يُخْرِجُهَا كَانَ تَبَرُّعًا وَتَجِبُ النِّيَّةُ عِنْدَ إِخْرَاجِهَا أَوْ إِيْصَالِهَا إِلَى الْمُسْتَحِقِّ وَهِيَ وَجَبَتْ حِيْنَ رُؤْيَةِ هِلَالِ شَوَّالٍ فَلَوْ أَسْلَمَ كَافِرٌ أَوْ بَلَغَ صَبِيٌّ أَوِ اسْتَغْنٰى فَقِيْرٌ قَبْلَ رُؤْيَةِ الْهِلَالِ وَجَبَتْ هٰذِهِ الزَّكٰوةُ عَلَيْهِمْ وَلَوْ وُلِدَ لَهٗ أَوْ تَمَلَّكَ عَبْدًا فَعَلٰى مَنْ وَجَبَتْ نَفَقَتُهُمَا عَلَيْهِ وَجَبَتْ زَكٰوتُهُمَا وَلَوْ كَانَ بَعْدَ رُؤْيَةِ الْهِلَالِ لَمْ تَجِبْ لٰكِنِ اسْتُحِبَّتْ إِنْ كَانَ قَبْلَ صَلٰوةِ الْعِيْدِ وَيُسْتَحَبُّ لِلْفَقِيْرِ إِخْرَاجُهَا عَنْ نَفْسِهٖ وَعَنْ عِيَالِهٖ مِمَّا قَبِلَهَا وَمَعَ الْحَاجَةِ أَنْ يُدِيْرَ عَلٰى عِيَالِهٖ صَاعًا ثُمَّ يَتَصَدَّقَ بِهٖ عَلٰى غَيْرِهِمْ۔

وَهٰذِهِ الصَّدَقَةُ يَنْبَغِيْ أَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْأَقْوَاتِ الْغَالِبَةِ فِي الْبَلَدِ كَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالتَّمْرِ وَالزَّبِيْبِ وَالْأَرُزِّ وَالْأَقِطِ وَاللَّبَنِ وَالتَّمْرُ أَفْضَلُ ثُمَّ الزَّبِيْبُ ثُمَّ مَا يَغْلِبُ عَلٰى قُوْتِ الْبَلَدِ وَهِيَ مِنْ جَمِيْعِ مَا تُخْرَجُ صَاعٌ تَامٌّ وَأَتَمُّ مَقَادِيْرِهٖ تِسْعَةُ أَرْطَالٍ بِالْعِرَاقِيِّ وَيَجُوْزُ ثَمَانِيَةٌ أَوْ أَقَلُّ إِلٰى خَمْسَةِ أَرْطَالٍ وَثُلُثٍ وَهُوَ بِالْوَزْنِ سِتُّ مِائَةِ دِرْهَمٍ وَثَلَاثَةٌ وَعِشْرُوْنَ دِرْهَمًا وَثُلُثُ دِرْهَمٍ تَقْرِيْبًا وَيَجُوْزُ أَدَاءُ قِيْمَتِهَا السُّوْقِيَّةِ وَإِخْرَاجُ الْجِنْسِ أَفْضَلُ وَأَنَّ مُسْتَحِقِّيْهَا الْأَصْنَافُ الثَّمَانِيَةُ الْمَذْكُوْرَةُ وَلَا يَجُوْزُ أَنْ يُؤْتِيَهَا مَنْ وَجَبَتْ نَفَقَتُهٗ عَلَيْهِ كَالْوَالِدَيْنِ وَالْأَجْدَادِ وَالْأَوْلَادِ وَالْأَحْفَادِ وَلَوْ تَوَغَّلُوْا فِي الْعُلُوِّ وَالتَّسَفُّلِ۔

وَلَا يَجُوْزُ نَقْلُ الصَّدَقَةِ مِنَ الْعُشْرِ وَالْخُمُسِ وَسَائِرِهَا إِلٰى بَلَدٍ آخَرَ إِلَّا لِضَرُوْرَةٍ كَفَقْدِ الْمُسْتَحِقِّ أَوْ مَصْلَحَةِ قَرَابَةٍ أَوْ حَقِّيَّةٍ أُخْرٰى وَكَانَ وَقْتُ إِخْرَاجِهَا مِنْ أَوَّلِ لَيْلَةِ الْعِيْدِ إِلٰى صَلٰوتِهٖ وَيَجُوْزُ تَقْدِيْمُهَا فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ وَلَا يَجُوْزُ تَأْخِيْرُهَا عَنِ الصَّلٰوةِ إِلَّا لِضَرُوْرَةٍ كَانْتِظَارِ الْمُسْتَحِقِّ وَغَيْرِهٖ وَلَوْ تَأَخَّرَتْ وَجَبَ الْقَضَاءُ وَلَا يُعْطٰى

الْفَقِيْرُ اَقَلَّ مِنْ صَاعٍ اِلَّا اَنْ يَجْتَمِعَ كَثِيْرٌ مِنَ الْفُقَرَاءِ وَلَا يَتَّسِعُ لَهُمْ وَ يُسْتَحَبُّ اَنْ يَخُصَّ بِهَا الْاَقَارِبَ ثُمَّ الْجِيْرَانَ اِنْ كَانُوْا مُسْتَحِقِّيْنَ۔

ترجمہ : زکوٰۃ فطر کا مسئلہ :

زکوٰۃ فطر ہر اُس بالغ، عقلمند مسلمان، آزاد، مالدار شخص کے حق میں واجب ہے جس کی مالداری ایک سال کے لئے اُس کی اور اُس کے بال بچوں کی کفایت کر سکتی ہو۔ وہ اس زکوٰۃ فطر کو اپنی طرف سے اور اپنے اہل وعیال کی طرف سے نکالے چاہے اس کے اہل وعیال مسلمان ہوں۔ یا کافر، آزاد ہوں یا غلام، چھوٹے ہوں یا بڑے اگر کوئی شخص خود فقیر ہو کر زکوٰۃ فطر نکالے تو ایسا کرنا اُس کی طرف سے ایک نیکی کا کام ہوگا۔ زکوٰۃ فطر کے نکالتے وقت یا اُس کو مستحق تک پہنچاتے وقت نیت کرنا واجب ہے یہ زکوٰۃ فطر ماہ شوال کا چاند دکھائی دیتے ہی واجب ہو جاتی ہے۔ اگر رویت ہلال سے پہلے کوئی کافر اسلام کو قبول کرے یا کوئی بچہ بالغ ہو جائے کوئی تنگدست آدمی تونگر بن جائے تو ان پہ یہ زکوٰۃ فطر واجب ہو جاتی ہے اگر کوئی بچہ جنم لے یا کوئی کسی غلام کا مالک بن جائے تو جس شخص پر ان دونوں کے اخراجات واجب ہوتے ہیں اُس پر بھی ان کی زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے۔ اگر ایسے اتفاقات رویت ہلال کے بعد ہوں تو فطرہ واجب نہیں لیکن سنت ہے بشرطیکہ نماز عید سے پہلے ایسے واقعات رونما ہوں فقیر کے حق میں سنت ہے کہ وہ بھیک کے مال میں سے اپنی طرف سے اور اپنے اہل وعیال کی طرف سے زکوٰۃ فطر نکالے۔ نیز ضرورت کے پیش نظر وہ ایک صاع کی مقدار کو اپنے اہل وعیال پر پھرا دے پھر اُس کو دوسروں پر صدقہ کرے۔ یہ صدقہ رائج البلد کھانے کی اجناس میں سے دے تو زیادہ مناسب ہے جیسے گندم، جَو، کھجور، کشمش، چاول، پنیر اور دودھ، کھجور کا دینا سب سے بہتر ہے پھر کشمش پھر شہر میں کثیر الرواج کھانے کی چیزوں کا دینا بہتر ہے۔

زکوٰۃ فطر کن چیزوں سے ادا کی جائے :

ہر تمام وہ چیزیں جن سے یہ زکوٰۃ فطر نکالی جاتی ہے اس کی مقدار پورا ایک صاع ہے۔ صاع کی پوری پوری مقدار نو عراقی رطل ہے آٹھ رطل یا اُس سے کم ½ ۵ رطل کی مقدار تک فطرہ جائز ہے وزن کے لحاظ سے یہ مقدار ½ ۶۹۳ درہم کے لگ بھگ ہے۔ فطرے کی بازاری قیمت کا ادا کرنا جائز

ہے اور جنس کا نکالنا افضل صورت ہے۔ زکوٰۃ کے مستحق لوگ وہ آٹھ اقسامِ مصارف ہیں۔ جن کا ذکر کیا گیاب اُن افراد کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔ جن کے اخراجات فطرہ دینے والے کے ذمّے واجب ہوں۔ مثلاً ماں باپ، دادا، اولاد اور نبیرے حضرات، اگرچہ یہ لوگ رشتہ کی بلندی اور پستی میں کافی دُور تک کیوں نہ چلے جائیں۔ زکوٰۃ یعنی عشر، خمس اور تمام دیگر صدقات کا کسی دوسرے شہر کی طرف منتقل کرنا جائز نہیں ہے۔ مگر ضرورت کے وقت رَوا ہے مثلاً مستحق کا نہ ملنا، رشتہ داری کی مصلحت خیز صورت یا کوئی اور حقیقت۔

فطـــرہ کب نکالے:

زکوٰۃ فطر کے نکالنے کا وقت عید کی رات کے آغاز سے لے کر نمازِ عید تک ہے۔ عید سے پیشتر رمضان کے مہینے میں ہی فطر کی ادائیگی جائز ہے۔ نمازِ عید سے بھی فطرے کو مؤخر کرنا جائز نہیں ہے مگر ضرورت پڑنے پر جائز ہے مثلاً مستحق آدمی کا انتظار کرنا وغیرہ۔ اگر زکوٰۃ فطر کی ادائیگی نماز سے مؤخر ہو جائے تو اس کی قضا واجب ہو جاتی ہے۔ کسی فقیر کو ایک صاع کی مقدار سے کم نہ دیا جائے مگر اُس صورت میں جبکہ بہت سے فقیر لوگ بجا ہوں اور اُن کے لئے ایک ایک صاع کی گنجائش نہ ہو زکوٰۃ فطر کی ادائیگی کے لیے رشتہ داروں کو مخصوص کرنا سنت ہے بشرطیکہ یہ لوگ فطرہ کے مستحق ہوں۔

بَابُ الصَّوْمِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ط فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ط وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ط فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ط شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ط فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ط وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ط يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ه

روزہ کا بیان

ارشادِ خداوندی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ الاٰیہ ایمان والو! تم پر گنے گئے چند دنوں کے روزے اس طرح فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے کے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ سو تم میں سے جو کوئی بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو تو اس کے لئے دوسرے دنوں کی گنتی معتبر ہے جو لوگ روزے کی بجا آوری کی طاقت نہیں رکھتے اُن کے حق میں ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ دے دینا معتبر ہے۔ جو کوئی نیکی کا کام

بجالائے تو وہ اُس کے لئے بہتر ہے اور تمہارا روزہ رکھ لینا تمہارے لئے بہتر ہے بشرطیکہ تم اس کو جان سکو رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں وہ قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کے لئے سراپا راہنما ہے اور حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والی واضح ہدایت کی دلیل ہے. چنانچہ تم میں سے جو کوئی اس مہینے میں حاضر موجود ہو تو اُس کو اس ماہ کا روزہ بجا لانا چاہیئے ۔ جو کوئی بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو تو اس کے لئے روزے کی بجا آوری میں دوسرے دنوں کی گنتی معتبر ہے۔ اللہ پاک تمہاری سہولت چاہتا ہے وہ تمہارے ساتھ کوئی سختی کرنا نہیں چاہتا یہ اس لئے، تاکہ تم اس مقررہ گنتی کو پورا کر سکو اور اللہ پاک کی بڑائی بیان کرو جیسا کہ اُس نے تم کو اپنی راہ پر لگایا ہے۔ نیز توقع ہے کہ تم اللہ کا شکر بجا لاؤ۔

أَمَّا الصَّوْمُ الْمَرْضِيُّ فَعَلَى نَوْعَيْنِ وَاجِبٌ وَمُسْتَحَبٌّ وَغَيْرُ الْمَرْضِيِّ أَيْضًا عَلَى نَوْعَيْنِ حَرَامٌ وَمَكْرُوهٌ فَالْوَاجِبُ سِتَّةٌ أَدَاءُ رَمَضَانَ وَقَضَاؤُهُ وَالنَّذْرُ وَمَا فِي مَعْنَاهُ وَالْكَفَّارَاتُ وَالِاعْتِكَافُ وَدَمُ الْمُتْعَةِ وَالْمُسْتَحَبُّ جَمِيعُ الْأَيَّامِ إِلَّا مَا يَحْرُمُ أَوْ يُكْرَهُ وَالْحَرَامُ صَوْمُ الْعِيدَيْنِ وَصَوْمُ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ وَصَوْمُ يَوْمِ الشَّكِّ بِنِيَّةِ شَهْرِ رَمَضَانَ وَصَوْمُ النَّذْرِ لِمَعْصِيَةٍ وَالْمَكْرُوهُ صَوْمُ الْمُتَنَفِّلِ كُلْفَةً وَصَوْمُ مَنْ دُعِيَ إِلَى طَعَامٍ وَهُوَ مُتَنَفِّلٌ وَصَوْمُ الضَّيْفِ تَطَوُّعًا بِغَيْرِ إِذْنِ الْمُضِيفِ وَالْمَرْأَةِ بِغَيْرِ إِذْنِ الزَّوْجِ وَالرَّقِيقِ بِغَيْرِ إِذْنِ مَوْلَاهُ۔

وَالصَّوْمُ هُوَ الْكَفُّ عَنِ الْمُفْطِرَاتِ وَهِيَ الْأَكْلُ وَالشُّرْبُ وَمَا فِي حُكْمِهِمَا يَعْنِي كُلَّ شَيْءٍ يُوصَلُ الْحَلْقَ مُتَعَمِّدًا إِنْ أَمْكَنَ تَغْذِيَتُهُ مِنَ الْحَلْقِ وَكُلَّ شَيْءٍ يُوصَلُ إِلَى الْجَوْفِ إِنْ أَمْكَنَ تَغْذِيَتُهُ مِنَ الْبَطْنِ كَالْحُقْنَةِ مِنَ الْمَايِعَاتِ وَالْجِمَاعُ وَمَا فِي حُكْمِهِ يَعْنِي كُلَّ فِعْلٍ يُسْتَمْنَى بِهِ وَالْقَيْءُ مُتَعَمِّدًا فَإِنْ لَمْ يَكُنْ مُتَعَمِّدًا أَوْ لَمْ يَرْجِعْ مِنَ الْحَلْقِ إِلَى الْمَعِدَةِ لَا بَأْسَ بِهِ وَكُلَّ مُفْطِرٍ إِنِ ارْتَكَبَهُ مُتَعَمِّدًا وَهُوَ صَائِمٌ فِي رَمَضَانَ يَجِبُ عَلَيْهِ الْقَضَاءُ وَيَسْتَحِبُّ الْكَفَّارَةُ أَكْلًا كَانَ أَوْ شُرْبًا أَوْ جِمَاعًا أَوْ مَا فِي مَعْنَاهَا وَلَا تَسْتَحِبُّ الْكَفَّارَةُ فِي غَيْرِهِ وَلَكِنْ يَجِبُ الْقَضَاءُ فِي سَائِرِ الْوَاجِبَاتِ۔

ترجمہ : روزے کی قسمیں :

پسندیدہ روزے کی دو قسمیں ہیں (۱) واجبی روزہ (۲) مسنون روزہ

ناپسندیدہ روزے کی بھی دو قسمیں ہیں (۱) حرام کا روزہ (۲) مکروہ روزہ۔

واجبی روزے چھ ہیں :- (۱) رمضان کے روزے کی ادائیگی (۲) رمضان کے روزوں کی قضا۔

(۳) نذر اور نذر جیسی صورتوں کے روزے (۴) کفارات کے روزے (۵) اعتکاف کے روزے (۶) حج تمتع کی قربانی کے عوض کے روزے۔ مسنون روزے تمام دنوں کے روزے ہیں مگر اُن ایام کے روزے مسنون نہیں جن میں روزہ رکھنا حرام ہے یا مکروہ۔ حرام کے روزے یہ ہیں۔ (۱) دونوں عیدوں کے روزے (۲) ایام تشریق کے روزے (۳) رمضان کی نیت سے یوم شک کا روزہ (۴) کسی گناہ کی خاطر مانی گئی نذر کا روزہ۔ مکروہ یہ ہیں۔ (۱) سفر کی حالت میں مشقت کے باوجود نفل کا روزہ رکھنا (۲) کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے اور وہ نفل کا روزہ رکھے (۳) میزبان کی اجازت کے بغیر مہمان کا نفلی روزہ رکھنا (۴) شوہر کی اجازت کے بغیر بیوی کا نفلی روزہ رکھنا۔ (۵) آقا کی اجازت کے بغیر غلام کا نفلی روزہ رکھنا۔

روزے کی تعریف :

مفطرات سے باز رہنے کا نام روزہ ہے۔ مفطرات یہ ہیں۔

(۱) کھانا، پینا اور وہ افعال جو ان کے حکم میں ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ وہ ہر چیز جس کو حلق تک پہنچایا جائے بشرطیکہ حلق سے اُس چیز کا گزار دینا ممکن ہو اور وہ ہر چیز جس کو پیٹ کے اندر پہنچایا جائے بشرطیکہ پیٹ سے اُس چیز کا گزار دینا ممکن ہو مثلاً بہنے والی چیزوں سے حقنہ کرانا (۲) ازدواجی رابطہ قائم کرنا اور جو افعال اس رابطے کے حکم میں ہیں وہ مفطرات روزہ میں داخل ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ہر وہ حرکت جس کے ذریعے منی نکالی جائے۔

(۳) جان بوجھ کر قے کرنا۔ اگر جان بوجھ کر قے نہ کرے یا قے حلق سے معدہ کی طرف واپس نہ جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مفطرات میں سے ہر وہ چیز جس کا آدمی اگر جان بوجھ کر ارتکاب کر بیٹھے درآنحالیکہ وہ ماہ رمضان میں روزے رکھ رہا ہو تو ایسی صورت میں اُس آدمی کے ذمے روزے کی قضا واجب اور کفارہ مسنون ہیں۔ چاہے کھانے کی صورت میں ہو، یا پینے کی صورت میں، جنسی میلان کی صورت میں ہو یا جنسی میلان جیسی حرکتوں کے ارتکاب، کی صورت میں ہو۔ رمضان کے روزے کے سوا دیگر روزوں میں کفارہ مسنون نہیں ہوا کرتا لیکن تمام واجب روزوں کے توڑنے کی صورت میں قضا کا بجا لانا واجب ہو جاتا ہے۔

وَاَمَّا مُوْجِبَاتُهُ فَالْبُلُوْغُ وَالْعَقْلُ وَالْاِسْلَامُ وَاِحَاطَةُ الْعِلْمِ بِهِلَالِ رَمَضَانَ وَهِيَ تَحْصُلُ اِمَّا بِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ اَوْ بِشَهَادَةِ عَدْلٍ اَوْ بِاِكْمَالِ شَعْبَانَ ثَلَاثِيْنَ يَوْمًا اَوْ

بِمَعْرِفَتِهِ بَعْدَ مَا بَيْنَ النَّيِّرَيْنِ وَقْتَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ دَرَجَةً اَوْ اَكْثَرَ وَالنَّقَاءُ مِنَ الْحَيْضِ وَالنِّفَاسِ شَرْطٌ لِصِحَّتِهِ الصَّوْمِ لَا لِوُجُوْبِهِ ۔

اَمَّا وَاجِبَاتُهُ فَالنِّيَّةُ وَالْاِمْسَاكُ عَنِ الْمُفْطِرَاتِ مِنْ طُلُوْعِ الصُّبْحِ الصَّادِقِ اِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ وَالنِّيَّةُ يَنْبَغِيْ اَنْ تَكُوْنَ بِهٰذِهِ الصِّيْغَةِ اَصُوْمُ غَدًا مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ اَدَاءً لِوُجُوْبِهِ قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ اَوْ نَوَيْتُ اَنْ اَصُوْمَ اَوْ بِصِيْغَةٍ اُخْرٰى تُفِيْدُ هٰذَا الْمَعْنٰى يَعْنِي الْوُجُوْبَ وَالْقُرْبَةَ وَالتَّعْيِيْنَ اِنْ كَانَتْ لِلْحَاضِرِ وَاِنْ كَانَتْ لِلْغَائِبِ فَبِهٰذِهِ الصِّيْغَةِ : اَصُوْمُ غَدًا قَضَاءَ شَهْرِ رَمَضَانَ لِوُجُوْبِهِ قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ وَلِلنَّذْرِ اَصُوْمُ غَدًا النَّذْرَ لِوُجُوْبِهِ قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ وَلِلْكَفَّارَةِ اَصُوْمُ غَدًا كَفَّارَةً لِعَمْدِ الْاِفْطَارِ قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ اَوْ كَفَّارَةَ الظِّهَارِ لِوُجُوْبِهِمَا قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ وَلِلْاِعْتِكَافِ اَصُوْمُ غَدًا مُعْتَكِفًا اَوْ مُخْتَلِيًا اَوْ مُعْتَزِلًا اَدَاءً لِوُجُوْبِهِ قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ وَلِلْبَاقِيْ اَصُوْمُ غَدًا سُنَّةً اَوْ مُسْتَحَبًّا اَوْ نَفْلًا اَوْ تَطَوُّعًا قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ ۔ وَوَقْتُهَا الْمُخْتَارُ مِنْ غُرُوْبِ الشَّمْسِ اِلٰى طُلُوْعِ الصُّبْحِ الصَّادِقِ وَلَوْ نَسِيَ يَجُوْزُ اِلَى الزَّوَالِ وَيَجُوْزُ اَنْ يَنْوِيَ فِي اللَّيْلَةِ الْاُوْلٰى نِيَّةً وَاحِدَةً لِتَمَامِ الشَّهْرِ وَمَعَ هٰذَا لَوْ جَدَّدَهَا فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ كَانَ اَفْضَلَ وَلَا يَجُوْزُ يَوْمَ الشَّكِّ بِنِيَّةِ الصَّوْمِ الْوَاجِبِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ وَلَوْ نَوٰى نَفْلًا وَّبَانَ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ كَفَاهُ وَفِيْ كُلِّ يَوْمٍ اِنْ لَمْ يَنْوِ لَا فِيْ لَيْلِهِ وَلَا فِي اللَّيْلَةِ الْاُوْلٰى نِيَّةً وَّاحِدَةً وَّهُوَ عَلٰى صِفَاتِ الصَّائِمِيْنَ وَزَالَتِ الشَّمْسُ يَجُوْزُ لَهُ النِّيَّةُ اِلٰى قُبَيْلِ الْغُرُوْبِ عَلَى الْكَرَاهَةِ وَيَنْبَغِيْ اَنْ يَحْفَظَ لِسَانَهُ مِنَ الْغِيْبَةِ وَالْكِذْبِ وَالْبُهْتَانِ وَالْاِفْتِرَاءِ وَعَيْنَيْهِ مِنْ غَيْرِ الْمَحْرَمِ وَسَائِرَ الْجَوَارِحِ مِنَ الْقَبَائِحِ لِاَنَّ هٰذِهِ الْاَفْعَالَ تُحْبِطُ الْاَعْمَالَ وَاِنْ لَمْ تُفْسِدْهُ ظَاهِرًا ۔

ترجمہ : وہ اسباب جو روزے کو واجب کر دیتے ہیں ۔

روزے کے موجبات یہ ہیں :

(۱) بالغ ہونا (۲) صاحبِ عقل ہونا (۳) مسلمان ہونا (۴) ماہِ رمضان کے چاند دیکھنے کا پوری طرح علم ہونا

یہ معلوماتی صورت یا تو چاند کے دیکھنے سے یا ایک عادل آدمی کی گواہی دینے سے یا ماہِ شعبان کے تیس دن مکمل ہونے سے یا غروبِ آفتاب کے وقت سورج اور چاند کے درمیان بارہ یا اس سے زائد درجے کے فاصلے کی پہچان کرنے سے حاصل ہو جاتی ہے۔ حیض اور نفاس سے پاک ہونا روزے کے درست ہونے کے لئے شرط ہے۔ واجب ہونے کے لئے شرط نہیں۔

روزے کے واجبات :

(۱) نیت کرنا (۲) پو پھٹنے سے لے کر غروب آفتاب تک تمام مفطرات سے باز رہنا۔ مناسب ہے کہ نیت ان الفاظ میں کی جائے :۔ اَصُوْمُ غَدًا مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ الخ میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے ادا کے طور پر کل کا ماہ رمضان کا روزہ رکھتا/رکھتی ہوں یا یوں نیت کرے نَوَيْتُ اَنْ اَصُوْمَ غَدًا مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ اَدَاءً لِوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ، میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے ادا کے طور پر کل کو ماہِ رمضان کے روزے رکھنے کی نیت کرتا کرتی ہوں۔ چاہے وہ دیگر الفاظ میں نیت کرے جو نیت کے ان معنوں کا فائدہ دیتے ہوں مطلب یہ ہے کہ نیت کے وہ الفاظ وجوب قربت اور ماہ کی تعین کا معنی ادا کرے۔ بشرطیکہ نیت حاضر مقیم کے لئے ہو۔ اگر نیت گھر سے غائب مسافر کے لئے ہو۔ (جو وہ بعد میں روزے کی بجاآوری کے لئے باندھے) تو ان الفاظ میں کرے اَصُوْمُ غَدًا قَضَاءَ شَهْرِ رَمَضَانَ لِوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ، میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے کل کو ماہ رمضان کی قضا کا روزہ رکھتا/رکھتی ہوں۔ نذر کے روزے کی نیت یوں کرے اَصُوْمُ غَدًا نَذْرًا لِوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ۔ میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے کل کو نذر کے طور پر روزہ رکھتا/رکھتی ہوں۔ کفارہ کے لئے روزے کی نیت یوں کرے۔ اَصُوْمُ غَدًا كَفَّارَةً لِتَعَمُّدِ الْاِفْطَارِ قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ، میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر جان بوجھ کر روزہ توڑنے کی وجہ سے کفارہ کے طور پر کل کو روزہ رکھتا/رکھتی ہوں۔ کفارہ ظہار کے لئے روزے کی نیت یوں کرے۔ اَصُوْمُ غَدًا كَفَّارَةَ الظِّهَارِ لِوُجُوْبِهَا قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ، میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے کفارہ ظہار کے طور پر کل کو روزہ رکھتا ہوں۔ اعتکاف کی صورت میں معتکف کی نیت ان الفاظ میں سے کسی ایک شکل سے کرے۔ اَصُوْمُ غَدًا مُعْتَكِفًا اَدَاءً لِوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ

میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر اعتکاف کرتے ہوئے ادا کے طور پر واجب ہونے کی وجہ سے کل کا روزہ رکھتا ہوں۔ اَصُوْمُ غَدًا مُخْتَلِيًا اَدَاءً لِوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ۔ میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر خلوت نشین ہوتے ہوئے ادا کے طور پر واجب ہونے کی وجہ سے کل کو روزہ رکھتا ہوں۔ اَصُوْمُ غَدًا مُّعْتَزِلًا اَدَاءً لِوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ۔ میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر الگ تھلگ رہتے ہوئے ادا کے طور پر واجب ہونے کی وجہ سے کل کا روزہ رکھتا ہوں۔ ان کے سوا دیگر روزوں کے لیے یوں نیت کرے۔ اَصُوْمُ غَدًا سُنَّةً قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ۔ میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر سنت کے طور پر کل کا روزہ رکھتا/رکھتی ہوں۔ اَصُوْمُ غَدًا مُسْتَحَبًّا قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ۔ میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر نفل کے طور پر کل کا روزہ رکھتا/رکھتی ہوں۔ اَصُوْمُ غَدًا تَطَوُّعًا قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ۔ میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر خالص نیکی کے طور پر کل کو روزہ رکھتا/رکھتی ہوں۔

نیت کا منتخب وقت غروب آفتاب سے لے کر صبح صادق کے طلوع ہونے تک ہے اگر کوئی شخص نیت کرنا بھول جائے تو دن ڈھلے تک نیت کرنا جائز ہے۔ پورے مہینے کے لئے پہلی رات کو ایک ہی نیت کا باندھنا جائز ہے۔ اس کے باوجود ہر رات کو اگر نیت کی تجدید کرے تو یہ افضل ہے ماہ رمضان کے واجب روزے کی نیت سے یوم شک کو روزے کی نیت کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص یوم شک کو نفل روزے کی نیت کرے اور وہ دن ماہ رمضان کا ہی عیاں ہو جائے تو بھی اُس کے لئے کافی ہے۔ ہر وہ روز جس میں کوئی شخص رات کو روزے کی نیت نہ کرے، نہ وہ پہلی رات کو پورے ماہ رمضان کے لئے ایک ہی نیت باندھ چکا ہو وہ شخص روزہ داروں کی خصلتوں کا حامل ہو۔ اور سورج ڈھل جائے تو ایسی صورت میں اُس کے لئے مکروہ طور پر غروب آفتاب سے کچھ پہلے تک نیت کرنا جائز ہے۔ مناسب ہے کہ روزہ دار اپنی زبان کو غیبت کرنے، جھوٹ بولنے تہمت باندھنے اور بے بنیاد باتیں گھڑنے سے، اپنی آنکھوں کو نامحرم سے، اور اپنے تمام اعضاء کے بدن کو بُرے اعمال سے محفوظ رکھے کیونکہ یہ افعال تمام اعمال کو برباد کر دیتے ہیں۔ اگرچہ ظاہری طور پر یہ بُرے افعال، اعمال کو فاسد نہیں کرتے ہوں۔

وَيُكْرَهُ اَنْ يَّطَّلِعَ الصُّبْحُ وَهُوَ جُنُبٌ وَاَنْ يَّحْتَقِنَ بِالْجَامِدِ وَاَنْ يُّدْخِلَ الدُّهْنَ اَوْ شَيْئًا مِّنَ الْاَدْوِيَةِ فِي الْاُذُنِ وَالْاَنْفِ مَعَ اَنَّهُمَا لَمْ تَتَعَدَّ مِنَ الْحَلْقِ وَاَنْ يَّمْضَغَ طَعَامًا لِلطِّفْلِ وَاَنْ يُّبَاشِرَ النِّسْوَانَ تَقْبِيْلًا اَوْ لَمْسًا اَوْ مُلَاعَبَةً وَاَنْ يَّكْتَحِلَ بِمَا فِيْهِ مِسْكٌ اَوْ شَيْئٌ

نَافِذٌ وَأَنْ يُخْرِجَ مِنْ جَسَدِهِ مَا بِالْفَصْدِ وَنَحْوِهِ لَوْ كَانَ مُضْعِفًا وَدُخُولُ الْحَمَّامِ كَذَلِكَ وَلَا بَأْسَ بِشَمِّ النَّرْجِسِ وَالرَّيَاحِينِ وَالْوَرْدِ وَسَائِرِ الْعِطْرِيَّاتِ وَلَا بِالْجُلُوسِ فِي الْمَاءِ ذَكَرًا كَانَ أَوْ أُنْثَى وَلَا بَلِّ الثَّوْبِ عَلَى الْجَسَدِ. وَأَمَّا الْكَفَّارَةُ فَهِيَ عِتْقُ رَقَبَةٍ أَوْ صِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ وَفِي الصِّيَامِ لَوْ أَفْطَرَ مُتَعَمِّدًا بِلَا عُذْرٍ وَجَبَ الِاسْتِئْنَافُ وَلَوْ أَفْطَرَ لِعُذْرٍ ضَرُورَةً فَعَلَيْهِ صَوْمُ مَا بَقِيَ كَمَا كَانَ مُتَوَالِيًا وَلَا حَاجَةَ إِلَى الِاسْتِئْنَافِ أَوْ إِطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكِينًا لِكُلِّ مِسْكِينٍ بِمُدٍّ مِنَ الطَّعَامِ وَهُوَ رِطْلٌ وَثُلُثُ رِطْلٍ وَالرِّطْلُ وَزْنُهُ مِائَةٌ وَثَلَاثُونَ دِرْهَمًا وَكُلُّ عَشَرَةٍ دَرَاهِمَ كَانَتْ سَبْعَةَ مَثَاقِيلَ وَكَانَتْ تِلْكَ الْأَوْزَانُ كَانَتْ بِوَزْنِ دِرْهَمِ مَكَّةَ وَمِثْقَالِهَا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَفِي زَمَانِنَا هَذَا لَا يَخْلُو عَنْ تَغْيِيرٍ فَيَنْبَغِي أَنْ يُرَاعِيَ الْأَزْيَدَ فِي الْمُدِّ وَالرِّطْلِ لِئَلَّا يَفُوتَ مَا شَرَعَهُ الشَّارِعُ وَلَوْ صَارَ زَائِدًا صَارَ الْبِرُّ زَائِدًا.

ترجمہ: روزے کے دنوں میں مکروہ افعال:

روزہ دار کے حق میں یہ افعال مکروہ ہیں۔

(۱) پو پھٹ جائے اور روزہ دار جنابت کی حالت پہ رہے۔ (۲) جامد چیز سے حقنہ کرانا (۳) یہ کہ روزہ دار کان اور ناک میں تیل یا دواؤں میں سے کوئی چیز ڈالے۔ باوجودیکہ یہ چیزیں حلق سے پار نہیں کرجاتیں (۴) بچے کی خاطر کسی کھانے کو چبانا (۵) عورتوں سے، بوسہ بازی، ہاتھ لگانے یا دل لگی کرنے کی صورتوں میں خصوصی رابطہ رکھنا (۶) ایسی چیز کا سرمہ لگانا جس میں کستوری یا کوئی اثر کن چیز موجود ہو (۷) بدن سے فصد وغیرہ کے ذریعہ خون کا نکالنا بشرطیکہ یہ صورت انسان کو کمزور کردیتی ہو (۸) غسل خانے میں گھسنے کا حکم بھی فصد کی مانند ہے۔ ان افعال کے ارتکاب کی صورت میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اِن افعال کے ارتکاب کی صُورت میں کوئی حرج نہیں ہے:

(۱) نرگس۔ ریحان اور گلاب کے پھولوں اور تمام خوشبوؤں کا سونگھنا (۲) پانی میں بیٹھ جانا چاہے مرد ہو عورت (۳) بدن کے کپڑے کا گیلا کردینا۔

کفارہ کی ادائیگی کا مسئلہ:

کفارہ کی صورتیں یہ ہیں کہ ایک غلام کا آزاد کرنا یا لگاتار دو مہینوں کے روزے رکھنا۔ روزے رکھنے کی صورت میں کسی عذر کے بغیر جان بوجھ کر اگر روزہ توڑ دے تو ازسرِ نو روزہ کا بجا لانا واجب ہے۔ اگر ضرورت کے پیشِ نظر کسی عذر کی بنا پر روزہ توڑے تو ایسی صورت میں اُس کے ذمہ بقیہ روزے اس طرح واجب ہیں جس طرح وہ لگاتار کی صورت میں ہیں اور اُسے روزوں کو سرے سے بجا لانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ چاہے تو کفارہ کے طور پر ساٹھ مسکینوں کو اس طرح سے کھانا کھلائے کہ ہر ایک مسکین کو ایک مد کی مقدار کا کھانا ملے۔ مد کی مقدار ۱⅓ رطل ہے۔ ایک رطل کا وزن ایک سو تیس درہموں کا ہوتا ہے۔ ہر دس درہموں کی مالیت سات مثقالوں کے برابر ہوا کرتی تھی۔ یہ تمام اوزان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے میں مکہ کے درہم اور مثقال کے اوزان کے مطابق ہیں۔ ہمارے اس دور میں کسی نہ کسی تبدیلی کے وقوع پذیر ہونے سے معاملہ خالی نہیں ہے چنانچہ مناسب یہ ہے کہ مد اور رطل کے بارے میں زیادہ سے زیادہ مقدار کا لحاظ رکھا جائے تاکہ شارع علیہ السلام کی مقررہ مقدار فوت نہ ہونے پائے۔ اگر کہیں اس مقدار میں اضافہ ہو جائے تو نیکی میں ہی اضافہ ہو جائے گا۔

وَاَمَّا الْمَسْنُوْنَاتُ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ فَمِنْهَا السَّحُوْرُ وَتَعْجِيْلُ الْفِطْرِ بَعْدَ التَّيَقُّنِ بِالْغُرُوْبِ وَفِي الْغَيْمِ وَالْاٰفَاقِ الْمُحْتَجِبَةِ التَّاخِيْرُ وَاَنْ يُفْطِرَ بِالتَّمْرِ اَوِ الْمَاءِ وَاَنْ تَقُوْلَ عِنْدَ الْفِطْرِ اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَبِرِزْقِكَ اَفْطَرْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَتِلَاوَةُ الْقُرْاٰنِ اَكْثَرَ مِنْ سَائِرِ الشُّهُوْرِ وَكَثْرَةُ الذِّكْرِ وَالْاَدْعِيَةِ وَالْاِعْتِكَافُ اِنْ كَانَ فِي الْاَيَّامِ الْبَارِدَةِ فِيْ تَمَامِهٖ وَفِي الْعَشْرِ الْاَخِيْرِ هٰكَذَا السِّوَاكُ وَلَوْ كَانَ بِالرَّطْبِ اَمَّا الْهِمُّ الَّذِيْ لَا يُطِيْقُهٗ فَيَنْبَغِيْ اَنْ يُفْطِرَ وَيَتَصَدَّقَ لِكُلِّ يَوْمٍ بِمُدٍّ مِنَ الطَّعَامِ اِنْ كَانَ غَنِيًّا وَاِنْ كَانَ فَقِيْرًا الْاَمَدُّ عَلَيْهِ فِيْ مُدَّةِ فَقْرِهٖ۔

اَمَّا الْمَرِيْضُ فَاِنْ كَانَ مَرَضُهٗ مُزْمِنًا اَيْ مِنَ الرُّطُوْبَةِ وَالْبُرُوْدَةِ وَلَمْ يَكُنْ مِنَ الشَّبَابِ وَفِي الزَّمَانِ الْبَارِدِ اَوِ الْمَكَانِ الْبَارِدِ وَاَطَاقَهٗ يَجُوْزُ لَهُ الصَّوْمُ وَاِنْ كَانَ مِنَ الْحَرَارَةِ اَوِ الْيُبُوْسَةِ اَوْ فِي الصَّيْفِ اَوْ فِي الْبِلَادِ الْحَارَّةِ وَهُوَ شَابٌّ لَا يَجُوْزُ لَهُ الصَّوْمُ الْبَتَّةَ وَلَوْ صَامَ عَصٰى وَلَا يَجُوْزُ اَنْ يُؤْمَرَ الصَّبِيُّ الْبَعِيْدُ مِنَ

الْبُلُوغِ بِالصَّوْمِ وَلَوْ قَرُبَ بُلُوغُهُ وَهُوَ قَوِيٌّ فِي بَدَنِهِ وَالْأَيَّامُ قَصِيرَةٌ بَارِدَةٌ يَجُوزُ أَنْ يُؤْمَرَ بِالصَّوْمِ مَرَّةً مَرَّةً وَالْحَامِلُ وَالْمُرْضِعُ لَوْ خَافَتَا عَلَى الْجَنِينِ وَالطِّفْلِ يَجُوزُ لَهُمَا الْإِفْطَارُ وَتَأْخِيرُ الصَّوْمِ إِلَى الْقَضَاءِ مُدَّةَ الْخَوْفِ وَلَوْ تَكَلَّفَتَا مَعَ دَفْعِ مَا يُخَافُ مِنْهُ مِنَ الضَّرَرِ فَيَنْبَغِي أَنْ تُطْعِمَا لِكُلِّ يَوْمٍ تَقْضِيَانِهِ بِمُدٍّ مِنَ الطَّعَامِ مِسْكِينًا إِنْ كَانَتَا مُوسِرَتَيْنِ أَوْ تَحْتَ مُوسِرَيْنِ وَمَعَ الْعُسْرِ لَا وَالْحَائِضُ وَالنُّفَسَاءُ لَا يَجُوزُ لَهُمَا الصَّوْمُ فَإِذَا طَهُرَتَا وَجَبَ الْقَضَاءُ۔

وَأَمَّا الْمُسَافِرُ الْمُتَّصِفُ بِصِفَاتِ الْقَصْرِ لِلصَّلٰوةِ فَمُخَيَّرٌ بَيْنَ الصَّوْمِ وَالْإِفْطَارِ وَالصَّوْمُ أَوْلَى لِمَنْ لَمْ يَكُنْ سَفَرُهُ بِالْمَشَقَّةِ كَمَنْ كَانَ رَاكِبًا صَحِيحًا قَوِيًّا فِي بَدَنِهِ مُوسِرًا غَيْرَ مُتَضَرِّرٍ مِنَ الْحَرِّ وَالْعَطَشِ أَوْ بُعْدِ الْمَنَازِلِ وَالْإِفْطَارُ أَوْلَى لِلْمُنْعَكِسِ فِي الْجَمِيعِ أَوِ الْبَعْضِ۔

وَأَمَّا الصَّوْمُ الَّذِي فِي الْاِسْتِحْبَابِ فَفِي الْأُسْبُوعِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ وَفِي الشَّهْرِ الْأَيَّامُ الْبِيضُ وَهِيَ يَوْمُ الثَّالِثَ عَشَرَ وَالرَّابِعَ عَشَرَ وَالْخَامِسَ عَشَرَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَفِي السَّنَةِ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَيَوْمَ تَاسُوْعَاءَ وَيَوْمَ عَرَفَةَ وَسِتَّةَ أَيَّامٍ مِنْ شَوَّالٍ مِنْ غَيْرِ تَعْيِينٍ وَتَوَالٍ وَالتَّوَالِي أَفْضَلُ وَلَا يَجِبُ الصَّوْمُ الْمُسْتَحَبُّ بِالشُّرُوعِ وَيُكْرَهُ الْإِفْطَارُ فِيهِ بَعْدَ الزَّوَالِ بِغَيْرِ سَبَبٍ وَلَوْ دُعِيَ إِلَى طَعَامٍ فَالْإِفْطَارُ أَفْضَلُ فَالْمُسَافِرُ وَالْمَرِيضُ الْمُطِيقَانِ لِلصَّوْمِ إِذَا أَفْطَرَا فِي السَّفَرِ وَالْمَرَضِ فَعَلَيْهِمَا الْقَضَاءُ وَاجِبٌ وَلِكُلِّ يَوْمٍ يَقْضِيَانِهِ يُسْتَحَبُّ لِكُلٍّ مِنْهُمَا فِدْيَةٌ بِمُدٍّ مِنَ الطَّعَامِ لِمِسْكِينٍ وَيُكْرَهُ لِلصَّائِمِ الْوِصَالُ بَيْنَ يَوْمَيْنِ وَلَا يَجُوزُ التَّسَحُّرُ وَهُوَ شَاكٌّ فِي طُلُوعِ الصُّبْحِ۔

وَأَمَّا قَضَاءُ صَوْمِ شَهْرِ رَمَضَانَ فَيَجُوزُ مُتَوَالِيًا وَمُتَفَرِّقًا وَالتَّوَالِي أَفْضَلُ إِنْ لَمْ يَكُنْ ضَعِيفًا وَمَعَ الضَّعْفِ التَّفَرُّقُ أَوْلَى وَكُلُّ مَا فَاتَ مِنَ الصَّوْمِ إِنْ كَانَ وَاجِبًا كَانَ قَضَاؤُهُ وَاجِبًا وَإِنْ كَانَ تَطَوُّعًا كَانَ قَضَاؤُهُ تَطَوُّعًا وَإِنْ لَمْ يَتَطَوَّعْ لَا بَأْسَ بِهِ۔

ترجمہ: ماہِ رمضان کے مسنون افعال :-

رمضان کے مہینے میں مسنون افعال یہ ہیں۔

(۱) سحری کھانا (۲) غروب آفتاب کے یقین ہو جانے کے بعد افطار کرنے میں جلدی کرنا (۳) بادل چھا جانے اور پہاڑوں سے ڈھکے ہوئے آفاق والے مقامات میں افطار میں تاخیر سے کام لینا (۴) کھجور یا پانی سے روزہ افطار کرنا (۵) افطار کرتے وقت اس دُعا کا پڑھنا۔ اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَبِکَ آمَنْتُ وَبِہٖ ذٰقِکَ اَفْطَرْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ ، پروردگار ، میں تیری رضامندی کی خاطر روزہ رکھ چکا ہوں۔ صرف تجھ پر ایمان لا چکا ہوں ، تیرے رزق سے افطار کرتا ہوں اور صرف تجھ پر بھروسہ کرتا ہوں (۶) دیگر تمام مہینوں کی نسبت قرآن مجید کی تلاوت زیادہ۔ سے زیادہ کرنا۔ (۷) ذکرِ الٰہی اور دعاؤں کا زیادہ وردِ زبان رکھنا۔ (۸) اعتکاف کرنا یہ عمل ٹھنڈے ایام میں تمام مہینے میں کرے۔ آخری دس دنوں میں اعتکاف کرنا زیادہ تاکیدی پہلو رکھتا ہے۔

(۹) مسواک کرنا ، اگرچہ تر چھڑی سے ہی کیوں نہ ہو۔

بوڑھے کا مسئلہ :

روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھنے والے انتہائی کمزور بوڑھے شخص کو چاہیئے کہ وہ روزہ نہ رکھے اور ہر ایک دن کے عوض میں ایک مد کی مقدار کا کھانا صدقہ کرے۔ بشرطیکہ وہ تونگر شخص ہو۔ اگر وہ تنگدست شخص ہو تو اس کی تنگدستی کے عرصے میں کوئی مد لازم نہیں۔

بیمار کا مسئلہ :

بیمار شخص کی بیماری اگر پرانی ہو یا رطوبت بڑھنے اور سردی کے اثر انداز ہونے سے ہو۔ مریض آدمی جوانوں میں سے نہ ہو۔ ٹھنڈے وقت یا سرد جگہ میں ہو اور روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہو۔ تو ایسی صورت میں اُس کے لئے روزہ رکھنا جائز ہے۔ اگر اُس کی بیماری گرمی یا خشکی کی وجہ سے ہو یا گرمی کے موسم میں ایسا ہو جائے یا گرم شہروں میں ہو اور وہ بیمار خود جوان آدمی ہو تو ایسی صورت میں اُس کے لئے روزہ رکھنا بالکل جائز نہیں۔ اگر وہ ایسی حالت میں روزہ رکھے تو گنہگار ہوگا۔

جو بچہ بالغ ہونے کی حد کو پہنچنے سے ابھی دُور ہو اُس کو روزہ رکھنے کا حکم دینا جائز نہیں ہے اگر وہ بالغ ہونے کے قریب ہو۔ بدن کے لحاظ سے طاقتور ہو اور دن چھوٹے چھوٹے اور ٹھنڈے ہوں تو ایسی صورت میں بچے کو باری باری سے آہستہ آہستہ روزہ رکھنے کا حکم دینا جائز ہے۔

حاملہ اور دُودھ پلانے والی عورتوں کا مسئلہ :

اگر حاملہ عورت کو پیٹ کے بچے کا اور دُودھ پلانے والی عورت کو شیر خوار بچے کا خطرہ لاحق ہو تو اُن دونوں

کے لئے روزہ افطار کرنا اور خطرہ کی مدت گزر جانے تک روزے کو مؤخر کرنا جائز ہے۔ اگر یہ دونوں ضرر کے خطرے کو دور کرنے کے باوجود روزہ رکھنے میں سستی کا مظاہرہ کرے۔ تو مناسب یہ ہے کہ وہ دونوں قضا بجالانے کے ہر دن کے عوض میں ایک ایک مسکین کو ایک ایک مد کی مقدار کا کھانا کھلائے بشرطیکہ دونوں عورتیں مالدار ہوں یا مالداروں کے ماتحت ہوں تنگدستی کی صورت میں کوئی چیز لازم نہیں۔

حیض اور نفاس والی عورتوں کے لئے :

روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔ ایسی عورتیں جب پاک ہو جائیں تو اُن کے ذمہ روزے کی قضا کا بجالانا واجب ہے۔

مسافر کا مسئلہ :

نماز کو قصر کے ساتھ پڑھنے کی شرطوں کے حامل مسافر کو روزہ رکھنے اور روزہ افطار کرنے میں اختیار حاصل ہے۔ اس مسافر کے لئے روزہ رکھنا ہی بہتر ہے جس کا سفر کسی مشقت کے ساتھ نہ ہو۔ مثلاً وہ سوار ہو، تندرست ہو۔ جسم کے لحاظ سے طاقت ور ہو، مالدار شخص ہو اور وہ گرمی، پیاس یا منزلوں کی دوری کی بنا پر ضرر رسیدہ نہ ہو۔ مذکورہ تمام صورتوں میں یا بعض صورتوں میں اس کے برعکس مسافر کے لئے روزہ افطار کرنا ہی بہتر ہے

مسنون روزے :

ہفتے میں پیر اور جمعرات کے روزے مسنون ہیں۔ مہینے میں ایام بیض کے روزے مسنون ہیں ہر مہینے کی تیرھویں چودھویں، پندرھویں کو ایام بیض کہتے ہیں۔ سال میں عاشورا کے دن۔ نویں محرم کے دن اور عرفہ کے دن روزے نیز بغیر کسی تعیین کے اور لگاتار کی صورت کے شوال کے چھ دنوں کے روزے مسنون ہیں۔ ان چھ دنوں کے روزوں کا پے در پے رکھنا بہتر ہے

مسنون روزہ شروع کرنے کی بنا پر واجب نہیں ہوا کرتا۔ ایسی صورت میں بغیر کسی وجہ کے زوال کے بعد روزہ کا توڑنا مکروہ ہے۔ اگر اسے کسی کھانے کی دعوت دی جائے تو ایسی صورت میں روزہ کا توڑنا بہتر ہے۔

روزہ رکھنے کی طاقت رکھنے والا مسافر سفر کی حالت میں اور روزہ رکھنے کی طاقت رکھنے والا بیمار آدمی بیماری کی حالت میں اگر روزہ کو توڑ دے تو اُن دونوں پہ روزے کی قضا کا بجالانا واجب ہے۔ قضا بجالانے کے ہر ہر دن کے عوض میں اُن دونوں کے لئے ایک ایک مسکین کو ایک ایک مد کی مقدار کے کھانے کا فدیہ دینا مسنون ہے۔ روزہ دار کے لئے افطار کئے بغیر دو دنوں کو ملا کر روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ پو پھٹنے میں شک کرنے والے کے لئے سحری کھانا جائز

نہیں ہے۔

ماہ رمضان کے روزوں کی قضا بجالانے کا مسئلہ :

رمضان کے روزوں کی قضا کا بجالانا پے در پے اور متفرق طور پر دونوں صورتوں میں جائز ہے۔ لگاتار روزہ رکھنا بہتر ہے۔ بشرطیکہ یہ صورت اُسے کمزور نہ کرے۔ کمزوری لاحق ہونے کی صورت میں قضا کے روزوں کا متفرق طور پر بجالانا بہتر ہے۔ فوت ہونے والا ہر ایک روزہ اگر واجب ہو تو اُس کی قضا کا بجالانا واجب ہوگا۔ اور اگر وہ روزہ مسنون ہو تو اُس کی قضا کا بجالانا بھی مسنون ہی ہوگا۔ اگر مسنون طور پر یہ نیک کام بجا نہ لائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

وَأَمَّا الْمَعْفُوَّاتُ فَمِنْهَا وُصُوْلُ مَاءٍ إِلَى جَوْفِهِ فِي الْمَضْمَضَةِ وَالْإِسْتِنْشَاقِ وَهُوَ غَيْرُ مُبَالِغٍ وَلَمْ يَقْدِرْ عَلَى رَجْعِهِ وَمِنْهَا مَا يَبْقَى مِنَ الطَّعَامِ بَيْنَ الْأَسْنَانِ مَعَ الرِّيْقِ وَهُوَ ذَاهِلٌ عَنْهُ وَلَمْ يَقْدِرْ عَلَى مَنْعِهِ وَمِنْهَا أَنْ يُدْخِلَ عَمْرٌو أَوْ ذُوْ شَوْكَةٍ بِالْعُنْفِ طَعَامًا فِي فِيْهِ فَيَدْخُلَ فِي جَوْفِهِ وَهُوَ مُكْرَهٌ وَمِنْهَا الْأَكْلُ وَالشُّرْبُ أَوْ مُفْطِرٌ آخَرُ بِالنِّسْيَانِ وَمِنْهَا لَوْ طَلَعَ الصُّبْحُ وَفِي فِيْهِ طَعَامٌ فَلَفَظَهُ عَلَى الْفَوْرِ وَمِنْهَا أَنْ يَطِيْرَ ذُبَابٌ أَوْ بَقٌّ إِلَى حَلْقِهِ وَهُوَ لَمْ يَقْدِرْ عَلَى مَنْعِهِ وَمِنْهَا الْأَكْلُ وَالشُّرْبُ سَحَرًا أَوْ مَسَاءً بِغَلَبَةِ الظَّنِّ عَلَى أَنَّ الصُّبْحَ لَمْ يَطْلُعْ أَوِ الشَّمْسَ غَرَبَتْ وَلَيْسَ كَذَالِكَ وَمِنْهَا ذَوْقُ الطَّعَامِ لِتَحَرِّي مِلْحِهِ أَوْ حُمُوْضَتِهِ أَوْ حَلَاوَتِهِ مَا لَمْ يَتَعَدَّ مِنَ الْحَلْقِ وَمِنْهَا الْإِحْتِلَامُ فِي النَّهَارِ وَهُوَ نَائِمٌ وَمِنْهَا الْإِحْتِلَامُ بِنَظْرَةٍ أَوْ خَطْرَةٍ وَهُوَ لَمْ يُبَالِغْ فِيْهِمَا وَمِنْهَا وُصُوْلُ الْغُبَارِ إِلَى الْحَلْقِ وَهُوَ لَمْ يَقْدِرْ عَلَى دَفْعِهِ وَمِنْهَا بَلْعُ الرِّيْقِ مُتَعَمِّدًا وَمِنْهَا تَصَدِّي الْبَلْغَمِ الْغَلِيْظِ مِنْ حَلْقِهِ وَهُوَ لَمْ يَقْدِرْ عَلَى لَفْظِهِ أَوْ غَفَلَ عَنْ لَفْظِهِ وَمِنْهَا النَّوْمُ فِي النَّهَارِ قَلِيْلًا كَانَ أَوْ كَثِيْرًا وَمِنْهَا امْرَأَةٌ لَوْ جُوْمِعَتْ وَهِيَ نَائِمَةٌ وَلَمْ تَسْتَيْقِظْ لَمْ يَجِبْ عَلَيْهَا إِلَّا الْغُسْلُ مَتَى تَعْلَمُ وَوَجَبَ عَلَى هَذَا الْمُجَامِعِ الْغُسْلُ وَالتَّوْبَةُ وَالتَّعْزِيْرُ وَالْقَضَاءُ وَلَوْ كَانَ مُسْتَحِلًّا الْقَتْلُ لِأَنَّ مِثْلَ هَذِهِ الشَّنِيْعَةِ لَمْ يَقَعْ مِنَ الْمُسْلِمِ إِلَّا عَلَى النُّدْرَةِ۔

ترجمہ: روزے کی حالت میں یہ چیزیں معاف ہیں:

(۱) کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کے دوران تھوڑے سے پانی کا پیٹ میں پہنچ جانا جبکہ روزہ دار اس کام میں مبالغہ نہ کرے اور وہ پانی کو لوٹانے پر قادر نہ ہو (۲) کھانے کے ریزے دانتوں کے درمیان رہ جاتے۔ روزہ دار ان ریزوں کو آب دہن کے ساتھ نگل جائے۔ درانحالیکہ وہ خود اس سے غافل ہو اور ان کو روک لینے پر قادر نہ ہو (۳) کوئی دشمن یا صاحب اقتدار شخص روزہ دار کے منہ میں زبردستی کوئی کھانا ڈال دے اور کھانا اس کے پیٹ میں پہنچے جبکہ وہ اس صورت میں مجبور محض ہو (۴) صرف بھول چوک کی بنا پر کھانا پینا یا روزے کو توڑنے والی کوئی چیز کھالے (۵) پو پھٹ جائے، روزہ دار کے منہ میں کچھ کھانا ہو اور وہ اسے فوری طور پر نکال پھینکے (۶) کوئی مکھی یا مچھر اڑ کر روزے دار کے حلق تک پہنچے اور وہ اُن کو روکنے پر قادر نہ ہو (۷) روزہ دار پو نہ پھٹنے کے گمان پر سحری کے طور پر کچھ کھالے یا غروب آفتاب کے گمان پر شام کے کھانے کے طور پر کچھ کھالے جبکہ واقعہ ایسا نہ ہو (۸) کھانے کی نمکین، کھٹاس یا مٹھاس کا جائزہ لینے کی غرض سے تھوڑا سا چکھ لینا جبکہ وہ حلق سے گذر نہ جائے (۹) دن کو سونے کی حالت میں روزہ دار احتلام کا شکار ہو جائے (۱۰) ایک ہی نگاہ کے ساتھ یا کسی خیال کے آنے سے روزہ دار احتلام کا شکار ہو جائے جبکہ وہ ان صورتوں میں مبالغہ سے کام نہ لے (۱۱) حلق تک گرد کا پہنچ جانا جبکہ روزہ دار اُسے ہٹانے پر قادر نہ ہو (۱۲) جان بوجھ کر آب دہن کا نگل جانا (۱۳) گاڑھے بلغم کا حلق سے گذر جانا جبکہ روزہ دار اُسے نکال پھینکنے پر قادر نہ ہو یا وہ اُسے نکال پھینکنے سے غفلت میں پڑا رہے (۱۴) دن کے وقت سو جانا چاہے کم سوئے یا زیادہ (۱۵) اگر کسی عورت کے ساتھ نیند کی حالت میں جنسی رابطہ قائم کیا جائے اور وہ بیدار نہ ہو سکے تو ایسی صورت میں عورت کے حق میں جب بھی اُسے پتہ چل جائے ایک غسل کرنا ہی واجب ہے اور جنسی رابطہ قائم کرنے والے مرد کے حق میں غسل کرنا، توبہ کرنا، اُس کو سزا دینا اور روزے کی قضا کا بجالانا واجب ہیں۔ اگر وہ اس فعل کو حلال سمجھنے والا ہو تو ایسی صورت میں اُسے قتل کر دینا واجب ہے کیونکہ اس قسم کی بُری حرکت مسلمان سے تو شاذ و نادر ہی وقوع پذیر ہو سکتی ہے۔

بَابُ الِاعْتِكَافِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِلنَّاسِ وَاَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى وَعَهِدْنَا اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمَاعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِيْنَ وَالْعَاكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ۔

اَلْاِعْتِكَافُ عَلٰى نَوْعَيْنِ وَاجِبٌ وَمُسْتَحَبٌّ فَالْوَاجِبُ هُوَ الْمَنْذُوْرُ بِهٖ وَالْمُسْتَحَبُّ غَيْرُهٗ وَالْاِعْتِكَافُ الَّذِيْ كَانَ لِلْاَنْبِيَاءِ الْمُتَقَدِّمِيْنَ وَالْاَوْلِيَاءِ الْمُتَاَخِّرِيْنَ لَهٗ شَرَائِطُ وَاَرْكَانٌ فَمِنْ شَرَائِطِهٖ اَلتَّوْبَةُ بِمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا وَهِيَ الْعِلْمُ بِاَنَّ مُخَالَفَةَ اَحْكَامِ اللّٰهِ اَمْرًا كَانَ اَوْ نَهْيًا سُمٌّ مُفِيْتٌ بِقَلْبِهٖ وَالنَّدَمُ عَلٰى مَا صَدَرَ مِنْهُ مِنَ الْمَعَاصِيْ وَالْمَلَاهِيْ عَمْدًا اَوْ غَفْلَةً وَالْعَزْمُ عَلٰى اَنْ لَّا يَرْتَكِبَهَا مَا دَامَتْ حَيَاتُهٗ وَعَلٰى هٰذِهِ التَّوْبَةِ يَدْخُلُ فِي الْقَبْرِ وَمِنْهَا تَطْهِيْرُ الثَّوَابِ وَبَدَنِهٖ بِالْغُسْلِ وَمِنْهَا التَّجْرِيْدُ عَنْ حُطَامِ الدُّنْيَا وَمِنْ اَرْكَانِهِ الثَّوَاءُ فِيْ مَسْجِدٍ وَالْاَوْلَى الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ ثُمَّ مَسْجِدُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ ثُمَّ مَسْجِدُ الْكُوْفَةِ ثُمَّ مَسْجِدُ الْبَصْرَةِ فَاِنْ لَّمْ يَتَيَسَّرْ فَمَسْجِدٌ يُصَلّٰى فِيْهِ الْجُمُعَةُ وَاِنْ لَّمْ يَتَيَسَّرْ يَجُوْزُ عَلَى الْكَرَاهَةِ فِيْ اَيِّ مَسْجِدٍ اتَّفَقَ غَيْرَ تِلْكَ الْمَسَاجِدِ وَمِنْهَا النِّيَّةُ وَيَنْبَغِيْ اَنْ تَكُوْنَ بِهٰذِهِ الصِّيْغَةِ اَعْتَكِفُ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ اَوْ عَشَرَةَ اَيَّامٍ اَوْ ثَلَاثِيْنَ يَوْمًا اَوْ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اِنْ كَانَ نَذْرًا لِوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ وَهٰذَا اَتَمُّ

فَضِيلَةً وَإِنْ لَمْ يَكُنْ نَذْرًا قُرْبَةً إِلَى اللّٰهِ بِغَيْرِ قَيْدِ الْوُجُوْبِ وَيَجُوْزُ أَقَلَّ أَوْ أَكْثَرَ وَلَا يَجُوْزُ أَقَلَّ مِنْ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ وَمِنْهَا الصَّوْمُ مَعَ شَرَائِطِ صِحَّتِهٖ وَيَنْبَغِيْ أَنْ لَا يَشْتَغِلَ بَيْنَ الْعِشَائَيْنِ إِلَّا بِالذِّكْرِ أَوِ الصَّلٰوةِ أَوِ التِّلَاوَةِ وَيَشْتَغِلَ بِالطَّعَامِ بَعْدَ الْعِشَاءِ الْأَخِيْرِ وَإِذَا أَفْطَرَ اجْتَنَبَ عَنْ كَثْرَةِ الطَّعَامِ وَاجْتَهَدَ فِي الْاِعْتِيَادِ بِقِلَّةِ الطَّعَامِ لِيَنْتِجَ قِلَّةَ الْمَنَامِ لِمَا قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ كَثُرَ أَكْلُهُ كَثُرَ شُرْبُهُ وَمَنْ كَثُرَ شُرْبُهُ كَثُرَ نَوْمُهُ وَمَنْ كَثُرَ نَوْمُهُ كُتِبَ مِنَ الْغَافِلِيْنَ وَمَنْ قَلَّ أَكْلُهُ قَلَّ شُرْبُهُ وَمَنْ قَلَّ شُرْبُهُ قَلَّ نَوْمُهُ وَمَنْ قَلَّ نَوْمُهُ كُتِبَ مِنَ التَّائِبِيْنَ وَمِنْهَا الْاِجْتِنَابُ عَنِ الْجِمَاعِ نَهَارًا كَانَ أَوْ لَيْلًا وَمِنْهَا أَنْ لَا يَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ إِلَّا لِقَضَاءِ الْحَاجَةِ وَتَجْدِيْدِ الْوُضُوْءِ أَوِ الْغُسْلِ إِنِ احْتَاجَ إِلَيْهِ وَمِنْهَا دَوَامُ الْوُضُوْءِ لِيَصِيْرَ بِهٖ دَوَامُ التَّوْبَةِ وَهِيَ طَهَارَةُ الْبَاطِنِ وَدَوَامُ الْوُضُوْءِ وَهُوَ طَهَارَةُ الظَّاهِرِ مَحْبُوْبَانِ عِنْدَ اللّٰهِ كَمَا بَشَّرَ بِقَوْلِهٖ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ وَمِنْهَا دَوَامُ الْعُزْلَةِ عَنِ النَّاسِ يَعْنِيْ أَنْ لَا يُجَالِسَهُمْ وَلَا يُحَاكِيَهُمْ إِلَّا أَمْرًا بِمَعْرُوْفٍ أَوْ نَهْيًا عَنْ مُنْكَرٍ كَمَا وَرَدَ فِي الْحَدِيْثِ الْقُدْسِيِّ كَلَامُ ابْنِ آدَمَ كُلُّهُ عَلَيْهِ لَا لَهُ إِلَّا أَمْرًا بِمَعْرُوْفٍ أَوْ نَهْيًا عَنْ مُنْكَرٍ أَوْ ذِكْرَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَمِنْهَا دَوَامُ الذِّكْرِ أَوْ كَثْرَتُهُ لِمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا وَسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَأَصِيْلًا وَمِنْهَا دَوَامُ الصَّمْتِ مَعَ النَّاسِ لِمَا قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ الْحِكْمَةُ عَشَرَةُ أَجْزَاءٍ تِسْعَةٌ مِنْهَا فِي الصَّمْتِ وَوَاحِدَةٌ فِي الْعُزْلَةِ عَنِ النَّاسِ وَمِنْهَا اسْتِغْرَاقُ أَوْقَاتِهٖ فِي الذِّكْرِ وَالتِّلَاوَةِ وَالتَّسْبِيْحِ وَالتَّحْمِيْدِ وَالتَّهْلِيْلِ وَالتَّكْبِيْرِ وَكَثْرَةِ النَّوَافِلِ مِنَ الصَّلٰوةِ وَهٰذِهٖ كُلُّهَا بَعْدَ أَدَاءِ الْفَرَائِضِ وَمِنْهَا نَفْيُ الْخَوَاطِرِ الَّتِيْ تَتَعَلَّقُ بِمَا سِوَى اللّٰهِ وَمِنْهَا تَرْكُ الْاِعْتِرَاضِ عَلٰى مَا فَعَلَهُ اللّٰهُ وَعَلٰى مَا قَدَّرَهُ اللّٰهُ بِالْحِكْمَةِ الْبَالِغَةِ وَعُقُوْلُ الْبَشَرِ لَا سِيَّمَا فِي الْعَلَائِقِ السُّفْلِيَّةِ قَاصِرَةٌ عَنْ كُنْهِ حِكْمَتِهٖ وَهُوَ فَعَّالٌ لِمَا يُرِيْدُ -

ثُمَّ الْمُعْتَكِفُ اعْتِكَافًا مَشْرُوْطًا بِالشَّرَائِطِ مَبْنِيًّا عَلٰى تِلْكَ الْآدَابِ كَانَ خَالِصًا مِنَ الرِّيَاءِ

وَالسُّمْعَةِ اسْتِفَادَةً مِنْ ثَوَابِهٖ۔ وَمَعَ تِلْكَ الشَّرَائِطِ وَالْاَرْكَانِ يَنْبَغِيْ اَنْ يَكُوْنَ كَالْمُحْرِمِ لِلْحَجِّ فِيْ تَرْكِ مَا لَا يَلِيْقُ بِحَالِهٖ كَحَلْقِ الرَّاْسِ وَقَلْمِ الظُّفْرِ وَغَيْرِهِمَا لِاَنَّ الْمُعْتَكِفَ مُحْرِمٌ لِلْوُصُوْلِ اِلَى الْكَعْبَةِ الْحَقِيْقِيَّةِ۔

فَفِي الْاِعْتِكَافِ لَوْ خَرَجَ وَكَسَرَ اعْتِكَافَهٗ وَجَبَ الْقَضَاءُ فِي الْمَنْذُوْرِ بِهٖ وَتُسْتَحَبُّ فِيْ غَيْرِهٖ فَمَنْ اَرَادَ اَنْ يَعْتَكِفَ وَجَبَ عَلَيْهِ اَنْ يَتَعَلَّمَ شَرَائِطَهٗ۔ وَاَرْكَانَهٗ وَسُنَنَهٗ وَاٰدَابَهٗ مِنْ عَالِمٍ رَبَّانِيٍّ اعْتَكَفَ كَثِيْرًا وَانْتَفَعَ بِهٖ وَلَوْ جَلَسَ فِيْ جِوَارِ ذٰلِكَ الْعَالِمِ فَاِذًا هُوَ ذَا مَغْنَمًا وَلَوْ خَرَجَ الْمُعْتَكِفُ الَّذِيْ فِيْ غَيْرِ الْمَسْجِدِ الْجَامِعِ لِصَلٰوةِ الْجُمُعَةِ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَلْتَفِتَ اِلَى الْجَوَانِبِ وَكَانَ يَحْفَظُ حَوَاسَّهٗ اَوْ لِصَلٰوةِ مَيِّتٍ اَوْ لِعِيَادَةِ مَرِيْضٍ اَوْ لِمَصْلَحَةٍ دِيْنِيَّةٍ اَوْ غَيْرِهِمَا كَمُشَايَعَةِ عَالِمٍ رَبَّانِيٍّ اَوْ مُعَاوَنَةِ مُسْلِمٍ مُحْتَاجٍ اِلَيْهِ وَلَمْ يَتَوَقَّفْ اَكْثَرَ مِنَ الْقَدْرِ الضَّرُوْرِيِّ لَمْ يَبْطُلْ اعْتِكَافُهٗ۔

اَمَّا تَارِكُ الصَّوْمِ فَهُوَ عَلٰى نَوْعَيْنِ مُرَخَّصٌ وَغَيْرُ مُرَخَّصٍ فَالْمُرَخَّصُ كَالْمُسَافِرِ وَالْمَرِيْضِ وَالْحَامِلِ وَالْمُرْضِعِ وَغَيْرِهِمْ وَاَمَّا غَيْرُ الْمُرَخَّصِ فَمِنْهُمْ مَنْ اَفْطَرَ فِيْ نَهَارِ شَهْرِ رَمَضَانَ شُهْرَةً مُتَعَمِّدًا بِلَا عُذْرٍ وَلَا ضَرُوْرَةٍ وَجَبَ عَلَى الْاِمَامِ وَحُكَّامِ الْاِسْلَامِ اَنْ يَقْتُلُوْهُ لِاَنَّ مِثْلَ هٰذَا الْفِعْلِ لَا يَصْدُرُ اِلَّا مِنْ عَنِيْدٍ مُسْتَحِلٍّ يَسْتَهْزِءُ بِالشَّرِيْعَةِ۔

اِعتکاف کا بیان

ترجمہ: اللہ پاک کا ارشاد ہے۔

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا الاٰیہ۔ اے میرے نبی۔ اُس وقت کو یاد کر جبکہ ہم نے کعبہ مکرمہ کو لوگوں کے لئے مرجع اور باعث آشتی بنایا۔ تم مقام ابراہیم کو جائے نماز بناؤ۔ ہم نے ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام کی طرف یہ عہد و پیمان بطور فرمان بھیجا کہ تم دونوں میرے اس گھر کو، باہر سے آنے والے لوگوں، مقامی باشندوں، رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے واسطے پاک بناؤ۔

اعتکاف کی دو قسمیں ہیں

(۱) واجب (۲) سنّت

واجبی اعتکاف وہ ہے جس کی نذر مانی جائے اور سنّت اعتکاف وہ ہے جو اس واجبی اعتکاف کے سوا ہو۔

انبیائے سابقین علیہم السلام اور اولیائے متاخرین کے حق میں جو اعتکاف شروع تھا اُس کی کئی شرطیں اور کئی ارکان ہوا کرتے تھے۔ شرطوں میں سے کچھ یہ تھیں

(۱) توبہ کرنا۔ اس لئے کہ فرمان خداوندی ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا الآیہ۔ ایمان والو! تم توبہ کرنے کی صورت میں اللہ کی طرف رجوع کرو۔ توبہ کرنا ان باتوں سے رجوع کرنے کا نام ہے کہ (ا) احکامِ خداوندی کی خلاف ورزی کرنا جا ہے وہ احکام امر کی صورت میں ہوں، یا نہی کی صورت میں، انسانی دل کے لئے زہر ہلال ہے (ب) نادانی یا غفلت کی بنا پر انسان سے جو ممنوع کام اور بیہودہ حرکات سرزد ہوئی ہوں اُن پر از تہہ دل نادم ہوں (ج) جب تک زندگی کی رمق باقی ہو۔ ان ممنوع حرکتوں کے ارتکاب نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرنا اور اُسی توبہ کی حالت میں قبر میں پہونچنا۔

(۲) کپڑے اور بدن کا غسل کے ساتھ بالکل پاک رکھنا (۳) خالص دنیادی مال و اسباب کی حرص سے دل کو خالی رکھنا۔

ارکان میں سے کچھ یہ تھے:

(۱) کسی مسجد میں ٹھہراؤ اختیار کرنا۔ اعتکاف کے لئے سب سے بہتر مسجد حرام ہے۔ اس کے بعد مدینے کی مسجد نبوی ہے۔ اس کے بعد مسجد کوفہ ہے اور اس کے بعد مسجد بصرہ ہے۔ اگر یہ بہتر صورتیں میسر نہ ہوں تو پھر اعتکاف کے لئے کوئی ایسی مسجد مناسب ہے جس میں جمعہ کی نماز پڑھی جاتی ہو۔ اگر یہ صورت بھی میسر نہ ہو سکے تو ان مسجدوں کے سوا کسی بھی مسجد میں اتفاق ہو جائے اعتکاف کرنا مکروہ طور پر جائز ہے (۲) نیت کرنا مناسب ہے کہ ان الفاظ میں اعتکاف کی نیت کی جائے۔ چنانچہ اعتکاف کی نذر ماننے کی صورت میں کہے۔

اَعْتَكِفُ فِیْ هٰذَا الْمَسْجِدِ ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ اَوْ عَشَرَةَ اَیَّامٍ اَوْ ثَلَاثِیْنَ یَوْمًا اَوْ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا لِوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ۔ میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے اس مسجد میں تین

دنوں کا، دس دنوں کا، تیس دنوں کا یا چالیس دنوں کا اعتکاف کرتا ہوں۔ اگر نذر کا اعتکاف نہ ہو تو نیت میں رئوجوئیہ کی قید نہ لائے۔ اعتکاف کرنا مذکورہ دنوں سے کم یا اُن سے زیادہ کی صورتوں میں جائز ہے۔ البتہ ایک دن اور ایک رات سے کم کا اعتکاف جائز نہیں ہے۔ (۳) درست ہونے کی شرطوں کے ساتھ روزہ رکھنا۔

مناسب یہ ہے کہ مغرب اور عشاء کے درمیان معتکف شخص صرف ذکرِ الٰہی، نماز یا تلاوت قرآن میں لگے رہے اور عشاء کے بعد کھانا کھائے۔ جب اعتکاف کرنے والا روزہ افطار کرے تو وہ زیادہ کھانے سے پرہیز کرے اور کم کھانے کی عادت پیدا کرنے کی کوشش کرے تاکہ اس کا نتیجہ نیند کی کمی کی صورت میں برآمد ہو جائے۔ چنانچہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے مَنْ کَثُرَ اَکْلُہٗ کَثُرَ شُرْبُہٗ الخ جس کا کھانا زیادہ ہو اُس کے پینے میں اضافہ ہو جاتا ہے جس کے پینے میں اضافہ ہو جائے تو اُس کی نیند میں اضافہ ہو جاتا ہے اور جس کی نیند میں اضافہ ہو جائے تو ایسی صورت میں اس کو غافلوں کی فہرست میں لکھا جاتا ہے جس کا کھانا کم ہو اُس کا پینا کم ہو جاتا ہے جس کا پینا کم ہو جائے اُس کی نیند میں کمی آ جاتی ہے اور جس کی نیند میں کمی آ جائے تو ایسی صورت میں وہ توبہ کرنے والوں کی فہرست میں لکھا جاتا ہے (۴) جنسی رابطہ قائم کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے دن میں ہو یا رات کو (۵) مسجد سے باہر نہ نکلے مگر رفع حاجت کے لئے وضو کو نو بنو کرنے کے لئے یا ضرورت پڑنے پر غسل کرنے کے لئے مسجد سے باہر نکل سکتا ہے۔ (۶) ہمیشہ وضو کی حالت پہ رہنا تاکہ ہمیشہ توبہ کی حالت پہ رہنا نصیب ہو توبہ باطن کی پاکی کا نام ہے ہمیشہ باوضو رہنا ظاہر کی پاکی ہے دونوں کے دونوں پاکی اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ ہیں جیساکہ خداوندِ عالم نے دونوں پاکیوں کے حامل لوگوں کو اس آیت میں بشارت دی ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ۔ الآیہ۔ بیشک اللہ توبہ کرنے والوں کو چاہتا ہے اور وہ پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

(۷) لوگوں سے ہمیشہ الگ تھلگ رہنا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھے اور اُن سے نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے کے سوا کوئی اور بات نہ کرے جیساکہ حدیث قدسی میں آیا ہے کَلَامُ ابْنِ اٰدَمَ کُلُّہٗ عَلَیْہِ لَا لَہٗ اِلَّا الخ ۔ کسی نیکی کا حکم کرنے، کسی برائی سے روکنے یا ذکر الٰہی بجالانے کے سوا ابن آدم کی تمام باتیں اس کے لئے نقصان دہ ہیں اس کے لئے سود مند نہیں (۸) ہمیشہ ذکر الٰہی میں معروف رہنا یا ذکر الٰہی کا کثرت سے بجالانا اس لئے کہ اللہ پاک کا فرمان ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا الآیہ ایمان والو! کثرت سے ذکر الٰہی بجالانے کی صورت میں اللہ کو یاد کرو اور صبح و شام اُس کی پاکی بیان کرو (۹) لوگوں کے ساتھ ہمیشہ خاموشی

اختیار کرنا۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔ اَلْحِکْمَۃُ عَشْرَۃُ اَجْزَاءٍ الخ حکمت کے کل دس حصے ہیں۔ اُن میں سے نو حصے خاموشی اختیار کرنے میں ہیں اور ایک حصہ لوگوں سے الگ تھلگ رہنے میں (۱۰) اپنے تمام وقتوں کو ذکر الٰہی بجالانے، تلاوت قرآن کرنے، تسبیح پڑھنے، حمد بجالانے، تہلیل پڑھنے، تکبیر پڑھنے اور کثرت سے نفل نماز میں پڑھنے میں محیط رکھے۔ یہ تمام افعال فرائض کی ادائیگی کے بعد بجا لائے (۱۱) غیر اللہ سے تعلق رکھنے والے تمام خیالات کو ختم کرنا (۱۲) افعال خداوندی اور انتہائی مصلحت آمیز حکمت والی تقدیر الٰہی پر اعتراض کرنا چھوڑ دینا۔ پست چیزوں کے تعلقات میں محو رہنے کی وجہ سے انسانی عقلیں حکمت خداوندی کی حقیقت کو سمجھنے سے کوتاہ رہتی ہیں۔ خداوند عالم اپنے ارادے کے مطابق کرنے والا ہے۔

پس جو شخص ایسا اعتکاف کرے جو مذکورہ شرطوں کا حامل ہو، ان ارکان پر مبنی ہو نیز ریاکاری اور شہرت پسندی سے پاک خالص ہو۔ تو وہ اعتکاف کے ثواب سے بہرہ مند ہو سکتا ہے ان شرطوں اور ارکان کو ملحوظ رکھنے کے ساتھ ساتھ مناسب یہ ہے کہ معتکف آدمی اپنی حالت کے نامناسب کاموں کو چھوڑ دینے میں حج کے احرام باندھنے والے کی مانند ہو۔ مثلاً سر کا مونڈنا اور ناخن تراشنا وغیرہ۔ یہ اس لئے ہے کہ معتکف آدمی حقیقی کعبہ کو پہنچنے کی وجہ سے ایک قسم کا مُحرِم ہے۔ چنانچہ اعتکاف کرنے کی صورت میں اگر کوئی شخص باہر نکل جائے اور اعتکاف کو توڑ دے تو نذر ماننے کی صورت میں اس کی قضا کا بجا لانا واجب ہے۔ اور مسنون اعتکاف کی صورت میں قضا کا بجالانا سنت ہے۔ پس جو شخص اعتکاف کرنا چاہتا ہو تو اُس کے لئے واجب ہے کہ وہ اعتکاف کی شرطوں، ارکان، مسنون افعال اور آداب اعتکاف کو کسی ایسے عالم ربانی سے سیکھ لے جو بکثرت اعتکاف کر چکا ہو اور اعتکاف کے فوائد سے سرفراز ہو چکا ہو۔ اگر ایسے عالم کے پڑوس میں کوئی اعتکاف کے لئے بیٹھ جائے تو اُسے بڑی کامیابی حاصل ہو سکے گی۔ جامع مسجد کے سوا کسی اور مسجد میں اعتکاف کرنے والا شخص اِدھر اُدھر کو توجہ پھیرے بغیر نماز جمعہ کے لئے نکل جائے جبکہ وہ اپنے تمام حواس کو محفوظ رکھ رہا ہو، یا کسی نماز جنازہ کے لئے نکل جائے، کسی بیمار کی عیادت کو چلا جائے۔ یا کسی دینی مفاد کی خاطر جائے یا کسی اور کام کے لئے جائے مثلاً کسی عالم ربانی کو رخصت کرنا یا کسی ضرورتمند مسلمان کی مدد کرنا نیز وہ ان صورتوں میں ضرورت کے اندازے سے زیادہ نہ ٹھہرے تو اس کا اعتکاف باطل نہیں ہوگا۔

روزہ ترک کرنے والے کا مسئلہ:

روزے کو چھوڑ دینے والے کی دو قسمیں ہیں:۔

(۱) ترک روزہ کا اجازت یافتہ (۲) ترکِ روزہ کا غیر اجازت یافتہ۔

ترک روزہ کے اجازت یافتگان یہ ہیں۔ مثلاً مسافر، بیمار آدمی، حاملہ عورت، دودھ پلانے والی عورت اور مشقت میں ان کی مانند اور لوگ۔

جن کو ترک روزہ کی اجازت نہیں اُن میں سے جو شخص ماہ رمضان کے دن دہاڑے کسی عذر اور معذورت کے بغیر جان بوجھ کر علانیہ طور پر روزہ نہ رکھتا ہو تو امام اور اسلامی حاکموں کے ذمے ایسے شخص کا قتل کر دینا واجب ہے کیونکہ اس قسم کا فعل تو صرف ایسے سرکش آدمی سے سرکش ہو سکتا ہے۔ جو حرام کو حلال سمجھے اور شریعت کا مذاق اڑائے۔

بَابُ الْحَجِّ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ ۝ فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَقَامُ إِبْرَاهِيمَ ۖ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا ۗ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ۔

اَلْحَجُّ الْمَفْرُوضُ عَلٰى نَوْعَيْنِ وَاجِبٌ وَمُسْتَحَبٌّ وَغَيْرُ الْمَفْرُوضِ عَلٰى نَوْعَيْنِ حَرَامٌ وَمَكْرُوهٌ. أَمَّا مُوجِبَاتُهُ فَالْبُلُوغُ وَالْعَقْلُ وَالْإِسْلَامُ وَالْحُرِّيَّةُ وَأَمْنُ الطَّرِيقِ وَالْوَقْتُ الْمُعَيَّنُ لَهُ وَالْاِسْتِطَاعَةُ كَالزَّادِ وَالرَّاحِلَةِ وَنَفَقَةِ الْعِيَالِ ذَهَابًا وَإِيَابًا وَالْقُدْرَةُ عَلَى السَّفَرِ كَالصِّحَّةِ وَعَدَمِ الْمَنْعِ فَهُوَ وَاجِبٌ عَلٰى مَنْ حَصَلَ لَهُ هٰذِهِ الْأَشْيَاءُ وَمُسْتَحَبٌّ لِمَنْ كَانَ فِي سَفَرِهِ قَرِيبًا إِلَى الْكَعْبَةِ أَوْ وَصَلَ إِلَيْهَا وَهُوَ مِنَ الْفُقَرَاءِ الْأَتْقِيَاءِ وَلَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ لِعَدَمِ التَّمَوُّلِ وَحَرَامٌ عَلٰى تَارِكِ الصَّلٰوةِ وَالصَّوْمِ وَغَيْرِهِمْ مِنَ الَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ إِلَّا شُهْرَةً بَيْنَ النَّاسِ وَمَكْرُوهٌ لِمَنْ لَمْ يَحْصُلْ لَهُ أَسْبَابُ الْوُجُوبِ كَالزَّادِ وَالرَّاحِلَةِ وَغَيْرِهِمَا وَهُوَ يَتَوَكَّلُ عَلٰى أَطْعِمَةِ الْقَافِلَةِ وَيَمْشِي ۔

وَلَا يَجُوزُ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَحُجَّ بِلَا زَوْجٍ وَلَا مَحْرَمٍ وَكَانَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ مَكَّةَ مَسِيرَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ إِلَّا إِذَا كَانَتْ فِي صُحْبَتِهَا النِّسْوَانُ الصَّالِحَاتُ مُتَكَثِّرَاتٍ وَهِيَ آمِنَةٌ بِصُحْبَتِهِنَّ

وَالْمَوَاقِيتُ الَّتِي لَا يَجُوزُ التَّجَاوُزُ عَنْهَا إِلَّا مُحْرِمًا لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذُو الْحُلَيْفَةِ وَ

لِاَهْلِ الْعِرَاقِ ذَاتُ عِرْقٍ وَلِاَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةُ وَلِاَهْلِ النَّجْدِ قَرْنُ الْمَنَازِلِ وَلِاَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمُ وَاِنْ اَحْرَمَ قَبْلَ تِلْكَ الْمَوَاقِيْتِ يَعْنِي الْعِرَاقِيَّ مِنَ الْعَقِيْقِ وَ اَفْضَلُهُ الْمَسْلَخُ وَاَوْسَطُهُ غَمْرَةُ وَاٰخِرُهُ ذَاتُ عِرْقٍ وَالْمَدَنِيَّ مِنْ مَسْجِدِ الشَّجَرَةِ كَانَ اَفْضَلَ وَاِنْ اَحْرَمَ قَبْلَ هٰذِهِ الْمَوَاقِيْتِ جَازَ اَيْضًا اِنْ وَقَعَ فِيْ اَشْهُرِ الْحَجِّ وَاَشْهُرُهُ شَوَّالٌ وَ ذُو الْقَعْدَةِ وَمِنْ ذِي الْحِجَّةِ مَا يَلِيْقُ بِهٖ وَمِيْقَاتُ مَنْ كَانَ بِمَكَّةَ فِي الْحَجِّ الْحَرَامُ وَفِي الْعُمْرَةِ الْحِلُّ وَمَنْ كَانَ مَوْطِنُهُ اَقْرَبَ مِنَ الْمَوَاقِيْتِ فَمِيْقَاتُهُ بَيْتُهُ وَمَنْ اَحْرَمَ مِنْ هٰذِهِ الْمَوَاقِيْتِ لِلْعُمْرَةِ وَاعْتَمَرَ فَمِيْقَاتُ حَجِّهٖ مَكَّةُ لَا حَاجَةَ لَهُ فِيْ اِحْرَامِهٖ لِلْحَجِّ اِلَى الرُّجُوْعِ اِلَى مِيْقَاتٍ فِيْ اِحْرَامِهٖ لِلْحَجِّ اِلَى الرُّجُوْعِ اِلَى مِيْقَاتٍ مِنْ هٰذِهِ الْمَوَاقِيْتِ وَمِيْقَاتُ الْعُمْرَةِ الْحِلُّ لِاَهْلِ مَكَّةَ اِنْ اَرَادَ الْعُمْرَةَ مَرَّةً اُخْرٰى وَمِيْقَاتُ الْقِبْلِيَاتِ مِنْ كُلٍّ۔

حج کا بیان

اللہ کا فرمان ہے:۔

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ الایۃ تحقیق صفحۂ ہستی میں لوگوں کے لئے سب سے پہلا جو گھر بنایا گیا وہ البتہ وہی گھر ہے جو مکہ مکرمہ میں واقع ہے جو بابرکت اور کائنات کے لئے باعث ہدایت ہے۔ اس گھر میں واضح نشانات ہیں۔ ایک نشان ان میں سے مقام ابراهیم ہے۔ جو شخص اس گھر میں داخل ہو وہ بے خوف ہو جاتا ہے۔ اللہ کے لئے اُن لوگوں کے ذمے اس گھر کا حج کرنا لازم ہے جو اس گھر تک راہ چلتے ہوئے رسائی کی طاقت رکھتے ہوں۔ اور جو کوئی اس حکم کی نافرمانی کر بیٹھے تو وہ کر لے۔ کیونکہ اللہ پاک تمام جہانوں سے بے نیاز ہستی ہے

حج کی قسمیں :

پسندیدہ حج کی دو قسمیں ہیں :۔ (۱) واجب (۲) سنت

ناپسندیدہ حج کی بھی دو قسمیں ہیں ۔ (۱) حرام (۲) مکروہ

حج کے اسباب وجوب :

حج کو واجب کرنے والی چیزیں یہ ہیں۔

(۱) بالغ ہونا (۲) عاقل ہونا (۳) مسلمان ہونا (۴) آزاد ہونا (۵) راستے کا پُرامن ہونا (۶) حج کا مقررہ وقت (۷) حج کرنے کی استطاعت کا حاصل ہونا۔ مثلاً زادِ راہ، سواری، نیز حج کو جانے سے لے کر واپس آنے تک بچوں کے اخراجات کا ہونا (۸) سفر کرنے پر قادر ہونا مثلاً تندرست ہونا اور رکاوٹوں کا نہ ہونا۔

چنانچہ حج کرنا اس شخص کے لئے واجب ہے جس کو سہولت کی یہ چیزیں حاصل ہوں۔ حج کرنا اُس شخص کے لئے سنت ہے جو سفر کے دوران کعبہ کے قریب پہنچے یا وہ کعبہ تک پہنچ جائے۔ جبکہ وہ شخص حقیقی معنوں میں پرہیزگار فقیر دل والا ہو۔ تونگری کے فقدان کی وجہ سے اس کے ذمے اس صورت میں حج کرنا واجب نہیں ہوگا۔

حج کرنا نماز اور روزے کے ترک کرنے والے پر حرام ہے ان کے علاوہ ان لوگوں کے لئے بھی حج کرنا حرام ہے جو حج کرکے لوگوں میں صرف شہرت چاہتے ہیں۔

حج کرنا اس شخص کے لئے مکروہ ہے جس کے لئے حج کے اسباب وجوب حاصل نہ ہوں مثلاً زاد راہ اور سواری وغیرہ۔ وہ کاروانِ حج کے کھانوں پر بھروسہ کرتا ہو اور پیدل چلتا ہو۔ عورت کے لئے شوہر اور اپنے کسی محرم شخص کے بغیر حج کرنا جائز نہیں ہے جبکہ اُس کے اور مکّہ کے درمیان تین دنوں کی مسافت ہو۔ مگر اس حالت میں وہ حج کرسکتی ہے۔ جبکہ اس کے ہمراہ بڑی تعداد میں نیک چلن عورتیں موجود ہوں اور وہ اُن کی مصاحبت سے پوری طرح پُرامن ہو۔

میقات کا مسئلہ:

وہ مقررہ مقامات جن سے گذرنا صرف احرام باندھنے کی صورت میں ہی جائز ہوسکتا ہے یہ ہیں:۔

(۱) مدینہ والوں کے لئے مقام ذوالحلیفہ (۲) عراق والوں کے لئے مقام ذاتِ عرق (۳) شام والوں کے لئے مقام جحفہ (۴) نجد والوں کے لئے مقام قرن المنازل (۵) یمن والوں کے لئے مقامِ یلملم۔ اگر کوئی ان مقامات سے پہلے ہی احرام باندھے۔ مطلب یہ ہے کہ عراقی مقام عقیق سے احرام باندھے۔ افضل صورت مقام مسلخ سے احرام باندھنا ہے۔ اوسط صورت مقام غمرہ سے احرام باندھنا ہے اور آخری صورت مقام ذات عرق سے احرام باندھنا مدینے والے مسجد شجرہ سے احرام باندھے تو یہ صورت افضل ہے اگر ان میقاتوں سے بھی پہلے حج کا احرام باندھے تو بھی جائز ہے بشرطیکہ یہ کام حج کے مہینوں میں وقوع پذیر ہو جائے۔ حج کے مہینے یہ ہیں۔

(۱) شوال (۲) ذوالقعدہ (۳) ذی الحج کے دہ ایام جو حج کے لئے سزاوار ہیں۔

جو شخص مکے میں ہو اس کے حق میں حج کی صورت میں حرم شریف میقات ہے اور عمرہ کی صورت میں حل میقات ہے۔ جس شخص کی رہائش گاہ ان میقاتوں سے بھی زیادہ مکے کے نزدیک ہو تو اس کا گھر اس کے لئے میقات ہے۔

جو شخص ان میقاتوں سے عمرہ کی ادائیگی کے لئے احرام باندھے اور عمرہ بجا لائے تو اس کے لئے میقات حج مکہ مکرمہ ہے۔ حج کے لئے احرام باندھنے کی خاطر اس کو ان میقاتوں میں سے کسی ایک میقات کی طرف واپس آنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ مکہ والوں کے لئے میقات عمرہ حل ہے بشرطیکہ وہ دوسری دفعہ پھر عمرہ کی بجا آوری کا ارادہ کرے۔ مقام فج سے احرام باندھنا بچوں کے لئے میقات ہے۔

فَاِذَا اَرَادَ الْاِحْرَامَ اغْتَسَلَ اسْتِحْبَابًا اَوْ تَوَضَّأَ وُجُوْبًا وَلَبِسَ اِزَارًا وَرِدَاءً وُجُوْبًا اِمَّا جَدِيْدَيْنِ اَوْ غَسِيْلَيْنِ اَبْيَضَيْنِ وَيَسْتَحِبُّ التَّنْظِيْفُ وَالتَّطْيِيْبُ وَقَلْمُ الظُّفْرِ وَحَلْقُ الرَّاْسِ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَنَتْفُ الْاِبْطَيْنِ اَوْ حَلْقُهُمَا وَتَنْظِيْفُهُمَا قَبْلَ الْاِحْرَامِ وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَلَوْ صَلّٰى فَرْضَ وَقْتِهٖ كَفَاهُ وَالنِّيَّةُ مَا قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْحَجَّ اِنْ كَانَ مُفْرِدًا وَاِنْ كَانَ مُتَمَتِّعًا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْعُمْرَةَ ثُمَّ الْحَجَّ وَاِنْ كَانَ قَارِنًا اَلْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهُ لِيْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّيْ ثُمَّ يُلَبِّيْ عَقِيْبَ صَلٰوتِهٖ۔ وَالتَّلْبِيَةُ اَنْ يَقُوْلَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَيَنْبَغِيْ اَنْ لَّا يُخِلَّ بِشَيْءٍ مِّنْ هٰذِهِ الْكَلِمَاتِ وَلَوْ زَادَ فِيْهَا جَازَ وَبَعْدَ النِّيَّةِ وَالتَّلْبِيَةِ صَارَ مُحْرِمًا فَيَحْرُمُ عَلَيْهِ اَرْبَعَةَ عَشَرَ مِنْهَا صَيْدُ الْبَرِّ اِمْسَاكًا وَاَكْلًا وَلَوْ صَادَهُ مُحِلٌّ اَيْضًا وَاِشَارَةً وَدَلَالَةً وَاِغْلَاقًا وَذَبْحًا وَلَوْ ذَبَحَهُ كَانَ حَرَامًا عَلَى الْمُحِلِّ وَالْمُحْرِمِ وَمِنْهَا النِّسَاءُ وَطْيًا وَتَقْبِيْلًا وَلَمْسًا وَنَظَرًا بِشَهْوَةٍ وَعَقْدًا لَهُ وَلِغَيْرِهٖ وَشَهَادَةً عَلَى الْعَقْدِ وَمِنْهَا لُبْسُ الْمَخِيْطِ لِلرِّجَالِ اِلَّا السَّرَاوِيْلَ لِمَنْ لَمْ يَجِدْ اِزَارًا وَفِيْ مَعْنَاهُ وَلُبْسُ مَا يَسْتُرُ ظَهْرَ الْقَدَمِ كَالْخُفَّيْنِ وَغَيْرِهِمَا اِنْ لَمْ يَجِدْ شَيْئًا اٰخَرَ يَجُوْزُ لُبْسُ الْخُفَّيْنِ مَعَ قَطْعِ سَاقَيْهِمَا وَشَقِّ ظَهْرِهِمَا وَمِنْهَا الرَّفَثُ وَهُوَ الْجِمَاعُ وَمِنْهَا الْفُسُوْقُ وَهُوَ الْكِذْبُ وَمِنْهَا الْجِدَالُ وَهُوَ الْحَلْفُ وَمِنْهَا قَتْلُ هَوَامِّ الْجَسَدِ وَيَجُوْزُ نَقْلُهَا وَلَا بَاْسَ بِاِلْقَاءِ الْقُرَادِ

وَالْبَرَاغِيثِ وَغَيْرِهِمَا وَمِنْهَا اسْتِعْمَالُ دُهْنٍ فِيهِ طِيبٌ وَلَا بَأْسَ بِغَيْرِ الطِّيبِ ضَرُورَةً
وَمِنْهَا إِزَالَةُ الشَّعْرِ قَلِيلَةً وَكَثِيرَةً وَلَا بَأْسَ بِهِ إِذَا اضْطُرَّ وَمِنْهَا تَغْطِيَةُ الرَّأْسِ
لِلرِّجَالِ دُونَ النِّسَاءِ وَلَوْ غَطَّى نَاسِيًا أَلْقَاهُ وَاجِبًا عَلَى الْفَوْرِ وَجَدَّدَ التَّلْبِيَةَ اسْتِحْبَابًا
وَمِنْهَا أَنْ تَسْتُرَ النِّسَاءُ عَنْ وُجُوهِهِنَّ وَيَجُوزُ أَنْ يَسْدُلْنَ خِمَارَهُنَّ إِلَى أَنْفِهِنَّ
وَمِنْهَا تَقْبِيلُ الْمُحْرِمِ وَهُوَ طَائِفٌ وَلَا بَأْسَ بِهِ فِي غَيْرِ الطَّوَافِ وَمِنْهَا قَلْمُ الْأَظْفَارِ
وَمِنْهَا قَطْعُ الْأَشْجَارِ وَالْحَشِيشِ إِلَّا مَا ذَرَعَهُ النَّاسُ وَيَجُوزُ قَطْعُ الْإِذْخِرِ وَالْأَشْجَارِ
الْمُثْمِرَةِ وَالْأَثْمَارِ وَيُكْرَهُ الْإِحْرَامُ فِي غَيْرِ الْأَبْيَضِ وَفِي الثِّيَابِ الْوَسِخَةِ وَفِي الْحُلَّةِ
وَالْحِنَّاءُ لِلزِّينَةِ وَالنِّقَابُ لِلْمَرْأَةِ وَدُخُولُ الْحَمَّامِ وَاسْتِعْمَالُ الرَّيَاحِينِ وَالْاِكْتِحَالُ
بِالسَّوَادِ وَالنَّظَرُ فِي الْمِرْآةِ وَلُبْسُ الْخَاتَمِ لِلزِّينَةِ وَلِلْمَرْأَةِ لُبْسُ الْحُلِيِّ وَالْحِجَامَةُ
إِلَّا لِضَرُورَةٍ وَلَا بَأْسَ بِحَكِّ الْجَسَدِ وَالسِّوَاكِ مَا لَمْ يُدْمِيَا وَيَنْبَغِي أَنْ يُكْثِرَ مِنَ
التَّلْبِيَةِ عَقِيبَ الصَّلَوَاتِ وَفِي الصُّعُودِ عَلَى الْعُلُوِّ وَالْهُبُوطِ إِلَى السُّفْلِ وَفِي تَلَاقِي الْقَوَافِلِ
وَبِالْأَسْحَارِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْخُلَ مَكَّةَ اغْتَسَلَ اسْتِحْبَابًا فَدَخَلَ مَكَّةَ وَابْتَدَأَ
بِالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِذَا عَايَنَ الْبَيْتَ قَالَ اللَّهُمَّ زِدْ هٰذَا الْبَيْتَ تَشْرِيفًا وَتَعْظِيمًا
وَمَهَابَةً وَبِرًّا وَتَكْرِيمًا اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَإِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ
حَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَأَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ وَكَبَّرَ وَهَلَّلَ وَقَصَدَ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ الْفَرَاغِ
مِنَ الدُّعَاءِ فَدَخَلَ مِنْ بَابِ بَنِي شَيْبَةَ وَافْتَتَحَ بِطَوَافِ الْقُدُومِ وَلَا يَجُوزُ الطَّوَافُ
إِلَّا بِسَتْرِ الْعَوْرَةِ وَالطَّهَارَةِ مِنَ الْحَدَثِ وَالْخَبَثِ ۔

ترجمہ: احرام کیسے باندھا جائے؛

جب آدمی احرام باندھنے کا ارادہ کرے تو وہ سنّت کے طور پر غسل کرے یا واجبی طور پر وضو کرے۔ نیز واجبی طور پر ایک تہ بند اور ایک چادر پہن لے جبکہ دونوں کپڑے یا تو نئے ہوں یا دھلے ہوئے ہوں۔

مسنون افعال :

احرام باندھنے سے پہلے یہ افعال مسنون ہیں :۔

(۱) صفائی کرنا (۲) خوشبو لگانا (۳) ناخن تراشنا (۴) سر مونڈنا (۵) مونچھ لینا (۶) بغلوں کے بال اکھاڑنا یا مونڈ ڈالنا۔ اور صاف کرنا (۷) دو رکعتوں کی نماز پڑھنا اگروہ وقتی فرض نماز پڑھ لے۔ تو بھی اس کے کافی ہے اگر وہ حج افراد بجالانے والا ہو تو یوں نیت کرے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ ۔ پروردگار میں حج کا ارادہ کرتا ہوں تو میرے لیے حج کی بجا آوری کو آسان بنادے اور میری طرف سے حج کو قبول فرما۔ اگر کوئی حج تمتع بجالانے والا ہو تو وہ یوں نیت کرے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ ثُمَّ الْحَجَّ فَیَسِّرْھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّیْ ۔ پروردگار میں عمرہ ادا کر لے پھر حج کرنے کا ارادہ کرتا ہوں تو ان کو میرے لیے آسان کر اور ان کو مجھ سے قبول فرما۔ اگر کوئی شخص حج قران بجالانے والا ہو تو وہ یوں نیت کرے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّیْ ۔ پروردگار۔ میں حج اور عمرہ کی ادائیگی کا ارادہ کرتا ہوں۔ تو میرے لئے دونوں کی بجاآوری کو آسان کر اور مجھ سے ان کو قبول فرما۔ اس کے بعد اپنی نماز سے فراغت پا کر آدمی تلبیہ پڑھے۔ تلبیہ ان الفاظ کے پڑھنے کا نام ہے۔ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ ۔ میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں۔ پروردگار میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں۔ پروردگار میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں۔ بے شک تمام تعریفیں، نعمت اور سلطنت صرف تیرے لئے ہیں تیرا کوئی شریک نہیں۔ تلبیہ کے ان کلمات میں کسی قسم کی خلل اندازی نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر ان میں اضافہ کرے تو جائز ہے۔

حرام افعال :

نیت کرنے اور تلبیہ پڑھنے کے بعد آدمی محرم بن جاتا ہے۔ چنانچہ چودہ افعال اس کے حق میں حرام ہو جاتے ہیں۔

(۱) روک لینے، کھا لینے، اشارہ کرنے، رہنمائی کرنے، بند کرنے اور ذبح کرنے کی صورتوں میں خشکی کا شکار کھیلنا۔ اگر احرام سے خالی شخص شکار کھیلے تو وہ شکار بھی محرِم کے لئے حرام ہے۔ اگر محرم شخص شکار کو ذبح کرے تو وہ احرام سے خالی اور احرام والا دونوں کے حق میں حرام ہو جائے گا۔

(۲) جنسی خواہش کو پورا کرنے، بوسہ لینے، چھونے، شہوت سے دیکھنے، اپنے حق میں اور دوسرے کے حق میں نکاح کرنے اور کسی کے نکاح کی گواہی دینے کی صورتوں میں عورتیں۔

(۳) مردوں کے لئے سِلے ہوئے کپڑے کا پہننا مگر وہ شخص شلوار پہن سکتا ہے جو کسی تہہ بند اور تہہ بند کی شکل میں کوئی کپڑا نہ پا سکے۔

(۴) پشتِ قدم کو ڈھکنے والا کوئی پاپوش پہننا مثلاً موزے وغیرہ۔ اگر پہننے کے لئے کوئی دوسرا پاپوش نہ ملے تو پنڈلیوں کے برابر والے حصے کو کاٹ کر اور پشت قدم پر رہنے والے حصے کو چیر کر موزوں کا پہن لینا جائز ہے

(۵) رفث میں پڑنا۔ جنسی رابطہ قائم کرنے کا مطلب یہاں رفث ہے۔

(۶) فسوق کا شکار ہونا۔ فسوق اس مقام میں جھوٹ بولنے کا نام ہے۔ جدال کرنا۔ جدال اس مقام میں قسم کھانے کا نام ہے۔

(۷) جسم میں موجود حشرات کا مار ڈالنا۔ ان حشرات کا ایک جگہ سے دوسری جگہ کو ہٹا دینا جائز ہے یہ چیچڑے اور پسو وغیرہ کو پھینک دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۸) ایسا تیل کا استعمال کرنا جس میں کوئی خوشبو ملی ہوئی ہو۔ کسی ضرورت کی بنار پر خوشبو سے خالی تیل کا استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۹) قلیل اور کثیر مقداروں میں بالوں کا نوچنا۔ اگر ایسا کرنے پر مجبور ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۰) عورتوں کے سِوا مردوں کے لئے سر کو ڈھانپ لینا۔ اگر بھولے سے کوئی سر ڈھانپے تو واجبی طور پر فوراً اُسے ہٹا دے اور مسنون طور پر تلبیہ کی تجدید کرے۔

(۱۱) عورتوں کا اپنے چہروں سے نقاب ہٹانا، دوپٹے کا ناک تک چھوڑے رکھنا جائز ہے۔

(۱۲) طواف کرتے وقت احرام والے کا اپنے کو سایہ کرنا۔ طواف کرنے کی صورت کے سِوا دیگر حالتوں میں سایہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۱۳) ناخنوں کا تراشنا۔

(۴۱) درختوں اور گھاس پھوس کا کاٹنا، مگر لوگوں کے خود کاشتہ درختوں اور گھاس پھوس کا کاٹنا حرام نہیں اَذفر نامی گھاس کا اکھاڑنا، پھلدار درخت اور میوہ جات کا توڑنا جائز ہے۔

مکروہات

یہ افعال مکروہ ہیں:۔

(۱) سفید کپڑوں کے سوا دیگر رنگوں والے کپڑوں۔ میلے کپڑوں اور منقش کپڑوں کا احرام باندھنا (۲) زینت کی خاطر مہندی لگانا (۳) عورت کے حق میں نقاب پوشی (۴) غسل خانے میں گھسنا (۵) خوشبوؤں کا استعمال کرنا (۶) کالا سُرمہ لگانا (۷) آئینہ دیکھنا (۸) زینت کی خاطر انگوٹھی پہننا (۹) عورت کے حق میں زیور پہننا (۹) بلا کسی ضرورت کے پچھنے لگانا۔ جسم کو کھجانے اور مسواک کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ جبکہ یہ دونوں افعال خون نہ نکالیں۔

مناسب ہے کہ آدمی نمازوں سے فراغت پا کر، اوپر کو چڑھتے ہوئے نیچے کو اترتے ہوئے قافلوں کے ملنے کے موقعوں پر اور صبح کے وقتوں میں کثرت سے تلبیہ پڑھے۔

مکہ مکرمہ میں داخل ہونا کیسے ہو:

جب آدمی مکہ میں داخل ہونے کا ارادہ کرے تو مسنون طور پر غسل کرے پھر مکہ میں داخل ہو جائے۔ مسجد حرام سے پہل کرے اور جب خانہ کعبہ کو دیکھے تو یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ ھٰذَا الْبَیْتَ تَشْرِیْفًا وَّتَعْظِیْمًا وَّمَھَابَۃً وَّبِرًّا وَّتَکْرِیْمًا اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ وَاِلَیْکَ یَرْجِعُ السَّلَامُ حَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ۔ پروردگار! اس گھر کے سراپا شرف، اس کی سراپا عظمت اس کی ہیبت۔ اس کے باعث نیکوکاری ہونے اور اس کی سراپا کرامت میں مزید اضافہ فرما۔ پروردگار! تو ہی سلامتی کا باعث ہے۔ تجھ سے ہی سلامتی عطا ہوتی ہے اور تیری طرف کو ہی سلامتی لوٹتی ہے۔ اے ہمارے پالنہار ہم کو سلامتی لادے اور ہم کو سلامتی کے گھر میں داخل فرما۔ یا۔ آدمی اللہ اکبر کہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھے، دُعا سے فراغت پانے کے بعد مسجد احرام کا قصد کرے۔ باب بنی شیبہ سے داخل ہو جائے اور طوافِ قدوم کی بجا آوری کے ساتھ احکام حج کا آغاز کرے۔ طواف کرنا، قابل پردہ مقام کو چھپانے نیز حکمی اور

یعنی ناپاکیوں سے پاک ہونے کی صورت میں ہی جائز ہو سکتا ہے۔

وَلَا يَجُوْزُ لِاَحَدٍ اَنْ يَّدْخُلَ مَكَّةَ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ مُحْرِمًا اِلَّا الْمَرِيْضَ اَوْ مَنْ يَّتَكَرَّرُ دُخُوْلُهٗ كَثِيْرًا كَالْحَطَّابِيْنَ وَالْحَشَّاشِيْنَ وَغَيْرِهِمْ وَمَنْ اَحْرَمَ وَخَرَجَ بَعْدَ الْاِحْرَامِ مِنَ الْحَرَمِ ثُمَّ رَجَعَ فِي الشَّهْرِ الَّذِيْ اَحْرَمَ فِيْهِ لَا بَاْسَ بِهٖ وَاِنْ رَجَعَ فِيْ شَهْرٍ اٰخَرَ اَحْرَمَ ثَانِيًا فَفِي الطَّوَافِ يَضْطَبِعُ وَيَبْتَدِئُ بِالْحَجَرِ الْاَسْوَدِ وَيَسْتَقْبِلُهٗ وَيَسْتَلِمُهٗ وَيُقَبِّلُهٗ اِنِ اسْتَطَاعَ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُّؤْذِيَ مُسْلِمًا وَاِلَّا فَيُشِيْرُ ثُمَّ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ وَالْبَيْتُ عَلٰى يَسَارِهٖ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ وَيَرْمُلُ فِي الْاَشْوَاطِ الثَّلَاثِ الْاُوَلِ وَيَمْشِيْ فِيْمَا بَقِيَ عَلٰى هَيْئَتِهٖ وَيَسْتَلِمُ الْحَجَرَ فِيْ اَوَّلِ كُلِّ شَوْطٍ اِنِ اسْتَطَاعَ وَيَخْتِمُ الطَّوَافَ بِاسْتِلَامِهٖ ثُمَّ يَاْتِي الْمَقَامَ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ فِيْهِ اَوْ عِنْدَهٗ اَوْ حَيْثُ تَيَسَّرَ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهٰذَا الطَّوَافُ طَوَافُ الْقُدُوْمِ وَهُوَ مُسْتَحَبٌّ لِمَنْ قَدِمَ لَا لِاَهْلِ مَكَّةَ وَيُسْتَحَبُّ اَنْ يَّسْتَلِمَ الْحَجَرَ وَيَشْرَبَ مِنْ مَّاءِ زَمْزَمَ فَيَخْرُجَ اِلَى الصَّفَا وَيَصْعَدُ عَلَيْهِ بِقَدْرِ قَامَةٍ اَوْ اَكْثَرَ وَيَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ وَيُكَبِّرُ وَيُهَلِّلُ وَيُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَيَدْعُو اللّٰهَ تَعَالٰى لِحَاجَتِهٖ ثُمَّ يَنْحَدِرُ نَحْوَ الْمَرْوَةِ وَيَمْشِيْ عَلٰى هَيْئَتِهٖ فَاِذَا بَلَغَ اِلٰى بَطْنِ الْوَادِيْ سَعٰى بَيْنَ الْمِيْلَيْنِ الْاَخْضَرَيْنِ سَعْيًا حَتّٰى يَاْتِيَ الْمَرْوَةَ فَيَصْعَدُ عَلَيْهَا كَمَا صَعِدَ عَلَى الصَّفَا وَيَفْعَلُ كَمَا فَعَلَ وَهٰذَا شَوْطٌ فَيَسْعٰى سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ الْاِفْتِتَاحُ مِنَ الصَّفَا وَالْاِخْتِتَامُ عَلَى الْمَرْوَةِ لَا غَيْرُ۔ ثُمَّ اِنْ كَانَ مُتَمَتِّعًا يُقَصِّرُ مِنْ شَعْرِ رَاْسِهٖ وَيَخْرُجُ مِنْ اِحْرَامِ عُمْرَتِهٖ فَيَحِلُّ لَهٗ كُلُّ مَا حَرُمَ بِالْاِحْرَامِ ثُمَّ يُحْرِمُ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ لِلْحَجِّ مِنْ مَّكَّةَ وَمِنَ الْمَسْجِدِ كَانَ اَفْضَلَ وَمِنْ مَقَامِ اِبْرَاهِيْمَ اَوْ تَحْتَ الْمِيْزَابِ اَفْضَلُ فَيَخْرُجُ مُلَبِّيًا مُتَوَجِّهًا اِلٰى مِنًى فَيَبِيْتُ بِهَا لَيْلَةَ عَرَفَةَ وَيُصَلِّيْ بِهَا الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ فَاِذَا فَرَغَ مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ يَوْمَ عَرَفَةَ كَبَّرَ عَقِيْبَهَا اِلٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ مِنْ اٰخِرِ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ يَعْنِيْ عَقِيْبَ ثَلَاثٍ وَّعِشْرِيْنَ صَلٰوةً وَصِفَةُ التَّكْبِيْرِ هٰذِهٖ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ عَلٰى مَا هَدَانَا وَاَحَلَّ لَنَا مِنْ

بِهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا اَوْلَانَا۔ ثُمَّ اَفَاضَ اِلٰى عَرَفَاتٍ وَهِيَ كُلُّهَا مَوْقِفٌ اِلَّا بَطْنَ عُرَنَةَ وَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ بِهَا جَمْعًا وَوَقَفَ بِهَا اِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ ذَاكِرًا مُهَلِّلًا وَاِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ لَمْ يُصَلِّ الْمَغْرِبَ وَاَخَّرَهَا لِلْجَمْعِ مَعَ الْعِشَاءِ وَمَشٰى اِلٰى مُزْدَلِفَةَ وَالْمُزْدَلِفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ اِلَّا بَطْنَ مُحَسِّرٍ فَاِذَا وَصَلَ اِلَيْهَا صَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمْعًا بِاَذَانٍ وَاِقَامَتَيْنِ وَبَاتَ بِهَا لَيْلَةَ النَّحْرِ فَاِذَا طَلَعَ الصُّبْحُ بِهَا صَلّٰى وَبَعْدَ اَدَاءِ الْفَرِيْضَةِ اَخَذَ سَبْعِيْنَ حَصَاةً مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ ثُمَّ صَارَ اِلَى الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ فَاِذَا وَصَلَ اِلَى الْمَشْعَرِ اشْتَغَلَ بِالذِّكْرِ وَالتَّهْلِيْلِ وَالتَّسْبِيْحِ وَالْمُنَاجَاتِ بِمَا شَاءَ ثُمَّ يَعْدُوْ حَتّٰى يَصِلَ اِلٰى بَطْنِ مُحَسِّرٍ فَيُسْرِعُ فِي السَّيْرِ فِيْمَا حَتّٰى يَصِلَ اِلٰى مِنًى فَيَحُطُّ بِهَا رَحْلَهُ اِنْ كَانَ لَهُ رَحْلٌ ثُمَّ يَأْخُذُ سَبْعَ حَصَيَاتٍ وَيَأْتِيْ اِلٰى جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ وَهِيَ تَلِيْ مَكَّةَ وَيَرْمِيْ بِهَا وَيُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ وَيَنْبَغِيْ اَنْ تَكُوْنَ الْحَصَاةُ كَالْاَنْمُلَةِ ثُمَّ يَنْصَرِفُ اِلٰى رَحْلِهِ بِمِنًى وَيَنْحَرُ مَا كَانَ عَلَيْهِ وَاجِبًا كَدَمِ التَّمَتُّعِ اَوْ مُسْتَحَبًّا كَدَمِ الْقِرَانِ وَلَا دَمَ لِلْاِفْرَادِ وَالْمُفْرِدُ اِذَا اَرَادَ ضَحّٰى۔

ترجمہ :۔ کسی بھی شخص کے لئے احرام باندھے بغیر مکہ میں داخل ہونا جائز نہیں ہے۔ مگر بیمار آدمی اس حکم سے مستثنیٰ ہے یا وہ شخص بلا احرام باندھے مکہ میں داخل ہو سکتا ہے جس کا داخلہ مکہ بکثرت ہو مثلاً لکڑہارے اور گھاس لانے والے حضرات وغیرہ جو شخص احرام باندھے اور احرام باندھنے کے بعد حرم شریف سے نکل جائے پھر وہ اسی مہینے میں واپس آئے جس میں اس نے احرام باندھا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اگر وہ کسی دوسرے مہینے میں واپس آئے تو ایسی صورت میں وہ دوسری دفعہ احرام باندھے۔

طواف کیسے کیا جائے :

طواف کرنے کی صورت میں آدمی چادر کے ایک حصے کو کندھے پر رکھے۔ اور دوسرے حصے کو دوسری بغل کے نیچے رکھے۔ حجر اسود سے ابتدا کرے۔ حجر اسود کا رخ کرے اسی سے اپنا عمل کرے اور حجر اسود کو بوسہ دے۔ بشرطیکہ کسی مسلمان کو اذیت دیئے بغیر یہ کام کر سکے۔ ورنہ اشارے سے کام لے۔ اس کے

بعد خانہ کعبہ کو اپنی بائیں طرف رکھنے کی حالت میں اس کا طواف کرے ۔ پہلے تین چکروں میں تیز تیز چلے باقی چکروں میں اپنی اصلی حالت پر چلے۔ اگر ہو سکے تو ہر چکر کے شروع میں حجر اسود کو بوسہ دے اور حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے طواف کو اختتام تک پہنچائے۔ پھر مقام ابراہیم پر آئے۔ وہاں دو رکعت نماز ادا کرے یا مقام ابراہیم کے پاس کہیں نماز پڑھے یا مسجد کی جو جگہ میسر ہو وہاں دو رکعت نماز ادا کرے۔ یہ طواف طواف قدوم کہلاتا ہے ۔ باہر سے آنے والوں کے لئے یہ طواف قدوم سنت ہے مکہ والوں کے لئے سنت نہیں ۔ حجر اسود کا بوسہ لینا اور زمزم کا پانی پینا سنت ہے ۔ پھر آدمی صفا کی طرف نکل جائے اور صفا پہ آدمی کے قد کے برابر یا اس سے زیادہ اندازے کے مطابق چڑھے، قبلہ کی طرف منہ کرے۔ تکبیر پڑھے تہلیل پڑھے، پیغمبر پر درود پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کی دعا مانگے ۔ اس کے بعد مروہ کی طرف اترے۔ اپنی اصلی حالت پر جب وادی کے بیچ میں پہنچے تو میلین، خضرین کے درمیان خوب دوڑ لگاتے یہاں تک کہ آدمی مروہ پہ آئے اور مروہ پر اس اندازے سے چڑھے جس اندازے سے صفا پر چڑھا ہو اور صفا پہ جو عمل بجا لایا ہو وہی یہاں بھی بجا لائے ۔ یہ ایک چکر ہے۔ چنانچہ آدمی ایسے سات چکر لگائے۔ صفا سے عمل شروع کرے اور مروہ پر ختم کرے کسی اور جگہ نہیں۔

اس کے بعد اگر آدمی حج تمتع بجا لانے والا ہو تو وہ بالوں کو کچھ کم کرے اور عمرہ کے احرام سے نکل جائے چنانچہ احرام باندھنے کی وجہ سے جو جو چیز اُس کے لئے حرام تھی وہ اب حلال ہو جائے گی۔ پھر حج کی ادائیگی کے لئے وہ ذی الحج کی آٹھویں کو مکہ سے احرام باندھے۔ مسجد حرام سے احرام باندھنا اس سے افضل ہے۔ مقام ابراہیم سے یا خانہ کعبہ کے پرنالے کے نیچے سے احرام باندھنا زیادہ افضل ہے۔ پھر وہ پوری توجہ کے ساتھ تلبیہ پڑھتا ہوا منیٰ کی طرف نکل جائے۔ نویں ذی الحج کی رات منیٰ میں گذارے اور منیٰ ہی میں پانچوں وقت کی نماز ادا کرے۔ نویں ذی الحجہ کو جب آدمی صبح کی نماز سے فراغت پائے تو وہ نماز صبح کے بعد سے لے کر ایام تشریق کے آخری دن کی نماز عصر تک تکبیر پڑھے۔ مطلب یہ ہے کہ تیئیس[۲۳] نمازوں میں سے ہر ہر نماز سے فارغ ہو کر تکبیر پڑھے۔ تکبیر کے الفاظ یہ ہیں۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ عَلٰی مَا ھَدَانَا وَاَحَلَّ لَنَا مِنْ بَھِیْمَۃِ الْاَنْعَامِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَا اَوْلَانَا۔ (اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی بھی پرستش کے لائق نہیں۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ تمام تعریفیں اللہ کے لئے

ہیں جیسا کہ اُس نے ہم کو اپنی راہ پر لگایا اور ہمارے لئے چوپائے جانور حلال کر دیئے۔ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جیسا کہ اُس نے ہم کو نعمت عطا کی۔ اس کے بعد آدمی عرفات کی طرف چلا جائے۔ مقام بطن عرنہ کے سوا تمام مقامات عرفات قابل ٹھہراؤ ہیں۔ عرفات میں ظہر اور عصر کی نمازوں کو ملا کر پڑھے۔ ذکر الٰہی کرتے اور تہلیل پڑھتے ہوئے غروب آفتاب تک عرفات میں ٹھہرے رہے۔ جب سورج غروب ہو جائے تو مغرب کی نماز پڑھے بلکہ اُس کو عشاء کی نماز سے ملا کر پڑھنے کے لئے مؤخر کرے اور مزدلفہ کو چلا جائے

مقام بطن کے سوا پورے کا پورا مزدلفہ قابل ٹھہراؤ ہے۔ جب مزدلفہ پہنچے تو وہاں پر ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ مغرب اور عشاء کی نمازوں کو ملا کر پڑھے۔ دسویں کی رات مزدلفہ میں گذارے۔ جب وہاں پو پھٹ جائے تو نماز صبح ادا کرے۔ فرائض کی ادائیگی کے بعد مزدلفہ سے ستر کنکریاں اٹھا لے اور مشعر حرام کی طرف روانہ ہو جائے۔ جب مشعر حرام میں پہونچے تو ذکر الٰہی تہلیل، تسبیح اور اپنی چاہت کے مطابق مناجات الٰہی میں مصروف رہے۔ پھر وہاں سے روانہ ہو جائے یہاں تک آدمی بطن محسر پہنچ جائے۔ منیٰ پہنچنے تک بطن محسر سے جلدی جلدی چلے۔ اگر کوئی سامان ہو تو سامان کو منیٰ میں اتارے۔ پھر سات کنکریاں لے اور جمرہ عقبہ کی طرف آئے۔ جمرہ عقبہ مکہ کے قریب ہے۔ جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارے اور ہر ہر کنکری کے مارتے ہوئے تکبیر پڑھے۔

مناسب ہے کہ کنکریاں انگلیوں کے سرے کی مانند ہوں۔ پھر آدمی منیٰ میں اپنے سامان کے پاس آئے اور وہاں اپنے ذمے واجبی قربانی کی قربانی کرے مثلاً حج تمتع کی قربانی۔ یا وہ مسنون قربانی کرے مثلاً حج قران کی قربانی۔ حج افراد کی کوئی قربانی نہیں لازم ہوتی۔ اگر حج افراد بجالانے والا شخص قربانی کرنا چاہے تو وہ قربانی کرے۔

وَالْأُضْحِيَّةُ مُسْتَحَبَّةٌ أَيْضًا لِلْحَاجِّ وَلِغَيْرِهِمْ مَعَ الْيُسْرِ فَيَنْبَغِي أَنْ يَأْكُلَ ثُلُثَهَا وَيُهْدِيَ ثُلُثَهَا وَيَتَصَدَّقَ ثُلُثَهَا ثُمَّ يَحْلِقَ رَأْسَهُ أَوْ يُقَصِّرَ وَالْحَلْقُ أَفْضَلُ لِلرِّجَالِ وَالتَّقْصِيرُ لِلنِّسَاءِ فَإِذَا نَحَرَ وَحَلَقَ وَقَطَعَ التَّلْبِيَةَ حَلَّ لَهُ مَا حَرُمَ عَلَيْهِ بِالْإِحْرَامِ إِلَّا النِّسَاءَ ثُمَّ يَعُودُ إِلَى مَكَّةَ فِي هٰذَا الْيَوْمِ وَهُوَ يَوْمُ النَّحْرِ أَوْ مِنَ الْغَدِ أَوْ مِنْ بَعْدِ الْغَدِ فَيَطُوفُ بِالْبَيْتِ طَوَافَ الزِّيَارَةِ سَبْعَةَ أَشْوَاطٍ فَإِنْ كَانَ سَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ عَقِيبَ طَوَافِ الْقُدُومِ لَمْ يَرْمُلْ فِي هٰذَا الطَّوَافِ وَلَا سَعْيَ عَلَيْهِ وَ

إن لم يقدم السعي رمل في طوافه هذا وسعى بعده على ما تقدم فيعود إلى المسجد ويطوف طواف النساء ويصلي ركعتين وقد حل له النساء فلذلك يسمونه طواف النساء وهذا الطواف هو الواجب في الحج ويكره تأخيره عن هذه الأيام فإذا طاف هذا الطواف لم يبق عليه إلا رمي الجمرات في أيام التشريق فينبغي أن يرجع إلى منى ويقيم بها فإذا زالت الشمس من اليوم الثاني من النحر وهو أول أيام التشريق أخذ إحدى وعشرين حصاة وأتى إلى الجمرة التي هي في وسط منى ورمى بها سبع حصيات متطهرا مع التكبير والدعاء كما في جمرة العقبة من قبل وتوقف ثم أتى إلى جمرة العقبة ورمى بها سبعا ولا يتوقف ثم ينصرف إلى رحله ومن الغد كذلك أي أخذ إحدى وعشرين حصاة ويرمي كما في الأمس ثم إذا أراد أن ينفر في هذا اليوم نفر فلا حرج عليه بقوله تعالى فمن تعجل في يومين فلا إثم عليه ويعود إلى مكة وهو النفر الأول ويترك ما بقي من الحصيات بمنى وهي إحدى وعشرون حصاة وإن أراد أن يتم رمي الحصيات الباقية أقام بمنى إلى غد وهو أفضل ورمى الحصيات الباقية إذا ارتفعت الشمس قدر رمح أو رمحين أو زالت ويجوز رميها من طلوع الشمس إلى غروبها والأولى بعد الزوال ويجوز في اليومين الآخرين ويجوز رميها مطلقا فأما في ليالي أيام التشريق فمرخصة للرعاة والعبيد والفقراء والعاجزين والخائفين من الأعداء وغيرهم فيعودوا إلى مكة بطواف الوداع ولم يبق من المناسك عليه شيء بعد هذا الطواف.

ترجمہ: قربانی کرنا حاجیوں اور غیر حاجیوں کے لئے اقتصادی سہولت میسر ہونے کی صورت میں سنت ہے۔ چنانچہ مناسب ہے کہ قربانی کا تہائی حصہ ($\frac{1}{3}$) خود کھائے۔ تہائی ($\frac{1}{3}$) حصہ ہدیہ کے طور پر دے دے اور تہائی ($\frac{1}{3}$) حصہ خیرات کرے۔ پھر حاجی سر مونڈ ڈالے یا کچھ چھوٹے کرالے۔ مردوں کے حق میں سر کا مونڈنا اور عورتوں کے حق میں بالوں کا چھوٹا کرانا بہتر صورت ہے جب آدمی قربانی کرے اسر مونڈے اور تلبیہ پڑھنا بند کرے تو اس کے لئے بیوی کو چھوڑ کر احرام کی وجہ سے حرام شدہ چیزیں حلال ہو جاتی ہیں اس

کے بعد وہ اُسی دن یعنی قربانی کے دن مکّے کو واپس آئے۔ یا قربانی کے دُوسرے دن یا پھر تیسرے دن واپس آئے اور خانہ کعبہ کا طواف زیارت سات چکروں میں کرے اگر وہ طواف قدوم کے بعد صفا اور مروہ کے درمیان سعی کر چکا ہو تو اس طواف زیارت کی بجا آوری کے دوران وہ پہلے تین چکروں میں جلدی نہ چلے اور اس کے ذمے کوئی سعی بھی نہیں۔ اگر وہ پہلے سے سعی نہ کر چکا ہو تو اس طوافِ زیارت کے دوران پہلے تین چکروں میں جلدی چلے اور گزشتہ طریقے کے مطابق اس طواف کے بعد صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے۔ پھر مسجد حرام میں آئے طواف نسا بجا لائے اور دو رکعت نماز ادا کرے۔ چنانچہ اب اُس کے لئے بیوی کے پاس جانا حلال ہو جائے گا۔ اس وجہ سے اس طواف کو طواف النساء کہتے ہیں۔ حج کے دوران یہ طواف نساء واجب ہے۔ اس طواف کا ان دنوں سے مؤخر کرنا مکروہ ہے۔ جب وہ یہ طواف کر چکے تو اُس کے ذمے ایام تشریق میں جمرات کو کنکریاں مارنے کے سوا اور کوئی کام باقی نہیں رہتا۔ لہٰذا مناسب ہے کہ وہ منیٰ کو واپس آئے اور منیٰ میں قیام کرے۔ جب قربانی کے دُوسرے دن یعنی ایام تشریق کے پہلے دن کو جب سورج ڈھل جائے تو اکیس کنکریاں اٹھائے اور اُس جمرہ کے پاس آئے جو منیٰ کے بیچ میں واقع ہے۔ اس جمرہ کو باوضو ہو کر تکبیر پڑھتے اور دعا مانگتے ہوئے سات کنکریاں مارے جیسا کہ اُس نے اس سے پہلے جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے کی صورت میں عمل کیا اور اس جگہ کچھ ٹھہر جائے پھر جمرہ عقبہ کے پاس آئے اُس کو سات کنکریاں مارے اور اس جگہ کچھ نہ ٹھہرے۔ پھر وہ اپنے سامان کے پاس آئے۔ دُوسرے دن اسی طرح سے وہ اکیس کنکریاں اُٹھائے اور پہلے دن کے عمل کی مانند جمرات کو کنکریاں مارے۔ اس کے بعد اگر وہ اسی دن مکّے کو روانگی چاہے تو روانہ ہو جائے اس میں اُس کے لئے کوئی حرج نہیں کیونکہ ارشاد خداوندی ہے فَمَنْ تَعَجَّلَ فِیْ یَوْمَیْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْهِ جو شخص دو دنوں میں ہی روانگی میں جلدی کرے تو اُس پر کوئی گناہ عائد نہیں ہوگا۔ وہ مکّے کو واپس آئے۔ یہ پہلی روانگی ہوگی۔ بقیہ کنکریاں منیٰ میں چھوڑ رکھے یعنی اکیس کنکریاں۔ اگر وہ بقیہ کنکریاں مارنے کا کام مکمل کرنا چاہے تو منیٰ میں دوسرے دن تک ٹھہرا رہے۔ یہی افضل ہے۔ جب سورج ایک نیزے کی مقدار یا دو نیزوں کی مقدار میں بلند ہو جائے یا سورج ڈھل جائے تو باقی کنکریاں مارے۔ کنکریاں مارنا طلوع آفتاب سے لے کر غروب آفتاب تک جائز ہے۔ بہتر صورت زوال کے بعد کنکریاں مارنا ہے۔ پہلے دو دنوں میں کنکریاں مارنا جائز ہے۔ چرواہوں غلاموں، مجبور لوگوں، عاجز آنے والوں اور دشمنوں وغیرہ سے ڈرنے والوں کی خاطر ضرورت کے پیش نظر ایام تشریق کی راتوں کو چپکے چپکے سے جمرات کو کنکریاں مارنا جائز ہے۔ پھر طوافِ وداع کی بجا آوری کے لئے

مکہ کو لوٹ آئے۔ اس طواف کے کر چکنے کے بعد حاجی کے ذمہ حج کے احکام میں سے کوئی کام باقی نہیں رہے گا۔

وَ اَمَّا الْعُمْرَةُ فَهِيَ تَابِعَةٌ لِلْحَجِّ اِنْ كَانَ الْحَجُّ وَاجِبًا فَوَاجِبَةٌ وَاِنْ كَانَ مُسْتَحَبًّا فَمُسْتَحَبَّةٌ فَمَنْ اَرَادَ الْعُمْرَةَ مِنَ الْاٰفَاقِ فَمِيْقَاتُهَا مِيْقَاتُ الْحَجِّ مِنَ الْجَوَانِبِ كَمَا ذَكَرْنَا وَمِنْ مَكَّةَ الْحِلُّ وَالنِّيَّةُ فِيْهَا اَنْ يَقُوْلَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهَا لِيْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّيْ فَيَأْتِيْ مُلَبِّيًا اِلَى الْكَعْبَةِ فَيَطُوْفُ بِهَا كَمَا طَافَ بِحَجَّتِهٖ وَيَسْعٰى بَعْدَ الطَّوَافِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ كَمَا ذُكِرَ وَيَحِلُّ بِتَقْلِيْمِ الْاَظْفَارِ وَحَلْقِ الرَّاْسِ وَغَيْرِهٖ وَقَدْ تَمَّتْ عُمْرَتُهٗ وَاَمَّا الْمَرْاَةُ فَكَانَ حَجُّهَا كَحَجِّ الرَّجُلِ اِلَّا اَنْ يَجُوْزَ لَهَا لُبْسُ الْمَخِيْطِ كَالسَّرَاوِيْلِ وَالْقَمِيْصِ مَعَ الْخِمَارِ وَاَنْ تَسْتُرَ رَاْسَهَا وَاَنْ لَا تَرْفَعَ صَوْتَهَا فِي التَّلْبِيَةِ وَاَنْ لَا تَرْمُلَ فِي الطَّوَافِ وَالسَّعْيِ كَالرَّجُلِ سَرِيْعًا وَاَمَّا اِذَا حَاضَتْ قَبْلَ الْاِحْرَامِ يَنْبَغِيْ اَنْ تَغْتَسِلَ وَتَنْوِيَ لِلْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ وَتُلَبِّيَ وَتَتَعَرَّضَ لِمَا تَعَرَّضَ مِنْهُ الْمُحْرِمُوْنَ اِلَّا الطَّوَافَ وَالسَّعْيَ وَتُؤَخِّرُهُمَا حَتّٰى تَطْهُرَ فَتَطُوْفُ وَتَسْعٰى بَعْدَ الطُّهْرِ لِاَنَّهُمَا لَا يَجُوْزَانِ اِلَّا بِالطَّهَارَةِ كَالصَّلٰوةِ۔

ترجمہ : عمرہ کا مسئلہ :

عمرہ حج کا تابع ہے۔ اگر حج واجب ہو تو عمرہ واجب ہے اور اگر حج مسنون ہو تو اس صورت میں عمرہ مسنون ہوگا تو جو شخص دور دراز مقامات سے عمرہ کی بجا آوری کا ارادہ کرے تو عمرہ کے لئے میقات چاروں طرف میں میقات حج ہی ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔ مکہ سے عمرہ کے لئے جائے تو میقاتِ عمرہ حل ہے۔ عمرہ ادا کرنے کی صورت میں عمرہ کے لئے نیت ان الفاظ میں کرے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهَا لِيْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّيْ۔ پروردگار! میں عمرہ کی بجا آوری چاہتا ہوں۔ تو میرے لئے عمرہ کو آسان کر اور مجھ سے عمرہ قبول فرما چنانچہ آدمی تلبیہ پڑھتے ہوئے کعبہ کے پاس آئے اور طواف حج کی مانند عمرہ کا طواف کرے۔ خانہ کعبہ کا طواف کر چکنے کے بعد صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے۔ جیسا کہ اس کا بیان کیا گیا ہے ناخون کو تراشنے اور سر کے بال مونڈنے اور دیگر امور بجا لاکر آدمی احرام کھولے۔ یہیں سے عمرہ کے افعال پورے ہوگئے

عورت کا مسئلہ

عورت کا حج کرنا مرد کے حج کرنے کی مانند ہے مگر عورت کے حق میں یہ چیزیں روا ہیں ۔

ا۔ سلے ہوئے کپڑے پہننا مثلاً شلوار اور دوپٹہ سمیت قمیض (ب) عورت کا اپنے سر کو پردہ میں رکھنا ۔

ج۔ تلبیہ پڑھنے کی صورت میں آواز کو بلند نہ کرنا (د) مرد کے جلدی جلدی چلنے کی مانند طواف اور سعی کرنے کی صورتوں میں جلدی جلدی نہ چلنا ۔

احرام باندھنے سے پہلے اگر عورت کو حیض آجائے تو مناسب ہے کہ وہ غسل کرے ۔ حج اور عمرہ کی نیت کرے ، تلبیہ پڑھے ۔ طواف اور سعی کو چھوڑ کر عورت وہ افعال بجا لائے جو احرام باندھنے والے بجا لاتے ہیں ۔ طواف اور سعی کو وہ مؤخر کرے ۔ یہاں تک کہ پاک ہو جائے ۔ پاک ہونے کے بعد وہ طواف کرے ۔ اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے ۔ پاک ہونے کی شرط اس لئے ہے کہ طواف اور سعی دونوں کے دونوں نماز کی طرح پاک ہونے کی حالت میں ہی جائز ہو سکتے ہیں ۔

وَأَنْوَاعُ الْحَجِّ ثَلَاثَةٌ. الْإِفْرَادُ وَالْقِرَانُ وَالتَّمَتُّعُ أَمَّا الْإِفْرَادُ فَنِيَّتُهُ أَنْ يَقُوْلَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُرِيْدُ الْحَجَّ فَقَطْ أَوْ مُفْرِدًا وَيُلَبِّيْ كَمَا مَضٰى وَلَا هَدْيَ عَلَيْهِ وَأَمَّا الْقِرَانُ فَنِيَّتُهُ أَنْ يَقُوْلَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُرِيْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ مَعًا أَوْ مُتَقَارِنَيْنِ وَيُلَبِّيْ فَيَدْخُلُ مَكَّةَ فَيَطُوْفُ وَيَسْعٰى لِعُمْرَتِهٖ وَلَا يُحِلُّ وَيَمْشِيْ إِلٰى مِنًى وَيَقِفُ بِعَرَفَاتٍ وَيَرْجِعُ يَوْمَ النَّحْرِ إِلٰى مَكَّةَ وَيَطُوْفُ طَوَافَ الزِّيَارَةِ وَيَسْعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثَانِيًا لِحَجَّتِهٖ وَيَسْتَحِبُّ لَهٗ هَدْيٌ يَذْبَحُهٗ يَوْمَ النَّحْرِ بِمِنًى إِمَّا بَدَنَةٌ أَوْ بَقَرَةٌ أَوْ شَاةٌ مِنَ الضَّأْنِ جَذَعَةٌ أَوْ مِنَ الْمَعْزِ ثَنِيَّةٌ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعَ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ وَلِلْقَارِنِ يَجُوْزُ أَنْ يُقَدِّمَ عُمْرَتَهٗ عَلٰى حَجَّتِهٖ كَمَا ذَكَرْتُهُ الْآنَ أَوْ حَجَّتَهٗ عَلٰى عُمْرَتِهٖ فَلَوْ قَدَّمَ حَجَّتَهٗ عَلٰى عُمْرَتِهٖ يَنْبَغِيْ أَنْ يَمْشِيَ مِنَ الْمِيْقَاتِ إِلٰى مِنًى وَمِنْهَا إِلٰى عَرَفَاتٍ وَيَقِفُ بِهَا وَمِنْهَا إِلٰى مُزْدَلِفَةَ وَيَقِفُ بِهَا ثُمَّ يَعُوْدُ إِلٰى مِنًى وَرَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ وَلَا يَخْرُجُ مِنَ الْإِحْرَامِ فَيَمْشِيْ إِلٰى مَكَّةَ وَيَطُوْفُ وَيَسْعٰى لِحَجَّتِهٖ وَيَرْجِعُ مِنَ الْمَرْوَةِ إِلَى الْبَيْتِ فَيَطُوْفُ وَيَسْعٰى ثَانِيًا لِلْعُمْرَةِ فَيَرْجِعُ إِلٰى مِنًى ثُمَّ يَحْلِقُ أَوْ يُقَصِّرُ وَلِمَنْ لَا شَعْرَ

على رأسه ويستحب إمرار الموسى على رأسه وهو بمثابة الحلق له ويستحب للقارن أن يسوق الهدي من الميقات بالإشعار وهو أن يشق سنامها من الجانب الأيمن و يلطخ صفحتها ويقلدها بنعل وهو أن يعلق من رقبتها نعلاً واحداً إن كان الهدي بدنة ولغيرها من البقر والغنم التقليد فقط لا إشعار لهما وبعد الأربع يبقى وكان وقته وقت الأضحية فيعود إلى مكة فيطوف طواف النساء ويصلي ركعتين في مقام إبراهيم إن تيسر أو في المسجد أو حيث تيسر فتمت حجته المقرونة بالعمرة وأما التمتع فنيته أن يقول اللهم إني أريد العمرة ثم الحج فيحرم من الميقات للعمرة ويجب عليه الهدي فيسوق الهدي من الميقات ويشعره ويقلده ويدخل مكة ويطوف ويسعى لعمرته ويحلق أو يقصر للتحليل من عمرته ويحرم ثانياً يوم التروية من مكة لا من المواقيت الخارجة ويمشي إلى منى ويمضي إلى عرفات ويفعل ما فعله المفرد والقارن ويذبح هديه بمنى إن كان له هدي وإن لم يجد فصيام ثلاثة أيام في الحج وسبعة إذا رجع فيحلق أو يقصر بعد الذبح فيعود إلى مكة ويطوف طواف الزيارة وهو ركن عظيم فلا يتم الحج إلا به فيسعى فيعود إلى المسجد فيطوف طواف النساء ويصلي ركعتين ويأتي إلى السعي فيعود إلى منى لإتمام سائر المناسك في أيام التشريق من الجمرات

ترجمہ: اقسام حج کا مسئلہ:

حج کی تین قسمیں ہیں:-

۱- حج افراد (۲) حج قران (۳) حج تمتع

حج افراد کا مسئلہ:-

حج افراد کی بجا آوری کے لئے ان الفاظ میں نیت کرے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَقَطْ ۔ پروردگار میں صرف حج کی ادائیگی چاہتا ہوں، یا یوں نیت کرے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ مُفْرِدًا

پروردگار! میں حج افراد بجالانے والا بن کر حج کی ادائیگی کا ارادہ کرتا ہوں۔ پھر گذشتہ طریقوں کے مطابق تلبیہ پڑھے۔ حج افراد بجالانے والے کے ذمے کوئی قربانی لازم نہیں ہے۔

حجِ قران کا مسئلہ:

حج قران کی بجاآوری کے لئے یوں نیت کرے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ مَعًا پروردگار! میں حج اور عمرہ دونوں کو ایک ساتھ بجالانے کا ارادہ کرتا ہوں۔ یا یوں نیت کرے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ مُتَقَارِنَیْنِ، پروردگار! میں حج اور عمرہ دونوں کو آپس میں ملانے کی صورت میں ان کی بجاآوری کا ارادہ کرتا ہوں۔ حج قران بجالانے والا تلبیہ پڑھے۔ مکہ میں داخل ہوجائے، خانہ کعبہ کا طواف کرے۔ عمرے کے لئے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے۔ اور احرام نہ کھولے بلکہ منیٰ کو چلا جائے۔ میدانِ عرفات میں ٹھہرے۔ قربانی کے دن مکے کو واپس لوٹے۔ طواف زیارت بجالائے۔ اور صفا و مروہ کے درمیان دوسری دفعہ حج کے لئے سعی کرے۔ حج قران بجالانے والے کے حق میں قربانی کے روز ایک قربانی کا جانور ذبح کرنا سنت ہے خواہ ایک اونٹ ہو یا ایک گائے ہو یا بھیڑ کا ایک سالہ بچہ ہو یا بکری کا دو سالہ بچہ۔ جو شخص قربانی کا جانور نہ پائے۔ تو وہ حج کے ایام میں تین دنوں کے اور واپس آکر سات دنوں کے روزے رکھے۔ یہ مکمل طور پر دس روزے ہونگے۔

حج قران بجالانے والے کے لئے عمرہ کو حج پر مقدم رکھنا جیسا کہ ابھی میں نے اس کا بیان کیا یا حج کو عمرہ پر مقدم رکھنا دونوں صورتیں جائز ہیں اگر وہ حج کو عمرے سے پہلے ہی بجالائے تو مناسب ہے کہ میقات سے منیٰ کو چلا جائے۔ منیٰ سے میدان عرفات میں آئے اور وہاں ٹھہرے۔ میدان عرفات سے مزدلفہ میں آئے اور مزدلفہ میں ٹھہراؤ کرے۔ اس کے بعد منیٰ کو واپس لوٹے۔ جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارے اور احرامِ حج کو نہ کھولے۔ چنانچہ وہ مکہ آئے۔ خانہ کعبہ کا طواف کرے۔ حج کے لئے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے۔ مروہ سے خانہ کعبہ کو واپس آئے۔ خانہ کعبہ کا طواف کرے اور عمرہ کی ادائیگی کے لئے دوسری دفعہ سعی کرے۔ منیٰ کو واپس چلا جائے۔ اس کے بعد سر مونڈے یا بالوں کو چھوٹا کرے۔ جس شخص کے سر پر کوئی بال نہ ہو اس کے لئے اپنے سر پر استرا پھرانا سنت ہے۔ سر پر استرا پھرانا اس کے حق میں سر مونڈنے کا درجہ رکھتا ہے۔

حج قران بجالانے والے کے لئے میقات سے اشعار کرکے قربانی کے جانور کا ساتھ لے جانا سنت ہے

اشعار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اونٹ کی کوہان کو دائیں طرف سے زخمی کرے۔ اس کی پیٹھ کو خون سے لت پت کرے اور اُس کے گلے میں ایک جوتے کا قلادہ ڈالے۔ بشرطیکہ قربانی کا جانور اونٹ ہو۔ اونٹ کے سوا دیگر جانوروں مثلاً گائے اور بھیڑ بکریوں کے لئے صرف گلے میں قلادہ ڈالنا ہے۔ ان جانوروں کے حق میں اشعار کرنے کا حکم نہیں ہے اس کے بعد منیٰ میں ان جانوروں کا ذبح کر دینا حکم ہے۔ ذبح کرنے کا وقت وہی ہے جو قربانی کرنے کا وقت ہے۔ پھر وہ مکہ کو واپس لوٹے۔ طواف نسا بجا لائے۔ ہوسکے تو مقام ابراہیم میں یا مسجد حرام میں یا جس جگہ آسانی ہو دو رکعت نماز ادا کرے۔ یہیں سے آدمی کا حج پورا ہو گا۔ جو عمرہ سے ملایا گیا ہے۔

حج تمتع کا مسئلہ :

حج تمتع کی بجاآوری کی صورت میں یوں نیت کرے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ ثُمَّ الْحَجَّ۔ پروردگارا! میں عمرہ ادا کرنے کے بعد حج کرنے کا ارادہ کرتا ہوں۔ چنانچہ حج تمتع بجالانے والا میقات سے عمرہ کی ادائیگی کے لئے احرام باندھے۔ اُس کے حق میں قربانی کا ایک جانور واجب ہے۔ چنانچہ وہ میقات سے جانور ساتھ لے جائے۔ جانور کا اشعار کرے۔ اس کے گلے میں قلادہ ڈالے، مکہ میں داخل ہو جائے۔ خانہ کعبہ کا طواف کرے۔ عمرہ کے لئے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے۔ احرام عمرہ کھولنے کی غرض سے سر مونڈے۔ یا بال کو چھوٹا کرے۔ ذی الحج کی آٹھویں تاریخ کو باہر کے مقامات میقات سے نہیں بلکہ مکہ ہی سے دوسری دفعہ احرام باندھے۔ منیٰ کو چلا جائے۔ میدان عرفات میں آئے اور وہ افعال بجالائے جو حج افراد اور حج قران والے بجا لاتے ہیں اگر اُس کے پاس قربانی کا کوئی جانور ہو تو اسے منیٰ میں ذبح کرے۔ اگر قربانی کا جانور وہ نہ پاسکے تو حج کے دنوں میں تین دنوں کے اور حج سے واپس آکر سات دنوں کے روزے رکھے۔ جانور ذبح کرنے کے بعد سر مونڈے یا بالوں کو چھوٹا کرے، پھر مکہ کو واپس آئے اور طواف زیارت بجالائے۔ طواف زیارت ایک بہت بڑا رکن ہے۔ لہٰذا اس کی بجاآوری ہی کے ساتھ حج پورا ہو جاتا ہے۔ پس وہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے، مسجد حرام کو واپس لوٹ آئے۔ طواف نسا بجالائے اور دو رکعت نماز ادا کرے۔ سعی کرنے کی کوئی ضرورت اس کے لئے نہیں۔ چنانچہ وہ (طواف نسا کرکے) منیٰ کو لوٹ آئے تاکہ جمرات کو کنکریاں مارنا سمیت ایام تشریق میں تمام احکام حج پورا کیا جاسکے۔

أَمَّا الْإِحْصَارُ فَهُوَ الْاِمْتِنَاعُ لِلْمُحْرِمِ مِنْ أَدَاءِ مَنَاسِكِهِ بِأَيِّ سَبَبٍ كَانَ إِمَّا مِنْ عَدُوٍّ أَوْ مَرَضٍ أَوْ مِثْلِهِمَا فَيَجُوْزُ التَّحْلِيْلُ لِلْمُحْصَرِ مِنْ إِحْرَامِهِ وَأَمَّا إِذَا تَحَلَّلَ الْمُحْصَرُ فَعَلَيْهِ دَمٌ فَلَوْ قَدَرَ عَلَى أَنْ يَبْعَثَ هَدْيَهُ إِلَى مِنًى وَيُؤَخِّرَ تَحَلُّلَهُ حَتَّى يَصِلَ هَدْيُهُ فَيَذْبَحُوْهُ كَانَ أَفْضَلَ وَإِنْ لَمْ يَقْدِرْ عَلَى ذَالِكَ يَجُوْزُ ذَبْحُ هَدْيِهِ حَيْثُ أُحْصِرَ أَوْ حَيْثُ اتَّفَقَ فَيَنْبَغِيْ عَلَى كُلِّ حَالٍ أَنْ يَتَحَلَّلَ بَعْدَ ذَبْحِهِ وَيَجُوْزُ لِلْمُعْصَرِ وَلِغَيْرِهِ إِنْ يَقْدِرْ أَنْ يُبَاشِرَ الْمَنَاسِكَ بِنَفْسِهِ وَيَجُوْزُ أَنْ يَسْتَنِيْبَ مُسْلِمًا عَدْلًا رَجُلًا كَانَ أَوِ امْرَأَةً إِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَسْتَأْجِرَهُ لِيَحُجَّ لَهُ وَالْأَجِيْرُ يَنْبَغِيْ أَنْ يَكُوْنَ صَرُوْرَةً وَلَوْ كَانَ صَرُوْرَةً وَلَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْحَجُّ لَا بَأْسَ بِهِ وَيَجِبُ ذَالِكَ عَلَى مَنْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْحَجُّ وَعَلِمَ أَنَّ مَوَانِعَهُ لَا تُرْفَعُ فِيْ مُدَّةِ عُمُرِهِ قَطُّ وَعَلَى مَنْ مَاتَ وَالْأَوْلَى أَنْ يَحُجَّ عَنْهُ فَلَوْ وَجَبَ أَنْ يُخْرِجَ الْوَرَثَةُ أُجْرَةَ الْحَجِّ مِنْ مَالِهِ أَوَّلًا كَالدَّيْنِ فَيَقْسِمُوْا مَا بَقِيَ وَإِنْ لَمْ يُوْصِ يُسْتَحَبُّ لِلْوَرَثَةِ أَنْ يَسْتَأْجِرُوْا مَنْ يَحُجُّ عَنْهُ وَأَمَّا أَفْضَلِيَّةُ أَنْوَاعِ الْحَجِّ بَعْضِهَا عَلَى بَعْضٍ فَيَتَعَلَّقُ بِقُبُوْلِهِ عِنْدَ اللّٰهِ فَمَا يَقْبَلُهُ اللّٰهُ فَهُوَ أَفْضَلُ وَقَبُوْلُهُ فِي الْغَيْبِ فَلَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللّٰهُ وَأَمَّا بِالنِّسْبَةِ إِلَى الْأَشْخَاصِ فَبَعْضُهَا أَنْسَبُ مِنْ بَعْضٍ وَهٰذِهِ الْمَسْئَلَةُ مَعَ أَنَّهَا لَا طَائِلَ تَحْتَهَا كَانَتْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ وَلَمْ يُكَلِّفِ اللّٰهُ أَحَدًا بِهٰذِهِ ۔

وَإِذَا دَخَلَ الْحُجَّاجُ مَكَّةَ قَبْلَ الْوُقُوْفِ يُسْتَحَبُّ لِلْإِمَامِ أَوْ لِمَنْ نَصَبَهُ الْإِمَامُ أَنْ يَخْطُبَ بِمَكَّةَ فِي السَّابِعِ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ بَعْدَ صَلٰوةِ الظُّهْرِ خُطْبَةً وَاحِدَةً يَأْمُرُهُمْ فِي الْخُطْبَةِ بِالْخُرُوْجِ إِلَى مِنًى وَيُعَلِّمُهُمْ مَا لَا بُدَّ لَهُمْ مِنَ الْمَنَاسِكِ وَخُرُوْجُهُمْ مِنَ الْغَدِ وَهُوَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ إِلَى مِنًى وَيَبِيْتُوْنَ بِهَا لَيْلَةَ عَرَفَةَ فَإِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ مَشَوْا إِلَى عَرَفَاتٍ وَيَخْطُبُ الْإِمَامُ بَعْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ خُطْبَتَيْنِ ثُمَّ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمْعًا كَمَا ذَكَرْتُهُ مِنْ قَبْلُ

ترجمہ: احصار کا مسئلہ:

کسی بھی سبب سے ہو احرام حج باندھنے والے کے لئے احکام حج کی ادائیگی کے لئے رکاوٹ

پیدا ہونے کا نام احصار ہے۔ خواہ یہ رکاوٹ کسی دشمن کے آڑے آنے کی وجہ سے ہو یا کسی بیماری کی وجہ سے ہو یا ان جیسی کوئی صورت حال درپیش ہونے پر ہو۔ چنانچہ ایسی صورت میں احرام باندھنے والے کے لئے احرام کا کھولنا جائز ہے۔ مگر جب وہ احرام کھولے تو اُس کے ذمے تاوانِ احرام کے طور پر ایک جانور کا ذبح کرنا لازم ہے۔ اگر وہ قربانی کے جانور کو منیٰ بھیجے اور جانور کو منیٰ پہنچکر لوگ اُسے ذبح کرنے تک احرام کھولنے کو مؤخر کرنے پر قادر ہو تو یہ صورت بہتر ہے۔ اگر وہ ایسا کرنے پر قادر نہ ہو تو اُس کے لئے قربانی کے جانور کا ذبح کر دینا اُسی جگہ جہاں وہ احصار کا شکار ہوا ہو یا جہاں بھی اتفاق ہو جائے جائز ہے۔ لہٰذا یہ مناسب ہے کہ بہر صورت جانور کو ذبح کرنے کے بعد ہی وہ احرام کو کھولے۔ اگر قدرت حاصل ہو تو احصار کا شکار ہونے والے اور اس کے علاوہ دُوسروں کے لئے احکام حج کا براہِ راست خود ہی بجا لانا جائز ہے۔ نیز یہ بھی جائز ہے کہ اپنی طرف سے حج کرنے کے واسطے کسی عادل مسلمان کو اپنا نائب بنا دے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ اُس میں کسی کو اُجرت پر بھیجنے کی استطاعت ہو۔ جس کو اُجرت پر لے اُس کے حق میں مناسب یہ ہے کہ وہ محروم حج فرد ہو۔ اگر وہ محروم حج فرد ہو اور خود اُس پر کوئی حج واجب نہ ہو تو اُسے نائب بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے نیابت کا معاملہ کرنا احصار کا شکار ہونے والے اُس فرد کا واجب ہے جس پر حج واجب ہو چکا ہو اور اُسے یقینی طور پر علم ہو کہ اُس کی رکاوٹیں اس کی عمر بھر میں کبھی دُور نہیں کی جا سکتیں۔ نیابت کا معاملہ کرنا اُس شخص کے حق میں بھی لازم ہے جو خود فوت ہو چکا ہو وہ اپنی طرف سے حج کرنے کی وصیت کر گیا ہو۔ چنانچہ اُس کے وارثوں کے ذمہ پہلے پہل قرض کی مانند اُس کے مال سے حج کی اُجرت کا نکالنا واجب ہے۔ چنانچہ اُس کے بعد بچے ہوئے مال کو وارث لوگ بانٹیں گے۔ اگر وہ وصیت نہ کر گیا ہو تو ایسی صورت میں وارثوں کے لئے کسی شخص کو اُس کی طرف سے حج کرنے کی خاطر اُجرت پر لینا سنت ہے۔

اقسام حج کی افضلیت کا مسئلہ:

بعض اقسام حج کا بعض سے افضل ہونے کا مسئلہ درگاہ الٰہی میں قبول ہونے سے تعلق رکھتا ہے چنانچہ جس حج کو اللہ قبول کرے وہی افضل حج ہے۔ اللہ کا اُسے قبول کرنا غیبی معاملہ ہے لہٰذا اللہ کے سوا کوئی بھی اس کو نہیں جان سکتا۔ رہا شخصی نسبت کا مسئلہ، تو بعض نسبتیں دُوسری بعض نسبتوں کے مقابلے میں قبولیت کی زیادہ مناسبت رکھتی ہیں۔ یہ مسئلہ باوجودیکہ اس کے ذیل میں کوئی نائدہ نہیں ایک غیبی اٹکل پچو ہے اللہ

نے کسی کو بھی اس مسئلہ کے کھوج لگانے کا مکلف نہیں بنایا۔

امام کا فریضہ:

حاجی لوگ عرفات کے ٹھہراؤ سے پہلے جب مکے میں داخل ہوں تو امام یا نائب امام کے لئے ذی الحجہ کی ساتویں کو ظہر کی نماز کے بعد مکہ مکرمہ میں ایک خطبہ کا پڑھنا مسنون ہے۔ خطبے میں امام لوگوں کو منیٰ کی طرف نکل جانے کا حکم بیان کرے۔ حج کے ضروری ضروری احکام کی اُن کو تعلیم دے۔ دوسرے دن یعنی ذی الحج کی آٹھویں کو منیٰ کی طرف نکل جانے کا حکم دے اور لوگ نویں کی رات منیٰ میں گذاریں گے۔ جب سورج نکل آئے تو لوگ میدان عرفات کی طرف چلیں۔ دن ڈھلنے کے بعد امام دو خطبے پڑھے پھر لوگوں کو ظہر اور عصر کی نمازیں ملا کر پڑھائے۔ جیسا کہ اس سے پہلے میں نے بیان کیا ہے۔

أَمَّا أَرْكَانُ الْحَجِّ فَهِيَ خَمْسَةٌ اَلْإِحْرَامُ وَالْوُقُوفُ وَالطَّوَافُ وَالسَّعْيُ وَالْحَلْقُ أَوِ التَّقْصِيرُ فَأَرْكَانُ الْعُمْرَةِ أَرْبَعَةٌ لِأَنَّهُ لَا وُقُوفَ فِيهَا وَفِي كُلِّ وَاحِدٍ مِنْ هٰذِهِ الْأَرْكَانِ (۱) وَاجِبَاتٌ وَسُنَنٌ وَآدَابٌ فَفِي إِفْسَادِ الْأَرْكَانِ يَجِبُ الْقَضَاءُ مِنْ قَابِلٍ وَيُسْتَحَبُّ أَنْ يُبَاشِرَ سَائِرَ الْمَنَاسِكِ أَوْ يُقِيمَ بِمِنًى إِلَى آخِرِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ وَفِي إِفْسَادِ سَائِرِ الْوَاجِبَاتِ تَجِبُ الْفِدْيَةُ كَمَا سَنَذْكُرُهَا وَفِي إِفْسَادِ السُّنَنِ تُسَنُّ الْفِدْيَةُ وَفِي لُبْسِ الْمَخِيطِ وَتَغْطِيَةِ الرَّأْسِ لِلرَّجُلِ أَوْ تَغْطِيَةِ الْوَجْهِ لِلنِّسَاءِ وَفِي التَّطْيِيبِ وَحَلْقِ الرَّأْسِ وَتَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ دَمُ شَاةٍ أَوْ إِطْعَامُ سِتَّةِ مَسَاكِينَ كُلَّ مِسْكِينٍ نِصْفَ صَاعٍ أَوْ صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَفِي الْجِمَاعِ بَعْدَ التَّحَلُّلِ الْأَوَّلِ بَدَنَةٌ لِلْغَنِيِّ وَبَقَرَةٌ لِلْمُتَوَسِّطِ وَشَاةٌ لِلْفَقِيرِ وَلَا شَيْءَ لِمَنْ لَمْ يَجِدْ شَيْئًا وَأَمَّا الْجِمَاعُ قَبْلَ التَّحَلُّلِ الْأَوَّلِ فَمُفْسِدٌ لِحَجِّهِ وَلِعُمْرَتِهِ فَفِي الْوَاجِبِ يَجِبُ الْقَضَاءُ مِنْ قَابِلٍ وَفِي الْمُسْتَحَبِّ يُسْتَحَبُّ وَيَنْبَغِي أَنْ لَا يَنْفَرِدَ (بجسمه) فِي قَضَاءِ الْمَنَاسِكِ حَتّٰى يَتَحَلَّلَ وَفِي سَائِرِ مُقَدِّمَاتِهِ كَالْقُبْلَةِ وَاللَّمْسِ بِشَهْوَةٍ وَالْمُلَاعَبَةِ وَغَيْرِهَا دَمُ شَاةٍ وَفِي سَائِرِ الْمُحَرَّمَاتِ الْمَذْكُورَةِ مِنْ قَبْلُ فَفِيهَا الْفِدْيَةُ وَهِيَ مُتَفَاوِتَةٌ بِالنِّسْبَةِ إِلَى مَا حُرِّمَ وَبِالنِّسْبَةِ إِلَى مَنْ فَعَلَ أَوْ تَرَكَ مَثَلًا فِي قَطْعِ الشَّجَرِ الْكَبِيرِ بَقَرَةٌ وَفِي الصَّغِيرِ شَاةٌ وَلَا بَأْسَ بِقَطْعِ الشَّوْكِ وَمَا يُنَاسِبُهُ فِي الْإِيذَاءِ

وَفِي صَيْدِ الْبَرِّ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ فَجَزَاؤُهُ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ كَفِي النَّعَامَةِ بَدَنَةٌ وَفِي الْحِمَارِ الْوَحْشِيِّ وَالْبَقَرِ الْوَحْشِيِّ بَقَرَةٌ وَفِي الْغَزَالِ مَعْزٌ وَفِي الْأَرْنَبِ عَنَاقٌ وَفِي الْيَرْبُوعِ جَفْرَةٌ وَمَا قَتَلَهُ الْمُحْرِمُ مِنَ الصَّيْدِ فَهُوَ حَرَامٌ كَالْمَيْتَةِ وَفِي جَمِيعِ الْوُحُوشِ وَالطُّيُورِ وَنَتَائِجِهِمَا يُرْجَعُ إِلَى قَوْلِ عَدْلَيْنِ فِي قِيمَتِهِمَا وَفِيهِمَا لَا فِدْيَةَ فِي قَتْلِ السِّبَاعِ الْمُؤْذِيَةِ كَالذِّئْبِ وَغَيْرِهِ وَلَا فِي قَتْلِ الْحَشَرَاتِ الْمُؤْذِيَةِ كَالْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ وَالْفَارَةِ وَالْغُرَابِ وَالْحِدَأَةِ وَالْبُرْغُوثِ وَالْبَقِّ وَالزُّنْبُورِ إِنْ خُشِيَ مِنْ لَدْغِهَا وَفِي قَتْلِ الْقَمْلَةِ فِدْيَةٌ بِكَفِّ طَعَامٍ لِأَنَّ الِاشْتِغَالَ بِقَتْلِهَا قَبِيحٌ خُصُوصًا فِي الْأَوْقَاتِ الشَّرِيفَةِ وَفِي الْجَرَادِ وَالْقُرَادِ كَفُّ طَعَامٍ أَوْ تَمْرَةٌ وَفِي الثَّعْلَبِ وَالضَّبُعِ إِنْ عَدَّهُمَا مِمَّا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ فَعَنَاقٌ أَوْ شَاةٌ وَإِنْ عَدَّهُمَا مِنَ السِّبَاعِ الْمُؤْذِيَةِ فَلَا فِدْيَةَ لَهُمَا وَلَا يَجُوزُ لِلْمُحْرِمِ أَنْ يَتَعَرَّضَ لِلْوُحُوشِ وَإِنِ اسْتَأْنَسَتْ أَيْضًا وَلَا بَأْسَ بِذَبْحِ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالدَّجَاجِ وَالْبَطِّ وَغَيْرِهَا مِنَ الْأَهْلِيَّةِ وَإِنْ تَوَحَّشَتْ أَيْضًا وَعَلَى الْمُعْتَمِرِ وَالْحَاجِّ الْمُفْرِدِ إِنْ لَزِمَ دَمٌ أَوْ صَدَقَةٌ فَعَلَى الْقَارِنِ ضِعْفُهُمَا لِحَجَّتِهِ وَاحِدٌ لِعُمْرَتِهِ وَاحِدٌ وَإِنْ قَتَلَ مُحْرِمَانِ صَيْدًا وَاحِدًا فَعَلَى كُلٍّ مِنْهُمَا فِدْيَةٌ كَامِلَةٌ وَبَيْعُ الصَّيْدِ وَابْتِيَاعُهُ مَعَ الْإِحْرَامِ بَاطِلٌ. وَأَمَّا الْهَدْيُ لِلْمُتَمَتِّعِ وَالْقَارِنِ وَالْمُتَطَوِّعِ فَلَا يَجُوزُ ذَبْحُهُ وَنَحْرُهُ إِلَّا فِي يَوْمِ النَّحْرِ بِمِنًى وَلِلْمُعْتَمِرِ بِمَرْوَةَ أَوْ بِمَكَّةَ وَأَمَّا الْأُضْحِيَّةُ فَهِيَ مُسْتَحَبَّةٌ وَمَكَانُهَا مِنًى وَزَمَانُهَا يَوْمُ النَّحْرِ وَثَلَاثَةٌ بَعْدَهُ وَهُوَ لِمَنْ كَانَ بِمِنًى وَفِي الْأَمْصَارِ يَوْمُ النَّحْرِ وَيَوْمَانِ بَعْدَهُ وَأَمَّا سَائِرُ الدِّمَاءِ فَلَا تَتَقَيَّدُ بِيَوْمِ النَّحْرِ وَلَا بِأَيَّامِ التَّشْرِيقِ بَلْ حَيْثُ اتَّفَقَ وَلَكِنْ لَا يَجُوزُ إِلَّا فِي الْحَرَمِ وَلَا التَّصَدُّقُ قَبْلَ الْإِفْنَاءِ.

وَيُكْرَهُ أَنْ يُخْرِجَ مِنْ أُضْحِيَّتِهِ شَيْئًا مِنْ مِنًى وَلَا بَأْسَ بِالسَّنَامِ وَمِمَّا يُضَحِّيهِ غَيْرُهُ وَيَكْفِي هَدْيُ التَّمَتُّعِ عَنِ الْأُضْحِيَّةِ وَلَوْ جَمَعَ بَيْنَهُمَا كَانَ أَفْضَلَ وَلَوْ لَمْ يَجِدِ الْأُضْحِيَّةَ تَصَدَّقَ بِثَمَنِهَا وَلَا يَجُوزُ الْمَعِيبُ لِلْهَدْيِ وَالْأُضْحِيَّةِ كَمَقْطُوعِ الْيَدِ وَالرِّجْلِ وَالْأُذُنِ وَالشَّفَةِ وَالذَّاهِبَةِ الْعَيْنِ وَالْعَجْفَاءِ وَالْعَرْجَاءِ وَالْعَوْرَاءِ وَالثَّوْلَاءِ وَالْجَرْبَاءِ الَّتِي

لَا تَمْشِي إِلَى الْمَنْسَكِ وَيَنْبَغِي أَنْ يَكُوْنَ أَمْلَحَ أَقْرَنَ مَوْجُوْءً وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُضَحِّي أَقْرَنَيْنِ مَوْجُوْئَيْنِ وَالْأَقَلُّ أَنْ يَكُوْنَ مِنَ الْبَقَرِ وَالْمَعْزِ ذُوْ سَنَتَيْنِ وَمِنَ الضَّأْنِ وَالشَّاةِ ذُوْ سَنَةٍ وَمِنَ الْإِبِلِ ذُوْ ثَلَاثِ سِنِيْنَ وَيُكْرَهُ أَنْ يُعْطِيَ أُجْرَةَ الْجَزَّارِ مِنْهَا۔

ترجمہ : حج کے ارکان :

حج کے ارکان تو پانچ ہی ہیں (۱) احرام باندھنا (۲) میدانِ عرفات میں ٹھہراؤ کرنا (۳) طواف کعبہ (۴) صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا (۵) سر مونڈنا یا بالوں کو چھوٹا کرنا۔

عمرہ کے ارکان تو چار ہیں کیونکہ عمرہ کی ادائیگی کی صورت میں وقوف عرفہ کا حکم نہیں ہے۔ ان ارکان میں ہر ہر رکن کے کچھ واجب افعال، کچھ مسنون افعال اور کچھ آداب ہیں۔ چنانچہ ارکان میں بگاڑ پیدا کرنے کی صورت میں آئندہ سال اس کی قضا کا بجا لانا واجب ہے۔ تمام احکام حج کو بجا لانا یا ایام تشریق کے آخری دن تک منیٰ میں اقامت پذیر ہونا مسنون ہے۔ جملہ واجبات میں بگاڑ پیدا کرنے کی صورت میں فدیہ دینا واجب ہوتا ہے جیسا کہ ہم عنقریب فدیہ کا بیان کریں گے۔ مسنون افعال میں بگاڑ پیدا کرنے کی صورت میں سلے ہوئے کپڑے پہننے، مرد کے حق میں سر کو ڈھانپ لینے یا عورت کے حق میں چہرے کو ڈھانپنے، خوشبو لگانے سر مونڈنے اور ناخنوں کو تراشنے کی صورتوں میں ایک بکری کا ذبح کرنا ہے یا چھ مسکینوں کو اسی طرح کھانا کھلانا کہ ہر ہر مسکین کو نصف صاع کی مقدار کا کھانا ملے یا تین دنوں کے روزے رکھے۔ ابتدائی احرام کھولنے کے بعد جنسی رابطہ قائم کرنے کی صورت میں مالدار کے ذمّے ایک اونٹ، درمیانے طبقے کے ذمہ ایک گائے اور تنگدست فرد کے ذمے ایک بکری کا دینا لازم ہے۔ جو کوئی کچھ نہ پا سکے اُس کے ذمّے کوئی چیز لازم نہیں ابتدائی احرام کھولنے سے پہلے جنسی رابطہ قائم کرنا حج اور عمرہ دونوں میں بگاڑ پیدا کرنے کا باعث ہے لہٰذا واجب حج وغیرہ میں بگاڑ پیدا کرنے کی صورت میں آئندہ سال قضا کا بجا لانا واجب ہے اور مسنون حج میں بگاڑ پیدا کرنے کی صورت میں قضا کی بجا آوری مسنون ہے مناسب یہ ہے کہ آدمی احرام کھولنے تک احکام حج کی بجا آوری کے دوران تنہا رہے۔ جنسی رابطہ کے ابتدائی مراحل طے کرنے کی صورت میں ایک بکری کا دینا لازم ہے۔ مثلاً بوسہ بازی کرنا، ہاتھ لگانا اور دل لگی کرنا وغیرہ۔ اس سے پہلے بیان کردہ حرام امور کے ارتکاب کی صورت میں فدیہ دینا لازم ہو جاتا ہے۔ فدیہ کا مسئلہ نفس فعل حرام اور اس کے فاعل یا

تارک کی نسبتوں کے لحاظ سے مختلف ہوا کرتا ہے۔ مثال کے طور پر بڑے درخت کے کاٹنے کی صورت میں ایک گائے کا فدیہ دینا اور چھوٹے درخت کے کاٹنے کی صورت میں ایک بکری کا فدیہ دینا لازم ہے۔ کانٹا اور ضرر رسانی میں کانٹے کی ہم شکل چیزوں کے کاٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ خشکی کے حلال گوشت والے جانوروں کا شکار کرنے کی صورت میں اس کی سزا مقتول شکار کے ہم شکل چوپایوں کا فدیہ دینا ہے۔ چنانچہ شتر مرغ کو مارنے کی صورت میں ایک اونٹ کا فدیہ دینا، جنگلی گدھے اور نیل گائے کو مارنے کی صورتوں میں ایک گائے کا فدیہ دینا، ہرن کو مارنے کی صورت میں ایک بکری کا فدیہ دینا، خرگوش کو مارنے کی صورت میں بکری کے ایک سال کے بچے کا فدیہ دینا اور جنگلی چوہے کو مارنے کی صورت میں بکری کے چار ماہ کے بچے کا فدیہ دینا لازم ہیں۔

حج کے احرام والے شخص کا مارا ہوا شکار مردار کی مانند حرام ہے۔ تمام وحشی جانور، پرندے اور ان کے بچوں کا شکار کرنے کی صورتوں میں اُن کی قیمتوں کا تخمینہ لگانے اور فدیہ کا معاملہ طے کرنے کے لئے دو عادل آدمیوں کی باتوں کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ ضرر رساں درندوں کو قتل کرنے کی صورتیں کوئی فدیہ لازم نہیں ہے۔ مثلاً سانپ، بچھو، چوہا، کوا، چیل، پسّو، مچھر اور بھیڑ بشرطیکہ اس کے ڈنگ مارنے کا خطرہ ہو۔ جوں مارنے کی صورت میں ایک مٹھی بھر کھانے کا فدیہ لازم ہے۔ کیونکہ جوں مارنے میں لگے رہنا انتہائی ناپسندیدہ حرکت ہے خاص کو شریعت و فقہوں میں یہ حرکت زیادہ بری ہے ٹڈی اور چیڑے کو مارنے کی صورتوں میں ایک مٹھی بھر کھانا یا ایک دانہ کھجور کا فدیہ ہے۔ لومڑی اور بجو کو مارنے کی صورتوں میں اگر آدمی اپنے عقیدہ کے لحاظ سے ان دونوں جانوروں کو حلال گوشت والے جانوروں میں شمار کرے تو ایسی صورت میں بکری کے ایک سال کے بچے کا فدیہ دینا یا بکری کا فدیہ دینا ہیں۔ اگر آدمی (اپنے عقیدے کے لحاظ سے) ان دونوں جانوروں کو ضرر رساں درندوں میں شمار کرے تو ایسی صورت میں ان دونوں کے حق میں کوئی فدیہ لازم نہیں ہوگا۔ محرم حج کے لئے (شکار کی حالت میں) وحشی جانوروں سے چھیڑ چھاڑ کرنا جائز نہیں ہے اگرچہ وہ انسانی ماحول سے مانوس ہی کیوں نہ ہوں۔

اونٹ۔ گائے، بھیڑ، بکری، مرغ بطخ اور دیگر گھریلو جانداروں کے ذبح کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اگرچہ یہ گھریلو جانور وحشی ہی کیوں نہ بن جائے۔ عمرہ ادا کرنے والے یا حج افراد بجا لانے والے حضرات کے ذمے اگر ایک ایک جانور کا فدیہ لازم ہو جائے تو حج قِران ادا کرنے والے کے ذمے ان صورتوں میں اِن کا دوگنا فدیہ لازم ہو جاتا ہے یعنی ایک فدیہ حج کی وجہ سے اور ایک فدیہ عمرہ کی وجہ سے۔

اگر دو محرم حج مل کر ایک ہی شکار کو مارے تو ہر ایک کے ذمے پورا پورا فدیہ دینا لازم ہے احرام باندھنے کی حالت میں شکار کا فروخت کرنا اور خریدنا دونوں صورتیں باطل ہیں۔

حج تمتع بجالانے والے۔ حج قران بجالانے والے اور حج نفل ادا کرنے والے حضرات کے لئے قربانی کا جانور ذبح کرنا اور اس کا نحر کرنا صرف قربانی کے دن منیٰ ہی میں جائز ہو سکتا ہے۔ عمرہ ادا کرنے والے کے لئے قربانی کا جانور ذبح کرنا مروہ یا مکہ میں جائز ہے۔

قربانی کا مسئلہ:

قربانی سنت ہے۔ قربانی کی جگہ منیٰ ہے اور اس کا وقت ذی الحج کی دسویں اور اسی کے بعد تین دنوں کا عرصہ ہے۔ وقت کی یہ صورت اُن لوگوں کے حق میں ہے جو منیٰ میں ہوں دیگر شہروں کے باشندوں کے حق میں قربانی کا وقت ذی الحج کی دسویں اور اس کے بعد دو دنوں کا عرصہ ہے۔

جانور ذبح کرنے کی دیگر تمام صورتیں:

ذی الحج کی دسویں کے ساتھ مقید نہیں ہیں اور نہ ہی ایام تشریق کے ساتھ بلکہ جہاں کہیں اتفاقی صورت پیش آئے وہاں ذبح کرے۔ لیکن جانور کا ذبح کرنا صرف حرم ہی میں جائز ہے اور کسی مال کو خیرات کرنا حرم ہی میں جائز ہے منیٰ سے اپنی قربانی سے کسی چیز کو نکال کر باہر لے جانا جائز نہیں ہے۔ جانور کی کوہان کو لے جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ حج تمتع کے لئے ذبح کئے جانے والے جانور عام قربانی کے لئے کافی ہے۔ اگر دونوں قربانیوں کو جمع کرے تو یہ افضل ہے۔ اگر کسی کو قربانی کے لئے جانور نہ مل سکے تو وہ قیمت کو خیرات کرے۔

قربانی کا جانور کیسا ہو:

بطور شکرانہ قربانی پیش کرنے اور عام قربانی کے لئے عیب دار جانور جائز نہیں ہے۔ مثلاً ہاتھ، پیر کٹے ہوئے جانور، کان کٹا جانور، ہونٹ کٹا جانور، وہ جانور جس کی آنکھیں نہیں، کمزور جانور، لنگڑا جانور، کانا جانور شل شدہ اعضاء والے جانور اور خارش سے شکار وہ کمزور جانور جو قربان گاہ تک چل کر نہ جا سکے۔ چنانچہ مناسب

ہے کہ قربانی کا جانور خوبصورت، سینگ دار اور پُر گوشت ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو سینگ دار پُر گوشت جانوروں کی قربانی کیا کرتے تھے۔ قربانی کی کم از کم صورت یہ ہے۔ گائے اور بکرا دونوں دو دو سال کے ہوں۔ بھیڑ اور بکری دونوں ایک ایک سال کے ہوں۔ اور اونٹ ہو تو تین سال کی عمر کا ہو۔ قربانی ہی سے قصائی کو اجرت دینا مکروہ ہے۔

وَيُسْتَحَبُّ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الْحَجِّ زِيَارَةُ قَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ وَهِيَ حَرَمٌ اَيْضًا وَيُسْتَحَبُّ اَنْ لَا يَقْطَعَ شَجَرَهَا وَلَا حَشِيْشَهَا وَلَا يَقْتُلَ صَيْدَهَا وَيُسْتَحَبُّ الْغُسْلُ وَقْتَ دُخُوْلِهَا وَلُبْسُ اَنْظَفِ ثِيَابِهٖ وَاَنْ يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ مُتَوَاضِعًا مُتَضَرِّعًا وَاَنْ يَقُوْلَ عِنْدَ الدُّخُوْلِ بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَلْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِيْرًا وَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ عِنْدَ الْمِنْبَرِ وَيَقْصِدُ تُرْبَتَهٗ وَيَقِفُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَظَهْرُهٗ اِلَى الْقِبْلَةِ وَيَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ وَاِنْ اَوْصٰى لَهٗ اَحَدٌ بِالسَّلَامِ يَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ مِنْ فُلَانٍ ثُمَّ يَدْعُوْ بِمَا شَاءَ وَيَلْزَمُ حُضْرَتَهٗ مَادَامَ فِي الْمَدِيْنَةِ وَيَتَصَدَّقُ مَا اَمْكَنَ۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ مبارک کی زیارت کو جانا:

حج سے فراغت پانے کے بعد مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اطہر کی زیارت کرنا سنت ہے۔ مدینہ منورہ بھی حرم ہے۔ سنت ہے کہ مدینہ منورہ کے کسی درخت کو نہ کاٹے، گھاس نہ کاٹے اور نہ ہی مدینہ طیبہ کے شکار کو مارے۔ مدینہ منورہ میں داخل ہوتے وقت غسل کرنا، صاف ترین کپڑے پہننا، عاجزی اور انکساری سے گڑگڑاتے ہوئے مسجد نبوی میں داخل ہونا اور مسجد نبوی میں داخل ہوتے وقت اس دعا کا پڑھنا مسنون اعمال ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَلْ لِيْ مِنْ

لَدُنْکَ سُلْطَاناً نَّصِیْراً۔

ترجمہ :- اللہ کے نام سے ہر چیز کا آغاز ہوتا ہے ۔ اللہ کی توفیق سے مجھے داخلۂ مدینہ نصیب ہوا۔ اللہ کے رسول پر میرا سلام ہو۔ پروردگار! میرے گناہوں کو بخش دے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے پروردگار! سچائی کی جائے ورود میں مجھے داخل فرما۔ صداقت و راست بازی کی جائے صدور پہ مجھے نکال اور اپنی طرف سے میرے لئے ایک مددگار قوت پیدا فرما۔

زائر منبر رسولؐ کے پاس دو رکعت نماز ادا کرے۔ تربت پاک کا عزم زیارت کرے۔ قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روبرو کھڑے ہو جائے اور کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اے خدا کے رسول! آپ پر میرا سلام ہو۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اے اللہ کے حبیب آپ پر میرا سلام ہو۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اے اللہ کے نبیؐ! آپ پر میرا سلام ہو۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ اے مخلوقاتِ خدا میں سب سے افضل ہستی! آپ پر میرا سلام ہو۔

اگر کسی نے حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا سلام پہنچانے کی وصیت کی ہو تو اس صورت میں زائر یوں کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ مِنْ فُلَانٍ۔ اے اللہ کے رسولؐ! آپ پر فلاں آدمی کی طرف سے سلام ہو۔ اس سلام کے بعد جو کچھ چاہے دُعا مانگے۔ جب تک مدینہ منورہ میں مقیم ہو۔ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی درگاہ شریعت میں بار بار حاضری دینے کو لازم رکھے اور ہر ممکن صورت سے مال کی خیرات کرے

بَابُ الجِهَادِ

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ وَمَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ وَقَالَ اَیْضًا وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ط وَقَالَ اَیْضًا وَمَنْ جَاھَدَ فَاِنَّمَا یُجَاھِدُ لِنَفْسِہٖ ط اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ط وَقَالَ اَیْضًا اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ اَعْظَمُ دَرَجَۃً عِنْدَ اللّٰہِ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ ط وَاَمْثَالُھَا فِی الْقُرْاٰنِ اَکْثَرُ مِنْ سَائِرِ الْعِبَادَاتِ۔

وَاعْلَمْ اَنَّ الْجِھَادَ عَلٰی نَوْعَیْنِ الْاَکْبَرُ وَالْاَصْغَرُ لِمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَمَّا رَجَعَ مِنْ غَزْوَۃِ خَیْبَرَ رَجَعْنَا مِنَ الْجِھَادِ الْاَصْغَرِ اِلَی الْجِھَادِ الْاَکْبَرِ قِیْلَ وَمَا ھُوَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ جِھَادُ النَّفْسِ اَعْدٰی عَدُوِّکَ نَفْسُکَ الَّتِیْ بَیْنَ جَنْبَیْکَ وَکِلَاھُمَا حِرْفَۃُ الرِّجَالِ اَمَّا الْاَکْبَرُ وَھُوَ حِرْفَۃُ رِجَالِ الْبَاطِنِ وَاَمَّا الْاَصْغَرُ فَھُوَ حِرْفَۃُ رِجَالِ الظَّاھِرِ فَمَنْ کَانَ رَجُلًا بِالظَّاھِرِ وَالْبَاطِنِ کِلَاھُمَا حِرْفَتُہٗ لِمَا قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔ اِنَّ لِیْ حِرْفَتَیْنِ مَنْ اَحَبَّھُمَا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَھُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ اَلْفَقْرُ وَالْجِھَادُ یَعْنِی الْاَکْبَرَ وَالْاَصْغَرَ وَلَا شُبْھَۃَ فِیْ کُلٍّ مِنْھُمَا۔

إِمَامٍ ذَكَرٍ حُرٍّ بَالِغٍ عَاقِلٍ مُسْلِمٍ عَادِلٍ عَالِمٍ شُجَاعٍ سَخِيٍّ تَقِيٍّ قُرَشِيٍّ بَلْ هَاشِمِيٍّ بَلْ عَلَوِيٍّ بَلْ فَاطِمِيٍّ فَلِلْجِهَادِ الْأَصْغَرِ يَكْفِيْ هٰذَا الْقَدْرُ فِيْ صِفَاتِ الْإِمَامِ وَلِلْجِهَادِ الْأَكْبَرِ يَنْبَغِيْ أَنْ يَكُوْنَ الْإِمَامُ وَلِيًّا كَامِلًا فِيْ مَقَامَاتِ الْوِلَايَةِ مِنَ الْأَطْوَارِ السَّبْعِ الْقَلْبِيَّةِ وَالْأَنْوَارِ الْمُتَنَوِّعَةِ الْغَيْبِيَّةِ وَالْمُكَاشَفَاتِ وَالْمُشَاهَدَاتِ وَالْمُعَايَنَاتِ وَالتَّجَلِّيَاتِ مِنَ الْآثَارِ وَالْأَفْعَالِ وَالصِّفَاتِ وَالذَّاتِ فَانِيًا فِي اللّٰهِ هُوِيَّتِ بَاقِيًا فِي الْجَبَرُوْتِ مُتَّصِفًا بِالْمَظْهَرِيَّةِ الْكُلِّيَّةِ عَارِفًا مُوَحِّدًا مُحَقِّقًا بِحَقَائِقِ الْأَشْيَاءِ عِيَانًا لَا قَانِعًا بِاسْتِرَاقِ السَّمْعِ مُرْشِدًا مُكَمِّلًا لِلسَّالِكِيْنَ بِالْجَذْبَةِ وَالْعُزْلَةِ وَالْخَلْوَةِ وَالصُّحْبَةِ وَبِمَا يَلِيْقُ بِأَحْوَالِهِمْ مِنْ سَائِرِ السِّيَاسَاتِ وَالرِّيَاضَاتِ حَكِيْمًا لِقُلُوْبِهِمْ طَبِيْبًا لِعِلَلِهِمْ مُجْتَهِدًا فِي الشَّرِيْعَةِ مُجَاهِدًا فِي الطَّرِيْقَةِ وَاصِلًا إِلَى الْحَقِيْقَةِ بِعِلْمِ الْيَقِيْنِ وَعَيْنِ الْيَقِيْنِ وَحَقِّ الْيَقِيْنِ مُوْقِنًا فِيْ أُصُوْلِهَا وَفُرُوْعِهَا بِكُلِّيَّاتِهَا وَجُزْئِيَّاتِهَا مُجِدًّا فِيْ تَزْكِيَةِ نُفُوْسِهِمْ مُجِدًّا فِيْ تَصْفِيَةِ قُلُوْبِهِمْ وَإِنْ لَمْ يُوْجَدْ إِمَامٌ جَامِعٌ لِهٰذِهِ الصِّفَاتِ لَابُدَّ أَنْ يَكُوْنَ تَقِيًّا مُرْتَاضًا مُكَاشِفًا سَيَّارًا فِي الْمَلَكُوْتِ شَاهِدًا طَيَّارًا فِي الْجَبَرُوْتِ فَانِيًا فِي اللّٰهِ بَاقِيًا بِاللّٰهِ عَالِمًا بِآدَابِ الطَّرِيْقَةِ وَقَوَانِيْنِ الْأَرْبَعِيْنَ وَتَرْبِيَةِ السَّالِكِيْنَ وَتَعْبِيْرَاتِ الْوَاقِعَاتِ مُجَازًا فِيْ أَخْذِ الْبَيْعَةِ وَتَلْقِيْنِ الذِّكْرِ وَإِرْشَادِ الطَّالِبِيْنَ مِنْ مُرْشِدٍ كَامِلٍ هٰكَذَا يَجِبُ أَنْ يَكُوْنَ مُتَّصِلًا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِلَا انْفِصَامٍ وَلَوْ كَانَ ذٰلِكَ الْإِمَامُ أُمِّيًّا وَلَمْ يَكُنْ قُرَشِيًّا أَوْ هَاشِمِيًّا أَوْ عَلَوِيًّا لَا بَأْسَ بِهِ لِأَنَّ نِسْبَتَهُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بَاطِنَةٌ وَهُوَ وَلَدُهُ مِنَ النُّطْفَةِ الْقَلْبِيَّةِ وَالْحَقِيْقِيَّةِ لَا الصُّلْبِيَّةِ . وَمَا قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ «كُلُّ تَقِيٍّ آلِيْ» إِشَارَةٌ إِلَى هٰذَا التَّقِيِّ .

وَكَمَا أَنَّ شَرَائِطَ وُجُوْبِ الْجِهَادِ الْأَصْغَرِ الْإِسْلَامُ وَالْبُلُوْغُ وَالْعَقْلُ وَالْحُرِّيَّةُ وَالذُّكُوْرَةُ وَأَنْ لَا يَكُوْنَ هِمًّا وَلَا مُقْعَدًا وَلَا أَعْمٰى وَلَا أَشَلَّ وَلَا مَرِيْضًا يَعْجِزُ عَنْهُ هٰكَذَا شَرَائِطُ وُجُوْبِ الْجِهَادِ الْأَكْبَرِ الْإِرَادَةُ وَبُلُوْغُ السِّنِّ إِلَى عِشْرِيْنَ سَنَةً وَمَعْرِفَةُ إِمَامٍ مُرْشِدٍ وَالْإِنَابَةُ وَعُلُوُّ الْهِمَّةِ وَأَنْ لَا يَكُوْنَ كَبِيْرَ السِّنِّ بِحَيْثُ لَا يُطِيْقُ الْمُجَاهَدَةَ

وَلَا مُقَيَّدًا بِتَقْلِيدٍ بِعَيْنِهِ وَلَا مُنْكِرَ طَرِيقَةِ السَّالِكِينَ وَلَا مُخْتَلَّ الدِّمَاغِ وَلَا مُعْتَرِضًا عَلَى الْمُرْشِدِينَ وَفِي الْجِهَادِ مَنِ اجْتَمَعَتْ شَرَائِطُ الْوُجُوبِ فِيهِ وَوَجَدَ إِمَامًا وَدَعَاهُ وَلَمْ يُجَاهِدْ بِنَفْسِهِ أَوْ بِمَالِهِ أَوْ بِكِلَيْهِمَا أَوْ بِنَائِبِهِ فَقَدْ عَصَى إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ شَوْكَةٌ وَبَغَى إِنْ كَانَ لَهُ شَوْكَةٌ وَالنَّائِبُ مَنِ اسْتَنَابَهُ وَهَيَّأَ لَهُ الْمَأْكُولَ وَالْمَلْبُوسَ وَالْأَسْلِحَةَ وَالْمَرْكُوبَ إِنْ كَانَ فَارِسًا وَمَا يَحْتَاجُ إِلَيْهِ وَيَجُوزُ ذَلِكَ فِي الْعَجْزِ أَبَدًا وَفِي الْقُدْرَةِ إِنْ قَبِلَهُ الْإِمَامُ أَوْ مَنْ يَنُوبُ مَنَابَهُ فَيَجِبُ عَلَى الْإِمَامِ أَوْ مَنْ يَنُوبُ مَنَابَهُ دَعْوَتُهُ إِنْ قَبِلَ فَقَدْ فَازَ وَإِنْ لَمْ يَقْبَلْ فَوَجَبَ عَلَى الْإِمَامِ مَنْعُهُ بِالْحَبْسِ أَوْ بِالْقَتْلِ أَوْ بِغَيْرِهِمَا فَيَخْتَارُ الْإِمَامُ فِيمَا فِيهِ مَصْلَحَةُ الْإِسْلَامِ وَلَا يُفْضِي إِلَى مَفْسَدَةٍ وَإِنْ لَمْ يُوجَدْ إِمَامٌ وَلَكِنْ مَرْجِعٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يُرِيدُ مُحَارَبَةَ الْكُفَّارِ يَجُوزُ بَلْ يَجِبُ الْجِهَادُ لِمَنِ اتَّصَفَ بِشَرَائِطِ الْوُجُوبِ مَعَ وُجُودِ الْإِمَامِ. وَأَمَّا الْجِهَادُ الْأَكْبَرُ فَلَا يَجُوزُ إِلَّا فِي حَضْرَةِ مُرْشِدٍ وَمَنِ ارْتَكَبَ الْمُجَاهَدَةَ بِلَا مُرْشِدٍ فَقَدْ ضَلَّ وَغَوَى،

وَالْجِهَادُ الْأَصْغَرُ فَرْضٌ عَلَى الْكِفَايَةِ يَكْفِي إِذَا اشْتَغَلَتْ طَائِفَةٌ بِهِ اسْتَغْنَى الْبَاقِي عَنِ الْجِهَادِ۔

جہاد کا بیان:

فرمان الٰہی ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ الآیہ۔ اے نبیؐ! کافروں اور منافقوں کے خلاف جہاد کرو۔ اُن کے خلاف سخت رویہ اختیار کرو۔ اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے اور دوزخ تو بڑا برا ٹھکانا ہے۔ نیز ارشاد خداوندی ہے۔

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا، الآیہ: جو لوگ ہماری رضا جوئی کی خاطر جہاد کرتے ہیں۔ ہم اُن کو ضرور اپنی راہوں پہ لگا دیتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اللہ پاک نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔ نیز ارشاد رب العزت ہے۔

اَلَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الآیہ۔ جو لوگ ایمان لائے اُنہوں نے

ہجرت کی، خدا کی راہ میں اپنے مال و اسباب اور جانیں دے کر جہاد کیا۔ وہ خداوند عالم کے ہاں بہت بڑے درجے کے حامل لوگ ہیں اور صرف وہی لوگ کامیاب ہیں۔

قرآن پاک میں اس قسم کی آیات تمام دیگر عبادتوں کی نسبت زیادہ ہیں۔

اقسام جہاد کا مسئلہ

آگاہ رہے کہ جہاد کی دو قسمیں ہیں (۱) بڑا جہاد (۲) چھوٹا جہاد۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ خیبر سے واپسی کے موقع پر ارشاد فرمایا رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹ آئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ یارسول اللہؐ بڑا جہاد کیا ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ نفس سے جہاد کرنا بڑا جہاد ہے۔ تیرا سب سے خطرناک دشمن تیرا وہ نفس امارہ ہے جو تیرے پہلوؤں کے درمیان پوشیدہ ہے۔

دونوں کے دونوں جہاد مردوں کا فن ہے۔ بڑا جہاد باطنی احوال کے حامل مردوں کا فن ہے اور چھوٹا جہاد ظاہری احوال کے حامل مردوں کا فن ہے۔ جو مرد احوال ظاہر اور احوال باطن دونوں کا حامل ہو تو پھر دونوں جہاد اس کے حق میں فن ہیں۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔ اِنَّ لِيْ حِرْفَتَيْنِ مَنْ اَحَبَّهُمَا فَقَدْ اَحَبَّنِيْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِيْ اَلْفَقْرُ وَالْجِهَادُ، تحقیق میرے دو فن ہیں۔ جو ان دونوں سے محبت رکھے تو گویا اس نے میرے ساتھ محبت رکھی اور جس نے ان دونوں سے عداوت کی تو گویا اُس نے مجھ سے بغض رکھا۔ ایک فن فقر حقیقی ہے۔ دوسرا جہاد۔ مطلب یہ ہے کہ جہاد اکبر اور جہاد اصغر۔

دونوں کے دونوں جہاد کے لئے ایک ایسے امام کا ہونا ضروری ہے جو مرد ہو، آزاد ہو، بالغ ہو عقلمند ہو، مسلمان ہو صاحب عدل ہو۔ علم والا ہو، بہادر ہو۔ سخاوت والا ہو، پرہیزگار ہو، صرف قریشی ہاشمی، علوی ہو بلکہ فاطمی ہو، چھوٹے جہاد کی انجام دہی کے لئے اوصاف امام کی یہی صورتیں ہیں ہیں۔

بڑے جہاد کے لئے کیسا امام ہو:

بڑے جہاد کی انجام دہی کے لئے چاہیئے کہ امام کوئی ایسا ولی ہو جو ولایت کے مقامات میں کمال درجے پر فائز ہو جیسے دل کے سات کیفیاتی طور طریقے، مختلف غیبی روشنیاں، احوال کشف، احوالِ مشاہدہ، احوالِ معائنہ اور روحانی تجلیاں

جو آثار و افعال صفات الٰہیہ اور مظاہر ذاتِ حق سے وابستہ ہیں۔ اور جملہ تجلیات حق۔ وہ امام عالم لاہوت میں فنا ہونے والا ہو۔ عالم جبروت میں باقی رہنے والا ہو۔ جملہ مظاہر کلیہ کا حامل ہو۔ معرفت والا ہو۔ پکا موحد ہو۔ جملہ اشیاء کی حقیقتوں کی تحقیق کرنے والا ہو۔ جملہ احوال کا معائنہ کرنے والا ہو صرف کانوں سے سننے پر قناعت کرنے والا نہ ہو۔ ہدایت کرنے والا ہو۔ روحانی راہوں پر چلنے والوں کو صحیح خدمت، صحیح عزلت، صحیح خلوت نشینی، صحیح صحبت اور اُن کے احوال کے مناسب جملہ سیاسی مصلحتوں اور ریاضتوں کے ذریعے سے درجۂ کمال کو پہنچانے والا ہو۔ سالکین کے اخلاق کو پاکیزہ رکھنے میں اُن کا حکیم ہو۔ سالکین کی بود و باش اور خلقت کو درست رکھنے کے لئے وہ اُن کا ڈاکٹر ہو۔ شریعت کا مجتہد ہو۔ طریقت کا مجاہد ہو۔ علم الیقین۔ عین الیقین اور حق الیقین کی صورتوں میں حقیقت تک رسائی پانے والا ہو۔ اِن علوم کے اصول و فروع۔ کلیات اور جزئیات پر یقین رکھنے والا ہو۔ سالکین کے تزکیہ نفوس کے لئے کوشاں رہنے والا ہو اور اُن کی قلبی صفائی کے معاملے میں اُن کا مددگار ہو۔

اگر ان تمام اوصاف کا جامع امام نہ پایا جاتا ہو تو جہادِ اکبر کی انجام دہی کے لئے ضروری ہے کہ امام پرہیزگار ہو۔ ریاضت کرنے والا ہو۔ عالم جبروت میں پرواز کرنے والا ہو۔ خدا کی یکسوئی میں فنا ہونے والا ہو۔ خدا ہی کے تصور کے ساتھ باقی رہنے والا ہو، طریقت کے آداب، چلہ کشی کے قوانین، سالکین کی تربیت اور واقعات کی تعبیروں کا خوب جاننے والا ہو اور کسی کامل مرشد کی طرف سے بیعت لینے، ذکرِ الٰہی کی تلقین کرنے اور طالبانِ راہِ حق کو ہدایت کرنے کا اجازت یافتہ ہو۔ اس طرح سے واجب ہے کہ اس امام کا سلسلہ کسی قسم کے انقطاع کے بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتا ہو اگر ایسا امام کوئی اُمتی ہو، قریشی، ہاشمی یا علوی وغیرہ نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی نسبت باطنی ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صلبی نطفے سے نہیں بلکہ حقیقی معنوں میں دل کے نطفے سے جنا ہوا فرزند ہے۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان کہ "کُلُّ تَقِیٍّ آلِیْ" ہر پرہیزگار شخص میری آل میں داخل ہے۔ وہ اسی پرہیزگار کی طرف اشارہ ہے۔

شرائط کا مسئلہ:

جس طرح سے جہادِ اصغر کے واجب ہونے کی شرطیں، مسلمان ہونا، بالغ ہونا، عاقل ہونا، آزاد ہونا مرد کا ہونا۔ انتہائی کمزور و بڑھاپہ نہ ہو۔ اپاہج نہ ہونا۔ اندھا نہ ہونا، شل شدہ اعضاء والا نہ ہونا! در جہاد کرنے سے عاجز آنے والا بیمار کا نہ ہونا ہیں۔ اسی طرح سے جہادِ اکبر کے واجب ہونے کی شرطیں، پکا ارادہ کرنا۔ عمر کا بیس سال کو پہنچنا۔

کسی مرشد امام کی پہچان، توبہ کرنا، ہمت کی بلندی، ایسا عمر رسیدہ نہ ہو جو ریاضت و مجاہدہ کی طاقت نہ رکھے۔ کسی معین فرد کی تقلید میں بندہ نہ ہونا، طریقت سالکین کا منکر نہ ہونا۔ دماغ کا مخل نہ ہونا اور مرشدین پر اعتراض کرنے والا نہ ہونا ہیں۔

دونوں جہاد کی بجا آوری کے لئے جس شخص کے اندر ان کے واجب ہونے کی شرطیں یکجا ہوں۔ وہ کسی امام کو پالے، وہ امام اُس کو جہاد کی دعوت دے اور وہ خود اپنے طور پر، یا مال دے کر یا دونوں صورتوں میں یا اپنا کوئی جانشین بھیج کر جہاد نہ کرے تو وہ گنہگار ہوگا بشرطیکہ اس کے پاس کچھ اقتدار نہ ہو۔ اُس کے پاس اقتدار ہو تو اس صورت میں وہ باغی بن جائے گا۔

نائب وہ شخص ہے جس کو کوئی اپنا جانشین بنائے۔ اس کے لئے کھانے کی چیزیں پہننے کے کپڑے ہتھیار اور سواری فراہم کرے۔ بشرطیکہ نائب سوار ہونے والا ہو۔ نیز ضرورت کی ہر چیز مہیا کرے۔ کسی کو نائب بنانا کسی کے خود عاجز آنے کی صورت میں ہمیشہ جائز ہے۔ خود کو جہاد کی قدرت حاصل ہونے کی صورت میں بھی نائب بنانا جائز ہے۔ بشرطیکہ امام یا نائب امام کسی کی جانشینی کو قبول کرے۔ چنانچہ امام کے لئے ایسے آدمی کو جہاد کی دعوت دینا واجب ہے۔ اگر وہ اس دعوت کو قبول کرے تو کامیاب ہے، اگر وہ دعوت جہاد کو قبول نہ کرے تو امام کے ذمے اس کو محبوس کرنے یا قتل کرنے یا اُن کے علاوہ کسی اور صورت سے باز رکھنا واجب ہے۔ چنانچہ امام کو ان صورتوں میں کارروائی کرنے کا اختیار حاصل ہے جن میں اسلام کا مفاد ہو اور وہ کارروائی لوگوں کو کسی فساد خیزی کی طرف نہ لے جائے۔

بادشاہ کا مسئلہ :

اگر امام نہ پایا جاتا ہو لیکن مسلمانوں کا کوئی ایسا بادشاہ موجود ہو جو کافروں سے برسر پیکار ہونا چاہتا ہو تو اس کے لئے جہاد کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ ایسے بادشاہ کے ساتھ مل کر کافروں سے جنگ کرنا ہر اس فرد کے لئے لازماً مسنون ہے۔ جو امام کی موجودگی میں جہاد واجب ہونے کی شرطوں کا حامل ہو۔

جہاد اکبر کا مسئلہ :

جہاد اکبر کا معاملہ صرف کسی مرشد کامل کی حضوری ہی میں جائز ہو سکتا ہے۔ جو کوئی بھی کسی مرشد کامل کی حضوری

کے بغیر ریاضت و مجاہدہ کا ارتکاب کرے وہ گمراہ ہوگا اور مقصد سے بھٹک جائے گا۔

جہاد اصغر کا مسئلہ:

جہاد اصغر فرض کفایہ ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ اگر ایک گروہ اس جہاد کے کام میں لگ جائے تو دوسرے لوگ اس سے مستغنی ہو جاتے ہیں۔

اَمَّا الَّذِیْنَ یَجِبُ جِهَادُهُمْ فَهُمْ عَبَدَةُ الْاَصْنَامِ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ وَالْمَجُوْسِ وَالْیَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی وَالصَّابِئِیْنَ مِنَ الْكَافِرِیْنَ وَالْبُغَاةُ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَمَّا عَبَدَةُ الْاَصْنَامِ فَوَجَبَتْ دَعْوَتُهُمْ اَوَّلًا اِلَى الْاِسْلَامِ فَاِنِ امْتَنَعُوْا مِنَ الشِّرْكِ حَصَلَ الْمَرَامُ وَاِنْ لَمْ یَمْتَنِعُوْا وَجَبَ قَتْلُهُمْ وَقِتَالُهُمْ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ فَیَنْبَغِیْ اَنْ یُبْدَأَ الْقِتَالُ بِالْاَشَدِّ ضَرَرًا لِلْمُسْلِمِیْنَ وَلَوْ كَانُوْا اَبْعَدَهُمْ وَاِنْ لَمْ تَسْتَطِیْعُوْا جَازَ الْمُدَاهَنَةُ عَلٰى طِبْقِ لَكُمْ دِیْنُكُمْ وَلِیَ دِیْنِ حَتّٰى تَسْتَطِیْعُوْا فَاِذَنْ قَاتِلُوا الْمُشْرِكِیْنَ كَافَّةً وَلَا تَكُوْنُ مُهْلَتُهُمْ لِلدَّوَامِ اِلَّا فِیْ اَیَّامٍ مُعَیَّنَةٍ بِمَصْلَحَةِ الْاِسْلَامِ وَاَمَّا اَهْلُ الْكِتَابِ اَوْ مَنْ لَهٗ شِبْهَةُ كِتَابٍ فَوَجَبَتْ دَعْوَتُهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ اَوْ اِلٰى قَبُوْلِ الْجِزْیَةِ قَبْلَ ثَمَانِ مِائَةِ سَنَةٍ شَمْسِیَّةٍ مِنَ الْهِجْرَةِ وَاَمَّا بَعْدَ هٰذَا التَّارِیْخِ فَحُكْمُهُمْ حُكْمُ الْمُشْرِكِیْنَ فَیَجِبُ قَتْلُهُمْ وَمُقَاتَلَتُهُمْ اِنْ كَانُوْا عَلٰى ضِعْفٍ اَوْ اَقَلَّ مِنَ الضِّعْفِ وَلَوْ اِزْدَادُوْا بِنَفَرٍ اِیَجُوْزُ الْفِرَارُ وَاِنْ لَمْ یَزْدَادُوْا فَیَحْرُمُ عَلَى الْمُصَابَرَةِ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِقِتَالٍ اَوْ مُتَحَیِّزًا اِلٰى فِئَةٍ۔

وَلَوْ صِرْتُمْ غَالِبِیْنَ فَلَا یَجُوْزُ قَتْلُ الصِّبْیَانِ وَالنِّسْوَانِ وَالْخُنْثٰی وَالْمَجْنُوْنِ وَالْهِمِّ وَالْاَعْمٰی وَالزَّمِنِ وَالرَّاهِبِ مَتٰى لَمْ یُقَاتِلُوْا وَلَمْ یُدَبِّرُوْا فِیْ اُمُوْرِ الْاَعْدَاءِ وَیَجُوْزُ مُحَاصَرَتُهُمْ فِی الْقِلَاعِ وَالْبِلَادِ الْمُتَحَصَّنَةِ وَاِحْرَاقُ اَبْنِیَتِهِمْ وَرَمْیُ الْمَنْجَنِیْقِ وَقَطْعُ مَجَارِیْ مِیَاهِهِمْ وَاَشْجَارِهِمْ وَتَسْلِیْطُ الْمَاءِ عَلَیْهِمْ وَكَمِیْنُهُمْ فِی اللَّیَالِیْ وَاَیُّ شَیْءٍ یُرْجٰی مِنْهُ الْفَتْحُ وَالظَّفَرُ۔

وَلَوْ كَانَ فِیْهِمْ مُسْلِمٌ اَسِیْرٌ اَوْ تَاجِرٌ فَلَا تُتْرَكُ هٰذِهِ الْمُهْلِكَاتُ اِنْ لَمْ یُرْجَ الظَّفَرُ اِلَّا بِهَا وَلَوْ تَتَرَّسُوْا بِالنِّسْوَانِ وَالصِّبْیَانِ وَلَمْ یُمْكِنِ الظَّفَرُ اِلَّا بِقَتْلِهِمْ لَا بَاْسَ بِقَتْلِهِمْ وَلَوْ اَمْكَنَ بِوَجْهٍ اٰخَرَ فَالْاِعْرَاضُ عَنْ قَتْلِهِمْ اَوْلٰى۔

وَيَجُوزُ الْمُبَارَزَةُ وَاللَّعِبُ بِالرِّمَاحِ وَالسُّيُوفِ وَعَنْ قِيمَةِ الْخَيْلِ وَغَيْرِهَا بَيْنَ الصَّفَّيْنِ بِإِذْنِ الْإِمَامِ وَبِغَيْرِ إِذْنِهِ لَا يُبَارِزُ وَلَوْ أَسْلَمَ كَافِرٌ قَبْلَ الظَّفَرِ يُعْصَمُ دَمُهُ وَمَالُهُ وَأَوْلَادُهُ الصِّغَارُ لِأَنَّ غَيْرَ الْبَالِغِ تَابِعٌ لِمَنْ أَمِنَ مِنْ أَبَوَيْهِ وَلَوْ أَمِنَ رَقِيقٌ فِي دَارِ الْحَرْبِ صَارَ حُرًّا وَاسْتُرِقَّ النِّسْوَانُ وَالصِّبْيَانُ بِالسَّبْيِ وَأَمَّا الرِّجَالُ الْبَالِغُونَ فَيَخْتَارُ الْإِمَامُ فِي قَتْلِهِمْ وَاسْتِرْقَاقِهِمْ وَإِطْلَاقِهِمْ بِالْمَنِّ وَفِدَائِهِمْ بِالرِّجَالِ إِنْ كَانَ دَخَلَ أَسِيرٌ فِي أَيْدِيهِمْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ أَوْ بِالْمَالِ فَيَنْبَغِي أَنْ يَفْعَلَ مَا فِيهِ مَصْلَحَةُ الْإِسْلَامِ وَيَسْتَوِي فِي السَّبْيِ الْوَثَنِيُّ وَالْكِتَابِيُّ ۔ وَلَا يَجُوزُ الْمُقَاتَلَةُ فِي الْأَشْهُرِ الْحُرُمِ مَعَ مَنْ عَرَفَ حُرْمَتَهَا وَمَعَ مَنْ لَا يَعْرِفُ حُرْمَتَهَا لَا بَأْسَ بِهَا وَيَصِحُّ الْأَمَانُ مِنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِنْ كَانَ بَالِغًا عَاقِلًا مُخْتَارًا لِلْوَاحِدِ مِنْ أَهْلِ الْحَرْبِ أَوِ الْجَمَاعَةِ لَا لِأَهْلِ نَاحِيَةٍ أَوْ بَلْدَةٍ فَإِنَّهُ يَخْتَصُّ بِالْإِمَامِ أَوْ بِنَائِبِهِ وَلَوْ دَخَلَ حَرْبِيٌّ بِطَلَبِ الْأَمَانِ وَلَمْ يَأْمَنْهُ أَحَدٌ وَجَبَ إِيصَالُهُ إِلَى مَأْمَنِهِ مِنْ غَيْرِ تَعَرُّضٍ لِنَفْسِهِ أَوْ لِمَالِهِ أَوْ غَيْرِهِمَا فَلَا يَصِحُّ الْأَمَانُ مِنَ الْكَافِرِ وَلَوْ كَانَ ذِمِّيًّا وَلَا مِنَ الْمَجْنُونِ وَالْأَبْلَهِ وَلَا مِنَ الصَّبِيِّ وَلَوْ كَانَ مُرَاهِقًا وَلَا مِمَّنْ لَا اخْتِيَارَ لَهُ كَالْمُسْلِمِ الْأَسِيرِ فِي أَيْدِي الْكَفَرَةِ أَمَّا إِذَا خَلَصَ مِنَ الْأَسْرِ فَيَصِحُّ أَمَانُهُ ۔ وَلَا يَجُوزُ الْأَمَانُ مَعَ إِمْكَانِ ضَرَرٍ كَالْجَوَاسِيسِ وَغَيْرِهِمْ مِنَ الْخَائِنِينَ وَيَنْبَغِي لِلْإِمَامِ أَنْ لَا يَرُدَّ أَمَانَ الْآمِنِ إِنْ لَمْ يَسْتَشْعِرْ خِيَانَةً أَوْ مَضَرَّةً ۔

ترجمہ: کن لوگوں سے جنگ کی جائے؟

جن لوگوں سے جنگ کرنا واجب ہے وہ یہ ہیں۔ مشرک بت پرست لوگ، آتش پرست لوگ یہودی عیسائی ستارہ پرست کفار اور باغی مسلمان لوگ۔

بت پرستوں کا مسئلہ:

بت پرست لوگوں کو پہلے اسلام کی دعوت دینا واجب ہے۔ اگر وہ لوگ شرک سے باز آجائے تو مقصد حاصل

ہو گیا اور اگر وہ لوگ شرک سے باز نہ آئے تو اُن کو مارنا اور اُن سے بر سر پیکار ہونا واجب ہے بشرطیکہ تم میں طاقت ہو۔ چنانچہ مناسب ہے کہ جنگ کی ابتدا اُن لوگوں سے کی جائے جو مسلمانوں کے لئے زیادہ ضرر رساں ہوں۔ اگرچہ ایسے لوگ زیادہ دُور ہی کیوں نہ ہوں۔ اگر تم میں جنگ کرنے کی طاقت نہ ہو تو پھر لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ کے اصول کے مطابق اُن سے صُلح کرنا جائز ہے یہاں تک کہ تم میں جنگ کرنے کی طاقت پیدا ہو جائے۔ جب ایسا ہو تو تمام مشرکوں سے جنگ کیا کرو۔ امام کے لئے ان کافروں کو مہلت دینے کا معاملہ مفادِ اسلام کی خاطر صرف چند معین دنوں کے واسطے ہو سکتا ہے۔

اہلِ کتاب کا مسئلہ :

اہلِ کتاب۔۔۔۔ اور وہ لوگ جن کے پاس آسمانی کتاب کی مانند کوئی کتاب ہے اُن کو پہلے اسلام کی دعوت دینا یا جزیہ قبول کرنے کا اختیار دینا ہجرت کے بعد سے لے کر ۸ھ سے پہلے تک کے لئے واجب تھا۔ لیکن اس تاریخ کے گذر جانے کے بعد اب اُن اہلِ کتاب کا حکم اور مشرکین کا حکم یکساں ہے۔ چنانچہ اُن کو مار ڈالنا اور اُن سے خوب جنگ کرنا واجب ہے بشرطیکہ وہ تعداد میں مسلمانوں سے دوگنا ہوں یا دوگنے سے کم ہوں اگر وہ لوگ کسی ایک نفر کی وجہ سے تعداد میں دوگنے سے بڑھ جاتے ہوں تو ایسی صورت میں میدانِ جنگ سے راہِ فرار اختیار کرنا جائز ہے اگر وہ لوگ دوگنے سے نہ بڑھ گئے ہوں تو جنگ ہی کرنے کے لئے حکمتی پسپائی اختیار کرنے یا اپنے کسی گروہ میں پناہ گیر ہونے کی صورتوں کے سوا دشمنوں کے مقابلے میں بے صبر ہو کر راہِ فرار اختیار کرنا حرام ہے۔

دشمن پر غلبہ حاصل ہو تو کیا کرے :

اگر تم کو دشمنوں پر غلبہ حاصل ہو تو اُس صورت میں بچوں، عورتوں، ہیجڑے، پاگل، کمزور، بوڑھے، اندھے اپاہج اور راہب حضرات کا قتل کرنا جائز نہیں ہے جبکہ یہ لوگ مسلمانوں کے خلاف جنگ میں حصّہ نہ لیتے ہوں اور نہ ہی دشمنوں کے معاملات کی تدابیر سوچتے ہوں۔ قلعوں اور محفوظ شہروں میں دشمنوں کا گھیراؤ کرنا، اُن کے مکانات کو نذرِ آتش کرنا، منجنیق سے پتھر وغیرہ برسانا، پانی کے ذرائع اور درختوں کو کاٹ ڈالنا۔ اُن پر سیلاب چھوڑنا راتوں کو اُن کے خلاف گھات لگانا اور فتحمندی کی اُمید رکھنے والی ہر ہر کارروائی کو عمل میں لانا جائز ہے۔ اگر دشمنوں

میں کوئی مسلمان قیدی یا کوئی بیوپاری موجود ہو تو پھر بھی ان ہلاکت خیزیوں کو نہیں چھوڑا جائے گا۔ بشرطیکہ ان کاروائیوں کے بغیر فتح کی اُمید نہ کی جاسکتی ہو۔ اگر دشمن عورتوں اور بچوں کو ڈھال کے طور پر استعمال کرے اور فتح حاصل کرنا ان کو قتل کے بغیر ممکن نہ ہو تو اُس صورت میں اُن کو قتل کر دینے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر کسی دوسرے طریقے سے فتح کا حصول ممکن ہو تو ان کے قتل سے روگردانی کرنا بہتر ہے۔ جنگی مشق کرنا۔

امام کی اجازت سے دو گروہوں کے درمیان جنگی مشق کرنا۔ نیزہ بازی کرنا، تلوار چلانے کی مشق کرنا، گھوڑ دوڑ کا مقابلہ کرنا اور ان کے علاوہ دیگر مشقیں جائز ہیں۔ امام کی اجازت کے بغیر ان مشقیہ کاموں میں برکت نہیں ہوتی۔

اگر فتح پانے سے پہلے کوئی کافر اسلام قبول کرے تو اُس کا خون۔ اُس کا مال اور اُس کے چھوٹے چھوٹے بچے محفوظ ہو جائیں گے۔ کیونکہ نابالغ افراد والدین میں سے ایمان لانے والے کے تابع ہوا کرتے ہیں۔ اگر دار الحرب میں کوئی غلام ایمان قبول کرے تو وہ آزاد ہو جائے گا۔

بالغ مردوں کا مسئلہ :

بالغ مردوں کے بارے میں امام کو اُن کے قتل کرنے، اُن کو غلام بنانے، اُن کو بطور احسان آزاد کرنے اور مسلمان مردوں سے اُن کا تبادلہ کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ بشرطیکہ کوئی مسلمان قیدی مرد دشمنوں کے قبضے میں ہو یا امام مال کے بدلے میں اُن کو چھوڑ دے۔ چنانچہ مناسب ہے کہ امام اُن کے ساتھ وہ کاروائی کرے جس میں اسلام کا مفاد ہو۔ گرفتار کرنے کے حکم میں بُت پرست اور اہل کتاب دونوں برابر برابر ہیں۔ حرمت والے مہینوں میں اُن افراد سے جنگ کرنا جائز نہیں جو ان مہینوں کی حرمت کو خوب پہچانتے ہوں۔ جن افراد کو ان مہینوں کی حرمت کی پہچان نہ ہو۔ ان سے ان باحرمت مہینوں میں جنگ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

امن دینے کا مسئلہ :

ہر ایک مسلمان کی طرف سے جنگجو کافروں کے یا ایک گروہ کے کسی بھی فرد کو امن دینا درست ہے۔ بشرطیکہ امن دینے والا مسلمان خود عقلمند ہو، بالغ ہو اور خود مختار ہو۔ مضافات والوں یا کسی شہر والوں کو ہر ایک مسلمان کی طرف سے امن دینا درست نہیں ہے۔ کیونکہ یہ کام تو امام یا نائب امام کے ساتھ خاص ہے۔

اگر کوئی جنگجو کافر امن ملنے کے گمان سے مسلمانوں کے علاقے میں داخل ہو جائے حالانکہ اُس کو کسی

نے بھی امن نہ دیا ہو تو اُس صورت میں اُس کی جان، اُس کے مال یا کسی اور چیز کو ہاتھ لگائے بغیر اُس کو اپنی محفوظ جگہ
تک پہنچانا واجب ہے۔ پس کسی کافر کی طرف سے امن دینا درست نہیں، بچے کی طرف سے امن دینا درست
نہیں اور نہ اُس شخص کی طرف سے امن دینا درست ہے جس کو کوئی اختیار حاصل نہ ہو مثلاً کافروں کے قبضے میں
گرفتار مسلمان قیدی لیکن اگر وہ مسلمان قیدی قید سے چھوٹ جائے تو پھر اُس کی طرف سے بھی امن دینا درست ہو
جائے گا۔ کوئی نقصان پہونچنے کے امکان کے ہونے ہوئے کسی کو امن دینا درست نہیں مثلاً جاسوسی کرنے والے اور
اُن کے علاوہ دیگر خیانت کرنے والے لوگ۔

امام کے لئے مناسب ہے کہ وہ کسی امن دینے والے مسلمان کے امن کو مسترد نہ کرے بہ ہُ پر اسی
خیانت یا بڑے نقصان کا پتہ نہ چلے۔

أَمَّا تَقْسِيمُ الْغَنِيمَةِ وَالْفَيْءِ فَيَجِبُ أَوَّلًا إِخْرَاجُ مَا شَرَطَهُ الْإِمَامُ مِمَّنْ دَعَتْ إِلَى إِعْطَائِهِ
مَصْلَحَةٌ مِنَ الظَّفَرِ وَغَيْرِهِ وَأُجْرَةِ الْحَافِظِ وَالرَّاعِي وَمَا يُرْضَخُ لِمَنْ لَا قِسْمَةَ لَهُ كَالصِّبْيَانِ
وَالنِّسْوَانِ وَالْمَجَانِينِ وَالْكُفَّارِ الْمُعَاوِنِينَ لَكُمْ ثُمَّ إِخْرَاجُ الْخُمُسِ فَيُقْسَمُ الْأَرْبَعَةُ أَخْمَاسِهَا
بَيْنَ الْمُقَاتِلَةِ وَمَنْ حَضَرَ الْقِتَالَ لِلْمُعَاضَدَةِ لَكُمْ وَإِنْ لَمْ يُقَاتِلْ بَلْ لِعَارِضٍ بِأَمْرٍ آخَرَ
يَدْخُلُ فِي الْمُقَاتِلَةِ فَلِلرَّاجِلِ سَهْمٌ وَلِلْفَارِسِ سَهْمَانِ إِنْ كَانَ ذَا فَرَسٍ وَثَلَاثَةُ أَسْهُمٍ
إِنْ كَانَ ذَا فَرَسَيْنِ وَلَا يَجُوزُ إِنْ كَانَ لَهُ أَفْرَاسٌ أَكْثَرُ مِنْ ثَلَاثَةِ أَسْهُمٍ لِأَنَّ الْأَفْرَاسَ
إِنْ كَانَتْ بِلَا رُكْبَانٍ فَإِسْرَافٌ وَإِنْ كَانَتْ بِالرُّكْبَانِ فَكُلُّ رَاكِبٍ يَأْخُذُ قِسْمَهُ وَهُوَ سَهْمَانِ
وَيَنْبَغِي لِلْإِمَامِ أَنْ يُعْطِيَ سَلَبَ كُلِّ مَقْتُولٍ لِقَاتِلِهِ مِنَ الْمَلْبُوسِ وَالْأَسْلِحَةِ وَالْخَيْلِ الْمُسْرَجِ
وَغَيْرِهَا قَبْلَ الْقِسْمَةِ فَيُقْسَمُ الْبَاقِي وَلَوْ مَاتُوا فِي الشَّفَقِ تَسَاوَتِ الْمُقَاتِلَةُ فِي الْقِسْمَةِ
وَلَوْ تَبَادَرَتْ سَرِيَّةٌ فَاغْتَنَمُوا فَالْجَيْشُ شُرَكَاؤُهُمْ فِي الْغَنَائِمِ
وَلَا يُشَارِكُهُمْ مَنْ فِي الْبَلَدِ مِنَ الْعَسَاكِرِ وَأَمْوَالُ الْمُسْلِمِينَ وَأَطْفَالُهُمُ الْمَنْهُوبَةُ مِنْ
قَبْلُ لَا تَدْخُلُ فِي الْغَنِيمَةِ وَلَوْ عَرَفَهَا أَوْ وَجَدَهَا مُسْلِمٌ فَوَجَبَ رَدُّهَا إِنْ كَانَ قَبْلَ
الْقِسْمَةِ فَكَانَ كَسَائِرِ الْجَعَائِلِ وَإِنْ كَانَ بَعْدَ الْقِسْمَةِ فَيَرْجِعُ الْغَانِمُ عَلَى الْإِمَامِ بِقِيمَتِهَا
وَلَوْ تَصَرَّفَ الْغَانِمُونَ فِي الْغَنَائِمِ قَبْلَ الْقِسْمَةِ بِمَا يَحْتَاجُونَ إِلَيْهِ مِنَ الْأَطْعِمَةِ وَالْأَشْرِبَةِ
وَالْفَوَاكِهِ وَالتِّبْنِ وَالشَّعِيرِ وَمَا فِي يُسْرِ الْمَعِيشَةِ يَدْخُلُ فَمَعْفُوٌّ عَنْهُمْ وَلَا حَاجَةَ
أَنْ يَرُدُّوهَا إِلَى الْمَغْنَمِ وَلَا ضَمَانَ - وَأَمَّا قِسْمَةُ الْخُمُسِ فَقَدْ ذَكَرْتُهُ مَعَ الْعُشْرِ

فِي بَابِ الزَّكوٰةِ۔

أَمَّا الأَرْضُونَ فَمَا فُتِحَتْ مِنْهَا عُنْوَةً وَلَمْ تَكُنْ مَيْتَةً فَهِيَ لِلْمُسْلِمِينَ كَافَّةً فَيَنْبَغِي أَنْ لَا تُبَاعَ وَلَا تُوهَبَ وَلَا تُمَلَّكَ لِأَحَدٍ عَلَى الْخُصُوصِ وَلَا تُوقَفَ مُعَيَّنَةً وَعَلَى الْإِمَامِ أَنْ يَصْرِفَ مَا حَصَلَ مِنْهَا فِي مَصَالِحِ الْإِسْلَامِ وَمَا كَانَ مِنْهَا مَيْتَةً وَقْتَ فَتْحِهَا فَهُوَ يَخْتَصُّ بِالْإِمَامِ فَلَا يَتَصَرَّفُ فِيهَا إِلَّا بِإِذْنِهِ وَمَا فُتِحَتْ صُلْحاً عَلَى أَنَّهَا لِأَهْلِهَا وَالْجِزْيَةُ فِيهَا فَكَانَتْ بِمَا لِكِيهَا وَلَوِ انْتَقَلَتْ بِالْبَيْعِ أَوْ بِالْهِبَةِ أَوْ غَيْرِهِمَا انْتَقَلَتْ مَا عَلَيْهَا إِلَى مَنْ نُقِلَتْ إِلَيْهِ وَلَوْ أَسْلَمَ أَحَدٌ مَا عَلَى أَرْضِهِ إِلَّا مَا عَلَى أَرْضِ الْمُسْلِمِينَ وَمَا فُتِحَتْ إِسْلَاماً فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَلَى أَرَاضِيهِمْ إِلَّا مَا عَلَى الْمُسْلِمِينَ وَأَرَاضِيهِمْ۔

وَكُلُّ أَرْضٍ مُحَيَّاةٍ خَرِبَتْ فَأَحْيَاهَا غَيْرُ مَالِكِهَا فَعَلَى الْعَامِرِ طَسْقُهَا لَهُ وَأَمَّا الْبُغَاةُ فَيَجِبُ قِتَالُهُمْ عَلَى مَنِ اجْتَمَعَتْ شَرَائِطُ الْوُجُوبِ فِيهِ إِنْ دَعَاهُ الْإِمَامُ أَوْ مَنْ أَمَرَهُ الْإِمَامُ وَيُسْتَحَبُّ الْإِلْحَاحُ فِي دَعْوَتِهِمْ إِلَى الْإِمَامِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَجِيبُوا فَيَجِبُ مُصَابَرَتُهُمْ حَتَّى يَفِيئُوا أَوْ يُقْتَلُوا وَإِنْ كَانُوا أُولِي فِئَةٍ فَأَجْهِزُوا عَلَى جَرِيحِهِمْ وَاتَّبِعُوا مُدْبِرِيهِمْ وَقَتَلُوا أُسَارَاهُمْ وَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُمْ فِئَةٌ فَاقْتَصِرُوا عَلَى كَسْرِهِمْ وَتَفْرِيقِهِمْ وَلَا تَقْتُلُوا جَرِيحَهُمْ وَأُسَارَاهُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مُدْبِرِيهِمْ وَلَا يَجُوزُ اسْتِرْقَاقُ ذُرِّيَّاتِهِمْ وَلَا نِسَائِهِمْ وَلَا أَخْذُ أَمْوَالِهِمُ الَّتِي لَيْسَتْ فِي الْعَسْكَرِ۔

مالِ غنیمت کی تقسیم کا مسئلہ:

مالِ غنیمت اور مالِ فئ کے بٹوارے کی صورت میں پہلے پہل اس مال کو نکال دینا واجب ہے جس پر امام نے اس شخص کو دینے کی شرط رکھی ہو جس کو مال دینے میں فتحمندی وغیرہ کا کوئی فائدہ دیکھے گارڈ اور چرواہے کی اجرتیں نیز مالِ غنیمت میں جن کے لئے کوئی حصہ نہیں ان کو دی جانے والی تھوڑی سی چیز کا نکال دینا واجب ہے مثلاً بچے، عورتیں، پاگل لوگ، تمہارے مددگار کافر لوگ۔ اس کے بعد مال غنیمت سے خمس کا نکال دینا واجب ہے چنانچہ اب مالِ غنیمت کا ۴/۵ حصہ دشمنوں سے جنگ لڑنے والے مجاہدین میں امام تقسیم کرے گا۔

جو کوئی جنگ کے دوران تم کو طاقت پہنچانے کی خاطر موجود ہے اگرچہ وہ جنگ نہ کرے بلکہ کسی اور طریقہ سے مسلمانوں کو تقویت پہنچاتا رہے تو ایسا شخص مال غنیمت کے حقدار مجاہدین میں داخل ہوگا۔ پس پیدل جنگ کرنے والے مجاہد کو ایک حصّہ ملے گا۔ اور سوار مجاہد کو دو حصّے ملیں گے۔ بشرطیکہ وہ گھوڑے کا مالک ہو اگر وہ دو گھوڑوں کا مالک ہو تو اُس صورت میں اُس کو تین حصّے ملیں گے۔ اگر کسی کے پاس کئی گھوڑے ہوں تو اُس صورت میں تین حصوں سے زیادہ دینا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ شہسواروں کے بغیر صرف گھوڑے ہی گھوڑے اسراف کی فہرست میں آتے ہیں۔ اگر گھوڑے سواروں سمیت ہوں تو اُس صورت میں ہر ایک سوار اپنا اپنا حصّہ لیا کرے گا یعنی دو دو حصّے۔

امام کے لئے مناسب ہے کہ وہ مال غنیمت کے بٹوارے سے پہلے ہر مقتول کے سامان کو اُس کے قاتل کو دے دے۔ جیسے کپڑے، ہتھیار، زین دار گھوڑے وغیرہ چنانچہ پھر بقیہ مال کو مجاہدین میں بانٹ دے۔ اگر مجاہدین جنگی کشتیوں میں بیٹھ کر دشمن سے برسرپیکار ہوں تو اُس صورت میں تمام مجاہدین مال غنیمت میں برابر برابر کے حقدار ہوں گے۔ اگر کوئی چھوٹا لشکر دشمن کی طرف پیش قدمی کرے اور اموال غنیمت سے بہرہ مند ہو تو پورا لشکر اموال غنیمت میں اُس چھوٹے سے لشکر کے ساتھ شریک ہوگا۔ اس چھوٹے لشکر میں وہ مجاہدین فوجی لشکر والے شریک نہیں ہو سکیں گے۔ جو شہروں میں ہوتے ہیں۔ فتح حاصل ہونے سے پہلے مسلمانوں کے لئے ہوئے اسباب و مال و بچے مال غنیمت میں داخل نہیں ہو سکتے۔ اگر کوئی مسلمان اُن لٹے ہوئے مال وغیرہ کو پہچان لے یا خود اُن کو پالے تو اُس صورت میں اُس کے ذمے اُن اموال کو واپس کر دینا واجب ہے۔ بشرطیکہ یہ کام مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے ہو۔ چنانچہ واپسی کی صورت میں یہ اموال دیگر تمام فاضل انعامات کے حکم میں ہوں گے۔ اگر واپسی کا معاملہ مال غنیمت کی تقسیم کے بعد ہو تو اس صورت میں غنیمت یافتہ مجاہد اس مال کی قیمت لینے کے لئے امام کی طرف رجوع کرے گا۔

اگر غنیمت پانے والے مجاہدین حضرات مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے اپنی ضروریات کے مطابق کھانے پینے کی چیزیں، میوہ جات، گھاس، جو اور معاشی سہولت میں داخل دیگر چیزیں لینے کی صورت میں اموال غنیمت میں تصرف کرے تو اُن کے لئے ایسا کرنا معاف ہے۔ تصرف میں لائی گئی چیزوں کو مال غنیمت کی جگہ واپس کرنے کی اُس کو کوئی ضرورت نہیں اور اس بارے میں اُن مجاہدین پہ کوئی تاوان عائد نہیں ہوگا۔

خمس کی تقسیم کے مسئلے کو تو باب الزکوٰۃ میں عشر کے ساتھ ساتھ میں نے بیان کیا ہے۔

دشمن کی اراضی کا مسئلہ:

دشمن کی اراضی میں سے جو جو قطعۂ زمین بزور طاقت فتح کیا جائے اور وہ بنجر نہ ہو تو وہ زمین تمام مسلمانوں کی ملکیت ہوگی۔ چنانچہ مناسب یہ ہے کہ ایسی زمین کو نہ فروخت کیا جائے نہ کسی کے لئے ہبہ کیا جائے۔ نہ خصوصی طور پر اُسے کسی ایک فرد کی ملکیت بنائی جائے۔ اور نہ اُس زمین کو معین طور پر وقف کیا جائے۔ امام کے ذمے لازم ہے کہ وہ اس زمین کی پیداوار کو اسلام کے مفادات کی خاطر خرچ کرتا ہے جو زمین فتح حاصل کرتے وقت بنجر ہو تو وہ زمین خاص کر امام کی ملکیت ہوگی لہذا امام کی اجازت کے بغیر کوئی فرد اس زمین میں تصرف نہیں کر سکے گا۔ جو زمین اس صلح پر فتح کی جائے کہ وہ زمین والوں کے پاس رہے گی اور زمین والوں پر اُس زمین کا ٹیکس عائد ہوگا۔ تو اُس صورت میں وہ زمین اُن کے مالکوں کی ملکیت ہوگی۔ اگر اُس زمین کی ملکیت فروخت کرنے یا کسی کو ہبہ کرنے یا دیگر طریقے اختیار کرنے کی صورتوں میں منتقل ہو جائے تو اُس زمین کا ٹیکس اُس شخص کی طرف منتقل ہو جائے گا جس کی طرف وہ زمین منتقل ہوگی۔ اگر کوئی اسلام قبول کرے تو اُس صورت میں اُس کی زمین پر صرف وہی ٹیکس لگے گا۔ جو مسلمانوں کی زمین پر لگایا گیا ہو۔

جو زمین کافروں کے مسلمان ہونے کی حالت میں فتح کی جائے تو نہ اُن پر کوئی چیز عائد ہوگی اور نہ اُن کی زمینوں پہ کوئی ٹیکس عائد ہوگا۔ مگر صرف وہ چیز عائد ہوگی۔ جو مسلمانوں اور مسلمانوں کی زمینوں پر عائد ہوا کرتی ہے۔

آباد کی ہوئی جو زمین ویران ہو جائے اور اُس زمین کے مالک کے سوا کوئی دوسرا اُسے پھر آباد کرے تو اُس صورت میں آباد کرنے والے کے ذمے مالک سابق کے لئے زمین کا مروجہ حصہ دینا لازم ہوگا۔

باغیوں کا مسئلہ:

باغیوں سے برسر پیکار ہونا اُس شخص پر واجب ہے جو جہاد واجب ہونے کی شرطوں کا حامل ہو۔ بشرطیکہ امام اُس کو باغیوں سے جنگ کرنے کے لئے بلائے یا امام کا کوئی مامور شخص باغیوں سے جنگ کرنے کے لئے اُس کو بلائے باغیوں کو امام کی وفاداری کی طرف بلانے کے لئے انتہائی اصرار اور مبالغے سے کام لینا مسنون ہے اگر باغی لوگ اس دعوت کو قبول نہ کرے تو اُن سے برسر پیکار رہنے پر صابر رہنا واجب ہے۔ یہاں تک کہ باغی لوگ

امام کی طرف رجوع کریں یا اُن کو قتل کر دیا جائے۔ اگر باغی لوگ کسی گروہ کی شکل میں ہوں تو اُن کے زخمیوں کا کام تمام کرو۔ اُن کے پسپا ہونے والوں کا تعاقب جاری رکھو۔ اور اُن کے قیدیوں کو مار ڈالو مگر باغیوں کا کوئی گروہ نہ ہو تو اُس صورت میں اُن کی جمعیت توڑنے اور اُن کو تتر بتر کرنے پر اکتفا کرو۔ اُن کے زخمی افراد اور اُن کے قیدیوں کو قتل نہ کرو اور نہ ہی اُن کے پسپا ہونے والوں کا تعاقب کرو۔ باغیوں کے بچوں کو غلام بنانا جائز نہیں نہ اُن کی عورتوں کو کنیز بنانا جائز ہے اور نہ ہی اُن کے اُن مالوں کو لے لینا جائز ہے جو میدانِ جنگ میں موجود نہ ہو۔

بَابُ الامر بالمعروف والنهي عن المنكر

قال الله تعالى

كنتم خير امة اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتؤمنون بالله.

وقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من رأى منكم منكرا فليغيره بيده فإن لم يستطع فبلسانه فإن لم يستطع فبقلبه وذلك أضعف الإيمان، والاحتساب عبارة منهما وهو من أعاظم أصول الدين لأن دعوة الأنبياء نوع تحت جنسه وإرشاد الأولياء نوع منه والجهاد نوع منه بل جنسه يعم الأمور كلها خيرا كان أو شرا وهو فرض على الكفاية لمن يميز المعروف من المنكر ويرتكب المعروف ويجتنب عن المنكر على من يرتكب المنكر ويجتنب عن المعروف فينبغي للمسلم المميز أن لا يقصر فيه وأن يجتنب عن الشوائب النفسانية فيه حتى لا يكون غرضه إلا تعظيما لأمر الله وشفقته على خلق الله وأن لا يجري فيما لا يجتمع عليه الأمة الإسلامية وفيما لا يعرف حقيقته باليقين بل يرجع في تحقيقه إلى عالم رباني عامل صمداني متخلق بالأخلاق الحميدة متبرئ عن الأخلاق الذميمة لا جاهل نفساني عاطل غضباني متقيد بتقييد القشرية متعصب بتقليد الرسمية ولا يجوز ذلك للعامة إلا على العامة في الأمور العامة أما من الأوامر فكالجب

وَالْجَمَاعَاتِ فِي الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوْبَاتِ وَمِنَ النَّوَاهِيْ كَشُرْبِ الْخَمْرِ وَسَائِرِ الْمُنْكَرَاتِ وَمِنَ الْبِدَعِ كَالْمُعْتَزِلَةِ وَالْقَدَرِيَّةِ الْجَهْمِيَّةِ وَسَائِرِ الْفَاحِشَاتِ. أَمَّا مَغْلُوْبُ الْعَقْلِ فَلَوْ تَجِدُ فِيْهِمْ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ بَلْ يَنْبَغِيْ أَنْ يَحْذَرَ مِنْ كَسْرِ قَلْبِهِ وَيَجِبُ أَنْ تُرَاعِيَ الرِّفْقَ وَالْحِكْمَةَ مَعَ مَنْ لَهُ حَيَاءٌ وَتَسْتُرَ حَالَهُ كَمَا يَسْتُرُ حَالَهُ وَمَعَ مَنْ لَا حَيَاءَ لَهُ فَبِالْعَكْسِ سُوْقِيًّا كَانَ أَوْ عَاطِلًا۔ وَكُلُّ سَوَادٍ مِنَ الْبُلْدَانِ وَالْقُرٰى وَالْأَخْشَامِ وَأَرْبَابِ الْخِيَامِ إِنْ لَمْ يَكُنْ فِيْهِ مُحْتَسِبٌ يَأْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ فَعَلٰى جَمِيْعِ الْمُكَلَّفِيْنَ فِيْهِ لِأَنَّهُ فَرْضٌ عَلَى الْكِفَايَةِ عَلَى الْمُمَيِّزِيْنَ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ كَمَا مَضٰى ذِكْرُهُ۔

ترجمہ: نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا بیان:

ارشادِ باری ہے - كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ الآیہ - تم لوگوں کے واسطے وہ بہترین اُمت ہو جو نیکی کا حکم دیتے ہو۔ برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے مَنْ رَأٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ الخ تم میں سے جو کوئی بھی کسی برائی کو دیکھے تو چاہیے کہ اُس برائی کو قوتِ بازو سے نابود کرے۔ اگر ایسا کرنا اُس کی استطاعت سے باہر ہو تو قوت گویائی کے ذریعہ اُسے نابود کرے، اگر یہ بھی اُس کی طاقت سے باہر ہو تو اس صورت میں اپنے دل ہی دل میں اُس کی عداوت باقی رکھا کرے یہ ایمان کا کمزور ترین پہلو ہے۔

احتساب کسے کہتے ہیں:

نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا نام احتساب ہے۔ احتساب دین کے بڑے بڑے اصولوں میں سے ہے۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی دعوتِ جنس احتساب کی ایک ذیلی نوع ہے۔ اولیاء کرام کا ارشاد اسی کی ایک قسم ہے اور جہاد کرنا اسی احتساب کی ایک قسم ہے بلکہ جنس احتساب تو تمام معاملات کو شامل ہے خواہ کوئی نیکی ہو یا بدی۔

احتسابی کام، برائی سے نیکی کا امتیاز کرنے والے، نیکی کرنے والے اور برائی سے پرہیز کرنے والے کے ذمے ہے

افعال کا ارتکاب کرنے والے اور نیکی سے پرہیز کرنے والے کے حق میں فرض کفایہ ہے۔ چنانچہ صاحب تمیز مسلمان کے لئے مناسب ہے کہ وہ احتسابی فریضہ انجام دینے میں کوتاہی نہ کرے۔ اس کام میں تمام نفسی آلائشوں سے پرہیز کرے۔ یہاں تک کہ اُس کا مقصد صرف اور صرف حکم خدا کی عظمت برقرار رکھنا اور خدا کی مخلوقات پر شفقت کرنا بن جائے وہ کسی ایسے مسئلے کے بارے میں رائے زنی کی جسارت نہ کرے۔ جس پر اُمت اسلامیہ کا اتفاق نہ ہو اور نہ ہی وہ کسی ایسے مسئلے کے بارے میں لب کشائی کی جسارت کرے۔ جس کی حقیقت کو وہ یقینی طور پر نہیں پہچان سکتا بلکہ وہ ایسے معاملے کی تحقیق کے سلسلے میں کسی ایسی شخصیت کی طرف رجوع کرے جو عالم ربانی ہو، بے لوث عمل کرنے والا ہو، قابل تعریف اخلاق کا مصداق ہو اور قابل مذمت اخلاق سے بری ہو۔ وہ شخصیت ایسی نہ ہو جو نفسی رجحان کا شکار جاہل ہو۔ کام چور غضبانی ہو۔ ظاہری احوال کی قید میں بند ہو اور رسمی معاملات کی تقلید کرنے کی وجہ سے عصبیت کا شکار ہو۔

عام لوگوں کے ذمے احتسابی فریضہ انجام دینا عام معاملات میں صرف عام لوگوں کے حق میں جائز ہو سکتا ہے۔ عام معاملات میں احکامات کی مثالیں جیسے جمعہ اور تمام فرض نمازوں کی جماعتوں کا قائم کرنا، عام معاملات میں ممنوعات کی مثالیں جیسے شراب نوشی اور دیگر تمام نشہ آور چیزیں۔ عام معاملات میں بدعتوں کی مثالیں جیسے حیرت زدہ بیوقوف کی شکل میں پھرنا۔ قلندر حیدری بن کے پھرنا۔ اور دیگر تمام حیا سوز افعال۔

محرومِ عقل آدمی کا مسئلہ:

بُرے افعال اور بدعتوں کے شکار افراد میں کوئی بے عقل آدمی پایا جائے تو اُس پر کوئی چیز عائد نہیں ہوگی بلکہ مناسب یہ ہے کہ انسان ایسے بے عقل آدمی کی دِل شکنی کرنے سے بالکل بچ کے رہے۔

باحیا آدمی کے ساتھ نرمی اور حکمت عملی کی رعایت برتنا اور اپنی حالت پر پردہ ڈالنے کی طرح اُس کی حالت پر پردہ ڈالنا واجب ہے۔ بے حیا آدمی کے ساتھ اس کے برعکس معاملہ کرنا واجب ہے خواہ وہ بے حیا بازاری آدمی ہو یا کوئی کام چور ــــــ شہروں، دیہاتوں، صحرائی باشندوں اور خیمے والوں کی جس جس آبادی میں کوئی احتسابی فریضہ انجام دینے والا نہ ہو جو لوگوں کو نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے تو ایسی صورت میں آبادی کے تمام کے تمام جند گنہگار ہوں گے۔ کیوں کہ حق اور باطل کے درمیان امتیاز کرنے والے کے ذمہ احتسابی فریضہ کی انجام دہی فرض کفایہ ہے جیسا کہ اس کا بیان گزر چکا۔

بَابُ النِّكَاحِ

قَالَ اللّٰهُ جَلَّ ثَنَاؤُهٗ وَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ ذٰلِكَ اَدْنٰى اَلَّا تَعُوْلُوْا ۚ وَاٰتُوا النِّسَاءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۚ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا ۚ وَقَالَ اَيْضًا وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ ۚ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔ اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِيْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَيْضًا تَنَاكَحُوْا تَنَاسَلُوْا تَكْثُرُوْا فَاِنِّيْ اُبَاهِيْ بِكُمُ الْاُمَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَوْ بِالسِّقْطِ۔

اَلنِّكَاحُ الْمَرْضِيُّ عَلٰى نَوْعَيْنِ وَاجِبٌ وَمُسْتَحَبٌّ وَغَيْرُ الْمَرْضِيِّ عَلٰى نَوْعَيْنِ حَرَامٌ وَمَكْرُوْهٌ۔ اَمَّا الْوَاجِبُ فَلِمَنْ تَاقَتْ نَفْسُهٗ تَوْقَانًا عَظِيْمًا فَخَافَ اَنْ يُفْضِيَ اِلَى الْعَنَتِ وَاَمَّا الْمُسْتَحَبُّ فَلِمَنْ اَرَادَ التَّنَاسُلَ وَلَمْ يَكُنْ بِالْاِضْطِرَارِ بَلْ يَقْدِرُ عَلَى الْاِصْطِبَارِ۔ وَاَمَّا الْحَرَامُ فَلِمَنْ لَا يَقْدِرُ عَلٰى دُخُوْلِ الْبِكْرِ بَلِ الثَّيِّبِ وَالنَّاسُ يَظُنُّوْنَهٗ عِنِّيْنًا فَتَزَوَّجَ حِيْلَةً لِدَفْعِ ظَنِّهِمْ۔ وَاَمَّا الْمَكْرُوْهُ فَلِمَنْ يَقْدِرُ عَلَى الْعُزُوْبَةِ وَالنِّكَاحُ يَمْنَعُهٗ مِنْ طَلَبِ الْعِلْمِ وَالْمَعْرِفَةِ وَصُحْبَةِ مَنْ يُّزَكِّيْ نَفْسَهٗ مِنْ رَذَائِلِ الْاَخْلَاقِ وَيُعِيْنُهٗ عَلَى اسْتِغْرَاقِ الْاَوْقَاتِ فِي الْعِبَادَاتِ فَمَنْ اَرَادَ النِّكَاحَ وَلَمْ يَكُنْ مُضْطَرًّا يَنْبَغِيْ اَنْ

يَطْلُبَ كُفُوًّا .

اَمَّا صِفَاتُ الْكَفَاءَةِ فَمِنْهَا السَّلَامَةُ مِنَ الْعُيُوْبِ الَّتِيْ تُثْبِتُ الْخِيَارَ لَهُمَا فِيْ فَسْخِ النِّكَاحِ كَالْجُذَامِ وَالْبَرَصِ وَالْجُنُوْنِ فِيْهِمَا وَالْعُنَّةِ وَالْجُبِّ فِيْهِ وَالْقَرْنِ وَالرَّتْقِ فِيْهَا وَكُلِّ عَيْبٍ يَسْتَقْبِحُهُ السَّالِمُ مِنْهُ وَمِنْهَا الْحُرِّيَّةُ وَالرِّقُّ وَمِنْهَا النَّسَبُ فِي الشَّرَفِ وَالْحَسَبِ فَغَيْرُ الْقُرَشِيِّ لَيْسَ كُفُوًّا لِلْقُرَشِيَّةِ وَلَا غَيْرُ الْهَاشِمِيِّ لِلْهَاشِمِيَّةِ وَلَا غَيْرُ الْعَلَوِيِّ لِلْعَلَوِيَّةِ وَمِنْهَا الدِّيْنُ فَالْوَثْنِيُّ لَيْسَ كُفُوًّا لِلْمَجُوْسِيَّةِ وَلَا الْمَجُوْسِيُّ لِلْيَهُوْدِيَّةِ وَلَا الْيَهُوْدِيُّ لِلنَّصْرَانِيَّةِ وَلَا النَّصْرَانِيُّ لِلْاِسْلَامِيَّةِ وَمِنْهَا الْعِفَّةُ فَالْفَاسِقُ لَيْسَ كُفُوًّا لِلصَّالِحَةِ وَمِنْهَا الْحِرْفَةُ لِاَنَّ بَعْضَهَا اَخَسُّ مِنْ بَعْضٍ كَالْكِنَاسَةِ وَالْحِجَامَةِ وَخِدْمَةِ الْحَمَّامِ فَاِنَّهَا اَخَسُّ مِنْ حِرَاسَةِ الْمَزْرُوْعَاتِ وَرَعْيِ الْبَهَائِمِ وَهُمَا اَخَسُّ مِنَ الْحِيَاكَةِ وَالْحِيَاكَةُ مِنَ الْخِيَاطَةِ وَهِيَ مِنَ التِّجَارَةِ وَالزِّرَاعَةِ وَهُمَا مِنَ الْعِلْمِ وَالْقَضَاءِ ۔ وَاَمَّا الْمَالُ فَاِنْ تَحَصَّلَ مِنَ الْمَكَاسِبِ الْخَبِيْثَةِ لَا مَدْخَلَ لَهُ فِي الْكَفَاءَةِ وَاِنْ كَانَ مُضْطَرًّا فَمَا تَيَسَّرَ وَلَمْ يَكُنْ مَمْنُوْعًا فِي الشَّرْعِ ۔

ترجمہ: نکاح کا بیان:

اللہ جل شانہ کا فرمان ہے۔

وَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا ! الایہ اگر تم کو یہ اندیشہ لاحق ہو کہ تم یتیموں کے بارے میں عدل و انصاف سے کام نہیں لے سکتے تو پھر اپنی اپنی پسند کی عورتوں میں سے دو۔ دو۔ تین تین یا چار چار سے نکاح کیا کرو۔ اگر تم کو یہ اندیشہ لاحق ہو کہ بیویوں سے مساوات کے طور پر عدل و انصاف قائم نہ رکھ سکو گے تو پھر ایک ہی عورت سے نکاح کرو یا اپنی کنیزوں سے یہ خصوصی رابطہ قائم کرو۔ یہ صورت تمہارے ظلم نہ کرنے کا قریب ترین پہلو ثابت ہو گی۔ عورتوں کو اُن کا مہر بطور عطیہ دے دیا کرو۔ اگر عورتیں ذاتی طور پر بخوشی مہر کا کچھ حصہ تمہارے حق میں بخش دیں تو تم اُسے بڑی سازگاری اور خوشگواری سے کھا لیا کرو۔

نیز ارشاد باری ہے:۔

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ الایہ تم بیواؤں سے اپنا اپنا

نکاح کرو نیز اپنے نیک غلاموں اور کنیزوں کی شادیوں کا انتظام کیا کرو۔ اگر یہ لوگ تنگدست ہوں تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اُن کو تونگری بخشے گا۔ اللہ فراخی عطا کرنے والا اور تمہارے احوال کو خوب جاننے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ۔ نکاح کرنا میرا مسنون طریقہ ہے جو کوئی میرے مسنون طریقہ سے روگردانی کرے وہ مجھ سے (میرے دوستوں میں سے) نہیں۔ نیز فرمان نبوی ہے۔ تَنَاکَحُوْا تَنَاسَلُوْا الخ (لوگو!) تم آپس میں نکاح کیا کرو۔ خوب اولاد پیدا کیا کرو۔ اور کثیر تعداد والے بن جاؤ۔ کیونکہ میں قیامت کے دن دیگر تمام اُمتوں کے آگے تمہاری تعداد پر فخر کروں گا۔ اگرچہ کوئی حمل گرا بچہ ہی کیوں نہ ہو۔

اقسامِ نکاح کا مسئلہ :

پسندیدہ نکاح کی دو قسمیں ہیں (۱) واجبی نکاح (۲) مسنون نکاح

ناپسندیدہ نکاح کی بھی دو قسمیں ہیں (۱) نکاح حرام (۲) نکاحِ مکروہ۔

واجبی نکاح کا مسئلہ :

نکاح کرنا اُس شخص کے لئے واجب ہے جس کا نفس خطرناک حد تک جنسی ہیجان کا شکار ہو اور اُسے اندیشہ ہو کہ کہیں یہ صورت حال اُس کو بدکاری کی طرف نہ لے جائے۔

مسنون نکاح کا مسئلہ :

نکاح کرنا اُس شخص کے لئے مسنون ہے جو اولاد پیدا کرنا چاہتا ہو اُس پر اضطراری حالت طاری نہ ہو۔ بلکہ وہ صبر سے کام لینے پر قدرت رکھتا ہو۔

نکاح حرام کا مسئلہ :

نکاح کرنا اُس شخص کے لئے حرام ہے جو محفوظ کنواری دوشیزہ سے جنسی رابطہ قائم کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ بلکہ وہ بیوہ سے بھی رابطہ قائم نہ کر سکتا ہو لوگ اُسے نامرد خیال کرتے ہوں۔ اور وہ شخص لوگوں کے اس وہم د

گمان کو دور کرنے کے بہلنے سے نکاح کرتا ہو

نکاح مکروہ کا مسئلہ :

نکاح کرنا اُس شخص کے لئے مکروہ ہے جو کنوارے کی حالت میں بچنے پر قادر ہو اور نکاح کرنا اُس کے لئے علم و عرفان کے حصول میں رکاوٹ بن جاتا ہو۔ نیز اُس شخص کی صحبت حاصل کرنے میں بھی اُس کے لئے نکاح رکاوٹ بن جاتا ہو جو اُس کے نفس کو اخلاق کی برائی سے پاکیزہ بناتا ہو اور تمام اوقات کو عبادتوں میں مصروف رکھنے میں اُس کا مددگار بن جاتا ہو ۔

نکاح کی صورت میں کفو (ہمسر) تلاش کرنیکا مسئلہ

پس جو شخص نکاح کرنا چاہتا ہو اور وہ اضطراری حالت کا شکار نہ ہو تو مناسب یہ ہے کہ وہ اپنے لئے کفو (ہمسر) تلاش کرے۔ ہمسری کی صورتیں یہ ہیں :۔

۱۔ (سلامتی) اُن عیبوں سے صحیح سالم ہونا جو دونوں کے لئے نکاح کے فسخ کرنے کا اختیار ثابت کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر جذام کی بیماری، برص کی بیماری اور دیوانگی دونوں کے عیوب ہیں۔ نامرد ہونا اور سر بریدہ آلہ مرد کے عیوب ہیں۔ محل انتفاع میں ہڈی کا نمودار ہونا اور اُس میں کسی پرشے کی رکاوٹ عورت کے عیوب ہیں۔ نیز وہ عیب جس سے صحیح سالم آدمی قباحت محسوس کرتا ہو۔ (دونوں میں عیب شمار ہوگا)

۲۔ آزادی اور غلامی ۔

۳۔ خاندانی شرافتِ نسبی۔ چنانچہ غیر قریشی مرد قریشی عورت کا ہمسر نہیں۔ غیر ہاشمی مرد ہاشمی عورت کا ہمسر نہیں اور غیر علوی مرد علوی عورت کا ہمسر نہیں ۔

۴۔ دین ۔ چنانچہ بت پرست مرد آتش پرست عورت کا ہمسر نہیں۔ آتش پرست مرد یہودی عورت کا ہمسر نہیں۔ یہودی مرد نصرانی عورت کا ہمسر نہیں۔ اور نصرانی مرد مسلمان عورت کا ہمسر نہیں ۔

۵۔ پاکدامنی ۔ چنانچہ فاسق مرد نیکوکار عورت کا ہمسر نہیں ۔

۶۔ ہنر اور پیشہ ۔ یہ اس لئے کہ بعض صنعت و حرفت دوسری بعض کی نسبت گھٹیا درجے کی ہوتی ہیں ۔ مثلاً جھاڑو دینا۔ پچھنے لگانا اور غسل خانے کی نوکری۔ یہ تینوں پیشے کھیتوں کی نگہبانی کرنے اور مویشیاں چرانے کی

نسبت گھٹیا درجے کے ہیں۔ جولاہے کا پیشہ درزی کے پیشے سے گھٹیا درجے کا ہے۔ درزی کا پیشہ بیوپار اور زراعت کی نسبت گھٹیا درجے کا ہے۔ اور بیوپار و زراعت علمی کام کرنے اور قاضی بننے کی نسبت گھٹیا درجے کے پیشے ہیں۔

سرمایہ کا مسئلہ:

اگر سرمایہ کمائی کے گھٹیا اور پست ذرائع سے حاصل ہوا ہو تو ایسے سرمایہ کو ہمسری کے معاملات میں کسی قسم کا عمل دخل حاصل نہیں ہوگا۔

اگر کوئی شخص اضطراری حالت کا شکار ہو تو جیسی بھی صورت حال اس کو میسر ہو جائے اور شریعت میں وہ ممنوع نہ ہو تو وہ اس سے نکاح کرے۔

وينبغي أيضاً أن يحافظ آدابه المسنونة منها أن يصلي ركعتين ويدعو بما يليق به ومنها الخطبة ومنها أن يقع في الليل ومنها التنظيف والتطييب لهما بعد إزالة النتن ومنها ترك أكل المنتن ومنها اختيار وقت مبارك للنكاح من الأنظار المسعودة والبروج الثابتة والبيوت الثابتة إلا العقرب وأن تقوى الزهرة بقوة ذاتية أو عرضية وخلو الأوتاد من النحسين سيما الطالع والسابع وما تيسر في رعاية السعودة ويعتمد على اختياره لا ينبغي أن يتهور فيه لأن النكاح أمر عظيم فيه يندرج أمور الأنبياء والأولياء والملوك والحكماء فلا بد فيه من اختيار السعودة والاجتناب عن النحوسة بقدر الوسع ومنها وضع يده على ناصيتها في بدء الملاقاة بعد النكاح ومنها أن ينظر الرجل قبل النكاح إلى وجه امرأة يريد نكاحها وكفيها ولو نظر إلى شعرها وهو من أرباب السياسة والعفة والتقوى ولم يكن من السفهاء والفسقة لا بأس به۔

ويجوز للرجل النظر إلى جميع أعضاء زوجته حتى العورة وإلى أعضاء محارمه إلا العورة ويجوز للمرأة النظر إلى أعضاء زوجها حتى العورة وإلى أعضاء محارمها إلا العورة ولا يجوز للمرء النظر إلى الأجنبية إلا لحاجة فللطبيب والجراح المعالجين

يجوز النظر إلى عورة الأجنبية ضرورة ولا يجوز للمرأة النظر إلى الأجنبي وإن كان أعمى أو خصيًا ولا يجوز للخصي النظر إلى الأجنبية ولا للأعمى سماع صوت الأجنبية إلا ضرورة ومنها الوليمة عند الزفاف ويجوز النثار في النكاح والزفاف ويجوز أخذ ما ينثر إن كان النثار من أرباب الهمم وأصحاب الكرم وإن كان بالعكس فكان بالعكس ويليق بالأخذ۔

وينبغي أن يجتنب من المكروهات فمنها أن يقع والقمر كان في العقرب أو منحوسًا باجتماع أو استقبال أو مقابلة النحسين أو مقارنتهما۔

أو تربيعهما وأن تكون الزهرة ضعيفة من وبال أو رجعة أو إقامة قبيل الرجعة أو احتراق أو هبوط وأن يكون تحت شعاع وأن يكون الطالع برجًا منقلبًا سيما الحمل والجماع ليلة الخسوف ويوم الكسوف وعند الاستواء والغروب قبل أن يذهب الشفق الأحمر وبعد طلوع الصبح الصادق إلى طلوع الشمس وارتفاعها قدر رمح وفي الليلة الأولى من كل شهر وفي السفر إن لم يكن الماء يحصل بالسهولة وفي الرياح العاصفة وأن يجامع عاريًا وبعد الاحتلام من غير غسل أو وضوء غير حالة أن ينظر إلى الفرج تحت الجماع واستقبال القبلة واستدبارها في هذا الوقت والكلام من غير ضرورة۔

ترجمہ، نکاح کے مسنون آداب:

مناسب یہ ہے کہ آدمی نکاح کے مسنون آداب کی پابندی کرے۔ نکاح کے مسنون آداب یہ ہیں۔

۱۔ دو رکعت نماز ادا کرے۔ اور اپنی حالت کی سزاواری کے مطابق خدا سے دعا مانگے۔

۲۔ خطبۂ نکاح پڑھے۔ خطبہ کا ایک مختصر نمونہ یہ ہے:۔

۳۔ نکاح کرات کو وقوع پذیر ہونا۔
۴۔ بدبُو کو دور کرنے کے بعد دونوں کی صفائی کرنا اور اُن کو خوشبو لگانا۔
۵۔ بدبُودار چیز کا کھانا ترک کرنا۔
۶۔ نکاح کے لیے کسی بابرکت وقت کا انتخاب کرنا مثلاً باسعادت مواقع اور نظریں۔ برج عقرب کے سوا دیگر ثابت خانے والے برجوں میں حلول قمر، زہرہ کو ذاتی یا عرضی قوتوں سے تقویت ملی ہوئی ہو اوتاد کا دو نحس کے حامل سیاروں سے خالی ہونا خاص کر طالع اور سابع کا ان سے خالی ہونا۔ جہاں تک باسعادت مواقع کا لحاظ رکھنا میسّر ہو اور اس کو اختیار کرنے پر آدمی قادر ہو تو اس صورت میں مناسب نہیں ہے کہ اس معاملہ میں کوتاہی کرے۔ کیونکہ نکاح ایک عظیم الشان کام ہے جس میں انبیاء علیہم السلام، اولیائے کرام، بادشاہوں اور حکماء کا ظہور پذیر ہونا مندرج ہے۔ لہٰذا اس معاملے میں کسی باسعادت موقع کا اختیار کرنا اور باعث نحوست موقع سے پرہیز کرنا جہاں تک ہو سکے ضروری ہے۔
۷۔ نکاح کے بعد ابتدائی ملاقات کے موقع پر شوہر کا اپنی بیوی کی پیشانی پر ہاتھ رکھنا۔
۸۔ جس عورت سے نکاح کا ارادہ رکھتا ہو، نکاح سے پہلے آدمی کا اس عورت کے چہرے اور ہاتھوں کو دیکھنا اگر آدمی عورت کے بالوں کو دیکھے جبکہ وہ دیندار، پاکدامن اور پرہیزگار لوگوں میں سے ہو اور وہ بیوقوف اور فاسق لوگوں میں سے نہ ہو تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

نگاہ کے دو متضاد رُخ:

مرد کے لئے اپنی بیوی کے محل انتفاع سمیت تمام اعضاء کو دیکھ لینا اور اپنی محرم عورتوں کے محل انتفاع کے سوا دیگر اعضاء کو دیکھنا جائز ہے۔ عورت کے لئے اپنے شوہر کے قابل ستر مقام سمیت تمام اعضاء کو دیکھنا اور اپنے محرم

لوگوں کے قابلِ ستر مقام کے سوا دیگر تمام اعضا کو دیکھ لینا جائز ہے۔ مرد کے لئے کسی خاص ضرورت کے بغیر اجنبی عورت کو دیکھنا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ اگر ضرورت پڑ جائے تو علاج کرنے والے ڈاکٹر اور سرجن کے لئے عورت کے مخصوص مقام کو دیکھ لینا جائز ہے۔

عورت کے لئے کسی اجنبی مرد کو دیکھنا جائز نہیں ہے اگرچہ وہ اندھا یا خصی مرد ہی کیوں نہ ہو خصی کے لئے اجنبی عورت کو دیکھنا جائز نہیں ہے۔ اور نہ ہی اندھے کے لئے کسی ضرورت کے پڑے بغیر اجنبی عورت کی آواز سننا جائز ہے۔

۹۔ رخصتی کے موقع پر دعوت ولیمہ کا اہتمام کرنا۔ مال نچھاور کرنا: نکاح اور رخصتی کے موقعوں پر جائز ہے نچھاور کئے جانے والے مال کو لے لینا جائز ہے۔ بشرطیکہ مال نچھاور کرنے والا شخص باہمت اور سخی لوگوں میں سے ہو۔ اگر نچھاور کرنے والا اس کے برعکس فرد ہو تو نچھاور کئے ہوئے مال کے لینے کا حکم بھی اس کے برعکس صورت میں ہوگا۔ لے لینے کی وجہ سے آدمی نچھاور کئے گئے مال کا مالک بن جاتا ہے۔

مکروہ امور:

مناسب یہ ہے کہ آدمی نکاح کے بارے میں مکروہ صورتوں سے پرہیز کرے۔ مکروہ صورتیں یہ ہیں۔

(۱) نکاح کا اس وقت وقوع پذیر ہونا جبکہ (ا) چاند برج عقرب میں ہو (ب) یا چاند حالتِ اجتماع یا حالتِ استقبال یا حالتِ مقابلۂ نحسین یا حالتِ مقارنۂ نحسین یا حالتِ تربیع کی صورتوں کے طاری ہونے کی وجہ سے منحوس حالت پہ ہو۔ (ج) زہرہ سیارہ کا حالتِ وبال یا حالتِ رجعت یا حالتِ رجعت سے پھر پہلے حالتِ اقامت یا حالتِ احتراق یا حالتِ ہبوط کے طاری ہونے کی وجہ سے کمزور پہلو میں ہونا (د) چاند کا شعاعِ آفتاب کے نیچے ہونا (س) طالع کا برج منقلب ہونا خاص کر برج حمل کا ہونا۔

(۲) حسب ذیل مواقع میں بیوی سے جنسی رابطہ قائم کرنا۔

۱۔ چاند گرہن کی رات (۲) سورج گرہن کا دن (۳) استوا کا وقت (۴) سُرخ شفق کے دُور ہونے سے پہلے غروبِ آفتاب کا وقت (۵) پو پھٹنے سے لے کر سورج نکلنے اور اس کے ایک نیزے کی مقدار بلند ہونے تک کا وقت (۶) ہر مہینے کی پہلی رات (۷) سفر کی حالت میں ازدواجی رابطہ۔ بشرطیکہ پانی آسانی سے حاصل نہ ہوتا ہو۔ ۸۔ ننگے ہو کر جنسی رابطہ قائم کرنا۔ (۹) احتلام کا شکار ہونے کے بعد غسل کا وضو کے بغیر جنسی رابطہ قائم کرنا (۱۰) کسی تیسرے

شخص کا جنسی رابطہ قائم کرنے والے دونوں کو دیکھنا (۱۱) جنسی رابطہ قائم کرتے وقت محل استمتاع کو دیکھ لینا (۱۲) جنسی رابطہ کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا یا قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھنا (۱۳) کسی ضرورت کے بغیر جنسی خواہش پورا کرتے وقت بات چیت کرنا۔

وَالنِّكَاحُ يَنْعَقِدُ بِالْإِيجَابِ وَالْقَبُولِ وَهُمَا لَفْظَانِ يَدُلَّانِ عَلَى رِضَاهُمَا وَأَصْوَبُ الصِّيَغِ فِيهِمَا النِّكَاحُ وَالتَّزَوُّجُ وَالْإِنْكَاحُ وَالتَّزْوِيجُ وَلَوْ وَقَعَ بِلَفْظٍ آخَرَ يَدُلُّ عَلَى رِضَاهُمَا كَالتَّمَتُّعِ وَالتَّمْلِيكِ وَالْهِبَةِ وَالصَّدَقَةِ صَحَّ وَمَعَانِي هَذِهِ الْأَلْفَاظِ بَاقِيَةٌ كَذَلِكَ اتَّفَقَ عَرَبِيًّا كَانَ أَوْ فَارِسِيًّا أَوْ تُرْكِيًّا أَوْ هِنْدِيًّا أَوْ غَيْرَهَا صَحَّ وَلَكِنْ لَفْظُ الْإِجَارَةِ وَالْإِعَارَةِ مُفْسِدٌ هٰهُنَا وَيَجُوزُ تَقْدِيمُ كُلٍّ مِنْهُمَا عَلَى الْآخَرِ بِصِيغَةِ الْمَاضِي وَالْمُسْتَقْبَلِ مَعَ الْاسْتِفْهَامِ وَالْأَمْرِ مُلْتَمِسٌ تَامٌّ صِيغَةُ الْمَاضِي كَالْأَصْوَبِ لِلتَّحْقِيقِ۔

وَيُكْرَهُ الْخِطْبَةُ عَلَى خِطْبَةِ مُسْلِمٍ بَعْدَ الْإِجَابَةِ إِنْ كَانَ كُفُوًا بَرِيئًا مِنَ الْعُيُوبِ الْبَاعِثَةِ لِلْفَسْخِ وَلَمْ يَكُنْ فَاسِقًا أَوْ مُتَكَاسِلًا فِي الصَّلَاةِ وَالْأَصْوَبُ تَعْيِينُ مَهْرٍ وَبِغَيْرِ تَعْيِينِ الْمَهْرِ صَحَّ النِّكَاحُ وَلَا يَنْحَصِرُ الْمَهْرُ فِي الْقِلَّةِ وَالْكَثْرَةِ عَلَى حَدِّهِ وَمَنْ نَكَحَ امْرَأَةً وَلَمْ يُسَمِّ لَهَا مَهْرًا فَطَلَّقَهَا قَبْلَ الدُّخُولِ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ إِلَّا الْمُتْعَةَ وَهِيَ غَيْرُ مُعَيَّنَةٍ فَإِنْ عَيَّنَهَا الْإِمَامُ أَوِ الْحَاكِمُ بِقَدْرِ حَالِهِمَا فَهِيَ الْمَطْلُوبُ وَإِنْ لَمْ تُعَيَّنْ يَنْبَغِي أَنْ لَا يَنْقُصَ مِنْ ثَلَاثِينَ دِرْهَمًا۔

وَالْمَهْرُ عَلَى نَوْعَيْنِ مُؤَجَّلٌ وَمُعَجَّلٌ أَمَّا الْمُعَجَّلُ فَلَا حَاجَةَ فِيهِ إِلَى اسْتِشْهَادِ أَحَدٍ وَأَمَّا الْمُؤَجَّلُ فَالْوَاجِبُ فِيهِ اسْتِشْهَادُ شَاهِدَيْنِ مِنَ الرِّجَالِ أَوْ رَجُلٍ وَامْرَأَتَيْنِ لِأَنَّهُ كَالدَّيْنِ وَغَيْرِهِ۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوٓا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ إِلٰىٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ ط وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ط وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ج وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا ط فَإِنْ كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ فَإِنْ لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَأَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ

الشهداء ان تضل احدىهما فتذكر احدىهما الاخرى ۚ ولا يأب الشهداء اذا ما
دعوا ۚ ولا تسئموا ان تكتبوه صغيرا او كبيرا الى اجله ۚ ذلكم اقسط عند الله
واقوم للشهادة وادنى الا ترتابوا الا ان تكون تجارة حاضرة تديرونها بينكم
فليس عليكم جناح الا تكتبوها ۚ واشهدوا اذا تبايعتم ۚ ولا يضار كاتب ولا شهيد ۚ وان
تفعلوا فانه فسوق بكم ۚ واتقوا الله ۚ ويعلمكم الله ۚ والله بكل شيء عليم ۚ وان كنتم
على سفر ولم تجدوا كاتبا فرهان مقبوضة ۚ فان امن بعضكم بعضا فليؤد الذي
اؤتمن امانته وليتق الله ربه ۚ ولا تكتموا الشهادة ۚ ومن يكتمها فانه اثم
قلبه ۚ والله بما تعملون عليم ۝

وفي النكاح ما ذكر من الشهود شيئ فمن ذلك يفهم ان النكاح ينعقد بلا شهود ولا ولي لان العاقلة البالغة ولي نفسها واما الجنون والصغر فيوجبان وليا مسلما عاقلا بالغا ۔

اما الاصوب في الاكثر حضور ولي وشاهدين والاعلان والاطعام ورب مقام يقتضي الاخفاء كثيب من نساء الملوك والامراء واكابر الاقوام تريد نكاحا ولا تجد كفوا وتستحيي من الناس او تخاف من الاخوة او لبنين او غيرهم فوجب لها الاخفاء في النكاح من الولي والشهود لتحفظ من العنت ۔ ومن افرط في الاعلان وحضور ولي وشاهدين عقل ان لا يلتبس بالزناء وغفل عن شومية هذه المبالغة فكثر الزناء والفجور وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا ولا شك ان النكاح اذا تيسر بالوجوه الاسهل كثر النكاح وقل السفاح واذا كان بعكسه كان بالعكس ۔

ترجمہ : نکاح کا انعقاد پذیر ہونا :

ایجاب اور قبول سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ ایجاب اور قبول اُن دو لفظوں کے نام ہیں جو مرد اور عورت کی رضامندی پر دلالت کرتے ہیں۔ ایجاب اور قبول کے لئے صحیح ترین صیغے نکاح، تزوج، انکاح اور ترویج کے الفاظ ہیں۔ اگر ایجاب اور قبول مرد اور عورت کی رضامندی پر دلالت کرنے والے دیگر کسی لفظ سے وقوع پذیر

ہو جائے تو درست ہے جیسے تمتع، تملیک، ہبہ اور صدقہ کے الفاظ کسی بھی اتفاقی زبان میں ان الفاظ کے معنوں کا استعمال کرنا درست ہے۔ خواہ وہ زبان عربی ہو یا ہندی یا پہلوی لیکن اجارہ اور اعارہ کے الفاظ ایجاب اور قبول کو فاسد کر دیتے ہیں۔

التماس کرتے ہوئے صیغۂ امر، استفہام کی شکل میں صیغہ مستقبل اور صیغہ ماضی، ان صورتوں میں ایجاب اور قبول میں سے ہر ایک کو دوسرے پر مقدم کرنا جائز ہے۔

منگنی قبول کئے جانے کے بعد کسی مسلمان آدمی کے پیغام نکاح کے خلاف نکاح کا پیغام روانہ کرنا مکروہ ہے۔ بشرطیکہ وہ مسلمان منگیتر ہمسری کا حامل ہو، فسخ نکاح کے باعث بننے والے عیبوں سے پاک ہو اور وہ فاسق نہ ہو یا وہ نماز پڑھنے میں سستی کا مظاہرہ کرنے والا نہ ہو۔

مہر کا مسئلہ :

صحیح ترین صورت کسی مہر کا معین کرنا ہے۔ مہر معین کے بغیر نکاح درست ہو جاتا ہے۔ کم اور زیادہ کے لحاظ سے مہر کا معاملہ کسی اندازے پر منحصر نہیں ہے جو شخص کسی عورت سے نکاح کرے جبکہ اس کے لئے کوئی مہر مقرر نہ کیا ہو اور وہ شخص ازدواجی رابطہ قائم کرنے سے پہلے عورت کو طلاق دے تو اس صورت میں اس شخص کے ذمے عورت کو مالِ متعہ دینے کے سوا اور کوئی چیز لازم نہیں ہوگی۔ مالِ متعہ کی مقدار متعین نہیں ہے۔ اگر عورت کی حالت کے مطابق امام یا حاکم مال متعہ کی مقدار معین کرے تو یہی مطلوب ہے اگر مال متعہ کو معین نہ کیا گیا ہو تو مناسب ہے کہ وہ تیس درہموں سے کم کر کے نہ دے۔

اقسام مہر :

مہر کی دو قسمیں ہیں (۱) موجل (۲) معجل

مہر معجل کی صورت میں کسی کو گواہ بنانے کی کوئی ضرورت نہیں ہوا کرتی۔

مہر موجل کی صورت میں دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ بنانا واجب ہے۔ کیونکہ مہر موجل قرض کی مانند ہے اور قرض کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ ۚ وَلْيَكْتُب بَّيْنَكُمْ

كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ الاٰیہ۔ ایمان والو! جب تم ایک مقررہ مدت تک کے لئے کسی قرض کا معاملہ کرو تو اُسے لکھ لیا کرو۔ چاہیئے کہ تمہارے درمیان ایک لکھنے والا عدل و انصاف سے لکھے۔ کوئی لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کو علم عطا کیا ہے۔ چاہیئے کہ واجب الادا حق کا حامل شخص معاملے کو لکھوائے اپنے پالنہار اللہ سے ڈرے اور اُس حق سے کسی چیز کو کم نہ کرے۔ اگر واجب الادا حق کا حامل شخص بیوقوف ہو یا وہ کمزور ہو یا وہ معاملے کو لکھوانے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اُس کے سرپرست کو عدل وانصاف سے لکھوانا چاہیئے۔ تم اپنے مردوں میں سے دو کو گواہ بناؤ اگر گواہ دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں تمہارے پسندیدہ افراد میں سے قابل گواہ ہیں۔ تاکہ ایک عورت معاملے کو بھول جائے تو دوسری اس کو یاد دلا سکے۔ گواہوں کو جب بھی بلایا جائے اُن کو انکار نہیں کرنا چاہیئے۔ خواہ معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا، ایک مدت تک کے لئے اُسے لکھ لینے سے مت اکتا جانا۔ معاملے کا لکھ رکھنا خدا کے ہاں زیادہ انصاف پسندی ہے گواہی کے حق میں زیادہ صوابدید کا باعث ہے اور تمہارے شک و شبہ نہ کرنے کا نزدیک ترین پہلو ہے۔ اِلّا یہ کہ معاملہ کوئی حاضر بیوپار کا ہو جس کو تم اپنے آپس میں چلاتے ہو اُس صورت میں اُس معاملے کے نہ لکھنے کا تم پر کوئی گناہ عائد نہیں ہوگا۔ جب تم خرید و فروخت کا معاملہ کرو تو اس پہ گواہ قائم کیا کرو چاہیئے کہ کسی لکھنے والے کو نقصان نہ پہنچایا جائے۔ اور نہ کسی گواہ کو ضرر پہنچایا جائے اگر تم ایسا کروگے تو یہ تمہاری بڑی نافرمانی ہوگی۔ اللہ سے ڈرا کرو۔ اللہ تم کو ہر چیز کی تعلیم دیتا ہے اور اللہ پاک ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

اگر تم سفر کی حالت میں ہوں اور تم کسی لکھنے والے کو نہ پاسکو تو قبضہ کیا گیا مالِ رہن باعث وثیقہ ہے اگر تم میں سے کچھ افراد کچھ افراد کے بارے میں بالکل بے خوف ہوں تو امانت دار مرتہن کے لئے دوسرے کی امانت کا ادا کر دینا چاہیئے۔ نیز چاہیئے کہ وہ اپنے رب سے ڈرے۔ تم گواہی کو مت چھپاؤ۔ جو شخص گواہی کو چھپائے وہ دل کا گنہگار ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو خوب جاننے والا ہے۔

نکاح والی آیت میں گواہوں کا کچھ بھی تذکرہ نہیں کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح بلا گواہ اور بلا سرپرست منعقد ہو جاتا ہے۔ کیونکہ عقلمند بالغ عورت کو اپنے نفس کی خود سرپرستی حاصل ہے۔

دیوانہ اور کم سن کا مسئلہ: دیوانگی اور کمسنی، یہ دونوں حالتیں (ہر معاملے میں) کسی ایسے سرپرست

کے موجب بنتی ہیں جو مسلمان ہو، عقلمند ہو اور بالغ ہو۔

صحیح ترین صورت اکثر حالات میں ایک سرپرست اور دو گواہوں کا موجود ہونا۔ نکاح کا اعلان کرنا اور کھانا کھلانا ہے۔ بعض حالات نکاح کو پوشیدہ رکھنے کے متقاضی ہوتے ہیں مثلاً بادشاہوں امیروں اور اکابرین اقوام کی عورتوں میں کوئی بیوہ کسی سے نکاح کا ارادہ کرتی ہو وہ کسی ہمسر کو نہ پاتی ہو یا اس کو اپنے بھائیوں بیٹوں یا اور لوگوں سے خوف لاحق ہو تو اس کے لئے نکاح کے معاملے کو سرپرست اور گواہوں سے پوشیدہ رکھنا واجب ہے تاکہ وہ بدکاری سے محفوظ رہ سکے۔

جو لوگ نکاح کا اعلان کرنے ایک سرپرست اور دو گواہوں کے حاضر رہنے کے معاملے میں حد سے گزر جاتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ نکاح بدکاری کا مشابہ نہ ہو جائے اور وہ اس مبالغہ آمیز حرکت کی شومیت سے غفلت میں پڑے رہتے ہیں تو بدکاری اور خرابیاں بڑھ جاتی ہیں حالانکہ وہ تو یہی خیال کرتے ہیں کہ وہ کوئی اچھا کام کر رہے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ جب نکاح آسان طریقے سے میسر ہو تو نکاح کا معاملہ بڑھ جاتا ہے اور بدکاری کم ہو جاتی ہے۔ اگر معاملہ اس کے برعکس صورت میں ہو تو نتیجہ بھی اس کے برعکس صورت میں نکل آتا ہے۔

أَمَّا اللَّوَاتِي يَحْرُمُ نِكَاحُهُنَّ فَالْأُمَّهَاتُ وَالْجَدَّاتُ وَإِنْ عَلَوْنَ وَالْبِنْتُ وَبَنَاتُهَا وَإِنْ سَفَلْنَ وَبَنَاتُ الْاِبْنِ كَذٰلِكَ وَالْأُخْتُ وَبَنَاتُهَا وَإِنْ سَفَلْنَ وَالْعَمَّةُ وَإِنْ عَلَتْ وَالْخَالَةُ كَذٰلِكَ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَإِنْ سَفَلْنَ وَالْأُمَّهَاتُ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَالْأَخَوَاتُ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَالرَّبَائِبُ بَعْدَ الدُّخُولِ بِأُمَّهَاتِهِنَّ فَلَا يَجُوزُ نِكَاحُهُنَّ إِنْ وَقَعَ الْفِرَاقُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أُمِّهِنَّ

أَمَّا أُمُّ الزَّوْجَةِ فَلَا يَجُوزُ نِكَاحُهَا وَإِنْ لَمْ يَدْخُلْ بِهَا وَحَلَائِلُ الْأَبْنَاءِ لِلْآبَاءِ وَابْنُ الْاِبْنِ كَالْاِبْنِ وَحَلَائِلُ الْآبَاءِ لِلْأَبْنَاءِ (وَأَبُو الْأَبِ كَالْأَبِ أَزْوَاجًا كَانَتْ أَوْ إِمَاءً) وَالْجَمْعُ بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ لَا يَجُوزُ فِي الْحَرَائِرِ وَالْإِمَاءِ وَكَمَا لَا يَجُوزُ الْجَمْعُ بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ لَا يَجُوزُ بَيْنَ امْرَأَةٍ وَعَمَّتِهَا أَوْ خَالَتِهَا وَبَيْنَ كُلِّ ثِنْتَيْنِ لَوْ فُرِضَتْ وَاحِدَةٌ مِنْهُمَا ذَكَرًا لَمْ يَجُزِ النِّكَاحُ بَيْنَهُمَا۔ وَمَنْ عَلَّقَ الْجَوَازَ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا أَوْ خَالَتِهَا بِرِضَاهُمَا عَلَّقَ بِالْمُحَالِ إِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ۔ وَالَّتِي كَانَتْ فِي عِدَّةِ الْغَيْرِ وَذَاتُ الزَّائِدَةِ عَلَى أَرْبَعِ حَرَائِرَ لِلْأَحْرَارِ وَلِلْعَبِيدِ الزَّائِدَةُ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَأَمَّا مِلْكُ الْيَمِينِ فَلَا

يَنْحَصِرُ عَلَى عَدَدٍ وَلٰكِنْ لَا يَجُوْزُ فِي الْإِمَاءِ أَيْضًا الْجَمْعُ بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ وَطْيًا لَا مِلْكًا فَإِنْ أَرَادَ الْمَالِكُ وَطْيَ أُخْتِ الْمَوْطُوْءَةِ وَجَبَ أَنْ يُخْرِجَ الْمَوْطُوْءَةَ مِنْ مِلْكِهِ لِبَيْعٍ أَوْ هِبَةٍ أَوْ عِتْقٍ لِيَحِلَّ لَهُ وَطْيُهَا وَيَحْرُمُ وَطْيُ أُمِّهَا وَبِنْتِهَا أَبَدًا مَعَ أَنَّهُمَا فِي مِلْكِهِ وَلَا يَجُوْزُ وَطْيُ أَمَةِ الْأَبِ لِلْابْنِ وَأَمَةِ الْابْنِ لِلْأَبِ وَلٰكِنْ إِنْ كَانَ الْابْنُ صَغِيْرًا يَجُوْزُ لِلْأَبِ أَنْ يُقَوِّمَ أَمَةَ وَلَدِهِ الصَّغِيْرِ ثُمَّ يَطَأَهَا بِالْمِلْكِ وَلَا يَجُوْزُ أَنْ يَنْكِحَ أَمَتَهُ مِنْ نَفْسِهِ إِلَّا أَنْ يُعْتِقَهَا فَيَنْكِحَهَا وَيَجُوْزُ أَنْ يُنْكِحَهَا مِنْ غَيْرِهِ. وَلَا يَجُوْزُ نِكَاحُ الرَّقِيْقِ إِلَّا بِإِذْنِ سَيِّدِهِ ذَكَرًا كَانَ أَوْ أُنْثٰى وَلَا يَجُوْزُ وَطْيُ أَمَةٍ مُشْتَرَكَةٍ بَيْنَ اثْنَيْنِ أَوْ أَكْثَرَ وَلَا يَجُوْزُ عَقْدُ أَمَةٍ عَلَى حُرَّةٍ وَيَجُوْزُ بِالْعَكْسِ وَلَا يَجُوْزُ نِكَاحُ مُسْلِمَةٍ مِنْ غَيْرِ مُسْلِمٍ - وَكَانَ قَبْلَ انْقِضَاءِ مُدَّةِ مُهْلَةِ أَهْلِ الْكِتَابِ جَوَازُ نِكَاحِ نِسَائِهِمْ لِلْمُسْلِمِيْنَ لَا بِالْعَكْسِ أَمَّا الْآنَ فَلَا يَجُوْزُ نِكَاحُهُنَّ لِأَنَّهُمْ فِي عَدَمِ الْمُهْلَةِ الْيَوْمَ كَالْمُشْرِكِيْنَ فَلَا تُقْبَلُ مِنْهُمُ الْجِزْيَةُ وَيُدْعَوْنَ مُتَجَدِّدًا إِلَى الْإِسْلَامِ إِنْ قَبِلُوْا فَهُوَ الْمَطْلُوْبُ وَإِنْ لَمْ يَقْبَلُوْا فَتَقْتُلُوْهُمْ وَأَمَّا الزَّنَادِقَةُ فَحُكْمُهُمْ حُكْمُ الْمُشْرِكِيْنَ

وَيَجُوْزُ أَنْ يَتَزَوَّجَ الزَّانِي بِالزَّانِيَةِ بَعْدَ أَنْ يَتُوْبَا لِأَنَّ الْحَرَامَ لَا يُحَرِّمُ الْحَلَالَ فِي الْمُصَاهَرَةِ. وَمَا يَحْرُمُ بِالنَّسَبِ يَحْرُمُ بِالرَّضَاعِ إِلَّا فِي مَوَاضِعَ مِنْهَا الَّتِي جُلَّ تَحِلُّ أُخْتُ ابْنِهِ مِنَ الرَّضَاعِ وَلَا تَحِلُّ بِالنَّسَبِ مِنْهَا لِلرَّجُلِ تَحِلُّ أُمُّ أُخْتِهِ وَأَخِيْهِ مِنَ الرَّضَاعِ وَلَا تَحِلُّ بِالنَّسَبِ وَمِنْهَا لِلرَّجُلِ تَحِلُّ أُمُّ عَمِّهِ وَعَمَّتِهِ مِنَ الرَّضَاعِ وَلَا تَحِلُّ بِالنَّسَبِ وَمِنْهَا لِلرَّجُلِ تَحِلُّ أُمُّ خَالِهِ وَخَالَتِهِ مِنَ الرَّضَاعِ وَلَا تَحِلُّ بِالنَّسَبِ وَيَجُوْزُ نِكَاحُ أُخْتِ الْأَخِ نَسَبًا وَرَضَاعًا إِنْ كَانَ الْأَخُ لِأَبٍ وَالْأُخْتُ لِأُمٍّ وَفِي الرَّضَاعِ مَثَلًا مُرْضِعَتُكَ إِنْ أَرْضَعَتْ أَجْنَبِيَّةً يَجُوْزُ نِكَاحُ هٰذِهِ الْأَجْنَبِيَّةِ لِأَخِيْكَ - وَالرَّضَاعُ لَا يَثْبُتُ إِلَّا بِخَمْسٍ أَوْ ثَلَاثِ رَضَعَاتٍ مُتَفَرِّقَاتٍ مُشْبِعَاتٍ وَعَلَامَةُ الشِّبَعِ أَنْ يَتْرُكَ الْمُرْتَضِعُ ثَدْيَ الْمُرْضِعَةِ وَلَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهَا سَرِيْعًا وَلَا يَأْخُذُ الْأُخْرٰى -

ترجمہ: کن کن سے نکاح کرنا حرام ہے:

جن عورتوں سے نکاح کرنا آدمی کے لئے حرام ہے وہ یہ ہیں:۔

۱۔ مائیں اور دادیاں، اگرچہ درجے کے لحاظ سے جتنے اوپر کو چلی جائیں (۲) بیٹی اور بیٹی کی بیٹیاں (نواسیاں) اگرچہ درجے کے لحاظ سے جتنے نیچے کو آئیں (۳) بیٹے کی بیٹیاں (پوتیاں) اگرچہ درجے کے لحاظ سے جتنے نیچے کو آئیں (۴) بہن اور بہن کی بیٹیاں (بھانجیاں) اگرچہ جتنے درجے نیچے کو ہوں (۵) پھوپھی اگرچہ جتنے درجے اوپر کو چلی جائے (۶) خالہ اگرچہ جتنے درجے اوپر کو ہو (۷) بھائی کی بیٹیاں (بھتیجیاں) اگرچہ درجے کے لحاظ سے جتنے نیچے کو ہوں (۸) رضاعی مائیں (۹) رضاعی بہنیں (۱۰) بیویوں کی بیٹیاں جو دوسرے شوہروں سے ہوں اُن کی ماؤں سے جنسی رابطہ قائم کرنے کے بعد زیر پرورش بیٹیاں اُن کی ماؤں کے شوہروں کے حق میں حرام ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ اگر زیر پرورش بیٹیوں کی ماں اور اُس کے شوہر کے درمیان جدائی وقوع پذیر ہو جائے تو اُن کے لئے اُن سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے (۱۱) بیوی کی ماں (ساس) سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ خواہ بیوی سے جنسی رابطہ قائم کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ (۱۲) بیٹوں کی بیویاں (بہو) باپوں کے لئے حرام ہیں۔ بیٹے کا بیٹا (پوتا) بیٹے کے حکم میں ہے۔ (۱۳) باپوں کی بیویاں (سوتیلی مائیں) بیٹوں کے حق میں حرام ہیں۔ باپ کا باپ (دادا) باپ کے حکم میں ہے۔ ان حرام صورتوں میں عورتیں خواہ بیویوں کی شکل میں ہوں یا کنیزوں کی شکل میں (حرام ہونے میں دونوں صورتیں مساوی ہیں)

(۱۴) آزاد عورتیں اور لونڈیاں۔ دونوں صورتوں میں دو بہنوں کو نکاح میں یکجا کرنا جائز نہیں ہے

(۱۵) جس طرح سے دو بہنوں کو نکاح میں یکجا کرنا جائز نہیں اسی طرح سے کسی عورت اور اس کی پھوپھی یا خالہ کو نکاح میں یکجا کرنا جائز نہیں ہے (۱۶) جن دو عورتوں میں سے ایک کو مرد فرض کیا جائے تو اُن کے آپس میں نکاح جائز نہ ہوتا ہو تو ایسی دو عورتوں کو نکاح میں یکجا کرنا جائز نہیں ہے۔ جو شخص کسی عورت اور اُس کی پھوپھی یا خالہ کو نکاح میں یکجا کرنے کے جائز ہونے کو عورت کی رضامندی سے معلق کرے تو اِلّا ماشاء اللہ اُس شخص نے اُس معاملے کو ایک ناممکن چیز سے معلق کیا ہے (۱۷) وہ عورت جو کسی دوسرے کی عدت میں ہو (۱۸) آزاد مردوں کے حق میں چار بیویوں سے زیادہ بیویاں اور غلاموں کے حق میں دو بیویوں سے زیادہ بیویاں۔

زرخرید کنیزوں کا مسئلہ :

مملوکہ کنیزوں کا معاملہ کسی تعداد پر منحصر نہیں ہے لیکن ملکیت میں رکھنے کے لئے نہیں بلکہ جنسی رابطہ قائم کرنے کے لئے دو کنیز بہنوں کو بھی یکجا رکھنا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ اگر آقا اپنی مدخولہ کنیز کی بہن سے جنسی خواہش پوری کرنا چاہے تو اُس کے نفسے فروخت کرے، یا ہبہ کرنے یا آزاد کرنے کی صورتوں میں مدخولہ کنیز کو اپنی ملکیت سے نکال دینا واجب ہے تاکہ اس کے لئے اُس کی بہن سے جنسی رابطہ قائم کرنا حلال ہو جائے۔ اپنی ہی ملکیت ہونے کے باوجود مدخولہ کنیز کی ماں اور بیٹی سے جنسی رابطہ قائم کرنا آقا کے لئے ہمیشہ حرام ہے۔ بیٹے کے لئے اپنے باپ کی لونڈی سے اور باپ کے لئے اپنے بیٹے کی لونڈی سے جنسی رابطہ قائم کرنا جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر بیٹا کمسن ہو تو باپ کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے کمسن بیٹے کی لونڈی کی قیمت لگائے پھر اپنی ہی ملکیت کے طور پر اُس لونڈی سے فطری خواہش کو پورا کرے۔ کسی کا اپنی لونڈی سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ اِلّا یہ کہ وہ لونڈی کو آزاد کردے پھر اُس سے نکاح کرے۔ اپنی لونڈی کا کسی دوسرے سے نکاح کرانا جائز ہے۔

آقا کی اجازت کے بغیر فرد مملوک کے لئے نکاح کا معاملہ جائز نہیں ہے خواہ وہ غلام ہو یا کنیز۔ دو یا دو سے زیادہ افراد کے درمیان مشترک لونڈی سے فطری خواہش کو پورا کرنا جائز نہیں ہے۔ آزاد بیوی کے ہوتے ہوئے لونڈی سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے اور اُس کی الٹی صورت جائز ہے، کسی غیر مسلمان سے مسلمان عورت کا نکاح کرنا جائز نہیں ہے اہل کتاب کو دی گئی مہلت کی مدت کے گزر جانے سے پہلے مسلمانوں کے لئے اُن کی عورتوں سے نکاح کرنا جائز تھا اور مسلمان عورتوں کا اُن سے نکاح جائز نہیں تھا۔

اب اس زمانے میں اہل کتاب کی عورتوں سے مسلمانوں کا نکاح جائز نہیں ہے کیونکہ مہلت کے نہ ہونے کی وجہ سے وہ مشرکین کے حکم میں ہیں۔ چنانچہ اُن سے جزیہ قبول نہیں کیا جاسکے گا اُن کو نئے سرے سے اسلام کی طرف بلایا جائے گا۔ اگر وہ اسلام کو قبول کریں تو یہی ہمارا مقصد ہے۔ اگر وہ اسلام کو قبول نہ کرتے ہوں تو پھر اُن کو موت کی نیند سلادیں۔

زندیقوں کا مسئلہ :

زندیق لوگوں کا حکم وہی ہے جو مشرکین کا حکم ہے۔

زانی اور زانیہ کا مسئلہ :

زانی کا زانیہ سے نکاح کرنا حقیقی معنوں میں دونوں کے توبہ کر لینے کے بعد جائز ہو جاتا ہے۔ کیونکہ سسرالی معاملہ میں حرامکاری حلال کو حرام نہیں بناتی۔

نسبی اور رضاعی رشتے کا باہمی فرق :

نکاح کی جو صورتیں نسبی رشتے کی وجہ سے حرام ہو جاتی ہیں وہی صورتیں رضاعت (دودھ پینے) کی وجہ سے بھی حرام ہو جاتی ہیں مگر رضاعت کی یہ چند صورتیں حرمت سے مستثنیٰ ہیں۔

۱۔ آدمی کے حق میں اپنے بیٹے کی رضاعی بہن بطور نکاح حلال ہے اور نسب کے لحاظ سے یہ صورت حلال نہیں ہو سکتی۔

۲۔ آدمی کے حق میں اپنی بہن اور بھائی کی رضاعی ماں بطور نکاح حلال ہے۔ نسب کے لحاظ سے یہ صورت حلال نہیں ہو سکتی

۳۔ آدمی کے حق میں اپنے چچا اور اپنی پھوپھی کی رضاعی ماں بطور نکاح حلال ہے اور نسب کے لحاظ سے یہ صورت حلال نہیں ہو سکتی۔

۴۔ آدمی کے حق میں اپنے ماموں اور خالہ کی رضاعی ماں بطور نکاح حلال ہے اور نسب کے لحاظ سے یہ صورت حلال نہیں ہو سکتی

جہت شرکت کا تفاوت :

بھائی کی بہن سے نکاح کرنا جائز ہے بشرطیکہ بھائی صرف شریک صلبی ہو (ماں دونوں کی الگ الگ ہو) اور بہن صرف شریک رحمی ہو (باپ دونوں کا الگ الگ ہو)۔

دودھ پینے کے دوران تجھے دودھ پلانے والی عورت کسی اجنبی لڑکی کو دودھ پلا دے تو اس صورت میں تیرے بھائی کا اس اجنبی لڑکی سے نکاح جائز ہے۔

ثبوتِ رضاعت :

سیر ہو کر مختلف نشستوں میں پانچ یا تین مرتبہ دودھ پینے کی صورت میں حرمتِ رضاع ثابت ہو جاتی ہے سیر ہونے کی نشانی یہ ہے کہ شیر خوار بچہ دودھ پلانے والی کی پستان کو چھوڑ دے، جلدی سے اس کی طرف توجہ نہ دے اور دوسری پستان کو نہ پکڑے۔

وَلَا يَنْعَقِدُ النِّكَاحُ إِلَّا بِرِضَاءِ الزَّوْجَيْنِ إِنْ كَانَا بَالِغَيْنِ عَاقِلَيْنِ وَالْوَلِيُّ الْمُجْبِرُ هُوَ الْأَبُ وَإِنْ عَلَا وَيَجُوزُ لَهُ إِجْبَارُ الصَّغِيرِ أَوِ الْمَجْنُونِ مِنْهُمَا وَفِي غَيْرِهِمَا الْإِجْبَارُ مُعَلَّلٌ بِكْرًا كَانَتْ أَوْ ثَيِّبًا وَتَزُولُ الْوِلَايَةُ عَلَى الْمُسْلِمَةِ عَنِ الْآبَاءِ وَالْأَجْدَادِ بِالْكُفْرِ وَهُوَ عَلَى نَوْعَيْنِ إِمَّا زَنْدَقَةٌ وَإِمَّا ارْتِدَادٌ. وَالْمَالِكُ وَالْوَصِيُّ وَالْحَاكِمُ كَانُوا أَوْلِيَاءَ لِلْمَرْأَةِ أَيْضًا وَلَا وِلَايَةَ الرَّحِمِ بِغَيْرِهِمْ كَالْعَاقِلَةِ الْبَالِغَةِ وَلِيُّ أَمْرِهِمَا يَنْبَغِي أَنْ يَسْأَلَ رِضَاهَا. إِنَّمَا بِنُطْقِهَا إِنْ كَانَتْ ثَيِّبًا أَوْ بِضَحِكِهَا أَوْ سُكُوتِهَا مِنْ غَيْرِ حُزْنٍ أَوْ بُكَاءٍ إِنْ كَانَتْ بِكْرًا. فَلَا يَجُوزُ لِأَحَدٍ إِنْكَاحُ الْبِكْرِ الْبَالِغَةِ الْعَاقِلَةِ إِلَّا بِرِضَاهَا وَلَوْ كَانَ أَبًا مُجْبِرًا. وَكُلُّ صَغِيرَةٍ أَنْكَحَهَا أَبُوهَا إِذَا بَلَغَتْ وَلَمْ تَرْضَ فَلَهَا الْخِيَارُ فِي الْفَسْخِ قَبْلَ الدُّخُولِ لَا بَعْدَ الدُّخُولِ لَا الْخِيَارَ لَهَا لِأَنَّ النِّكَاحَ يَتِمُّ بِالدُّخُولِ. إِنْ وَقَعَ الطَّلَاقُ قَبْلَ الدُّخُولِ وَجَبَ نِصْفُ الْمَهْرِ فَعُلِمَ مِنْ ذَلِكَ أَنَّ مُجَرَّدَ الْإِيجَابِ وَالْقَبُولِ كَانَ نِصْفَ النِّكَاحِ وَفِي الْمُطَلَّقَةِ الثَّلَاثِ الَّتِي لَا تَحِلُّ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ لَا يَكْفِي مُجَرَّدُ الْإِيجَابِ وَالْقَبُولِ بِلَا دُخُولٍ فَعُلِمَ مِنَ الدَّلِيلَيْنِ أَنَّ النِّكَاحَ الْكَامِلَ هُوَ الْإِيجَابُ وَالْقَبُولُ وَالدُّخُولُ.

وَفِي الصَّدَاقِ يَجُوزُ أَنْ يُصْدِقَهَا بِتَعْلِيمِ الْقُرْآنِ أَوْ خِدْمَتِهَا مُدَّةً مُعَيَّنَةً وَلَوْ أَصْدَقَهَا عَلَى خَمْرٍ أَوْ نَجِسٍ آخَرَ فَالنِّكَاحُ صَحِيحٌ وَلَهَا أَنْ تُطَالِبَ قِيمَتَهُ أَوْ مَهْرَ الْمِثْلِ

وَنِكَاحُ الشِّغَارِ بَاطِلٌ وَهُوَ أَنْ يَجْعَلَ مَهْرَ كُلٍّ مِنَ امْرَأَتَيْنِ بُضْعَ الْأُخْرَى وَلَوْ جَعَلَ مَهْرَ إِحْدَى الْمَرْأَتَيْنِ بُضْعَ الْأُخْرَى وَلِلْأُخْرَى عَيَّنَ مَهْرًا آخَرَ فَنِكَاحُ الَّتِي عُيِّنَ لَهَا شَيْءٌ آخَرُ صَحِيحٌ. وَيَجُوزُ لِلْمَالِكِ إِجْبَارُ رَقِيقِهِ فِي النِّكَاحِ وَيُكْرَهُ فِي الطَّلَاقِ. وَيُكْرَهُ الْعَزْلُ عَنِ الْحُرَّةِ إِلَّا بِرِضَاهَا وَلَوْ عَزَلَ عَنِ الْأَمَةِ لَمْ يَحْتَجْ إِلَى رِضَاهَا وَالْأَمَةُ عَلَى

نِصْفٌ مِنَ الْحُرَّةِ فِي الْقِسْمَةِ وَالنِّكَاحِ وَالطَّلَاقِ وَالْعِدَّةِ وَإِنْ كَانَ الزَّوْجُ ذَا حُرَّةٍ لَمْ يَجُزْ لَهُ نِكَاحُ أَمَةٍ وَإِنْ كَانَ ذَا أَمَةٍ مَنْكُوحَةٍ جَازَ لَهُ نِكَاحُ حُرَّةٍ فَإِذَا اجْتَمَعَتَا فِيمَا كَانَ لِلْحُرَّةِ كَانَ لِلْأَمَةِ نِصْفُهُ مِنَ النَّفَقَةِ وَقِسْمَةِ اللَّيَالِي وَلِلْأَمَةِ تَطْلِيقَتَانِ وَلِلْحُرَّةِ ثَلَاثٌ وَعِدَّتُهَا نِصْفُ عِدَّتِهَا إِلَّا لَا يَحْتَمِلُ تَنْصِيفَهُ لَا فَرْقَ بَيْنَهُمَا وَلَا يَجُوزُ لِلْعَبْدِ إِلَّا نِكَاحُ حُرَّتَيْنِ أَوْ حُرَّةٍ وَأَمَتَيْنِ۔

ترجمہ: رضامندی کی تاثیر اور سرپرستی :-

مرد اور عورت دونوں کی آپس کی رضامندی ہی سے نکاح منعقد ہوجاتا ہے بشرطیکہ دونوں کے دونوں بالغ اور عقلمند افراد ہوں۔ اختیار جبر کا حامل سرپرست باپ ہی ہوا کرتا ہے۔ اگرچہ وہ درجے کے لحاظ سے جتنے بھی اوپر کا ہو۔ باپ کے لئے دو کمسنوں یا دو پاگلوں کا زبردستی سے نکاح کرانا جائز ہے۔ ان دونوں صورتوں کے سوا دیگر صورتوں میں زبردستی کرنا ظلم و زیادتی ہے خواہ کوئی محفوظ کنواری دوشیزہ ہو یا کوئی بیوہ۔

سرپرستی کا خاتمہ کب ہو :

کافر بننے کی وجہ سے باپوں اور دادوں سے مسلمان عورت کی سرپرستی ختم ہوجاتی ہے۔ کافر بننے کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔ (ا) یا تو آدمی کا زندیق بن جانا (لامذہب) (ب) یا آدمی کا مرتد ہوجانا۔
آقا، وصی اور حاکم بھی عورت کے سرپرست ہوا کرتے ہیں۔ ان کے کاموں کی سرپرستی ان کے بغیر اور کسی کو حاصل نہیں ہے۔ پس عقلمند بالغ عورت کو اپنے نفس کی خود سرپرستی حاصل ہے۔ چنانچہ مناسب ہے کہ اس سے پوچھ لیا جائے تاکہ اُس کی رضامندی معلوم کی جاسکے۔ ایسی عورت کی رضامندی یا تو اُس کے بولنے سے معلوم ہوگی۔ بشرطیکہ وہ عورت کوئی بیوہ ہو۔ اگر وہ کنواری دوشیزہ ہو تو اُس صورت میں اُس کی رضامندی اُس کے ہنس پڑنے یا بغیر کسی رنج و غم یا رونے کے اُس کی خاموشی اختیار کرنے سے حاصل ہوگی۔ پس کسی شخص کے لئے بھی عقلمند بالغ کنواری دوشیزہ کا اُس کی رضامندی کے بغیر نکاح کرانا بالکل جائز نہیں ہے اگرچہ نکاح کرانے والا شخص اختیار جبر کا حامل باپ ہی کیوں نہ ہو۔

کمسن لڑکی کے نکاح کا مسئلہ :

جس کمسن لڑکی کا اس کے باپ نے کسی سے نکاح کرایا ہو۔ جب وہ لڑکی بالغ ہو جائے اور وہ اس نکاح پر راضی و خوشنود نہ ہو تو اُس صورت میں اُس لڑکی کو اپنے ساتھ جنسی رابطہ قائم ہونے سے پہلے نکاح کے فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ جنسی رابطہ قائم ہو جانے کے بعد اُس لڑکی کو کسی قسم کا اختیار حاصل نہ ہوگا۔ کیونکہ جنسی رابطہ کے قائم ہوتے ہی نکاح مکمل ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر جنسی رابطہ قائم ہو جانے سے پہلے طلاق پڑ جائے تو شوہر کے ذمے عورت کے مہر کا نصف حصہ واجب ہو جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صرف ایجاب اور قبول کا معاملہ نکاح کا نصف حصہ ہے۔

ہونے والے کسی دوسرے شوہر سے اپنا نکاح کرنے کے بغیر پہلے شوہر کے لئے حلال نہ ہونے والی تین طلاقیں پڑی ہوئی عورت کے بارے میں جنسی رابطہ قائم کئے بغیر صرف ایجاب اور قبول کا معاملہ کافی نہیں ہوا کرتا۔ لہٰذا دونوں دلیلوں سے معلوم ہوا کہ کامل نکاح تو ایجاب، قبول اور جنسی رابطہ قائم کرنا تینوں کا نام ہے۔

مہر کے بارے میں جائز ہے کہ عورت کو قرآن پڑھانے یا ایک مقررہ مدت تک اُس کی خدمت کرنے کو مہر ٹھہرائے۔ اگر عورت کو شراب یا کسی اور ناپاک چیز کا مہر دے دے تو اُس صورت میں نکاح تو درست ہے تاہم عورت کو ایسی چیز کی قیمت یا مہر مثل کے مطالبے کا حق حاصل ہوگا۔

نکاحِ شغار کا مسئلہ :

نکاحِ شغار باطل ہے۔ نکاحِ شغار کی صورت یہ ہے کہ دو عورتوں میں سے ہر ایک کا مہر دوسری کے محلِ انتفاع کو ٹھہرایا جائے۔ اگر دونوں میں سے ایک کا مہر تو دوسری کے محل انتفاع کو ٹھہرایا جائے۔ اور دوسری کے لئے کوئی اور چیز مہر مقرر کی گئی ہو تو اُس عورت کا نکاح درست ہوگا جس کے لئے کوئی اور چیز مقرر کی گئی ہو۔

آقا کے لئے اپنے فرد مملوک کو نکاح کے معاملے میں مجبور کرنا جائز ہے اور طلاق کے بارے میں اُس کو مجبور کرنا آقا کے لئے مکروہ ہے۔

نامکمل جنسی ملاپ کا مسئلہ: آزاد عورت سے اُس کی رضامندی کے بغیر نامکمل جنسی رابطہ قائم کرنا مکروہ

ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی لونڈی سے نامکمل جنسی ملاپ کرے تو اس کے لئے لونڈی کی رضامندی کی کوئی ضرورت نہیں ہوگی۔

آزادی اور غلامی کی تاثیرات:

آزاد عورت کے مقابلے میں لونڈی کا معاملہ، راتوں کی باریوں، نکاح، طلاق اور عدت گزارنے کی مدتوں میں نصف نصف ہوا کرتا ہے۔ اگر کوئی شوہر آزاد عورت والا ہو۔ تو اُس کے لئے کسی لونڈی سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے اگر وہ منکوحہ لونڈی والا ہو تو اُس کے لئے کسی آزاد عورت سے نکاح کرنا جائز ہے۔ جب آزاد عورت اور لونڈی کسی کے عقد میں یکجا ہوں تو اخراجات اور راتوں کی باری کا جو حصّہ آزاد عورت کو ملے گا۔ لونڈی کو اُس کا آدھا حصّہ ملے گا۔

لونڈی پہ کل دو طلاقیں پڑ سکتی ہیں اور آزاد عورت پہ کل تین طلاقیں پڑ جاتی ہیں۔ لونڈی کی عدت آزاد عورت کی عدت کا نصف حصہ ہے مگر حمل کی صورت مستثنیٰ ہے۔ حمل کے معاملے میں آزاد عورت اور لونڈی میں کوئی فرق نہیں۔ غلام کے لئے تو صرف دو آزاد عورتوں سے یا ایک آزاد عورت اور دو لونڈیوں سے نکاح کرنا جائز ہے۔

وَاَمَّا الْمُعَاشَرَةُ فِى الْاَزْوَاجِ فَلِلزَّوْجِ يَنْبَغِى اَنْ يُعَاشِرَهَا بِحُسْنِ الْخُلُقِ وَتَرْكِ الْغِلْظَةِ اِلَّا لِضَرُوْرَةٍ وَالْاِنْفَاقُ عَلَيْهَا مِنَ الْمَاْكُوْلِ وَالْمَلْبُوْسِ بِقَدْرِ الْاِسْتِطَاعَةِ وَاَنْ لَا يَبْخَلَ وَلَا يَرْتَكِبَ الشَّتْمَ وَالضَّرْبَ فِى صَغَائِرِ الْاُمُوْرِ وَالسَّفَهِ وَاَنْ لَا يُقَصِّرَ فِى تَعَهُّدِ مُرَاعَاتِ الْبَيْتِ وَفِى الْمُضَاجَعَةِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ اَوْ ضَرُوْرَةٍ وَفِى رِعَايَةِ التَّسْوِيَةِ بَيْنَ الْاَزْوَاجِ اِنْ كَانَ ذَا اَزْوَاجٍ حَرَائِرَ وَفِى التَّنْظِيْفِ وَالتَّطْيِيْبِ وَلَا يَلِيْقُ اَنْ يَاْمُرَهَا بِالْكَسْبِ لِنَفْسِهٖ وَيَجِبُ عَلَيْهِ اَنْ يُعَلِّمَهَا مَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْهَا وَيُسْتَحَبُّ لَهٗ اَنْ يُعَلِّمَهَا السَّتْرَ وَالْاٰدَابَ

وَلِلزَّوْجَةِ يَنْبَغِى اَنْ تُطِيْعَهٗ فِى غَيْرِ الْمَعْصِيَةِ وَلَا تُغَارِ مِنْهُ فِى الْمُعَامَلَةِ الْسَيِّئَةِ وَلَا تَمْنَعْهُ مَتٰى اَرَادَهَا مَا اَرَادَ اِلَّا لِعُذْرٍ مَمْنُوْعٍ مَشْرُوْعٍ كَالْحَيْضِ وَالْمَرَضِ وَالْاَوْجَاعِ وَالْاَوْقَاتِ الْمُضَيَّقَةِ لِلصَّلٰوةِ وَغَيْرِهَا وَلَا تَخْرُجَ اِلَّا بِاِذْنِهٖ مِنَ الدَّارِ وَمَا كَانَ فِى حُكْمِ الدَّارِ مِنَ الْخِيَامِ وَالْقُبَّةِ التُّرْكِيَّةِ وَحَوَاشِيْهَا مِنَ الْبُسْتَانِ وَالْمَسْجِدِ اِنْ لَمْ يَكُنْ مِمَّا اَطْلَعَ

عَلَيْهَا غَيْرُ الْمَحَارِمِ وَلَا تُقَصِّرَ فِي التَّنْظِيفِ وَالتَّطْيِيبِ وَلَا تُطَالِبَ مِنْهُ بَعْدَ النَّفَقَةِ الشَّرْعِيَّةِ مَا لَمْ يَسْتَطِعْ وَلَا تَرْتَكِبَ النُّشُوزَ إِنْ لَمْ تَكُنْ مُطَلَّقَةً وَلَا تَكَاسَلَ فِي الْغُسْلِ وَالْوُضُوءِ وَالصَّلَاةِ وَفِيمَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْهَا وَإِنِ ارْتَكَبَتْ مِنْ غَيْرِ ضَرُورَةٍ شَرْعِيَّةٍ لَوَجَبَ عَلَى الزَّوْجِ سِيَاسَتُهَا وَهَجْرُهَا وَضَرْبُهَا تَأْدِيبًا لَهَا وَلَا يَلِيقُ مِنْهَا أَنْ تَقْعُدَ مُعَطَّلَةً فَارِغَةً وَتَشْتَغِلَ بِأَمْرٍ يَلِيقُ بِهَا مِنَ الْأُمُورِ الدِّينِيَّةِ أَوِ الدُّنْيَوِيَّةِ لِأَنَّهَا إِنْ لَمْ تَشْتَغِلْ بِأَمْرٍ ابْتُلِيَتْ بِالْوَسَاوِسِ الشَّيْطَانِيَّةِ وَالْهَوَاجِسِ النَّفْسَانِيَّةِ فَلِذٰلِكَ لَا يَنْبَغِي أَنْ تُعَطِّلَ جَوَارِحَهَا مِنَ الْأُمُورِ إِلَّا لِضَرُورَةٍ كَالْأَمْرَاضِ وَالْأَوْجَاعِ وَغَيْرِهَا۔ وَيَجُوزُ لِلزَّوْجِ أَنْ يَمْشِيَ إِلَى بُيُوتِ نِسَائِهِ أَوْ يَدْعُوَ نِسَاءَهُ إِلَى بَيْتِهِ وَالْمَشْيُ إِلَى بُيُوتِهِنَّ سُنَّةٌ فَلِذٰلِكَ الْمَشْيُ أَوْلَى۔ وَلِلْمَرْأَةِ وِلَايَةٌ أَنْ تَهَبَ لَيْلَهَا لِزَوْجِهَا أَوْ لِوَاحِدَةٍ مِنْ نِسَائِهِ وَيَجُوزُ لَهَا الرُّجُوعُ مِنْ هِبَتِهَا هٰذِهِ۔

وَمَنْ تَزَوَّجَ يُسَنُّ الْإِقَامَةُ عِنْدَهَا سَبْعَ لَيَالٍ إِنْ كَانَتْ بِكْرًا أَوْ ثَلَاثًا إِنْ كَانَتْ ثَيِّبًا وَبَعْدَ هٰذِهِ اللَّيَالِي يُرَاعِي النَّوْبَةَ إِلَّا فِي مَرَضِهِ وَلَوْ تَسَافَرَ مَعَ وَاحِدَةٍ مِنْ نِسَائِهِ لَا قَضَاءَ عَلَيْهِ لِلْبَوَاقِي بَعْدَ أَنْ يُرَاجِعَ مِنْ سَفَرِهِ وَلَهُ الْاِخْتِيَارُ فِي سَفَرِهِ بِكُلِّ وَاحِدَةٍ يُرِيدُهَا وَلَوْ كَانَ بِالْقُرْعَةِ أَوْ بِالنَّوْبَةِ أَوْلَى۔

وَلَوْ دَلَّسَ الزَّوْجُ أَوْ مَنْ قِبَلِهِ فَلِلزَّوْجَةِ خِيَارُ الْفَسْخِ وَمُطَالَبَةِ الْمَهْرِ وَقْتَ الْاِطِّلَاعِ عَلَى التَّدْلِيسِ إِنْ دَخَلَ بِهَا وَإِنْ لَمْ يَدْخُلْ وَلَوْ دَلَّسَتِ الزَّوْجَةُ أَوْ مَنْ قِبَلِهَا فَلِلزَّوْجِ خِيَارُ الْفَسْخِ وَالْإِمْسَاكِ وَأَنْ يَنْقُصَ مِنَ الْمَهْرِ مَا زَادَ عَلَى الْقَائِمَا وَلَوْ شُرِطَ فِي نِكَاحِ الصَّغِيرَةِ أَوِ الضَّعِيفَةِ أَنْ لَا يَفْتَضَّهَا لَزِمَ الشَّرْطُ وَلَوْ أَذِنَتْ بَعْدَ ذٰلِكَ جَازَ۔ وَمَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلَى مَهْرٍ مُعَيَّنٍ وَهِيَ قَبَضَتْ مَهْرَهَا ثُمَّ وَقَعَ الْفِرَاقُ قَبْلَ الدُّخُولِ فَلَهُ أَنْ يَرْجِعَ إِلَيْهَا بِنِصْفِ الْمَهْرِ وَإِنْ لَمْ تَقْبِضْ لَا يَجُوزُ لَهُ أَنْ يَرْجِعَ إِلَيْهَا بِشَيْءٍ مِنَ الْمَهْرِ۔

وَمَنْ قَالَ إِنْ وَهَبَتِ الْمَهْرَ قَبْلَ الدُّخُولِ وَوَقَعَ الْفِرَاقُ فَلَهُ أَنْ يَرْجِعَ

إِلَيْهَا بِنِصْفِ الْمَهْرِ كَانَتْ هٰذِهِ الْمَسْئَلَةُ بَاطِلَةً لِأَنَّهَا وَهَبَتْ مَا فِيْ ذِمَّتِهٖ وَهُوَ الْآنَ نِصْفُ الْمَهْرِ وَلَوْ أَعْطَاهَا قَدْرَ مَهْرِهَا فَقَالَتْ أَعْطَيْتَهُ هِبَةً وَقَالَ أَعْطَيْتُهُ صَدَاقًا فَالْقَوْلُ قَوْلُهُ لِأَنَّهُ أَعْلَمُ بِنِيَّتِهٖ وَإِذَا خَلَا وَلَا مَانِعَ لِلْمُبَاشَرَةِ فَعَلَيْهِ تَمَامُ الصَّدَاقِ۔

ترجمہ: میاں بیوی کے معاشرتی مسائل:

بیویوں کے ساتھ زندگی گزارنے کی صورت میں شوہر کے ذمے یہ اُمور مناسب ہیں۔

ا۔ بیوی کے ساتھ اچھے اخلاق سے زندگی گزارنا (ب) کسی خاص ضرورت کے بغیر سخت رویّہ کا چھوڑ دینا (ج) اپنی حسبِ طاقت بیوی کو کھانے کی چیزوں اور کپڑوں کا خرچ دینا (د) بخل نہ کرنا (ذ) بیوقوف لوگوں کی طرح معمولی معمولی کاموں پر بیوی کو گالی دینے اور اُسے پیٹنے کا ارتکاب نہ کرنا (س) گھریلو معاملات کی دیکھ بھال کرنے میں کوتاہی نہ کرنا (ص) کسی عذر یا ضرورت کے بغیر ہم خوابی میں کوتاہی نہ کرنا (ط) اگر شوہر چند آزاد بیویوں والا ہو تو اُن کے درمیان مساوات کا لحاظ رکھنے میں کوتاہی نہ کرنا۔ (ف) صفائی کرنے اور خوشبو لگانے میں کوتاہی نہ کرنا۔

شوہر کے لئے یہ سزاوار نہیں ہے کہ وہ خود اپنے لئے بیوی کو کمائی کرنے کا حکم دے۔ شوہر کے ذمے واجب ہے کہ وہ اپنی بیوی کو اُن احکامات کی تعلیم دے جن کو اللہ پاک نے اُس پہ فرض کیا ہے۔ شوہر کے ذمے مسنون ہے کہ وہ بیوی کو پردے میں رہنا اور آداب بجالانا سکھائے۔

بیوی کے فرائض:

بیوی کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ غیر نافرمانی کی صورتوں میں شوہر کی تابعداری کرے۔ باتیں کرنے میں زبان دراز عورت کی مانند شوہر سے سخت مقابلہ نہ کرے۔ شوہر کسی بھی وقت جو کچھ چاہے اُسے روکنے کی کوشش نہ کرے۔ مگر کسی قابلِ سماعت شرعی عذر کی وجہ سے وہ شوہر کو روک سکتی ہے۔ مثلاً حیض، بیماری، درد، نماز کے تنگ اوقات اور دیگر صورتیں۔ بیوی شوہر کی اجازت کے بغیر گھر اور گھر کا حکم رکھنے والے مقامات مثلاً خیمے، ترکی قبہ اور اس کے آس پاس کے باغ اور میدان سے باہر نہ نکل جائے بشرطیکہ وہ اس

عورتوں میں سے نہ ہو جن کی خبر غیر محرم لوگوں کو ہوتی ہو۔ وہ صفائی کرنے اور خوشبو لگانے میں کوتاہی نہ کرے۔ شرعی خرچ مل جانے کے بعد وہ کسی ایسی چیز کا شوہر سے مطالبہ نہ کرے جس کی شوہر میں استطاعت نہ ہو، وہ شوہر کے ساتھ ناسازگار فضا میں رہنے کا ارتکاب نہ کرے۔ بشرطیکہ وہ مظلوم نہ ہو، وہ غسل، وضو، نماز اور خدا کی طرف سے اُس پر فرض کئے گئے دیگر واجبات کی بجاآوری میں سستی کا مظاہرہ نہ کرے۔

اگر کسی شرعی ضرورت کے بغیر بیوی کسی ناشائستہ حرکت کا ارتکاب کرے تو شوہر کے ذمے اس کے ساتھ تادیبی کارروائی کرنے کی خاطر اُسے دانائی سے سمجھانا پھر اُس کو خواب گاہ سے الگ کرنا اور پھر اُسے پیٹنا واجب ہے۔ بیوی کے لئے سزاوار نہیں کہ وہ بالکل بیکار اور فارغ ہو کر بیٹھی رہے، بلکہ وہ اپنے لائق حال دینی اور دنیوی کاموں میں لگی رہے۔ کیونکہ اگر وہ کسی کام میں مشغول نہ رہے تو اُس صورت میں وہ شیطانی وسوسوں اور نفسانی خیالات میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ اس وجہ سے مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنے اعضائے بدن کو کاموں کی انجام دہی سے بیکاری میں رکھے۔ مگر ضرورت کے وقت وہ بیکار رہ سکتی ہے۔ مثلاً بیماری، درد اور اُن کے علاوہ دیگر صورتیں

خصوصی رابطہ کا مسئلہ :

شوہر کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنی بیویوں کے حجروں کو چل کے جائے یا بیویوں کو اپنے حجرے میں بُلائے۔ بیویوں کے حجروں کو چل کے جانا سنت ہے۔ لہٰذا خود شوہر کا اُن کی طرف چل کر جانا بہتر ہے۔

کسی عورت کے لئے یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنی باری والی رات اپنے شوہر کو یا اُس کی بیویوں میں سے ایک کو بخش دے اُس کے لئے اپنے اس ہبے سے رجوع کرنا جائز ہے۔

جو شخص کسی عورت سے نکاح کرے تو اُس کے پاس، سات راتوں کا قیام کرنا سنت ہے۔ بشرطیکہ وہ محفوظ کنواری دوشیزہ ہو یا تین راتوں کا قیام کرے۔ بشرطیکہ وہ بیوہ ہو۔ اِن راتوں کے بعد بیماری کی حالت کے سوا شوہر باری کا لحاظ رکھے۔

اگر شوہر اپنی بیویوں میں سے کسی ایک کو ساتھ لے کر سفر کو چلا جائے۔ تو سفر سے اُس کی واپسی کے بعد دوسری بیویوں کو اس پر کسی قسم کا فیصلہ عائد کرنے کا حق نہیں ہوگا۔ شوہر کا اختیار حاصل ہے کہ وہ جس کو بھی چاہے سفر میں اُسے ساتھ لے جائے اگر یہ کام قرعہ اندازی یا باری مقرر کرنے کی صورت میں کیا جائے

بہتر ہے۔

شادی کے لئے فریب کاری سے کام لینے کا مسئلہ:

اگر شوہر خود فریب کاری سے کام لے یا شوہر کی طرف سے کوئی شخص فریب کاری سے کام لے تو اُس صورت میں فریب کاری کا پتہ چلنے کے وقت بیوی کو نکاح کے فسخ کرنے اور مہر کے مطالبہ کرنے کے اختیارات حاصل ہوں گے۔ خواہ اُس کے ساتھ جنسی رابطہ قائم کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ اگر بیوی خود فریب کاری سے کام لے یا اُس کی طرف سے کوئی شخص فریب کاری کرے تو اُس صورت میں شوہر کو نکاح کے فسخ کرنے اُس کو روک رکھنے اور اُس کی ہمسر عورتوں کے مہروں سے زائد مقدار کو اُس کے مہر سے کم کرنے کے اختیارات حاصل ہوں گے۔

چند متفرق مسئلے:

ا۔ اگر کسی کمسن لڑکی یا کمزور عورت کے نکاح کی صورت میں یہ شرط لگائی جائے کہ شوہر اس کے محل انتفاع کو نقصان نہیں پہونچائے گا۔ تو یہ شرط لازم ہو جائے گی اگر اس شرط کے بعد بیوی اس کام کی اجازت دے تو شوہر کے لئے ایسا کرنا جائز ہو جائے گا۔

ب۔ جو شخص ایک مقررہ مہر معیّن کے عوض کسی عورت سے نکاح کرے اور وہ عورت اپنے مہر کو قبضے میں لے لے پھر جنسی رابطہ قائم ہونے سے پہلے دونوں میں جُدائی واقع ہو جائے تو شوہر کو نصف مہر کے لئے اُس عورت سے رجوع کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ اگر وہ مہر پر قبضہ نہ کر چکی ہو تو مہر سے کسی چیز کے لئے اُس عورت سے رجوع کرنا اُس کے لئے جائز نہیں ہوگا۔

ج۔ جو شخص کہے! اگر عورت جنسی رابطہ قائم ہونے سے پہلے مہر کو ہبہ کر چکی ہو اور دونوں میں جُدائی واقع ہو جائے تو شوہر کو نصف مہر کے لئے عورت سے رجوع کرنے کا حق ہوگا۔ تو یہ مسئلہ باطل ہے کیونکہ عورت نے اُس چیز کو بخش دی جو شوہر کے ذمے واجب تھی وہ مال اس وقت مہر کا نصف حصّہ ہے۔

د۔ اگر شوہر بیوی کو مہر کی مقدار کی کوئی چیز دے دے۔ اس پر بیوی کہہ بیٹھے کہ تو نے مجھے یہ

چیز ہبہ کے طور پر دی ہے۔ شوہر کہے ! میں نے یہ چیز تجھے مہر میں دی ہے، تو اس صورت میں بات شوہر کی مانی جائے گی۔ کیونکہ شوہر ہی اپنے ارادے کو خوب جاننے والا ہے۔

۳۔ اگر شوہر بیوی کے ساتھ خلوت میں پہنچے اور جنسی رابطہ قائم کرنے کے لئے وہاں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ موجود نہ ہو تو اس صورت میں شوہر کے ذمے پورا پورا مہر لازم ہو جائے گا۔

وَاَمَّا نِكَاحُ الْمُتْعَةِ فَهُوَ نِكَاحٌ مُوَقَّتٌ بِمَهْرٍ حَاضِرٍ بِلَا شَاهِدٍ صَحِيْحٌ سَائِغٌ سَائِغٌ شَائِعٌ فِيْ دِيْنِ الْاِسْلَامِ لَا خِلَافَ لِاَحَدٍ فِيْ تَحَقُّقِهٖ فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَهُوَ قُبِضَ وَلَمْ يُغَيِّرْهُ وَالتَّغْيِيْرُ كَانَ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَمَنْ قَالَ تَغْيِيْرُهُ بِالْاِجْمَاعِ اَخْطَأَ لِاَنَّ كَثِيْرًا مِنْ اَكَابِرِ الْاُمَّةِ اَثْبَتُوْهُ وَالْاِجْمَاعُ حَقِيْقَةً مَا كَانَ بَرِيْئًا مِنَ الْخِلَافِ فَاِذَا حَكَمَ حَاكِمٌ ذُوْ شَوْكَةٍ بِاَمْرٍ وَلَمْ يَقْدِرْ اَحَدٌ عَلٰى خِلَافِهٖ خَوْفًا مِنَ الْقَتْلِ اَوِ الْعِرْضِ لَمْ يَكُنْ اِجْمَاعًا وَاَنَا مَاْمُوْرٌ بِرَفْعِ الْبِدَعِ عَنِ الشَّرِيْعَةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ وَاِحْيَاءِ مَا فِيْ زَمَانِهٖ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ بَعْدَ انْقِضَاءِ الْمُدَّةِ الْمُعَيَّنَةِ كَعِدَّةِ الْاِمَاءِ وَهِيَ نِصْفُ عِدَّةِ الْحَرَائِرِ۔

ترجمہ: نکاح متعہ کا مسئلہ:

نکاح متعہ حاضر مہر کے عوض کسی گواہ کے بغیر منعقد ہونے والا دین اسلام کا ایک مشہور، جائز، کامل، درست اور وقتی نکاح کا نام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں عقد متعہ کے متحقق ہونے میں کوئی بھی اس کے برخلاف نہیں۔ اس حالت میں حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس حالت میں دنیا سے رحلت فرما گئے۔ اور آپ نے عقد متعہ میں کوئی ردوبدل نہیں کیا۔ عقد متعہ میں ردوبدل کی صورت حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد رونما ہوئی تھی۔ جو شخص یہ کہتا ہو کہ عقد متعہ میں ردوبدل کی صورت حال اجماع اُمت سے پیدا ہوئی تھی تو یہ اُس کی سب سے بڑی غلطی ہے کیونکہ بہت سے بزرگانِ اُمت اسلامیہ نے عقد متعہ کا ثبوت فراہم کیا ہے۔ اجماع اُمت حقیقی معنوں میں وہ معتبر ہے جو کسی کے برخلاف ہونے سے بالکل خالی ہو۔ جب کوئی صاحب اقتدار حاکم کسی معاملے کا حکم دے بیٹھا ہو اور کسی شخص کو بھی اپنے قتل اور عزت کے خوف سے اس کے برخلاف چلنے کی قدرت نہ رہتی ہو تو اس کا نام اجماع امت نہیں ہے۔ میں شریعت

محمدیہ سے بدعتوں کو ختم کرنے اور شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں رائج احکام کے زندہ کرنے پر مامور ہوں۔

ممتوعہ کی عدت کا مسئلہ:

ممتوعہ عورت کے لئے مقررہ مدت کے گزر جانے کے بعد لونڈی کی عدت کی مانند عدت کا گزارنا لازم ہے۔ لونڈیوں کی عدت آزاد عورتوں کی عدت کا نصف حصہ ہے۔

وَلَوْ كَانَ لِرَجُلٍ زَوْجَتَانِ كَبِيرَةٌ وَصَغِيرَةٌ فَأَرْضَعَتِ الْكَبِيرَةُ الصَّغِيرَةَ حَرُمَتَا عَلَيْهِ أَبَدًا إِنْ كَانَ دَخَلَ بِالْكَبِيرَةِ وَإِنْ لَمْ يَدْخُلْ حَرُمَتِ الْكَبِيرَةُ فَقَطْ وَلَوْ كَانَتْ عَالِمَةً بِالْحُرْمَةِ فَلَا مَهْرَ لَهَا وَلَوْ كَانَتْ جَاهِلَةً فَلَهَا الْمَهْرُ وَفِي جَمِيعِ هٰذِهِ الصُّوَرِ مَهْرُ الصَّغِيرَةِ لَا يَسْقُطُ وَلَوْ كَانَتْ الْمُطَلَّقَةُ الْمَدْخُولُ بِهَا أَرْضَعَتْ زَوْجَتَهُ الرَّضِيعَةَ هٰكَذَا حَرُمَتَا عَلَيْهِ۔

وَأَمَّا الْوِلَادَةُ فَالْوَاجِبُ فِيهَا أَنْ تَتَبَّعَ النِّسَاءُ بِالْوَالِدَةِ عِنْدَ الْوِلَادَةِ دُونَ الرِّجَالِ إِلَّا الزَّوْجَ فَإِنَّهُ لَا بَأْسَ بِهِ مَعَ أَنْ تُوجَدَ النِّسَاءُ وَإِنْ لَمْ تُوجَدِ النِّسَاءُ فَمِنَ الرِّجَالِ مَنْ كَانَ مَحْرَمًا فَعَلَيْهِ أَنْ يُعِينَهَا بِمَا يَجُوزُ شَرْعًا وَالسُّنَّةُ غُسْلُ الْمَوْلُودِ وَالْأَذَانُ فِي أُذُنِهِ الْيُمْنَىٰ وَالْإِقَامَةُ فِي الْيُسْرَىٰ وَتَحْنِيكُهُ بِمَاءٍ عَذْبٍ أَوْ شَيْءٍ فِيهِ حَلَاوَةٌ وَتَسْمِيَتُهُ بِالْأَسْمَاءِ الْمُسْتَحْسَنَةِ مِنْ حِينِ تَوَلُّدِهِ إِلَى الْيَوْمِ السَّابِعِ وَيُكْرَهُ التَّسْمِيَةُ بِأَسْمَاءِ الْكَفَرَةِ وَالظَّلَمَةِ وَأَعْدَاءِ الرَّسُولِ وَأَعْدَاءِ آلِهِ وَحَلْقُ رَأْسِهِ فِي الْيَوْمِ السَّابِعِ وَثَقْبُ أُذُنِهِ وَخِتَانُهُ وَالْعَقِيقَةُ لَهُ۔

أَمَّا الْعَقِيقَةُ فَيُسْتَحَبُّ أَنْ يَعُقَّ عَنِ الذَّكَرِ ذَكَرًا وَعَنِ الْأُنْثَىٰ أُنْثَىٰ وَلَوْ تَأَخَّرَتْ لِضَرُورَةٍ أَوْ عَجْزٍ إِلَىٰ وَقْتٍ تَيَسَّرَ لِأَبَوَيْهِ أَوْ لِلْوَلَدِ لَمْ يَقْدَحْ فِي الْاِسْتِحْبَابِ وَفِي الْعَقِيقَةِ شَرَائِطُ الْأُضْحِيَةِ وَتَخْصِيصُ الْقَابِلَةِ بِالرِّجْلِ وَالْوَرِكِ وَإِنْ لَمْ تَكُنْ قَابِلَةٌ فَلِلْأُمِّ التَّصَدُّقُ بِهَا وَيُكْرَهُ كَسْرُ عَظْمِهَا وَيُكْرَهُ لِلْوَالِدَيْنِ أَكْلُهَا وَيُسْتَحَبُّ التَّصَدُّقُ بِوَزْنِ شَعْرِهِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَيُكْرَهُ أَنْ يُحْلَقَ بَعْضُ رَأْسِهِ وَيُتْرَكَ

بقضه - ويكره أن يجمع اسم محمد صلى الله عليه وآله وسلم مع كنيته أبي القاسم إلا لمن قال فيه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اسمه اسمي وكنيته كنيتي. أما الختان فواجب للذكور والسنة فيه أن يقع في اليوم السابع ويجوز تأخيره إلى قبيل البلوغ وإن لم يتفق فلا بد منه أن يقضى بعد البلوغ - ولو أسلم كافر وجب ختانه ولو كان مسنا. وأما الرضاع فلا يجب إرضاع المولود على أمه ويجوز لها أن تطالب أجرة الرضاع من ماله أو من مال أبيه والأم أحق بأن ترضعه وكان حد الإرضاع حولين كاملين ولو اقتصر على أحد وعشرين شهرا لا بأس به ولو زاد شهرا أو شهرين بمصلحة جاز ولو نقص من أحد وعشرين شهرا لا يجوز ولو تبرعت الأجنبية بإرضاعه ورضيت الأم جاز تسليمه إلى المتبرعة فالأم أولى بإرضاعه متبرعة أو مستأجرة.

وأما الحضانة فالأم إن كان لها لبن لا يضر وهي حرة مسلمة غير معيبة فهي أحق بالولد في الحولين ذكرا كان أو أنثى وإذا انقضت مدة الرضاع فالأب أحق بالذكر والأم بالأنثى إلى سبع سنين أو إلى تسع سنين إن لم تتزوج فإن تزوجت سقطت حضانتها وترجع حضانتها إلى الأب ولو كان واحد من الأبوين حرا فالحضانة له ومع فقد الأبوين فللأب الأب ومع فقده فلله قارب لمن كان منهم أكثر شفقة وحمية وصلاحا.

أما النفقة فلا تجب إلا بالزوجية والأبوة والأمرة والبنوة والملك والاطلاع على حال مضطر. أما نفقة الزوجة فلا تجب إلا بتمكينها إليه ولا تنفذ إلا بالنشوز منها ولمطلقة الرجعية في النفقة كالزوجة. وأما النفقة فالمأكول والملبوس والمسكن والنادمة أيضا بدأت الكذي وتقديرها بعادة البلد في أبنائه جنسها وأما نفقة الآباء والأجداد والأولاد والأحفاد فيجب على القادر عليها مع فقرهم وعجزهم. وأما نفقة العبيد والإماء فيجب أن لا يظلم في حقهم ويكتفى بقدر كفايتهم واستطاعتهم من المأكول والملبوس والمضجع ويرجعهم إلى العادة ولهما بالمعمر

الْمَعْصِيَةِ الْكَبِيرَةِ، وَلَا يَظْلِمَ عَلَيْهِمْ بِكَثْرَةِ الضَّرْبِ وَالشَّتْمِ وَيَتَفَكَّرَ فِي حَالِهِ أَنَّهُ أَيْضاً عَبْدٌ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَيُخْطِئُ وَيَرْجُو الْعَفْوَ وَالرَّحْمَةَ مِنْ عِنْدِهِ. وَأَمَّا نَفَقَةُ الْأَنْعَامِ الْمَمْلُوكَةِ فَتَجِبُ بِمَا يَلِيقُ وَجَرَتِ الْعَادَةُ بِهِ وَإِنْ كَانَ لَهَا وَلَدٌ فَلَا يُنْقِصُ مِنْ لَبَنِهَا مِنْ قَدْرِ كِفَايَتِهِ حَتَّى اكْتَفَى بِغَيْرِ اللَّبَنِ مِنَ الرَّعْيِ وَالْعَلَفِ فَيَجُوزُ فِي هٰذَا الْوَقْتِ أَخْذُ بَعْضِ اللَّبَنِ أَوْ أَكْثَرِهِ أَوْ تَمَامِهِ بِالتَّدْرِيجِ وَلَوْ قَصَّرَ الْمُنْفِقُ فِي تَوْفِيرِ هٰذِهِ النَّفَقَاتِ مَعَ الْاِسْتِطَاعَةِ وَجَبَ عَلَى الْحَاكِمِ إِجْبَارُهُ عَلَى إِتْمَامِهَا. وَأَمَّا نَفَقَةُ الْمُضْطَرِّ الْمُشْرِفِ عَلَى الْهَلَاكِ مِنَ الْجُوعِ أَوِ الْعَطَشِ أَوِ الْبَرْدِ الشَّدِيدِ فَيَجِبُ إِطْعَامُهُ أَوْ إِسْقَاؤُهُ أَوْ إِلْبَاسُهُ عَلَى مَنْ يَطَّلِعُ عَلَى حَالِهِ وَكَانَ يَنْحَصِرُ عَلَيْهِ هٰذَا الْاِطِّلَاعُ.

ترجمہ: حرمتِ زوجتین کا مسئلہ:

اگر ایک شخص کی دو بیویاں ہوں، ایک بڑی ہو اور دوسری کمسن پس بڑی بیوی کمسن بیوی کو اپنا دودھ پلا دے تو اُس صورت میں دونوں بیویاں اُس شخص کے حق میں ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائیں گی، بشرطیکہ وہ بڑی بیوی سے جنسی رابطہ قائم کر چکا ہو۔ اگر وہ شخص بڑی بیوی سے جنسی رابطہ قائم نہ کر چکا ہو تو پھر صرف بڑی بیوی اُس کے حق میں حرام ہو جائے گی۔ اگر بڑی بیوی اس معاملے کی حرمت کو جاننے والی ہو تو اُس کو مہر نہیں ملے گا اور اگر وہ اس معاملہ کی حرمت سے جہالت میں ہو تو اُس کو اپنا مہر مل جائے گا۔ ان تمام صورتوں میں کمسن بیوی کا مہر ساقط نہیں ہوگا۔ اگر کسی شخص کی جنسی ملاپ والی طلاق شدہ عورت اُس کی شیرخوار بیوی کو دودھ پلا دے تو اُس صورت میں دونوں اُس کی دونوں اُس شخص کے حق میں ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائیں گی۔

ولادت کا مسئلہ:

ولادت کے بارے میں واجب یہ ہے کہ زچگی کے دوران مستقل طور پر عورتیں ہی زچہ کے لئے خدمت انجام دیں مرد نہیں مگر شوہر اس حکم سے مستثنیٰ ہے کیونکہ شوہر کے حق میں عورتوں کے ہوتے ہوئے بھی زچگی کے دوران خدمت انجام دینے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر خدمت کی انجام دہی کے لئے عورتیں نہ پائی جائیں تو مردوں میں سے جو شخص محرم ہو اس کے ذمے شرعی لحاظ سے جائز صورتوں میں زچہ کی

اعانت کرنا لازم ہے۔

مسنون اعمال :

ولادت کی صورت میں مسنون اعمال یہ ہیں :۔

۱۔ بچے کو نہلانا (۲) دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت پڑھنا (۳) بچے کے منہ میں شیریں پانی یا کوئی مٹھاس والی چیز ڈالنا۔ (۴) بچے کی پیدائش سے لے کر ساتویں تک اچھے اچھے ناموں سے انتخاب کر کے اس کا نام رکھنا، کافروں، ظالموں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں اور آپؐ کی آل اطہار کے دشمنوں کے ناموں سے انتخاب کر کے نام رکھنا مکروہ ہے (۵) ساتویں کو یہ امور بجا لائیں ا۔ بچے کا سر مونڈنا (ب) کان کے کو ہیں سوراخ کرنا۔ (ج) ختنہ کرنا (د) عقیقہ کرنا۔

عقیقہ کا مسئلہ :

مسنون طریقہ یہ ہے کہ لڑکے کے نام کا عقیقہ کوئی نرینہ جانور اور لڑکی کے نام کا عقیقہ کوئی مادہ جانور کرے۔ اگر کسی ضرورت یا عاجزی کی وجہ سے ماں باپ یا بچے کے لئے سہولت فراہم ہونے کے وقت تک عقیقہ کرنے میں تاخیر ہو جائے تو اس سے اس کے مسنون طریقہ ہونے میں کوئی خرابی پیدا نہیں ہوگی۔ عقیقہ کی صورت میں قربانی کی شرطوں کا لحاظ رکھنا اور دائی کو مخصوص کر کے عقیقے کے جانور کے پیر اور ران کا دینا مسنون ہیں۔ اگر کوئی دائی نہ ہو تو ماں کے لئے ان کو خیرات کرنا مسنون ہے۔ عقیقہ کے جانور کی ہڈیوں کا توڑنا مکروہ ہے۔ اور والدین کے لئے عقیقہ کا گوشت کھانا مکروہ ہے۔ بچے کے بال کے وزن کے برابر سونا اور چاندی کا صدقہ دینا مسنون ہے بچے کے سر کے کچھ حصہ کا مونڈنا اور کچھ حصے کا چھوڑے رکھنا مکروہ ہے۔ نیز یہ بھی مکروہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مبارک کو آپؐ کی کنیت ابوالقاسم سمیت ایک فرد کے نام میں یکجا کیا جائے مگر اُس شخص کے لئے یہ مکروہ نہیں جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اِسْمُهٗ اِسْمِیْ الخ اُس کا نام میرا نام ہوگا اور اُس کی کنیت میری کنیت ہوگی۔

ختنہ کرنے کا مسئلہ :

ختنہ کا کام مردوں کے حق میں واجب ہے۔ ختنے کے بارے میں مسنون طریقہ یہ ہے کہ یہ کام ساتویں

کو دقوع پذیر ہو جائے۔ بالغ ہونے سے کچھ پہلے تک ختنے کے کام کو مؤخر کرنا جائز ہے۔ اگر اتفاقی طور پر کسی کا ختنہ نہ ہوئی ہو تو بالغ ہونے کے بعد بھی اس کام کو پورا کرنا ضروری ہے اگر کوئی کافر مسلمان ہو جائے تو اس کی ختنہ کرنا واجب ہے۔ اگرچہ وہ کافی حد تک عمر رسیدہ ہی کیوں نہ ہو۔

بچوں کو دودھ پلانے کا مسئلہ:

ماں کے ذمے بچے کو دودھ پلانا واجب نہیں ہے۔ ماں کے لئے جائز ہے کہ وہ بچے کے مال سے یا بچہ کے باپ کے مال سے دودھ پلانے کی اُجرت کا مطالبہ کرے۔ بچے کو دودھ پلانے کا سب سے زیادہ حقدار فرد بچے کی ماں ہے۔ دودھ پلانے کی مدت مکمل دو سال ہے۔ اگر دودھ پلانے میں اکیس مہینوں پر بس کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر کسی خاص مصلحت کے پیش نظر دودھ پلانے کی مدت میں ایک ماہ یا دو مہینوں کا اضافہ کرے تو جائز ہے۔ اگر دودھ پلانے کی مدت کو اکیس مہینوں سے کم کر دیا جائے تو ایسا کرنا ظلم ہو گا۔ اگر کوئی اجنبی عورت بچے کو دودھ پلانے کے لئے بے لوث احسان کا مظاہرہ کرے اور بچے کی ماں اس پر راضی ہو جائے تو اس صورت میں بچے کو بطور احسان دودھ پلانے والی اجنبی عورت کے سپرد کر دینا جائز ہے۔ بے لوث احسان کرنے والی ہو یا اُجرت پر لائی ہوئی ہو۔ دونوں صورتوں میں بچے کو دودھ پلانے کے لئے اس کی ماں سب سے زیادہ بہتر ہے۔

بچوں کی پرورش کا مسئلہ:

اگر ماں کا دودھ بے ضرر ہو نیز وہ آزاد، مسلمان اور بے عیب ہو تو دو سالوں کی مدت میں بچے کی پرورش کا سب سے زیادہ حقدار وہی ماں ہے خواہ لڑکا ہو یا لڑکی۔ جب دودھ پلانے کی مدت گزر جائے تو لڑکے کی پرورش کا زیادہ حقدار باپ ہے اور سات سال یا نو سال تک کی لڑکی کی پرورش کے لئے زیادہ حقدار ماں ہے بشرطیکہ لڑکی کا نکاح نہ ہو جائے۔ اگر لڑکی کا نکاح ہو جائے تو اس صورت میں لڑکی کی پرورش کا معاملہ ساقط ہو جاتا ہے۔ اور لڑکی کی پرورش کا معاملہ باپ کی طرف لوٹ آتا ہے۔ اگر ماں باپ میں سے کوئی ایک آزاد ہو تو بچے کی پرورش کا حق اُسی آزاد فرد کو ملے گا۔ ماں باپ کے نہ ہونے کی صورت میں باپ کے باپ (دادا) کو پرورش کا حق ملے گا۔ باپ کا باپ (دادا) موجود نہ ہونے کی صورت میں رشتہ داروں میں سے اس فرد کے لئے پرورش کا

حق ہوگا۔ جو اُن میں سب سے زیادہ باشفقت، غیرتمند اور نیک ہو۔

اخراجات کا مسئلہ:

ضروری خرچ و خوراک دینا صرف شوہر ہونے، باپ ہونے، ماں ہونے، بیٹا ہونے۔ فرد مملوک ہونے اور اضطراری صورت حال کا شکار ہونے والے کسی فرد کی حالت کا پتہ چل جانے کے اسباب ہی کی وجہ سے آدمی کے لئے واجب ہوجاتا ہے۔

بیوی کا خرچ کب لازم ہوگا:

بیوی کا خرچ بیوی کا صرف اُس کے شوہر کے سپرد کرنے کی وجہ سے ہی واجب ہوجاتا ہے۔ بیوی کی طرف سے کسی شدید نافرمانی صادر ہونے کی وجہ سے ہی اس کا خرچ شوہر سے ساقط ہوسکتا ہے۔ خرچ و خوراک لازم ہونے کے سلسلے میں طلاق رجعی والی عورت حکم میں بیوی کی مانند ہے۔ خرچ و خوراک کی چیزیں یہ ہیں:۔
(۱) کھانے کی چیزیں (۲) پہننے کے کپڑے (۳) رہائش گاہ (۴) قدرومنزلت والی۔ بیوی کے لئے کسی نوکرانی کا بھی فراہم کرنا، اخراجات کا تخمینہ بیوی کی ہمسر عورتوں کے لئے علاقائی رسم و رواج کے مطابق جو کچھ ملتا ہو وہی ہوگا۔

باپ، دادا، اولاد اور نبیروں کا خرچ:

باپ، دادا، اولاد اور نبیرے حضرات کے اخراجات ان کے تنگدست ہونے اور عاجز آجانے کی صورت میں ان کے اخراجات برداشت کرنے کی قدرت رکھنے والے کے ذمے واجب ہوجاتے ہیں۔

غلاموں اور لونڈیوں کا خرچ:

واجب یہ ہے کہ آقا ان کے حق میں ظلم نہ کرے۔ اُن کو اپنی طاقت اور گنجائش کے مطابق، کھانا، کپڑا اور سونے کا کمرہ پورے پورے طور پر فراہم کرے۔ ان کو عبادت کرنے کی ترغیب دے اور گناہ کبیرہ میں ملوث ہونے سے ان کی حفاظت کرے۔ زیادہ پٹائی کرکے اور گالی دے کے اُن پر ظلم و زیادتی نہ کرے۔ غلام کی حالت

کے بارے میں خود غور و فکر کرے کہ آخر وہ بھی تو بندگان خدا میں ایک بندہ ہے وہ نافرمانی کا مرتکب ہو سکتا ہے اور خدا کی طرف سے بخشش اور مہربانی کی امید رکھتا ہے۔

پالتو جانوروں کا خرچ :

مالک کے ذمے پالتو جانوروں کے لئے اس چیز کا خرچ کرنا واجب ہے۔ جو جانوروں کے لیے سزاوار ہو اور رسم و رواج اسی کے مطابق جاری ہو۔ اگر جانور کا کوئی بچہ ہو تو مالک اس کے دودھ میں اس کی کفایت کی مقدار سے کمی نہ کرے یہاں تک کہ وہ بچہ دودھ کے بغیر چرنے اور گھاس کھانے پر اکتفا کر سکے۔ چنانچہ اس وقت مالک کے لئے آہستہ آہستہ دودھ کا کچھ حصہ اور اکثر حصہ یا پورے کا پورا دودھ دوہ لینا جائز ہے۔ اگر اخراجات کا ذمہ دار کوئی مالک گنجائش ہونے کے باوجود جانوروں کے ان اخراجات کو پورا کرنے میں کوتاہی کرے تو حاکم کے ذمے ان اخراجات کو پورا کرنے کے لئے مالک کو مجبور کرنا واجب ہے۔

بھوک یا پیاس یا سخت سردی کی وجہ سے مرنے کے قریب پہنچنے والے اضطراری حالت کے شکار شخص کا خرچ :

ان حالات سے دوچار ہونے والے شخص کو کھانا کھلانا یا پانی پلانا یا کپڑے پہنانا اُس شخص کے ذمے واجب ہے جس کو اُس کی حالت کا پتہ چل جائے۔ یہی پتہ چل جانا ہی اُس کے ذمے اخراجات لازم ہونے کا دارومدار ہے۔

باب الطلاق

أمّا المُطلِّقُ فيُشترطُ فيه البلوغُ والعقلُ والاختيارُ والقصدُ فلا اعتبارَ بتطليقِ الصبيّ ولا المجنونِ ولا يُطلَّقُ مِن قِبلِهما الوليُّ أو الحاكمُ ولا مَن زال عقلُه بسُكرٍ أو جنونٍ أو مرضٍ أو إغماءٍ ولا المُكرَهِ وعلامةُ الإكراهِ خوفُ القتلِ أو المالِ أو العِرضِ له أو لِمن يقربُ إليه كالأبِ والابنِ أو شيءٍ آخرَ يدلُّ على الإكراهِ. وأمّا المُطلَّقةُ فيُشترطُ فيها أن تكونَ زوجةَ المُطلِّقِ فإن كانت منكوحةً باليمينِ لا يتعلّقُ الطلاقُ بها والتي لم يُزوَّجْها كذلك وأن تكونَ طاهرةً مِن الحيضِ والنِّفاسِ وأن لم يُجامِعْها في هذا الطُّهرِ. واللّواتي لا يحتجنَ إلى هذهِ الشرائطِ في طلاقِهنّ الحاملُ واليائسةُ مِن الحيضِ والجاريةُ التي لم تحِضْ والغائبُ عنها زوجُها فالطلاقُ المشروعُ ما اتّصفَ بهذهِ الصفاتِ مِن المُطلِّقِ والمُطلَّقةِ وكلُّ طلاقٍ لم يكنْ كذلك فهو بدعةٌ وطلاقُ البدعةِ لغوٌ.

وإن كان دليلٌ واضحٌ على النشوزِ فيجبُ على الحاكمِ أن يفتّشَ حالَهما ويحقّقَ أنّ النشوزَ منه أو منها ويُصلِحَ نشوزَهما.

وإنْ لم يقبلِ الإصلاحَ يُفرِّقُ بينهما. وأمّا الطلاقُ بالتعليقِ بأمرٍ فليس بطلاقٍ ولكنّه تغليظٌ في اليمينِ بين العوامِّ فيجبُ عليه كفّارةُ اليمينِ.

وَأَمَّا صِيغَتُهُ فَعَلَى نَوْعَيْنِ صَرِيحٌ وَكِنَايَةٌ أَمَّا الصَّرِيحُ فَكَمَا يَقُولُ أَنْتِ طَالِقٌ لِامْرَأَتِهِ الْحَاضِرَةِ أَوْ يَذْكُرُهَا بِاسْمِهَا أَوْ يَقُولُ هٰذِهِ وَأَشَارَ إِلَيْهَا وَمِثْلُ هٰذِهِ أَلْفَاظٌ صَرِيحَةٌ. وَأَمَّا الْكِنَايَةُ فَكَمَا يَقُولُ حَبْلُكِ عَلَى غَارِبِكِ أَوْ أَنْتِ خَلِيَّةٌ أَوْ بَرِيَّةٌ أَوْ بَائِنَةٌ أَوْ حَرَامٌ أَوْ أَبْرَأْتُكِ أَوْ أَنْتِ حُرَّةٌ أَوْ مِثْلُهَا مِمَّا يَدُلُّ عَلَى الْمُفَارَقَةِ وَلَمْ يَكُنْ فِيهِ لَفْظُ الطَّلَاقِ إِنْ كَانَتْ بِنِيَّةِ الطَّلَاقِ كَانَ طَلَاقًا وَإِلَّا فَلَا. وَيَجُوزُ أَنْ يُوَكِّلَ غَيْرَهُ لِيُطَلِّقَ بِوَكَالَتِهِ وَيَجُوزُ أَنْ يُوَكِّلَ زَوْجَتَهُ فِي تَطْلِيقِ نَفْسِهَا وَالطَّلَاقُ يَصِحُّ بِأَيِّ لِسَانٍ وَقَعَ وَبِأَيَّةِ عِبَارَةٍ كَانَتْ بِنِيَّةِ الطَّلَاقِ فَطَلَاقٌ فَالزَّوْجُ إِنْ قَالَ مَا أَرَدْتُ بِهٰذِهِ الْعِبَارَاتِ طَلَاقًا فَمِنْهُ تَبْيِينٌ وَطَلَاقُ الْأَخْرَسِ يَقَعُ بِالْإِشَارَةِ وَلَا يَقَعُ الطَّلَاقُ بِغَيْرِ النِّيَّةِ فِي الْعَجَمِ صَرِيحًا كَانَ لَفْظُهُ أَوْ كِنَايَةً لِأَنَّ عَوَامَّ الْعَجَمِ لَا يَتَلَفَّظُونَ بِالطَّلَاقِ بِالطَّاءِ بَلْ يَقُولُونَ التَّلَاقُ بِالتَّاءِ فَمَتَى لَمْ يَنْوِ لَمْ يَقَعْ لِأَنَّ مِنْ لَفْظِ التَّلَاقِ لَا يَلْزَمُ الطَّلَاقُ مَا لَمْ يَكُنْ لَهُ نِيَّةٌ أَمَّا إِنْ كَانَ لَهُ نِيَّةُ الطَّلَاقِ فَبِلَفْظِهِ السَّقِيمِ وَقَعَ لِأَنَّ الْأَعْمَالَ بِالنِّيَّاتِ.

طلاق کا بیان

ترجمہ، طلاق دینے والے کا مسئلہ:

طلاق دینے والے کے لئے بالغ ہونا، عاقل ہونا، اختیار کا ہونا اور ارادہ کا ہونا شرط ہیں۔ لہٰذا بچے اور پاگل آدمی کے طلاق دینے کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔ بچے اور پاگل آدمی کی طرف سے ان کا سرپرست یا حاکم طلاق دے سکتے ہیں۔ اُس شخص کی طلاق کا بھی کوئی اعتبار نہیں ہوتا جس کی عقل کسی نشہ آور چیز یا کسی پاگل کن چیز یا کسی خواب آور چیز یا بے ہوشی کی وجہ سے زائل ہو چکی ہو اور نہ ہی مجبور کئے گئے کی طلاق کا کوئی اعتبار ہے۔ کسی کے مجبور کئے جانے کی علامت کسی کے قتل کا مال کا، اپنی عزت و آبرو کا یا اپنے کسی قریبی رشتہ دار کی عزت و آبرو کا خوف ہوتا ہے جیسے باپ اور بیٹا یا حالت جبر و اکراہ میں دلالت کرنے والی کوئی اور صورت حال کا خوف ہونا۔

طلاق پڑنے والی کا مسئلہ :

طلاق پڑجانے والی عورت کی شرط یہ ہے کہ وہ طلاق دینے والے مرد کی بیوی ہو۔ اگر وہ کسی کے لونڈی مملوک کی حیثیت رکھتی ہو تو اس کے ساتھ طلاق کا تعلق نہ ہوگا۔ جس عورت سے کسی نے نکاح نہ کیا ہو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ نیز شرط ہے کہ وہ حیض و نفاس سے پاک ہو اور اُسی حالت پاکی میں شوہر اُس کے ساتھ جنسی رابطہ قائم نہ کرچکا ہو۔

جن عورتوں کو طلاق دینے کی صورت میں ان شرطوں کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی وہ عورتیں یہ ہیں ۔

۱۔ حاملہ عورت (۲) حیض آنے سے ناامید ہونے والی عورت (۳) وہ دوشیزہ جسے ماہواری نہ آتی ہو ۔ (۴) وہ عورت جس کا شوہر غائب ہو۔ پس شرعی طور پر درست طلاق وہ ہوگی جو طلاق دینے والے اور طلاق پڑجانے والی، دونوں کی طرف سے ان اوصاف کے ساتھ متصف ہو۔ جو بھی طلاق ان اوصاف وخصائل کی حامل نہ ہوگی۔ وہ بدعت ہوگی اور طلاقِ بدعت بالکل باطل چیز ہے ۔

اگر میاں بیوی کے آپس میں شدید ناسازگار فضا پیدا ہونے کی کوئی واضح دلیل موجود ہو تو حاکم کے ذمے واجب ہے کہ وہ دونوں کی حالت دریافت کرے اور یہ تحقیق کرے کہ شدید ناسازگار فضا پیدا ہونے کا ذمہ دار مرد ہے یا عورت۔ نیز حاکم دونوں کی ناسازگاری درست کرنے کے لیے اصلاحی کارروائی کرے ۔ اگر اصلاحی کارروائی قبول نہ کی گئی تو حاکم دونوں کو ایک دوسرے سے الگ کرے ۔

مشروط طلاق کا مسئلہ :

کسی کام کے ساتھ معلق کرکے دی جانے والی طلاق تو طلاق ہی نہیں ہے بلکہ وہ عوام کے آپس میں قسم کھانے کی ایک سنگین صورت ہے۔ چنانچہ مشروط طلاق دینے والے کے ذمے قسم کا کفارہ دینا واجب ہوجائے گا۔

طلاق کے صیغے :

صیغۂ طلاق کی دو قسمیں ہیں :۔

(۱) صریح (۲) کنایہ ۔ طلاق کے صیغۂ صریح کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی حاضر موجود بیوی

سے یوں کہے اَنْتِ طَالِقٌ تجھے طلاق ہے یا وہ اپنی بیوی کا نام لے کر طَالِقٌ کہے یا وہ اپنی بیوی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے هٰذِهٖ طَالِقٌ کہے یعنی اس کو طلاق ہے اس قسم کے الفاظ طلاق کے صریح صیغے ہیں۔

طلاق کے صیغۂ کنایہ کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے حَبْلُكِ عَلٰی غَارِبِكِ تیری رسی تیری گردن میں یا یوں کہے اَنْتِ بَرِيْئَةٌ۔ تو مجھ سے بیزار ہو۔ یا یوں کہے اَنْتِ بَائِنَةٌ، تو مجھ سے جدا ہو۔ یا یوں کہے اَنْتِ حَرَامٌ، تو مجھ پر حرام ہو۔ یا بیوی سے یوں کہے۔ اَبْرَأْتُكِ، میں نے تجھ کو بری کر دیا یا یوں کہے اَنْتِ حُرَّةٌ: تو آزاد ہو یا شوہر ان الفاظ کی مانند دیگر وہ الفاظ استعمال کرے جو آپس کی جدائی پر دلالت کرتے ہوں اور اُن میں طلاق کا لفظ موجود نہ ہو۔ اگر ان صورتوں میں ان الفاظ کا کہنا طلاق کی نیت سے ہو تو طلاق ہو جائے گی ورنہ نہیں۔

وکالت کا مسئلہ:

کسی دوسرے کو وکیل بنانا جائز ہے تاکہ وہ اس کی وکالت سے طلاق دے نیز اپنی بیوی کو بھی خود اسی کو طلاق دینے کے لئے وکیل بنانا جائز ہے طلاق جس زبان میں وقوع پذیر ہو درست ہے اور طلاق کی نیت کے ساتھ جس لفظ سے طلاق دے وہ طلاق ہوگی۔ لہٰذا اگر شوہر کہے کہ میں نے ان الفاظ کے استعمال سے طلاق دینے کا ارادہ نہیں کیا تو اُس صورت میں اُس کی بیوی اُس سے جدا نہیں ہو سکے گی۔ گونگے کی طلاق اشارے سے پڑ جاتی ہے۔

ممالک عجم میں نیت کے بغیر طلاق وقوع پذیر ہو ہی نہیں سکتی خواہ صیغۂ طلاق صریح ہو یا کنایہ کیونکہ عجمی عوام "طا" کے ساتھ طلاق کا تلفظ نہیں کرتے بلکہ وہ "تا" کے ساتھ تلاق بولتے ہیں لہٰذا جب تک نیت نہیں کرتے تب تک طلاق نہیں پڑ سکتی کیونکہ جب تک نیت نہ ہو لفظ تلاق سے طلاق لازم نہیں آتی لیکن اگر طلاق کی نیت ہو تو آدمی کے غلط لفظ سے بھی طلاق پڑ جاتی ہے۔ کیونکہ تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پہ ہوتا ہے۔

وَالطَّلَاقُ بَائِنٌ وَرَجْعِيٌّ فَالْبَائِنُ مَا لَا يَصِحُّ مَعَهُ الرَّجْعَةُ وَهُوَ طَلَاقُ غَيْرِ الْمَدْخُوْلِ بِهَا وَالْيَائِسَةِ الَّتِيْ لَمْ تَحِضْ وَالْمُخْتَلِعَةِ وَالْمُبَارَاةِ وَالْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا فِي الْحَرَائِرِ وَثِنْتَيْنِ فِي الْإِمَاءِ وَمَعَ الْبَائِنِ يَجُوْزُ اَنْ يَنْكِحَهَا نِكَاحًا جَدِيْدًا فِي الْعِدَّةِ وَبَعْدَ الْقَضَاءِ

الْعِدَّةِ وَإِلَّا الْمُطَلَّقَةَ ثَلَاثاً فَإِنَّهَا تَحْرُمُ عَلَيْهِ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجاً غَيْرَهُ وَيَقَعَ الدُّخُولُ
فَإِنْ طَلَّقَهَا الثَّانِي أَوْ يُفَارِقُهَا بِأَيِّ وَجْهٍ اتَّفَقَ اعْتَدَّتْ عَنْهُ وَانْقَضَتِ الْعِدَّةُ فَيَجُوزُ
لِلْأَوَّلِ أَنْ يَنْكِحَهَا وَغَيْرُ تِلْكَ التَّطْلِيقَاتِ رَجْعِيٌّ ۔

وَفِي الطَّلَاقِ الرَّجْعِيِّ كَفٰى أَنْ يَقُولَ رَجَعْتُكِ أَوْ رَاجَعْتُكِ أَوْ يُقَبِّلَهَا أَوْ يُلَامِسَهَا أَوْ
يُجَامِعَهَا لِأَنَّ الطَّلَاقَ الرَّجْعِيَّ لَا يُحَرِّمُ الْوَطْءَ وَغَيْرَهُ مِنَ الْمُبَاشَرَاتِ وَلَا حَاجَةَ فِيهِ
إِلَى تَجْدِيدِ النِّكَاحِ وَلَا تَجُوزُ الرَّجْعَةُ لِمَنْعِ تَزْوِيجِهَا وَلَا رَغْبَةَ لَهُ فِيهَا ۔ وَيَجُوزُ لِلْمُطَلَّقَةِ
الرَّجْعِيَّةِ أَنْ تَتَشَوَّقَ وَتَتَزَيَّنَ فِي هٰذِهِ الْعِدَّةِ لِيُرَاجِعَهَا زَوْجُهَا فَلَوْ لَمْ يُرَاجِعْ
وَانْقَضَتْ عِدَّتُهَا صَارَ تَطْلِيقُهَا بَائِناً فَإِنْ أَرَادَهَا زَوْجُهَا احْتَاجَ إِلَى نِكَاحٍ مُجَدَّدٍ وَفِي
الْعِدَّةِ بِالطَّلَاقِ الْبَائِنِ بِتَطْلِيقَةٍ أَوْ تَطْلِيقَتَيْنِ هٰكَذَا يَحْتَاجُ إِلَى تَجْدِيدِ النِّكَاحِ إِنْ
رَضِيَتِ الْمَرْأَةُ وَإِنْ لَمْ تَرْضَ فَلَا وَفِي الرَّجْعِيَّةِ لَا يُلْتَفَتُ إِلَى رِضَاهَا وَلَوْ مَاتَ أَحَدُهُمَا
فِي أَيَّامِ الْعِدَّةِ الرَّجْعِيَّةِ يَتَوَارَثَانِ وَكَانَتْ نَفَقَتُهَا كَمَا كَانَتْ قَبْلَ الطَّلَاقِ وَلَا يَجُوزُ إِخْرَاجُ
الْمُطَلَّقَةِ الرَّجْعِيَّةِ مِنْ بَيْتِهِ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَ بِفَاحِشَةٍ وَيَحْرُمُ لَهَا الْخُرُوجُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِي
كَانَتْ فِيهِ إِلَّا إِذَا اضْطُرَّتْ فَتَخْرُجُ وَتَرْجِعُ فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ قَبْلَ الْفَجْرِ وَلَا يَجُوزُ أَنْ
تَبِيتَ غَيْرَ بَيْتِهَا وَفِي الْعِدَّةِ الْبَائِنَةِ يَجُوزُ لَهَا الْخُرُوجُ أَيْنَ شَاءَتْ أَمَّا إِنْ كَانَتْ حَامِلاً
فَوَجَبَتْ لَهَا النَّفَقَةُ مِنَ الْمَأْكُولِ وَالْمَلْبُوسِ وَالسُّكْنٰى حَتّٰى تَضَعَ حَمْلَهَا وَلَوْ قَالَتِ
الْمُطَلَّقَةُ الثَّلَاثَ إِنَّ عِدَّتِي انْقَضَتْ وَتَزَوَّجْتُ وَوَقَعَ الدُّخُولُ وَطَلَّقَنِي وَانْقَضَتْ
عِدَّتِي الثَّانِيَةُ وَالْمُدَّةُ الْمُقْتَضِيَةُ مِنْ طَلَاقِهَا تَفِي بِمَا قَالَتْ يَنْبَغِي أَنْ يُصَدِّقَهَا
بِلَا شَاهِدٍ وَيَمِينٍ مَعَ غَلَبَةِ الظَّنِّ بِصِدْقِهَا ۔ وَإِنْ وَقَعَتِ الْمُفَارَقَةُ بِثَلَاثِ تَطْلِيقَاتٍ
وَوَقَعَ التَّحْلِيلُ وَنَكَحَهَا ثَانِياً وَوَقَعَتِ الْمُفَارَقَةُ بِثَلَاثِ تَطْلِيقَاتٍ ثَانِيَةً وَوَقَعَ
التَّحْلِيلُ وَنَكَحَهَا ثَالِثاً وَوَقَعَتِ الْمُفَارَقَةُ بِثَلَاثِ تَطْلِيقَاتٍ ثَالِثَةً حَرُمَتْ هٰذِهِ
الزَّوْجَةُ عَلَى هٰذَا الزَّوْجِ مُؤَبَّداً وَلَوْ تَزَوَّجَهَا بِشَرْطِ التَّحْلِيلِ كُرِهَ النِّكَاحُ وَنِكَاحُ الْبَالِغِ
وَالْمُرَاهِقِ يَسْتَوِيَانِ فِي التَّحْلِيلِ وَبِوَطْءِ الْمَوْلٰى لَا تُحَلَّلُ لِأَنَّ النَّصَّ عَلَى النِّكَاحِ فَإِنْ تَزَوَّجَهَا
الْأَوَّلُ بَعْدَ الثَّانِي عَادَتْ إِلَيْهِ بِالتَّطْلِيقَاتِ لِأَنَّ الثَّانِيَ يَهْدِمُ تَطْلِيقَاتِهَا وَاحِدَةً

كَانَتْ اَوْ ثِنْتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا وَصَارَتْ كَمَا كَانَتْ۔

ترجمہ : اقسام طلاق کا مسئلہ :

طلاق کبھی بائن ہوتی ہے اور کبھی رجعی۔ طلاق بائن اُس طلاق کا نام ہے جس کے ہوتے ہوئے رجوع کرنا درست نہیں ہوتا۔ طلاق بائن کی صورتیں یہ ہیں (۱) جنسی رابطہ قائم نہ کی ہوئی بیوی کی طلاق (۲) حیض سے ناامید ہونے والی عورت کی طلاق (۳) خلع کردہ عورت کی طلاق (۴) مبارات کی صورت میں دی گئی طلاق۔

(۵) وہ طلاق جو تین مرتبہ کسی عورت پر پڑ گئی ہو جبکہ وہ آزاد عورتوں میں سے ہو (۶) وہ طلاق جو کسی عورت پہ دو مرتبہ پڑ گئی ہو جبکہ وہ لونڈیوں میں سے ہو۔ طلاق بائن کی صورت میں جائز ہے کہ شوہر اُس کے ساتھ عدت ہی میں اور عدت کے گزر جانے کے بعد دونوں صورتوں میں تجدیدی طور پر نکاح کرے۔ مگر تین طلاقیں پڑی ہوئی عورت اس حکم سے مستثنیٰ ہے کیونکہ ایسی عورت شوہر کے حق میں حرام ہے یہاں تک کہ وہ عورت کسی دوسرے سے نکاح کرے اور جنسی رابطہ وقوع پذیر ہو جائے۔ پس اگر دوسرا شوہر اُسے طلاق دے یا کسی بھی اتفاقی صورت حال کی وجہ سے شوہر اُسے جدا کر دے۔ بیوی اُس کی طرف سے عدت گزارے اور اُس کی عدت گزر جائے تو پھر پہلے شوہر کے لئے اس سے نکاح کرنا جائز ہو جائے گا۔ طلاق دینے کی ان صورتوں کے سوا دیگر صورتیں طلاق رجعی کہلاتی ہیں۔ طلاق رجعی کی صورت میں کافی ہے کہ شوہر بیوی سے یوں کہے رَجَعْتُكِ۔ میں نے تجھ سے رجوع کیا یا یوں کہے رَدَدْتُكِ۔ میں نے تجھے واپس لوٹا دیا یا وہ بیوی سے بوسہ بازی کرے یا اُسے ہاتھ لگائے یا اُس سے جنسی ملاپ کرے کیونکہ طلاق رجعی بیوی سے جنسی رابطہ قائم کرنے اور دیگر ازدواجی تعلقات کو حرام نہیں کرتی۔ طلاق رجعی کی صورت میں تجدیدی طور پر نکاح کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ بیوی کو شادی کرنے سے روکنے کی خاطر رجوع کرنا جائز ہی نہیں جبکہ اُسے اُس کے ساتھ کوئی رغبت نہ ہو۔ طلاق رجعی والی عورت کے لئے جائز ہے کہ وہ عدت کے دوران شوہر کو شوق دلائے اور خوب آراستہ ہو کر رہے تاکہ اُس کا شوہر اُس سے رجوع کر سکے۔ اگر شوہر اُس سے رجوع نہ کرے اور عورت کی عدت گزر جائے تو اُس صورت میں اُس کی طلاق، بائن بن جاتی ہے۔ چنانچہ اب اگر اُس کا شوہر اُسے چاہے تو اُس کے لئے جدید نکاح کی ضرورت پڑے گی۔

ایک ہی طلاق دینے یا دو طلاقیں دینے کی وجہ سے ہونے والی طلاق بائن کی عدت کے دوران بھی

بھی اسی طرح سے شوہر کو تجدید نکاح کی ضرورت ہوتی ہے بشرطیکہ عورت راضی ہو جائے۔ اگر عورت رضامند نہ ہو تو پھر نکاح نہیں ہو سکتا۔ طلاق رجعی کی صورت میں عورت کی رضامندی کو نہیں دیکھا جاتا۔

اگر عدت رجعی گذارنے کے دوران میں سے ایک مر جائے تو دونوں میں وراثت چل جاتی ہے۔ بیوی کے اخراجات کا معاملہ ایسا ہوگا جیسا کہ وہ طلاق پڑنے سے پہلے تھا۔

طلاق رجعی پڑی ہوئی عورت کو گھر سے نکال دینا جائز نہیں ہے۔ اِلّا یہ کہ وہ کوئی حیاسوز حرکت کا ارتکاب کرے اُس کے لئے اُس گھر سے باہر نکل جانا حرام ہے جس گھر میں وہ رہا کرتی تھی مگر اُس کی اضطراری حالت مستثنیٰ ہے چنانچہ ایسی حالت میں وہ باہر نکل جائے اور پَو پھٹنے سے پہلے پہلے اُسی رات کو واپس آ جائے اپنے گھر کے سوا کسی دوسرے گھر میں رات کا گذارنا اُس کے لئے جائز نہیں ہے۔ طلاق بائن کی عدت گذارنے کی مدت میں عورت کے لئے جہاں بھی وہ چاہے نکل جانا جائز ہے۔ ہاں اگر طلاق بائن والی عورت حاملہ ہو تو وضع حمل تک شوہر کے ذمے اُس کے لئے اخراجات کا دینا واجب ہے۔ مثلاً کھانے کی چیزیں پہننے کے کپڑے اور رہائش گاہ۔

اگر طلاق بائن والی عورت کہے کہ یقیناً میری عدت گذر گئی۔ میں نے کسی سے نکاح کیا اور جنسی رابطہ قائم ہو گیا، دوسرے نے مجھے طلاق دے دی اور میری دوسری عدت بھی گذر گئی۔ درانحالیکہ اُس کی طلاق کے وقت سے گذری ہوئی مدت اُس کی بات سے میل کھاتی ہو تو مناسب ہے کہ اُس کی سچائی کے غالب گمان کی صورت میں کسی گواہ یا قسم کے بغیر آدمی اُس کی تصدیق کرے۔

اگر تین طلاقیں پڑ جانے کی وجہ سے میاں بیوی کے آپس میں جدائی آگئی ہو حلالہ وقوع پذیر ہو جائے۔ اور شوہر اوّل اُس سے دوسری دفعہ نکاح کرے پھر تین طلاقیں پڑ جانے کی وجہ سے دونوں میں دوسری دفعہ جدائی آگئی ہو پھر حلالہ واقع ہو جائے اور شوہر اوّل تیسری دفعہ اُس سے نکاح کرے پھر تین طلاقیں پڑ جانے کی وجہ سے تیسری دفعہ دونوں میں جدائی آ جائے تو اس صورت میں یہ بیوی اُس شوہر کے حق میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی۔

اگر حلالہ کرنے کی شرط پر عورت سے نکاح کرے تو ایسا نکاح کرنا مکروہ ہے۔ حلالہ کرنے کے بارے میں بالغ آدمی کا نکاح اور بالغ ہونے کے قریب پہنچنے والے کا نکاح دونوں برابر برابر ہیں۔ آقا کے جنسی رابطہ کی وجہ سے

عورت کا حلالہ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ نص قرآنی نکاح کی صورت میں وارد ہے۔

پس دوسرے شوہر کے بعد پہلا شوہر عورت سے نکاح کرے تو وہ عورت پہلے شوہر کے پاس طلاق پڑنے کی تمام صورتوں کو لے کر واپس آجائے گی کیونکہ دوسرا شوہر اس عورت پر پڑی ہوئی تمام طلاقوں کو ختم کردیتا ہے خواہ ایک طلاق ہو یا دو طلاقیں ہوں یا تین طلاقیں۔ وہ عورت پہلے شوہر کے پاس ایسی ہوجاتی ہے جیسی وہ پہلے پہل تھی۔

وَأَمَّا الْعِدَّةُ فَلَا عِدَّةَ عَلَى مَنْ لَمْ يَدْخُلْ بِهَا فِي جَمِيْعِ التَّطْلِيْقَاتِ وَالْمُفَارَقَاتِ إِلَّا الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا فَإِنَّ عِدَّةَ الْوَفَاتِ تَجِبُ عَلَى الزَّوْجَةِ الْمَدْخُوْلِ بِهَا وَغَيْرِ الْمَدْخُوْلِ بِهَا بِأَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ وَعَشْرَةِ أَيَّامٍ وَإِنْ كَانَتِ الزَّوْجَةُ أَمَةً فَبِشَهْرَيْنِ وَخَمْسَةِ أَيَّامٍ وَإِنْ كَانَتْ حَامِلَةً فَبِوَضْعِ حَمْلِهَا وَلَوْ كَانَتْ يَوْمًا أَوْ أَقَلَّ أَمَّا إِنْ كَانَتْ مُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا فَبِأَبْعَدِ الْأَجَلَيْنِ وَعِدَّةُ غَيْرِ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا بِثَلَاثَةِ قُرُوْءٍ لِلْحُرَّةِ إِنْ كَانَتْ مِنْ ذَوَاتِ الْحَيْضِ وَالْقُرْءُ عِبَارَةٌ عَنْ حَيْضٍ وَطُهْرٍ مَعًا لَا عَنْ وَاحِدٍ مِنْهُمَا وَابْتِدَاءُ الْعِدَّةِ مِنْ وَقْتِ الطَّلَاقِ وَوَقْتِ الْوَفَاتِ لَا مِنْ وَقْتِ وُصُوْلِ الْخَبَرِ إِلَيْهَا فَإِنْ لَمْ تَعْلَمْ بِالطَّلَاقِ أَوِ الْوَفَاتِ لِغَيْبَتِهِ وَمَضَتْ مُدَّةُ الْعِدَّةِ فَقَدِ انْقَضَتِ الْعِدَّةُ۔ وَلَا حِدَادَ عَلَيْهَا إِلَّا فِي أَيَّامِ التَّعْزِيَةِ وَلَا حِدَادَ عَلَى الْمُطَلَّقَاتِ رَجْعِيَّةً كَانَتْ أَوْ بَائِنَةً وَيَجِبُ الْحِدَادُ عَلَى الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا وَهُوَ أَنْ لَا تَتَزَيَّنَ وَلَا تَلْبَسَ بِأَسَاوِرِ زِيْنَةٍ أَوْ ذُوْ مُؤْنَةٍ وَلَا تَخْتَضِبَ بِالْحِنَّاءِ وَتَجْتَنِبَ عَنِ الدُّهْنِ عَلَى رَأْسِهَا وَمِنَ الْاِكْتِحَالِ وَمِنَ الْخُرُوْجِ مِنْ بَيْتِهِ إِلَّا لِضَرُوْرَةٍ عَظِيْمَةٍ وَمِنَ التَّطْيِيْبِ وَيَجُوْزُ التَّنْظِيْفُ وَالتَّطْهِيْرُ بِغُسْلٍ وَغَسْلِ الثِّيَابِ۔ وَأَمَّا الْآيِسَةُ مِنَ الْحَيْضِ لِكِبَرِ سِنِّهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَحِضْ لِصِغَرِ سِنِّهَا فَعِدَّتُهُمَا بِثَلَاثَةِ أَشْهُرٍ إِنِ احْتَمَلَ الْحَمْلُ مِنْهُمَا وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيْهِمَا شُبْهَةُ حَمْلٍ وَهُمَا مُتَيَقِّنَتَانِ بِعَدَمِ حَمْلِهِمَا فَلَا عِدَّةَ عَلَيْهِمَا كَغَيْرِ الْمَدْخُوْلِ بِهَا فَيَجِبُ عَلَيْهِمَا الْاِسْتِبْرَاءُ بِشَهْرٍ وَمَنِ اشْتَرٰى أَمَةً وَجَبَ عَلَيْهِ أَنْ يَسْتَبْرِئَهَا بِقُرْءٍ وَيَجُوْزُ لَهُ أَنْ يَسْتَمْتِعَ فِيْمَا دُوْنَ الْفَرْجِ۔

وَأَمَّا الْخُلْعُ فَطَلَاقٌ بَائِنٌ عَلَى عِوَضٍ كَمَا قَالَتْ خَالِعْنِيْ عَلَى مَهْرِيْ أَوْ عَلَى

مَا حَضَرَ عِنْدِيْ مِنَ الْمَالِ أَوْ عَلَى أَلْفٍ أَوْ عَلَى مِائَتَيْنِ أَوْ عَلَى مَا فِيْ ذِمَّتِكَ مِنْ صَدَاقِيْ أَوْ دَيْنِيْ أَوْ مِثْلُ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ لَهَا خَالَعْتُكِ تَمَّتِ الْمُخَالَعَةُ فَلَا يَجُوْزُ الرَّجْعَةُ أَمَّا إِنْ أَرَادَهَا بِنِكَاحٍ جَدِيْدٍ فِي الْعِدَّةِ وَبَعْدَهَا جَازَ وَفِي الْعِوَضِ إِنْ أَخَذَ أَكْثَرَ مِمَّا أَمْهَرَهَا بِهِ لَمْ يَجُزْ لِأَنَّهُ سُحْتٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ مَنْ لَهُ دِيْنٌ وَدِيَانَةٌ. وَأَمَّا الْمُبَارَاةُ فَهِيَ كَالْمُخَالَعَةِ وَالْفَرْقُ بَيْنَهُمَا أَنَّ فِي الْمُخَالَعَةِ الْكَرَاهِيَةَ مِنْ قِبَلِ الزَّوْجَةِ وَفِي الْمُبَارَاةِ الْكَرَاهِيَةَ مِنْهُمَا وَهِيَ أَيْضًا عَلَى عِوَضٍ وَالنِّيَّةُ تُعْتَبَرُ فِيْهِمَا۔

ترجمہ: عدت گذارنے کا مسئلہ:

جس عورت سے جنسی رابطہ قائم نہ کیا ہو اُس کے ذمہ طلاق اور جدائی کی تمام صورتوں میں کوئی عدت لازم نہیں ہے مگر وہ عورت اس حکم سے مستثنیٰ ہے جس کا شوہر انتقال کر گیا ہو۔ کیونکہ چار مہینے اور دس دنوں کی عدت وفات کا گذارنا جنسی ملاپ والی اور جنسی ملاپ سے خالی دونوں عورتوں کے ذمے واجب ہے۔ اگر ایسی عورت کوئی لونڈی ہو تو اُس کے ذمّے دو ماہ اور پانچ دنوں کی مدت واجب ہوگی۔ اگر ایسی عورت کوئی حاملہ ہو تو وضع حمل تک وہ مدت گذارے گی۔ اگرچہ ایک دن یا اس سے کم کی عدت ہی کیوں نہ ہو۔ اگر حاملہ عورت ایسی ہو جس کا شوہر انتقال کر گیا ہو تو اُس صورت میں وہ وضع حمل کی مدت اور چار ماہ دس دنوں کی مدت میں سے جو مدت زیادہ طویل ہو۔ وہ اُس مدت کی عدت گذارے گی۔ وہ عورت جس کا شوہر انتقال نہ کر گیا ہو۔ اُس کی عدت آزاد عورت کے حق میں تین طہر کا گزارنا ہے۔ بشرطیکہ وہ ماہواری آنے والی عورتوں میں سے ہو۔ قرء مجموعی طور پر حیض اور طہر دونوں کا نام ہے نہ کہ اُن میں ایک کا۔

عدت کا آغاز کب ہو:

عورت کے پاس خبر کے پہنچنے کے وقت سے نہیں بلکہ طلاق دینے کے وقت اور وفات پانے کے وقت سے عدت کی ابتداء ہوتی ہے اگر شوہر کی غیر حاضری کی وجہ سے بیوی کو طلاق یا وفات کا علم نہ ہو جائے اور اُسی حالت میں مدت گزارنے کی مدت گزر جائے تو یقینی طور پر اُس کی عدت گذر گئی۔

حداد کا مسئلہ :

سوگ منانے کے دنوں کے سوا ، عورت کے حق میں کوئی حداد نہیں ہے ۔ طلاق شدہ عورتوں کے ذمے کوئی حداد نہیں ہے خواہ رجعی طلاق پڑچکی ہو یا طلاق بائن ۔ اُسی عورت کے ذمے حداد واجب ہے جس کا شوھر انتقال کرگیا ہو ۔ حداد کا مطلب یہ ہے کہ عورت آرائش و زیبائش نہ کرے ۔ وہ کوئی ایسا لباس نہ پہن لے جس میں زیب و زینت اور رعنائی ہو ۔ وہ مہندی کا خضاب نہ لگائے ، وہ سر پر تیل لگانے ، سرمہ لگنے ۔ کسی بڑی ضرورت کے بغیر شوہر کے گھر سے نکل جانے اور خوشبو لگانے سے پرہیز کرے ۔ غسل کرنے اور کپڑوں کو دھونے کی صورت میں اُس کے صفائی کرنا اور پاکی حاصل کرنا جائز ہے ۔ عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے ماہواری آنے سے ناامید ہونے والی عورت اور کمسنی کی وجہ سے ماہواری نہ آنے والی عورت دونوں کی عدت تین ماہ کا گذارنا ہے بشرطیکہ دونوں میں حمل ٹھہرنے کا احتمال ہو ۔ اگر ان دونوں میں حمل کا کوئی شبہ نہ ہو نیز دونوں کو اپنے اپنے غیر حاملہ ہونے کا یقین ہو تو اُس صورت میں ان دونوں کے ذمّے پر ایک ماہ کا عرصہ گذارنے کی صورت میں استبرائے رحم کرنا واجب ہوگا ۔

جو شخص کوئی لونڈی خریدے تو اُس کے ذمّے ایک قرء سے اس لونڈی کا استبرائے رحم کرنا واجب ہے اُس کے لئے جائز ہے کہ وہ محل انتفاع کو چھوڑ کر دیگر مقامات سے فطری خواہش کو پورا کرے ۔

خلع کا مسئلہ :

خلع کسی چیز کے عوض میں پڑ جانے والی طلاق بائن کا نام ہے مثلاً کوئی عورت اپنے شوہر سے یوں کہے ۔ خَالِعْنِيْ عَلٰى مَهْرِيْ : تم میرے مہر کے بدلے میں مجھ سے خلع کا معاملہ کرو یا یوں کہے خَالِعْنِيْ عَلٰى مَا عِنْدِيْ مِنَ الْمَتَاعِ ۔ تم میرے پاس موجود مال کے بدلے میں مجھ سے خلع کا معاملہ کردو یا یوں کہے خَالِعْنِيْ عَلٰى اَلْفٍ ۔ تم ایک ہزار روپے کے بدلے میں مجھ سے خلع کا معاملہ کر دو یا یوں کہے خَالِعْنِيْ عَلٰى مَا فِيْ ذِمَّتِكَ مِنْ صَدَاقِيْ : تیرے ذمے میرے مہر کا جو حصّہ لازم ہے اُس کے بدلے میں مجھ سے خلع کا معاملہ کر دو یا بیوی یوں کہے خَالِعْنِيْ عَلٰى دَيْنِيْ ۔ تم میرے قرض کے بدلے میں مجھ سے خلع کا معاملہ کردو یا بیوی اس قسم کے دیگر الفاظ اس بارے میں استعمال کرے ۔ اس پر شوہر کہے خَالَعْتُكِ ۔ میں نے تجھ سے خلع کا معاملہ

معاملہ کیا۔ اس صورت میں خلع کا معاملہ مکمل ہو جاتا ہے چنانچہ اب شوہر کے لئے رجوع کرنا جائز نہیں ہوتا ہاں اگر شوہر عدت کے دوران اور عدت کے بعد نکاح جدید کی صورت میں عورت کو چاہے تو جائز ہے۔ عوض لینے کی صورت میں، اگر شوہر اس مقدار سے زیادہ وصول کرے جس مقدار کا اس نے بیوی کو مہر دیا ہو تو یہ صورت جائز نہیں ہوگی کیونکہ ایسا کرنا خداوند عالم کے نزدیک اور دین و دیانت کے حامل لوگوں کے ہاں حرام ہے۔

مبارات کا مسئلہ:

مبارات کا معاملہ خلع کے معاملے کی مانند ہے۔ دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ خلع کے معاملے کی صورت میں ناپسندیدگی عورت کی طرف سے ہوتی ہے۔ مبارات کی صورت میں ناپسندیدگی دونوں کی طرف سے ظہور پذیر ہوتی ہے۔ مبارات کا معاملہ بھی کسی چیز کے عوض میں ہوتا ہے۔ دونوں صورتوں میں نیت کا اعتبار کیا جاتا ہے۔

بَابُ الظِّهَارِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: اَلَّذِيْنَ يُظَاهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَائِهِمْ مَا هُنَّ اُمَّهَاتِهِمْ اِنْ اُمَّهَاتُهُمْ اِلَّا اللَّائِيْ وَلَدْنَهُمْ ط وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ط وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ط وَالَّذِيْنَ يُظَاهِرُوْنَ مِنْ نِّسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاسَّا ط ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ط فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاسَّا ط فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ط ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَلِلْكَافِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ط

اَمَّا الظِّهَارُ فَهُوَ فِي الْعَرَبِ يَكُوْنُ بِهٰذِهِ الْعِبَارَةِ اَنْتِ عَلَيَّ كَظَهْرِ اُمِّيْ اَوْ اُخْتِيْ اَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْمُحَرَّمَاتِ وَفِي الْعَجَمِ مَا يَقُوْلُ اَحَدٌ هٰكَذَا اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَلٰكِنْ يَقُوْلُوْنَ لِامْرَأَتِهِمْ اَنْتِ اُمِّيْ اَوْ اُخْتِيْ اَوْ اَنْتِ عَلَيَّ كَاُمِّيْ اَوْ اُخْتِيْ فَاِنَّ مِثْلَ هٰذِهِ الْعِبَارَاتِ يَقَعُ مِنَ الزَّوْجِ وَكَانَتْ بِنِيَّةِ الطَّلَاقِ فَطَلَاقٌ اِنِ اتَّصَفَ الْمُطَلِّقُ بِالْبُلُوْغِ وَالْعَقْلِ وَالْاِخْتِيَارِ وَالْقَصْدِ وَالْمُطَلَّقَةُ بِالطُّهْرِ الْمَشْرُوْطِ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ كَذٰلِكَ فَظِهَارٌ فَيَجِبُ عَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ اِنْ اَرَادَهَا كَمَا كَانَتْ زَوْجَةً لَهٗ مِنْ قَبْلُ فَهِيَ عِتْقُ رَقَبَةٍ ذَكَرًا كَانَ اَوْ اُنْثٰى كَبِيْرًا كَانَ اَوْ صَغِيْرًا فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ وَلَا اسْتِطَاعَةَ لَهٗ بِالْعِتْقِ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ لِلْحُرِّ وَلِلْعَبْدِ شَهْرٍ وَلَوْ مَرِضَ اَوْ وَقَعَ لَهٗ اِغْمَاءٌ اَوْ جُنُوْنٌ اَوْ سَفَرٌ ن اضْطِرَارِيٌّ

وَلَا يَقْدِرُ عَلَى الصَّوْمِ وَأَفْطَرَ لَمْ يَقْدَحْ فِي التَّتَابُعِ فَإِذَا قَوِيَ أَتَمَّ مَا بَقِيَ مِنْ شَهْرَيْهِ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مُضْطَرًّا وَأَفْطَرَ فَعَلَيْهِ أَنْ يَسْتَأْنِفَ لِبُطْلَانِ التَّتَابُعِ الْمَنْصُوْصِ عَلَيْهِ فَإِنْ لَمْ يَقْدِرْ عَلَى الصَّوْمِ الْمَنْصُوْصِ مُتَتَابِعَ شَهْرَيْنِ كَامِلَيْنِ فَإِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا بِغَالِبِ قُوْتِ الْبَلَدِ لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ مَا يُشْبِعُهُ وَيَجُوْزُ فِي الْكَفَّارَةِ بِالْإِطْعَامِ الطَّعَامُ الْمَطْبُوْخُ كَالْخُبْزِ وَالدَّقِيْقِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالْأَرُزِّ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِمَّا يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْبَلَدِ فَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يُطْعِمَهُمْ طَعَامَ الْمُتَنَعِّمِيْنَ جَازَ وَلَيْسَ بِوَاجِبٍ أَمَّا الْوَاجِبُ فَالْحَدُّ الْوَسَطُ وَيُعْتَبَرُ فِي الْمِسْكِيْنِ الْإِيْمَانُ وَالْإِفْلَاسُ وَأَنْ لَا يَكُوْنَ مِمَّنْ وَجَبَ عَلَيْهِ نَفَقَتُهُ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا جَازَ أَنْ يُكَرِّرَ الْإِطْعَامَ عَلَى الْمَعْدُوْدِ الْمَوْجُوْدِ حَتّٰى يَبْلُغَ إِلٰى سِتِّيْنَ وَالْعَاجِزُ عَنِ الْعِتْقِ إِنِ اشْتَغَلَ بِالصَّوْمِ ثُمَّ قَدَرَ عَلَى الْعِتْقِ لَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ الْعَوْدُ إِلَى الْعِتْقِ وَإِنْ عَادَ كَانَ أَفْضَلَ وَالْعَاجِزُ عَنِ الصَّوْمِ إِنْ شَرَعَ فِي الْإِطْعَامِ فَحَصَلَتْ لَهُ قُوَّةُ الصَّوْمِ هٰكَذَا أَيْضًا وَلَوْ شَبَّهَ الزَّوْجُ عُضْوًا مِنْ أَعْضَاءِ زَوْجَتِهِ أَوْ خُلُقًا مِنْ أَخْلَاقِهَا أَوْ فِعْلًا مِنْ أَفْعَالِهَا أَوْ صِفَةً مِنْ صِفَاتِهَا بِأُمِّهِ أَوْ أُخْتِهِ أَوْ بِأَحَدٍ مِنْ مَحَارِمِهِ عَلَى سَبِيْلِ الْمَدْحِ وَالْكَرَامَةِ لَمْ يَكُنْ ظِهَارًا وَالظِّهَارُ يَخْتَصُّ بِالْأَوْقَاتِ الْأَمْرَادِ۔

ترجمہ: ظہار کا بیان:

ارشاد باری ہے۔

اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ الآیہ۔ تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کا معاملہ کرتے ہیں۔ وہ اُن کی مائیں نہیں ہوسکتیں۔ اُن کی مائیں تو صرف وہ عورتیں ہیں جنہوں نے اُن کو جنم دیا ہے۔ یقیناً یہ لوگ بڑی خراب بات کرتے اور جھوٹ بولتے ہیں۔ بے شک اللہ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔ جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کا معاملہ کرتے ہیں پھر اپنی باتوں کو توڑ کر راہ راست پر لوٹ آتے ہیں تو اُن کے ذمے آپس کی جنسی وابستگی سے پہلے ایک غلام کا آزاد کرنا لازم ہے۔ اُس حکم کے عائد کرنے کی صورت میں تم کو نصیحت کی جاتی ہے اللہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے۔

جو شخص کسی غلام کو نہ پاسکے تو اُس کے ذمے آپس کی جنسی وابستگی سے پہلے پے در پے دو ماہ کے

روزے لازم ہیں۔ جو کوئی روزے رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اُس کے ذمّے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا لازم ہے یہ حکم اس لئے ہے تاکہ تم حقیقی معنوں میں اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ احکام خدا کے منکر لوگوں کے لئے بڑا دردناک عذاب ہے۔

اَلظِّهَارُ فَهُوَ فِی الْعَرَبِ الخ ظہار کا معاملہ ممالک عرب میں اِن الفاظ میں ہوا کرتا ہے۔ اَنْتِ عَلَیَّ کَظَهْرِ اُمِّیْ۔ تو میرے حق میں میری ماں کی پشت کی مانند ہو۔ اَنْتِ عَلَیَّ کَظَهْرِ اُخْتِیْ۔ تو میرے حق میں میری بہن کی پشت کی مانند ہو یا ان کے علاوہ محرمات میں سے کسی اور کا نام لے کر ظہار کا معاملہ کرنا۔

ممالک عجم میں اِلّا ماشاء اللہ کوئی بھی اس طرح سے نہیں کہتا۔ بلکہ عجمی لوگ اپنی بیویوں سے یوں کہتے ہیں اَنْتِ اُمِّیْ۔ تو میری ماں ہو۔ اَنْتِ اُخْتِیْ۔ تو میری بہن ہو۔ اَنْتِ عَلَیَّ کَاُمِّیْ تو میرے حق میں میری ماں جیسی ہو اَنْتِ عَلَیَّ کَاُخْتِیْ۔ تو میرے حق میں میری بہن جیسی ہو۔ چنانچہ ان الفاظ کے مانند کوئی لفظ شوہر کی طرف سے وقوع پذیر ہو اور وہ طلاق کی نیت سے بولا گیا ہو تو طلاق ہو گی۔ بشرطیکہ طلاق دہندہ بالغ ہونے، عاقل ہونے با اختیار ہونے اور قصد و ارادہ والا ہونے کی شرطوں کا حامل ہو۔ اور طلاق پڑنے والی عورت اُس پاکی کی حامل ہو۔ جو طلاق کے شرط ہے اگر ایسا نہ ہو تو وہ ظہار کا معاملہ ہوگا لہذا اُس شخص کے ذمّے کفارہ دینا واجب ہو جائے گا بشرطیکہ وہ عورت کو ایسی چاہے جیسی کہ وہ ظہار کے معاملے سے پہلے اُس کی بیوی کی صورت میں تھی۔

کفارۂ ظہار کا مسئلہ:

ظہار کا کفارہ ایک فردِ مملوک کا آزاد کر دینا ہے خواہ وہ غلام ہو یا کنیز، بڑا ہو یا چھوٹا۔ اگر کسی کو کوئی فردِ مملوک نہ ملے اور نہ اُس کے لئے غلام آزاد کرنے کی استطاعت ہو تو آزاد آدمی کے حق میں پے در پے دو ماہ کے روزے اور غلام کے حق میں پے در پے ایک ماہ کا روزہ رکھنا لازم ہیں۔ اگر کوئی بیمار ہو جائے یا اُس پر بیہوشی طاری ہو۔ یا دیوانگی آجائے یا اضطراری طور پر کوئی سفر لاحق ہو جائے اُسے روزہ رکھنے کی قدرت ہو۔ اور وہ روزہ افطار کرے تو یہ صورتِ حال روزے کے لگاتار ہونے کے حق میں باعثِ قباحت نہیں۔ جب وہ طاقتور ہو جائے تو اپنے دو ماہ کے بقیہ روزے کو پورا کرے۔ جو شخص اضطراری حالت کا شکار نہ ہو اور وہ روزہ افطار نہ کرے تو اُس کے ذمّے

نص قرآنی کے لگاتار والے حکم کے باطل ہونے کی وجہ سے از سر نو روزہ رکھنا لازم ہوگا۔ اگر کوئی شخص مکمل دو ماہ کے پے درپے انجام پذیر ہونے والے روزے رکھنے پر قدرت نہ رکھتا ہو تو اُس کے ذمے شہر کی پُر غلبہ اشیائے خوردنی سے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا لازم ہے۔ ہر ہر مسکین فرد کو صبح و شام اتنا کھانا کھلائے جو اُسے سیر کر دے۔

کھانا کھلا کر کفارہ دینے کی صورت میں پکا ہوا کھانا، روٹی، آٹا، گندم، جَو، چاول اور اُن کے علاوہ دیگر وہ چیزیں جائز ہیں۔ جو شہر والے کھاتے ہیں۔ اگر کوئی شخص مسکینوں کو خوشحال لوگوں کا سا کھانا کھلانے کی استطاعت رکھتا ہو۔ ایسا کرنا جائز ہے۔ اور واجب نہیں۔ واجب حکم تو میانہ روی والی حد ہے۔

مسکین فرد کس قسم کا ہو:

مسکین کے حق میں معتبر حکم یہ ہے کہ وہ ایمان والا ہو، تنگدستی کا شکار ہو، اور وہ مسکین ایسا شخص نہ ہو۔ جس کے اخراجات کفارہ دینے والے کے ذمے واجب ہوں۔ اگر کوئی شخص مسکینوں کو نہ پا سکے تو اُس کے لئے جائز ہے کہ وہ گنتی کے چند موجود مسکینوں کو بار بار کھانا کھلائے تاکہ یہ تعداد ساٹھ مسکینوں کو پہنچ جائے۔

غلام آزاد کرنے سے عاجز آنے والا شخص اگر روزہ رکھنے میں لگ جائے پھر وہ غلام آزاد کرنے پر قادر ہو جائے تو اُس کے ذمے غلام آزاد کرنے کے حکم کی طرف لوٹ آنا واجب نہیں ہے۔ اگر وہ اس حکم کی طرف لوٹ آئے تو ایسا کرنا بہتر صورت ہے۔ روزے رکھنے سے عاجز آجانے والا شخص اگر مسکینوں کو کھانا کھلانا شروع کرے پھر اُسے روزہ رکھنے کی قوت حاصل ہو جائے تو یہاں بھی یہی حکم ہے۔

مدح سرائی اور مہربانی کا کرشمہ:

اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کے اعضائے بدن میں سے کسی عضو کو یا اُس کے اخلاق و عادات میں سے کسی عادت کو یا اُس کے افعال میں سے کسی فعل کو یا اُس کے اوصاف میں سے کسی وصف کو مدح اور عزت کے طور پر اپنی ماں یا بہن یا محرمات میں سے کسی ایک کے ساتھ تشبیہ دے تو ایسا کرنا ظہار کا معاملہ نہیں ہوگا۔ ظہار کا معاملہ کرنا تو ضرر رساں لمحات کے ساتھ مخصوص ہوا کرتا ہے۔

بَابُ الْإِيلَاءِ

قَالَ اللهُ تَعَالَى:- لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ فَإِنْ فَاءُوْ فَإِنَّ اللهَ غَفُوْرٌ رَحِيْمٌ ○ وَإِنْ عَزَمُوْا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○

اَلْإِيلَاءُ أَنْ يَحْلِفَ بِاللهِ أَوْ صِفَاتِهِ أَنْ لَا يَنِيْكَ زَوْجَتَهُ الْمَدْخُوْلَ بِهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَأَوْفَى بِيَمِيْنِهِ وَلَمْ يَنِكْهُمَا فِيْ هٰذِهِ الْمُدَّةِ فَإِذَا أَتَمَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَفَاءَ إِلَى امْرَأَتِهِ لَمْ يَحْنَثْ وَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ وَإِنْ نَاكَهَا قَبْلَ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ فَعَلَيْهِ كَفَّارَةُ الْيَمِيْنِ وَلَوْ حَلَفَ فَوْقَ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ أَوْ أَبَدًا أَوْ مُطْلَقًا فَإِذَا انْقَضَتْ مُدَّةُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ وَجَبَ عَلَى الْحَاكِمِ أَنْ يُجْبِرَهُ عَلَى الْفَيْءِ أَوِ الطَّلَاقِ فَإِنْ لَمْ يَحْضُرْ حَاكِمٌ فَلِلْمَرْأَةِ أَنْ تُطَالِبَهُ بِالْفَيْءِ أَوِ الطَّلَاقِ فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ أَحَدًا مِنْهُمَا فَلِلْمَرْأَةِ أَنْ تَفْسَخَ نِكَاحَهَا وَلَا يَجُوْزُ لَهُ التَّأْخِيْرُ فِيْ أَحَدِهِمَا إِمَّا الْفَيْءُ وَإِمَّا الطَّلَاقُ وَلَا ثَالِثَ لَهُمَا إِلَّا الْمَوْتُ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ وَإِنْ فَاءَ إِلَيْهَا وَجَبَتِ الْكَفَّارَةُ لِأَنَّهُ حَنِثَ وَكَفَّارَةُ الْيَمِيْنِ عَلَى التَّخْيِيْرِ بَيْنَ الْإِطْعَامِ وَالْإِكْسَاءِ وَالْعِتْقِ وَالْإِطْعَامُ وَالْإِكْسَاءُ كِلَاهُمَا لِعَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ فَإِنْ لَمْ يَقْدِرْ عَلَى أَحَدٍ مِنْ هٰذِهِ الثَّلَاثَةِ فَوَجَبَ عَلَيْهِ الصَّوْمُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَالْفَيْءُ هُوَ بِالنَّيْكِ إِنْ لَمْ يَمْنَعْ مَانِعٌ ضَرُوْرِيٌّ كَالْمَرَضِ وَبُعْدِ الْمَسَافَةِ بَيْنَهُمَا وَمَا يُشَابِهُهُمَا مِنَ الْمَوَانِعِ الْمُثْبَتَةِ فَإِنْ مَنَعَهُ أَمْرٌ هٰكَذَا وَجَبَ عَلَيْهِ أَنْ يَفِيْءَ بِقَلْبِهِ وَأَظْهَرَ بِلِسَانِهِ وَقَالَ

رَجَعْتُ عَنْ يَمِينِي بِأَيِّ لُغَةٍ أَدَّاهَا جَازَ وَلَوْ حَلَفَ وَعَيَّنَ مُدَّةً أَقَلَّ مِنْ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ لَيْسَ بِإِيلَاءٍ وَكَانَ ذَالِكَ فِي أَيَّامِ الْجَاهِلِيَّةِ فَلِذَالِكَ تَعَرَّضَ مِنْهُ الشَّرْعُ وَلَوْ حَلَفَ بِعِتَاقٍ أَوْ حَجٍّ أَوْ صَلوٰةٍ أَوْ صَوْمٍ لَزِمَهُ أَدَاءُ مَا أَلْزَمَهُ عَلَىٰ نَفْسِهِ فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ وَجَبَتِ الْكَفَّارَةُ فَإِنْ لَمْ يَقْدِرْ عَلَىٰ مَا أَلْزَمَ وَلَا عَلَىٰ كَفَّارَتِهِ وَجَبَتِ التَّوْبَةُ وَالْاِسْتِغْفَارُ وَلَا حَاجَةَ لَهُ فِي حَلْفِهِ بِغَيْرِ أَسْمَاءِ اللّٰهِ أَنْ يَنْتَظِرَ إِلَىٰ اسْتِطَاعَةِ الْكَفَّارَةِ ۔

ترجمہ ؛ ایلاء کا بیان ؛

فرمانِ خداوندی ہے :۔

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ الایہ ۔ جو لوگ اپنی بیویوں سے ایلا کا معاملہ کرتے ہیں اُن کے لئے چار ماہ کا انتظار کرنا لازم ہے ۔ اگر ایلا کرنے والے لوگ (اپنی باتوں سے) رجوع کرے تو اللہ پاک رب سننے والا اور جاننے والا ہے ۔

ایلاء کیا ہے ؟

ایلا کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شوہر اللہ کی یا اللہ کی صفات کی یوں قسم کھائے کہ وہ اپنی جنسی وابستگی والی بیوی سے چار مہینے جنسی رابطہ قائم نہیں کرے گا ۔ وہ اپنی قسم کو پورا کرے اور اس عرصہ میں بیوی سے فطری خواہش کو پورا نہ کرے چنانچہ جب وہ چار ماہ کا عرصہ پورا کرے اور اپنی بیوی کی طرف لوٹ آئے تو اس صورت میں وہ حانث نہیں ہوگا ۔ اور نہ ہی اُس کے ذمے قسم کا کفارہ لازم ہوگا ۔ اگر وہ چار ماہ سے پہلے ہی بیوی سے جنسی رابطہ قائم کرے تو اس کے ذمہ قسم کا کفارہ لازم ہوگا ۔ اگر کوئی مُولی شخص چار ماہ سے زیادہ عرصے کی قسم کھائے یا ہمیشہ کے لیے قسم کھائے یا مطلق طور پر قسم کھائے تو اُس صورت میں جب چار ماہ کا عرصہ گذر جائے تو حاکم کے ذمے واجب ہے کہ وہ مُولی کو بیوی سے رجوع کرنے یا طلاق دینے پر مجبور کرے اگر کوئی حاکم موجود نہ ہو تو اُس صورت میں عورت کو حق ہوگا کہ وہ شوہر سے رجوع کرنے یا طلاق دینے کا مطالبہ کرے ۔ اگر مولی شوہر دونوں صورتوں میں سے کسی ایک کو کرنہ گذرے تو عورت کو حق ہوگا کہ وہ اپنا نکاح فسخ کرے ۔ مولی شوہر کو ان دونوں صورتوں میں سے کسی ایک کے اختیار کرنے میں تاخیر سے کام لینا جائز نہیں ہے ۔ یا تو وہ بیوی

سے رجوع کرنے کو اختیار کرے یا اُسے طلاق دینے کو۔ موت کے سوا اُس کے لیے کوئی تیسری صورت نہیں ہے۔ اگر وہ بیوی کو طلاق دے تو اُس کے ذمّے کوئی کفارہ لازم نہیں ہوگا۔ اگر وہ رجوع کرے تو اُس پر کفارہ واجب ہوگا کیونکہ وہ حانث ہوگیا۔

کفارۂ قسم کا مسئلہ:

قسم کا کفارہ کھانا کھلانے، کپڑے پہنانے اور غلام آزاد کرنے کی صورتوں میں سے ایک صورت کے اختیار کرنے پر منحصر ہے۔ کھانا کھلانا اور کپڑے پہنانا یہ دونوں صورتیں دس مسکینوں کے لیے ہیں۔ اگر ان تینوں صورتوں میں سے کسی ایک پر عمل کرنے پر کوئی قادر نہ ہو تو اُس کے ذمّے تین دنوں کا روزہ رکھنا واجب ہے۔

رجوع کیسے ہو؟

رجوع کرنا جنسی رابطہ قائم کرنے کی صورت میں ہوتا ہے بشرطیکہ کوئی ضروری رکاوٹ مانع نہ ہو مثلاً بیماری۔ فاصلے کی دوری اور ان کی مانند دیگر مانع رکاوٹیں اگر اس قسم کی کوئی رکاوٹ مولی شخص کے لیے مانع ہو تو اُس کے ذمّے اپنے دل میں بیوی سے رجوع کرنا اور زبان سے اس کا اظہار کرنا واجب ہے وہ کہے گا کہ میں نے اپنی قسم سے رجوع کیا۔ یہ بات وہ جس زبان میں ادا کرے وہ جائز ہے۔ اگر کوئی شخص قسم کھائے اور ۴ ماہ سے کم کا عرصہ متعین کرے تو یہ ایلاء والا معاملہ نہیں ہوگا۔ ایسا کام ایام جاہلیت میں ہوا کرتا تھا۔ اسی وجہ سے شریعت نے اس معاملے میں اصلاحی تصرّف کیا۔ اگر کوئی شخص کسی غلام کے آزاد کرنے یا حج کرنے، یا کوئی نماز پڑھنے یا کوئی روزہ رکھنے کی قسمیں کھائے تو اُس کے ذمّے اپنے اوپر لازم کردہ کام کا ادا کرنا لازم ہو جائے گا۔ اگر وہ اس کام کی انجام دہی کی قدرت نہ رکھتا ہو تو اُس پر کفارہ واجب ہوگا اگر وہ اپنے اوپر لازم کردہ کام کی انجام دہی پر قادر نہ ہو اور نہ اُس کا کفارہ دینے پر قادر ہو تو اُس کے ذمے توبہ کرنا اور استغفار پڑھنا واجب ہوگا۔

اللہ کے ناموں کے سوا کسی اور نام کی قسم کھانے کی صورت میں آدمی کے لئے کفارہ ادا کرنے کی استطاعت حاصل ہونے تک انتظار کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

بَابُ اللِّعَانِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ۔ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ط وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ ط اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ط وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَاءُ اِلَّا اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصَّادِقِيْنَ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍۭ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ ط وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ع

وَلَوْ قَذَفَ الرَّجُلُ زَوْجَتَهٗ بِالزِّنَا وَجَبَ عَلَيْهِ حَدُّ الْقَذْفِ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً اِنْ لَمْ يَكُنْ لَهٗ اَرْبَعَةٌ مِنَ الشُّهَدَاءِ وَاِنْ لَاعَنَ سَقَطَ الْحَدُّ وَهُوَ اَنْ يَقُوْمَ الرَّجُلُ عِنْدَ الْحَاكِمِ عَلٰى رُؤُسِ الْاَشْهَادِ وَزَوْجَتُهٗ حَاضِرَةٌ مُوَاجِهَةٌ لَهٗ وَالْوَلَدُ فِيْ حِجْرِهَا اِنْ كَانَ لَهَا وَلَدٌ وَيَقُوْلَ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اَوْ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ لَا بُدَّ مِنْ لَفْظِ الشَّهَادَةِ مَعَ الْيَمِيْنِ لَصَادِقٌ فِيْمَا رَمَيْتُهَا بِهٖ مِنَ الزِّنَا وَنَفْيِ وَلَدِهَا هٰذَا وَيُكَرِّرُهَا اَرْبَعَ مَرَّاتٍ وَيَقُوْلَ فِي الْخَامِسَةِ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيَّ اِنْ كُنْتُ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ فِيْمَا رَمَيْتُهَا بِهٖ مِنَ الزِّنَا وَنَفْيِ الْوَلَدِ هٰذَا فَالْمَرْاَةُ اِنْ اَقَرَّتْ بِقَوْلِهٖ وَجَبَ رَجْمُهَا وَاِنْ لَاعَنَتْ تَقُوْلُ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ اَوْ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ

أَوْ مِثْلَ ذٰلِكَ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ فِيْمَا رَمَانِيْ بِهِ مِنَ الزِّنَا وَنَفْيِ وَلَدِيْ هٰذَا أَرْبَعَ مَرَّاتٍ

وَتَقُوْلُ فِي الْخَامِسَةِ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيَّ إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ فِيْمَا رَمَانِيْ بِهِ مِنَ الزِّنَا وَنَفْيِ

وَلَدِيْ هٰذَا سَقَطَ الرَّجْمُ عَنْهَا - وَيُسْتَحَبُّ أَنْ يَعِظَهُمَا الْحَاكِمُ قَبْلَ اللِّعَانِ وَيُخَوِّفَهُمَا فَإِنْ

لَمْ يَنْدَمَا وَكَانَا مُصِرَّيْنِ عَلَى اللِّعَانِ فَالْحَاكِمُ يُلَقِّنُهُمَا - أَلْفَاظُ اللِّعَانِ عَرَبِيًّا كَانَ أَوْ عَجَمِيًّا

أَوْ تُرْكِيًّا أَوْ فَهْلَوِيًّا كَمَا يَلِيْقُ بِحَالِهِمَا وَلِسَانِهِمَا ط

وَيَنْبَغِيْ أَنْ يَقَعَ اللِّعَانُ فِي الْبِقَاعِ الْمُتَبَرِّكَةِ كَالْمَسْجِدِ الْجَامِعِ أَوْ مَشْهَدٍ مُتَبَرِّكٍ

كَمَشَاهِدِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ لِيُؤَثِّرَ فِيْ قُلُوْبِهِمَا هَيْبَةٌ وَخَشْيَةٌ وَيَمْنَعُهُمَا مِنَ

الْكِذْبِ وَالْبُهْتَانِ فَإِنْ لَمْ يَرْجِعَا وَلَاعَنَا كَمَا ذُكِرَتْ فَرَّقَ الْحَاكِمُ بَيْنَهُمَا لِأَنَّهَا

حَرُمَتْ عَلَيْهِ مُؤَبَّدًا۔

ترجمہ، لعان کا بیان :

فرمان خداوندی ہے :۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا الآیہ :۔ جو لوگ پاکدامن عورتوں پر الزام تراشی کرتے ہیں پھر وہ چار گواہوں کو نہیں لاتے تو اُن کو اسی کوڑے لگاؤ اور اُن کی کوئی گواہی کبھی بھی قبول نہ کرو۔ وہ پکے فاسق لوگ ہیں مگر جو لوگ اس حرکت کے بعد توبہ کریں اور اپنی حالت کی اصلاح کریں۔ تو اللہ تعالیٰ خوب بخشنے والا مہربان ہے۔

جو لوگ اپنی بیویوں پہ تہمت زنی کرتے ہیں اور اُن کے پاس خود اپنے نفسوں کے سوا گواہ لوگ نہیں ہوتے تو اُن میں سے ایک کی گواہی چار شہادتوں کی شکل میں یوں ہوگی بِاللّٰهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِيْنَ :۔ خدا کی قسم وہ یقیناً سچے لوگوں میں سے ہے۔ پانچویں دفعہ وہ یوں شہادت دے لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ :۔ اگر وہ جھوٹے لوگوں میں سے ہو تو اُس پر اللہ کی لعنت ہو۔ بیوی کی طرف سے ان الفاظ میں چار مرتبہ شہادت کا دینا اُس سے سزا کو ہٹا دیتا ہے۔ بِاللّٰهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ۔ اللہ کی قسم وہ شوہر یقیناً جھوٹے لوگوں میں سے ہے۔ پانچویں مرتبہ بیوی یوں شہادت دے غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا إِنْ

كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ :۔ اگر وہ (شوہر) سچے لوگوں میں سے ہو تو اُس (بیوی) پر خدا کا غضب ہو اگر تم پر اللہ کا فضل و کرم اور اُس کی رحمت نہ ہوتی (تو تم عذاب میں مبتلا ہو جاتے) اور اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا صاحبِ حکمت ہے۔

الزام تراشی کا مسئلہ:

اگر کوئی شخص اپنی بیوی پر بدکاری کی تہمت لگائے تو اُس کے حق میں اسی کوڑوں کے لگانے کی صورت میں تہمت کی حد واجب ہو جاتی ہے۔ بشرطیکہ اُس شخص کے پاس ثبوتِ تہمت کے لئے چار گواہ نہ ہوں۔ اگر وہ لعان کرے تو اُس سے تہمت کی حد ساقط ہو جاتی ہے۔ لعان کرنے کی صورت یہ ہے کہ شوہر برسرِ عام حاکم کی عدالت میں کھڑے ہو جبکہ اُس کی بیوی وہاں موجود ہو اور شوہر کے آمنے سامنے بیٹھی ہوئی ہو۔ اپنی گود میں بچہ کو اُٹھا رکھی ہو بشرطیکہ اس کا کوئی بچہ بھی ہو اور شوہر یوں کہے اَشْهَدُ بِاللّٰهِ یا اَشْهَدُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ اِنِّيْ لَصَادِقٌ فِيْمَا رَمَيْتُهَا بِهٖ مِنَ الزِّنَا وَنَفْيِ وَلَدِيْ هٰذَا۔ اللہ کی قسم بڑی عظمت والے اللہ کی قسم۔ میں تجھ پر بدکاری کی تہمت لگانے میں نیز تیرے بچے کے انکار کرنے میں بالکل سچا ہوں۔ قسم کے ساتھ لفظ شہادت کا ہونا ضروری ہے۔ شوہر قسم کے ان الفاظ کو چار مرتبہ لگاتار زبان پر جاری کرے۔ پانچویں دفعہ وہ یوں کہے لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيَّ اِنْ كُنْتُ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ فِيْمَا رَمَيْتُهَا بِهٖ مِنَ الزِّنَا وَنَفْيِ الْوَلَدِ هٰذَا :۔ اگر میں تجھ پر بدکاری کی تہمت لگانے اور اس بچے کے انکار کرنے میں جھوٹے لوگوں میں سے ہوں تو مجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔ پس اگر بیوی شوہر کی باتوں کا اقرار کرے تو اس کا سنگسار کرنا واجب ہو جائے گا۔ اگر بیوی لعان کرے تو وہ چار مرتبہ یوں کہے۔ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ یا اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ فِيْمَا رَمَانِيْ بِهٖ مِنَ الزِّنَا وَنَفْيِ وَلَدِيْ هٰذَا۔ بڑی عظمت والے اللہ کی قسم۔ اللہ کی قسم وہ (شوہر) مجھ پر بدکاری کی تہمت لگانے اور میرے اس بچہ کے انکار کرنے میں یقیناً جھوٹوں میں سے ہے پانچویں مرتبہ بیوی یوں کہے غَضَبُ اللّٰهِ عَلَيَّ اِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ فِيْمَا رَمَانِيْ بِهٖ مِنَ الزِّنَا وَنَفْيِ وَلَدِيْ هٰذَا :۔ اگر وہ (شوہر) مجھ پر بدکاری کی تہمت لگانے اور میرے اس بچے کے انکار کرنے میں سچے لوگوں میں سے ہو تو مجھ پر اللہ کا غضب ہو۔ اس پر اُس سے سنگساری کی حد ساقط ہو جائے گی۔

مسنون طریقہ یہ ہے کہ حاکم لعان کا معاملہ ہونے سے پہلے دونوں میاں بیوی کو اس معاملے کی عظمت بیان کرے اور اُن کو خوف دلائے۔ اگر وہ دونوں پشیمان نہ ہوتے ہوں اور آپس میں لعان کرنے پر اصرار کرنے والے ہوں تو حاکم اُن دونوں کی حالت اور اُن کی زبان کے موافق اُن کو لعان کرنے کے الفاظ بتادے گا۔ خواہ عربی زبان ہو یا عجمی، ترکی ہو یا پہلوی۔

لعان کرنے کی جگہ کیسی ہو :

مناسب یہ ہے کہ لعان کا معاملہ بابرکت مقامات میں وقوع پذیر ہو جیسے جامع مسجد یا کوئی بابرکت درگاہ مثلاً انبیائے علیہم السلام اور اولیائے کرام کی درگاہیں۔ یہ اس لئے ہے کہ مقام کی عظمت اُن کے دلوں کو مرعوب اور خوف زدہ کرے اور جھوٹ اور الزام تراشی سے انہیں روک دے۔ اگر وہ دونوں باز نہ آئے اور آپس میں لعان کا معاملہ کر گزرے جیسا کہ اُس کا بیان کیا گیا تو حاکم دونوں کو ایک دوسرے سے جُدا کریگا۔ کیونکہ اس صورت میں وہ عورت اُس شوہر کے حق میں ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے۔

بَابُ الْعِتَاقِ

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ. مَنْ اَعْتَقَ مُؤْمِناً اَعْتَقَ اللهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْواً لَهُ مِنَ النَّارِ. وَلَا خِلَافَ لِاَحَدٍ فِي فَضِيلَةِ الْاِعْتَاقِ. اَمَّا الْمُعْتِقُ فَتُشْتَرَطُ فِيهِ الْحُرِّيَّةُ وَالْبُلُوغُ وَالْعَقْلُ وَالْاِخْتِيَارُ فَاِذَا قَصَدَ الْمَوْصُوفُ بِهٰذِهِ الصِّفَاتِ اِعْتَاقَ رَقِيقِهِ نَالَ ثَوَاباً جَزِيلاً اِنْ كَانَتْ نِيَّتُهُ التَّقَرُّبَ اِلَى رَحْمَةِ رَبِّهِ وَاِنْ كَانَ اِعْتَاقُهُ رِئَاءَ النَّاسِ اَوْ غَرَضاً دُنْيَوِيّاً كَانَ بِالْعَكْسِ.

وَاَمَّا الْمُعْتَقُ فَيُشْتَرَطُ فِيهِ الْاِسْلَامُ وَالْمِلْكُ وَيُكْرَهُ اِعْتَاقُ مَنْ لَا يَقْدِرُ عَلَى كَسْبٍ يَعِيشُ بِهِ مَعَ عِيَالِهِ وَمَنْ كَانَتْ لَهُ نِيَّةُ اِعْتَاقِ رَقِيقِهِ بِاَيِّ صِيغَةٍ اِتَّفَقَ وَبِاَيِّ لِسَانٍ تَلَفَّظَ ثَبَتَ الْاِعْتَاقُ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ نِيَّةُ الْاِعْتَاقِ بِبَادِيَةِ عِبَارَةٍ صَدَرَتْ مِنْهُ لَمْ يَثْبُتِ الْعِتَاقُ وَيَشْهَدُ عَلَى مَا قُلْتُ مَا قَالَ مَوْلَايَ فِي عِتَاقِ قَنْبَرَ: يَا قَنْبَرُ كُنْتَ الْاَمْسِ لِي وَصِرْتَ الْيَوْمَ مِثْلِي وَوَهَبْتُكَ لِمَنْ وَهَبَكَ لِي كَتَبَهُ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَفِي هٰذِهِ الْعِبَارَةِ لَيْسَ لَفْظُ التَّحْرِيرِ وَلَا الْاِعْتَاقِ وَلَا الْعِتْقِ وَلَا الْعِتَاقِ وَلَا الْعَتَاقَةِ وَالْاِنْعِتَاقِ وَصَارَ قَنْبَرُ مُعْتَقاً فَيُعْلَمُ اَنَّ الْاَعْمَالَ بِالنِّيَّاتِ لَا بِالْعِبَارَاتِ لِاَنَّ اللِّسَانَ لَغْوٌ وَلَا سَهْوَ فِي النِّيَّةِ وَمَنْ قَالَ بِلَفْظٍ وَيَزْعَمُ اَنَّهُ نِيَّتُهُ وَقَلْبُهُ غَافِلٌ عَنْهُ فَلَيْسَ بِنِيَّتِهِ بَلْ سَهْوُ لِسَانٍ -

وَمَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مُحَرَّمٍ عَتَقَ عَلَيْهِ كَالْآبَاءِ وَالْأَجْدَادِ وَالْأُمَّهَاتِ وَالْجَدَّاتِ وَالْبَنِيْنَ وَالْبَنَاتِ وَالْعَمَّاتِ وَالْخَالَاتِ وَغَيْرِهِمْ مِنَ الْمُحَرَّمَاتِ يَنْعَتِقُ بِلَا إِعْتَاقٍ وَلَوْ أَعْتَقَ وَشَرَطَ عَلَى الْمُعْتَقِ أَنْ يَخْدِمَهُ بِخِدْمَتِهِ مُدَّةً مُعَيَّنَةً كَشَهْرٍ أَوْ سَنَةٍ أَوْ أَقَلَّ أَوْ أَكْثَرَ صَحَّ وَلَوْ كَانَ مَمْلُوْكٌ بِالشِّرْكَةِ فَأَعْتَقَ وَاحِدٌ حِصَّتَهُ الْعِتْقُ شِقْصُهُ فَقَطْ وَيَجِبُ أَنْ يُعْتِقَهُ الشَّرِيْكُ إِنْ كَانَ مُوْسِرًا وَإِنْ كَانَ مُعْسِرًا فَيَسْعَى الْعَبْدُ فِيْ فَكِّ بَاقِيْهِ إِمَّا بِالْكَسْبِ أَوْ بِمَالِ الصَّدَقَاتِ لِأَنَّ لَهُ نَصِيْبًا فِي الرِّقَابِ وَإِنْ لَمْ يُعْتِقْهُ الشَّرِيْكُ وَهُوَ لَمْ يَسْعَ فِيْ فَكِّهِ فَذٰلِكَ فَحِصَّةُ الْمُعْتِقِ حُرٌّ وَحِصَّةُ الشَّرِيْكِ رَقِيْقٌ وَكُلُّ شَيْءٍ يَقْبَلُهُ الشَّرِيْكُ يَقْبَلُ الْحُرِّيَّةَ وَالرِّقَّ مَعًا وَلَا يَلْزَمُ مِنْهُ التَّجَزِّيْ مَعَ أَنَّهُ ذُوْ أَجْزَاءٍ ۔ وَيَجُوْزُ أَنْ يُعْتِقَ الْحَامِلَةَ وَلَا يُعْتِقَ حَمْلَهَا وَأَنْ يُعْتِقَ الْحَمْلَ وَلَا يُعْتِقَ الْحَامِلَةَ ۔ وَالرَّقِيْقُ إِنِ ابْتُلِيَ بِالْجُنُوْنِ أَوِ الْجُذَامِ أَوِ الْبَرَصِ أَوْ مَرَضٍ مِنْ أُخَرَ مِنْ مُعَطَّلٍ وَالْبُرْءُ مِنْهُ قَلِيْلُ الْوُقُوْعِ الْعِتْقُ ۔

ترجمہ : غلام آزاد کرنے کا بیان :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ۔

مَنْ أَعْتَقَ مُؤْمِنًا أَعْتَقَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا لَهُ مِنَ النَّارِ ۔ جو شخص کسی مومن کو آزاد کرے تو اللہ تعالیٰ اُس آزاد کردہ مومن کے ہر ہر عضو کے بدلے میں آزاد کنندہ کے ایک ایک عضو کو آگ سے آزاد کر دیتا ہے ۔

فرد مملوک کو آزاد کرنے کی فضیلت کا کوئی بھی برخلاف نہیں ہے ۔

آزاد کنندہ مالک کیسا ہو؟

آزاد کنندہ کے لیے خود اُسی کا آزاد ہونا، بالغ ہونا، عقلمند ہونا، اور با اختیار فرد کا ہونا شرط ہیں جب ان اوصاف و خصائل کا مصداق کوئی شخص اپنے غلام کو آزاد کرنے کا ارادہ کرتا ہو تو وہ بہت بڑا ثواب حاصل کر لیتا ہے۔ بشرطیکہ اُس کی نیت رحمت الٰہی کے قریب ہونے کی ہو۔ اگر اُس کا غلام آزاد کرنا لوگوں کی ریاکاری یا کسی دنیاوی مقصد کے پیش نظر ہو تو اس کا نتیجہ بھی اُس کے برعکس برآمد ہوگا۔

آزادی کا امیدوار غلام کیسا ہو:

آزاد کیے جانے والے غلام کی شرط یہ ہے کہ وہ مسلمان ہو اور کسی کی ملکیت ہو۔

اُس شخص کے لیے غلام کا آزاد کرنا مکروہ ہے جو کسی ایسی کمائی کی قدرت نہ رکھتا ہو جس کے ذریعے وہ اپنے بال بچوں سمیت زندگی گذار سکے۔

جس شخص کو اپنے غلام کے آزاد کرنے کی نیت ہو تو کسی بھی اتفاقی لفظ سے اور کسی بھی زبان میں آزادی کی بات کرے تو اس سے غلام کا آزاد کرنا ثابت ہو جاتا ہے۔ اگر اس کے ہاں غلام کے آزاد کرنے کی کوئی نیت نہ ہو تو کسی بھی لفظ سے آزادی کی بات اُس سے صادر ہو جائے اس سے غلام کا آزاد کرنا ثابت نہیں ہو سکتا۔

جناب قنبرؓ کو آزاد کرنے کے سلسلے میں میرے مولا علیہ السلام کا فرمان میری بات کی شہادت دیتا ہے مولاؑ نے فرمایا تھا۔ یَا قَنْبَرُ کُنْتَ اَلْاَمْسِ لِی اَلْیَوْمَ اے قنبرؓ کل تو آپؓ میرے فرد ملوک کی حیثیت رکھتے تھے اور آج آپؓ مجھ جیسے ہو گئے۔ میں نے آپ کو اُس ذات کے لیے بخشدیا جس نے آپ کو مجھے عطا کیا تھا۔ امیر المومنین علیہ السلام نے اس واقعہ کو معرض تحریر میں لایا۔ جناب امیر علیہ السلام کے اس فرمان میں نہ تحریر کا لفظ ہے، نہ عتاق کا لفظ ہے نہ عتق کا لفظ ہے نہ عتاق کا لفظ ہے نہ عتاقہ کا لفظ ہے اور نہ ہی انعتاق کا لفظ ہے اور جناب قنبرؓ تو اُسی فرمان سے آزاد ہو گئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام اعمال کے نتیجہ خیز ہونے کا مدار نیتوں پر ہے نہ کہ عبارتوں پر، کیونکہ زبان لغو ہو سکتی ہے اور نیت میں کسی قسم کی بھول چوک نہیں ہو سکتی

جو شخص کوئی ایسا لفظ کہے جس کو وہ اپنی نیت سمجھتا ہو اور اُس کا دل اس سے غافل ہو تو وہ بات اُس کی نیت نہیں ہوگی۔ بلکہ وہ اس کی زبان کی بھول چوک ہو گی جو شخص کسی ایسے رشتہ دار کا مالک بن جائے جو اُس کے حق میں حرام ہو تو وہ آزاد کیے بغیر خود بخود آزاد ہو جاتا ہے۔ مثلاً باپ لوگ۔ دادا لوگ، مائیں دادیاں، بیٹے، بیٹیاں، پھوپھیاں، خالائیں اور اُن کے علاوہ دیگر محرمات۔

جو شخص کسی غلام کو آزاد کرے اور آزادی کے امیدوار پر یہ شرط رکھے کہ وہ ایک معین عرصہ اس کی خدمت بجا لائے گا تو ایسا کرنا صحیح ہے۔ مثلاً ایک ماہ یا ایک سال یا اس سے کم یا زیادہ عرصہ۔

اگر کوئی مملوک مشترک ہو اور ایک شریک اپنا حصہ آزاد کر دے تو صرف اُسی کا حصہ آزاد ہو جائے گا۔ مسنون طریقہ یہ ہے کہ دوسرا شریک بھی اُسے آزاد کر دے بشرطیکہ وہ مالدار آدمی ہو۔ اگر وہ تنگدست آدمی ہو تو

غلام اپنے باقی حصّہ کو چھڑانے کے لئے محنت سے کام لے گا یا تو وہ کمائی کرے یا مال زکوٰۃ حاصل کرے۔ کیونکہ قرآن میں موجود مصرف "وَفِي الرِّقَابِ" میں اُس کا بھی حصّہ ہے اگر دوسرا شریک اُسے آزاد نہ کرے اور نہ ہی غلام اپنے باقی حصّے کو چھڑانے کے لئے محنت کرے تو اُس صورت میں غلام کا آزاد کنندہ کا حصّہ آزاد ہوگا اور دوسرے شریک کا حصّہ مملوک کی حیثیت سے رہے گا۔ شریک شخص جب جب معاملہ کو قبول کرے گا تو اُسے آزادی اور غلامی دونوں حیثیتوں کو اکٹھے طور پر قبول کرنا ہوگا۔ اس بات سے فرد مملوک کی حقی تقسیم لازم نہیں آسکتی۔ باوجودیکہ وہ اس وقت حصّے والا ہے۔

جائز ہے کہ حاملہ عورت کو مالک آزاد کرے اور اُس کے جنین کو آزاد نہ کرے۔ نیز یہ بھی روا ہے کہ جنین کو تو آزاد کردے اور حاملہ عورت کو آزاد نہ کرے۔

اگر کوئی شخص دیوانگی، جذام کی بیماری، برص کی بیماری یا کسی اور مہلک بیماری میں مبتلا ہو جائے اور اس قسم کی بیماری سے صحت یاب ہونے کا معاملہ بہت کم وقوع پذیر ہو تو وہ غلام خود بخود آزاد ہو جائے گا۔

بَابُ التَّدْبِيْرِ

اَلْمُدَبَّرُ الَّذِيْ اَعْتَقَهُ الْمَوْلٰى اِعْتَاقًا مُعَلَّقًا بِوَفَاتِ نَفْسِهٖ كَمَا قَالَ اَنْتَ حُرٌّ بَعْدَ وَفَاتِيْ اَوْ عَتِيْقٌ اَوْ مُعْتَقٌ وَيُشْتَرَطُ فِي الْمُدَبِّرِ اَنْ يَكُوْنَ حُرًّا بَالِغًا عَاقِلًا ذَا تَصَرُّفٍ فِيْ مَالِهٖ وَرَقِيْقِهٖ مُخْتَارًا فِيْ اُمُوْرِهٖ فَالرَّقِيْقُ وَالصَّبِيُّ وَالْمَجْنُوْنُ وَالْمَحْجُوْرُ عَلَيْهِ وَالْمَبْهُوْتُ عَقْلُهٗ بِمُسْكِرٍ اَوْ مُرْقِدٍ اَوْ مُجَنِّنٍ لَا يَصِحُّ مِنْهُمُ التَّدْبِيْرُ وَيُشْتَرَطُ فِي الْمُدَبَّرِ الرِّقِّيَّةُ لِلْمُعْتَبَرِ وَالْاِسْلَامُ فَلَوْ دَبَّرَهٗ فِيْ زَمَانِ الصِّحَّةِ اَوْ فِيْ مَرَضِهٖ الْعِتْقُ مِنْ ثُلُثِ مَالِهٖ وَاِنْ لَمْ يَتْرُكْ مَالًا غَيْرَهٗ يُعْتَقُ ثُلُثُهٗ وَلَوْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ اَكْثَرُ مِمَّا تَرَكَ فَلَا تَدْبِيْرَ لَهٗ اِلَّا الْبَيْعَ ـ وَالتَّدْبِيْرُ مِنَ الْاُمُوْرِ الْمُعْتَادِيَةِ فَلَا شَكَّ اَنَّ نِيَّةَ التَّدْبِيْرِ تُقَارِنُ كَقَوْلِهٖ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ فِيْهِ نِيَّةٌ كَانَ لَغْوًا اَوْ سَهْوًا وَالنِّيَّةُ عَزِيْمَةٌ بَاعِثَةٌ فِي الْقَلْبِ لَا حَاجَتَهٗ فِيْهِمَا اِلٰى اَنْ يَقُوْلَ نَوَيْتُ اَنْ اُدَبِّرَ عَبْدِيْ هٰذَا قُرْبَةً اِلَى اللهِ وَلَوْ قَالَ فَحَسَنٌ وَلَا يَجُوْزُ بَيْعُ الْمُدَبَّرِ وَلَا هِبَتُهٗ وَلَوْ كَانَ الْمُدَبَّرُ اَمَةً حُبْلٰى لَا يَلْزَمُ مِنْ تَدْبِيْرِهَا تَدْبِيْرُ مَنْ فِيْ بَطْنِهَا اَمَّا لَوْ مَاتَ الْمَوْلٰى فَوَضَعَتْ حَمْلَهَا بَعْدَ وَفَاتِ الْمَوْلٰى كَانَ الْحَمْلُ حُرًّا وَالْمُدَبَّرُ اِنْ اَبَقَ بَطَلَ تَدْبِيْرُهٗ وَالْمُدَبَّرُ رَقِيْقٌ فِيْ مُدَّةِ حَيَاةِ الْمَوْلٰى وَحُرٌّ بَعْدَ وَفَاتِهٖ وَاِذَا كَانَ اَمَةً يَجُوْزُ وَطْيُهَا وَاسْتِخْدَامُهَا۔

ترجمہ : تدبیر غلام کا بیان :

مُدَبَّر کون :-

مُدَبَّر وہ فرد مملوک ہے۔ جس کو اُس کا آقا اپنی وفات کے ساتھ معلق کرکے آزاد کردے مثلاً آقا غلام سے کہے أَنْتَ حُرٌّ بَعْدَ وَفَاتِیْ تو میری وفات کے بعد آزاد ہو غلام کو مُدبّر بنانے والے آقا کے لئے شرط ہے کہ وہ خود آزاد ہو، بالغ ہو، عاقل ہو اپنے مال میں اور غلام میں تصرف والا ہو اور اپنے کاموں کی انجام دہی میں خود مختار ہو۔ چنانچہ فرد مملوک، بچے، پاگل، پابندی کا شکار آدمی کسی نشہ آور چیز یا کسی خواب آور چیز یا کسی پاگل کن چیز کی وجہ سے عقل کا زائل ہونے والا ان حضرات کی طرف سے تدبیر غلام درست نہیں ہو سکتی۔

تدبیر کے امیدوار غلام کے لئے شرط ہے کہ وہ مدبر بنانے والے آقا کی غلامی میں ہو اور مسلمان ہو اگر کوئی آقا غلام کو اپنی تندرستی کے دوران یا اپنی بیماری کی حالت میں مدبر بنا دے تو وہ غلام آقا کے تہائی مال سے آزاد ہو جائے گا۔ اگر اُسی غلام کے سوا آقا نے کوئی مال ترکہ میں نہ چھوڑا ہو تو اُس صورت میں غلام کا تہائی حصہ آزاد ہوگا۔ اگر آقا کے ذمے اپنے ترکہ کی نسبت قرض زیادہ ہو تو غلام کے حق میں فروخت کئے جانے کے سوا کوئی تدبیری معاملہ نہیں ہوگا۔

تدبیر غلام کا کام دیر آئند معاملات میں سے ہے۔ لہذا اس میں کوئی شک نہیں کہ تدبیر کی نیت آقا کی بات سے ملی ہوئی ہوتی ہے۔ اگر تدبیر غلام کے لئے کوئی نیت ساتھ نہ ہو تو وہ معاملہ لغو ہوگا یا کوئی بھول چوک۔ نیت دل میں اُٹھنے والے ایک مصمم ارادے کا نام ہے۔ اسی لئے کوئی ضرورت نہیں کہ آقا زبان سے یوں کہے نیت اَنْ اُدَبِّرَ عَبْدِیْ هٰذَا قُرْبَةً إِلَى اللّٰهِ یعنی اللہ قرب حاصل کرنے کے لئے اپنے اس غلام کو مدبر بنانے کی نیت کرتا ہوں۔ اگر وہ زبان سے ایسا کہے تو اچھا ہے۔

مدبر غلام کا فروخت کرنا جائز نہیں ہے اور نہ اُس کا ہبہ کرنا جائز ہے۔ اگر مدبر مملوک کوئی حاملہ کنیز ہو تو اُس کو مدبر بنانے سے اُس کے پیٹ میں موجود بچے کا مدبر بننا لازم نہیں ہوتا لیکن اگر آقا انتقال کر جائے اور آقا کے انتقال کر جانے کے بعد لونڈی کا وضع حمل ہو جائے تو پیٹ کا بچہ آزاد ہو جائے گا۔

اگر کوئی مدبر غلام بھاگ جائے تو اُس کا تدبیری معاملہ باطل ہو جائے گا۔ مدبر غلام اپنے آقا کے عرصۂ زندگی میں فرد مملوک ہوتا اور آقا کے انتقال کر جانے کے بعد آزاد ہوتا ہے۔ اگر مملوک مدبر کوئی لونڈی ہو تو اُس سے جنسی رابطہ قائم کرنا اور اُس سے خدمت لینا دونوں جائز ہیں

بَابُ الْمُكَاتَبَةِ

اَلْمُكَاتَبُ الَّذِيْ يَقُوْلُ الْمَوْلٰى لَهٗ مَتٰى تُوْصِلُ اِلَيَّ مِائَةَ دِرْهَمٍ اَوْ اَقَلَّ اَوْ اَكْثَرَ مَا قَدَّرَهُ الْمَوْلٰى وَقَبِلَهُ الرَّقِيْقُ فِيْ مُدَّةٍ مُعَيَّنَةٍ اَوْ لَمْ يُعَيِّنْ مُدَّةً فَاَنْتَ حُرٌّ فَمَتٰى اَدَّاهُ صَارَ حُرًّا وَاَمَّا الْمُكَاتَبُ فَاِنْ كَانَ اَمَةً لَمْ يَجُزْ وَطْيُهَا اِنْ اَدَّتْ دِرْهَمًا لِاَنَّهَا تَصِيْرُ حُرَّةً بِقَدْرِ مَا تُؤَدِّيْ مِمَّا قَبِلَتْ اَدَاءَهُ فَامْتَزَجَ فِيْهَا الْحُرِّيَّةُ وَالرِّقِّيَّةُ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ تَمَامُهَا رِقًّا لَمْ يَجُزْ وَطْيُهَا لِمَوْلَاهَا لِمَا فِيْهَا مِنَ الْحُرِّيَّةِ شَيْءٌ وَلَا نِكَاحُهَا لِمَا فِيْهَا مِنَ الرِّقِّيَّةِ شَيْءٌ فَبَعْدَ اَدَاءِ تَمَامِ مَا فِيْ ذِمَّتِهَا يَجُوْزُ تَزَوُّجُهَا لِمَوْلَاهَا اَمَّا حِيْنَ اَنْ تَمْتَزِجَ الْحُرِّيَّةُ وَالرِّقِّيَّةُ فَيَجُوْزُ تَزَوُّجُهَا مِنْ غَيْرِ مَوْلَاهَا بِاِذْنِ مَوْلَاهَا - اَمَّا عَقْدُ الْمُكَاتَبَةِ فَاِنْ لَمْ يَتَقَيَّدْ بِوَقْتٍ مُعَيَّنٍ جَازَ اَدَاءُ مَا عُقِدَ عَلَيْهِ اِلٰى اٰخِرِ عُمُرِ الْمُكَاتَبِ وَاِنْ يَتَقَيَّدْ بِوَقْتٍ مُعَيَّنٍ وَلَمْ يُؤَدِّهِ وَصَارَ عَاجِزًا فَلِلْمَوْلٰى الْخِيَارُ فِيْ اِعَادَتِهٖ اِلَى الرِّقِّ وَلٰكِنْ يُسْتَحَبُّ لِلْمَالِكِ مُكَاتَبَةُ مَمْلُوْكٍ يَطْلُبُ الْمُكَاتَبَةَ وَيُكْرَهُ اَنْ يَاْخُذَ فِيْ عِوَضِ الْمُكَاتَبَةِ اَكْثَرَ مِنْ قِيْمَةِ الْمُكَاتَبِ وَيُسْتَحَبُّ لِلْمَوْلٰى اِعَانَةُ الْمُكَاتَبِ مِنَ الصَّدَقَاتِ الْوَاجِبَةِ اَوِ الْمُتَبَرَّعَةِ اَمَّا الْاِسْتِيْلَادُ فَيَتَحَقَّقُ بِعُلُوْقِ الْاَمَةِ مِنْهُ وَهِيَ فِيْ مِلْكِهٖ فَاِنْ لَمْ تَكُنْ فِيْ مِلْكِهٖ لَمْ تَصِرْ اُمَّ وَلَدِهٖ وَهِيَ لَا تَتَحَرَّرُ بِاُمُوْلَادَةٍ وَلَا بِمَوْتِ مَوْلَاهَا بَلْ مِنْ نَصِيْبِ وَلَدِهَا وَفِيْ حَيَاةِ اَبِيْهِ صَارَتْ جَائِزَ الْبَيْعِ وَاِنْ تَبْقَ بَعْدَ اَبِيْهِ تَحَرَّرَتْ مِمَّا يَرِثُهُ الْوَلَدُ اَوْ مِمَّا اَوْصٰى لَهَا الْمَوْلٰى

مِنْ ثُلُثِ مَالِهٖ اِنْ اَوْصٰى وَاِنْ لَّمْ يُوْصِ تَحَرَّرَتْ مِنْ مَوْرُوْثِ وَلَدِهٖ وَ اَمَّا الْوَلَايَةُ عَلَى الْمُعْتَقِ وَالْمُكَاتَبِ وَالْمُدَبَّرِ وَاُمِّ الْوَلَدِ لِمَوَالِيْهِمْ وَلِاَوْلَادِ الْمَوَالِيْ بَعْدَ اٰبَائِهِمْ۔

ترجمہ : غلام کو مکاتب بنانے کا بیان :

مکاتب کون ؟

مکاتب وہ غلام ہے جس سے اس کا آقا یوں کہے مَتٰى تُؤَدِّ اِلَيَّ مِائَةَ دَرَاهِمَ فَاَنْتَ حُرٌّ جب بھی تو مجھ کو سو درہم پہنچا دے تو تو آزاد ہو گا۔ یا اُس مال کی مقدار سے کم یا زیادہ کا ذکر کرے۔ جس کو آقا نے مقرر کیا ہو۔ اور غلام نے ایک مقررہ مدت کے لئے اُسے قبول کیا ہو یا آقا نے کوئی مُدت مقرر نہ کی ہو۔ چنانچہ جب بھی غلام اُس مقدار مال کو ادا کر دے تو وہ آزاد ہو جائے گا۔

اگر مملوک مکاتب کوئی لونڈی ہو تو آقا کے لئے اُس سے جنسی رابطہ رکھنا جائز نہیں ہو گا۔ بشرطیکہ وہ مال کتابت سے ایک درہم ادا کر چکی ہو۔ کیونکہ جس قدر مال کی ادائیگی وہ قبول کر چکی ہے۔ اُس میں سے اسی بقدر ادائیگی وہ لونڈی آزاد ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اُس میں آزادی اور غلامی کی آمیزش ہو گی۔ جس لونڈی کا پُورا وجود مملوک نہ ہو تو آقا کے لئے اُس سے جنسی تعلق رکھنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں آزادی کا کچھ حصہ پایا جاتا ہے اور آقا کے لئے اُس کا نکاح بھی جائز نہیں ہے کیونکہ اُس میں غلامی کا بھی کچھ حصہ موجود ہے۔ چنانچہ اپنے ذمے موجود تمام مال کی ادائیگی کے بعد ہی آقا کے لئے اس سے شادی کرنا جائز ہو جاتا ہے۔ لیکن جس وقت اُس لونڈی میں آزادی اور غلامی کی آمیزش موجود ہو تو اُس صورت میں آقا کی اجازت سے اُس لونڈی کا نکاح کسی دُوسرے شخص سے جائز ہو جاتا ہے۔ مکاتبہ کا معاملہ اگر کسی مقررہ مدت کے ساتھ مقید نہ ہو تو جس چیز پر معاملہ کیا گیا ہو اُس کی ادائیگی مملوک مکاتب کی عمر کے آخری لمحات تک جائز ہے۔ اگر مکاتبہ کا معاملہ کسی مقررہ وقت کے ساتھ مقید ہو۔ مملوک مکاتب اُس کو ادا نہ کرے اور وہ ادائیگی سے عاجز آ جائے تو آقا کو اُس کے دوبارہ غلامی کی طرف لوٹانے کا اختیار ہو گا۔ لیکن آقا کے لئے اُس غلام کو مکاتب بنا دینا مسنون طریقہ ہے۔ جو آقا سے اپنے کو مکاتب بنانے کا مطالبہ کرے۔ معاملہ مکاتبہ کے عوض میں مملوک مکاتب کی قیمت سے زیادہ مال لینا مکروہ ہے۔ آقا کے لئے واجب اور مسنون صدقات کے دینے کی صورت میں مملوک مکاتب کی اعانت کرنا مسنون ہے۔

لونڈی کو ام ولد بنانے کا مسئلہ:

ام ولد کا معاملہ آقا کی وجہ سے لونڈی کے حاملہ ہونے کی صورت میں ثابت ہوجاتا ہے۔ جبکہ وہ لونڈی آقا کی ملکیت اور تصرف میں ہو۔ اگر لونڈی آقا کی اپنی ملکیت میں نہ ہو تو وہ اس کی ام ولد نہیں بن سکتی۔ ام ولد لونڈی نہ کسی بچے کو جنم دینے سے آزاد ہوجاتی ہے اور نہ ہی آقا کی وفات سے وہ آزاد ہوسکتی ہے بلکہ وہ اپنے بچے کے حصے سے آزاد ہوسکتی ہے اپنے بچے کے باپ کی زندگی میں ام ولد لونڈی قابل فروخت رہتی ہے۔ اگر وہ اپنے بچے کے باپ کے انتقال کر جانے کے بعد باقی رہ جائے تو وہ اُس مال سے آزاد ہوسکتی ہے جس کا اس کا بچہ وارث بنتا ہے یا وہ آقا کی وصیت کے مطابق اُس کے تہائی مال سے آزاد ہوجائے گی۔ بشرطیکہ آقا نے کوئی وصیت کی ہو اگر آقا نے اُس کے لئے کوئی وصیت نہ کی ہو تو اُس صورت میں ام ولد لونڈی اپنے بیٹے کی موروثی سے آزاد ہوجائے گی۔

سرپرستی کا مسئلہ:

آزاد کردہ فرد، مملوک مکاتب، مملوک مدبّر اور ام ولد کی سرپرستی ان کے باپوں کے بعد ان کے سابق آقاؤں کی اولاد کو حاصل ہوتی ہے۔

بَابُ الْأَيْمَانِ وَالنُّذُورِ وَالْعُهُودِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى جَلَّ ثَنَاؤُهُ: لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْأَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ ط فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ط

أَمَّا الْكِسْوَةُ فَأَقَلُّهَا قَمِيصٌ وَأَكْثَرُهَا ثَوْبٌ يَدْفَعُ الْبَرْدَ- أَمَّا الْيَمِينُ فَعَلٰى نَوْعَيْنِ مُنْعَقِدَةٍ وَغَيْرِ مُنْعَقِدَةٍ فَالْمُنْعَقِدَةُ أَنْ يَعْقِدَ الْيَمِينَ فِي قَلْبِهِ عَلٰى أَمْرٍ مُمْكِنٍ مَقْدُورٍ لَهُ فِعْلُهُ وَتَرْكُهُ فِي الْحَالِ أَوِ الْاِسْتِقْبَالِ وَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ الْفِعْلُ أَوِ التَّرْكُ مُخَالِفًا لِلشَّرِيعَةِ وَكَانَتْ بِهٰذِهِ الصِّيَغِ بِاللّٰهِ أَوْ تَاللّٰهِ أَوْ وَاللّٰهِ أَوْ أَيْمُنُ اللّٰهِ أَوْ أَيْمُ اللّٰهِ أَوْ لَعَمْرُ اللّٰهِ أَوْ بِحَقِّ اللّٰهِ أَوْ بِحَقِّ الرَّحْمٰنِ أَوْ بِحَقِّ الرَّحِيمِ أَوْ بِاسْمٍ آخَرَ مِنْ أَسْمَائِهِ أَوْ بِصِفَةٍ مِنْ صِفَاتِهِ كَجَلَالِهِ أَوْ عَظَمَتِهِ أَوْ كِبْرِيَائِهِ أَوْ بِشَيْءٍ يَلْزَمُ مِنْ تَعْظِيمِهِ تَعْظِيمُ اللّٰهِ لَا النَّبِيِّ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالْكَعْبَةِ أَوْ يَقُولُ يَمِينُ اللّٰهِ أَوْ يَمِينًا بِاللّٰهِ أَوْ أَحْلِفُ بِاللّٰهِ أَوْ أُقْسِمُ بِاللّٰهِ أَوْ أَشْهَدُ بِاللّٰهِ أَوْ مِيثَاقُ اللّٰهِ أَوْ عَهْدُ اللّٰهِ أَوْ بِكِتَابِ اللّٰهِ أَوْ بِكَلَامِ اللّٰهِ أَوْ بِالْقُرْآنِ وَفِي تَغْلِيظِهَا يَقُولُ: أَنَا بَرِيءٌ مِنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ بَرِيءٌ مِنِّي وَأَنَا بَرِيءٌ مِنَ الْقُرْآنِ أَوْ مِنَ النَّبِيِّ أَوْ مِنَ الْإِسْلَامِ أَوْ يَقُولُ أَنَا كَافِرٌ أَوْ عَابِدُ الصَّنَمِ أَوْ مَجُوسِيٌّ

أَوْ يَهُودِيٌّ أَوْ نَصْرَانِيٌّ فَإِنْ أَوْفَى بِمَا عَاهَدَ جَزَاهُ اللهُ خَيْرًا فَإِنْ لَمْ يُوفِ فَعَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ كَمَا ذَكَرْتُهُ مِنْ قَبْلُ وَالتَّوْبَةُ عَمَّا حَنِثَ فِيهِ وَغَيْرُ الْمُنْعَقِدَةِ وَهِيَ عَلَى نَوْعَيْنِ حَرَامٌ وَمَكْرُوهٌ أَمَّا الْحَرَامُ فَالْيَمِينُ الْغَمُوسُ وَهِيَ أَنْ يَحْلِفَ عَلَى أَمْرٍ مِنَ الْأُمُورِ الْمَاضِيَةِ كَاذِبًا أَمَّا الْمَكْرُوهُ فَالْيَمِينُ بِاللَّغْوِ وَاللَّغْوُ أَنْ يَقُولَ فِي الْمُحَاكَاتِ بِلَا ضَرُورَةٍ لَا وَاللهِ أَوْ بَلَى وَاللهِ أَوْ يَحْلِفَ بِالظَّنِّ عَلَى شَيْءٍ يَزْعُمُ أَنَّهُ وَاقِعٌ وَلَيْسَ بِوَاقِعٍ فَالْيَمِينُ عَلَى النَّاسِي إِنْ طَابَقَ الْوَاقِعَ كَانَ بِرًّا وَإِنْ لَمْ يُطَابِقِ الْوَاقِعَ كَانَ غَمُوسًا وَيَمِينُ الْمُكْرَهِ لَغْوٌ وَكَذَا الْمَجْنُونِ وَالصَّبِيِّ وَزَائِلِ الْعَقْلِ بِمُسْكِرٍ أَوِ الْمُبَنَّجِ أَوِ الْمُرْقَدِ وَالْحَالِفُ بِاللهِ لِيُنْجِيَ مُؤْمِنًا مِنْ وَرْطَةٍ مُهْلِكَةٍ أَوْ مَضَرَّةٍ أَوْ مِنْ ظَالِمٍ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ مُطَابِقًا لِلْوَاقِعِ لَا يَتَرَتَّبُ عَلَيْهِ إِلَّا النَّجَاةُ بَلِ الدَّرَجَاتُ وَأَمَّا النَّذْرُ فَهُوَ عَلَى نَوْعَيْنِ مَرْضِيٌّ وَغَيْرُ مَرْضِيٍّ وَالْمَرْضِيُّ عَلَى أَرْبَعَةِ أَقْسَامٍ إِمَّا أَنْ يَكُونَ بِرًّا أَوْ شُكْرًا أَوْ زَجْرًا أَوْ تَبَرُّعًا وَغَيْرُ الْمَرْضِيِّ عَلَى نَوْعَيْنِ إِمَّا أَنْ يَكُونَ مُحَرَّمًا أَوْ مَكْرُوهًا وَالنَّذْرُ وَالْعَهْدُ يَجِبُ عَلَيْهِ أَنْ يُوفِيَ بِمَا عَاهَدَ أَوْ نَذَرَ وَإِنْ لَمْ يَقَعْ لِمَانِعٍ كَالضَّعْفِ أَوِ الْعَجْزِ أَوْ أَنْ يَفُوتَ وَقْتُهُ لِمَصْلَحَةٍ أَنْفَعَ فَحَنِثَ فَعَلَيْهِ كَفَّارَةُ الْيَمِينِ وَالنَّذْرُ شَيْءٌ سُنَّةٌ وَبِرُّ اللهِ وَلَا حَاجَةَ فِيهِ إِلَى تَلَفُّظٍ وَلَوْ تَلَفَّظَ أَوْ كَتَبَ فَصِيغَةُ النَّذْرِ هَذِهِ فِي الْبِرِّ إِنْ رُزِقْتُ وَلَدًا فَلِلَّهِ عَلَيَّ كَذَا وَفِي الشُّكْرِ إِنْ بَرِئَ الْمَرِيضُ فَلِلَّهِ عَلَيَّ كَذَا وَفِي الزَّجْرِ لِلنَّفْسِ إِنْ فَعَلْتُ مُحَرَّمًا فَلِلَّهِ عَلَيَّ كَذَا وَفِي التَّبَرُّعِ لِلَّهِ عَلَيَّ كَذَا وَأَمَّا النَّذْرُ الْمُحَرَّمُ فَفِي الْمُحَرَّمَاتِ كَالْقَتْلِ بِغَيْرِ الْحَقِّ أَوِ الزِّنَا أَوْ شُرْبِ الْخَمْرِ أَوِ الظُّلْمِ عَلَى مُؤْمِنٍ أَوْ غَيْرِهَا مِنَ الْمُحَرَّمَاتِ فَلَيْسَ عَلَى نَاذِرِهِ إِلَّا التَّوْبَةُ وَالرُّجُوعُ عَمَّا أَمَرَهُ الشَّيْطَانُ وَأَمَّا الْمَكْرُوهُ فَفِي مَا لَا يَعْنِيهِ كَالسَّفَرِ إِلَى بَلَدٍ لِلتَّفَرُّجِ أَوْ إِلَى مَيْدَانٍ أَوْ بُسْتَانٍ لَا طَائِلَ تَحْتَهُ إِلَّا تَضْيِيعُ الْأَوْقَاتِ وَقَسَاوَةُ الْقَلْبِ وَيَجُوزُ لِمَنْ نَذَرَ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِجَمِيعِ مَالِهِ وَخَافَ مِنْ مَشَقَّةِ الْإِفْلَاسِ أَنْ يُقَوِّمَ مَالَهُ وَمَا فِي مِلْكِهِ وَيَتَصَدَّقَ بِالتَّدْرِيجِ لِيُوفِيَ مَا نَذَرَ وَلَمْ يَتَضَرَّرْ وَأَمَّا الْعَهْدُ فَكَالْيَمِينِ وَصِيغَتُهُ أَنْ يَقُولَ عَاهَدْتُ اللهَ أَوْ عَلَيَّ عَهْدُ اللهِ أَنَّهُ مَتَى كَانَ كَذَا أَفْعَلُ كَذَا فَيَلْزَمُ كَالْيَمِينِ وَإِنْ لَمْ يَتَيَسَّرْ وَحَنِثَ فَعَلَيْهِ كَفَّارَةُ الْيَمِينِ فَمَنْ نَذَرَ فَرَسًا أَوْ بِلَادًا هَدْيًا لِبَيْتِ اللهِ جَازَ أَنْ يَبِيعَهُ وَيَصْرِفَ ثَمَنَهُ فِي مَؤُونَةِ الْحَاجِّ

وَلِكُلِّ مَشْهَدٍ مِنَ الْمَشَاهِدِ لِمُتَبَرَّكٍ كَمْ هٰكَذَا يُعْرَفُ فِيْ مَوْتَرَةِ الزَّائِرِيْنَ لَهَا۔

ترجمہ: قسمیں کھانے، نذریں ماننے اور وعدے کرنیکا بیان:۔

اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ الایہ۔

اللہ تعالیٰ تمہاری قسموں کی لغو صورتوں میں تمہاری گرفت نہیں فرماتا۔ لیکن تمہاری طرف سے قسموں کو منعقد کرنے کی صورتوں میں اللہ تمہاری گرفت فرماتا ہے۔ چنانچہ ایسی قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو ایسے اوسط درجے کا کھانا کھلانا ہے جو تم اپنے بچوں کو کھلاتے ہو یا اُن کو کپڑے پہنانا یا پھر ایک فرد مملوک کو آزاد کرنا ہے جو شخص ان صورتوں کو نہ پاسکے تو تین دنوں کے روزے رکھے۔ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے۔ جب کہ تم قسم کھاؤ۔ اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔ اسی طرح سے اللہ پاک تمہارے لئے احکامات بیان کرتا ہے تاکہ تم اس کا شکر کرو۔

اقسام قسم کا مسئلہ:

قسم کی دو قسمیں ہیں:۔ (۱) منعقدہ (۲) غیر منعقدہ۔

منعقدہ وہ ہے کہ آدمی اپنے دل میں قسم کو ایسے کام پر منعقد کرے۔ جو ممکن ہو اور اس کام کا کر گزرنا اور اُسے چھوڑ دینا فی الحال یا آئندہ کے لئے اس کے بس کا ہو نیز وہ کام کرنا یا اُس کا چھوڑ دینا شریعت کے خلاف نہ ہو اور وہ قسم ان الفاظ میں ہو۔ بِاللّٰہِ، اللہ کی قسم، وَاللّٰہِ۔ اللہ کی قسم، ھَیْمُ اللّٰہِ، اَیْمُ اللّٰہِ، اَیمُ اللہ میری قسم ہے۔ لَعَمْرُ اللّٰہِ۔ عمر اللہ میری قسم ہے۔ بِحَقِّ اللّٰہِ۔ حق اللہ کی قسم۔ بِحَقِّ الرَّحْمٰنِ حق رحمان کی قسم۔ بِحَقِّ الرَّحِیْمِ۔ حق رحیم کی قسم۔ یا اللہ کے ناموں میں سے کسی اور نام کی یا اللہ کی صفات میں سے کسی صفت کی قسم کھائے۔ مثلاً اللہ کے جلال کی قسم، اللہ کی عظمت کی قسم۔ خدا کی بڑائی کی قسم یا آدمی کسی ایسی چیز کی قسم کھائے، جس کی تعظیم سے خدا کی تعظیم لازم آتی ہو۔ مثلاً نبی کی قسم، فرشتوں کی قسم، کتاب کی قسم، کعبہ کی قسم، یا آدمی یوں کہے، یَمِیْنُ اللّٰہِ۔ خدا کی قسم میری قسم ہے۔ یَمِیْنًا بِاللّٰہِ۔ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں۔ اَحْلِفُ بِاللّٰہِ اُقْسِمُ بِاللّٰہِ میں خدا کی قسم کھاتا ہوں اَشْهَدُ بِاللّٰہِ میں خدا کو گواہ بناتا ہوں۔ مِیْثَاقُ اللّٰہِ عَهْدُ اللّٰہِ۔ خدا کا وعدہ میری قسم ہے۔ بِکِتَابِ اللّٰہِ۔ کتاب اللہ کی قسم، بِکَلَامِ اللّٰہِ۔ کلام اللہ کی قسم

بِالْقُرْآنِ - قرآن کی قسم۔ قسم کو نہایت سنگین بنانے کی صورت میں آدمی یوں کہے اَنَا بَرِیٌ مِّنَ اللّٰہِ
میں خدا سے بیزار ہوں، خدا مجھ سے بیزار ہے۔ میں قرآن سے بیزار ہوں۔ میں نبی سے بیزار ہوں
میں اسلام سے بیزار ہوں۔ یا آدمی یوں کہے۔ میں کافر ہوں۔ میں بت پرست ہوں۔ میں آتش پرست ہوں۔
میں یہودی ہوں، میں نصرانی ہوں۔ اگر قسم کھانے والا اپنے وعدے کو پورا کرے تو اللہ پاک اُس کو
اچھا صلہ عطا کرے گا۔ اگر وہ اپنے وعدے کو پورا نہ کرے تو اُس کے فسخ قسم کا کفارہ لازم ہوگا۔ جیسا کہ
میں نے آپ سے اس سے پہلے بیان کیا۔ نیز جس قسم میں وہ حانث ہوا ہو اُس سے توبہ کرنا لازم ہوگا۔

غیر منعقدہ قسم کی دو قسمیں ہیں :۔

(۱) حرام (۲) مکروہ ۔ حرام قسم کا نام یمین غموس ہے۔ یمین غموس کی صورت یہ ہے کہ آدمی دروغ گو
بن کر گذرے ہوئے کاموں میں سے کسی کام کی قسم کھائے۔

مکروہ قسم لغو قسم کا نام ہے۔ بطور لغو قسم کھانے کی صورت یہ ہے کہ آدمی داستان گوئی کے موقعوں پر کسی
ضرورت کے بغیر یوں کہے۔ لَا وَاللّٰہِ - خدا کی قسم ایسا نہیں اِیْ وَاللّٰہِ - خدا کی قسم ہاں یا آدمی اپنے گمان
سے کسی چیز کی قسم کھائے۔ اور یہ سمجھ بیٹھے کہ وہ چیز واقع ہوئی ہے حالانکہ وہ وقوع پذیر نہ ہوئی ہو۔

پس کسی گئے گزرے کام پر قسم کھانا اگر واقع کے مطابق ہو تو یہ نیکوکاری ہے اگر وہ واقع کے مطابق نہ
ہو تو وہ غموس نامی قسم ہے۔ مجبور کئے گئے کا قسم کھانا لغو ہے۔ اسی طرح سے پاگل آدمی کا قسم کھانا بچے
کا قسم کھانا اور نشہ آور چیز یا دیوانہ خیز چیز یا خواب آور چیز کی وجہ سے عقل زائل ہونے والے شخص
کا قسم کھانا سب لغو ہیں۔

کسی مومن کو کسی تباہ کن موقع یا نقصان یا کسی ظالم سے چھڑانے کے لئے حلف اُٹھانے والے کا قسم
کھانا اگرچہ واقع کے مطابق نہ ہو پھر بھی اس پر صرف نجات ہی مرتب ہوتی ہے بلکہ بڑے بڑے درجات مرتب
ہوتے ہیں۔

اقسام نذر کا مسئلہ :

نذر کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) پسندیدہ نذر (۲) ناپسندیدہ نذر
(۱) پسندیدہ نذر کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) نذر بطور نیکی ہو (۲) نذر شکر کے طور پہ مانی گئی ہو (۳) نذر خود اپنے کو ڈانٹنے کی غرض سے ہو۔

(۴) نذر بے لوث احسان کے طور پر ہو۔

(۲) ناپسندیدہ نذر کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) حرام کی نذر ہو (۲) مکروہ نذر ہو۔

نذر ماننے اور وعدہ کرنے کی صورت میں آدمی کے ذمے اپنے وعدے اور اپنی نذر کو پورا پورا کرنا واجب ہے بشرطیکہ اس کے لئے کوئی رکاوٹ وقوع پذیر نہ ہو مثلاً کمزوری یا آدمی کا عاجز آجانا یا کسی مفید ترین مصلحت کی وجہ سے نذر وغیرہ کا وقت گذر جانا، اور آدمی اپنی قسم میں حانث ہو جائے تو اس کے ذمے قسم کا کفارہ دینا لازم ہو جائے گا۔

نذر ماننا آدمی اور خدا کے آپس کی چیز ہے اس کے لئے زبان سے کچھ بولنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اگر نذر ماننے والا زبان سے بھی کچھ بولے یا وہ لکھے تو نذر کے صیغے یہ ہیں۔ نیکی کی صورت میں کہے اِنْ رُزِقْتُ وَلَدًا اگر مجھ کو فرزند عطا کیا گیا تو میرے ذمے اللہ کے واسطے فلاں چیز لازم ہوگی۔ شکر کی صورت میں کہے۔ اگر یہ بیمار شخص ٹھیک ہو جائے تو میرے ذمے اللہ کے لئے فلاں چیز لازم ہوگی۔

اپنے آپ کو ڈانٹنے کی صورت میں کہے۔ اگر میں نے کوئی حرام کام کیا تو میرے ذمے اللہ کے واسطے فلاں چیز لازم ہوگی۔ بے لوث احسان کی صورت میں کہے۔ اللہ کے واسطے میرے ذمے فلاں چیز لازم ہے۔

حرام نذر وہ ہے جو حرام کاموں کے لئے مانی جائے۔ مثلاً ناحق قتل کرنا، بدکاری کرنا، شراب پینا کسی مومن آدمی پر ظلم کرنا یا ان کے علاوہ دیگر حرام کاموں کا کرنا۔ پس حرام نذر ماننے والے کے ذمے صرف توبہ کرنا اور اس کام سے رجوع کرنا۔ جس کا شیطان نے حکم دیا ہو۔ لازم ہے۔

مکروہ نذر کی صورت یہ ہے کہ آدمی اس کام کی نذر مانے جس کا کوئی مقصد نہ ہو مثلاً صرف سیر و تفریح کے لئے کسی شہر کا سفر کرنا کسی میدان یا کسی باغ کی سیر کو جانا جہاں وقتوں کو ضائع کرنے اور سنگدلی پیدا ہونے کے سوا کوئی بھی فائدہ نہ ہو۔

جو شخص اپنے تمام مال کو خیرات کرنے کی نذر مان چکا ہو اور اُسے تنگدستی کی مشقت کا خوف ہو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے مال اور اپنی ملکیت کی قیمت لگائے۔ اور آہستہ آہستہ ان کی خیرات کرتا جائے تاکہ وہ اپنی نذر کو پورا کر سکے اور اُسے ضرر نہ پہنچے۔

عہد و پیمان کا مسئلہ :

وعدہ کرنا قسم کی مانند ہے۔ وعدہ کے صیغے یہ ہیں کہ کوئی شخص کہے عاھدت اللّٰہ الخ میں نے اللہ سے وعدہ کیا۔ یا وہ یوں کہے میرے ذمے اللہ کا وعدہ ہے کہ جب کوئی ایسا معاملہ ہو جائے تو میرے ذمے فلاں چیز لازم ہوگی۔ چنانچہ قسم کی طرح یہ کام بھی اس کو لازم ہوگا۔ اگر اسے وہ چیز میسر نہ ہو جائے اور وہ اپنے وعدے میں حانث ہو جائے تو اس کے قسم کا کفارہ دینا لازم ہو جائے گا۔

جو شخص بیت اللہ شریف کے لئے ہدیہ کے طور پر کسی گھوڑے یا اونٹ کی نذر مانے تو جائز ہے۔ کہ وہ اسے فروخت کرے اور اس کی قیمت کو حاجیوں کے اخراجات میں لگا دے بابرکت درگاہوں میں سے ہر ایک درگاہ کے لئے اس کا صرف کرنا درست ہے۔ اس طرح سے ان بابرکت درگاہوں کی زیارت کرنے والوں کے اخراجات میں اسے صرف کرنا بھی درست ہے۔

بَابُ الْحُدُودِ

كُلُّ ذَنْبٍ لَهُ عُقُوبَةٌ مُقَدَّرَةٌ فِي الشَّرْعِ يُسَمَّى حَدًّا وَمَا لَيْسَ لَهُ مِقْدَارٌ مُعَيَّنٌ فِي الْعُقُوبَةِ يُسَمَّى تَعْزِيرًا وَالْغَرَضُ مِنْهُ إِطْفَاءُ نِيرَانِ الْقَبَائِحِ الْمُنْتِجَةِ لِلْفَوَاحِشِ فَكُلُّ ذَنْبٍ يَتَعَدَّى يَنْبَغِي أَنَّ الْعُقُوبَةَ فِيهِ أَقْوَى أَمَّا حَدُّ الزِّنَا فَعَلَى الْحُرِّ الْبَالِغِ الْعَاقِلِ الْمُحْصِنِ الرَّجْمُ وَعَلَى غَيْرِ الْمُحْصِنِ مِائَةُ جَلْدَةٍ وَجَزُّ لِحْيَتِهِ وَتَغْرِيبُ سَنَةٍ إِنْ كَانَ رَجُلًا وَإِنْ كَانَتِ امْرَأَةً فَمِائَةُ جَلْدَةٍ بِلَا تَغْرِيبٍ وَلَا جَزٍّ

أَمَّا مُوجِبُ الْحَدِّ فَهُوَ إِيلَاجُ الْإِنْسَانِ ذَكَرَهُ فِي فَرْجِ امْرَأَةٍ بِلَا عَقْدٍ وَلَا مِلْكٍ وَلَا شُبْهَةٍ وَغَيْبُوبَةُ حَشَفَتِهِ فِي فَرْجِهَا وَهُوَ عَالِمٌ بِالتَّحْرِيمِ وَيَثْبُتُ الزِّنَا بِالْبَيِّنَةِ أَوِ الْإِقْرَارِ فَالْبَيِّنَةُ لَا بُدَّ فِيهِ مِنْ أَرْبَعَةِ شُهُودٍ عُدُولٍ يَشْهَدُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ بِأَنْ رَأَى ذَكَرَهُ فِي فَرْجِهَا كَالْمِيلِ فِي الْمُكْحُلَةِ وَهٰذِهِ الرُّؤْيَةُ فِي غَايَةِ الصُّعُوبَةِ وَمَعَ هٰذَا يَجِبُ عَلَى الْحَاكِمِ تَزْكِيَةُ الشُّهُودِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً۔

وَالْإِقْرَارُ يُشْتَرَطُ فِيهِ بُلُوغُ الْمُقِرِّ وَعَقْلُهُ وَحُرِّيَّتُهُ وَأَنْ يُكَرِّرَ الْإِقْرَارَ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ فِي أَرْبَعَةِ مَجَالِسَ فَلَوْ أَقَرَّ أَقَلَّ مِنْ أَرْبَعٍ لَمْ يَجِبِ الرَّجْمُ وَوَجَبَ التَّعْزِيرُ مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَوْ حَمَلَتِ امْرَأَةٌ وَلَا بَعْلَ لَهَا ظَاهِرًا لَمْ تُحَدَّ إِنْ لَمْ تُقِرَّ بِالزِّنَا أَرْبَعَ مَرَّاتٍ۔

وَتَعْزِيرُ الرَّقِيقِ خَمْسُونَ جَلْدَةً بِلَا تَجْرِيدٍ وَلَا تَغْرِيبٍ ذَكَرًا كَانَ أَوْ أُنْثَى مُحْصَنًا كَانَ أَوْ غَيْرَ مُحْصَنٍ وَلَوْ تَكَرَّرَ الزِّنَا مِنَ الْحُرِّ وَأُقِيمَ عَلَيْهِ الْحَدُّ مَرَّتَيْنِ قُتِلَ فِي الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ كَمَا رَآهُ الْإِمَامُ وَلَوْ تَكَرَّرَ الزِّنَا مِنَ الْمَمْلُوكِ وَحُدَّ مِرَارًا قُتِلَ فِي الثَّامِنَةِ أَوِ التَّاسِعَةِ بِرَأْيِ الْإِمَامِ وَلَا تُحَدُّ الْحَامِلَةُ إِلَّا بَعْدَ وَضْعِ الْحَمْلِ وَالْخُرُوجِ مِنْ نِفَاسِهَا وَإِنْ لَمْ تُوجَدْ مُرْضِعَةٌ لِوَلَدِهَا فَيُؤَخَّرُ الْحَدُّ إِلَى تَكْمِيلِ الْإِرْضَاعِ.

وَأَمَّا الْجَمْعُ بَيْنَ الْجَلْدِ وَالرَّجْمِ فَيُنْظَرُ إِلَى مَصْلَحَةِ الْإِمَامِ وَأَمَّا الْمَرِيضُ فَإِنْ ثَبَتَ عَلَيْهِ الرَّجْمُ رُجِمَ وَإِنْ ثَبَتَ عَلَيْهِ التَّعْزِيرُ يَنْبَغِي أَنْ يُؤَخَّرَ حَتَّى يَصِحَّ وَإِنِ اقْتَضَتِ الْمَصْلَحَةُ تَعْجِيلَ الْحَدِّ ضُرِبَ بِالضِّغْثِ الَّذِي يَشْتَمِلُ عَلَى عَدَدِ حَدِّهِ أَيِ الضِّغْثِ الَّذِي يَشْتَمِلُ عَلَى فُرُوعٍ إِنْ كَانَتِ الْفُرُوعُ مِائَةً فَيَكْفِي مَرَّةً وَإِنْ كَانَتْ خَمْسِينَ فَمَرَّتَيْنِ وَلَا يَلْزَمُ أَنْ يَصِلَ إِلَيْهِ كُلُّ شِمْرَاخٍ أَوْ رَأْسُ كُلِّ فَرْعٍ.

وَيَنْبَغِي أَنَّ إِقَامَةَ التَّعْزِيرِ لَا يَكُونُ فِي الْبَرْدِ الشَّدِيدِ وَلَا فِي الْحَرِّ الشَّدِيدِ وَإِنْ لَمْ يَحْتَمِلِ التَّأْخِيرَ فَفِي الصَّيْفِ يَلِيقُ فِي طَرَفَيِ النَّهَارِ وَفِي الشِّتَاءِ فِي وَسْطِ النَّهَارِ وَلَا يَجُوزُ أَنْ يُقَامَ الْحَدُّ فِي أَرْضِ الْأَعْدَاءِ.

وَمَنِ الْتَجَأَ إِلَى الْحَرَمِ يَنْبَغِي أَنْ يُضَيَّقَ عَلَيْهِ فِي الطَّعَامِ وَالْمَاءِ لِيَخْرُجَ فَيُقَامَ عَلَيْهِ الْحَدُّ أَمَّا مَنِ ارْتَكَبَ مَعْصِيَةً فِي الْحَرَمِ فَيُقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ أَوِ التَّعْزِيرُ فِي الْحَرَمِ وَلَا حَاجَةَ إِلَى إِخْرَاجِهِ مِنَ الْحَرَمِ لِإِقَامَةِ الْحَدِّ وَيَجِبُ عَلَى الْحَاكِمِ إِقَامَةُ حُدُودِ اللهِ بِعِلْمِهِ كَحَدِّ الزِّنَا وَأَمَّا حُقُوقُ الْمُسْلِمِينَ فَيَتَوَقَّفُ عَلَى مُطَالَبَةِ الْإِقَامَةِ فِي الْحُدُودِ وَالتَّعْزِيرَاتِ وَمَنْ وَجَدَ مَعَ زَوْجَتِهِ رَجُلًا يَزْنِي بِهَا فَلَهُ قَتْلُهُمَا وَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ عِنْدَ اللهِ وَفِي الظَّاهِرِ إِنْ لَمْ يُصَدِّقْهُ وَلِيُّهُمَا وَلَا بَيِّنَةَ لَهُ فَعَلَيْهِ الْقَوَدُ وَالزِّنَا فِي شَهْرِ رَمَضَانَ لَيْلًا كَانَ أَوْ نَهَارًا وَفِي الْأَزْمِنَةِ الْمُتَبَرِّكَةِ وَالْأَمْكِنَةِ الْمُتَبَرِّكَةِ كَانَ أَقْبَحَ فَيَنْبَغِي أَنْ يُعَاقَبَ أَكْثَرَ مِنَ الزِّنَا فِي غَيْرِهَا.

حدود کا بیان

ہر وہ جرم جس کی شرعاً کوئی سزا مقرر کی ہوئی ہو وہ حد کہلاتی ہے اور جس جرم کے

لئے سزا کے طور پر کوئی مقدرہ اندازہ موجود نہ ہو اُسے تعزیر کہتے ہیں۔ حدود اور تعزیرات کا مقصد اُن بڑے افعال کی بڑھتی ہوئی آگ کو بجھا دینا ہے۔ جس کا نتیجہ حیا سوز خرابیوں کی صورت میں برآمد ہوتا ہے۔ چنانچہ مناسب یہ ہے کہ ہر متعدی جرم کی سزا سخت سے سخت تر ہو۔

حدِ زنا کا مسئلہ:

زنا کی حد آزاد، بالغ، عاقل اور محصن فرد کے حق میں زنا کی حد سو کوڑے مارنا، جبراً کھینچنا اور ایک سال کے لئے جلا وطن کرنا ہے۔ بشرطیکہ فرد زانی مرد ہو۔ اگر کوئی عورت ہو تو اُس کے حق میں حد زنا بلا کسی جلاوطنی اور جبراً کھینچنے کے صرف سو کوڑے مارنا ہے۔

موجب حد کا مسئلہ:

حد زنا کا امر موجب انسان کا اپنے آلۂ تناسل کو بغیر کسی عقد نکاح، ملکیت اور شبہ کے کسی عورت کے محل انتفاع میں داخل کرنا اور آلے کے سر کا اس محل میں چھپ جانا ہے۔ نیز آدمی اس فعل کی حرمت کا جاننے والا ہو۔

ثبوتِ زنا کا مسئلہ:

زنا کا ثبوت شہادت دینے یا اقرار کرنے سے ہوتا ہے۔

گواہ کا مسئلہ:

گواہی دینے کی صورت میں چار ایسے عادل گواہوں کا ہونا ضروری ہے جنہیں سے ہر ایک یہ گواہی دے کر اس نے زانی کے آلۂ تناسل کو محل انتفاع میں اس طرح دیکھا ہے جس طرح سے سلائی سرمہ دانی میں ہو۔ اس قسم کا دیکھنا تو انتہائی دشوار کام ہے۔ اس کے باوجود شرعی حاکم کے ذمے چھپے چھپے اور علی الاعلان دونوں صورتوں میں گواہوں کی نیک کرداری کی تحقیقات کرنا واجب ہے۔

اقرار کا مسئلہ:

اقرار کی صورت میں اقرار کنندہ کا بالغ ہونا۔ عاقل ہونا۔ آزاد ہونا اور اقرار کا چار مجلسوں میں چار مرتبہ مکرر کرنا

شرط ہے۔ اگر کوئی چار مرتبہ سے کم کی صورت میں اقرار کرے تو سنگساری واجب نہیں ہو گی اور اس کے حق میں سو کوڑے مارنے کی صورت میں تعزیر کا وجوب ہو گا۔

اگر کوئی عورت حاملہ ہو جائے درانحالیکہ بظاہر اُس کا کوئی شوہر موجود نہ ہو تو اُس پر حد جاری نہیں کی جائے گی۔ بشرطیکہ وہ چار مرتبہ زنا کا اقرار نہ کرے۔

غلام کی تعزیری سزا پچاس کوڑے لگانا ہے۔ جبراً کھینچنا اور جلاوطنی اس کے لئے نہیں خواہ مرد ہو یا عورت محصن فرد ہو یا غیر محصن۔ اگر کسی آزاد فرد سے زنا بار بار سرزد ہو جائے اور اُس پر دو مرتبہ حد جاری کی جائے تو پھر امام کی رائے کے مطابق تیسری دفعہ یا چوتھی دفعہ اُسے قتل کر دیا جائے گا۔ اگر کسی غلام سے بار بار زنا کا صدور ہو جائے اور کئی بار اُس پر حد لگ چکی ہو تو امام کی رائے کے مطابق آٹھویں دفعہ یا نویں دفعہ اُسے قتل کر دیا جائے گا۔ حاملہ عورت کو وضع حمل اور حالت نفاس سے نکل جانے کے بعد ہی حد لگائی جا سکتی ہے۔ اگر بچے کے لئے کوئی دودھ پلانے والی عورت نہ مل سکے تو ایسی صورت میں اُس کی حد کو دودھ پلانے کی مدت کے مکمل کر لینے تک مؤخر کر دیا جائے گا۔ کوڑے لگانے اور سنگساری کی سزاؤں کو ایک مجرم پر یکجا جاری کرنے کا دارو مدار امام کی مصلحت بینی پر ہے۔

بیمار آدمی کا مسئلہ :

بیمار آدمی کے حق میں سنگساری کی سزا ثابت ہو جائے تو اُس کو سنگسار کر دیا جائے گا۔ اگر اُس کے حق میں تعزیری سزا ثابت ہو تو مناسب ہے کہ اُس کے تندرست ہونے تک اُس سزا کو مؤخر کر دیا جائے اگر صحیح مصلحت کا تقاضا بیمار شخص پر جلد حد جاری کرنا ہو تو اُس کو کوئی ایک گچھا مارا جائے جو حد کی تعداد پر مشتمل ہو مطلب یہ ہے کہ وہ گچھا باریک باریک چھڑیوں پر مشتمل ہو۔ اگر چھڑیاں سو ہوں تو ایک مرتبہ کا مارنا کافی ہے اگر چھڑیاں پچاس ہوں تو دو مرتبہ مارا جائے۔ چھڑیوں کے ہر ہر سرے کا اُسے لگ جانا لازم نہیں ہے۔

مناسب ہے کہ تعزیر کا جاری کرنا سخت گرمی یا سخت سردی میں نہ ہو۔ اگر تعزیر تاخیر کی حامل نہ ہو تو گرمیوں میں دن کے شروع اور آخر میں اور سردیوں میں دن کے عین وسط میں تعزیر سزاوار ہے۔

دشمنوں کی زمین میں حد کا قائم کرنا جائز نہیں ہے۔

جو شخص حرم شریف میں پناہ لے تو مناسب یہ ہے کہ اُس پر کھانے اور پانی کی بندش عائد کی جائے۔ تاکہ وہ باہر نکل آئے اور اُس پر حد قائم کی جائے۔ لیکن جو شخص حرم شریف میں کسی جرم کا ارتکاب کر بیٹھے تو حرم ہی میں اُس پر حد یا تعزیر جاری کی جائے گی۔ حد جاری کرنے کے لئے ایسے شخص کے حرم سے باہر نکل آنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

حاکم کے ذمے اپنے علم کے مطابق حدود اللہ کا قائم کرنا واجب ہے۔

مسلمانوں کے حقوق کا مسئلہ:

مسلمانوں کے حقوق کا معاملہ حدود اور تعزیرات کے بارے میں ان کے قائم کرنے کے مطالبہ پر موقوف ہے۔

جو شخص کسی مرد کو اپنی بیوی کے ساتھ بدکاری کرتا ہوا پائے تو اُسے دونوں کو قتل کر دینے کا حق ہے اور خداوند عالم کے نزدیک اُس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ ظاہری صورت یہ ہے کہ اگر دونوں کے سرپرست حضرات اُس کی تصدیق نہ کرتے ہوں۔ اور اُس کے پاس کوئی شہادت بھی نہ ہو تو اُس پر قصاص کا لزوم ہوگا۔

چاہے دن کو ہو یا رات کے وقت۔ ماہ رمضان میں زنا کرنا، بابرکت اوقات میں زنا کرنا اور بابرکت مقامات میں زنا کرنا سب سے زیادہ خراب حرکت ہے۔ چنانچہ ان صورتوں میں مناسب یہ ہے کہ دیگر صورتوں میں زنا کی سزا کی نسبت زیادہ سے زیادہ سزا دی جائے گی۔

أَمَّا اللِّوَاطَةُ فَيُوجِبُ الْقَتْلَ عَلَى الْفَاعِلِ وَالْمَفْعُولِ مَعَ بُلُوغِهِمَا وَعَقْلِهِمَا وَلَوْ لَاطَ بَالِغٌ عَاقِلٌ أَوْ صَبِيٌّ بِصَبِيٍّ أَوْ مَجْنُونٍ فَعَلَى الْعَاقِلِ الْبَالِغِ الْقَتْلُ وَعَلَى الصَّبِيِّ التَّأْدِيبُ وَلَيْسَ عَلَى الْمَجْنُونِ حَدٌّ فَاعِلاً كَانَ أَوْ مَفْعُولاً وَفِي هٰذَا الْحَدِّ يَتَسَاوَى الْحُرُّ وَالْعَبْدُ وَالْمُسْلِمُ وَالْكَافِرُ وَالْمُحْصَنُ وَغَيْرُهُ وَلَوْ لَاطَ مُتَغَلِّبٌ بِعَبْدِهِ أَوْ بِمَنْ فِي حُكْمِهِ بِالْإِكْرَاهِ فَلَيْسَ عَلَى الْمُكْرَهِ شَيْءٌ۔

وَيَتَخَيَّرُ الْإِمَامُ فِي قَتْلِ مَنْ لَاطَ أَوْ لِيطَ بَيْنَ قَتْلِهِمَا بِالسَّيْفِ أَوْ رَمْيِهِمَا مِنْ مَكَانٍ عَالٍ كَشَاهِقٍ وَنَحْوِهِ أَوْ رَجْمِهِمَا أَوْ إِسْقَاطِ جِدَارٍ عَلَيْهِمَا أَوْ إِحْرَاقِهِمَا بِالنَّارِ وَثُبُوتُ اللِّوَاطَةِ كَثُبُوتِ الزِّنَا إِمَّا بِشَهَادَةِ أَرْبَعَةٍ أَوْ بِالْإِقْرَارِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ فِي أَرْبَعَةِ مَجَالِسَ وَلَا تُقْبَلُ شَهَادَةُ النِّسَاءِ فِي الزِّنَا وَاللِّوَاطَةِ وَيَجُوزُ أَنْ يَحْكُمَ الْحَاكِمُ بِعِلْمِهِ فِي الصُّورَتَيْنِ

وَمَنْ تَابَ قَبْلَ إِقَامَةِ الْبَيِّنَةِ عَلَيْهِ لَا بَعْدَهَا يَسْقُطُ الْحَدُّ عَنْهُ إِذَا كَانَتِ التَّوْبَةُ حَقِيقِيَّةً وَتُعْرَفُ عَلَامَتُهَا بِالنَّدَامَةِ وَالْخُضُوعِ وَالْخُشُوعِ وَتَبْدِيلِ الْأَخْلَاقِ وَالْأَفْعَالِ وَالرَّغْبَةِ إِلَى مُصَاحَبَةِ الْأَخْيَارِ وَمُجَانَبَةِ الْفُجَّارِ وَالثَّبَاتِ عَلَى التَّوْبَةِ وَالْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ

وَمَنْ قَبَّلَ غُلَامًا وَلَيْسَ بِمَحْرَمٍ لَهُ وَجَبَ عَلَيْهِ التَّعْزِيرُ وَلِلْإِمَامِ الْخِيَارُ فِي تَعْزِيرِهِ مِنْ ثَلَاثِينَ سَوْطًا إِلَى تِسْعَةٍ وَتِسْعِينَ وَالتَّجْرِيدِ مِنَ الثَّوْبِ۔

أَمَّا الْمُحْصَنُ فَهُوَ الَّذِي يَتَّصِفُ بِهٰذِهِ الصِّفَاتِ الْعَقْلُ وَالْبُلُوغُ وَالْحُرِّيَّةُ وَالْوَطْءُ بِنِكَاحٍ صَحِيحٍ وَعُقُوبَتُهُ الْمُسْتَحَقَّةُ فِي الْقُبُلِ وَالتَّمَكُّنُ فِي الْوَطْءِ مَتَى شَاءَ وَإِنْ فَاتَ وَاحِدَةٌ مِنْ هٰذِهِ الصِّفَاتِ خَرَجَ مِنَ الْإِحْصَانِ فَإِذَا افْتَرَقَا بِطَلَاقٍ بَائِنٍ خَرَجَا مِنَ الْإِحْصَانِ وَبِالطَّلَاقِ الرَّجْعِيِّ لَا يَخْرُجَانِ مِنَ الْإِحْصَانِ لِأَنَّهُ لَا يَمْتَنِعُ الْوَطْءُ أَمَّا إِقَامَةُ الْحُدُودِ فَيَتَعَلَّقُ بِإِذْنِ الْإِمَامِ أَوْ مَنْ يَقُومُ مَقَامَهُ وَيَجُوزُ لِلسَّيِّدِ إِقَامَةُ الْحَدِّ عَلَى رَقِيقِهِ وَلِلْوَالِدِ عَلَى وَلَدِهِ وَلِلزَّوْجِ عَلَى زَوْجَتِهِ إِنْ كَانُوا عَالِمِينَ بِالْحُدُودِ وَشَرَائِطِ إِقَامَتِهَا۔ وَإِنْ كَانَ الْحَدُّ جَلْدًا يَنْبَغِي أَنْ يُفَرِّقَ السَّوْطَ عَلَى جَسَدِهِ غَيْرِ وَجْهِهِ وَرَأْسِهِ وَفَرْجِهِ وَيَحْفَظَهَا مِنْ ضَرْبِ السَّوْطِ وَيَكُونَ الْمَضْرُوبُ مُجَرَّدًا مِنَ الثِّيَابِ الزَّائِدَةِ مِنْ سَتْرِ الْعَوْرَةِ قَائِمًا إِنْ كَانَ رَجُلًا وَإِنْ كَانَتِ امْرَأَةً يَنْبَغِي أَنْ تَكُونَ جَالِسَةً مَعَ ثِيَابِهَا وَإِنْ كَانَ الْحَدُّ رَجْمًا تُحْفَرُ الْأَرْضُ لِلرَّجُلِ إِلَى وَسَطِهِ وَلِلْمَرْأَةِ إِلَى صَدْرِهَا وَيُبْدَأُ بِالْحِجَارَةِ الصِّغَارِ وَلَوْ فَرَّ مَنْ كَانَ رَجْمُهُ بِالْإِقْرَارِ لَمْ يُتْبَعْ۔ وَفِي الرَّجْمِ بِالْإِقْرَارِ يَبْدَأُ الْإِمَامُ بِالرَّمْيِ وَفِي الرَّجْمِ بِالْبَيِّنَةِ يَبْدَأُ الشُّهُودُ وَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ الرَّامِي ظَاهِرَ الصَّلَاحِ وَلَمْ يَكُنْ مِنَ اللَّائِقِينَ بِالرَّجْمِ وَفِي الْحَضَرِ وَتَرْكِهِ الْخِيَارُ لِلْإِمَامِ وَفِي تَغْرِيبِ مَنْ يَلْزَمُهُ التَّغْرِيبُ إِمَّا إِلَى بَلَدٍ مُعَيَّنٍ أَوْ لَمْ يُعَيَّنْ وَفِي مِقْدَارِ مَسَافَةِ الْقَصْرِ أَوْ أَقَلَّ أَوْ أَكْثَرَ فَلِلْإِمَامِ الْخِيَارُ أَوْ لِمَنْ يَنُوبُ مَنَابَهُ وَيَنْبَغِي أَنْ يَحْضُرَ النَّاسُ لِإِقَامَةِ الْحُدُودِ جَلْدًا كَانَ أَوْ رَجْمًا أَوْ غَيْرَهُمَا۔

ترجمہ: مردوں کی جنسی بے راہ روی کا مسئلہ:

جنسی بے راہ روی سرزد ہونے کی صورت میں فاعل اور مفعول دونوں کا قتل کر دینا واجب ہے جبکہ دونوں

بالغ اور عاقل ہوں۔ اگر کوئی بالغ اور عاقل شخص یا کوئی بچہ کسی بچے کے ساتھ یا کسی پاگل کے ساتھ غیر فطری فعل کا ارتکاب کرے تو بالغ اور عاقل شخص کا حکم قتل، بچے کا حکم اُس کے ساتھ تادیبی کارروائی کرنا ہے اور پاگل پر کسی قسم کی حد نہیں ہے۔ چاہے وہ فاعل ہو یا مفعول۔ جنسی بے راہ روی کی اس سزا میں آزاد غلام، مسلمان، کافر، محصن فرد اور غیر محصن فرد سب برابر ہیں۔

اگر کوئی غلبہ والا شخص کسی غلام یا غلام جیسے آدمی کے ساتھ غیر فطری فعل کا ارتکاب زبردستی سے کرے تو جس کے ساتھ زبردستی کی گئی ہے اُسے کوئی سزا نہیں دی جائے گی۔

جنسی بے راہ روی سرزد ہونے کی بنا پر فاعل اور مفعول کو قتل کر دینے کے لئے امام کو حسبِ ذیل صورتوں میں اختیار حاصل ہے (۱) دونوں کو تلوار سے قتل کرنا (۲) کسی اونچی جگہ سے دونوں کو گرا دینا۔ مثلاً پہاڑ کی چوٹی وغیرہ (۳) دونوں کو سنگسار کرنا۔ (۴) دونوں پر کسی دیوار کا گرا دینا۔ (۵) دونوں کو آگ سے جلا ڈالنا۔

اس فعل کے ثبوت کا مسئلہ:

جنسی بے راہ روی سرزد ہونے کا ثبوت زنا کے ثبوت کی مانند ہے یا تو چار عادل آدمیوں کی گواہی سے اس کا ثبوت ہوگا یا چار مجلسوں میں چار مرتبہ اقرار کرنے سے اس کا ثبوت مہیا ہو سکے گا۔

زنا اور جنسی بے راہ روی کے معاملات میں عورتوں کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔ حاکم کے لئے دونوں صورتوں میں اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرنا جائز ہے۔ جو شخص اپنے خلاف گواہی قائم کرنے کے بعد نہیں بلکہ اس سے پہلے توبہ کرے تو اس سے حد ساقط ہو جائے گی۔ بشرطیکہ اُس کی توبہ حقیقی معنوں میں توبہ ہو۔

حقیقی توبہ کی علامت اِن صورتوں میں پہچانی جاتی ہے۔ ۱۔ مجرم کا پشیمان ہونا (۲) عاجزی کرنا۔ (۳) خشوع سے کام لینا (۴) اخلاق اور افعال میں تبدیلی رونما ہونا۔ (۵) نیکوکاروں کی صحبت اختیار کرنے اور بدکاروں سے پرہیز کرنے کی رغبت (۶) توبہ اور نیک اعمال کے بجا لانے پر ثابت قدم رہنا

جو شخص کسی لڑکے کا بوسہ لے جبکہ وہ اُس لڑکے کا کوئی محرم شخص نہ ہو اس پر تعزیر جاری کرنا واجب ہے ایسے شخص پر تعزیر جاری کرنے کے لئے امام کو ان صورتوں پر عمل کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

(۱) تیس کوڑوں سے لے کر نناوے کوڑوں تک کی سزا دینا (۲) مجرم کو کپڑوں سے خالی کرنا۔

محصن کسے کہتے ہیں:

محصن وہ فرد ہے جو ان خصلتوں کا حامل ہو۔ (۱) عاقل ہونا (۲) بالغ ہونا (۳) آزاد ہونا (۴) صحیح نکاح کے ساتھ جنسی رابطہ قائم کرنا (۵) آنے کے سرے کا جائز محل انتفاع میں چھپ جانا (۶) جب بھی چاہے جنسی رابطہ قائم کرنے پر قدرت کا حاصل ہونا۔ اگر ان خصلتوں میں کوئی ایک بھی فوت ہو جائے۔ تو آدمی محصن سے خارج ہو جاتا ہے۔ اگر طلاق بائن کی وجہ سے دونوں جدا ہو جائیں تو وہ محصن بننے سے خارج ہو جاتا ہے۔ طلاق رجعی کی وجہ سے وہ دونوں محصن سے خارج نہیں ہوتے۔ کیونکہ طلاق رجعی شوہر کو جنسی رابطہ قائم کرنے سے نہیں روکتی۔

حدود قائم کرنا کیسے ہو:

حدود قائم کرنا امام یا نائب امام کی اجازت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ آقا کے لئے اپنے غلام پر حد جاری کرنا۔ باپ کے لئے بیٹے پر حد جاری کرنا۔ اور شوہر کے لئے بیوی پر حد جاری کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ یہ لوگ حدود اور حدود قائم کرنے کی شرطوں کے جاننے والے ہوں۔

اجرائے حد کا طریقہ:

اگر حد کوڑے لگانے کی ہو تو مناسب ہے کہ (۱) مجرم کے بدن پر متفرق طور پر تازیانہ مارا جائے۔ چہرہ، سر اور نازک مقام کو نہ مارا جائے بلکہ ان مقامات کو کوڑے کی ضرب سے محفوظ رکھے۔ (۲) سزا پانے والے کو ان کپڑوں سے برہنہ کیا جائے۔ جو قابل پردہ مقامات کو چھپانے کے کپڑوں سے زائد ہو (۳) مجرم کھڑا ہو بشرطیکہ وہ مرد ہو اگر عورت ہو تو مناسب یہ ہے کہ وہ اپنے کپڑوں سمیت بیٹھی ہوئی ہو۔

اگر حد سنگسار کرنے کی ہو تو مرد کے لئے اس کی کمر تک اور عورت کے لئے اس کے سینے تک زمین کھودی جائے گی۔ اور چھوٹے چھوٹے پتھروں سے ان کو مارا جائے گا۔ اقرار کی وجہ سے سنگساری کی سزا پانے والا کوئی بھاگ جائے تو اس کو واپس نہیں لایا جائے گا۔ اقرار کی بنا پر سنگسار کرنے کی صورت میں امام پتھر مارنے میں پہل کرے اور شہادت کی بنا پر سنگسار کرنے کی صورت میں گواہ حضرات پتھر مارنے میں پہل کریں مناسب یہ ہے کہ پتھر مارنے والا ظاہری طور پر نیک ہو اور خود سنگساری کے قابل لوگوں میں سے نہ ہو۔

زمین کھودنے اور اس کام کے چھوڑ دینے کا امام کو اختیار حاصل ہے۔ جس شخص کی جلاوطنی لازم ہو اُس کو جلاوطن کرنے کی صورت میں ان امور میں سے کوئی کرے:۔

(۱) اُسے کسی معیّن شہر میں چھوڑ دے (۲) کسی غیر معیّن شہر کو جلاوطن کرے۔ (۳) قصر کی مسافت کے برابر کے فاصلے پر اُسے جلاوطن کرے (۴) قصر کی مسافت سے کم کے فاصلے پر چھوڑ دے (۵) قصر کی مسافت سے زیادہ دور فاصلے پر اُسے چھوڑ دے۔ ان صورتوں میں امام اور نائب امام کو اختیار حاصل ہے۔ مناسب ہے کہ حدُود قائم کرتے وقت امام لوگوں کو حاضر رکھے۔ چاہے حد کوڑے مارنے کی ہو سنگساری ہو۔ یا ان کے علاوہ کوئی سزا ہو۔

أَمَّا الْجُنُونُ وَالصِّغَرُ فَيَمْنَعَانِ إِقَامَةَ الْحُدُودِ فَإِذَا زَنَى رَجُلٌ عَاقِلٌ بِمَجْنُونَةٍ أَوْ صَغِيرَةٍ فَلَيْسَ عَلَيْهِمَا الْجَلْدُ وَلَا الرَّجْمُ وَعَلَى الرَّجُلِ الزَّانِي بِهِمَا الْجَلْدُ وَالرَّجْمُ وَلَا شَيْءَ وَعَلَى الْمَجْنُونَةِ وَعَلَى الصَّبِيَّةِ التَّأْدِيبُ إِنْ لَمْ تَكُنْ مُكْرَهَةً وَمَنْ زَنَى بِذَاتِ مَحْرَمٍ كَالْأُمِّ وَالْبِنْتِ وَالْأُخْتِ وَالْعَمَّةِ وَالْخَالَةِ وَبِنْتِ الْأَخِ وَبِنْتِ الْأُخْتِ نَسَباً فَعَلَيْهِ الْقَتْلُ مُحْصِناً كَانَ أَوْ غَيْرَ مُحْصِنٍ وَالْمُكْرِهُ لِلْمَرْأَةِ بِالزِّنَا فَعَلَيْهِ الْقَتْلُ مُحْصِناً كَانَ أَوْ غَيْرَ مُحْصِنٍ وَالْكَافِرُ إِنْ زَنَى بِمُسْلِمَةٍ فَعَلَيْهِ الْقَتْلُ مُحْصِناً كَانَ أَوْ غَيْرَ مُحْصِنٍ وَلِلْإِمَامِ الْخِيَارُ فِي قَتْلِهِمْ بِالسَّيْفِ أَوِ الرَّجْمِ أَوْ بِمَا يَشَاءُ أَوْ بِمَا رَأَى فِيهِ مَصْلَحَةً كَالْحَرْقِ وَالْإِسْقَاطِ مِنَ الْجَبَلِ أَوْ غَيْرِهِ وَالْحَدُّ يَسْقُطُ بِالشُّبُهَاتِ وَلَوْ زَنَى مَجْنُونٌ بِعَاقِلَةٍ فَعَلَى الْعَاقِلَةِ الْحَدُّ وَلَيْسَ عَلَى الْمَجْنُونِ حَدٌّ وَلَوْ زَنَى صَبِيٌّ بِعَاقِلَةٍ فَعَلَى الْعَاقِلَةِ الْحَدُّ وَعَلَى الصَّبِيِّ التَّأْدِيبُ بِمَا رَآهُ الْإِمَامُ أَوْ مَنْ يَقُومُ مَقَامَهُ وَلَوِ اجْتَمَعَا تَحْتَ إِزَارٍ وَاحِدٍ وَلَا مَحْرَمِيَّةَ بَيْنَهُمَا وَجَبَ عَلَيْهِمَا التَّعْزِيرُ كَمَا فِي التَّقْبِيلِ وَلِلنِّسَاءِ كَذَلِكَ أَمَّا السَّحْقُ فَيَجِبُ بِهِ جَلْدُ مِائَةٍ وَثُبُوتُهُ كَثُبُوتِ الزِّنَا وَلَيْسَ عَلَى الْمَجْنُونَةِ شَيْءٌ وَعَلَى الصَّبِيَّةِ التَّأْدِيبُ وَالتَّوْبَةُ قَبْلَ الْبَيِّنَةِ تُسْقِطُ الْجَلْدَ لَا بَعْدَهَا وَإِذَا كَانَتِ التَّوْبَةُ بَعْدَ الْإِقْرَارِ فَلِلْإِمَامِ الْخِيَارُ بَيْنَ الْجَلْدِ وَالْعَفْوِ وَالْجَارِيَةُ الْمُكْرَهَةُ لَا حَدَّ عَلَيْهَا وَكَانَ الْحَدُّ عَلَى الْجَابِرَةِ أَمَّا الْقِيَادَةُ فَيَجِبُ بِهَا خَمْسٌ وَسَبْعُونَ جَلْدَةً رَجُلاً كَانَ أَوِ امْرَأَةً وَلِلصَّبِيِّ التَّأْدِيبُ وَفِي عُقُوبَةِ الرَّجُلِ يَنْبَغِي أَنْ يُزَادَ بِالْحَبْرِ أَوْ بِمَا رَأَى الْحَاكِمُ فِيهِ مَصْلَحَةً كَالتَّشْهِيرِ وَالتَّغْرِيبِ وَغَيْرِهِ وَتَثْبُتُ الْقِيَادَةُ بِشَهَادَةِ رَجُلَيْنِ عَدْلَيْنِ أَوْ بِالْإِقْرَارِ مَرَّتَيْنِ وَلَا تُقْبَلُ شَهَادَةُ النِّسَاءِ فِي هٰذِهِ الْأَبْوَابِ۔

وَحُكْمُ مَنْ زَنٰى بِمَيِّتَةٍ كَمَنْ زَنٰى بِحَيَّةٍ وَاللِّوَاطَةُ كَذٰلِكَ وَيَنْبَغِيْ اَنْ يُزَادَ فِيْ عُقُوْبَتِهٖ لِاَنَّ الْفِعْلَ فِيْهِمَا اَفْحَشُ وَلَوْ كَانَتِ الْمَيِّتَةُ زَوْجَتَهٗ اَوْ اَمَتَهٗ وَجَبَ التَّعْزِيْرُ۔

وَاَمَّا وَطْءُ الْبَهَائِمِ فَيَجِبُ عَلَى الْوَاطِئِ التَّعْزِيْرُ وَعَلَى الْحَاكِمِ اِحْرَاقُ الْمَوْطُوْءَةِ اِنْ كَانَتْ مَاْكُوْلَةَ اللَّحْمِ كَالشَّاةِ وَالْبَقَرَةِ وَالنَّاقَةِ وَاِخْرَاجُهَا لِلْبَيْعِ اِلٰى بَلَدٍ اٰخَرَ اِنْ كَانَتْ مِنَ الْمَرَاكِبِ كَالْخَيْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِيْرِ وَالثَّمَنُ لِمَالِكِهَا اِنْ كَانَ الْوَاطِئُ غَيْرَهٗ وَاِلَّا فَيَتَصَدَّقُ بِثَمَنِهَا وَلَوْ بِيْعَتْ بِاَنْقَصَ مِنَ الْقِيْمَةِ كَانَ الْبَاقِيْ فِيْ ذِمَّةِ الْوَاطِئِ يُطَالَبُ بِهٖ وَكَانَتْ نَفَقَتُهَا عَلَى الْوَاطِئِ اِلٰى وَقْتِ الْبَيْعِ۔

وَاَمَّا الْاِسْتِمْنَاءُ فَيَجِبُ عَلَى الْمُسْتَمْنِيْ التَّعْزِيْرُ بِحَسَبِ مَا يَرَاهُ الْاِمَامُ وَثُبُوْتُهٗ بِالْاِقْرَارِ اَوْ بِشَهَادَةِ الْعُدُوْلِ وَيَنْبَغِيْ اَنْ يُزَوِّجَهُ الْاِمَامُ مِنْ بَيْتِ الْمَالِ۔

ترجمہ: دیوانگی اور لڑکپن کا مسئلہ:

دیوانگی اور لڑکپن یہ دونوں حالتیں حدود قائم کرنے سے روکتی ہیں۔ چنانچہ اگر کوئی عاقل آدمی کسی پاگل عورت یا کسی کمسن بچی کے ساتھ بدکاری کا ارتکاب کرے۔ تو ان دونوں پہ نہ کوڑے لگانے کی سزا عائد ہوگی اور نہ ہی سنگساری کی سزا۔ ان دونوں کے ساتھ بدکاری کرنے والے آدمی کو کوڑے لگانے اور سنگساری کی سزائیں دی جاسکتی ہیں۔ پاگل عورت کے حق میں کوئی سزا عائد نہیں ہوگی۔ اور بچی کے ساتھ تادیبی کارروائی کی جاوے گی۔ بشرطیکہ اس پر زبردستی نہ کی گئی ہو۔

جو شخص اپنی محرم عورتوں کے ساتھ بدکاری کا مرتکب ہو جائے۔ مثلاً ماں۔ بیٹی۔ بہن۔ پھوپھی خالہ۔ بھتیجی اور نسبی بھانجی تو ایسی صورت میں اس کا قتل کر دینا واجب ہے چاہے وہ محصن ہو یا غیر محصن۔ عورت کو بدکاری پر مجبور کرنے والے شخص کا قتل کر دینا لازم ہے چاہے وہ محصن ہو یا غیر محصن۔ اگر کافر آدمی کسی مسلمان عورت کے ساتھ بدکاری کرے تو اس کا قتل کر دینا واجب ہے چاہے وہ محصن ہو یا نہ ہو۔

ایسے بدکاروں کو قتل کر دینے کے لئے امام کو ان صورتوں میں اختیار حاصل ہے۔ (۱) تلوار سے قتل کرنا (۲) سنگسار کرنا (۳) اپنے منشا کے مطابق کسی طریقے سے قتل کرنا یا کوئی ایسا طریقہ اختیار کرے جس میں امام

کوئی خاص مصلحت دیکھے۔ مثلاً جلا ڈالنا۔ پہاڑ سے گرا دینا یا اِن کے علاوہ کوئی اور طریقہ

سقوط حد کیسے ہوگا :

حد شبہات کے پڑ جانے سے ساقط ہو جاتی ہے۔

اگر کوئی شخص کسی عقلمند عورت کے ساتھ بدکاری کرے تو عقلمند عورت پہ حد عائد ہوگی۔ اور پاگل شخص پر کوئی حد عائد نہیں ہوگی۔ اگر کوئی بچہ کسی عقلمند عورت کے ساتھ بدکاری کا مرتکب ہو جائے تو ایسی صورت میں عقلمند عورت پر حد جاری کی جائے گی۔ اور بچے کے ساتھ امام یا نائب امام کی رائے کے مطابق کوئی سی تادیبی کارروائی کی جائے گی۔ اگر دو آدمی کسی ایک کپڑے کے اندر یکجا ہوں جبکہ اُن میں کسی قسم کی محرمیت ثابت نہ ہو تو ایسی صورت میں دونوں پر تعزیر جاری کی جائے گی۔ جیسا کہ بوسے لینے کی صورت میں حکم ہے اس قسم کی حرکتوں کے بارے میں عورتوں کا حکم بھی ایسا ہی ہے۔

عورتوں کی چپٹی کا مسئلہ :

عورتوں کے مابین چپٹی سرزد ہونے پر سو کوڑوں کی سزا واجب ہے۔ اس کا ثبوت بدکاری کے ثبوت کی مانند ہے۔ پاگل عورت پر کوئی سزا عائد نہیں ہوگی۔ اور بچی کے ساتھ تادیبی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ شہادت کے بعد نہیں بلکہ اس سے پہلے توبہ کرنا حد کو ساقط کر دیتا ہے۔ اگر کوئی شخص اقرار جرم کے بعد توبہ کرے تو امام کو اُسے کوڑے مارنے اور اُس کو معاف کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ مجبور کی گئی ونڈی پہ کوئی حد عائد نہیں ہوگی۔ اور حد اس کو مجبور کرنے والی اُس کی مالکہ عورت پر عائد ہوگی۔

دلالی کا مسئلہ :

بدکاری کے لئے دلالی کرنے کی صورت میں پچھتر کوڑوں کی سزا واجب ہو جاتی ہے چاہے دلال مرد ہو یا عورت بچے کے ساتھ تادیبی کارروائی کی جائے گی۔ دلال مرد کو سزا دینے کی صورت میں مناسب ہے کہ اُس کے ساتھ مزید جبراً کھینچنے یا جس طریقے میں حاکم کوئی مصلحت دیکھے اُس طریقے پر عمل کرنے کا اضافہ کرے۔ مثلاً اُس کو شہر میں پھرانا اور جلاوطن کرنا وغیرہ۔

دلالی کا ثبوت دو عادل آدمیوں کی گواہی دینے یا دو مرتبہ اُس کے اقرار کرنے سے مہیا ہو جاتا ہے ان معاملات میں عورتوں کی گواہی قابل قبول نہیں ہو گی ۔ مردہ عورت کے ساتھ بدکاری کرنے والے کا حکم زندہ عورت کے ساتھ بدکاری کرنے والے کے حکم کی طرح ہے ۔ جنسی بے راہ روی اختیار کرنے کا حکم بھی ایسا ہی ہے ۔ مناسب یہ ہے کہ ایسے شخص کی سزا میں مزید اضافہ کیا جائے ۔ کیونکہ یہ کارکردگی یہاں پر سب سے زیادہ حیاسوز حرکت ہے ۔ اگر مردہ عورت اُس شخص کی اپنی بیوی یا لونڈی ہو تو اس پر تعزیر جاری کی جائے گی ۔

جانوروں کے ساتھ جنسی خواہش کو پورا کرنے کا مسئلہ :

جانوروں کے ساتھ جنسی رابطہ قائم کرنے کی صورت میں ایسا کرنے والے پر تعزیر جاری کرنا واجب ہے ۔ حاکم کے ذمے ایسے جانور کا جلا دینا لازم ہے ۔ بشرطیکہ بدفعلی کا شکار ہونے والا جانور حلال گوشت جانور ہو ۔ مثلاً بکری گائے اور اونٹنی اور ایسے جانور کو کسی دوسرے شہر کی طرف فروخت کرنے کیلئے نکال کے لے جانا لازم ہے ۔ بشرطیکہ وہ سواری کا جانور ہو مثلاً گھوڑی ۔ خچر اور گدھی ۔ جانور کی قیمت مالک کو ملے گی ۔ بشرطیکہ جانور کے ساتھ بدفعلی کرنے والا کوئی دوسرا ہو اگر بدکار کوئی دوسرا نہ ہو بلکہ جانور کا مالک خود ہو تو ایسی صورت میں وہ جانور کی قیمت کو صدقہ کرے ۔ اگر جانور مرحجہ قیمت سے کم میں بک جائے تو باقی قیمت کی ادائیگی بدکار کے ذمے لازم ہو گی ۔ اور بدکار شخص سے اس کا مطالبہ کیا جا سکے گا ۔ بک جانے کے وقت تک جانور کا خرچ بدکار کے ذمے ہو گا ۔

مُشت زنی کا مسئلہ :

مشت زنی کرنے کی صورت میں مُشت زن آدمی پر اپنے اقرار یا عادل لوگوں کی گواہی سے اس کا ثبوت مہیا ہونے کے بعد امام کی رائے کے مطابق کسی انداز سے تعزیر جاری کرنا واجب ہے ۔ مناسب صورت یہ ہے کہ امام بیت المال سے ایسے شخص کی شادی کا انتظام کرے ۔

بَابٌ فِي حَدِّ الْقَذْفِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى. وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ إِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَأَصْلَحُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ.

وَهُوَ ثَمَانُوْنَ جَلْدَةً إِنْ كَانَ الْقَاذِفُ حُرًّا وَإِنْ كَانَ رَقِيْقًا فَأَرْبَعُوْنَ وَيَثْبُتُ بِشَهَادَةِ رَجُلَيْنِ عَدْلَيْنِ أَوِ الْإِقْرَارِ مَرَّتَيْنِ بِأَنْ يَقْذِفَ بِالزِّنَا أَوِ اللِّوَاطَةِ مِثْلُ أَنْ يَقُوْلَ زَنَيْتَ أَوْ لُطْتَ أَوْ زُنِيَ بِكَ أَوْ لِيْطَ بِكَ أَوْ أَنْتَ زَانٍ أَوْ لَائِطٌ أَوْ أَنْتِ زَانِيَةٌ أَوْ يَا زَانِيَةُ بِلَفْظِ الْخِطَابِ أَوِ النِّدَاءِ إِنْ كَانَ حَاضِرًا أَوْ بِلَفْظِ الْخَبَرِ إِنْ كَانَ غَائِبًا وَبِأَيَّةِ لُغَةٍ عَرَبِيًّا كَانَ أَوْ أَعْجَمِيًّا إِنْ كَانَ الْقَاذِفُ عَارِفًا بِمَعْنَى قَذْفِهِ أَوْ يَقُوْلَ لَسْتَ لِأَبِيْكَ أَوْ زَنَتْ بِكَ أُمُّكَ أَوْ يَا ابْنَ الزَّانِيَةِ أَوْ يَا دَيُّوْثُ بِأَيَّةِ عِبَارَةٍ يُفْهَمُ مِنْهَا الْقَذْفُ وَكَانَ الْمَقْذُوْفُ صَالِحًا أَوْ مُتَظَاهِرًا بِالصَّلَاحِ وَلَمْ يَكُنْ مِنَ الْفَسَقَةِ الْمَشْهُوْرِيْنَ يَثْبُتُ الْحَدُّ عَلَى الْقَاذِفِ وَلَوْ قَالَ يَا فَاسِقُ أَوْ يَا خَائِنُ أَوْ يَا زِنْدِيْقُ أَوْ يَا مُلْحِدُ أَوْ يَا مُرْتَدُّ أَوْ يَا كَلْبُ أَوْ يَا خِنْزِيْرُ أَوْ يَا مِثْلَ ذٰلِكَ مِنَ الْأَلْفَاظِ الَّتِيْ يَلْزَمُ مِنْهَا اِسْتِخْفَافٌ وَلِلْمُوَاجِهِ مِنْهَا أَذًى وَجَبَ التَّعْزِيْرُ دُوْنَ الْحَدِّ بِمَا يَرَاهُ الْإِمَامُ وَلَوْ كَانَ الْمَقْذُوْفُ مِنَ الْأَرَاذِلِ وَالسُّفَهَاءِ وَالْقَاذِفُ مِنَ الْأَفَاضِلِ وَالشُّرَفَاءِ سَقَطَ عَنْهُ التَّعْزِيْرُ وَلَوْ كَانَ الْقَاذِفُ صَبِيًّا وَجَبَ لَهُ التَّأْدِيْبُ

وَلَوْ كَانَ مَجْنُوْنًا لَيْسَ عَلَيْهِ شَيْئٌ۔

وَحَدُّ الْقَذْفِ يُوْرَثُ وَلِلْوَرَثَةِ اَنْ يُطَالِبُوْا الْحَدَّ مِنَ الْقَاذِفِ لِاَبِيْهِمْ اَوْلِاُمِّهِمْ اَوْلِمَنْ وَرِثُوْهُ وَيَجِبُ عَلَى الْحَاكِمِ تَشْهِيْرُ الْقَاذِفِ لِيَجْتَنِبَ الْمُسْلِمُوْنَ شَهَادَتَهُ بَعْدَ اَنْ يُحَدَّ لِلْقَذْفِ۔ وَلَوْ تَكَرَّرَ حَدُّ الْقَذْفِ عَلٰى اَحَدٍ وَلَمْ يَنْزَجِرْ وَتَجَاوَزَ مِنْ ثَلَاثِ مَرَّاتٍ وَجَبَ قَتْلُهُ وَلَوْ عَفَا الْمَقْذُوْفُ عَنِ الْقَاذِفِ سَقَطَ الْحَدُّ وَلَوْ اَقَامَ الْقَاذِفُ بَيِّنَةً مُصَدِّقَةً مَوْصُوْفَةً بِصِفَاتِ الْقُبُوْلِ سَقَطَ الْحَدُّ عَنْهُ وَيَنْبَغِيْ اَنْ يَكُوْنَ حَدُّ الْقَذْفِ مَعَ الثِّيَابِ مُتَوَسِّطًا لِئَلَّا يَبْلُغَ حَدَّ الزِّنَا فِي الشِّدَّةِ۔

وَمَنْ سَبَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَوْ اَحَدًا مِنَ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَلَمْ يَكُنْ مِنَ الْمَجَانِيْنِ وَجَبَ قَتْلُهُ عَلٰى مَنْ سَمِعَهُ اِنْ لَمْ يَكُنْ فِيْهِ خَوْفٌ قَتْلِهٖ اَوْ مَالِهٖ اَوْ ضَرَرٍ يَلْحَقُ اِلَيْهِ اَوْ اِلٰى اَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ وَيَجِبُ قَتْلُ مَنِ ادَّعَى النُّبُوَّةَ بَعْدَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَكُنْ مَجْنُوْنًا اَوْ مُوَرِّيًا۔

ترجمہ: تہمت لگانے کی حد کا بیان:

فرمانِ خداوندی ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ الآیہ۔ جو لوگ پاکدامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں۔ پھر وہ چار گواہوں کو پیش نہیں کر سکتے۔ اُن کو اسّی اسّی کوڑے لگاؤ اور اُن کی کسی بھی گواہی کو قبول نہ کرو وہ تو پکے فاسق لوگ ہیں مگر جو لوگ اس قسم کی حرکت کے بعد توبہ کرے۔ اور اپنی حالت کو درست کرے تو یہ اُن کے حق میں بہتر ہے کیونکہ اللہ پاک خوب بخشنے والا اور رحم والا ہے۔

تہمت کی حد کا مسئلہ:

اگر تہمت لگانے والا کوئی آزاد فرد ہو تو اُس کی حد اسّی کوڑے لگانا ہے۔ اگر تہمت لگانے والا کوئی غلام ہو تو اُس کی حد چالیس کوڑوں کا مارنا ہے۔ تہمت کا ثبوت دو عادل آدمیوں کی شہادت یا دو مرتبہ کسی پر بدکاری یا ہم جنس پرستی کی تہمت کے اقرار سے مہیا ہوتا ہے مثلاً کوئی کہے۔ تو نے بدکاری کی، تو نے جنسی بے راہ روی

کو اختیار کیا، تیرے ساتھ بدکاری کی گئی، تیرے ساتھ ہم جنس پرستی کی گئی۔ تو بدکار ہے تو ہم جنس پرست ہے تو بدکار عورت ہو۔ اے بدکار عورت۔ موجودگی کی صورت میں الفاظ صریح کے ساتھ کوئی بات کہے جس زبان میں بھی تہمت وقوع پذیر ہو جائے۔ عربی میں ہو یا عجمی زبان میں۔ تہمت ثابت ہو جاتی ہے بشرطیکہ تہمت لگانے والا فرد تہمت کے مفہوم کو خوب پہچاننے والا ہو۔ یا کوئی شخص یوں کہے۔ تو اپنے باپ کا نہیں۔ تیری ماں نے تیرے ساتھ بدکاری کی ہے۔ اے کنجری کے بیٹے۔ اے دیوث مطلب یہ ہے کہ جس لفظ سے تہمت سمجھی جاتی ہو۔ نیز تہمت زدہ آدمی نیک چلن ہو یا ظاہری طور پر نیک ہو اور مشہور فاسق لوگوں میں سے وہ نہ ہو تو ایسی صورت میں تہمت لگانے والے پر اس کی حد ثابت ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص کسی سے یوں کہے۔ اے فاسق، اے خیانت کرنے والے، اے زندیق، اے بے دین، اے مرتد۔ اے کتا، اے خنزیر یا اسی قسم کے وہ الفاظ کہے جن سے کسی کی شان کا گھٹانا لازم آتا ہو اور سامنے والے کو اس سے کافی دکھ پہنچا ہو تو ایسی صورت میں امام کی رائے کے مطابق تعزیری سزا واجب ہو جاتی ہے۔ حد نہیں۔ اگر تہمت زدہ شخص رذیل اور بیوقوف لوگوں میں سے ہو اور تہمت لگانے والا اہل فضل اور شریف لوگوں میں سے ہو تو ایسے شخص سے یہ تعزیر ساقط ہو جائے گی۔ اگر تہمت لگانے والا کوئی بچہ ہو تو اس کے ساتھ تادیبی کارروائی کی جائے گی۔ اگر تہمت لگانے والا کوئی پاگل آدمی ہو تو اس پر کوئی چیز عائد نہیں ہوگی۔ تہمت کی حد میں وراثت چل سکتی ہے۔ وارثوں کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ اپنے باپ، اپنی ماں یا اپنے اصلی پر تہمت لگانے والے سے اس حد کا مطالبہ کرے۔

حاکم کے ذمے تہمت لگانے والے کا شہر میں پھرانا واجب ہے تاکہ تہمت کی حد لگ جانے کے بعد مسلمان اس کی گواہی سے پرہیز کر سکیں۔ اگر کسی شخص پر تہمت کی حد بار بار لگے اور اس کو اس سے عبرت حاصل نہ ہو نیز یہ حد اس پر تین مرتبہ سے تجاوز کر جائے تو ایسی صورت میں اس کا قتل کر دینا واجب ہے اگر تہمت زدہ شخص تہمت لگانے والے کو معاف کر دے تو حد ساقط ہو جاتی ہے اگر تہمت لگانے والے اپنے دعوے کے لئے صفات قبول کی حامل تصدیق کی گواہی قائم کرے تو اس سے یہ حد ساقط ہو جاتی ہے۔

مناسب یہ ہے کہ تہمت کی حد تہمت لگانے والے پر کپڑوں سمیت درمیانے درجے کی ہو تاکہ سختی کے

کے اعتبار سے یہ حد بدکاری کی حد کو نہ پہنچے۔

پیغمبروں کو گالی دینا اور نبوت کا مدعی بننا:

جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یا دیگر پیغمبروں میں سے کسی ایک کو گالی دے جبکہ وہ پاگل آدمی نہ ہو تو سننے والے کے ذمے ایسے شخص کا قتل کر دینا واجب ہے بشرطیکہ ایسا کرنے میں اُس کے اپنے قتل یا اپنے مال کے لٹ جانے کا خوف نہ ہو یا کسی ایسے نقصان کا خوف نہ ہو جو خود اُسے پہنچے۔ یا مسلمانوں میں سے کسی کو پہنچے۔ جو شخص ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کر بیٹھے جبکہ وہ پاگل آدمی یا تاویل کا سہارا لینے والا نہ ہو تو اُس کا قتل کر دینا واجب ہے۔

بَابٌ فِي حَدِّ السَّرِقَةِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى . وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِنَ اللّٰهِ
وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ط

لَوْ سَرَقَ بَالِغٌ عَاقِلٌ شَيْئًا قِيْمَتُهُ رُبُعُ دِيْنَارٍ مِنْ حِرْزِ مِثْلِهِ وَجَبَ عَلَى الْحَاكِمِ
قَطْعُ يَدِهِ الْيُمْنٰى صَحِيْحَةً كَانَتْ أَوْ لَا مِنَ الزَّنْدِ وَمُعَالَجَتُهَا بِالدُّهْنِ الْحَارِّ وَغَيْرِهِ
لِئَلَّا يَتْلَفَ وَالْقَطْعُ لَا يَجُوْزُ إِلَّا بَعْدَ الثُّبُوْتِ بِشَاهِدَيْنِ عَدْلَيْنِ أَوْ بِإِقْرَارِهِ عَلٰى نَفْسِهِ
بِالسَّرِقَةِ مَرَّتَيْنِ وَلٰكِنَّ الْقَطْعَ إِنْ سَرَقَ ثَانِيًا وَجَبَ قَطْعُ رِجْلِهِ الْيُسْرٰى وَلَوْ كَرَّرَ ثَالِثًا
لَوَجَبَ حَبْسُهُ أَبَدًا وَكَيْفِيَّةُ الْحِرْزِ تُعْرَفُ بِعُرْفِ الْبَلَدِ عُمُوْمًا وَهُوَ إِمَّا بِمَكَانٍ وَثِيْقٍ
أَوْ بِحَافِظٍ . وَلَوْ سَرَقَ أَحَدُ الزَّوْجَيْنِ مِنْ مَالِ صَاحِبِهِ أَوِ الْأَبَوَانِ مِنْ مَالِ الْأَوْلَادِ .
الْأَوْلَادُ مِنْ مَالِ الْأَبَوَيْنِ أَوِ الْمَحَارِمِ فَلَا قَطْعَ عَلَيْهِمْ وَلَا قَطْعَ عَلٰى مَنْ سَرَقَ مِنْ مَالِ الْحَرَامِ
وَمِنْ مَالٍ مُشْتَرَكٍ بَيْنَهُمَا وَمِنْ مَالٍ فِيْهِ لَهُ حَقٌّ وَمِنْ مَالِ سَيِّدِهِ وَمِنَ الْفَوَاكِهِ عَلَى الْأَشْجَارِ
وَالْبُقُوْلِ وَالْخَضْرَاوَاتِ فِي الْبَسَاتِيْنِ وَوَجَبَ عَلَى السَّارِقِ رَدُّ مَا سَرَقَ إِنْ لَمْ يَفُتْ أَوْ قِيْمَتِهَا
إِنْ فَاتَ وَلَوْ سَرَقَ صَبِيٌّ لَوَجَبَ تَادِيْبُهُ أَوْ مَجْنُوْنٌ تَخْوِيْفُهُ وَأَهْلُ الْحِرَفِ إِنْ عَمِلُوْا
لِلظَّلَمَةِ زَجْرًا أَوْ مُنِعُوْا مِنَ الْأُجْرَةِ فَسَرَقُوْا قِطْعَةً بِمِقْدَارِ أُجْرَتِهِمْ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِمْ
وَلَا فَرْقَ فِي حَدِّ السَّرِقَةِ بَيْنَ الذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى وَبَيْنَ الْحُرِّ وَالْعَبْدِ وَأَمَّا السَّارِقُ

الْمُحَارِبُ الَّذِي يَحْمِلُ السِّلَاحَ وَيُخَوِّفُ الْمُسْلِمِينَ وَيُقْدِمُ عَلَى السَّرِقَةِ بِالْمُحَارَبَةِ وَقَطْعِ الطَّرِيقِ وَجَبَ عَلَى الْإِمَامِ مَنْعُهُ وَدَفْعُهُ وَطَرْدُهُ أَوْ أَخْذُهُ وَلَوْ تَابَ قَبْلَ أَنْ يُؤْخَذَ وَقَتَلَ نَفْسًا أَوْ أَخَذَ مَالًا ثُمَّ تَابَ بَعْدَ ذٰلِكَ يَجُوزُ لِلْإِمَامِ أَنْ لَا يُطَالِبَهُ بِهِمَا أَوْ بِأَحَدِهِمَا إِنْ كَانَتْ تَوْبَتُهُ صَحِيحَةً مَشْرُوطًا بِالنَّدَمِ عَلَى مَا فَعَلَ وَالْعَزْمِ عَلَى أَنْ لَا يَفْعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ أَبَدًا وَعَلِمَ أَنَّ فِعْلَهُ مُوجِبُ هَلَاكِهِ وَعَذَابِهِ فِي الْآخِرَةِ إِنْ لَمْ يَتُبْ وَلَوْ أَخَذَهُ الْإِمَامُ قَبْلَ تَوْبَتِهِ وَهُوَ أَخَذَ مَالًا قَطَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى وَرِجْلَهُ الْيُسْرَى وَحَسَمَهُمَا وَإِنْ قَتَلَ نَفْسًا قَتَلَهُ ثُمَّ صَلَبَهُ وَإِنْ لَمْ يَأْخُذْ مَالًا وَلَمْ يَقْتُلْ نَفْسًا وَصَارَ مَأْخُوذًا فَلِلْإِمَامِ الْخِيَارُ فِي تَعْزِيرِهِ أَوْ نَفْيِهِ أَوْ حَبْسِهِ أَوْ مَا رَأَى الْمَصْلَحَةَ فِيهِ وَلَا يَجُوزُ الصَّلْبُ أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ثُمَّ يَنْبَغِي أَنْ يُنْزَلَ وَيُغَسَّلَ وَيُكَفَّنَ وَيُصَلَّى عَلَيْهِ وَيُدْفَنَ۔

أَمَّا الدِّفَاعُ فَيَجِبُ عَنِ النَّفْسِ وَالْأَهْلِ وَالْأَوْلَادِ وَالْمَحَارِمِ وَالْمَالِ وَالْمَظْلُومِ الْمُسْلِمِ وَالْبَهَائِمِ وَسَائِرِ خَلْقِ اللّٰهِ مَا اسْتَطَاعَ بِقَدْرِ مَا يَحْتَاجُ إِلَيْهِ بِمُكَالَمَةٍ أَوْ بِتَهْدِيدٍ أَوِ اسْتِغَاثَةٍ أَوْ مُضَارَبَةٍ أَوْ مُقَاتَلَةٍ فَإِنْ جَرَّ إِلَى قَتْلِ الْمَدْفُوعِ لَمْ يَضْمَنِ الدَّافِعُ وَلَوْ كَانَ الصَّائِلُ مِنَ الْبَهَائِمِ أَوِ الْحَيَوَانِ وَلَمْ يَتَيَسَّرْ دَفْعُهُ إِلَّا بِالْقَتْلِ فَلِلدَّافِعِ قَتْلُهُ وَلَا ضَمَانَ وَإِنْ تَيَسَّرَ بِالْأَسْهَلِ وَقَتَلَهُ ضَمِنَ وَلَوْ عَضَّ إِنْسَانٌ يَدَ إِنْسَانٍ فَانْتَزَعَ الْمَعْضُوضُ يَدَهُ مِنْ فِيهِ فَسَقَطَتْ أَسْنَانُ الْعَاضِّ لَمْ يَضْمَنِ الْمَعْضُوضُ۔ وَلَوِ ادَّعَى أَحَدُ الْمُتَنَازِعَيْنِ الدَّفْعَ وَلَمْ يَقْبَلِ الْآخَرُ فَلَمْ يَثْبُتْ إِلَّا بِالْبَيِّنَةِ أَوِ الْيَمِينِ۔

ترجمہ: چوری کی حد کا بیان

ارشاد خداوندی ہے:۔

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا الآیہ۔ چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کے ہاتھوں کو کاٹ ڈالو۔ یہ اُن کی خراب کمائی کا بدلہ اور خدا کی طرف سے عبرتناک سزا ہے اور خدا بڑے غالب اور حکمت والا ہے۔

اگر کوئی بالغ عاقل آدمی اپنی محفوظ جگہ سے کسی ایسی چیز کی چوری کرے جس کی قیمت چوتھائی دینار ہو تو

حاکم کے ذمے اُس کے دائیں ہاتھ کا کلائیوں سے کاٹ ڈالنا واجب ہے چاہے وہ ہاتھ درست ہو یا نہ ہو اور گرم تیل وغیرہ سے اس کٹے ہوئے ہاتھ کا علاج کرنا ہے تاکہ وہ ضائع نہ ہوسکے ہاتھ کاٹنے کا معاملہ دو عادل آدمیوں کی گواہی سے یا اپنے خلاف دو مرتبہ چوری کرنے کے اقرار سے اس کا ثبوت مہیا ہونے کے بعد ہی جائز ہوسکتا ہے۔ ہاتھ کے کاٹے جانے کے بعد اگر چور دوبارہ چوری کا مرتکب ہوجائے تو اس کے بائیں پیر کو کاٹ ڈالنا واجب ہے اگر وہ تیسری دفعہ بھی چوری کا باربار ارتکاب کرنے بیٹھے تو ایسی صورت میں اُس کو ہمیشہ کے لئے قید میں محبوس رکھنا واجب ہے۔

چیزوں کو محفوظ رکھنے کی صورت عموماً علاقائی رواج کے مطابق پہچانی جاتی ہے۔ چیزوں کو محفوظ کرنا کسی پختہ مکان میں رکھنے سے یا کسی چوکیدار کے ذریعے سے ہوتا ہے (ان صورتوں میں ہاتھ کاٹنے کا حکم نہیں)۔
(۱) اگر میاں بیوی میں سے کوئی ایک دوسرے کے مال سے چوری کرے (۲) والدین اولاد کے مال سے چوری کرے (۳) اولاد والدین یا اپنے محرم حضرات کے مال سے چوری کرے تو ان صورتوں میں ان کے خلاف ہاتھ کاٹنے کا معاملہ نہیں ہوگا (۴) مال حرام سے چوری کرنے کی صورت میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔
(۵) دو آدمیوں کے درمیان مشترک مال سے چوری کرنا (۶) اُس مال سے چوری کرنا جس میں خود ان کا حق ہو۔
(۷) اپنے آقا کے مال سے چوری کرنا (۸) باغات میں موجود درختوں کے پھلوں، ترکاریوں اور سبزیوں سے چوری کرنا۔

اگر چوری کا مال ضائع نہ ہوا ہو تو چور کے ذمے اُسے واپس کرنا اور اگر ضائع ہوگیا ہو تو اُس کی قیمت کا واپس کرنا واجب ہے۔ اگر کوئی بچہ چوری کرے تو اس کے ساتھ تادیبی کارروائی واجب ہوجائے گی۔ اور اگر کوئی پاگل چوری کرے تو اس کو ڈرایا جائے گا یہ واجب ہے۔

ہُنر مند لوگ اگر ظالموں کے لیے زبردستی کام کرتے ہوں اور اُن کو مزدوری سے محروم رکھا جاتا ہو۔ اس پر وہ لوگ اپنی اُجرت کی مقدار کے مطابق کچھ پارچہ چرالے تو ایسی صورت میں اُن کے ذمے کوئی چیز عائد نہیں ہوگی۔ چوری کی حد جاری کرنے میں مرد اور عورت کے درمیان نیز آزاد اور غلام کے درمیان کوئی امتیاز نہیں ہے۔

ڈاکہ زن چور کا مسئلہ:

جو جنگجو چور ہتھیار اُٹھاتا ہو۔ مسلمانوں کو ڈراتا دھمکاتا ہو نیز جنگ کرنے اور ڈاکہ زنی کے ذریعے

چوری کا اقدام کرتا ہو تو امام کے ذمے ایسے چور کا روکنا، اُسے دفع کرنا اور اُس کو نکال بھگانا یا اُس کو گرفتار کرنا واجب ہے اگر وہ گرفتاری سے پہلے توبہ کرے جبکہ وہ کسی جان کو ضائع کر چکا ہو یا کوئی مال لے چکا ہو پھر اُس کے بعد وہ توبہ کرے تو ایسی صورت میں امام کے لئے اس سے دونوں کا یا ایک کا مطالبہ نہ کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ اُس کی توبہ حقیقی ہو۔ اپنے کئے پر پشیمان ہونے کے ساتھ اور اس جیسی کارکردگی کا ہمیشہ کے لئے ارتکاب نہ کرنے کے ساتھ توبہ مشروط ہو نیز وہ یقینی طور پر یہ جانتے کہ اس جیسا اس جیسا فعل اس کے لئے باعث ہلاکت اور آخرت میں عذاب کا باعث ہے اگر وہ توبہ نہ کرے اور امام اُس کو توبہ کرنے سے پہلے گرفتار کرے جبکہ وہ کچھ مال لُوٹ چکا ہو تو ایسی صورت میں امام اُس کے دائیں ہاتھ اور بائیں پیر کو کاٹ ڈالے گا اور ان کو داغ دیگا اگر وہ کسی جان کو ضائع کر چکا ہو تو پھر امام اُس کو قتل کر دے گا اُس کے بعد سولی پہ لٹکائے گا۔ اگر وہ کوئی مال نہ لے چکا ہو نہ ہی کسی جان کو ضائع کر چکا ہو اور وہ گرفتار ہو جائے تو امام کو اس کے ساتھ تعزیری کاروائی کرنے، اُسے ملک بدر کرنے، اُس کو قید میں محبوس رکھنے یا جس صورت میں کوئی مصلحت دیکھے اس صورت پہ عمل کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

تین دنوں سے زیادہ عرصہ تک سولی پہ لٹکائے رکھنا جائز نہیں ہے اس کے بعد مناسب یہ ہے۔ کہ اُس کو نیچے اُتارا جائے۔ غسل دیا جائے۔ کفن پہنایا جائے۔ اس کے لئے نماز جنازہ پڑھی جائے اور اُس کو دفنایا جائے

دفاعی کارروائی کا مسئلہ:

حسب طاقت بقدر ضرورت گفتگو کرنے، مدد مانگنے، یا فریاد کرنے، مار دھاڑ کے ذریعے یا جنگ کرنے کی صورت میں اپنے نفس کا، اہل و عیال کا، اپنے محرم افراد کا، مال کا، مظلوم مسلمان کا، چوپائے جانوروں کا اور اللہ کی تمام مخلوقات کا دفاع کرنا واجب ہے۔ اگر قابل دفع چیز کے قتل کر دینے پر دفاع کرنے والا مجبور ہو جائے تو ایسی صورت میں دفاع کرنے والا ضامن نہیں ہوگا۔

اگر حملہ آور چوپائے جانوروں یا حیوانوں میں سے ہو اور قتل کر دینے کے بغیر کسی اور صورت میں اُس کا دفعیہ آسان نہ ہو تو دفاع کرنے والے کو اُس کے قتل کر دینے کا حق پہونچتا ہے اور اُس پر اُس قتل کا کوئی تاوان عائد نہیں ہوگا۔ اگر آسان ترین طریقے سے اُس حملہ آور جانور کا دفعیہ میسر ہو

اور وہ اُسے قتل ہی کر دے تو ایسی صورت میں وہ ضامن ہو گا۔ اگر کوئی آدمی کسی آدمی کے ہاتھ کو اپنے دانتوں سے کاٹے اس پر کاٹ کے شکار آدمی اپنے ہاتھ کو کاٹنے والے کے منہ میں سے کھینچ کر نکالے اور کاٹنے والے کے دانت گر جائے تو ایسی صورت میں کاٹ کا شکار آدمی اس کے لئے دانتوں کا ضامن نہیں ہو گا۔

اگر دو جنگجو آدمیوں میں سے ایک دفاعی کارروائی کا دعویٰ کرے اور دوسرا اس کو قبول نہ کرے تو ایسی صورت میں دفاعی کارروائی کا ثبوت صرف گواہی یا قسم کے ذریعے ہی مہیا ہو سکتا ہے۔

باب في شرب الخمر

قال الله تعالى - يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ط إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ ط

وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَمَا كَانَ كَثِيرُهُ مُسْكِرًا فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ لِأَنَّهُ عَدُوُّ الْعَقْلِ وَضِدُّهُ وَسَاتِرُهُ وَالْإِنْسَانُ بِالْعَقْلِ الْمُدْرِكِ لِلْكُلِّيَّاتِ يَمْتَازُ عَنِ الْأَنْعَامِ فَمَنِ ارْتَكَبَ تَنَاوُلَ مُسْكِرٍ تَنَزَّلَ عَنْ رُتْبَةِ الْإِنْسَانِ إِلَى رُتْبَةِ الْبَهَائِمِ إِنْ كَانَ سَاكِنًا أَوْ إِلَى رُتْبَةِ السِّبَاعِ إِنْ كَانَتْ تَتَحَرَّكُ أَخْلَاقُهُ الشَّهْوِيَّةُ فَلِذٰلِكَ تَجِبُ سِيَاسَتُهُ إِنْ كَانَ حُرًّا بِثَمَانِينَ جَلْدَةً وَإِنْ كَانَ عَبْدًا بِأَرْبَعِينَ لِيَنْزَجِرَ وَيَرْجِعَ مِنَ الْمَقَامِ الْأَخَسِّ إِلَى الْمَقَامِ الْأَشْرَفِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ وَتَنَاوُلُ الْمُسْكِرِ يَثْبُتُ بِشَهَادَةِ شَاهِدَيْنِ عَدْلَيْنِ أَوْ بِإِقْرَارِهِ إِنْ كَانَ صَاحِيًا مُخْتَارًا مَرَّتَيْنِ فَإِذَا ثَبَتَ تَنَاوُلُهُ وَجَبَ عَلَى الْإِمَامِ أَوِ الْحَاكِمِ مِنْ قِبَلِهِ أَنْ يَجْلِدَهُ ثَمَانِينَ جَلْدَةً - وَأَمَّا الَّذِينَ شَرِبُوا الْخَمْرَ شُهْرَةً وَزَيَّنُوا الْمَجَالِسَ وَاجْتَرَءُوا عَلَيْهَا فَأُولٰئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالْحُدُودُ تَجْرِي عَلَى الْمُكَلَّفِينَ لَا عَلَى الْكَافِرِينَ الْفَاجِرِينَ التَّارِكِينَ لِلصَّلٰوةِ فَمَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ مُسْتَتِرًا وَلَمْ يُصِرَّ عَلَيْهِ وَيَمْتَنِعُ وَيَلُومُ فَهُوَ فَاسِقٌ وَمَنْ شَرِبَ

الْخَمْرَ مُغْنِياً وَأَدْمَنَ وَلَا يُصَلِّي وَلَا يَصُوْمُ فَهُوَ كَافِرٌ وَلَا حَدَّ عَلَى الصَّبِيِّ وَالْمَجْنُوْنِ وَالْمُكْرَهِ وَلٰكِنْ يَنْبَغِي أَنْ يُؤَدَّبَ الصَّبِيُّ بِمَا رَأَى الْإِمَامُ وَيَنْبَغِي أَنْ يُؤَخَّرَ الْجَلْدُ حَتّٰى يُفِيْقَ السَّكْرَانُ وَأَنْ لَا يُضْرَبَ عَلَى وَجْهِهٖ وَرَأْسِهٖ وَفَرْجِهٖ وَالْمَفَاصِلِ وَلَا يَلْزَمُ أَنْ يُجَرَّدَ مِنَ الثِّيَابِ وَلَوْ تَابَ الشَّارِبُ قَبْلَ إِقَامَةِ الْبَيِّنَةِ عَلَيْهِ سَقَطَ الْحَدُّ عَنْهُ وَلِلْإِمَامِ أَنْ يَحْكُمَ بِعِلْمِهٖ ۔

ترجمہ : شراب نوشی کا بیان :

ارشاد الٰہی ہے ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ الآیہ ۔ ایمان والو! شراب ، جوا ، بت اور فال کے تیر تو شیطانی طرز عمل کی ناپاکیاں ہیں ۔ تم ان سے بچو تاکہ کامیاب ہو جاؤ ۔ شیطان تو تمہارے درمیان شراب اور جوئے کے ذریعے بغض اور دشمنی ڈالنا اور تم کو خدا کی یاد اور نماز سے باز رکھنا چاہتا ہے ۔ پھر کیا تم باز نہیں آؤ گے ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے "كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ" ، ہر نشہ آور چیز حرام ہے جس چیز کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار حرام ہے کیوں کہ نشہ آور چیز دشمن ، عقل عقل کی ضد اور عقل کو چھپانے والی ہوتی ہے جبکہ انسان کلیات کا احاطہ کرنے والی عقل ہی کے ذریعہ چوپایوں سے ممتاز ہوتا ہے ۔ چنانچہ جو شخص کسی نشہ آور چیز کے کھانے کا مرتکب ہو جائے تو وہ انسانی رتبے سے گر کر جانوروں کے رتبے کو پہنچتا ہے بشرطیکہ وہ پُرسکون ہو ۔ اگر اس کے درندہ صفت اخلاق حرکت پذیر ہوں تو وہ انسانی رتبے سے گر کر درندے کے رتبے کو پہنچ جاتا ہے ۔ اسی وجہ سے اگر نشے کا مست فرد آزاد ہو تو اسی کوڑے لگانے کی صورت میں اس کے ساتھ سیاسی کارروائی واجب ہو جاتی ہے ۔ اگر وہ غلام ہو تو چالیس کوڑے لگائے جائیں گے ۔ تاکہ ایسا شخص درس عبرت حاصل کرے اور گھٹیا مقام سے نکل کر اعلیٰ مقام کی طرف لوٹ آئے ۔ اللہ ہی ان احکامات کی حکمت کو خوب جانتا ہے اور تم نہیں جان سکتے ہو ۔

نشہ آور چیز کھانے کا ثبوت دو عادل گواہوں کی گواہی سے مہیا ہوتا ہے یا دو مرتبہ   اقرار

سے اس کا ثبوت مہیا ہوتا ہے۔ بشرطیکہ وہ خود مختار اور ہوش والا ہو جب اُس کا ثبوت مہیا ہو جائے تو امام یا امام کی طرف سے مقرر کردہ حاکم کے ذمّے اُس کو اسی کوڑے لگانا واجب ہے۔

جو لوگ علانیہ طور پر شراب نوشی کا ارتکاب کرنے، شراب کی محفلوں کو آراستہ کرنے اور شراب نوشی پر مصر رہتے ہیں وہ لوگ تو ایسے پکے کافر ہیں جو خدا اور اس کے رسول سے برسر پیکار ہیں حدود تو مسلمانوں پر جاری کی جاتی ہیں نہ کہ نماز کو چھوڑنے والے بدکار کافروں پر۔ چنانچہ جو شخص چھپے چھپے شراب پی جاتا ہو۔ شراب نوشی پر اصرار نہ کرتا ہو نماز پڑھتا ہو اور روزے رکھتا ہو تو وہ فاسق ہے۔ جو شخص علانیہ طور پر شراب نوشی کا ارتکاب کرتا ہو، ہر وقت رند بادہ خوار رہتا ہو۔ نہ وہ نماز پڑھتا ہو اور نہ ہی روزے رکھتا ہو تو ایسا شخص کافر ہے۔

بچے، پاگل اور مجبور کیے گئے شخص پر کوئی حد عائد نہیں ہوتی۔ لیکن مناسب یہ ہے کہ بچے کے ساتھ تادیبی کارروائی امام کی رائے کے مطابق عمل میں لائی جائے۔ نشہ میں مست شخص کو ہوش آنے تک کوڑے لگانے کو مؤخر کر دینا مناسب ہے۔ نیز اس کے چہرے، سر، نازک مقام اور جوڑوں کو نہ مارا جائے۔ ایسے شخص کو سزا دینے کے لئے کپڑوں سے ننگا کر دینا لازم نہیں ہے۔ اگر شرابی آدمی اپنے خلاف گواہی قائم کئے جانے سے پہلے حقیقی معنوں میں توبہ کرے تو اس سے شراب نوشی کی حد ساقط ہو جاتی ہے۔ اور امام کے لئے اپنے علم کے مطابق حکم صادر کرنے کا حق حاصل ہے۔

باب المرتد

أما المرتد فإذا ارتد المسلم من الإسلام فإن كانت له شبهة كشفت عنه ولا يجب عرض الإسلام عليه لأن دعوة الإسلام بلغته فهو إن كان ذكرا بالغا عاقلا وجب قتله ولو تاب لم تقبل توبته ومن الكافر الحربي تقبل توبته وفي غير ذلك حكمه حكم الكافر الحربي ويجب قتله على الإمام ويحل لكل من سمع تهمة التي ذكرت منه قتله.

وأما الكافر فإذا أسلم ثم ارتد استتيب وأمهل ثلاثة أيام أو أقل أو أكثر كما رأى الإمام فإن أسلم صار كما كان في الإسلام وإن لم يسلم وجب قتله. والمرأة إن ارتدت عرض عليها الإسلام فإن تابت عفي عنها وإن لم تتب لم تقتل أيضا بل تحبس دائما وتضرب أوقات الصلاة هكذا ينبغي أن يواظب على حبسها وضربها إلى أن تتوب وليس عليها القتل بل الحبس والضرب والعقوبة إلى أن تتوب أو تموت. والارتداد يحصل إما بالفعل أو بالقول فما كان بالفعل كان يسجد أو يعبد ما يسجده الكفرة ويعبدونه من الأصنام والشمس والقمر والكواكب من دون الله أو إلقاء المصحف في القاذورات متعمدا معتقدا أو معاندا أو مستهزئا به وأن يترك الصلاة والصوم مستحلا أو يشتغل بأكل البنج وشرب الخمر ويرتكب الكبائر مستحلا ولا يكون صبيا ولا مجنونا.

وَأَمَّا بِالْقَوْلِ بِإِنْكَارِ فَرِيضَةٍ فِي دِينِ الْإِسْلَامِ مُجْمَعٍ عَلَيْهَا أَوْ تَحْلِيلِ مَا حُرِّمَ بِالْإِجْمَاعِ كَالْخَمْرِ وَ لَحْمِ الْخِنْزِيرِ وَغَيْرِهِمَا مِنَ الْمُحَرَّمَاتِ الْمُجْتَمَعِ عَلَيْهَا وَمَنْ صَدَرَ مِنْهُ قَوْلٌ وَدَعَمَ السَّامِعُ فِي مَبْدَءِ النَّظَرِ أَنَّهُ قَدْ كَفَرَ فَيَنْظُرُ إِلَى أَفْعَالِهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْمُتَعَبِّدِينَ الْمُجَاهِدِينَ الْمُرْتَاضِينَ يَنْبَغِي أَنْ يُعْتَمَدَ عَلَى أَعْمَالِهِ الصَّالِحَةِ لِأَنَّ قَوْلَهُ يُمْكِنُ أَنْ يَكُونَ مُغْلَقًا لَا يَفْهَمُهُ كُلُّ وَاحِدٍ وَإِنْ كَانَ مَعَ هٰذَا مِنَ الْمُرْتَكِبِينَ لِلْكَبِيرَةِ كَشُرْبِ الْخَمْرِ مُصِرًّا وَمُعْلِنًا فَلَا رَيْبَ فِي كُفْرِهِ - وَأَمَّا الْمَجَانِينُ فَهُمْ عُتَقَاءُ اللّٰهِ لَا عِبْرَةَ لِأَفْعَالِهِمْ وَلَا لِأَقْوَالِهِمْ - وَأَمَّا الصِّبْيَانُ فَيَنْبَغِي أَنْ يُؤَدِّبَهُمْ مَنْ كَانَ تَأْدِيبُهُمْ عَلَيْهِ مِنَ الْآبَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ أَوِ الْحُكَّامِ أَوِ الْإِمَامِ إِنْ صَدَرَ مِنْهُمْ أَمْرٌ مُنْكَرٌ قَوْلًا أَوْ فِعْلًا - وَالْمُكْرَهُ فِي كَلِمَةِ الْكُفْرِ لَا شَيْءَ عَلَيْهِ مَعَ عَلَامَةِ الْإِكْرَاهِ وَهُوَ يَزْعُمُهَا لِدَفْعِ مَضَرَّةٍ لَا لِجَلْبِ مَنْفَعَةٍ -

ترجمہ: مُرتد کا بیان:

مُرتد کا مسئلہ:

جب کوئی مسلمان اسلام سے پھر جائے تو اگر اس کو اسلام کے بارے میں کوئی شبہ ہو تو اُس شبہ کو دُور کیا جائے گا۔ اُس کے سامنے اسلام کو پیش کرنا واجب نہیں کیونکہ اسلام کی دعوت اُس تک پہنچی ہے۔ چنانچہ اگر مُرتد کوئی عاقل بالغ مرد ہو تو اُس کا قتل کر دینا واجب ہے اگر وہ توبہ کرے تو اُس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی حربی کافر کی توبہ قبول کی جائے گی۔ اس کے سوا دیگر صورتوں میں مرتد کا حکم حربی کافر کا حکم جیسا ہے۔ امام کے ذمے اس کا قتل کر دینا واجب ہے جو شخص بھی اُس سے مُرتد کُن بات سُنے اُس کے لیے اُس کا قتل کر دینا مباح ہے۔

کافر کا مسئلہ:

کافر جب مسلمان ہو جائے اُس کے بعد وہ مُرتد ہو جائے تو اُس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا اور امام کی رائے کے مطابق اس کو تین دنوں کی یا اس سے کم یا زیادہ کی مہلت دی جائے گی۔ اگر وہ اسلام کو قبول کرے تو وہ ایسا ہوگا جیسا کہ وہ دائرہ اسلام میں تھا۔ اگر وہ اسلام کو قبول نہ کرے تو اُس کا قتل کر دینا واجب ہے۔

عورت کا مسئلہ :

اگر عورت مرتد ہو جائے تو اُس کے سامنے اسلام کو پیش کیا جائے گا اگر وہ توبہ کرے تو اُس کو معاف کر دیا جائے گا۔ اگر وہ توبہ نہ کرے تو اُس کو بھی قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ وہ ہمیشہ قید میں محبوس رکھی جائے گی اور نماز کے اوقات میں اُسے ضرب لگائی جائے گی۔ مناسب یہی ہے کہ توبہ کرنے تک عورت کو اسی طرح ہمیشہ محبوس رکھنے اور ضرب لگانے کی حالت میں رکھے۔ عورت کے حق میں قتل کر دینا نہیں ہے بلکہ اُس کے حق میں توبہ کرنے یا مرجانے تک قید میں بند رکھنا۔ ضرب لگانا اور سزا دینا ہیں۔

مرتد ہونا کیسے ہوگا :

کسی کا مرتد ہو جانا (۱) یا تو اُس کے عمل سے ثابت ہوگا (۲) یا اُس کی بات سے۔ کسی کے عمل سے مرتد ہو جانے کی صورتیں یہ ہیں کہ (۱) مثلاً کافر لوگ خدا کو چھوڑ کر جن چیزوں کو سجدہ کرتے اور اُن کی عبادت کرتے ہیں اُن کو کسی کا سجدہ کرنا یا اُن کی عبادت کرنا جیسے بُت، جن اور ستارے (۲) جان بوجھ کر عقیدے کے ساتھ عناد کے طور پر یا مذاق میں قرآن پاک کو گندگیوں میں پھینک دینا (اس سے بھی آدمی مرتد ہو جاتا ہے) (۳) حلال سمجھ کر نماز اور روزہ کا ترک کر دینا (۴) بھنگ استعمال کرنے اور شراب نوشی میں لگے رہنا اور حلال سمجھ کر گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرتے رہنا جبکہ ایسا کرنے والا کوئی بچہ نہ ہو اور نہ وہ پاگل ہو۔

کسی کی بات سے مرتد ہو جانے کی صورتیں (۱) اسلام کے کسی ایسے فریضے کا انکار کرنا جس پر اُمت اسلامیہ کا اجماع ہو (۲) جن چیزوں کے حرام ہونے پر امت اسلامیہ کا اجماع ہو اُن کو حلال قرار دینا مثلاً شراب۔ خنزیر کا گوشت اور ان کے علاوہ وہ حرام چیزیں جن کی حرمت پر اجماع ہو۔

جس شخص سے کوئی بات صادر ہو جائے اور سننے والا بادی النظر میں یہ گمان کرے کہ وہ تو کافر ہو گیا تو ایسی صورت میں اس شخص کے اعمال پر نگاہ ڈالے۔ اگر ایسا شخص ریاضت اور مجاہدہ کرنے والے عبادت گذاروں میں سے ہو تو مناسب ہے کہ اُس کے نیک کاموں پر اعتماد کیا جائے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ اُس کی بات ایسی پیچیدہ ہو جس کو ہر ایک نہیں سمجھ سکتا۔ اگر اس کے ساتھ ساتھ وہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والوں میں سے ہو مثلاً علانیہ طور پر بار بار شراب پیتا۔ تو ایسی صورت میں ایسے شخص کے کفر میں کوئی شک نہیں ہے۔

پاگلوں کا مسئلہ :

پاگل لوگ خدا کے آزاد کردہ ہیں نہ اُن کے کاموں کا کوئی اعتبار ہوتا ہے نہ ہی باتوں کا ۔

بچوں کا مسئلہ :

بچوں کے بارے میں مناسب یہ ہے کہ اُن کے ساتھ وہ شخص تادیبی کارروائی کرے جس کے ذمے اُن کے ساتھ تادیبی کارروائی کرنا لازم ہے۔ مثلاً باپ ، سرپرست ، امام یا حکام بشرطیکہ بچوں سے کوئی خراب کام فعلاً یا قولاً صادر ہو جائے ۔

مجبور کئے گئے شخص کا مسئلہ :

جس شخص کو کلمۂ کفر کہنے پر مجبور کیا گیا ہو اُس پر ملامت جبر کی واضح موجودگی کی صورت میں کوئی چیز عائد نہیں ہوگی جبکہ وہ کسی عظیم نقصان کو دُور کرنے کی غرض سے کلمۂ کفر کہنے کا ارتکاب کرتا ہو۔ کسی منفعت کے حاصل کرنے کے لئے نہیں ۔

"بَابُ الْقِصَاصِ"

قَالَ اللهُ تَعَالٰى ـ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَاءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ط ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ط فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ط وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ط وَقَالَ اَيْضًا وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ج وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰى اَهْلِهٖ اِلَّا اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ط فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ط وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ج فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللهِ وَكَانَ اللهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ○ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ط وَقَالَ اَيْضًا وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَا اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ط وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ط

اِعْلَمْ اَنَّ الْقَتْلَ بِغَيْرِ الْحَقِّ مِنْ اَعْظَمِ الْكَبَائِرِ وَعِلَاجُهُ الْقِصَاصُ اَوِ الدِّيَةُ وَالْكَفَّارَةُ وَالْقَتْلُ اِمَّا عَمْدٌ مَحْضٌ ـ وَاِمَّا خَطَأٌ مَحْضٌ وَاِمَّا شِبْهُ مُتَوَسِّطٌ بَيْنَ الْعَمْدِ وَالْخَطَأِ وَلَهٗ

أقسام كثيرة سنبينها إن شاء الله تعالى ففي العمد المحض القصاص وفي الخطأ المحض الدية وفي الشبيه الحكومة .

أما العمد فهو أن يضربه بحديد قاطع أو نافذ في الجسد كالسيف والسكين والرمح وغيره مما يجرح الجسد معدنيا كان أو نباتيا أو حيوانيا كالحديد والنحاس والذهب والفضة والزجاج والحجر وغيره والقصب والخشب والعظم وغيره أو بمثقل كالمطرقة والخشبة العظيمة والحجارة الكبيرة أو غيرها أو بآلة صغيرة في موضع يوجب الهلاك كغرز في العنق وغيرهما فمن ضرب واحدا بأمثال تلك الآلات أو ذبح أو خنق بيده أو بحبل أو ثوب أو غيره أو رماه بسهم أو بحجر المنجنيق أو حبسه ومنعه الشراب والطعام أو أسقاه سما قاتلا أو أطعمه شيئا قاتلا أو طرحه في النار أو الماء المغرق أو أوقع شيئا ثقيلا عليه كجدار أو حجر أو غيره أو أغرى به كلبا عقورا أو ألقاه إلى سبع فافترسه قاصدا إهلاكه والقاصد بالغ عاقل متكافئ ظالم غير أبيه وأجداده ومات المقصود عليه وجب القود فإن كان له وارث يشاهده فعله فله أن يقتله ولو ثبت القتل بالشهود فللحاكم أن يقتله إن طالبت الورثة القود وإن طالبوا الدية وجب على الحاكم أن يأخذ الدية من القاتل وأداؤها إلى الورثة ومن قتل ولا وارث له أو كان ولم يبلغ فللإمام أن يقتله أو يحبسه إلى أن يبلغ الوارث أو الورثة فيطالبوا القود أو الدية أو يعفوا عنه ومن وجب عليه القود وإن عفا عنه واحد من الورثة عفوا شاملا سقط القود فقط فله سهمه من الدية ويجوز التصالح على شيء دون الدية أو فوقها ولو قتل جماعة مسلما فللوارث أن يقتلهم جميعا إن شاء وإن شاء أخذ دية واحدة منهم ومن قتل مسلما بأمر غيره فللإمام والورثة أن يقتلوهما وإن كان المأمور مكرها خائفا من قتل نفسه فعلى الآمر القود وعلى المكره نصف الدية ولو قتل حر رقيق غيره فعليه قيمته ولو قتل رجل امرأة فعليه دية امرأة وهي نصف دية رجل ولو قتله الإمام قودا أو سياسة عنادا ولا يجوز أن يقتله الورثة ولو قتلوه لوجب عليهم رد نصف ديته ولو قتل

الأبُ أوِ الجدُّ أوِ الجدّةُ أوِ الأمُّ أوِ الجدّةُ أوِ الولدُ فلا قودَ عليهم وعليهمُ الديةُ لسائرِ
ورثتِه ولا سهمَ لهم من ميراثِه ولوِ اشتركَ معَ هؤلاءِ أجنبيٌّ فعليهِ القودُ وعلى
هؤلاءِ نصفُ الديةِ ولوِ اختارَ الورثةُ الديةَ أخذوا منهم ديةً واحدةً ولو قتلَ
رقيقٌ حرًّا تخيّرَ وليُّ الدمِ بينَ قتلِه واسترقاقِه ولو قتلَ ولدٌ أباهُ والآخرُ أمَّه
فلكلٍّ منهما على الآخرِ القودُ ويتقدّمُ قصاصُ أحدِهما بالقرعةِ فإذا اقتصَّ واحدٌ منهما فلو
رثتِه أن يقتلوا الآخرَ قصاصًا ولا يُقتلُ عاقلٌ بمجنونٍ ولو قتلَه دفعًا من نفسِه أو من
أخرَ فلا شيءَ عليهِ ولو قتلَه عمدًا لا دفعًا فعليهِ الديةُ ولو قتلَ مجنونٌ واحدًا فلا
قصاصَ عليهِ فعليهِ الديةُ على عاقلتِه ولو أمسكَ واحدٌ إنسانًا فقتلَه بالغٌ عاقلٌ وقد
ينظرُ واحدٌ إليهما ولم يمنعْهما فعلى القاتلِ القودُ وعلى الممسكِ السجنُ مخلّدًا وعلى الناظرِ
المهملِ سملُ عينيهِ ومن قتلَ ملحدًا أو عابدًا أو فاسقًا مصرًّا معلنًا لفسقِه أو شريرًا مؤذيًا
للمؤمنينَ بعونِ الظلمةِ وكانَ القاتلُ مؤمنًا صالحًا قتلَه لدفعِ الأذى عنِ المؤمنينَ أو لتقويةِ
الدينِ فلا شيءَ عليهِ وكانت دماؤهم هدرًا في أقسامِ القتلِ ومقاديرِ الدياتِ.

أمّا العمدُ المحضُ فقد سبقَ ذكرُه يعني عامدًا في فعلِه قاصدًا قتلَه كمن قتلَ
واحدًا بالسيفِ وغيرِه وأرادَ قتلَه.

وأمّا الخطأُ المحضُ فهو أن يكونَ مخطئًا في فعلِه وقصدِه كمن يرمي غرضًا فيصيبُ إنسانًا
وأمّا الشبيهُ بهما فهو أن يكونَ عامدًا في فعلِه مخطئًا في قصدِه كمن يضربُ للتأديبِ فيموتُ
وكذا الجنايةُ على الأعضاءِ تنقسمُ بهذه الأقسامِ الثلاثةِ.

ترجمہ: قصاص کا بیان

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ الآیہ ایمان والو! مقتول افراد کے بارے میں تمہارے
ذمے قصاص کو فرض کیا گیا ہے آزاد آزاد کے بدلے میں غلام غلام کے بدلے میں اور عورت. عورت کے بدلے میں
باعثِ قصاص ہیں جس شخص کے واسطے اپنے مسلمان بھائی کی طرف سے کوئی چیز معاف کردی گئی ہو تو اُس کو نیکو کاری
کے ساتھ اُس کی پیروی کرنا اور احسان کے طور پر اُس کو اُس چیز کی ادائیگی مناسب ہے یہ صورت حال تمہارے

رب کی طرف سے تمہارے حق میں باعث تخفیف اور مہربانی ہے اس کے بعد جو شخص حد سے تجاوز کر جائے تو اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔ عقل والو! قصاص لینے میں تمہارے واسطے ایک دیرپا زندگی پنہاں ہے تاکہ تم پرہیزگاری کو اپناؤ۔ نیز فرمان الٰہی ہے وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً الایہ کسی بھی مومن کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ کسی غلط فہمی کے سرزد ہونے کے سوا کسی مومن کو قتل کرے۔ جو شخص کسی مومن کو غلط فہمی کی بنا پر قتل کرے تو اس کے ذمے ایک مومن غلام کو آزاد کرنا۔ اور مقتول کے خاندان کو مقررہ دیت کا ادا کرنا لازم ہے۔ مگر یہ کہ مقتول کے خاندان والے اس کو بطور خیرات چھوڑ دے اگر مقتول تمہاری دشمن قوم کا ہو اور قاتل مومن ہو تو ایسی صورت میں ایک مومن غلام کا آزاد کرنا مناسب ہے۔ اگر مقتول کسی ایسی قوم کا ہو جس کے اور تمہارے درمیان معاہدہ ہو تو اس کے خاندان والوں کو مقررہ فدیہ ادا کر دینا اور ایک مومن غلام کا آزاد کرنا حکم ہے جو شخص اس کو نہ پا سکے تو اس کے ذمے پر درپے دو مہینوں کے روزے ہیں۔ خداوند عالم کی طرف سے تم کو توبہ کرنے کا حکم ہے اور اللہ پاک علم والا اور صاحب حکمت ہے۔

جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے وہ اس جہنم میں ہمیشہ کے لئے رہے گا۔ خدا اس قاتل پر غضبناک ہوگا، اس پر خدا کی لعنت ہوگی۔ اور اس کے حق میں اللہ نے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

نیز ارشاد رب العزت ہے۔

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ الایہ ہم نے تورات میں بنی اسرائیل پہ یہ حکم فرض کر دیا کہ نفس کے بدلے میں نفس، آنکھ کے بدلے میں آنکھ، ناک کے بدلے میں ناک، کان کے بدلے میں کان اور دانت کے بدلے میں دانت ہیں۔ نیز تمام زخم باعث قصاص ہیں بس جو شخص بطور احسان اس کو خیرات کرے تو یہ اس کے لئے کفارہ کا درجہ رکھتا ہے۔ بہرحال اللہ پاک کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ صادر نہ کریں گے تو وہ ظالم ہوں گے۔

ناحق قتل کیا ہے؛

واضح رہے کہ ناحق کسی کو قتل کرنا بہت بڑے گناہ ہائے کبیرہ میں سے ہے۔ ناحق قتل کی صورت میں اس کا علاج قصاص لینا یا دیت اور کفارہ کا ادا کرنا ہے۔

قتل کی صورتیں :

قتل کی تین صورتیں ہیں :- (۱) عمد محض (صرف جان بوجھ کر ہی قتل کرنا) (۲) خطائے محض (صرف غلط فہمی ہی کی بنا پر قتل کرنا) (۳) شبیہہ عمد وخطا (قتل کی وہ صورت جو عمد اور خطا دونوں سے مشابہت رکھتی ہے) اس قتل کی بہت سی قسمیں ہیں۔ انشاء اللہ عنقریب ہم اُن اقسام کو بیان کریں گے چنانچہ عمد محض کی صورت میں قصاص ہے۔ خطائے محض کی صورت میں دیت ہے اور شبیہہ عمد وخطا کی صورت میں عادل آدمیوں کا فیصلہ معتبر ہے۔

قتل عمد کی تعریف :

کسی کاٹنے والی یا بدن میں نفوذ کر جانے والی تیز چیز کے ذریعے مار مار کر کسی کو قتل کر دینے کا نام عمد ہے مثلاً تلوار، چھری، نیزہ اور اُن کے علاوہ وہ چیزیں جو جسم کو زخمی کر دیتی ہیں خواہ وہ چیزیں معدنیات ہوں نباتات میں سے ہوں یا حیوانیات میں سے ہوں جیسے لوہا، تانبا، سونا، چاندی، شیشہ، پتھر اور ان کے علاوہ دیگر چیزیں کانے، لکڑی، ہڈی اور ان کے علاوہ دیگر چیزیں یا کسی بھاری چیز سے مارے۔ مثلاً ہتھوڑا، بڑی لکڑی، بڑا پتھر یا ان کے علاوہ دیگر چیزیں یا کسی چھوٹے ہتھیار کے ذریعے سے کسی ایسی جگہ کو مارنا جو باعث ہلاکت ہو مثلاً گردن کی دونوں رگیں وغیرہ۔ پس جو شخص کسی کو ان ہتھیاروں کی مانند کسی ہتھیار سے مارے یا ذبح کرے۔ ہاتھ کے ذریعے یا کسی رسی کے ساتھ یا کسی کپڑے سے گلا گھونٹ ڈالے یا کسی کو تیر سے مارے، منجنیق سے پتھر پھینک کر مارے یا کسی کو ایک جگہ محبوس رکھے اور اس پر کھانا پینا بند کرائے یا کسی کو زہر ہلاہل دے یا کوئی قتل کن چیز کھلائے یا کسی کو آگ میں ڈالے یا غرق کن پانی میں پھینکے یا کسی پر کوئی بوجھل چیز گرادے۔ مثلاً دیوار، پتھر اور اُن کے علاوہ دیگر بوجھل چیزیں یا کسی پر کوئی باؤلا کتا چھوڑ دے یا کوئی کسی کو کسی درندے کے سامنے ڈالے اور درندہ اُسے پھاڑ ڈالے جبکہ ان صورتوں میں آدمی دوسرے کو ہلاک کرنے کا قصد رکھتا ہو، قصد رکھنے والا بالغ ہو، عاقل ہو، خود کفیل ہو، ظالم ہو، مقتول کا باپ اور دادا نہ ہو، قصد کردہ شخص مر جائے تو ایسی صورت میں قصاص واجب ہے۔ اگر مقتول کا کوئی وارث اس کے قتل کے موقع پر موجود ہو تو اُس کو قاتل کے قتل کا حق پہنچتا ہے۔

ثبوتِ قتل کے بعد کیا ہوگا ؟

اگر گواہوں کے ذریعے سے قتل ثابت ہو جائے تو امام کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ قاتل کو قتل کرے. بشرطیکہ مقتول کے وارث لوگ قصاص کا مطالبہ کرے. اگر وہ لوگ دیت کا مطالبہ کرے تو امام کے ذمّے قاتل سے دیت لینا اور مقتول کے وارثوں کو ادا کر دینا واجب ہے. جس شخص کو قتل کیا جائے جبکہ اُس کا کوئی وارث نہ ہو یا کوئی وارث تو ہو مگر وہ وارث ابھی بالغ نہ ہو تو ایسی صورت میں امام کو اختیار ہے کہ وہ قاتل کو قتل کرے یا اُس کو محبوس رکھے یہاں تک کہ مقتول کا وارث بالغ ہو جائے. اور وہ قصاص یا دیت کا مطالبہ کرے یا وہ قاتل کو معاف کرے. جس شخص پر قصاص واجب ہو تو اگر وارثوں میں سے کوئی ایک وارث اُس کو اپنے حصّے کے اندازے کے مطابق معاف کرے تو ایسی صورت میں صرف قصاص کا معاملہ ساقط ہو جاتا ہے چنانچہ اُس کے لئے دیت میں سے اپنا حصہ دینا پڑے گا. دیت کی مقدار سے کم یا زیادہ دونوں صورتوں میں کسی چیز پر آپس میں صلح کرنا جائز ہے .

اگر کوئی گروہ کسی مسلمان کو قتل کرے تو اگر مقتول کا وارث چاہے تو اُسے اُن سب کے قتل کر دینے کا حق ہے. اگر وہ چاہے تو اُن سے ایک ہی دیت لے لے.

کسی کے اشارے پر قتل کرنا :

جو شخص کسی دُوسرے کے حکم سے کسی مسلمان کو قتل کرے تو امام اور مقتول کے وارثوں کو حق ہے کہ وہ دونوں کو قتل کرے اگر قتل پر مامور شخص مجبور ہو اور اُسے اپنے ہی قتل کا خوف ہو تو ایسی صورت میں حکم کرنے والے پر قصاص لازم ہے اور مجبور آدمی کے ذمّے نصف دیت لازم ہے .

اگر کوئی آزاد شخص کسی دُوسرے کے غلام کو قتل کرے تو قاتل کے ذمّے غلام کی قیمت لازم ہو گی. اگر کوئی مرد کسی عورت کو قتل کرے تو اُس کے ذمّے عورت کی دیت لازم ہو گی. عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف حصہ ہے. اگر امام ایسے مرد کو قصاص کے طور پر یا بطور سیاست قتل کرے تو یہ جائز ہے. وارثوں کے لئے اُس کا قتل کرنا جائز نہیں ہے اگر مقتولہ کے وارث حضرات اُس مردِ قاتل کو قتل کرے تو اُن کے ذمّے دیت کا نصف حصہ واپس کرنا واجب ہو جائے گا.

باپ بیٹے کے قتل کا مسئلہ :

اگر باپ اپنے بیٹے کو قتل کرے یا اُسے دادا ، ماں یا دادی قتل کرے تو ایسی صورت میں ان قاتلوں پر کوئی قصاص نہیں اور اُن کے ذمے مقتول بیٹے کے تمام وارثوں کے لئے دیت کا دینا لازم ہوگا۔ نیز ان کے لئے بیٹے کی میراث میں سے کوئی حصہ نہیں ملے گا۔ اگر ان کے ساتھ کوئی پرایا قتل میں شریک ہو جائے تو ایسی صورت میں اُس پرائے پر قصاص اور ان پر دیت کا نصف حصہ لازم ہوگا۔

اگر مقتول بیٹے کے وارث حضرات دیت لینے کو پسند کرے تو وہ ان سب سے ایک ہی دیت لے سکیں گے اگر کوئی غلام کسی آزاد آدمی کو قتل کرے تو مقتول کے سرپرست کو اُس غلام کے قتل کرنے اور اس کو اپنا غلام بنانے کے اختیارات حاصل ہوں گے۔

دو بیٹوں کا اپنے والدین کو قتل کرنا :

اگر ایک بیٹا اپنے والد کو اور دوسرا بیٹا اپنی ماں کو قتل کر بیٹھے تو ان میں سے ہر ایک کو دوسرے سے قصاص لینے کا حق حاصل ہوگا۔ قرعہ اندازی کی صورت میں ایک سے قصاص لینے کو مقدم کیا جائے گا۔ جب اُن میں سے ایک سے قصاص لیا جاتے تو اس کے وارثوں کو حق ہوگا کہ وہ دوسرے کو قصاص کے طور پر قتل کردے

مقتول پاگل کا مسئلہ :

پاگل کے بدلے میں کسی عاقل کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ اگر عاقل اپنا دفاع کرتے ہوئے یا کسی دوسرے کے دفاع میں پاگل کو قتل کرے تو اُس پر کوئی چیز عائد نہیں ہوگی۔ اگر وہ پاگل کو کسی دفاعی کارروائی کے بغیر جان بوجھ کر قتل کر چکا ہو تو ایسی صورت میں عاقل آدمی کے ذمے دیت لازم ہوگی۔

قاتل پاگل کا مسئلہ :

اگر کوئی پاگل آدمی کسی شخص کو قتل کرے تو پاگل پر کوئی قصاص لازم نہیں ہے۔ پاگل کے خاندان والوں پر اس کی دیت لازم ہوگی۔

قتل کا موقع فراہم کرنا :

اگر کوئی ایک آدمی کسی دوسرے آدمی کو پکڑے رکھے۔ اس پر کوئی بالغ اور عاقل شخص اُس پکڑے ہوئے کو قتل کرے جبکہ کوئی تیسرا شخص دونوں کو دیکھتا رہے اور اُن کو قتل سے نہ روکے تو ایسی صورت میں قاتل پر قصاص کا اجرا ہوگا۔ پکڑ کے رکھنے والے کو ہمیشہ کے لئے جیل میں بند رکھا جائے گا۔ اور اس منظر کو تکتے رہنے والے مہمل آدمی کی آنکھیں پھوڑ دی جائیں گی۔

خون رائیگاں :

جو شخص کسی ملحد کو قتل کرے یا کسی ظالم کو قتل کرے یا علانیہ طور پر بار بار خرابیوں کا ارتکاب کرنے والے کسی فاسق کو قتل کرے یا ظالموں کی مدد کر کے مسلمانوں کو دکھ پہونچانے والے کسی شر پسند کو قتل کرے۔ جبکہ قاتل نیک کردار مومن ہو۔ اُس نے مسلمانوں سے دکھ اور تکلیف کو دُور کرنے یا دین کو تقویت پہنچانے کی غرض سے قتل کا ارتکاب کیا ہو تو ایسی صورت میں اُس پر کوئی چیز عائد نہیں ہوگی اور ایسے تمام عناصر کا خون اقسام قتل اور دیتوں کے اندانے دونوں صورتوں میں رائیگاں ہی جائے گا۔

عمد محض کا بیان تو گزر چکا۔ مطلب اُس کا یہ تھا کہ کوئی شخص اس فعل کو جان بوجھ کر کرنے والا ہو اور دوسرے کے قتل کا ارادہ رکھتا ہو۔ مثلاً کسی کو قتل کرنے کے ارادے سے ہی تلوار وغیرہ کے ذریعے اسے قتل کر ڈالے۔

خطائے محض کی تعریف :

خطائے محض کی صورت یہ ہے کہ آدمی اپنے فعل اور ارادہ دونوں صورتوں میں غلط فہمی کا شکار ہو مثلاً کوئی شخص کسی نشانے کو تیر مارے اور وہ تیر کسی آدمی کو لگ جائے۔

شبیہہ عمد و خطا کی تعریف :

شبیہہ عمد و خطا کی صورت یہ ہے کہ آدمی اپنے فعل تو جان بوجھ کر کرگزرنے والا ہو اور وہ اپنے قصد اور

ارادے میں غلطی کا شکار ہو۔ مثلاً کوئی شخص کسی دوسرے کو تادیبی کارروائی کے طور پر مارے اس پر وہ مرجائے اسی طرح سے انسانی اعضاء پر جرائم کا ارتکاب کرنا ان اقسام میں بٹ جاتا ہے۔

وَدِيَةُ الْعَمْدِ إِنْ تَرَاضَيَا بِالدِّيَةِ مِائَةُ بَعِيرٍ مِنْ مَسَانِّ الْإِبِلِ أَوْ مِائَتَا بَقَرَةٍ أَوْ أَلْفُ شَاةٍ كَبِيرَةٍ أَوْ أَلْفُ شَاةٍ صَغِيرَةٍ أَوْ مِائَتَا كِسْوَةٍ كُلُّ كِسْوَةٍ قِيمَتُهَا بَقَرَةٌ أَوْ أَلْفُ دِينَارٍ أَوْ عَشَرَةُ آلَافِ دِرْهَمٍ أَوِ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا إِنْ كَانَ مِثْقَالُ الذَّهَبِ أَعَزَّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ لِتَفَاوُتِ الْأَمْكِنَةِ وَالْأَزْمِنَةِ فِي قِيمَتِهِمَا وَتُؤَدَّى مِنْ مَالِ الْقَاتِلِ فِي سَنَةٍ وَاحِدَةٍ وَهِيَ مُغَلَّظَةٌ فِي سِنِّ الْإِبِلِ وَالزَّمَانِ وَالْمُؤَدِّي وَهٰذِهِ الْوُجُوهُ السِّتُّ أُصُولٌ مُسْتَقِلَّةٌ بِنَفْسِهَا يَعْنِي مِنْ أَصْحَابِ الْإِبِلِ الْإِبِلُ وَمِنْ أَصْحَابِ الْبَقَرِ الْبَقَرُ وَمِنْ أَصْحَابِ الشَّاةِ الشَّاةُ وَمِنْ أَصْحَابِ الثَّوْبِ الثَّوْبُ وَمِنْ أَصْحَابِ الدِّينَارِ الدِّينَارُ وَمِنْ أَصْحَابِ الدِّرْهَمِ الدِّرْهَمُ وَلَا يُشْتَرَطُ بَعْضُهَا بِعَدَمِ بَعْضٍ وَالْجَانِي الْخِيَارُ فِي بَذْلِ أَيِّهَا شَاءَ وَدِيَةُ الشِّبْهِ بِمَا قَبْلَهَا عَامٌّ الْخِيَارُ إِنْ رَأَى مَصْلَحَةً أَخَذَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ حِقَّةً وَثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ بِنْتَ لَبُونٍ وَأَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ ثَنِيَّةً طَرُوقَةَ الْفَحْلِ أَيِ الَّتِي بَلَغَتْ أَنْ يَضْرِبَ لَهَا الْفَحْلُ وَإِنْ رَأَى بِمُقْتَضَى الْمَقَامِ أَخَذَ ثَلَاثِينَ بِنْتَ لَبُونٍ وَثَلَاثِينَ حِقَّةً وَأَرْبَعِينَ خَلِفَةً وَهِيَ الْحَامِلُ وَيَضْمَنُ هٰذِهِ الدِّيَةَ أَيْضًا الْجَانِي دُونَ الْعَاقِلَةِ وَيُؤَدِّي فِي سَنَتَيْنِ۔

وَدِيَةُ الْخَطَاءِ الْمَحْضِ يَجُوزُ لِلْإِمَامِ فِيهِ وَجْهَانِ عِشْرُونَ بِنْتَ مَخَاضٍ وَعِشْرُونَ بِنْتَ مَخَاضٍ وَعِشْرُونَ ابْنَ لَبُونٍ وَثَلَاثُونَ بِنْتَ لَبُونٍ وَثَلَاثُونَ حِقَّةً أَوْ خَمْسٌ وَعِشْرُونَ بِنْتَ مَخَاضٍ وَخَمْسٌ وَعِشْرُونَ جَذَعَةً وَتُؤَدَّى فِي ثَلَاثِ سِنِينَ۔ وَهِيَ مُخَفَّفَةٌ فِي سِنِّ الْإِبِلِ وَفِي الْمُدَّةِ وَفِي الْمُؤَدِّي لِأَنَّ هٰذِهِ الدِّيَةَ عَلَى الْعَاقِلَةِ لَا يَضْمَنُ الْجَانِي مِنْهَا شَيْئًا وَعَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ

وَأَمَّا التَّغْلِيظُ وَالتَّخْفِيفُ فِي الْإِبِلِ وَسَائِرِ الْأَجْنَاسِ فِي الدِّيَاتِ عَلَى حَالَةٍ وَاحِدَةٍ وَلَوْ قَتَلَ فِي الْأَشْهُرِ الْحُرُمِ أَوْ فِي الْحَرَمِ مَكَّةَ أَوْ قَتَلَ أَبَاهُ أَوْ أُمَّهُ أَوْ ذَاتَ رَحِمٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لَمْ تَجِبْ عَلَيْهِ الدِّيَةُ وَتَخْتَلِفُ الدِّيَةُ كُلِّيِّهَا بِجِنَايَتِهِ۔ وَالْجَانِي إِذَا الْتَجَأَ إِلَى الْحَرَمِ وَكَانَ مِنْ غَيْرِ الْحَرَمِ لَا يُقْتَصُّ مِنْهُ وَلٰكِنْ يَنْبَغِي أَنْ يُضَيَّقَ عَلَيْهِ فِي الْمَطْعَمِ وَالْمَشْرَبِ حَتَّى يَخْرُجَ

وَلَوْ كَانَ مِنَ الْحَرَمِ أَوْ جَنَى فِي الْحَرَامِ لَا بَأْسَ بِاقْتِصَاصِهِ فِيهِ۔ وَدِيَةُ الْمَرْأَةِ نِصْفُ دِيَةِ الرَّجُلِ وَدِيَةُ الْعَبْدِ قِيمَتُهُ وَلَوْ تَصَادَمَ فَارِسَانِ أَوْ رَاجِلَانِ وَهَلَكَا فَلِوَرَثَةِ كُلٍّ مِنْهُمَا نِصْفُ الدِّيَةِ وَلَوْ هَلَكَ وَاحِدٌ فَلِوَرَثَتِهِ عَلَى الْبَاقِي نِصْفُ الدِّيَةِ وَلَوِ انْقَلَبَ وَاحِدٌ فِي نَوْمِهِ وَوَقَعَ عَلَى آخَرَ وَأَهْلَكَهُ فَلَا شَيْءَ عَلَى الْوَاقِعِ إِنْ بَقِيَ وَإِنْ تَلِفَا فَدَمُهُمَا هَدَرٌ وَلَوْ وَقَعَ فِي الْيَقْظَةِ وَلَمْ يَكُنْ مُخْتَارًا بِسَبَبِ رِيحٍ أَوْ زَلْزَلَةٍ لَمْ يَضْمَنْ وَلَوْ وَقَعَ بِدَفْعِ دَافِعٍ فَيَضْمَنُ الدَّافِعُ وَلَوْ وَقَعَ بِاخْتِيَارِهِ فَيَضْمَنُ مَا لَزِمَ مِنَ الدِّيَةِ أَوِ الْأَرْشِ أَوْ غَيْرِهِمَا وَمَنْ حَفَرَ بِئْرًا فِي الشَّارِعِ أَوْ فِي غَيْرِ مِلْكِهِ بِغَيْرِ إِذْنِ مَالِكِهِ أَوْ نَصَبَ مُحَدَّدًا أَوْ فِي دَرْبِهِ فَمَا تَلِفَ بِهِمَا ضَمِنَ۔ وَالطَّبِيبُ إِنْ كَانَ قَاصِرًا فِي عِلْمِ الطِّبِّ فَمَنْ هَلَكَ بِعِلَاجِهِ ضَمِنَ دِيَتَهُ وَكَذَا لَوْ عَالَجَ طِفْلًا أَوْ مَجْنُونًا بِغَيْرِ إِذْنِ الْوَلِيِّ۔ وَالطَّبِيبُ الْحَاذِقُ فِي الْمُعَالَجَاتِ لَا يَضْمَنُ وَإِنْ لَمْ يُؤْذَنْ وَالِاسْتِئْذَانُ أَحْوَطُ وَمَنْ صَاحَ بِمَرِيضٍ أَوْ طِفْلٍ أَوْ مَجْنُونٍ صَيْحَةً مُخِيفَةً فَجْأَةً فَمَاتَ ضَمِنَ الصَّائِحُ دِيَتَهُ فِي مَالِهِ وَعَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ۔

اقسامِ قتل کی دیتوں کا مسئلہ

دیت عمد کا مسئلہ :

اگر دونوں فریق دیت پر رضامند ہوں تو قتل عمد کی دیت حسب ذیل صورتوں میں سے ایک ہے۔
(۱) سو اونٹ جبکہ ہر ایک دو دو سال کی عمر کا ہو (۲) سو گائے (۳) سو بڑی بکریاں یا سو چھوٹی بکریاں (۴) ایسے سو کپڑے کہ ہر ایک کپڑے کی قیمت ایک گائے کی مالیت کے برابر ہو (۵) ایک ہزار دینار (۶) دس ہزار درہم ؛ قیمتوں میں وقت اور جگہ کے لحاظ سے فرق پڑنے کی بنا پر اگر سونے کی ایک مثقال کی مالیت دس درہموں سے بڑھ کر ہو تو ایسی صورت میں بارہ ہزار درہم دیت ہے۔ یہ دیت قاتل کے مال سے ایک سال کے اندر ادا کی جائے گی۔ اونٹوں کی عمر کے لحاظ سے وقت کے لحاظ سے اور ادا کرنے والے کے لحاظ سے دیت کی یہ صورت سخت پہلو والی ہے۔

دیت کی یہ چھ صورتیں اپنی اپنی جگہ مستقل اصول ہیں مطلب یہ ہے کہ اونٹ والوں سے اونٹ، گائے

والوں سے گائے، بکری والوں سے بکری، کپڑے والوں سے کپڑے دینار والوں سے دینار، اور درہم والوں سے درہم کا وصول کرنا دیت کی شدید صورت ہے۔ ان صورتوں میں سے بعض کے نہ ہونے پر دوسرے بعض کا دینا مشروط نہیں ہے بلکہ مجرم کو اختیار ہے کہ وہ ان صورتوں میں سے جس کے بدلے میں بھی کوئی چیز دینا چاہے دے دے۔

دیت شبیہہ عمد خطا کا مسئلہ:

شبیہہ عمد خطا کی دیت کے بارے میں امام کو اختیار حاصل ہے۔ اگر امام کوئی خاص مصلحت دیکھے تو وہ مجرم سے اونٹنی کی تین تین سال کی عمر والی تینتیس[33] بچھڑیاں، دو دو سال کی عمر والی تینتیس بچھڑیاں اور چونتیس ایسی اونٹنیاں وصول کرے جو اس پوزیشن میں ہوں کہ ان سے نر جفتی کر سکے۔ اگر امام تقاضائے مقام کے مطابق کوئی مصلحت دیکھے تو مجرم سے اونٹنی کی دو دو سال کی عمر والی تیس بچھڑیاں، تین تین سال کی عمر والی تیس بچھڑیاں اور چالیس حاملہ اونٹنیاں وصول کرے۔ اس دیت کا ضامن بھی خود مجرم ہے اس کے خاندان والے نہیں۔ یہ دیت دو سالوں میں ادا کی جائے گی۔

دیت خطائے محض کا مسئلہ:

خطائے محض کی دیت کے بارے میں امام کو ان دو صورتوں کا اختیار حاصل ہے۔

۱۔ پہلی صورت۔ اونٹنی کی ایک ایک سال کی عمر والی تیس[?] بچھڑیاں، دو دو سال کی عمر کے بیس بچھڑے۔ دو دو سال کی عمر والی تیس[?] بچھڑیاں اور تین تین سال کی عمر والی تیس بچھڑیاں۔

۲۔ دوسری صورت۔ اونٹنی کی ایک ایک سال کی عمر والی پچیس بچھڑیاں تین تین سال کی عمر والی پچیس بچھڑیاں اور چار چار سال کی عمر والی پچیس بچھڑیاں یہ دیت تین سالوں میں ادا کی جائے گی اونٹوں کی عمر کے لحاظ سے، مدت کے لحاظ سے اور ادا کرنے والے کے لحاظ سے دیت کی یہ صورت ہلکے پہلو رکھنے والی ہے۔ کیونکہ یہ دیت مجرم کے خاندان والوں پر آتی ہے اور مجرم خود ان میں سے کسی چیز کا ضامن نہیں ہوتا۔ مجرم کے ذمے اس صورت میں کفارہ کی ادائیگی لازم ہو جاتی ہے دیت میں سختی کرنے اور تخفیف برتنے کا مسئلہ اونٹوں اور دیگر تمام اقسام میں ایک ہی حالت پر ہے۔

متفرق جرائم اوران کی سزائیں :

ا ۔ اگر کوئی شخص حرمت والے مہینوں میں یا حرم مکہ میں ناحق قتل کاارتکاب کرے یا کوئی اپنے باپ یا اپنی ماں یا اپنے کسی محرم کو ناحق قتل کرے تو ایسی صورت میں اُس کے ذمے ایک دیت اور تہائی دیت (۱ ⅓) واجب ہوگی ۔ یہ اُس کی سزائے جرم میں سختی برتنے کی بنا پر ہے اگر مجرم حرم شریف میں پناہ گیر ہو جائے اور وہ وہاں کا باشندہ نہ ہو تو حرم شریف میں اُس سے قصاص لینے کا معاملہ نہیں کیا جائے گا لیکن مناسب یہ ہے کہ کھانے پینے کی چیزوں میں اُس کو تنگ کیا جائے تاکہ وہ حرم شریف سے باہر نکل آئے اگر وہ شخص خود حرم کا باشندہ ہو یا حرم ہی میں کوئی جرم کرے تو ایسی صورت میں حرم میں ہی اُس سے قصاص لینے میں کوئی حرج نہیں ہے ۔

ب ۔ عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف حصہ ہے ۔

ج ۔ غلام کی دیت اُس کی قیمت ہے ۔

د ۔ اگر دو سواروں کا یا دو پیدل چلنے والوں کا آپس میں تصادم ہو جائے اور دونوں کے دونوں مرجائیں تو دونوں میں سے ہر ایک کے وارثوں کو آدھی دیت ملے گی ۔ اگر ان میں سے صرف ایک مرجائے تو ایسی صورت میں اُس کے وارثوں کے لئے دوسرے کے ذمے جو مرنے سے رہ گیا ہو دیت کا نصف حصہ دینا لازم ہوگا ۔

س ۔ اگر کوئی شخص نیند کی حالت میں پلٹ جائے اور کسی دوسرے پر جا گرے اور اُس کو ہلاک کردے تو ایسی صورت میں گر جانے والے کے ذمے کوئی چیز لازم نہیں ہوگی ۔ بشرطیکہ وہ خود زندہ بچ جائے ۔ اگر دونوں ہلاک ہو جائیں تو اُن کا خون رائیگاں جائے گا ۔ اگر وہ بیداری کی حالت میں کسی پر جا گرے جبکہ ہوا کے چلنے یا زلزلے کی وجہ سے اُس کو کچھ اختیار نہ ہو تو ایسی صورت میں وہ کسی چیز کا ضامن نہیں ہوگا ۔ اگر کسی دھکا دینے والے کے دھکے سے وہ دوسرے پر جا گرے تو دھکا دینے والا ضامن ہوگا ۔ اگر اپنے اختیار سے کسی پر گر جائے تو دیت یا تاوان وغیرہ میں سے جو بھی لازم ہو اُس کا وہ ضامن ہوگا ۔

س ۔ جو شخص سڑک میں یا کسی دوسرے کی ملکیت میں مالک کی اجازت کے بغیر کوئی کنواں کھودے یا وہ راستے میں کسی نوکدار چیز کو نصب کرے تو ایسی صورت میں ان کی وجہ سے جو بھی

ہلاک ہوگا اس کا یہ شخص ضامن ہوگا۔

ض۔ ڈاکٹر اگر ڈاکٹری علم میں کوتاہ ہو تو جو بھی اس کے علاج کی وجہ سے ہلاک ہوگا اُس کی دیت وہ ڈاکٹر ضامن ہوگا۔ اگر ایسا کوتاہ ڈاکٹر سرپرست کی اجازت کے بغیر کسی بچے یا پاگل کا علاج کرے تو اس کا حکم بھی ایسا ہی ہے۔

علاج کے کاموں میں مہارت رکھنے والا ڈاکٹر ضامن نہیں ہوگا اگرچہ علاج کے لئے اُسے اجازت نہ دی گئی ہو ایسے کاموں کے لئے اجازت کا حاصل کرنا زیادہ احتیاطی تدبیر ہے۔

ظ۔ جو شخص کسی بیمار کے پاس، کسی بچے کے پاس یا کسی پاگل کے پاس اچانک کوئی خوفناک چیخ مارے اس پر بیمار وغیرہ مرجائے تو چیخ مارنے والا اپنے ہی مال سے اُس کی دیت دینے کا ضامن ہوگا۔ اور اُس پر کفارہ کی ادائیگی لازم ہوجائے گی۔

اَمَّا الْجِنَايَةُ عَلَى الْاَطْرَافِ فَمِنْهَا مَا فِيْهَا زِيْنَةٌ وَمَنْفَعَةٌ كَالْعَيْنِ وَالْاُذُنِ وَالسِّنِّ وَمِنْهَا مَا فِيْهِ زِيْنَةٌ فَقَطْ كَالْحَاجِبَيْنِ وَالشَّعْرِ وَمِنْهَا مَا فِيْهِ مَنْفَعَةٌ فَقَطْ كَالسَّامِعَةِ وَالْبَاصِرَةِ فَكُلُّ مَا فِي الْاِنْسَانِ فَرَادٰى فَفِيْهِ الدِّيَةُ وَكُلُّ مَا فِيْهِ مَثْنٰى فَفِيْهِمَا الدِّيَةُ وَفِي الْوَاحِدِ مِنْهُمَا نِصْفُ الدِّيَةِ وَكُلُّ مَا فِيْهِ رُبَاعٌ كَالْاَجْفَانِ فَفِيْ تَمَامِهٖ دِيَةٌ تَامَّةٌ وَكُلُّ مَا فِيْهِ عَشَرَةٌ كَالْاَصَابِعِ لِلْيَدَيْنِ وَالْاَصَابِعِ لِلرِّجْلَيْنِ فَفِيْ جَمِيْعِ الْعَشَرَةِ دِيَةٌ كَامِلَةٌ وَفِيْ بَعْضِهٖ بِحِسَابِهٖ وَفِيْ كُلِّ مَا لَا تَقْدِيْرَ فِيْهِ فَفِيْهِ الْاَرْشُ بِحُكُوْمَةِ عَدْلٍ - اَمَّا شَعْرُ رَاْسِ الْمَرْاَةِ فَاِنْ يَنْبُتْ فَفِيْهِ مَهْرُهَا وَاِنْ لَمْ يَنْبُتْ فَالدِّيَةُ الْكَامِلَةُ وَفِي الْحَاجِبَيْنِ الدِّيَةُ وَفِيْ اَحَدِهِمَا نِصْفُ الدِّيَةِ اِنْ لَمْ يَنْبُتْ وَاِنْ يَنْبُتْ فَحُكُوْمَةُ عَدْلٍ وَفِي الْعَيْنَيْنِ الدِّيَةُ وَفِي الْيَدَيْنِ الدِّيَةُ وَفِي الرِّجْلَيْنِ الدِّيَةُ وَفِي الشَّفَتَيْنِ الدِّيَةُ وَفِي الْاُذُنَيْنِ الدِّيَةُ وَفِي الْاُنْثَيَيْنِ الدِّيَةُ وَفِيْ ثَدْيَيِ الْمَرْاَةِ الدِّيَةُ بِخِلَافِ ثَدْيَيِ الرَّجُلِ فَاِنَّ فِيْهِمَا حُكُوْمَةَ عَدْلٍ لِاَنَّهٗ لَا يَفُوْتُ بِاخْتِلَا بِهِمَا،

مَنْفَعَةٌ وَلَا زِيْنَةٌ وَفِيْ حَلَمَتَيِ الْمَرْاَةِ دِيَةٌ كَامِلَةٌ وَفِيْ اَشْفَارِ الْعَيْنَيْنِ الدِّيَةُ وَفِيْ اِحْدَاهُمَا رُبُعُ الدِّ   فِيْ ثَلَاثَةٍ مِنْهَا ثَلَاثَةُ اَرْبَاعِهَا وَفِيْ كُلِّ اِصْبَعٍ

من أصابع اليدين أو الرجلين عشر الدية وكل إصبع فيها ثلاثة مفاصل ففي أحدها
ثلث دية الإصبع وما فيها مفصلان ففي أحدهما نصف دية الإصبع وفي الأسنان
الدية وتقسم على ثمانية وعشرين سنا اثنا عشر في مقدم الفم في الأعلى ستة
وهي ثنيتان ورباعيتان ونابان وفي الأسفل كذلك وستة عشر في مؤخر الفم
أضراس وثلاثة أضراس من كل جانب في الأعلى وفي الأسفل مثلهما فدية المقاديم
ستمائة دينار فكانت حصة كل واحد من المقاديم خمسين دينارا ودية المآخير أربعمائة
دينار فكانت حصة كل واحد من المآخير خمسة وعشرين دينارا والتفاوت
في ديتهما من أن في المقاديم زينة ومنفعة وفي المآخير منفعة فحسب وفي
الأنف الدية الكاملة وفي المارن منه دية كاملة إن شم وإن لم يشم لأن
زينة الأنف على وجه الإنسان أرجح من سائر أجزائه وفي اللسان الدية الكاملة
في الفصيح وفي الأخرس ثلث الدية واللسان الفصيح إن قطع بعضه ليعرف مقداره
من نقصان الحروف وهي ثمانية وعشرون حرفا فينبغي أن تقسم الدية على
الحروف بالسوية ويؤخذ نصيب ما عدم منها ولو عدم تمامها فيؤخذ
تمام الدية ولو لم يعدم حرف من الحروف التي تتفاوت في الثرمة والثقل
ففيه الحكومة وفي الذكر الدية وفي حشفته الدية وفي الخصيتين الدية
وفي كل واحدة منهما نصف الدية وفي الشفرين وهما اللحم المحيط بالفرج
إحاطة الشفتين بالفم ديتها الكاملة وفي كل واحد منهما نصف ديتها وفي إفضاء
المرأة ديتها ومهرها يجبان وإن لم تحتمل لأنها تحرم على المفضي أبدا. ولو
أذهب من العضو منفعته ففيه دية كاملة كاليدين إذا شلتا ولو ضرب صلب واحد
فانقطع ماؤه وجبت الدية الكاملة ولو احدودبت كذلك إن لم يستو وإن استوى
بقية الضرب ففيه حكومة عدل وهذه الديات كلها إن كانت في الخطأ فإن كان عمدا
وجب القصاص وإن كان خطأ وجبت الدية كما ذكرنا وفي الحلق كالحواجب إذا لم تنبت واللحية
وجبت الدية كاملة كما سنذكر إن شاء الله تعالى. ولو ضرب على رأس أحد ولم

يَجْرَحْ لٰكِنْ زَالَ عَقْلُهُ فَعَلَى الضَّارِبِ وَجَبَتْ دِيَةٌ كَامِلَةٌ وَلَوْ أَذْهَبَ السَّامِعَةَ مَعَ سَلَامَةِ الْأُذُنَيْنِ وَجَبَتْ دِيَةٌ كَامِلَةٌ وَلَوْ أَزَالَ الْبَاصِرَةَ مَعَ صِحَّةِ الْعَيْنَيْنِ كَذٰلِكَ وَإِزَالَةُ الشَّامَّةِ وَالذَّائِقَةِ كَذٰلِكَ تَجِبُ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْ هٰذِهِ الْحَوَاسِّ دِيَةٌ كَامِلَةٌ -

اِنسانی اعضائے بدن پہ جُرم کا ارتکاب کرنا :

انسانی بدن کے بعض حصّے وہ ہیں جن میں انسان کے لیے زینت اور فائدہ دونوں ہیں۔ مثلاً آنکھ، کان، اور دانت۔ بعض حصّے وہ ہیں جنہیں انسان کے لیے صرف زینت ہے مثلاً آبرو اور بال اور بعض حصّے وہ ہیں جن میں انسان کے لیے صرف فائدہ ہے مثلاً سُننے کی قوت اور دیکھنے کی قوت۔ چنانچہ بدن انسان میں جو حصّہ ایک ہو اُس کو نقصان پہنچانے کی صورت میں پوری دیت آتی ہے۔ بدن انسان میں جو حصّے دو دو ہوں اُنکو نقصان پہنچانے کی صورت میں پوری دیت لازم ہے اُن میں سے ایک کو نقصان پہنچانے کی صورت میں دیت کا نصف حصّہ لازم ہے۔ بدن انسان کے جو حصّے چار ہوں مثلاً پلکیں۔ چنانچہ تمام پلکوں کو نقصان پہنچانے کی صورت میں مکمل دیت لازم ہو گی۔ بدن انسان کے جو حصّے دس ہوں۔ مثلاً ہاتھوں کی انگلیاں اور پیروں کی انگلیاں پس جملہ دس انگلیوں کو نقصان پہنچانے کی صورت میں پوری دیت لازم ہوگی اور بعض انگلیوں کو نقصان کی صورت میں اُسی بعض کے حساب سے لازم ہوگی۔

اِنسانی بدن کے جس حصّے کی کوئی مقدار متعین نہ ہوں اسکے نقصان پہنچانے کی صورت میں کسی عادل آدمی کے فیصلے کے مطابق تاوان کا دینا لازم ہوگا۔

عورت کے سر کے بال کا مسئلہ :

بالوں کو نقصان پہنچانے کی صورت میں اگر بال اُگ آئے تو عورت کا مہر مجرم کے ذمّے لازم ہوگا اگر بال نہ اُگ سکے تو پوری دیت لازم ہوگی۔ دونوں آبروؤں کو نقصان پہنچانے کی صورت میں پوری دیت لازم ہے۔ ایک آبرو کو نقصان پہنچانے کی صورت میں دیت کا نصف حصّہ دینا لازم ہوگا۔ بشرطیکہ آبرو کے بال نہ آگے۔ اگر بال اُگ آئے تو ایسی صورت میں کسی عادل آدمی کے فیصلے کے مطابق معاوضہ دینا لازم ہوگا۔ آنکھوں کو نقصان کی صورت میں پوری دیت لازم ہے۔ ہاتھوں کو نقصان پہنچانے کی صورت

میں پوری دیت لازم ہے۔ پیروں کو نقصان پہونچانے کی صورت میں پوری دیت لازم ہے۔ ہونٹوں کو نقصان پہونچانے کی صورت میں پوری دیت لازم ہے۔ کانوں کو نقصان پہونچانے کی صورت میں پوری دیت لازم ہے۔ دو عورتوں کو قتل کرنے میں پوری دیت لازم ہے۔

دونوں خصیوں کو نقصان پہونچانے کی صورت میں پوری دیت لازم ہے۔ عورت کے دونوں پستانوں کو نقصان پہونچانے کی صورت میں پوری دیت لازم ہے۔ مرد کی پستانوں کا حکم اس کے برخلاف ہے۔ کیونکہ مرد کی پستانوں کو نقصان پہونچانے کی صورت میں کسی عادل آدمی کے فیصلے کے مطابق معاوضہ لازم ہے۔ اس لئے کہ مرد کے پستانوں کو نقصان پہنچنے کی صورت میں نہ کوئی فائدہ فوت ہو سکتا ہے۔ اور نہ کوئی زیب وزینت۔ عورت کے پستانوں کے سروں کو نقصان پہنچانے کی صورت میں پوری دیت لازم ہے۔ آنکھوں کی پلکوں کو نقصان پہنچانے کی صورت میں پوری دیت لازم ہے۔ ایک پلک کو نقصان پہونچانے کی صورت میں چوتھائی دیت لازم ہے اور تین پلکوں کو نقصان پہونچانے کی صورت میں تین چوتھائی دیت لازم ہے۔ ہاتھوں اور پیروں کی ہر ایک انگلی کے عوض میں دیت کا دسواں حصہ لازم ہے۔ تین جوڑوں والی ہر ایک انگلی کے ایک جوڑ کے عوض میں ایک انگلی کے دیت کا تہائی حصہ لازم ہے۔ دو جوڑوں والی ہر ایک انگلی کے ایک جوڑ کے عوض میں ایک انگلی کی دیت کا نصف حصہ لازم ہے۔

دانتوں کا مسئلہ :-

دانتوں کو نقصان پہونچانے کی صورت میں پوری دیت لازم ہے دیت کو اٹھائیس دانتوں میں بانٹ دیا جائے گا۔ بارہ دانت منہ کے اگلے حصے میں ہیں۔ اوپر کے چھ دانت ہیں وہ یہ ہیں دو ثنایا۔ دو رباعی اور دو کچلیاں، نیچے کو بھی یہی چھ ہیں۔ سولہ دانت منہ کے پچھلے حصہ ہیں جو ضواحک کہلاتے ہیں۔ ہر ایک جانب میں منہ کے اوپر کو تین تین ڈاڑھیں ہیں۔ اور منہ کے نیچے کو بھی اتنی ہی ڈاڑھیں۔ چنانچہ منہ کے اگلے حصے کے دانتوں کی دیت چھ سو دینار ہے۔

لہٰذا منہ کے اگلے حصے کے دانتوں میں سے ہر ایک دانت کا حصہ پچاس پچاس دینار ٹھہرا منہ کے پچھلے حصے کے دانتوں کی دیت چار سو دیناروں کی ہے لہٰذا پچھلے حصے کے دانتوں میں سے ہر ایک دانت کا حصہ پچیس پچیس دینار ٹھہرا

دونوں حصوں کے دانتوں کی دیت میں جو ترجیحی فرق ہے اُس کی وجہ یہ ہے کہ اگلے حصّے کے دانتوں میں انسان کے لئے زیب و زینت اور فائدے دونوں چیزیں موجود ہیں۔ اور پچھلے حصّے کے دانتوں میں انسان کے لئے صرف فائدہ ہے۔

ناک کو نقصان پہنچانے کی صورت میں پوری دیت لازم ہے۔ ناک کے اطراف کو نقصان پہنچانے کی صورت میں پوری دیت لازم ہے چاہے ناک سونگھ سکے یا نہ سونگھ سکے۔ کیونکہ انسانی چہرے پر ناک کی زینت دوسرے تمام حصوں کی بہ نسبت بڑھ چڑھ کر ہے۔ زبان کو نقصان پہونچانے کی صورت میں پوری دیت لازم ہے جبکہ صحیح سالم آدمی کی ہو۔ گونگے کی زبان کو نقصان پہنچانے کی صورت میں دیت کا تہائی حصّہ لازم ہے۔ اگر صحیح سالم زبان کا کچھ حصّہ کاٹ دیا جائے تو ادائیگی کے دوران حرفوں کی کمی سے اس کی مقدار معلوم کی جائے گی۔ حروف اٹھائیس ہیں۔ چنانچہ مناسب ہے کہ دیت کو تمام حرفوں میں برابر برابر بانٹ دیا جائے۔ اور جو حرف ادائیگی کے دوران معدوم ہو جائے اُس کا حصہ وصول کیا جائے اگر تمام حروف معدوم ہوں تو ایسی صورت میں پوری دیت وصول کی جائے گی۔ اگر کوئی حرف معدوم نہ ہو جائے لیکن ادائیگی کے دوران سرعت روانی اور بار پڑنے میں فرق پڑتا ہو تو ایسی صورت میں کسی عادل آدمی کے فیصلے کے مطابق معاوضہ لازم ہوگا۔

آلۂ تناسل کو نقصان پہونچانے کی صورت میں پوری دیت لازم ہے۔ حشفہ کو نقصان پہونچانے کی صورت میں پوری دیت لازم ہے۔ دونوں فوطوں کو نقصان پہنچانے کی صورت میں پوری دیت لازم ہے اور ایک فوطے کو نقصان پہونچانے کی صورت میں دیت کا نصف حصّہ لازم ہے دونوں شفیروں کو نقصان پہنچانے کی صورت میں عورت کی پوری دیت لازم ہے۔ شفیرین وہ گوشت ہیں جو عورت کے محل ابتماع کو اس طرح گھیرے میں لئے ہوئے ہوتے ہیں جس طرح منہ کے ساتھ ہونٹوں کا گھیراؤ ہوتا ہے۔ محل ابتماع کو بری طرح چاک کرنے کی صورت میں عورت کی پوری دیت اور مہر دونوں واجب ہیں۔ اگر اس قسم کی حرکت کی وجہ سے عورت کے ساتھ جنسی رابطہ کا احتمال نہ رہے تو پھر چاک کرنے والے کے حق میں وہ عورت ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی۔ اگر کوئی شخص جسم کے کسی حصے کے فائدے کو ختم کرے تو اس صورت میں پوری دیت لازم ہو گی۔ مثلاً دونوں ہاتھ جبکہ شل ہو جائیں۔ اگر کوئی شخص کسی کی کمر پر ضرب لگاتے اس کے نتیجے میں اس کا جوہر حیات بند ہو جائے تو مارنے والے پر اس کی پوری دیت لازم ہو جائے گی۔

اگر مار پڑنے کی وجہ سے وہ کبڑا ہو جائے تو بھی ایسا ہی حکم ہے بشرطیکہ وہ پھر سیدھا نہ ہو سکے۔ اگر وہ مار پڑنے کے بعد سیدھا ہو سکے تو اس صورت میں ایک عادل شخص کے فیصلے کے مطابق معاوضہ دینا لازم ہوگا۔

انسانی اعضا کی ان دیتوں کا معاملہ غلطی کی بنا پر جرم کرنے کی صورت میں ہے اگر ان مذکورہ صورتوں میں جان بوجھ کر جرم کا ارتکاب کرے تو پھر قصاص واجب ہے۔

ظاہری اور باطنی حواس کو نقصان پہنچانے کا مسئلہ:

انسان کے ظاہری و باطنی حواس اور قوتوں کو نقصان پہنچانے کی صورت میں بھی پوری دیت لازم ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ ان شاء اللہ ہم ابھی ہی اس کا بیان کریں گے۔

اگر کوئی شخص کسی کے سر پر ضرب لگائے اور سر کو زخمی نہ کرے بلکہ اس کی عقل زائل ہو جائے تو ایسی صورت میں ضرب لگانے والے پر پوری دیت لازم ہو جائے گی۔ اگر کوئی شخص کسی کی قوت سامعہ کو ضائع کرے جبکہ دونوں کان صحیح سالم موجود ہوں تو ایسی صورت میں مکمل دیت واجب ہو جائے گی۔ اگر کوئی شخص کسی کی قوت باصرہ کو ختم کرے جبکہ آنکھیں صحیح سالم ہوں تو ایسی صورت میں بھی حکم ایسا ہی ہے یعنی پوری دیت لازم ہے، سونگھنے اور چکھنے کی قوتوں کو ختم کرنے کی صورت میں بھی پوری دیت لازم ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان حواس میں سے ہر ایک کے عوض میں مکمل دیت واجب ہو جاتی ہے۔

أَمَّا الشِّجَاجُ وَالْجِرَاحَاتُ فَفِيهِمَا الدِّيَةُ. اَلشَّجَّةُ هِيَ الْجِرَاحَةُ الْمُخْتَصَّةُ بِالرَّأْسِ وَالْوَجْهِ وَ أَقْسَامُهَا عَشَرَةٌ، مِنْهَا الْحَارِصَةُ وَهِيَ الَّتِي تَحْرِصُ الْجِلْدَ أَيْ تَخْدِشُهُ وَتَخْرِشُهُ وَلَا تُخْرِجُ الدَّمَ وَمِنْهَا الدَّامِيَةُ وَهِيَ الَّتِي تُخْرِجُ الدَّمَ وَلَا تُسِيلُهُ وَمِنْهَا الدَّامِعَةُ وَهِيَ الَّتِي تُسِيلُ الدَّمَ كَالدَّمْعِ مِنَ الْعَيْنِ يَعْنِي قَلِيلًا وَمِنْهَا الْبَاضِعَةُ وَهِيَ الَّتِي تَبْضَعُ الْجِلْدَ أَيْ تَقْطَعُهُ وَمِنْهَا الْمُتَلَاحِمَةُ وَهِيَ الَّتِي تَأْخُذُ بِاللَّحْمِ وَتَنْفُذُ فِيهِ وَمِنْهَا السِّمْحَاقُ وَهِيَ الَّتِي تَقْطَعُ اللَّحْمَ وَتَبْلُغُ إِلَى السِّمْحَاقِ وَهِيَ جِلْدَةٌ رَقِيقَةٌ غَاشِيَةٌ لِلْعَظْمِ وَمِنْهَا الْمُوضِحَةُ وَهِيَ الَّتِي تُبْدِي وَضَحَ الْعَظْمِ أَيْ بَيَاضَ الْعَظْمِ وَمِنْهَا الْهَاشِمَةُ وَهِيَ الَّتِي تَهْشِمُ الْعَظْمَ وَتَكْسِرُهُ وَمِنْهَا الْمُنَقِّلَةُ وَهِيَ الَّتِي تُنَقِّلُ الْعَظْمَ وَتُحَوِّلُهُ مِنْ مَكَانِهِ

ومنها المأمومة وهي التي تبلغ إلى أم الرأس وهي خريطة فيها الدماغ وفي هذه
الشجاج الدية وإن كانت عمداً وجاز القصاص في الموضحة وتؤخذ منهما الدية وفي
الأعظم منها شجة يجوز أن تبلغ إلى الموضحة ويؤخذ من الدية ما كان أكثر
من الموضحة التي لا يجوز القصاص في أكثر من الموضحة وفي أقل منها يجوز القصاص
بأن يقدّر بالمقياس طولاً وعرضاً وعمقاً ويجوز أخذ الدية أو الأرش في الحارصة
والدامية بعير أو عشرة دنانير أو مائة درهم أو بقرتان أو عشر شياه
كبيرة أو عشرون شاة صغيرة أو ثوبان متوسطان وفي الدامعة بعيران أو
عشرون ديناراً أو مائتا درهم ومن البقر والشاة والثوب كما مضى بحسابها وفي الباضعة
والمتلاحمة ثلاثة أبعرة وبمقدارها من سائر الأجناس وفي السمحاق أربعة أبعرة
ومن سائر الأجناس كما مضى بحسابها وفي الموضحة خمسة أبعرة ومن سائر الأجناس
كما مضى وفي الهاشمة عشرة أبعرة ومن سائر الأجناس كما مضى وفي المنقلة
خمسة عشر بعيراً ومن الباقي بحسابها كما مضى وفي المأمومة ثلث الدية وهو
ثلاثة وثلاثون بعيراً وثلث بعير ومن الباقي بحسابها أما الدامغة فهي التي تخرق
خريطة الدماغ والموت أقرب من الحياة معها ولو قدّرت باقية كانت دية المأمومة
بزيادة حكومة عدل وللمجني عليه الخيار في قصاصهما بقدر الموضحة ومطالبة
الزائد على الموضحة وهي ثمانية وعشرون بعيراً وثلث بعير ومن الدينار
والدرهم والبقر والغنم والثوب كما مضى بمقدار الثلث وزيادة الحكومة و
أما الجائفة فهي التي تصل إلى الجوف من البطن أو الصدر أو غيرهما وفيها
ثلث الدية وإن نفذت من البطن إلى الظهر أو من جهة إلى   إلى جهة أخرى
ففيها ثلثان من الدية الكاملة وفي الشجاج والجراحات المقدّرة للمرأة على النصف
من الرجل وما لم يقدّر فيه شيء فالحكومة. وما كان بالحكومة فللإمام
الخيار في أخذه إن أراد التساوي وإن أراد التمتع فبالنظر إلى الشرف والفقر وذلك و
كثرة السياسة وقلتها والحكومة في الرقيق بأنه إن كان صحيحاً قوّم و

مَعَ الجنايةِ الّتي وَقَعَتْ عليهِ فيُقَوَّمُ فيَتَبَيَّنُ أرْشُ جِنايتِهِ وهُوَ التَّفاوُتُ بَيْنَ القيمتَيْنِ وأرْشُ الجِنايةِ على الحُرِّ يُعرَفُ مِنْ ذلكَ التّفاوُتِ في الرّقيقِ الصّحيحِ والمَجْنيّ عليهِ فكما أنَّ التّفاوُتَ للرّقيقِ في القيمةِ كذلكَ للحُرِّ في الدِّيةِ لكنِ الشَّجّةِ المُوضِحةِ للحُرِّ نِصفُ عُشْرِ الدِّيةِ وفي الرّقيقِ نِصفُ عُشْرِ القيمةِ وفيما لا تَقديرَ لهُ كانَ بالعكسِ يعني الرّقيقُ مَقيسٌ والحُرُّ مَقيسٌ عليهِ والإمامُ وَليُّ مَنْ لا وَليَّ لهُ في الجِناياتِ فوَجَبَ على الإمامِ قَتْلُ العامِدِ وأخْذُ الدِّيةِ مِنْ غيرِهِ ودِيةُ الجَنينِ الّذي أبوهُ حُرٌّ مُسلِمٌ إنْ كانَتْ خِلْقَتُهُ كامِلةً قَبْلَ سَرَيانِ الحَيٰوةِ فيهِ كانَتْ دِيَتُهُ مِائةَ دِينارٍ وبَعْدَ سَرَيانِ الحَيٰوةِ فيهِ إنْ كانَ ذَكَرًا فدِيَتُهُ كامِلةٌ وإنْ كانَتْ أُنثىٰ فنِصْفُها وإنْ كانَ عَبْدًا عُشْرُ قيمةِ أبيهِ للذَّكَرِ وللأُنثىٰ عُشْرُ قيمةِ أُمِّهِ وهٰذهِ التّقديراتُ مَعَ تَمامِ الخِلْقةِ فإنْ لَمْ يَكُنْ تامًّا في خِلْقَتِهِ فكانَتْ دِيَتُهُ غُرّةً عَبْدًا أو أمَةً بِلا عَيْبٍ ولا أكْبَرِ سِنٍّ ولا أصْغَرِ سِنٍّ بِحَيْثُ لا يَصْلُحُ لِلخِدْمةِ ومَنْ جَنىٰ على الجَنينِ الّذي كانَ ذا حَيٰوةٍ فوَجَبَ عليهِ الكَفّارةُ والدِّيةُ أو القيمةُ في مالِهِ إنْ كانَ عَمْدًا أو في عاقِلَتِهِ إنْ كانَ خَطأً كما سَبَقَ ولا تَتَعَدَّدُ دِيةُ الجَنينِ في دِيةِ أُمِّهِ إنْ قُتِلَتْ ۔

کسی کو زخمی کرنے کا مسئلہ:

سر پر لگائے جانے والے زخم اور دیگر تمام اعضاء پر لگائے جانے والے زخم کی صورت میں دیت آتی ہے۔ جو زخم خاص کر سر اور چہرے پر لگایا جاتا ہے اُسے شجہ کہتے ہیں۔ اس کی دس قسمیں ہیں۔

۱۔ حارصہ: یہ وہ زخم ہے جو چمڑے کو چھیلے اور خون نہ نکلے۔

۲۔ دامیہ: یہ وہ زخم ہے جو خون کو نکالے اور اُسے نہ بہائے۔

۳۔ دامعہ: یہ وہ زخم ہے جو آنسو کی مانند تھوڑا سا خون بہائے۔

۴۔ باضعہ: یہ وہ زخم ہے جو چمڑے کو قطع کرے۔

۵ : متلاحمہ : یہ وہ زخم ہے جو گوشت کو پکڑے اور اس میں اکثر کو رہ جائے۔
۶ : سمحاق : یہ وہ زخم ہے جو گوشت کو کاٹ کر سمحاق تک پہنچے۔ سمحاق وہ باریک چمڑا ہے جو ہڈی پر چپٹا ہوا ہوتا ہے۔
۷ : موضحہ : یہ وہ زخم ہے جو ہڈی کی سفیدی کو عیاں کرے۔
۸ : ھاشمہ : یہ وہ زخم ہے جو ہڈی کو توڑ ڈالے۔
۹ : منقلہ : یہ وہ زخم ہے جو ہڈی کو اپنی جگہ سے ہٹا دے۔
۱۰ : ماموصہ : یہ وہ زخم ہے جو ام راس تک پہنچے ام راس سر کی اس تھیلی کا نام ہے جس میں دماغ ہوتا ہے۔

ان زخموں کے لگائے جانے کی صورت میں دیت آتی ہے اگرچہ جان بوجھ کر ہی کیوں نہ زخم لگائے زخم موضحہ لگانے کی صورت میں قصاص لینا جائز ہے اور دیت بھی لی جا سکتی ہے۔ جو زخم موضحہ کی مقدار سے زیادہ ہو تو اس صورت میں زخم موضحہ کی مقدار تک قصاص لینا ہوتا ہے۔ دیت اس صورت میں لی جائے گی۔ جو زخم موضحہ کی مقدار سے بڑھ کر ہو۔ زخم موضحہ کی مقدار سے جو زخم بڑھ چڑھ کر ہوتا ان قصاص کا لیا جانا جائز نہیں ہوا کرتا۔ زخم موضحہ کی مقدار سے کم زخم پڑنے کی صورت میں قصاص کا لیا جانا جائز ہے اس کی صورت یہ ہوگی کہ گہرائی میں نہیں بلکہ طول وعرض میں اس زخم کو کسی آلے کے ذریعہ ناپ لیا جائے۔ اس صورت میں دیت کا لینا یا تاوان وصول کرنا ہر ایک جائز ہے۔

زخم حارصہ اور زخم دامیہ کی دیت حسب ذیل صورتوں میں سے کوئی ایک ہے۔
(۱) ایک اونٹ (۲) دس دینار (۳) سو درہم (۴) دو گائے (۵) دس بڑی بڑی بکریاں۔ (۶) بیس چھوٹی چھوٹی بکریاں (۷) دو ایسے کپڑے کہ ہر ایک کی قیمت ایک گائے کے برابر ہو۔ زخم دامعہ لگانے کی صورت میں دیت حسب ذیل صورتوں میں سے کوئی ایک ہے۔ (۱) دو اونٹ (۲) بیس دینار (۳) دو سو درہم گائے، بکری اور کپڑے گزشتہ حساب کے مطابق ہیں۔

زخم باضعہ اور زخم متلاحمہ کی دیت تین اونٹوں کی ہے اور باقی تمام اقسام میں سے تین اونٹوں کی مالیت کے اندازے کے مطابق ادا کرنا ہے۔

زخم سمحاق کی دیت چار اونٹوں کی ہے اور دیگر تمام اقسام میں سے گزشتہ حساب کے مطابق ادا

کرنا ہے۔

زخم موضحہ کی دیت پانچ اونٹوں کی ہے اور دیگر تمام اقسام میں سے گذشتہ حساب کے مطابق ادا کرنا ہے

زخم ہاشمہ کی دیت دس اونٹوں کی ہے اور دیگر تمام اقسام میں سے گذشتہ حساب کے مطابق ادا کرنا ہے۔

زخم منقلہ کی دیت پندرہ اونٹوں کی ہے اور دیگر تمام اقسام میں سے گذشتہ حساب کے مطابق ادا کرنا ہے۔

زخم مامومہ کی دیت پوری دیت کا تہائی ہے۔ پوری دیت کا تہائی تینتیس اونٹ اور ایک اونٹ کا تہائی ہے۔ دیگر اقسام میں سے اسی کے حساب کے مطابق ادا کرنا ہے۔

زخم دامغہ کا مسئلہ:

دامغہ اُس زخم کا نام ہے جو انسانی دماغ کی تھیلی کو ہی پھاڑ ڈالے۔ اس زخم کے ہوتے ہوئے موت زندگی کی نسبت زیادہ نزدیک ہوتی ہے۔ اگر اسی زخم دامغہ کے عوض میں کوئی دیت مقرر کی جائے تو وہ دیت زخم مامومہ کی دیت ہوتی جبکہ ایک عادل آدمی کے فیصلے کے مطابق زخم مامومہ کی دیت پر کچھ اضافہ شامل ہوگا۔ زخم دامغہ لگنے کی صورت میں جس زدہ شخص کو زخم موضحہ کی مقدار کے قصاص لینے اور اُس سے زائد زخم کی دیت کا مطالبہ کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ اس صورت میں دیت اٹھائیس اونٹوں اور ایک اونٹ کے تہائی کی ہے۔ دینار، درہم، گائے، بھیڑ اور کپڑے گذشتہ حساب کے مطابق ہیں۔ نیز دیت کا تہائی لینا اور ایک عادل آدمی کے فیصلے کے مطابق اضافہ بدستور سابق ہے

زخم جائفہ کا مسئلہ:

جائفہ اُس زخم کا نام ہے جو پیٹ یا پیٹھ وغیرہ کی طرف سے پیٹ کے اندرونی حصے تک پہنچ جائے۔ اس زخم کے لگنے کی صورت میں زخم لگانے والے پر پوری دیت کا تہائی لازم ہے۔ اگر زخم پیٹ کی طرف سے پیٹھ کی یا ایک طرف سے دوسری طرف کو پار کر جائے تو ایسی صورت میں پوری دیت کے دو تہائی زخم لگانے والے پر لازم ہوں گے۔

عورت کو زخمی کرنے کا مسئلہ :

سر اور دیگر اعضا پر لگائے جانے والے زخموں کے جو اندازے مقرر ہیں وہاں عورت کے لئے مرد کی نسبت دیتوں کا نصف نصف حصہ ملا کرتا ہے اور جن زخموں کا کوئی خاص اندازہ مقرر نہ ہو۔ وہاں ایک عادل آدمی کے فیصلے کے مطابق معاوضہ وغیرہ دیا جائے گا

عادل کے فیصلے کا مسئلہ :

عادل آدمی کے فیصلے کے مطابق جو کچھ مجرم سے لیا جاتا ہے وہاں امام کو تاوان وصول کرنے کا اختیار حاصل ہے بشرطیکہ وہ مرد اور عورت دونوں میں برابری چاہے اگر امام اس بارے میں نصف تاوان چاہے تو پھر امام کسی کے شریف ہونے، رذیل ہونے، اُس کے ساتھ زیادہ سیاسی کارروائی کرنے اور معمولی سیاسی کارروائی کرنے کے پیش نظر حکم صادر کریں گے ۔

غلام کے ساتھ عادل کے فیصلے کا مسئلہ :

غلام کے ساتھ عادل کے فیصلے کی صورت یہ ہے کہ اگر وہ صحیح سالم ہو اُس صورت میں اُس کی قیمت لگائی جائے اور اس پر جرم وقوع پذیر ہونے کی صورت میں اُس کی قیمت لگائی جائے تاکہ جرم کی چوٹ واضح ہو سکے۔ تاوانِ جرم غلام کی دونوں حالتوں کی قیمتوں میں پایا جانے والا باہمی فرق ہوگا ۔

آزاد آدمی پر جرم کا ارتکاب کرنے کی صورت میں تاوان جرم کی پہچان صحیح سالم غلام اور جرم زدہ شخص میں پائے جانے والے فرق کے پیش نظر کی جائے گی۔ پس جس طرح سے غلام کے لئے قیمت میں جو فرق نمایاں ہوگا۔ اسی طرح سے آزاد شخص کے لئے دیت میں وہی فرق نمایاں ہوگا۔ چنانچہ آزاد شخص کو زخم موضحہ پہنچانے کی صورت میں اُس کے لئے زخم لگانے والے پر پوری دیت کا بیسواں حصہ لازم ہوگا۔ اور غلام کے بارے میں اسی زخم موضحہ کی دیت اُس کی قیمت کا بیسواں حصہ ہوگی۔ جس زخم کے بارے میں کسی قسم کا کوئی اندازہ مقرر نہیں وہاں حکم برعکس ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ وہاں پر غلام کو فرع قیاس اور آزاد شخص کو اصل قیاس ٹھہرایا جائے گا ۔

تمام جرائم کی صورت میں امام اُس شخص کا سرپرست ہوگا جس کا کوئی سرپرست نہ ہو۔ چنانچہ ایسی صورت میں امام کے ذمے جان بوجھ کر قتل کرنے والے کا قتل کرنا اور جانے بوجھے بغیر دیگر صورتوں میں قتل کرنے والے سے دیت کا وصول کرنا واجب ہے۔

پیٹ کے بچے کی دیت کا مسئلہ:

وہ بن جنے بچہ جس کا باپ آزاد شخص اور مسلمان ہو، اگر اُس کی خلقت زندگی سرایت کرنے سے پہلے مکمل ہو چکی ہے تو اُس کی دیت سو دیناروں کی ہے اگر اُس میں زندگی سرایت کر جانے کے بعد اُس کے ساتھ حادثہ جرم واقع ہو تو ایسی صورت میں اگر وہ لڑکا ہو تو پوری کی پوری دیت مجرم پر لازم ہوگی۔ اگر وہ لڑکی ہو تو پوری دیت کا نصف حصّہ لازم ہوگا اگر وہ غلام لڑکا ہو تو اُس کے باپ کی قیمت کا دسواں حصہ بطور دیت لازم ہوگا اور اگر وہ کنیز لڑکی ہو تو ایسی صورت میں اُس کی ماں کی قیمت کا دسواں حصّہ بطور دیت لازم ہوگا۔ یہ اندازے غلام یا کنیز کی خلقت مکمل ہونے کی صورت میں ہیں۔ اگر ان کی خلقت مکمل نہ ہوئی ہو تو ایسی صورت میں دیت ایک غلام یا ایک لونڈی ہے جبکہ دونوں بے عیب ہوں زیادہ عمر رسیدہ نہ ہوں اور نہ اس حد تک کمسن ہوں کہ اُن میں خدمت کی صلاحیت نہ ہو۔

جو شخص کسی بن جنے جان والے بچے کے ساتھ جرم کا ارتکاب کرے تو اُس کے ذمے کفارہ دینا اور دیت کا ادا کرنا یا اپنے ہی مال سے قیمت کا ادا کرنا واجب ہے بشرطیکہ جان بوجھ کر جرم کا ارتکاب کیا ہو۔ اگر خطا کے طور پر جرم کا ارتکاب کیا ہو تو مجرم کے خاندان والوں پر قیمت لازم ہوگی۔ جیسا کہ اُس کا ذکر گذر چکا ہے۔

بن جنے بچے کی دیت کو اُس کی ماں کی دیت میں فنا نہیں کیا جائے گا۔ جبکہ اُس کی ماں کو قتل کیا جائے۔

اَمَّا الْعَاقِلَةُ فَهُمُ الْاَقَارِبُ مِنْ قِبَلِ الذُّكُوْرِ كَالْاِخْوَةِ وَ اَوْلَادِهِمْ وَالْاَعْمَامِ وَاَوْلَادِهِمْ وَهُمُ الْعَصَبَةُ وَالْمُتَقَرِّبُوْنَ لَهُ وَلِآبَائِهِمْ وَاخْتَلَفُوْا فِي الْعَاقِلَةِ وَاِنْ لَمْ يَكُوْنُوْا عَصَبَةً فَالْاَوْلَى الْاِنْعَامُ وَهُمْ مِنْ قِبَلِ الْاِنَاثِ كَالْاَخْوَالِ.

وَاَوْلَادِهِمْ وَاَوْلَادِ الْاَخَوَاتِ وَسَائِرِ الْقَرَابَةِ اِلٰى مِلْكِ اِلَى الْجَانِي مِنْ اَيِّ جِهَةٍ مِنْ

جِهَاتِ الْعَشَائِرِ وَإِنْ لَمْ يَكُونُوا مِنْ ذَوِي الْأَرْحَامِ فَأَهْلُ الْقَرْيَةِ وَأَهْلُ الْبَلْدَةِ وَأَهْلُ الْمَحَلَّةِ عَاقِلَتُهُ وَلَا يَدْخُلُ فِي الْعَاقِلَةِ الْفُقَرَاءُ وَالْمَجَانِينُ وَالصِّبْيَانُ وَالْإِنَاثُ وَفِي كُلِّ قَتْلٍ أَقَرَّ الْقَاتِلُ بِهِ الدِّيَةُ فِي مَالِهِ لَا عَلَى الْعَاقِلَةِ وَالدِّيَةُ الَّتِي عَلَى الْعَاقِلَةِ يَقْسِمُ الْإِمَامُ وَالْحُكَّامُ عَلَى الْعَاقِلَةِ فِي ثَلَاثِ سِنِينَ فِي كُلِّ سَنَةٍ ثُلُثُهَا يُؤْخَذُ فِي آخِرِ السَّنَةِ مِنْ كُلِّ أَحَدٍ مِنَ الْعَاقِلَةِ كَمَا قَسَمَهُ الْإِمَامُ أَوِ الْحُكَّامُ مِقْدَارَهَا وَمَا كَانَ مِنَ الْجِرَاحَاتِ أَقَلَّ مِنَ الْمُوضِحَةِ عَمْدًا كَانَ أَوْ خَطَأً فَهُوَ فِي مَالِ الْجَانِي وَمَا كَانَ أَكْثَرَ مِنَ الْمُوضِحَةِ وَلَيْسَ وَلَا بِإِقْرَارِ الْجَانِي كَانَ عَلَى الْعَاقِلَةِ فَعَلَى كُلِّ حُرٍّ عَاقِلٍ بَالِغٍ غَيْرِ فَقِيرٍ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ وَلِلْإِمَامِ الْخِيَارُ إِنْ عَيَّنَ أَقَلَّ أَوْ أَكْثَرَ أَوْ بِالتَّفَاوُتِ بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ وَالْأَوْسَاطِ. وَأَمَّا الْكَفَّارَةُ فَتَجِبُ عَلَى الْجَانِي بِقَتْلِ الْخَطَاءِ وَلَوْ تَصَالَحَا فِي الْعَمْدِ بِالدِّيَةِ لَا يَقَعُ الْقَوَدُ فَالْكَفَّارَةُ تَجِبُ أَيْضًا فِي قَتْلِ غَيْرِ الْكَافِرِ ذَكَرًا كَانَ الْمَقْتُولُ أَوْ أُنْثَى صَبِيًّا أَوْ بَالِغًا مَجْنُونًا أَوْ عَاقِلًا حُرًّا أَوْ عَبْدًا لَهُ أَوْ لِغَيْرِهِ. وَلَوْ قَتَلَ مُسْلِمًا فِي دَارِ الْحَرْبِ وَظَنَّ أَنَّهُ كَافِرٌ فَبَانَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ وَجَبَتِ الْكَفَّارَةُ وَلَمْ تَجِبِ الدِّيَةُ وَلَوْ عَلِمَ إِسْلَامَهُ وَقَتَلَهُ وَجَبَتِ الدِّيَةُ وَالْكَفَّارَةُ إِنْ لَمْ يَكُنْ لِضَرُورَةِ الْغَلَبَةِ عَلَى الْكُفَّارِ وَلَوْ كَانَ لِضَرُورَةٍ مَعَ الْعِلْمِ بِإِسْلَامِهِ وَجَبَتِ الْكَفَّارَةُ بِلَا دِيَةٍ.

وَالْكَفَّارَةُ فِي الْقَتْلِ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ ذَكَرًا كَانَ أَوْ أُنْثَى وَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ خَالِيًا مِنَ الْعُيُوبِ الْمُعَطِّلَةِ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ لِقِلَّةِ مَالِهِ أَوْ لِكَثْرَةِ عِيَالِهِ فَكَفَّارَتُهُ صِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ وَالتَّوْبَةُ مِنْ ذَنْبِهِ وَلَا تَكُونُ كَفَّارَةُ الْقَتْلِ غَيْرَ هٰذَيْنِ لَا ثَالِثَ لَهُمَا وَلَوْ قَتَلَتْ جَمَاعَةٌ وَاحِدًا وَجَبَ عَلَى كُلِّ وَاحِدٍ مِنَ الْجَمَاعَةِ كَفَّارَةٌ إِنْ كَانَ خَطَأً أَوْ عَمْدًا وَتَصَالَحَا وَفِي الشَّبِيهِ بِهِمَا كَذٰلِكَ.

قاتل کے خاندان والے کون لوگ ہیں؟

قاتل کے خاندان والے مردوں کی طرف سے اس کے رشتہ دار حضرات ہیں۔ مثلاً بھائی، اور بھائی کی

اولاد اور بچے اور اُن کی اولاد۔ یہ لوگ باپ کی طرف سے آنے والے رشتہ دار کہلاتے ہیں۔ کسی کے اپنے آزاد کردہ لوگ یا اپنے باپوں کے آزاد کردہ لوگ خاندان والوں میں داخل ہیں۔ اگر رشتہ دار لوگ باپ کی طرف سے آنے والے نہ ہوں تو دوسرے نمبر پر ذوی الارحام حضرات خاندان والے ہوں گے ذوی الارحام حضرات عورتوں کی طرف سے آنے والے رشتہ دار ہوتے ہیں۔ مثلاً خالو لوگ اور اُن کی اولاد۔ بہنوں کی اولاد اور رشتہ داری کی تمام وہ صورتیں جو خاندانوں کی کسی بھی شکل میں مجرم تک پہنچتی ہیں اگر ذوی الارحام حضرات میں سے بھی رشتہ دار لوگ نہ ہوں تو تیسرے نمبر پر قاتل کے گاؤں والے اور شہر والے اُس کے خاندان والوں کے حکم میں آئیں گے۔ خاندان والوں کی فہرست میں تنگدست لوگ، پاگل لوگ۔ بچے اور عورتیں شامل نہیں ہیں جب قتل کا قاتل خود اقرار کرے اُس کی دیت قاتل کے اپنے مال سے ادا کی جائے گی۔ اور اُس کے خاندان والوں پر وہ دیت نہیں آئے گی۔

دیت کی تقسیم اور وصولی کا مسئلہ:

خاندان والوں پر جو دیت آتی ہے اُس کو امام اور حکام خاندان والوں میں سے تین سالوں میں ادائیگی کے لئے بانٹ دیں گے۔ ہر سال کے آخر میں دیت کا تہائی حصہ خاندان کے ہر ایک فرد سے لیا جائے گا۔ جیسا کہ اُس کی مقدار کو امام یا حکام خاندان والوں میں بانٹ چکے ہوں گے۔ جو زخم موضحہ کی مقدار سے کم ہو خواہ جان بوجھ کر زخم لگایا گیا ہو یا خطا کے طور پر، دونوں صورتوں میں اس کی دیت مجرم کے مال سے ادا کی جائے گی۔ جو زخم موضحہ کی مقدار سے بڑھ چڑھ کر ہو وہ زخم جان بوجھ نہ لگایا گیا ہو اور نہ اس کا ثبوت مجرم کے اقرار سے ہو تو ایسی صورت میں اس کی دیت خاندان والوں پر لازم ہو گی۔ چنانچہ ہر وہ شخص جو آزاد ہو، عاقل ہو، بالغ ہو، تنگدست ہوں۔ اُس کے ذمے تین درہموں کی ادائیگی لازم ہو گی۔ امام کو اختیار حاصل ہے کہ وہ اس مقدار سے کم یا زیادہ کی تعین کرے یا مالداروں اور درمیانہ طبقے کے درمیان فرق کرنے کی صورت میں مقدارِ دیت کی تعین کرے۔

کفارۂ قتل کا مسئلہ:

کفارہ ادا کرنا قتل خطا کی صورت میں مجرم کے ذمے واجب ہو جاتا ہے۔ اگر قتل عمد کی صورت

میں فریقین دیت پر آپس میں صلح کر بیٹھے اور قصاص لینے کا معاملہ وقوع پذیر نہ ہو تو کفارہ پھر بھی غیر کافر کے قتل کی صورت میں واجب ہو جاتا ہے خواہ وہ مقتول مرد ہو یا عورت، بچہ ہو یا بالغ۔ پاگل ہو یا عاقل، آزاد ہو قاتل کا اپنا غلام ہو یا کسی دوسرے کا غلام۔

اگر دار حرب میں کوئی شخص کسی مسلمان کو قتل کرے اور وہ اُسے کافر گمان کرے پھر پتہ چل جائے کہ وہ تو مسلمان ہے تو ایسی صورت میں کفارہ کا ادا کرنا واجب ہو جاتا ہے اور دیت کی ادائیگی واجب نہیں ہوتی۔ اگر اُسے اُس کے مسلمان ہونے کا علم ہو اور وہ اُسے قتل کر بیٹھے تو ایسی صورت میں دیت اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے۔ بشرطیکہ اُس کا قتل کرنا کافروں پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے کی جانے والی ضروری کارروائی کے پیشِ نظر نہ ہو۔ اگر اُس کے مسلمان ہونے کا علم ہونے کے باوجود کافروں کے خلاف ضروری کارروائی کی خاطر اُسے قتل کر دینا پڑا ہو تو دیت دیئے بغیر صرف کفارہ واجب ہو جائے گا۔

قتل کا کفارہ ایک مومن غلام کا آزاد کرنا ہے۔ خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ مناسب ہے کہ کفارہ کے طور پر آزاد کیا جانے والا غلام آدمی کو بیکار بنانے والے عیبوں سے خالی ہو۔ جو شخص سرمایہ کی کمی یا بال بچوں کی کثرت کی وجہ سے غلام حاصل نہ کر سکتا ہو تو اُس کے حق میں کفارۂ قتل پے در پے دو مہینوں کے روزے رکھنا اور اپنے جرم سے توبہ کرنا ہے۔ قتل کا کفارہ ان دونوں کے سوا کوئی نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کوئی تیسری صورت ان دونوں کے مقابلے میں نہیں ہے اگر کسی گروہ نے مل کر ایک شخص کو قتل کر دیا ہو تو اُس گروہ کے ہر ہر فرد کے ذمّے ایک ایک کفارہ واجب ہو جائے گا۔ بشرطیکہ قتل خطأ کی صورت ہو اور فریقین آپس میں صلح کر چکے ہوں۔ شبیہہ عمد و خطا کی صورت میں بھی حکم ایسا ہی ہے۔

اَمَّا الْجِنَايَةُ عَلَى الْحَيَوَانِ فَاِنْ كَانَ مَاكُوْلَ اللَّحْمِ كَالْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ فَاَتْلَفَهُ بِالذَّبْحِ فَلِمَالِكِهِ الْخِيَارُ فِيْ مُطَالَبَةِ قِيْمَتِهِ اَوْ مُطَالَبَةِ الْاَرْشِ وَهُوَ التَّفَاوُتُ بَيْنَ قِيْمَتِهِ حَيًّا وَبَيْنَ قِيْمَتِهِ ذَبِيْحًا فَلَوْ طَالَبَ الْمَالِكُ قِيْمَتَهُ مِنَ الْجَانِيْ فَوَجَبَ اَنْ يَدْفَعَ الذَّبِيْحَ اِلَى الْجَانِيْ وَيَاخُذَ الْقِيْمَتَهُ مِنْهُ وَلَوْ طَالَبَ الْاَرْشَ فَيُقَوِّمُ الْعَارِفُ بِحَالَتَيْهِ فَمَا تَفَاوَتَ بَيْنَ الْقِيْمَتَيْنِ اَخَذَ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ مَاكُوْلَ اللَّحْمِ اُخِذَتْ قِيْمَتُهُ السُّوْقِيَّةُ اَوْ بِتَقْوِيْمِ الْعَارِفِيْنَ بِقِيْمَتِهِ اِنْ لَمْ يَكُنْ مِنَ الْاَصْنَافِ الَّتِيْ تَكْثُرُ بَيْعُهُ وَشِرَاءُهُ كَكَلْبِ الصَّيْدِ وَكَلْبِ الْحَائِطِ وَكَلْبِ الزَّرْعِ وَالْفَهْدِ وَغَيْرِهَا۔ وَالْغَاصِبُ لَوْ اَتْلَفَ حَيَوَانًا مَاكُوْلَ اللَّحْمِ

اَوْ عَيْنَهُ وَجَبَ عَلَيْهِ قِيْمَتُهُ وَإِنْ كَانَ الْمَغْصُوْبُ مَوْجُوْدًا عَلٰى حَالِهٖ حِيْنَ الْغَصْبِ وَجَبَ اَنْ يَرُدَّهُ اِلٰى مَالِكِهٖ وَلَوْ تَفَاوَتَ حَالُهُ مِنْ وَقْتِ الْغَصْبِ وَجَبَ الْاَرْشُ - وَلَوْ جَنَتْ مَاشِيَةٌ عَلٰى ذَرْعٍ وَقَصَّرَ مَالِكُهَا فِيْ حِفْظِهَا يَضْمَنُ صَاحِبُ الْجَانِيْ وَإِنْ لَمْ يَقْصُرْ مَالِكُهَا فِيْ حِفْظِهَا لَمْ يَجِبْ شَيْئٌ عَلَيْهِ وَرَاكِبُ الْبَهِيْمَةِ يَضْمَنُ لِمَا جَنَتِ الْبَهِيْمَةُ بِيَدِهَا اَوْ رِجْلِهَا اَوْ رَاسِهَا اَوْ كَدْمِهَا اَوْ خَبْطِهَا وَلَا يَضْمَنُ لِمَا وَقَعَ مِنْ رَوْثِهَا وَبَوْلِهَا وَلِمَا وَقَعَ مِنَ الْبَهِيْمَةِ مِنْ ضَرُوْرِيَّاتِهَا وَاِيْقَافُ الْبَهِيْمَةِ فِي الطُّرُقِ الْمُضَيَّقَةِ لَا يَضُرُّ وَرِيَّاتِهَا يُوْجِبُ ضَمَانَ جِنَايَتِهَا -

وَاَمَّا الْقَسَامَةُ فَلَا تَثْبُتُ اِلَّا بِاللَّوْثِ وَاللَّوْثُ اَمَارَةٌ يَغْلِبُ بِهَا الظَّنُّ بِصِدْقِ الْمُدَّعِيْ فَلَوْ وُجِدَ قَتِيْلٌ فِيْ قَرْيَةٍ اَوْ دَارٍ اَوْ مَحَلَّةٍ فَيَنْبَغِيْ اَنْ يَحْلِفَ اَوْلِيَاءُ دَمِهٖ خَمْسِيْنَ يَمِيْنًا اِنْ كَانُوْا خَمْسِيْنَ وَاِنْ لَمْ يَكُوْنُوْا خَمْسِيْنَ رَجُلًا بَالِغًا عَاقِلًا جَازَ اَنْ يَتَكَرَّرَ الْيَمِيْنُ مِنْ جَمَاعَةٍ اَقَلَّ مِنْ خَمْسِيْنَ وَلَوْ كَانَ وَاحِدًا اَوْ حَلَفَ خَمْسِيْنَ مَرَّةً تَثْبُتُ الدِّيَةُ عَلَى الْعَاقِلَةِ وَيَجُوْزُ اَنْ يَحْلِفَ مَنْ يَظُنُّ بِهٖ مِنْ اَهْلِ الدَّارِ اَوِ الْمَحَلَّةِ اَوِ الْقَرْيَةِ خَمْسِيْنَ يَمِيْنًا عَلٰى اَنْ لَمْ يَقْتُلُوْهُ وَلَمْ يَعْلَمُوْا قَاتِلَهُ فَبِذٰلِكَ يَسْقُطُ الْقَوَدُ عَنْ رِقَابِهِمْ وَتَلْزَمُ الدِّيَةُ عَلَى الْعَاقِلَةِ دِيَةً مُخَفَّفَةً فِيْ ثَلَاثِ سِنِيْنَ وَلِوَادٍ عَلٰى اَحَدٍ مِنْ اَهْلِ الْقَرْيَةِ اَوِ الْمَحَلَّةِ الْمَظْنُوْنِ بِهِمْ لَا تَبْطُلُ الْقَسَامَةُ -

جانوروں کے ساتھ جرائم کا ارتکاب کرنا:

جانور پہ جرم کا ارتکاب کرنے کی صورت میں اگر وہ جانور حلال گوشت والا ہو مثلاً اونٹ - گائے اور بھیڑ - پس کوئی شخص ذبح کرنے کی صورت اُس جانور کو ہلاک کرے تو ایسی صورت میں جانور کے مالک کو مجرم سے جانور کی قیمت کا مطالبہ کرنے یا تاوان کا مطالبہ کرنے کے اختیارات حاصل ہوں گے جانور کے زندہ ہونے اور مذبوح ہونے کی حالتوں کی قیمتوں میں پایا جانے والا باہمی فرق تاوان جرم ہے اگر جانور کا مالک مجرم سے اُس کی قیمت وصول کرنے کا مطالبہ کرے تو مذبوح جانور کو مجرم کے حوالے کرنا اور مجرم سے قیمت وصول کرنا واجب ہے - اگر مالک مجرم سے تاوان کا مطالبہ کرے تو جانور

کی دونوں حالتوں کو خوب پہچاننے والا کوئی شخص اس کی قیمت لگائے گا دونوں حالتوں میں جو باہمی فرق عیاں ہوگا اُس کو بطور تاوان وصول کیا جائے گا۔

اگر وہ جانور حلال گوشت والا نہ ہو تو ایسی صورت میں مجرم سے اُس جانور کی بازاری قیمت وصول کی جائے گی۔ اگر وہ جانور اُن اقسام حیوانات میں سے نہ ہو جن کی خرید و فروخت بکثرت ہوتی ہے۔ مثلاً شکاری کتا، چوکیداری کتا، کھیتی کی حفاظت کرنے کا کتا اور چیتا وغیرہ۔ تو ایسی صورت میں اُس جانور کی قیمت کو خوب جاننے والوں کی تعین قیمت کے مطابق مجرم سے اس کی قیمت لی جائے گی۔

غاصب آدمی اگر کسی حلال گوشت والے جانور یا کسی اور جانور کو ہلاک کر ڈالے تو اُس کے ذمے جانور کی قیمت واجب ہو جاتی ہے۔ اگر جانور غصب کے وقت کی حالت میں موجود ہو تو مجرم کے ذمے اُسے مالک کو واپس کر دینا واجب ہے۔ اگر جانور کی حالت میں غصب کے وقت کی حالت کی نسبت کچھ فرق پایا جاتا ہو تو پھر مجرم کے ذمے تاوان واجب ہے۔ اگر کوئی جانور کسی کی کھیتی کو خراب کرے۔ جبکہ جانور کا مالک اُس کی حفاظت کرنے میں کوتاہی کرتا ہو تو ایسی صورت میں جانور کا مالک نقصان کا ضامن ہوگا۔ اگر مالک جانور کی حفاظت میں کوئی کوتاہی نہ کرتا ہو تو پھر اُس کے ذمے کوئی چیز واجب نہیں ہوگی۔

جانور کے ہاتھ پیر مارنے، سر لگنے، کاٹنے یا بدک کر لات مارنے کی صورت میں نقصان پہنچانے کا ضامن اس جانور پر سوار ہونے والا ہوگا۔ جانور کی لید اور پیشاب پڑنے کا سوار ضامن نہیں ہوگا۔ اور نہ اُس حرکت کا ضامن سوار شخص ہوگا۔ جو لاچار اور ضروری طور پر جانور سے وقوع پذیر ہوتی ہے تنگ راستوں میں بلا کسی ضرورت کے جانور کا کھڑا کرنا جانور کی طرف سے پہنچنے والے نقصان کے بدلے تاوان لازم ہونے کا موجب بنتا ہے

قسامہ کا مسئلہ:

قسامہ کا ثبوت صرف لوث ہی سے مہیا ہوتا ہے۔ لوث اُس علامت کا نام ہے جس کے ذریعہ سے دعویدار کی سچائی کا گمان غالب پالیتا ہے۔ اگر کسی بستی، گھر یا محلے میں کوئی مقتول شخص پایا جائے تو مناسب ہے کہ خون مقتول کے سرپرست لوگ پچاس قسمیں کھانے کی صورت میں حلف اٹھائیں۔ بشرطیکہ وہ لوگ تعداد

میں پچاس ہوں ۔ اگر وہ لوگ تعداد میں پچاس عاقل بالغ آدمی نہ ہوں تو پچاس سے کم گروہ کی طرف سے متعدد طور پر قسمیں کھانا جائز ہے اگر مقتول کا سرپرست صرف ایک ہی ہو اور وہ پچاس مرتبہ قسمیں کھائے تو ایسی صورت میں خون کے ذمہ دار خاندان والوں پہ اُس کی دیت ثابت ہو جائے گی۔
گھر، محلہ یا بستی والوں میں سے گمان زدہ حضرات کا اس طور پر قسمیں کھانا جائز ہے کہ انہوں نے اُس مقتول کو قتل نہیں کیا اور نہ اُن کو اُس کے قاتل کا علم ہے۔ چنانچہ اس صورت میں اُن کی گردنوں سے قصاص کا معاملہ ساقط ہو جائے گا۔ اور خون کے ذمہ دار خاندان والوں پر تین سالوں میں ادا کی جانے والی بھی صورت کی دیت لازم ہو جائے گی ۔

اگر مقتول کا وارث بستی یا محلے کے گمان زدہ لوگوں میں سے کسی ایک پر دعویٰ دائر کرے تو اس سے قسامہ کا معاملہ باطل نہیں ہوگا ۔

بَابُ التِّجَارَةِ

وَهِيَ عَلَى نَوْعَيْنِ مَرْضِيٌّ وَغَيْرُ مَرْضِيٍّ وَالْمَرْضِيُّ عَلَى نَوْعَيْنِ وَاجِبٌ وَمُسْتَحَبٌّ وَغَيْرُ الْمَرْضِيِّ عَلَى نَوْعَيْنِ حَرَامٌ وَمَكْرُوهٌ فَالْوَاجِبُ مِنْهُمَا مَا يَحْتَاجُ الْإِنْسَانُ إِلَيْهِ لِكِسْوَتِهِ وَقُوتِ عِيَالِهِ. وَالْمُسْتَحَبُّ مِنْهُمَا مَا يَشْتَغِلُ بِهِ لِتَوْسِعَةِ الْمَعَاشِ وَمَعُونَةِ الْمُحْتَاجِينَ مِنَ الْيَتَامَى وَالْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَتَعْمِيرِ الْحِيَاضِ وَالْقَنَاطِيرِ وَالْمَسَاجِدِ وَغَيْرِهَا مِنَ الْخَيْرَاتِ وَالصَّدَقَاتِ. وَالْحَرَامُ مِنْهَا بَيْعُ الْمُحَرَّمَاتِ وَشِرَاؤُهَا كَالْخِنْزِيرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْعَذِرَةِ وَالْحَشَرَاتِ كَالْفَأْرَةِ وَالْعَقَارِبِ وَالْحَيَّاتِ وَلٰكِنْ يَجُوزُ بَيْعُ دُودِ الْقَزِّ وَالنَّحْلِ الَّتِي يَقْدِرُ عَلَى كِلَيْهِمَا وَبَيْعُ الْأَحْرَارِ وَشِرَاؤُهُمْ حَرَامٌ لِشَرَفِهِمْ وَالْإِنْسَانُ مَعَ شَرَفِهِ يَصِيرُ مَمْلُوكًا بِسَبَبِ الْكُفْرِ الْأَصْلِيِّ سَبْيًا أَوْ شِرَاءً وَتَبْقَى رِقِّيَّتُهُ إِلَى ذُرِّيَّتِهِ وَأَعْقَابِهِ وَإِنْ أَسْلَمُوا مَا لَمْ يُعْتَقْ وَلَوِ الْتُقِطَ طِفْلٌ مِنْ دَارِ الْحَرْبِ صَارَ مَمْلُوكًا إِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهَا مُسْلِمٌ وَالرَّجُلُ لَا يَمْلِكُ أَبَاهُ وَأُمَّهُ وَالْجَدَّ وَالْجَدَّةَ وَإِنْ عَلَوَا وَالْوَلَدَ ذَكَرًا كَانَ أَوْ أُنْثَى وَوَلَدَ الْوَلَدِ وَإِنْ نَزَلُوا وَالْأَخَ وَالْأُخْتَ وَالْعَمَّ وَالْخَالَ وَإِنْ عَلَوَا وَالْعَمَّةَ وَالْخَالَةَ وَإِنْ عَلَتَا وَوَلَدَ الْأَخِ وَوَلَدَ الْأُخْتِ وَإِنْ نَزَلُوا لِأَنَّ الرَّجُلَ إِذَا اشْتَرَى أَحَدَهُمْ يَنْعَتِقُ مَعًا وَيَمْلِكُ غَيْرَ هٰؤُلَاءِ بَعِيدًا كَانَ أَوْ قَرِيبًا وَكُلًّا مِنَ الزَّوْجَيْنِ إِنْ مَلَكَ صَاحِبَهُ بَطَلَ النِّكَاحُ

على تكليمه ويجوز بيع الحمام الذي جرت العادة بعوده والسمك في الحياض المحصورة المملوكة. ومن حفر بئر ماء في ملكه أو في أرض مباحة صار ماؤه ملكه ومن حفر نهرا وأجرى الماء المباح فيه صار الماء ملكه ولو حفر وظهر معدن صار أيضا ملكه ويجوز بيع الوقف إن أدى إلى الخراب وبالبيع يعمر ولا يجوز بيع أم الولد في حياة ولدها وبعد موته إن كان المولى معسرا ادعى لم تكن لائقة به يجوز بيعها ولا يجوز بيع المرهون إلا بإذن المرتهن ويجوز بيع ملك كان في يد الغاصب إن كان المشتري يقدر على انتزاعه من يد الغاصب ويجوز بيع بعض الحيوان كالنصف أو الثلث أو الربع مشاعا من غير تعيين عضو ولو عين عضوا بعينه كالرأس ونحوه بطل البيع وبعد الذبح لا يبطل بتعيين عضو ولو باع بصفقة واحدة ما يصح وما لا يصح كبيع عبد له وحر فإنه يصح فيما يملك فينبغي أن يسقط الثمن بالتوزيع على المملوك وعلى الحر لو كان. ويكون للمشتري خيار الفسخ فيه.

ولا يجوز بيع المصحف من الكافر ولا العبد المسلم ولا السلاح. ولا يجوز بيع شيء قبل قبضه إلا في مواضع منها ما يملك بالإرث والوصية ومنها نصيبه من الغنيمة ومنها نصيبه من الوقف ومنها إدراره من بيت المال ومنها الوديعة من عنده قبل العود إليه ومنها مال الشركة من شريكه ومنها بدل المرهون من المرتهن ومنها المستعار من المستعير ومنها بدل الخلع من ذات الخلع فإنه يجوز بيع هذه الأشياء قبل القبض. ومن باع أشجار الأرض ثم وهب الأرض للمشتري لدفع الشفعة عدوا أو حسودا أو فاسقا أو ظالما جاز ولو كان حيلة.

ترجمہ، تجارت کا بیان

تجارت کی دو قسمیں ہیں:-

۱- پسندیدہ تجارت

۲- ناپسندیدہ تجارت

بينهما وإن ملك بعضه حلّ أيضاً النكاح. ولا يجوز بيع حبّة من الحنطة لقلّتها وكلّ شيء لا ينتفع به شرعاً لا يجوز بيعه وشراؤه. ولكن يجوز بيع الأرواث لتقوية الأراضي وتغذية المزارع وبيع الدهن النجس للاستصباح في العمارات والماء المتنجّس للأشجار والمزروعات. وأمّا الخمر فيحرم بيعه وشراؤه إن أراد شربه وإن أراد تخليله أو إراقته يجوز شراؤه مع المكنة إن لم يقدر على إراقته نهياً عن المنكر لمنفعة المسلمين وقوّة الفاسقين. ويجوز بيع الكلب وشراؤه مع أنّه نجس للصيد أو حفظ الأغنام والبهائم أو الحائط أو الزرع وبيع الفهد كطيور الصيد كالبازي والصقر والشاهين والعقاب والباشق وشراؤها جائز. ويجوز بيع الفيل وشراؤه لأنّه يحمل عشرة أحمال البغل ويحارب في صفّ القتال وينتفع الناس بعظامه والمكروه منهما ما كان بركوب البحر وأجرة الضراب وأجرة خصاء الحيوان و معاملة الظالمين والكافرين ولو كانوا من أهل الذمّة ومعاملة الفسقة بالطرق التي جرت العادة يشرب الخمر فيها وكلّ شيء يمدّهم وبين مجالستهم يكره بيعه لهم.

ولا يجوز بيع المجهول فينبغي أن يكون المبيع معلوماً بالمشاهدة فيما يعلم بالمشاهدة أو بوصف فيما يعلم بالوصف وهو اللفظ الفارق بين أفراد ذلك الجنس بعد تعريف الجنس باللفظ الدالّ على القدر الذي يشترك فيه أفراد حقيقته أو الكيل في المكيلات أو الوزن في الموزونات أو الشمّ فيما يعلم به أو الذوق فيما يعلم به ومعرفة هذه الأشياء تتعلّق بالعرف في كلّ بلدة أو قرية أو ناحية. ويجوز البيع والشراء بالمعاطاة إن كان المتبايعان تراضيا ويجوز بيع المسك في فارة وإن لم يفتق ولو تبيّن بعد العقد وجدة معيوباً بغشّ أو غيره فللمشتري الخيار في ردّه. ويجوز بيع المظروف بالوزن وتقدير وزن الظروف جزافاً بمراضاتهما أو البيع بالظروف. ولا يجوز البيع والشراء بالمباحات الأصلية قبل الحيازة كالكلاء ومياه الأودية والعيون المشتركة بين المسلمين والوحوش والطيور الوحشية والسمك والطائر الذي لا يقدر

پسندیدہ تجارت کی دو قسمیں ہیں ۔

۱۔ واجبی تجارت

۲۔ مسنون تجارت

ناپسندیدہ تجارت کی دو قسمیں ہیں :۔

۱۔ حرام تجارت

۲۔ مکروہ تجارت

(۱) واجب تجارۃ :۔ وہ ہے کہ انسان اپنی خوراک اور اپنے بال بچوں کی خوراک کے لئے اُس کا محتاج ہو جاتا ہے

(۲) مسنون تجارت وہ ہے کہ انسان اپنی معیشت کو وسعت دینے۔ حاجتمندوں مثلاً یتیم بچے، فقیر لوگ اور مسکینوں کی مدد کرنے اور تالابوں، پلوں اور مسجدوں کی تعمیر کرنے اور اُن کے علاوہ دیگر خیراتی امور اور صدقات ادا کرنے کے لئے اُس میں لگ جائے۔

۱۔ حرام تجارت۔ حرام چیزوں کا فروخت کرنا اور اُن کا خریدنا ہے۔ مثلاً خنزیر، مردار، گندگی اور کیڑے مکوڑے جیسے چوہا، بچھو اور سانپ۔ لیکن ریشمی کپڑے کا فروخت کرنا اور اُس شہد کی مکھی کا فروخت کرنا جس کے حوالے کرنے پر آدمی قادر ہو جائز ہے۔

آزاد انسانوں کی خرید و فروخت ان کے باشرف ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔

انسان باشرف ہونے کے باوجود اصلاً کافر ہونے کی وجہ سے گرفتار کئے جانے یا خریدنے کی صورت میں مملوک بن جاتا ہے۔ اُس کی غلامی اُس کے پیچھے آنے والی اولاد میں سرایت کر جاتی ہے۔ جبتک کہ اُن کو آزاد نہ کیا جائے اگرچہ وہ اسلام کو قبول ہی کیوں نہ کریں۔ اگر دار حرب سے کسی بچے کو اٹھا لیا گیا ہو تو وہ فرد مملوک بن جائے گا۔ بشرطیکہ دار حرب میں کوئی بھی مسلمان نہ ہو۔ آدمی اپنے باپ، اپنی ماں، دادا اور دادی کا اگرچہ یہ لوگ درجے میں جتنے اوپر کو ہوں، اپنی اولاد کا خواہ لڑکا ہو یا لڑکی، بیٹے کی اولاد کا اگرچہ وہ درجے میں جتنے بھی نیچے کو ہوں۔ بھائی بہن، چچا اور خالو کا اگرچہ یہ لوگ درجے میں جتنے بھی اوپر کو ہوں، پھوپھی اور خالہ کا اگرچہ دونوں درجے میں جتنے اوپر کو ہوں، بھائی کی اولاد (بھتیجے) اور بہن کی اولاد (بھانجے)، کا اگرچہ وہ درجے میں جتنے بھی نیچے کو ہوں۔ مالک نہیں بن سکتا۔ جب آدمی ان رشتہ داروں میں سے کسی ایک کو خرید لے تو وہ خریدنے کے ساتھ ہی خود بخود آزاد ہو جاتا ہے۔ ان کے سوا دیگر افراد کا آدمی مالک بن جاتا ہے۔ خواہ وہ رشتے کے لحاظ

سے دُور ہوں یا قریب۔ اگر میاں بیوی میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کا مالک بن جائے تو اُن کا آپس میں نکاح باطل ہو جاتا ہے۔ اگر اُن میں سے کوئی ایک دوسرے کے بعض حصّے کا مالک بن جائے تو بھی نکاح باطل ہو جاتا ہے۔

گندم کے ایک دانے کا فروخت کرنا اُس کی قلّت کی وجہ سے جائز نہیں ہے۔ جس جس چیز سے شرعاً کوئی فائدہ حاصل نہ کیا جا سکتا ہو اُس کی خرید و فروخت کا معاملہ جائز نہیں۔ لیکن زمینوں کو تقویت پہنچانے اور کھیتوں کو آباد کرنے کی غرض سے گوبروں کا فروخت کرنا۔ میدانوں میں دیا جلانے کی غرض سے ناپاک تیل کا فروخت کرنا نیز درختوں اور کھیتوں کے لئے ناپاک پانی کا فروخت کرنا جائز ہے۔

شراب کی خرید و فروخت کا معاملہ حرام ہے۔ بشرطیکہ اُس کے پینے کا ارادہ ہو۔ اگر شراب کو سرکہ بنانے یا اُسے بہا دینے کا ارادہ ہو تو استطاعت ہونے کی صورت میں اُس کا خریدنا جائز ہے۔ بشرطیکہ مسلمانوں کے کمزور ہونے اور فاسق لوگوں کے قوی ہونے کی وجہ سے برائی سے روکنے کی خاطر آدمی شراب کے ویسے بہانے پر قادر نہ ہو۔

ناپاک ہونے کے باوجود شکار کھیلنے کے لئے اور جانور، مویشی، باغ اور کھیت کی حفاظت کی غرض سے کتّے کی خرید و فروخت کا معاملہ جائز ہے۔ چیتا اور شکاری پرندوں کی خرید و فروخت کا معاملہ جائز ہے۔ مثلاً باز، چرخ، شاہین، عقاب اور باشہ وغیرہ۔ ہاتھی کی خرید و فروخت کا معاملہ جائز ہے۔ کیونکہ ہاتھی نجیب ہے دس بوجھ اٹھاتا ہے۔ میدان کارزار کی صف میں خوب لڑتا ہے اور اس کی ہڈیوں سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں۔

مکروہ تجارت کی صورتیں یہ ہیں :-

۱۔ سمندر کی سیر کا معاملہ (۲) حجتی کی اُجرت۔

۳۔ جانور کے خصی کرانے کی اُجرت۔

۵۔ ظالموں اور کافروں کے ساتھ معاملہ کرنا اگرچہ وہ ذمی لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔

۶۔ فاسق لوگوں سے اُن برتنوں کا معاملہ کرنا جنہیں شراب پینے کی عادت چلی آتی ہو۔ نیز جو چیز فاسق لوگوں کو اطلاع بہم پہنچاتی ہو اور اُن کی محفلوں کو آراستہ کرتی ہو۔ ایسی چیز کا اُن کے ہاتھ فروخت کرنا مکروہ ہے۔

نامعلوم چیز کا فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ لہٰذا مناسب ہے کہ فروخت کی جانے والی چیز یا تو مشاہدے کی صورت میں معلوم ہو جبکہ اُس کو مشاہدے سے معلوم کیا جاتا ہو یا وہ چیز وصف سے معلوم ہو جبکہ اُسے وصف سے معلوم کیا جاتا ہو۔ وصف اُس لفظ کا نام ہے جو کسی جنس کی حقیقت کے افراد کے قدرِ مشترک لفظ سے جنس کی تعریف کرنے کے بعد اُس جنس کے افراد کو ایک دوسرے سے ممتاز کرتا ہے۔ ناپی جانے والی چیزیں ناپ کی صورت میں معلوم ہوں۔ گنی جانے والی چیزیں گننے کی صورت میں معلوم ہوں۔ سونگھ کر معلوم کی جانے والی چیزیں سونگھنے کی صورت میں معلوم ہوں یا چکھنے کی صورت میں معلوم ہوں جبکہ اُس کو چکھ کر معلوم کیا جاتا ہو۔ ہر ہر شہر، بستی یا مضافات میں ان چیزوں کی پہچان وہاں کے علاقائی رواج سے تعلق رکھتی ہے۔

اٹکل کے ذریعہ خرید و فروخت کا معاملہ جائز ہے۔ بشرطیکہ خرید و فروخت کرنے والے دونوں افراد اس پر رضامند ہوں۔ نافے میں موجود مُشک کا فروخت کرنا جائز ہے۔ اگرچہ وہ ابھی شق نہ بھی ہوا ہو۔ اگر معاملہ ہو چکنے کے بعد اُسے شق کرے اور خریدار اُس کو کسی کھوٹ وغیرہ کی صورت میں عیب دار پائے تو خریدار کو اُس کے واپس کرنے کا اختیار ہوگا۔ دونوں کی رضامندی کے مطابق اٹکل کے ذریعہ مظروف کا وزن کرنے اور ظرف کے وزن کو نکالنے کی صورت میں یا ظرف کی بھی فروختگی کی صورت میں فروخت کرنا جائز ہے۔ اصل کے اعتبار سے مباح چیزوں کی خرید و فروخت کا معاملہ اس کو محفوظ کرنے سے پہلے جائز نہیں ہے۔ مثلاً گھاس۔ وادیوں کے پانی۔ مسلمانوں کے آپس کے مشترک چشمے، وحشی جانور، وحشی پرندے اور وہ مچھلی جس کے حوالے کرنے پر آدمی قادر نہ ہو۔ جس کبوتر کے واپس آنے کی عادت چلی آتی ہو اُس کا فروخت کرنا اور گھرے ہوئے مملوکہ پانی کی مچھلیوں کا فروخت کرنا جائز ہے۔ جو شخص اپنی ملکیت میں یا کسی مباح زمین میں پانی کا کوئی کنواں کھودے تو کنویں کا پانی اس کی ملکیت بن جاتا ہے۔ جو شخص کوئی نہر نکالے اور اُس نہر میں مباح پانی بہالے تو پانی اس کی ملکیت بن جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص کھدائی کرے اور کوئی معدن نکل آئے تو وہ بھی اس کی ملکیت بن جاتا ہے۔ وقف کی چیز کا فروخت کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ وہ بربادی کو پہنچ گئی ہو اور فروخت کرنے کی صورت میں اُس کی تعمیر کی جا سکتی ہو۔ بچے کی زندگی میں ام لونڈی کا فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ بچے کے انتقال کر جانے کے بعد اگر آقا تنگدست ہو اور ام ولد لونڈی آقا کی خدمت کی قابل نہ ہو تو اُس کا فروخت کرنا جائز ہوگا۔

مرتہن کی اجازت کے بغیر مرہون چیز کا فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ لٹیرے کے قبضے میں موجود کسی ملکیت کا فروخت کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ خریدار لٹیرے کے ہاتھ سے اُس چیز کے نکال لانے پر قادر ہو۔ کسی ایک عضو کے تعین کے بغیر جاری وساری صورت میں حیوان کے بعض حصے کا فروخت کرنا جائز ہے۔ مثلاً نصف تہائی یا چوتھائی۔ اگر کسی عضو کو بعینہ معین کیا جائے۔ مثلاً سر وغیرہ تو فروخت کا معاملہ باطل ہوگا۔ جانور کے ذبح کرنے کے بعد کسی عضو کی تعین سے فروخت کا معاملہ باطل نہیں ہوتا۔ اگر ایک ہی معاملے کی صورت میں درست چیز اور نادرست چیز کو کوئی فروخت کرے مثلاً کسی کا اپنا غلام اور کوئی آزاد آدمی کا فروخت کرنا بس مملوک فرد کے حق میں فروخت کا معاملہ درست ہوگا۔ چنانچہ اب مناسب ہے کہ فرد مملوک اور مملوک فرض کر کے آزاد فرد میں قیمت کو بانٹ کر آزاد کی قیمت کو ساقط کرے۔ اس صورت میں خریدار کو معاملے کے فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔ کافر کے ہاتھ قرآن شریف کا فروخت کرنا جائز نہیں نہ ہی مسلمان غلام اور ہتھیاروں کا فروخت کرنا جائز ہے۔

قبضہ کرنے سے پہلے کسی چیز کا فروخت کرنا جائز نہیں۔ مگر ان چند صورتوں میں جائز ہے:۔

وہ مال جس کا آدمی وراثت یا وصیت کی صورت میں مالک بن جاتا ہے۔ (۲) مال غنیمت میں سے اپنا حصہ (۳) وقف کی چیز سے اپنا حصہ (۴) بیت المال سے ملنے والا کسی کا اپنا وظیفہ (۵) اپنے پاس لوٹ آنے سے پہلے اپنی طرف سے امانت کا مال (۶) شریک کی طرف سے شرکت کا مال (۷) مرتہن کی طرف سے مال مرہون کا بدل (۸) عاریت پر لی گئی چیز کو عاریت پر لینے والے کا مال (۹) خلع والی عورت کی طرف سے ملنے والا بدل خلع۔ ان چیزوں کا فروخت کرنا ان پر قبضہ کرنے سے پہلے جائز ہے۔

جو شخص کسی زمین کی درختوں کو فروخت کرے اور دشمن بن کر، حاسد بن کر، فاسق بن کر یا ظالم بن کر، حق شفعہ کو دور کرنے کی غرض سے زمین کو خریدار کے لئے ہبہ کرے تو یہ جائز ہے۔ اگرچہ حیلہ کے طور پر ہی کیوں نہ ہو۔

وَلَا يَنْعَقِدُ الْبَيْعُ إِلَّا بِالْإِيجَابِ وَالْقَبُولِ بِلَفْظِ الْمَاضِي كَمَا يَقُولُ الْبَائِعُ بِعْتُ أَوْ شَرَيْتُ أَوْ مَلَّكْتُ وَالْمُشْتَرِي يَقُولُ اشْتَرَيْتُ أَوْ تَمَلَّكْتُ أَوْ قَبِلْتُ وَأَمَّا التَّعَاطِي فَيَكْفِي فِي الْمُحَقَّرَاتِ إِنْ كَانَ الْمِيزَانُ أَوِ الْمِكْيَالُ أَوِ الذِّرَاعُ صَحِيحًا بِلَا نَقْصٍ وَلَا قُصُورٍ وَالْمُشْتَرِي غَيْرَ مُضْطَرٍّ وَالْبَائِعُ مُتَدَيِّنًا وَإِنْ لَمْ يَكُنْ كَذَٰلِكَ فَلَا بُدَّ مِنَ الْإِيجَابِ وَالْقَبُولِ بِصِيغَةِ الْمَاضِي فِي النَّفَائِسِ

والخامس ولا بد من التوافق والتطابق بين الإيجاب والقبول فلو قال واحد من المتبايعين
بعتك هذين الفرسين أو البقرتين أو عشرة منهما بألف وقال الآخر تملكت أحدهما بخمس
مائة لم يقع البيع ولو قبض المشتري شيئا ببيع فاسد لم يملكه وإن تلف المقبوض
ضمن القابض ويشترط في المتعاقدين البلوغ والعقل والاختيار والقصد فلا ينعقد بيع الصبي
ولا المجنون ولا المغمى عليه ولا المكره ولا السكران الذي لا يعقل ولا الغافل ولا الهازل
ويشترط أن يكون العاقد مالكا للمبيع أو وليا للمالك كالأب والجد أو إماما أو أمينا
للإمام أو وصيا أو وكيلا ويجوز للأب أن يتولى طرفي العقد في التجارة كما في النكاح ويصح
العقد بالاستيجاب والقبول كما يقول المشتري بعني هذه السلعة فقال بعت والاستيجاب
أولا يغني من لفظ الإيجاب آخرا - أما آداب التجارة فيستحب للتاجر أن يتفقه فيها أولا ويستحب
الإقالة للمستقيل والتسوية وإيثار الراجح وقبول الناقص وأن يترك الربح في معاملة الأتقياء
ومن الفقراء أو تخفيفه والتسامح في البيع والشراء والدعاء وقت دخول الأسواق وأن يسأل
الله البركة في تجارته والشهادتان عند الشراء والبيع ويكره دخول الأسواق قبل الكاسبين
لأنه يدل على الحرص ومدح البائع وذم المشتري وكتمان عيب ما يبيع واليمين على البيع
والسوم عند طلوع الفجر والشمس وتزيين الأمتعة التي أراد بيعها والبيع في ظلمة الزمان و
المكان والاستحطاط بعد العقد والزيادة وقت النداء والنجش وهو أن يزيد في القيمة
لترغيب المشتري والدخول على سوم المسلمين وتلقي الركبان مكروه وهو أن يمشي مستقبلا
إلى التجار المتوجهين إلى بلدة ليشتري منهم سلعة قبل وصولهم إلى البلدة ووقوفهم على
السعر وحده الوقوف على السعر إن كان غبن فاحش ونهى رسول الله صلى الله عليه وآله
وسلم عن بيع حبل الحبلة وهو بيع بثمن مؤجل إلى نتاج الناقة وعن بيع المجر وهو بيع
ما في الأرحام وعن بيع الملاقيح وهي ما في بطون الأمهات وعن بيع عسب الفحل لعلته
وعن بيع المضامين وهي ما في أصلاب الفحول وعن بيع الملامسة وهو أن يبيع سلعة
بملامسة لا بمشاهدة وعن بيع المنابذة وهو أن يقول إن نبذته إلي فقد اشتريته
بمائة أو كذا وعن بيع الحصاة وهو أن يقول ارم هذه الحصاة فعلى أي ثوب وقعت فهو لك

بِكَذَا كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَهَكَذَا بَيْعُهُمْ وَشِرَاؤُهُمْ فَأَبْطَلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كُلَّهَا وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ وَمَعْنَاهُ أَنْ لَا يَقُولَ وَاحِدٌ لِلْمُشْتَرِي فِي مُدَّةِ الْخِيَارِ أَنَا أَبِيعُ مِثْلَ هَذِهِ السِّلْعَةِ بِأَقَلَّ مِنَ الثَّمَنِ أَوْ خَيْرًا مِنْهَا بِالثَّمَنِ وَأَنْ لَا يَقُولَ لِلْبَائِعِ فِي مُدَّةِ الْخِيَارِ أَنَا أَزِيدُكَ فِي الثَّمَنِ - وَبَيْعُ التَّلْجِئَةِ بَاطِلٌ وَهُوَ الْمُوَاطَاةُ عَلَى الْاِعْتِرَافِ بِالْبَيْعِ مِنْ غَيْرِ بَيْعٍ خَوْفًا مِنْ ظَالِمٍ يَعْنِي لَا يَلْزَمُ مِنْ هَذِهِ التَّلْجِئَةِ بَيْعٌ وَلَكِنَّ التَّلْجِئَةَ لِدَفْعِ الضَّرَرِ تَجُوزُ بَلْ تَجِبُ وَالْاِحْتِكَارُ مَكْرُوهٌ وَفِي الْغَلَّاتِ حَرَامٌ وَهُوَ أَنْ يُمْسِكَ الْأَطْعِمَةَ كَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَسَائِرِ الْأَغْذِيَةِ الضَّرُورِيَّةِ لِيَزِيدَ السِّعْرَ-

ترجمہ : ایجاب اور قبول کا مسئلہ :

خرید و فروخت کا معاملہ لفظ ماضی کی صورت میں ایجاب اور قبول ہی سے انعقاد پذیر ہوتا ہے مثلاً فروخت کرنے والا کہے بِعْتُ الخ میں نے فروخت کیا، یا میں نے مالک بنا دیا۔ خریدار کہے۔ میں نے خرید لیا۔ میں مالک بن گیا یا وہ کہے۔ میں نے قبول کیا۔ دست بدست لینے دینے کا معاملہ حقیر چیزوں کے بارے میں کافی ہے۔ بشرطیکہ ترازو، یا پیمانہ یا گز کسی نقص اور کوتاہی کے بغیر درست ہو۔ خریدار اضطراب کا شکار نہ ہو۔ اور فروخت کرنے والا دیندار ہو۔ اگر صورت حال ایسی نہ ہو تو عمدہ اور گھٹیا دونوں چیزوں کے لئے ماضی کے الفاظ کی صورت میں ایجاب اور قبول کا ہونا ضروری ہے۔ ایجاب اور قبول کا ایک دوسرے کے موافق ہونا اور مطابق ہونا ضروری ہیں۔ پس اگر خرید و فروخت کا معاملہ کرنے والے دونوں میں سے کوئی ایک کہے! میں نے ایک ہزار کے عوض میں ان دونوں گھوڑوں کو فروخت کیا۔ ان دونوں گائیوں کو فروخت کیا یا ان کے سوا کسی اور چیز کے متعلق کہے کہ میں نے فروخت کیا۔ اس پر دوسرا کہے! میں نے پانچسو کے عوض میں ان دونوں میں سے ایک کو قبول کیا تو ایسی صورت میں خرید و فروخت کا معاملہ وقوع پذیر نہیں ہوگا۔ اگر خریدار کسی باطل بیوپار میں کسی چیز پر قبضہ کرے تو وہ اُس چیز کا مالک نہیں بنے گا۔ اگر مقبوضہ چیز ضائع ہو جائے تو قبضہ کرنے والا شخص اس کا ضامن ہوگا۔

بیوپاری حضرات کی شرطیں :

خرید و فروخت کا معاملہ کرنے والوں کے لئے بالغ ہونا، عقلمند ہونا، بااختیار ہونا اور معاملے کا قصد و ارادہ کرنا شرط

ہیں لہذا بچے کا معاملہ منعقد نہیں ہوسکتا۔ پاگل کا معاملہ کرنا منعقد نہیں ہوسکتا۔ بیہوش فرد کا معاملہ منعقد نہیں ہوسکتا۔ مجبور کیے گئے کا معاملہ کرنا منعقد نہیں ہوسکتا۔ نشے میں مست بے عقل کا معاملہ کرنا منعقد نہیں ہو سکتا۔ غفلت کے شکار کا معاملہ منعقد نہیں ہوسکتا۔ اور نہ ہی مذاق کرنے والے کا معاملہ منعقد ہوسکتا ہے۔ نیز شرط ہے کہ معاملہ کرنے والا فروخت کی جانے والی چیز کا مالک ہو یا مالک کا سرپرست ہو۔ مثلاً باپ اور دادا، یا وہ امام ہو یا امام کا سیکرٹری ہو یا وصی ہو یا وکیل ہو۔ باپ کے لئے بیوپار کرنے کی صورت میں دونوں طرف کے معاملے کی سرپرستی کرنا جائز ہے۔ جیسا کہ نکاح کی صورت میں اس کے لئے طرفین کی سرپرستی جائز ہے ایجاب اور قبول کے مطالبے سے معاملہ انعقاد پذیر ہوجاتا ہے۔ مثلاً خریدار کہے۔ یہ سامان میرے ہاتھ فروخت کر۔ اس پر بیچنے والا کہے۔ میں نے فروخت کیا۔ ابتداء میں ایجاب کا مطالبہ کرتا آدمی کو آخر میں لفظ ایجاب سے بے نیاز کرتا ہے۔

تجارت کے آداب:

تاجر کے لئے مسنون ہے کہ پہلے پہل وہ بیوپار کے بارے میں خوب سوچ سمجھ سے کام لے نیز اس کے لئے یہ افعال مسنون ہیں۔

(۱) اقالہ چاہنے والے کی خاطر اقالہ کرنا (۲) برابری کا لحاظ رکھنا (۳) زیادہ کی قربانی دینا۔ (۴) ناقص کا قبول کرنا۔ (۵) پرہیزگار فقیروں کے ساتھ معاملہ کرنے کی صورت میں نفع کو چھوڑنا یا بھاؤ کو کم کرنا (۶) خرید و فروخت کی صورت میں چشم پوشی سے کام لینا (۷) بازاروں میں داخل ہوتے وقت دعا کا پڑھنا (۸) خداوند عالم سے تجارت میں برکت کا سوال کرنا۔ (۹) خرید و فروخت کا معاملہ کرتے وقت کلمۂ شہادتین کا پڑھنا

مکروہ افعال یہ ہیں:

۱۔ بیوپاریوں سے پہلے بازاروں میں داخل ہونا کیونکہ یہ لالچی کی علامت ہے (۲) بیچنے والے کی تعریف کرنا۔ (۳) خریدار کی مذمت کرنا (۴) فروخت کی جانے والی چیز کے عیب کو چھپانا (۵) معاملہ کے دوران قسم کھانا۔ (۶) پو پھٹتے وقت اور سورج نکلتے وقت خرید و فروخت کا معاملہ کرنا (۷) جن سامان کے بیچنے کا ارادہ ہو ان کو خوب آراستہ کرنا (۸) وقت اور جگہ کی تاریکیوں میں خرید و فروخت کا معاملہ کرنا (۹) معاملہ ہو چکنے کے بعد کمی کا مطالبہ

کرنا (۱۰) پشیمان ہوتے وقت اضافہ کرنا (۱۱) نجش کا معاملہ کرنا۔ نجش کی صورت یہ ہے کہ خریدار کو ترغیب دلانے کی خاطر قیمت میں اضافہ کرنا (۱۲) مسلمانوں کے کاروباری معاملات میں دخل اندازی کرنا (۱۳) تلقی رکبان والا معاملہ مکروہ ہے اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص شہر کا رخ کر کے آنے والے تاجروں کے پاس پہلے ہی چلا جائے تاکہ وہ تاجروں کا شہر میں پہنچ کر بھاؤ سے واقف ہونے سے پہلے اُن سے کچھ مال خرید سکے بشرطیکہ بھاؤ سے واقف ہونے کے بعد اُن کے لئے شدید قسم کا نقصان ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خرید و فروخت کی ان صورتوں سے منع فرمایا ہے۔

(۱) حبل الحبلہ کا معاملہ۔ اس کی صورت یہ ہے کہ اونٹنی کے بچہ جنم دینے تک موجل قیمت کے عوض میں اس بچے کا فروخت کرنا (۲) مجر کا معاملہ۔ یہ مادہ کے رحم میں موجود بچے کی خرید و فروخت کا نام ہے۔

(۳) ملاقیح کا معاملہ۔ یہ معاملہ ماؤں کے پیٹوں میں موجود بچوں کی خرید و فروخت کا نام ہے (۴) مادہ کے ساتھ نر کی جفتی کی صورت میں جوہر حیات کی خرید و فروخت کا معاملہ (۵) مضامین کا معاملہ۔ یہ معاملہ نر کی کمر میں موجود جوہر حیات کی خرید و فروخت کا نام ہے (۶) ملامسہ کا معاملہ۔ اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص کسی سامان کو ہاتھ لگانے کی صورت میں فروخت کرے نہ کہ مشاہدہ کرے (۷) منابذہ کا معاملہ۔ اس کی صورت یہ ہے کہ خریدار کہے کہ اگر تو نے اس چیز کو میری طرف پھینکا تو گویا میں نے اُسے اتنے کے عوض میں یا اتنی چیز کے عوض میں خرید لیا (۸) کنکری کا معاملہ۔ اس کی صورت یہ ہے کہ فروخت کرنے والا کہے کہ اس کنکری کو مار پھینکو۔ جس کپڑے پر یہ کنکری گرے وہ کپڑا اتنے کے عوض تمہارا ہوگا۔

زمانہ جاہلیت میں لوگوں کی خرید و فروخت کا معاملہ ایسا ہی ہوا کرتا تھا چنانچہ پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سب صورتوں کو باطل قرار دیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا لَا یَبِیعُ بَعْضُکُمْ (الخ) چاہئے کہ تم میں سے بعض لوگ دوسرے بعض لوگوں کے خلاف خرید و فروخت کا معاملہ نہ کریں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اختیار والی مدت میں کوئی ایک خریدار سے یہ نہ کہے کہ میں اس قسم کا سامان اس قسم سے کم میں فروخت کرتا ہوں یا وہ یوں کہے کہ میں اس قیمت میں اس سے بہتر مال بیچتا ہوں۔ مدت خیار میں کوئی ایک فروخت کرنے والے سے یہ نہ کہے کہ میں تیرے لئے اس قیمت میں اضافہ کرتا ہوں۔

تلجیہ والا معاملہ باطل ہے کسی ظالم کے خوف سے کسی قسم کی خرید و فروخت ہوئے بغیر خرید و فروخت کے اعتراف کرنے پر آپس میں ایک دوسرے سے اتفاق کر لینے کا نام تلجیہ والا معاملہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس تلجیہ سے

کوئی معاملہ خرید و فروخت نہیں ہوتا لیکن تجمیہ والا یہ معاملہ ضرر کو دُور کرنے کی غرض سے نہ صرف جائز ہے بلکہ واجب ہے۔

ذخیرہ اندوزی کا مسئلہ:

ذخیرہ اندوزی کرنا مکروہ ہے۔ غلات کی ذخیرہ اندوزی حرام ہے، ذخیرہ اندوزی کی صورت یہ ہے کہ آدمی انسانی خوراک مثلاً گندم اور جو، اور تمام ضروری غذاؤں کو روکے رکھے تاکہ وہ ان چیزوں کے بھاؤ بڑھا سکے۔

أمّا البيعُ بالمرابحةِ والمواضعةِ والتوليةِ فصحيحٌ. المرابحةُ نقلُ ما ملكه بالعقدِ الأوّلِ بالثمنِ الأوّلِ مع زيادةِ ربحٍ. والمواضعةُ نقلُ ما ملكه بالعقدِ الأوّلِ بالثمنِ الأوّلِ بوضعِ شيءٍ منه. والتوليةُ نقلُ ما ملكه بالعقدِ الأوّلِ بالثمنِ الأوّلِ من غيرِ زيادةِ ربحٍ ولا نقيصةٍ. فالواجبُ في المرابحةِ والمواضعةِ والتوليةِ تعيينُ رأسِ المالِ وتعيينُ ما زاد عليه ربحاً أو ما نقص منه وضعاً أو ما سوّى فيه صدقاً ولو لم يصدقِ البائعُ في رأسِ مالِه وبان كذبُه فللمشتري الخيارُ في ردِّه وقبولِه وينبغي أن يقولَ اشتريتُه بكذا من غيرِ زيادةٍ ونقيصةٍ ومن غيرِ حيلةٍ وإذا أراد أن يضيفَ إلى رأسِ مالِه أجرةَ القصّارِ أو الصبّاغِ أو غيرِهما ينبغي أن يقولَ هو عليَّ بكذا أو تقوّم عليَّ بكذا ومن اشترى أمتعةً لم يجزْ أن يبيعَ بعضَها مرابحةً مع تشريكِ أثمانِها إلّا بعد أن يخبرَ المشتري بكيفيّةِ حالِها ولو اشترى دابّةً حاملةً فولدتْ وأراد أن يبيعَها دون ولدِها لم يجزْ إلّا بعد أن يخبرَ المشتري بذلك. وأمّا الإقالةُ فهي فسخُ البيعِ بمثلِ الثمنِ الأوّلِ بلا زيادةٍ ولا نقيصةٍ بمراضاةِ المتعاقدينِ وهي جائزةٌ بشرطِ بقاءِ المبيعِ والثمنِ فإن فُقِدَ لم يمتنعْ من الإقالةِ. أمّا الربو فلا يكونُ إلّا في المكيلِ والموزونِ من الأطعمةِ وغيرِها والنقدينِ الذهبِ والفضّةِ فلا يجوزُ بيعُ الحنطةِ بالدقيقِ والخبزِ ولا شراؤها ولا يجوزُ بيعُ المكسّرِ بالصحيحِ ولا شراؤهما من جنسٍ واحدٍ متفاضلاً ولا الجيّدِ بالرديءِ من جنسٍ واحدٍ بالتفاضلِ ويجوزُ بالتماثلِ فيثبتُ الربو في الجنسِ الواحدِ متفاضلاً إمّا في الحقيقةِ أو في التقديرِ كما اقترض مع اشتراطِ

النفع فيجب الاحتراز في البيع والشراء عن الربو وهو محرم دل على حرمته كلام الله
وكلام رسول الله فلا يجوز بيع الجنس بالجنس متفاضلا بالنسيئة ويجوز متماثلا نقدا
وفي الصرف كذلك لا يجوز بيع ثمن خالص او مغشوش بثمن مثله الا بالتماثل نقدا
والتفاضل فيه هو الربو والنسيئة كذلك فيجب التقابض في الاثمان قبل تفرق
المتبايعين وفي بيع الذهب بالفضة او الفضة بالذهب لا يلزم الربو نقدا بنقد
وكل ما يعمل من جنس واحد يحرم التفاضل فيه كالحنطة بدقيقها او الشعير
بسويقه وكل ما يعمل من التمر او العنب لا يجوز بيعه بالتمر والعنب فما يعمل من
التمر يجوز بيعه بالعنب وما يعمل من العنب يجوز بيعه بالتمر وبما يعمل من التمر
كدبسهما وخلهما وعصيرهما ولا يجوز بيع الحلي من الذهب بالذهب الا ان
يعلما التساوي بين الذهبين وان تراضيا عليه لانه لا يحل الربو بالتراضي ويجوز
بالدراهم ولو متفاضلا ولا يجوز بيع اللحم بالحيوان الذي كان اللحم من جنسه لحم
الغنم بالغنم ولحم البقر بالبقر ويجوز مختلفا كلحم الغنم بالبقر ولحم البقر بالغنم والبقر
والجواميس جنس واحد والضأن والمعز جنس واحد وفي الالبان كذلك ولا يجوز بيع
السمن بالزبد او الاقط او المخيض او الحليب او اللبن بعضها ببعض متفاضلا من كل جنس
يعني الغنمي بالغنمي والبقري بالبقري وفي المختلف جائز وفي الكيل والموزون كل ما كان
تحت اسم واحد كان جنسا واحدا او لو خفي من كل جنس مخالفة اصليه كما ان لا ربوا الا في
مكيل او موزون فنظرنا الى عهد نبينا صلى الله عليه وآله وسلم فما كان مكيلا او
موزونا في عصره فالحكم عليه وان تغير في حالة الزمان وما لم يكن معينا او موزونا في
زمانه صلى الله عليه وآله وسلم لا ربو فيه ولو كان معدودا يجوز التفاضل فيه وفي المجاهيل
رجعنا الى عادة البلدان وفي كل بلدة يحكم بعادتها فمن اراد ان يبيع الدقيق بالحنطة
وجب بالوزن لا بالكيل لرعاية التماثل والحيلة عن التفاضل والربو ولا ربو بين الوالد
وولده ولو اخذ كل واحد منهما الفضل من الآخر ولا بين الرجل وزوجته ولا بين
المولى ومملوكه ولا بين المسلم والكافر -

ترجمہ: مرابحہ، مواضعہ اور تولیہ کی صورتوں میں خرید و فروخت کا معاملہ:

مرابحہ کی تعریف: ابتدائی خرید فروخت میں آدمی جس چیز کا مالک بن گیا ہو اُس چیز کو کچھ نفع کے اضافے سمیت پہلی قیمت کے عوض میں کسی کو منتقل کرنے کا نام مرابحہ ہے۔

مواضعہ کی تعریف:۔ ابتدائی خرید و فروخت میں آدمی جس چیز کا مالک بن گیا ہو اُس چیز کو پہلی قیمت میں کچھ کم کر کے اُس کے عوض میں کسی کو منتقل کرنے کا نام مواضعہ ہے۔

تولیہ کی تعریف:۔ ابتدائی خرید و فروخت میں آدمی جس چیز کا مالک بن گیا ہو۔ اُس چیز کو اُس کی پہلی قیمت میں کسی قسم کا اضافہ یا کسی قسم کی کمی کئے بغیر اُس کے عوض میں کسی کو منتقل کرنے کا نام تولیہ ہے۔

چنانچہ مرابحہ۔ مواضعہ اور تولیہ کی صورتوں میں واجب ہے کہ اصل زر کو معین کرنا، منفعت کے طور پر اصل زر پہ اضافے کی مقدار کو معین کرنا۔ نرمی کے طور پر اصل زر سے کم کی گئی مقدار کو معین کرنا یا راست بازی کے طور پر اصل زر میں برابری کا لحاظ رکھنے کی صورت کو معین کرنا ہیں۔ اگر فروخت کرنے والا شخص اصل زر کے بتانے میں راست بازی کا ثبوت نہ دے۔ اور اُس کا جھوٹ عیاں ہو جائے تو خریدار کو اُس چیز کے واپس کرنے اور اُسے قبول کرنے کی صورتوں کا اختیار ہوگا۔ مناسب یہ ہے کہ خریدار کسی قسم کے اضافے، کسی قسم کی کمی یا کسی حیلہ سازی کے بغیر یوں کہے کہ میں نے اس چیز کو اتنی قیمت میں خریدا۔ اگر خریدار اصل زر پہ دھوبی، رنگریز یا کسی اور معاملے کی اجرت کا اضافہ کرنا چاہے تو مناسب ہے کہ وہ یوں کہے۔ یہ چیز مجھے اتنی لاگت پہ ملی ہے یا یوں کہے! یہ چیز مجھ کو اتنی لاگت میں پڑی ہے۔ جو شخص کئی سامان خریدے تو اُس کے لئے جائز نہیں کہ وہ اُن میں سے بعض سامان کو مرابحہ کے طور پر فروخت کرے جبکہ ہر ہر عدد سامان برابر برابر ہو مگر خریدار کو اُن سامان کی اصل صورت حال سے باخبر کرنے کے بعد ایسا کرنا جائز ہے۔ اگر کوئی شخص کسی حاملہ گھوڑی کو خریدے اور گھوڑی بچہ جنے پھر وہ شخص گھوڑی کو فروخت کرنا چاہے اور اُس کے ٹٹو کو نہ بیچے تو ایسا کرنا جائز نہیں ہوگا مگر خریدار کو اس صورت حال سے باخبر کرنے کے بعد ایسا کرنا جائز ہوگا۔

اقالہ کا مسئلہ:

خرید و فروخت کرنے والے دونوں افراد کی رضامندی سے کسی قسم کے اضافے یا کمی کے بغیر پہلی قیمت کے برابر

کے عوض میں خریدو فروخت کے معاملے کے فسخ کرنے کا نام اقالہ ہے۔ اقالہ کرنا فروخت شدہ چیز کے باقی رہنے کی شرط کے ساتھ جائز ہے۔ اگر قیمت نابود ہو جائے تو یہ صورت حال اقالہ کرنے سے باز نہیں رکھتی۔

سُود کا مسئلہ:

سود کا معاملہ ناپی جانے والی کھانے وغیرہ کی چیزوں، تولی جانے والی کھانے وغیرہ کی چیزوں اور نقدین میں یعنی سونا اور چاندی میں متحقق ہو جاتا ہے لہذا آٹے اور روٹی کے عوض میں گندم کی خریدو فروخت کا معاملہ جائز نہیں زائد لینے کی صورت میں ایک ہی جنس کی ثابت چیز کے عوض میں ٹوٹی ہوئی چیز کی خرید و فروخت کا معاملہ جائز نہیں ہے اور نہ ہی زائد لینے کی صورت میں ایک ہی جنس کی گھٹیا چیز کے بدلے میں عمدہ چیز کی خرید و فروخت جائز ہے برابر برابر لینے کی صورت میں ایسی چیزوں کی خریدو فروخت جائز ہے۔ خواہ زائد حقیقتاً ہو یا تقدیری طور پر ہو مثلاً منافع کی شرط پر قرض حاصل کرنا۔ دونوں صورتوں میں زائد لینے کی صورت میں ایک ہی جنس کے معاملے میں سود ثابت ہو جاتا ہے لہذا خرید و فروخت کے معاملوں میں سود سے بچنا واجب ہے۔ سود ایک ایسا حرام معاملہ ہے جس کے حرام ہونے پر کلام الہٰی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کی دلالت موجود ہے۔ پس زائد لینے کی صورت میں ادھار کے طور پر ایک جنس کے بدلے میں اسی جنس کی خرید و فروخت جائز نہیں اور نقد کے طور پر برابر برابر لینے کی صورت میں ایسا کرنا جائز ہے اسی طرح سے معاملہ صرف کی صورت میں صرف برابر کر نقد کے طور پر ہی خالص قیمت یا کھوٹ والی قیمت کے برابر فروخت اپنی جیسی قیمت کے بدلے میں جائز ہو سکتی ہے۔ ان میں زائد لینا سود ہے، ان کے ادھار کا معاملہ بھی اسی طرح سے سود میں شامل ہے۔ چنانچہ قیمتوں کی خریدو فروخت کی صورت میں دونوں معاملہ کنندگان کے ایک دوسرے سے جدا ہونے سے پہلے دونوں طرف سے قبضہ کرنا واجب ہے۔ نقد کے طور پر نقد لینے کی صورت میں چاندی کے بدلے میں سونے کی خرید و فروخت اور سونے کے بدلے میں چاندی کی خریدو فروخت سے دن سود لازم نہیں آتا۔ جو جو چیز ایک ہی جنس سے بنائی جاتی ہو اس کی خرید و فروخت کی صورت میں زائد لینا حرام ہے۔ مثلاً آٹے کے بدلے میں گندم یا ستو کے بدلے میں جو کی خرید فروخت کا معاملہ، جو جو چیز کھجور یا انگور سے بنائی جاتی ہو مثلاً انگور کے عوض میں اس کی خرید و فروخت جائز نہیں۔ پس جو چیز کھجور سے بنائی جاتی ہو، تو انگور کے عوض میں اس کی خرید و فروخت جائز ہے اور جو چیز انگور سے بنائی جاتی ہو تو کھجور کے عوض میں اس کی خرید و فروخت جائز ہے۔ نیز اس چیز کے عوض

میں بھی اُس کی خرید وفروخت جائز ہے جو کھجور سے بنائی جاتی ہو مثلاً انگور اور کھجور کے دوشاب انگور اور کھجور کا سرکہ دونوں سونوں کے درمیان برابری کا علم ہوئے بغیر سونے کے بدلے میں سونے کے زیورات کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔ اگرچہ دونوں معاملہ کنندگان آپس میں رضامند ہی کیوں نہ ہوں کیونکہ آپس کی رضامندی سے سود حلال نہیں ہو سکتا۔ درہموں کے عوض میں یہ خرید وفروخت جائز ہے۔ اگرچہ زائد لینے کی صورت میں ہی کیوں نہ ہو۔

گوشت اور جانور کے تبادلے کا مسئلہ:

کسی حیوان کے بدلے میں اُسی جنس حیوان کے گوشت کی خرید وفروخت کا معاملہ جائز نہیں۔ مثلاً بھیڑ کے بدلے میں بھیڑ کا گوشت اور گائے کے بدلے میں گائے کا گوشت، گائے اور بھینس ایک ہی جنس کے جانور ہیں۔ بھیڑ اور بکرے ایک ہی جنس کے جانور ہیں۔ دودھ کے معاملے کی صورت میں بھی حکم ایسا ہی ہے۔ ہر ہر جنس کے حاصل شدہ گھی یا مکھن یا پنیر یا لسی یا دہی یا دودھ میں سے بعض کے بدلے میں بعض کی خرید وفروخت زائد لینے کی صورت میں جائز نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بھیڑ کے دودھ کے بدلے میں بھیڑ کے دودھ اور گائے کے دودھ کے بدلے میں گائے کے دودھ کی خرید وفروخت زائد لینے کی صورت میں جائز نہیں ہے۔ مختلف جنس کے دودھ ہونے کی صورت میں ایسا کرنا جائز ہے۔

پرندے اور مچھلیوں میں سے جو جو ایک ہی نام کے تحت آتے ہوں وہ ایک ہی جنس کے پرندے اور مچھلیاں ہوں گی۔ ہر جنس کا جنگلی جانور اُس جنس کے گھریلو جانور کا مخالف متصور ہوگا۔

چنانچہ اب سود ناپی جانے والی چیزوں اور تولی جانے والی چیزوں میں متحقق ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ہم نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کو دیکھا۔ پس جو جو چیزیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ناپی جانے والی یا تولی جانے والی تھیں۔ ہم بھی اُن پر وہی حکم لگائیں گے۔ اگرچہ اس زمانے میں ان میں کوئی تبدیلی ہی کیوں نہ ہوئی ہو اور جو جو چیزیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ناپی جانے والی یا تولی جانے والی نہیں تھیں تو اُن میں کسی قسم کا سود متحقق نہیں ہوگا۔ اگر کوئی چیز گنی جانے والی ہو تو اُس کی خرید وفروخت کی صورت میں زائد لینا جائز ہے۔ نامعلوم چیزوں کے بارے میں ہم نے شہروں کے رواج کی طرف رجوع کیا۔ چنانچہ ہر ہر شہر میں اس کے رواج کے مطابق حکم لگایا جائے گا۔ پس جو شخص گندم کے بدلے میں

آٹے کی خرید و فروخت کا ارادہ کرے تو اس کے لیے برابری کا لحاظ رکھنے اور زائد اور سود سے بچنے کی خاطر وزن کر کے معاملہ کرنا واجب ہے۔ ناپ کر نہیں۔

عدم سود:

۱۔ باپ اور بیٹے کے آپس میں کوئی سود نہیں اگرچہ ہر ایک دوسرے سے زائد مال ہی کیوں نہ لے۔

۲۔ میاں بیوی دونوں کے آپس میں کوئی سود نہیں۔

۳۔ آقا اور اس کے غلام کے آپس میں کوئی سود نہیں۔

۴۔ مسلمان اور کافر کے آپس میں کسی قسم کا کوئی سود نہیں۔

أَمَّا الْخِيَارُ لِلْمُتَبَايِعَيْنِ فَيَثْبُتُ فِي مَوَاضِعَ مِنْهَا خِيَارُ الْمَجْلِسِ كُلٌّ مِنَ الْمُتَبَايِعَيْنِ مُخَيَّرٌ فِي إِمْضَاءِ الْبَيْعِ وَفَسْخِهِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا فَإِذَا قَامَا مِنَ الْمَجْلِسِ مُصْطَحِبَيْنِ بَقِيَ الْخِيَارُ بَعْدَ الرُّؤْيَةِ فِي الْإِمْضَاءِ وَالْفَسْخِ مَا دَامَ كَذَلِكَ وَمِنْهَا خِيَارُ الرُّؤْيَةِ فَمَنِ اشْتَرَى شَيْئًا وَلَمْ يَرَهُ فَلَهُ الْخِيَارُ بَعْدَ الرُّؤْيَةِ فِي الْإِمْضَاءِ وَالْفَسْخِ وَرُؤْيَةُ بَعْضِ الْمَبِيعِ تَكْفِي فِي مُتَسَاوِي الْأَجْزَاءِ وَفِي مُخْتَلِفِ الْأَجْزَاءِ لَا بُدَّ مِنْ رُؤْيَةِ جَمِيعِهِ وَلَوْ رَأَى الْمَبِيعَ وَمَضَتْ مُدَّةٌ فِي مَا يَقْبَلُ التَّغَيُّرَ لَا تَكْفِي تِلْكَ الرُّؤْيَةُ وَفِيمَا لَمْ يَتَغَيَّرْ تَكْفِي رُؤْيَتُهُ الْمُتَقَدِّمَةُ عَلَى الْبَيْعِ بِأَيَّامٍ أَوْ شُهُورٍ أَوْ سِنِينَ وَمِنْهَا خِيَارُ الشَّرْطِ مِنَ الْمُتَبَايِعَيْنِ أَوْ مِنْ أَحَدِهِمَا إِلَى مُدَّةٍ مُعَيَّنَةٍ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا الْخِيَارُ إِلَى انْقِضَاءِ هَذِهِ الْمُدَّةِ الَّتِي عُيِّنَتْ وَإِنْ لَمْ تَتَعَيَّنِ الْمُدَّةُ فَخِيَارُهُمَا إِلَى ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَفِي هَذِهِ الْمُدَّةِ إِنْ كَانَ الْمَبِيعُ فِي يَدِ الْبَائِعِ وَتَلِفَ تَلَفَ مِنْ مَالِ الْبَائِعِ وَإِنْ كَانَ فِي يَدِ الْمُشْتَرِي وَتَلِفَ تَلَفَ مِنْ مَالِ الْمُشْتَرِي وَمِنْهَا خِيَارُ الْعَيْبِ لَوْ بَاعَ شَيْئًا فَظَهَرَ فِيهِ عَيْبٌ فَلِلْمُشْتَرِي الْخِيَارُ فِي رَدِّهِ وَأَخْذِ الْأَرْشِ يَعْنِي يَرَى قِيمَتَهُ مَعَ هَذَا الْعَيْبِ وَبِدُونِ هَذَا الْعَيْبِ فَمَا ثَبَتَ بَيْنَ الْقِيمَتَيْنِ كَانَ أَرْشَ الْعَيْبِ وَمِنْهَا خِيَارُ التَّدْلِيسِ وَهُوَ أَنْ يُزَيِّنَ الْمَبِيعَ بِشَيْءٍ يَسْتُرُ حَقِيقَةَ أَمْرِهِ كَمَا تُسَوِّدُ حَاجِبَ الْجَارِيَةِ

يصبغ شعرها لغيره والتصرية في الغنم والبقر والناقة نوع تحت جنس التدليس وهي ان يحبس اللبن في ثدي خلف الناقة او البقر او الغنم ليظن المشتري لبن المبيع اكثر مما كان فان رده لا يلزمه رد قيمة اللبن لانه كان ملكه والرد كبيع اخر ومنها خيار فقد الصفة التي ذكرها البائع فان لم يجد فيه الصفة المذكورة فللمشتري الخيار في رده ومن باع ولم يقبض الثمن ولم يسلم المبيع ولم يشترط تاخير الثمن فالبيع ثابت ثلاثة ايام فان لم يجئ المشتري بالثمن في الايام الثلاث كان البائع اولى بالمبيع ولو تلف كان من مال البائع ولو اشترى ما يفسد في يوم واحد فان جاء بالثمن الى اخر اليوم والا فلا ابتياع له واذا مات ذو الخيار بائعا كان او مشتريا انتقل الخيار الى الوارث ولو كان من مات مملوكا كما ذكرنا انتقل الخيار الى مولاه . واما السلم فهو ابتياع شيء الى اجل معلوم بمال حاضر والمبيع في ذمة البائع الى الوقت المؤجل وينعقد بكل لفظ يدل على البيع في الذمة كبعت واسلمت وسلفت وغيرها باي لغة يحصل منها هذا المعنى وهو يجوز في كل شيء ينضبط ولا يجوز فيما لا ينضبط فلذلك لا يجوز في الجواهر النفيسة واللآلي ولا في الاشياء النادر وجودها ولو انضبط منها شيء يجوز بيعها لمن يخرجها من المعدن او البحر بتقويم الجوهري ولا يجوز السلم في الدراهم والدنانير لشوبه بالربو ولا في العقار والاراضي لان بيعهما لا يحتاج الى السلم ويجوز السلم في المكيلات والموزونات والمعدودات والمذروعات من الماكولات والمشروبات والملبوسات كالحنطة والشعير والارز والتمر والخضر والفواكه والحيوانات التي تنضبط بالوصف انسانا كان او غيره والقطن والابريسم والكتان والبساط كالحصير والبواري وغيرها وللسلم شرائط منها ذكر تمييز بعرف البلد الجنس كالابريسم والحنطة وغيرهما ومنها ذكر الوصف الذي يتميز عن سائر الانواع ومتى لم تتميز بعرف البلد عادة فيه لم يحتج الى الاستقصاء في الوصف ومنها تسليم راس المال الى البائع في مجلس العقد قبل ان يتفرقا فلذلك لا يجوز السلم بالدين ومنها تعيين السلم بالكيل او الوزن او الذراع او العدد تعيينا صريحا عاما يفهمه العرف

الْبَلَدِ وَعَادَتِهِمْ وَلَا يَجُوزُ أَنْ يَقُولَ بِكَيْلٍ أَنَا أُعَيِّنُهُ وَهُوَ غَيْرُ الْكَيْلِ الْمُتَعَارَفِ فِي الْبَلَدِ وَلَا يَجُوزُ أَنْ يَقُولَ فِي عَقْدِ السَّلَمِ مِنْ ثَمَرَةِ هَذِهِ الشَّجَرَةِ أَوْ حِنْطَةِ هَذِهِ الْمَزْرَعَةِ لِأَنَّ السَّلَمَ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ مَعْدُومًا عِنْدَ الْعَقْدِ مَوْجُودًا عِنْدَ انْقِضَاءِ الْأَجَلِ فَلَوْ عَيَّنَ مِنْ ثَمَرَةِ هَذِهِ الشَّجَرَةِ بِعَيْنِهَا لَا يَجُوزُ بَيْعُهَا قَبْلَ بُدُوِّ صَلَاحِهَا وَلَوْ كَانَ مِمَّا بَدَا صَلَاحُهَا لَمْ يَكُنْ سَلَمًا بَلْ كَانَ بَيْعًا بِالتَّعْجِيلِ لَا بِالتَّأْجِيلِ وَمِنْهَا تَعْيِينُ الْأَجَلِ الَّذِي لَا يَقْبَلُ الزِّيَادَةَ وَالنُّقْصَانَ كَعِيدِ النَّحْرِ أَوْ عِيدِ الْفِطْرِ وَلَوْ عَيَّنَ شَهْرَ رَمَضَانَ أَوْ ذَا الْقَعْدَةِ أَوْ شَهْرًا آخَرَ كَانَ الْأَجَلُ أَوَّلَهُ بِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ أَوْ شَهَادَةِ الرِّجَالِ بِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ وَلَوْ أَجَّلَ وَقْتًا مُبْهَمًا كَمَا يَقُولُ مَتَى أَرَدْتُ أَوْ وَقْتَ قُدُومِ الْحَاجِّ كَانَ بَاطِلًا لِأَنَّهُ يَحْتَمِلُ الزِّيَادَةَ وَالنُّقْصَانَ وَمِنْهَا وُجُودُ الْمُسْلَمِ فِيهِ عِنْدَ انْقِضَاءِ الْأَجَلِ وَمِنْهَا ذِكْرُ مَوْضِعِ التَّسْلِيمِ إِنْ كَانَ فِي نَقْلِهِ مَؤُنَةٌ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ كَذَلِكَ فَلَا حَاجَةَ إِلَى تَعْيِينِهِ وَتَصِحُّ الْإِقَالَةُ فِي السَّلَمِ كَمَا تَصِحُّ فِي سَائِرِ الْبُيُوعِ۔

ترجمہ: خرید و فروخت کرنے والے افراد کے لئے سوچنے کے مواقع کا مسئلہ؛

دونوں معاملہ کنندگان کے لئے چند مواقع میں سوچنے کا اختیار حاصل ہے (۱) مجلس میں سوچنے کا اختیار خرید و فروخت کا معاملہ کرنے والے دونوں افراد میں سے ہر فرد کو معاملے کے نافذ کرنے اور اُسے فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہے جب تک کہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہو جائیں۔ جب وہ دونوں مجلس سے ساتھ ساتھ اُٹھ کھڑے ہوں تو چیز کو دیکھنے کے بعد معاملے کے نافذ کرنے اور اُسے فسخ کرنے کا اختیار اُس وقت تک باقی رہتا ہے جب تک کہ دونوں ساتھ ساتھ ہوں۔

(۲) چیز کو دیکھ کر سوچنے کا اختیار، جو شخص کوئی چیز خریدے جس کو اُس نے ابھی دیکھا ہی نہ ہو تو اسے دیکھ لینے کے بعد خریدار کو معاملے کے نافذ کرنے اور اسے فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔ جن چیزوں کے اجزاء برابر برابر ہوں تو اُن کے بعض حصے کا دیکھ لینا کافی ہے مختلف اجزا والی تمام چیزوں کے تمام حصوں کا دیکھنا ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص کسی چیز کو تو دیکھ لے اور ایک عرصہ گذر جائے تو تغیر پذیر چیز نہ ہونے کی صورت میں خرید فروخت کے لئے اس کا پہلا دیکھنا کافی ہے خواہ دیکھ کر کئی دن گذرے ہوں۔ کئی ماہ گزرنے

ہوں یا کئی سال۔

۳۔ شرط رکھنے کا اختیار، شرط کا اختیار معاملہ کرنے والے دونوں کو یا اُن میں سے ایک کو ایک مقررہ مدت تک کے لیے حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ مقررہ مدت کے گذر جانے تک دونوں میں سے ہر ایک فرد کو سوچنے کا اختیار حاصل ہوگا۔ اگر کوئی مدت مقرر نہ کی گئی ہو تو تین دنوں تک دونوں کے لیے سوچنے کا اختیار ہوگا۔ اس عرصہ میں اگر وہ چیز فروخت کنندہ کے پاس ہو اور وہ ضائع ہو جائے تو فروخت کنندہ کے مال سے ضائع ہوگی۔ اگر وہ چیز خریدار کے قبضے میں ہو اور ضائع ہو جائے تو خریدار کے مال سے ضائع ہو جائے گی۔

۴۔ عیب کے بارے میں سوچنے کا اختیار؛ اگر کوئی شخص کسی چیز کو فروخت کرے اور اس چیز میں کوئی عیب نکل آئے تو خریدار کو اُس کے واپس کرنے اور تاوان وصول کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ عیب دار ہونے اور بے عیب ہونے کی حالتوں میں وہ اُس چیز کی قیمت کو دیکھے گا۔ دونوں حالتوں کی قیمتوں میں جو باہمی فرق نمایاں ہوگا وہی فرق تاوان عیب ہوگا۔

۵۔ فریب کی صورت میں سوچنے کا اختیار، فریب دینے کی صورت یہ ہے کہ آدمی فروخت کی جانے والی چیز کو کسی ایسی چیز سے آراستہ و پیراستہ کرے کہ وہ اُس کی حقیقت حال کو چھپا دے۔ مثلاً خضاب وغیرہ لگانے کی صورت میں لونڈی کے سفید بالوں کی پردہ پوشی کی جائے۔

بھیڑ، بکری، گائے اور اونٹنی کا تصریہ کرنا فریب کاری کی ایک قسم ہے۔ تصریہ کا مطلب یہ ہے کہ بھیڑ بکری یا گائے یا اونٹنی کی پستان کے سروں کو باندھ کر دودھ کو بند رکھا جائے تاکہ خریدار یہ گمان کر بیٹھے کہ اُس کا دودھ بہت زیادہ ہے اگر خریدار اُس جانور کو واپس کرے تو دودھ کی قیمت کا واپس کرنا لازم نہیں کیونکہ دودھ تو اسی کی ملکیت تھا۔ اور واپس کرنا ایک اور خرید فروخت کی مانند ہے۔

۶۔ فروخت کرنے والے کی ذکر کردہ صفت کے مفقود ہونے کی صورت میں سوچنے کا اختیار۔

اگر فروخت کرنے والے کی بیان کردہ صفت اُس چیز میں نہ پائی جائے تو خریدار کو اُس چیز کے واپس کر دینے کا اختیار حاصل ہوگا۔ جو شخص کسی چیز کو فروخت کرے اور قیمت پر قبضہ نہ کرے نہ ہی وہ اُس چیز کو خریدار کے حوالے کرے اور نہ ہی قیمت کا مؤخر کرنا شرط ہو تو تین دنوں تک خرید و فروخت کا معاملہ برقرار رہے گا۔ اگر تین دنوں میں خریدار قیمت لے کر نہ آئے تو فروخت کرنے والا اس چیز کا زیادہ حقدار ہوگا۔ اگر وہ چیز

ضائع ہو جائے تو فروخت کنندہ کے مال سے ہی ضائع ہو گی۔ اگر کوئی شخص کسی ایسی چیز کو خریدے جو ایک ہی دن کے اندر خراب ہو جاتی ہو تو اگر خریدار دن کے آخری حصے میں قیمت لے کر آئے تو ٹھیک ہے۔ ورنہ اُس کے حق میں کسی قسم کی خریداری نہ ہو گی۔ اگر سوچنے کا اختیار رکھنے والا کوئی شخص مر جائے خواہ وہ فروخت کنندہ ہو یا خریدار۔ یہ اختیار اُس کے وارث کو منتقل ہو جاتا ہے۔ اگر مرنے والا شخص کوئی اجازت یافتہ غلام ہو تو اُس کا وہ اختیار آقا کو منتقل ہو جائے گا۔

سلم کے معاملے کا مسئلہ:

مال حاضر کے عوض میں ایک معلوم وقت تک کسی چیز کے خریدنے کا نام سلم ہے اور فروخت کی جانے والی چیز مقررہ وقت تک کے لئے فروخت کنندہ کے ذمے واجب الایصال رہتی ہے۔ سلم کا معاملہ ہر اُس لفظ سے منعقد ہو جاتا ہے جو ذمے والے معاملے پر دلالت کرتا ہو۔ مثلاً کہے۔ میں نے خریدا۔ میں نے سلم کا معاملہ کیا، میں نے سودا سلف کیا اور اس کے علاوہ جس زبان میں بھی یہ معنی حاصل ہو جائے درست ہے حقیقت کے منضبط ہونے والی ہر چیز کے ساتھ یہ معاملہ جائز ہے۔ حقیقت کے منضبط نہ ہونے والی ہر چیز کے ساتھ سلم کا معاملہ کرنا جائز نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے بیش قیمت جواہرات اور موتیوں کے ساتھ سلم کا معاملہ جائز نہیں ہوتا ہے۔ نہ ان چیزوں کے ساتھ سلم کا معاملہ کرنا جن کا وجود شاذ و نادر ہو۔ اگر ان چیزوں میں سے کوئی ایک چیز منضبط ہو سکتی ہو تو اسی قسم کی چیزوں کی خرید و فروخت کا معاملہ جوہری کی قیمت لگانے کی صورت میں اُس شخص کے لئے جائز ہے جو ان چیزوں کو معدن یا دریا سے نکال لاتا ہے۔ سود کی آمیزش کی وجہ سے درہموں اور دیناروں کے ساتھ سلم کا معاملہ کرنا جائز نہیں ہے اور نہ ہی گھریلو سامان اور زینوں کے ساتھ سلم کا معاملہ جائز ہے۔ کیونکہ ان چیزوں کی خرید فروخت کا معاملہ سلم والے معاملہ کا محتاج نہیں ہوتا۔

خوردنی اشیاء، مشروبات اور ملبوسات میں سے ناپی جانے والی چیزوں، تول جانے والی چیزوں، گنی جانے والی چیزوں اور گز کے حساب سے دی جانے والی چیزوں کے ساتھ سلم کا معاملہ کرنا جائز ہے۔ مثلاً گندم جو، چاول، گھی، سبزیاں، میوے، وصف کے ساتھ منضبط ہونے والے حیوانات خواہ انسان ہو یا کوئی اور، روئی ریشم سوت اور بچھونے مثلاً چٹائی اور بوریاں وغیرہ۔

سلم والے معاملے کی کئی شرطیں ہیں:

۱۔ علاقائی رواج کے مطابق کسی جنس کا دوسروں سے ممتاز کرنے کا ذکر کرنا مثلاً ریشم اور گندم وغیرہ۔

۲۔ اُس وصف کا ذکر کرنا جو کسی چیز کو اپنی تمام اقسام سے ممتاز کرے۔ جب کوئی چیز علاقائی رسم و رواج کے مطابق خود ممتاز ہو تو اُس کے وصف بیان کرنے میں انتہائی رویہ اختیار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

۳۔ معاملے کی مجلس میں دونوں کا ایک دوسرے سے جدا ہونے سے پہلے اصل زر (قیمت) کو فروخت کرنے والے کے سپرد کر دینا۔ اس شرط کی وجہ سے کسی قرض کے عوض میں سلم کا معاملہ کرنا جائز نہیں ہوتا۔

۴۔ علاقائی رسم و رواج کے مطابق عام فہم درست اور واضح یقین کی صورت میں ناپ تول اگر یا گنتی کے ساتھ سلم والی چیز کا معین کرنا۔ یہ جائز نہیں ہے کہ کوئی پیمانے کے بارے میں کہے کہ میں اس کو مقرر کرتا ہوں جبکہ وہ پیمانہ شہر کے جانے پہچانے پیمانے کے سوا ہو۔ سلم کے معاملے کی صورت میں یہ کہنا جائز نہیں ہے کہ میں اس درخت کے پھل سے دوں گا یا اس کھیت کی گندم سے دوں گا۔ کیونکہ جائز ہے کہ سلم والی چیز معاملہ کرتے وقت نابود ہو اور مقررہ وقت کے گذر جانے کے دوران موجود ہو۔ اگر یہ مقرر کرے کہ بعینہ اس درخت کے پھل سے دیا جائے گا۔ تو اس پھل کی انتفاعی صلاحیت نمودار ہونے سے پہلے اُس کی خرید و فروخت کا معاملہ جائز نہیں ہوگا۔ اگر وہ پھل ایسا ہو جس کی انتفاعی صلاحیت نمودار ہو چکی ہو تو اُس کے ساتھ معاملہ کرنا سلم والا معاملہ نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ جلدی سے کی جانے والی خرید و فروخت ہوگی نہ کہ تاخیر سے انجام پانے والا معاملہ۔

۵۔ کسی ایسے وقت کا معین کرنا جو کمی بیشی کو قبول نہ کرتا ہو۔ مثلاً عید قربان اور عید الفطر۔ اگر رمضان کا مہینہ یا ذی قعدہ کا مہینہ معین کرے تو مقررہ مدت رویت ہلال یا مردوں کی شہادت سے طے پانے والی پہلی تاریخ ہوگی۔ اگر کوئی شخص کسی مبہم وقت کو مقرر کرے۔ مثلاً وہ کہے کہ جب میں چاہوں گا دیدوں گا۔ یا حاجیوں کی آمد کے وقت دے دوں گا۔ تو یہ صورت باطل ہوگی۔ کیونکہ یہ مبہم وقت کمی بیشی کا احتمال رکھتا ہے۔

۶۔ مقررہ وقت کے گذر جانے کے وقت معاملہ سلم میں فروخت شدہ چیز کا موجود ہونا۔

۷۔ خریدار کو چیز کے حوالے کرنے کی جگہ کا ذکر کرنا بشرطیکہ اُس چیز کے منتقل کرنے میں کچھ لاگت آتی ہو اگر صورت حال ایسی نہ ہو تو سپرد کرنے کی جگہ کے معین کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ خرید و فروخت کے تمام معاملات میں درست ہونے کی طرح سلم کے معاملے میں اقالہ کرنا درست ہے۔

بَابُ الْقَرْضِ

يَصِحُّ الْقَرْضُ فِيْمَا يَصِحُّ فِيْهِ السَّلَمُ كَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ كَيْلًا وَوَزْنًا وَالْخُبْزِ وَزْنًا وَالْخُبْزِ وَزْنًا وَعَدَدًا كَمَا كَانَ مُتَعَارَفًا وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ كَذَالِكَ وَهُوَ مُسْتَحَبٌّ لِأَنَّهُ مُعَاوَنَةٌ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْمُفْلِسِيْنَ وَهُوَ يُمْلَكُ بِالْقَبْضِ وَلَوْ شُرِطَ فِيْهِ التَّاجِيْلُ لَمْ يَلْزَمْ وَلَوْ شُرِطَ الرَّهْنُ فِيْهِ يَلْزَمُ وَمَنْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ وَصَاحِبُهُ فُقِدَ أَوْ غَابَ غَيْبَةً مُنْقَطِعَةً يَجِبُ عَلَى الْمَدْيُوْنِ قَضَاءُ دَيْنِهِ وَعَزْلُهُ مِنْ مَالِهِ عِنْدَ وَفَاتِهِ وَالْوَصِيَّةُ بِأَنْ يُوْصِلَ إِلَيْهِ الْوَصِيُّ أَوْ إِلَى وَرَثَتِهِ إِنْ ثَبَتَ مَوْتُهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَارِثٌ يَتَصَدَّقُ الْوَصِيُّ بِهِ عَنْهُ أَمَّا الرَّهْنُ فَهُوَ وَثِيْقَةٌ لِدَيْنِ الْمُرْتَهِنِ وَلَابُدَّ فِي الْإِرْتِهَانِ مِنَ الْإِيْجَابِ وَالْقَبُوْلِ وَالْإِيْجَابُ لَفْظٌ يَدُلُّ عَلَى الْإِرْتِهَانِ كَقَوْلِ الرَّاهِنِ رَهَنْتُكَ أَوْ هٰذَا الشَّيْءُ وَثِيْقَةٌ عِنْدَكَ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبُكَ بِأَنْ لَا يَفُوْتَ مَالُكَ وَغَيْرِهِمَا مِنَ الْعِبَارَاتِ الْمُؤَدِّيَةِ لِهٰذَا الْمَعْنٰى وَالْقَبُوْلُ هُوَ أَنْ يَرْضَى الْمُرْتَهِنُ بِذٰلِكَ الْإِيْجَابِ وَيَقْبِضَ الرَّهْنَ فَكُلُّ مَا يَجُوْزُ بَيْعُهُ يَجُوْزُ رَهْنُهُ إِلَّا الْمُشَاعَ فَإِنَّ الْمُشَاعَ يَجُوْزُ رَهْنُهُ لَا يَجُوْزُ بَيْعُهُ كَبَيْعِ مَا يَتَبَرَّعُ صَدِيْقُكَ لِلرَّهْنِ فَيَجُوْزُ لَكَ رَهْنُهُ وَلَا يَجُوْزُ لَكَ بَيْعُهُ فَصَارَ الرَّهْنُ أَعَمَّ مِنَ الْبَيْعِ وَيَجِبُ أَنْ يَكُوْنَ الرَّاهِنُ وَالْمُرْتَهِنُ بَالِغَيْنِ عَاقِلَيْنِ جَائِزَيِ التَّصَرُّفِ يَعْنِيْ بَرِيْئَيْنِ مِنَ السَّفَهِ

وَالتَّبْذِيرِ وَلَا يَجُوزُ لِلرَّاهِنِ التَّصَرُّفُ فِي الْمَرْهُونِ بَعْدَ الْعَقْدِ إِلَّا بِإِذْنِ الْمُرْتَهِنِ وَلَا يَجُوزُ
لِلْمُرْتَهِنِ الْاِنْتِفَاعُ بِالْمَرْهُونِ لِأَنَّ الْاِنْتِفَاعَ بِهِ كَانَ رِبًا وَالرَّهْنُ أَمَانَةٌ عِنْدَ الْمُرْتَهِنِ
فَلَوْ تَلِفَ مِنْ غَيْرِ تَفْرِيطِهِ لَمْ يَضْمَنْ وَلَا يَجُوزُ لِلرَّاهِنِ بَيْعُ الْمَرْهُونِ إِلَّا مِنَ الْمُرْتَهِنِ
أَوْ بِإِذْنِ الْمُرْتَهِنِ وَلَا لِلْمُرْتَهِنِ بَيْعُ الْمَرْهُونِ إِلَّا بِإِذْنِ الرَّاهِنِ أَوِ الْحَاكِمِ عِنْدَ انْقِضَاءِ
الْمُدَّةِ وَبُلُوغِ الْأَجَلِ الَّذِي عَيَّنَاهُ وَلَوْ بَاعَ الْمُرْتَهِنُ عِنْدَ الْأَجَلِ بِإِذْنِ الرَّاهِنِ
إِنْ كَانَ حَاضِرًا أَوِ الْحَاكِمِ مَعَ غَيْبَتِهِ أَوْ تَعَلُّقِهِ فَمَا فَضَلَ مِنْ دَيْنِهِ كَانَ حَقَّ الرَّاهِنِ وَلَوْ
مَاتَ الْمُرْتَهِنُ وَالرَّاهِنُ لَا يَرْضَى بِأَمَانَةِ الْوَرَثَةِ لِتَبْذِيرِهِمْ وَسَفَهِهِمْ فَلِلْحَاكِمِ
أَنْ يَضَعَ الرَّهْنَ عَلَى يَدِ عَدْلٍ ثُمَّ لَا يَجُوزُ لِلرَّاهِنِ أَوِ الْوَرَثَةِ أَنْ يَأْخُذُوا الرَّهْنَ مِنْ
يَدِ الْعَدْلِ إِلَّا بِإِذْنِ الْجَمِيعِ وَاتِّفَاقِهِمْ أَوْ بِإِذْنِ الْحَاكِمِ أَوْ بَعْدَ أَدَاءِ الدَّيْنِ وَتَرَاضِي
الطَّرَفَيْنِ وَلَوْ كَانَ الرَّهْنُ أَرْضًا مَزْرُوعَةً جَازَ لِلرَّاهِنِ أَنْ يَسْتَثْنِيَ الزَّرْعَ مِنَ الرَّهْنِ وَ
أَنْ لَا يَسْتَثْنِيَ وَيَجُوزُ رَهْنُ الشَّجَرَةِ مَعَ الثَّمَرَةِ وَبِدُونِهَا وَعَلَى كِلَا التَّقْدِيرَيْنِ كَانَ
الْحَاصِلُ مِنَ الْأَرْضِ وَالشَّجَرَةِ حَقَّ الرَّاهِنِ وَلَوْ تَصَرَّفَ الْمُرْتَهِنُ كَانَ حَرَامًا عَلَيْهِ
لِأَنَّهُ رِبًا. وَيَجُوزُ وَضْعُ الرَّهْنِ عِنْدَ الْمُرْتَهِنِ أَوْ عِنْدَ أَمِينٍ بِاتِّفَاقِهِمَا وَلَوْ كَانَ
الرَّهْنُ أَمَةً وَوَطِئَهَا الرَّاهِنُ بِإِذْنِ الْمُرْتَهِنِ لَمْ يَنْفَسِخِ الرَّهْنُ وَلَوْ كَانَ فِي يَدِ وَاحِدٍ
رَهْنَانِ بِدَيْنَيْنِ مُتَغَايِرَيْنِ ثُمَّ أَدَّى وَاحِدًا مِنْهُمَا لَمْ يَجُزْ لِلْمُرْتَهِنِ إِمْسَاكُ رَهْنِ
الَّذِي أَدَّاهُ وَلَوْ كَانَ لِوَاحِدٍ دَيْنَانِ وَوَضَعَ لِأَحَدِهِمَا رَهْنًا لَمْ يَجُزْ لِلْمُرْتَهِنِ أَنْ يَجْعَلَهُ رَهْنًا
لِلدَّيْنَيْنِ وَلَمْ يَجُزْ أَيْضًا أَنْ يَنْقُلَهُ إِلَى دَيْنٍ جَدِيدٍ لِأَنَّهُمَا خَرَجَا عَنِ الْعَقْدِ وَلَوْ رَهَنَ
شَرِيكَانِ عَبْدَهُمَا الْمُشْتَرَكَ فَأَدَّى أَحَدُهُمَا دَيْنَهُ خَلَصَتْ حِصَّتُهُ مِنَ الْعَبْدِ وَبَقِيَتْ حِصَّةُ
الْآخَرِ رَهْنًا. وَيَجُوزُ إِعْتَاقُ الرَّقِيقِ الْمَرْهُونِ وَعِدْهُ سِيرَةً وَلَوِ اجْتَمَعَ الْغُرَمَاءُ اخْتَصَّ
الْمُرْتَهِنُ إِنْ كَانَ مُسَاوِيًا لِدَيْنِهِ وَإِنْ كَانَ فَاضِلًا فَالْفَضْلُ لِلْغُرَمَاءِ وَلَوْ تَلِفَ الرَّهْنُ
فِي يَدِ الْمُرْتَهِنِ بِتَفْرِيطِهِ ضَمِنَ وَلَوِ اخْتَلَفَ الرَّاهِنُ وَالْمُرْتَهِنُ فِي قِيمَةِ الرَّهْنِ
التَّالِفِ كَانَتِ الْبَيِّنَةُ عَلَى مَنْ يَدَّعِي الزِّيَادَةَ.

ترجمہ: قرض کا بیان

جس چیز سے سلم کا معاملہ جائز ہو اُس کا قرض درست ہو جاتا ہے مثلاً ناپنے اور تولنے کی موزون میں گندم اور جَو کا قرض۔ مشہور رواج کے مطابق تول کر یا گن کر روٹی کا قرض۔ سونا اور چاندی کے قرضے کا حکم بھی ایسا ہی ہے۔ قرض ایک مستحن حکم ہے کیونکہ قرض فقیروں، مسکینوں اور تنگدست لوگوں کی امداد کا ذریعہ ہے۔ قبضہ کرنے کی صورت میں قرض پر ملکیت آجاتی ہے۔ اگر قرض کے سلسلے میں کسی چیز سے گروی رکھنے کی شرط رکھی جائے تو وہ شرط لازم ہو جاتی ہے۔ اگر کسی شخص کے ذمے پر کوئی قرضہ ہو اور قرضخواہ گم ہو جائے یا پوری طرح رابطہ کٹ جانے کی شکل میں وہ غائب ہو جائے تو مقروض کے ذمے اُس کے قرض کا ادا کرنا، اپنی وفات کے وقت اُس کے قرضے کو اپنے مال سے الگ کرنا اور وصیت کرنا کہ وصی اس قرضے کو قرضخواہ تک پہنچائے یا قرضخواہوں کے وارثوں تک پہنچائے۔ بشرطیکہ قرضخواہ کی موت ثابت ہو جائے واجب ہیں اگر قرضخواہ کا کوئی وارث نہ ہو تو وصی قرضخواہ کی طرف سے اُس کے قرض کی خیرات کرے۔

رہن کا مسئلہ:

گروی والا معاملہ۔ مرتہن کے قرضے کے حق میں ایک وثیقہ ہے۔ گروی والے معاملے کی صورت میں ایجاب اور قبول کا ہونا ضروری ہے۔ ایجاب اُس لفظ کا نام ہے جو گروی کے معاملے پر دلالت کرتا ہو مثلاً راہن کہے رھنتک۔ میں نے تیرے پاس گروی کا مال رکھوایا یا راہن کہے ھذا الشیئی وثیقۃ عندک علیٰ۔ یہ چیز تیرے پاس ایک وثیقہ ہے تاکہ تیرا دل اس بات سے مطمئن رہے کہ تیرا مال ضائع نہیں ہوگا ان کے علاوہ اس معنی کو ادا کرنے والی دیگر عبارات کہے۔

قبول کی صورت یہ ہے کہ مرتہن (قرضخواہ) اس ایجاب پر رضامند ہو جائے۔ اور وہ مال گروی پر لے لے۔

جس جس چیز کی خرید و فروخت جائز ہوتی ہو اُس اُس چیز کا گروی رکھوانا جائز ہو جاتا ہے۔ منقسم اشیاء اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ کیونکہ غیر منقسم اشیاء کی خرید و فروخت جائز ہے اور گروی رکھ

حضرات کی معرفت اور رضامندی کے بغیر جائز نہیں ہوا کرتا۔ جس جس چیز کا گروی رکھوانا جائز ہوتا ہو۔ اُس اُس چیز کی خرید و فروخت جائز نہیں ہوا کرتی مثلاً اپنے دوست کی طرف سے گروی رکھوانے کی خاطر بطور احسان دی جانے والی چیز کی خرید و فروخت کا معاملہ۔ چنانچہ آپ کے لئے ایسی چیز کا گروی رکھوانا تو جائز ہے! ور اُس کی خرید و فروخت کا معاملہ جائز نہیں۔ بس گروی معاملہ خرید و فروخت والے معاملے کی نسبت زیادہ عام ٹھہرا۔

واجب یہ ہے کہ راہن اور مرتہن دونوں بالغ ہوں۔ عقلمند ہوں اور اپنے اموال میں وہ جائز تصرف رکھنے والے ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ دونوں نادانی اور فضول خرچی کے اوصاف سے پاک ہوں۔ راہن کے لئے گروی والا معاملہ ہو چکنے کے بعد مرتہن کی اجازت کے بغیر مال گروی میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے! ور مرتہن کے لئے گروی کے مال سے نفع حاصل کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس سے نفع حاصل کرنا سود بن جاتا ہے۔ مال گروی مرتہن کے پاس امانت کی مانند ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ اگر گروی کا مال مرتہن کی کوتاہی کے بغیر ضائع ہو جائے تو وہ اس کا ضامن نہیں ہوتا۔ راہن کے لئے مرہون چیز کی خرید و فروخت کا معاملہ کرنا صرف مرتہن کے ہاتھ جائز ہو سکتا ہے یا مرتہن کی اجازت سے یا دونوں کی طرف سے مقرر کردہ وقت کے پہنچنے اور مُدت کے گذر جانے کے بعد حاکم کی اجازت سے ہی مرہون چیز کی خرید و فروخت جائز ہو سکتی ہے اگر مرتہن مقررہ وقت پر راہن کی اجازت سے جبکہ وہ موجود ہو یا اُس کے غائب ہو جانے یا پیچھے ہٹ جانے کی صورت میں حاکم کی اجازت سے مرہون چیز کو فروخت کرے تو اپنے قرضے کی مقدار سے جو زائد بچ جائے وہ راہن کا حق ہوگا۔ اگر مرتہن انتقال کر جائے اور راہن مرتہن کے وارثوں کے پاس اُن کی نادانی اور فضول خرچی کی وجہ سے گروی رکھوانے پر راضی نہ ہو تو حاکم کو حق ہے کہ مال رہن کو ایک عادل شخص کے قبضے میں رکھوا دے۔ اس کے بعد راہن کے لئے یا مرتہن کے وارثوں کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ مال گروی کو عادل شخص کے قبضے سے وصول کرے۔ مگر سب کی اجازت اور اتفاق سے یا حاکم کی اجازت سے یا قرضے کی ادائیگی اور طرفین کی رضامندی کے بعد ایسا کرنا جائز ہے۔

اگر گروی والا مال کوئی کاشت شدہ زمین ہو تو راہن کے لئے مالِ گروی سے کھیتی کا مستثنیٰ کرنا یا نہ کرنا دونوں جائز ہیں۔ پھلوں سمیت یا پھلوں کے بغیر درخت کو گروی رکھوانا جائز ہے۔ دونوں صورتوں میں زمین اور درخت کی پیداوار رہن کے حقوق ہیں۔ اگر مرتہن اس پیداوار میں تصرف کرے تو وہ اس کے لئے حرام ہے کیونکہ ایسا کرنا سود ہے۔ گروی کے مال کو مرتہن کے پاس رکھوانا یا دونوں کے اتفاق سے کسی قابل اعتماد امانتدار کے پاس

رکھوانا دونوں صورتیں جائز ہیں ۔ اگر گروی والا مال کوئی لونڈی ہو اور راہن اُس لونڈی سے مرتہن کی اجازت سے جنسی رابطہ قائم کرے تو اُس سے گروی کا معاملہ فسخ نہیں ہوتا۔ اگر کسی ایک شخص کے قبضے میں دو مختلف قرضوں کے عوض دو گروی ہوں۔ پھر اُن کا ایک اپنا قرضہ ادا کرے تو مرتہن کے لئے قرضہ ادا کرنے والے کے مال گروی کو روک کر رکھنا جائز نہیں ہے۔ اگر کسی ایک کے لئے کسی کے ذمے دو قرضے ہوں اور وہ ایک قرض کے عوض میں ایک گروی رکھوائے تو مرتہن کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اُس گروی کو دونوں قرضوں کا بدل قرار دے نیز اس کے لئے یہ بھی جائز نہیں کہ وہ اسے ایک نئے قرضے کی طرف منتقل کر دے۔ کیونکہ دونوں حضرات معاملے کی اختیاری حدود سے باہر ہو گئے ہیں۔ اگر دو شریک حضرات اپنے مشترک غلام کو گروی رکھوائے۔ اور ایک شریک اپنا قرضہ ادا کرے تو غلام سے اُس کا حصّہ چھوٹ جائے گا۔ اور دوسرے کا حصّہ گروی کے طور پر باقی رہے گا۔ گروی والے غلام کو آزاد کرنا اور اس کو مدبر بنانا دونوں جائز ہیں۔

اگر کئی قرضخواہ حضرات جمع ہوں تو گروی کے مال کے ساتھ مرتہن کو مخصوص کیا جائے گا۔ بشرطیکہ گروی کا مال اُس کے قرضے کے برابر ہو اگر گروی کا مال قرضے سے زیادہ ہو تو زائد حصّے دیگر قرضخواہوں کو ملیں گے۔ اگر گروی والا مال مرتہن کے قبضے میں اُس کی اپنی کوتاہی کی وجہ سے ضائع ہو جائے تو وہ اس کا ضامن ہو گا۔ اگر ضائع شدہ مال گروی کی قیمت کے بارے میں راہن اور مرتہن کے آپس میں اختلاف پڑ جائے تو گواہ پیش کرنا اُس شخص کے ذمے لازم ہو گا۔ جو اُن میں سے زائد کا دعویٰ کرتا ہو۔

بَابُ الْحَجْرِ

وَهُوَ الْمَنْعُ عَنِ التَّصَرُّفِ فِي الْمَالِ وَالْعُقُودِ وَأَسْبَابُهُ الصِّغَرُ وَالْجُنُونُ وَالسَّفَهُ وَالْفَلَسُ وَالرِّقُّ وَالْمَرَضُ. أَمَّا الصَّغِيرُ فَيَنْبَغِي أَنْ يُحْجَرَ عَلَيْهِ فِي التَّصَرُّفَاتِ الْمَالِيَّةِ وَفِي كُلِّ مَا لَا يَلِيقُ بِحَالِهِ لِعَدَمِ بُلُوغِهِ فَإِذَا بَلَغَ نَفَذَتْ عُقُودُهُ وَصَارَ مُتَصَرِّفًا فِي أَمْوَالِهِ إِنْ كَانَ رَشِيدًا بَرِيئًا مِنَ السَّفَهِ الَّذِي عَلَامَتُهُ الْفِسْقُ وَالتَّبْذِيرُ. وَعَلَامَةُ الْبُلُوغِ الِاحْتِلَامُ لِلذَّكَرِ وَالْأُنْثَى وَنَبَاتُ الشَّعْرِ الْخَشِنِ عَلَى الْعَانَةِ وَيُمْكِنُ الْبُلُوغُ لِلذَّكَرِ مِنِ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً إِلَى خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً وَلِلْأُنْثَى مِنْ تِسْعِ سِنِينَ إِلَى خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً وَلِلصَّبِيِّ الْمَحْجُورِ عَلَيْهِ كَانَ وَلِيُّهُ جَائِزَ التَّصَرُّفِ فِي مَالِهِ وَسَائِرِ عُقُودِهِ مَعَ مَصْلَحَتِهِ مِنَ الْغِبْطَةِ وَالْحِفْظِ وَغَيْرِهِمَا وَالْوِلَايَةُ تَنْحَصِرُ عَلَى الْأَبِ وَالْجَدِّ الْأَبَوِيِّ وَإِنْ عَلَا وَلَا وِلَايَةَ لِغَيْرِهِمَا مِنَ الْإِخْوَةِ وَالْأَعْمَامِ وَالْأُمِّ وَسَائِرِ أَقَارِبِهِ وَمَعَ فَقْدِهِمَا فَالْوَصِيُّ جَائِزُ التَّصَرُّفِ فِي أُمُورِهِ الْمَالِيَّةِ وَغَيْرِهَا وَمَعَ فَقْدِهِ الْحَاكِمُ الشَّرْعِيُّ وَهُوَ الْعَالِمُ الْعَامِلُ الْمُتَدَيِّنُ الَّذِي يَقْضِي بِالْحَقِّ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ وَلَا يُوجَدُ حَاكِمٌ كَذَلِكَ فاحتدّ الدِّينِ. أَمَّا الْمَجْنُونُ فَهُوَ مَمْنُوعٌ مِنَ التَّصَرُّفَاتِ الْمَالِيَّةِ وَغَيْرِهَا مِنَ الْعُقُودِ مَا دَامَ مَجْنُونًا فَإِنْ زَالَ جُنُونُهُ جَازَ تَصَرُّفُهُ فِيمَا مُنِعَ مِنْهُ وَإِنْ لَمْ يَزُلْ فَأُمُورُهُ كُلُّهَا تَتَعَلَّقُ بِالْوَلِيِّ أَوِ الْوَصِيِّ أَوِ الْحَاكِمِ كَمَا تَقَدَّمَ فِي الصَّبِيِّ وَلَوْ بَلَغَ الصَّبِيُّ أَوْ أَفَاقَ الْمَجْنُونُ رَشِيدَيْنِ زَالَتِ الْوِلَايَةُ

للولي عليهما؛ وأما السفيه فهو الذي يصرف أمواله في المحرمات ويبذر ويعامل بالغبن الفاحش ولا يبالي فيجب على وليه أو وصيه أو الحاكم الشرعي أن يمنعه من التصرف في ماله وينفق عليه وعلى من وجب عليه نفقته بقدر حالهم من غير إسراف أو إمساك كالبخيل ويصح منه بعض العقود كالطلاق واللعان ولا يصح في البيع والشراء لا تعجيلا ولا تأجيلا ولا يصح في الاستقراض من والإقراض ما دام متصفا بالسفه محجورا عليه ولو خلصه الحاكم من الحجر وعاد إلى التبذير توجب حجره ثانيا وثالثا إلى أن يتبدل سفهه إلى الصلاح. وأما الرقيق فهو ممنوع من التصرف في الأموال والعقود إلا بإذن مولاه عدا الطلاق فإن الطلاق يقع منه بغير إذن مولاه ولا يقع منه سائر العقود إلا أن يأذنه المولى فيه ولا يجوز له أن يتجاوز من القدر الذي أذن فيه من المبايعات وسائر المعاملات إيجابا كان أو قبولا ولو عقده بغير إذن المولى فتلف المعقود عليه في يده كان ضامنا لأنه لا يملك شيئا ولكن إن أعتق كان ضامنا لما تلف في يده قليلا كان أو كثيرا.

أما المريض فيحجر عليه إلا من ثلث ماله إن كان مرضه مرض الموت أو مثل مرض الموت في الصعوبة وفي الأمن من العارضة به كحمى يوم أو الزكام أو الزلزلة أو الصداع أو غيره من العوارض حكمه حكم الصحيح في نفوذ الأحكام والعقود وسائر أقواله وأفعاله. وأما المفلس لغة فهو من ذهب جيد ماله وبقي رديه وصار ماله فلوسا زيوفا وشرعا من عليه ديون ولا مال له يفي بها فيعم هذا اللفظ لمن قصر ماله عن أداء ديونه ولمن لا مال له لا قليلا ولا كثيرا فهو محجور عليه بخمس شرائط الأول المديونية والثاني ثبوت ديونه عند حاكم من الحكام في الشرع والثالث حلول آجال الديون والرابع قصور ماله عن مقدار ديونه والخامس التماس غرمائه من الحاكم حبسه فإذا اجتمعت هذه الشرائط لزم حجره فينبغي أن يحجر عليه الحاكم ويمنعه من التصرف في أمواله لا من سائر العقود كالنكاح والطلاق وقبول ما وصي له أو ما وهب له وغيره فيما لا ضرر لماله ويتجنب

لِلْحَاكِمِ تَفْلِيْسُهٗ وَهُوَ اَنْ يُظْهِرَ حَجْرَهٗ لِيَحْذَرَ عَنْ مُعَامَلَتِهِ النَّاسُ وَيَقْبِضَ اَمْوَالَهٗ وَيَبِيْعَهَا بِالْبَيْعِ السُّوْقِيِّ بِلَا غَبْنٍ فَاحِشٍ فَلَوْ وُجِدَ بَيْنَ اَمْوَالِهٖ سِلْعَةٌ اَوْ غَيْرُهَا مِنْ اَمْوَالِ الْغُرَمَاءِ رَدَّهَا اِلٰى صَاحِبِهَا لَا شِرْكَةَ لِسَائِرِ الْغُرَمَاءِ فِيْهَا وَمِنْ مَالِهٖ مَا كَانَ رَهْنًا فَلِلْمُرْتَهِنِ اَنْ يَسْتَوْفِيَ دَيْنَهٗ مِنْهُ بِاِذْنِ الْحَاكِمِ وَيَرُدُّ الْفَضْلَ اِلٰى غُرَمَائِهٖ وَلَا يَجُوْزُ لِلْغَرِيْمِ الْمُؤَجَّلِ الْمُشَارَكَةُ مَعَ الْمُعَجَّلِ قَبْلَ الْاَجَلِ وَلَوْ كَانَ بَعْدَ حُلُوْلِ الْاَجَلِ فَلَا فَرْقَ بَيْنَ الْغُرَمَاءِ وَلِلْحَاكِمِ اَنْ يُرَاعِيَ التَّسْوِيَةَ بَيْنَ الْغُرَمَاءِ وَيَمْنَعَ تَغَلُّبَ بَعْضِ الْغُرَمَاءِ عَلٰى بَعْضٍ وَفِيْ مُدَّةِ الْحَجْرِ نَفَقَتُهٗ وَنَفَقَةُ مَنْ وَجَبَتْ عَلَيْهِ نَفَقَتُهٗ كَانَتْ مِنْ مَالِهٖ وَيَنْبَغِيْ اَنْ يَبْدَأَ بِبَيْعِ مَا يُخَافُ مِنْ تَلَفِهٖ ثُمَّ بِالْمَرْهُوْنَاتِ ثُمَّ بِسَائِرِ السِّلْعَةِ وَالْاَمْتِعَةِ وَالْاَقْمِشَةِ ثُمَّ بِالْعَقَارِ وَيَنْبَغِيْ اَنْ يَجْتَهِدَ الْحَاكِمُ فِيْ اِعْطَاءِ غُرَمَاءِ الْمُفْلِسِ لِيُسَوِّيَ بَيْنَهُمْ اَمْوَالَهٗ لِكُلِّ وَاحِدٍ بِقَدْرِ دَيْنِهٖ مَثَلًا اِنْ كَانَ لِاَحَدٍ مِنَ الْغُرَمَاءِ عَلَى الْمُفْلِسِ اَلْفٌ وَلِوَاحِدٍ مِائَةٌ فَيُقْسَمُ صَاحِبُ الْمِائَةِ اَيُّمَا شَيْءٍ مِنْ مَالِ الْمُفْلِسِ كَانَ عُشْرَ قِسْمِ صَاحِبِ الْاَلْفِ وَلَا حَجْرَ عَلَى الْفَقِيْرِ الَّذِيْ ثَبَتَ فَقْرُهٗ عِنْدَ الْحَاكِمِ بِاَيِّ سَبَبٍ ثَبَتَ اِمَّا بِالْبَيِّنَةِ اَوِ الْحَلْفِ اَوْ اِحَاطَةِ عِلْمِ الْحَاكِمِ بِفَقْرِهٖ مِنْ جِهَةٍ اُخْرٰى ۔

ترجمہ: پابندی لگانے کا بیان ؛

مال اور معاملات میں تصرف کرنے سے باز رکھنے کا نام پابندی ہے۔ کسی کو پابند بنانے کے اسباب یہ ہیں :۔

۱۔ کم سنی (۲) پاگل پن (۳) نادانی (۴) تنگدستی (۵) غلامی (۶) بیماری۔

کمسن کا مسئلہ ؛

مناسب ہے کہ کمسن پر مالی تصرفات اور نابالغ ہونے کی وجہ سے اس کی حالت کے غیر مناسب ہر کام میں اس پر پابندی لگائی جائے جب وہ بالغ ہو جائے تو اس کے معاملات نافذ ہو جاتے ہیں اور وہ اپنے مال میں بھی تصرف کرنے والا بن جاتا ہے۔ بشرطیکہ وہ نفع و نقصان کو خوب سمجھنے والا ہوا اور اس نادانی سے دور ہو جس کی علامت فسق میں مبتلا رہنا اور فضول خرچی ہے۔

بالغ ہونے کی علامت :

لڑکا اور لڑکی دونوں کے حق میں بالغ ہونے کی علامتیں یہ ہیں ۔
۱۔ احتلام ہونا (۲) زیر ناف پر سخت بال کا اُگ آنا ۔ لڑکے کا بالغ ہونا بارہ سال سے لے کر پندرہ سال تک کے عرصے میں ممکن ہے اور لڑکی کا بالغ ہونا نو سال سے لے کر پندرہ سال کے عرصہ میں ممکن ہے۔
پابند کئے ہوئے بچّے کے حق میں اُس کا سرپرست رشتے کے پہلو اور نگہداری وغیرہ کی مصلحت بینی کے ساتھ ساتھ اُس کے مال اور تمام معاملات میں جائز تصرف والا ہوتا ہے ۔

سرپرستی کس کی معتبر ہوگی :

سرپرستی کا دارومدار باپ اور باپ کی جہت والے دادا پر ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ درجہ میں جتنے بھی اوپر کو چلا جائے۔ ان کے سوا بھائیوں چچے وغیرہ ، ماں اور دیگر تمام رشتہ داروں کو سرپرستی کا حق حاصل نہیں ہے باپ اور دادا کے نہ ہونے کی صورت میں بچے کے مالی امور وغیرہ میں جائز تصرف والا وصی ہوا کرتا ہے ۔ وصی کے نہ ہونے کی صورت میں شرعی حاکم سرپرست ہوا کرتا ہے ۔ شرعی حاکم وہ دیندار با عمل عالم ہوتا ہے۔ جو مسلمانوں کے آپس میں حق کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے ۔ اس قسم کے خصائل کا حامل کوئی حاکم نہیں پایا جاتا لہذا دین رخنہ اندازی کا شکار ہو گیا ۔

پاگل کا مسئلہ :

پاگل کو مالی تصرفات اور اُن کے علاوہ دیگر معاملات سے اُس وقت تک باز رکھا جائے گا۔ جب تک کہ وہ پاگل رہے۔ جب اُس کی دیوانگی ختم ہو جائے تو ممنوع معاملات میں اُس کا تصرف کرنا جائز ہو جائے گا ۔ اگر اس کی دیوانگی دور نہ ہو جائے تو اُس کے تمام کے تمام معاملات کا تعلق سرپرست سے یا وصی سے یا شرعی حاکم سے ہوگا جیسا کہ بچے کے بارے میں بیان گزرا۔
اگر بچہ بالغ ہو جائے یا پاگل شخص ٹھیک ہو جائے جبکہ دونوں نفع اور نقصان کو خوب سمجھنے والے ہوں تو سرپرست کو ان کی سرپرستی کا حق نہیں ہوگا ۔

نادان شخص کا مسئلہ :

نادان شخص وہ ہے جو اپنے مال کو حرام کاموں میں صرف کرتا ہو۔ فضول خرچی سے کام لیتا ہو۔ شدید قسم کے نقصان کے ساتھ معاملہ کرتا ہو۔ اور اس کی کچھ پروا نہ کرتا ہو۔ چنانچہ سرپرست یا وصی یا شرعی حاکم کے ذمے واجب ہے کہ وہ اُس کو مال میں تصرف کرنے سے باز رکھے اور اُس پر اور اُس کے ذمے جن افراد کے اخراجات واجب ہوں اُن پر اُن کی حالتوں کے مطابق کسی قسم کے اسراف یا کنجوسی کی مانند کسی قسم کی کنجوسی کے بغیر مال خرچ کرے۔ نادان شخص کی طرف سے بعض معاملات درست ہوتے ہیں۔ مثلاً بیوی کو طلاق دینا اور میاں بیوی کے آپس میں لعان کا معاملہ کرنا۔ خرید و فروخت کے معاملات میں نادان کی کارکردگی درست نہیں ہوتی، نہ فوری طور پر نقد کی صورت میں انجام پانے والا معاملہ درست ہوگا۔ اور نہ ہی اُدھار کی صورت میں مدت مقرر کی جانے والی صورت کا معاملہ۔ نادان شخص جب تک نادانی کا حامل اور پابندی کا شکار ہو اُس کی کارکردگی نہ قرض لینے کی صورت میں درست ہے اور نہ ہی قرض دینے کی صورت میں۔

اگر شرعی حاکم اُس کی پابندی کو ہٹا دے اور وہ دوبارہ فضول خرچی کی طرف لوٹ آئے تو لازمی طور پر اُس کو دوسری دفعہ اور تیسری دفعہ پابند بنانا واجب ہے یہاں تک کہ اُس کی نادانی درست رویے میں بدل جائے۔

غلام کا مسئلہ ،

غلام کو آقا کی اجازت کے بغیر بیوی کو طلاق دینے کے سوا تمام معاملات اور مال میں تصرف کرنے سے باز رکھا جائے گا۔ طلاق تو آقا کی اجازت کے بغیر غلام کی طرف سے وقوع پذیر ہو سکتی ہے۔ غلام کی طرف سے دیگر تمام معاملات وقوع پذیر نہیں ہو سکتے۔ اِلّا یہ کہ اُس کا آقا اُسے اجازت دے دے غلام کے لئے جائز نہیں کہ وہ تمام معاملات اور خرید و فروخت کی صورتوں میں خواہ ایجاب کی صورت ہو یا قبول کی۔ اُس اندازے سے تجاوز کر جائے جس کی اُسے اجازت دے دی گئی ہو۔ اگر آقا کی اجازت کے بغیر غلام کوئی معاملہ کر بیٹھے اور معاملہ والی چیز غلام کے ہاتھ میں نابود ہو جائے تو وہ چیز نابود ہو جائے گی کیونکہ غلام تو کسی چیز کا مالک نہیں بن جاتا۔ لیکن اگر غلام کسی کو آزاد کرے تو وہ اپنے قبضے میں تلف شدہ چیز کا ضامن ہوگا خواہ وہ چیز متقومی ہو

یا زیادہ۔

بیمار شخص کا مسئلہ:

بیمار پر پابندی لگائی جائے گی مگر اس کا تہائی مال اس سے مستثنیٰ ہے۔ بشرطیکہ اُس کی بیماری موت کی بیماری ہو یا شدید ہونے میں موت کی بیماری جیسی ہو۔ عارضی طور پر پیش آمدہ بیماریوں کی صورتوں میں بیمار شخص کا حکم احکام، معاملات اور تمام اقوال اور افعال کے نافذ ہونے میں تندرست آدمی کا حکم رکھتا ہے۔ مثلاً ایک دن کا بخار یا زکام یا نزلہ یا دردِ سر یا ان کے علاوہ دیگر عارضی بیماریاں۔

مفلس (تنگدست) کا مسئلہ:

لغوی اعتبار سے مفلس وہ شخص ہوتا ہے جس کا عمدہ مال ختم ہو گیا ہو، گھٹیا مال رہ گیا ہو، اور اُس کا مال کھوٹے پیسوں کی شکل اختیار کر گیا ہو۔

شرعی اعتبار سے مفلس وہ شخص ہے جس کے ذمے بہت سے قرضے ہوں اور اُس کے پاس کوئی ایسا مال نہ ہو جو قرضوں کو پورا کر سکے۔ چنانچہ مفلس کا لفظ اُس شخص کو شامل ہوگا جس کا مال اُس کے قرضوں کی ادائیگی سے کوتاہ ہو اور اس شخص کو بھی شامل ہوگا جس کے پاس کوئی مال نہ ہو نہ تھوڑا نہ زیادہ۔ پس ایسا مفلس شخص کو پانچ شرطوں کے ساتھ پابند کیا جائے گا۔

۱۔ مفلس کا مقروض ہونا (۲) شرعی حاکموں میں سے کسی حاکم کے پاس اُس کے ذمے قرضوں کا ثبوت ہونا (۳) قرضوں کی ادائیگی کی مقررہ مدتوں کا پہنچ جانا (۴) قرضے کی مقدار سے مفلس کے مال کا کوتاہ ہونا۔ (۵) مفلس کے قرضخواہ حضرات کا حاکم سے اُس کے محبوس کرنے کا مطالبہ کرنا۔ پس جب کسی مفلس شخص میں یہ شرطیں یکجا ہوں تو اُس کا پابند بنانا لازم ہے۔ چنانچہ مناسب ہے کہ شرعی حاکم اُس پر پابندی عائد کرے اور اُس کو اپنے مال میں تصرف کرنے سے باز رکھے۔ تمام معاملات میں تصرف کرنے سے نہیں مثلاً نکاح، طلاق، اپنے لئے وصیت کردہ چیز کا یا ہبہ کردہ چیز کا قبول کرنا اور ان کے علاوہ دیگر وہ معاملے جن میں اُس کے مال کا کوئی نقصان نہ ہو۔

حاکم کے لئے مفلس شخص کی تفلیسی کارروائی مسنون ہے۔ تفلیس کا مطلب یہ ہے کہ حاکم اُس کے پابند

بتائے جانے کا اظہار کرے تاکہ لوگ اُس کے ساتھ معاملہ کرنے سے بچے رہیں۔ حاکم اس کے مال کو اپنے ضبط میں رکھے اور اُن کو کسی شدید قسم کے نقصان کے بغیر بازاری لین دین کے مطابق فروخت کرے۔ اگر مفلس کے مالوں میں قرض خواہ حضرات کے مالوں میں سے کوئی سامان پایا جائے تو حاکم اس سامان کو سامان کے مالک کو واپس کرے گا۔ اور تمام قرضخواہوں کی اُس سامان میں کوئی شرکت نہیں ہوگی۔ مفلس کا جو مال گروی کے طور پر رکھوایا گیا ہو تو مرتہن کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ حاکم کی اجازت سے اُس مالِ گروی سے اپنا قرضہ پورا وصول کرے اور بچے ہوئے مال مفلس کے قرضخواہوں کو واپس کرے۔ مقررہ وقت کے پہنچنے سے پہلے مہلت دہندہ قرض خواہ کے لئے جلد بازی سے کام لینے والے قرض خواہ کے ساتھ قرض وصول کرنے کی صورت میں شریک ہونا جائز نہیں ہے اگر مقررہ وقت کے پہنچنے کے بعد ہو تو قرضخواہوں کے آپس میں کوئی فرق نہیں ہے۔ حاکم کی ذمہ داری ہے کہ وہ قرضخواہوں کے آپس میں مساوات کا لحاظ رکھے۔ اور بعض قرضخواہوں کو ایک دوسرے بعض پر مسلط ہونے سے باز رکھے۔

پابندی کے عرصے میں پابند کئے ہوئے کے اخراجات اور جن افراد کے اخراجات پابند کئے ہوئے کے ذمے واجب ہوں اُن کے اخراجات اُسی کے مال سے نکالے جائیں گے۔

مناسب یہ ہے کہ حاکم مفلس کے اُس چیز کے فروخت کرنے میں پہل کرے جس کے ضائع ہونے کا خوف ہو، پھر گروی والی چیزوں کو فروخت کرے۔ پھر تمام سازوسامان اور پارچہ جات کو بیچے۔ اس کے بعد زمین وغیرہ کو۔ مناسب ہے کہ حاکم تنگدست شخص کے قرضخواہوں کو حاضر کرنے کی کوشش کرے تاکہ وہ اُن کے آپس میں مفلس کے مال کو برابر کرکے دے سکے۔ ہر ایک قرضخواہ کو اس کے قرض کی مقدار کے مطابق ملے گا۔ مثال کے طور پر مفلس کے ذمے قرضخواہوں میں سے ایک کا ایک ہزار ہو اور ایک کا سو، تو مفلس کے مال سے سو والے کا حصہ ہزار والے کے حصّے کا دسواں ہوگا۔

اُس فقیر پر کوئی پابندی عائد نہیں ہوگی جس کی تنگدستی حاکم کے ہاں ثابت ہو گئی ہو خواہ جس سبب سے بھی ثابت ہو، گواہ کی وجہ سے یا قسم کھانے کی وجہ سے یا کسی اور طریقے سے حاکم کو اس کی تنگدستی کا پورا پورا علم ہونے کی صورت میں ہو۔

بَابُ الضَّمَانِ وَالْكَفَالَةِ وَالْحَوَالَةِ

أَمَّا الضَّمَانُ وَالْكَفَالَةُ فَعَقْدٌ شُرِعَ لِتَعَهُّدِ مَالٍ أَوْ نَفْسٍ فَالضَّامِنُ لَا يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ صَبِيًّا أَوْ مَجْنُونًا أَوْ مَحْجُورًا عَلَيْهِ وَلِلْمَمْلُوكِ يَجُوزُ الضَّمَانُ بِإِذْنِ مَوْلَاهُ وَيُشْتَرَطُ فِي الضَّمَانِ رِضَى الضَّامِنِ وَالْمَضْمُونِ لَهُ وَإِنْ لَمْ يَرْضَ الْمَضْمُونُ عَنْهُ وَلَوْ أَدَّى الضَّامِنُ مَا عَلَى الْمَضْمُونِ عَنْهُ وَالضَّمَانُ كَانَ بِإِذْنِهِ فَيَرْجِعُ الضَّامِنُ عَلَى الْمَضْمُونِ عَنْهُ بِمَا أَدَّاهُ وَلَوْ لَمْ يَكُنِ الضَّمَانُ بِإِذْنِ الْمَضْمُونِ عَنْهُ فَلَيْسَ لِلضَّامِنِ أَنْ يَطْلُبَ مِنَ الْمَضْمُونِ عَنْهُ غَيْرَ مَا أَدَّاهُ وَمَنْ أَطْلَقَ غَرِيمًا مِنْ يَدِ صَاحِبِ الْحَقِّ قَهْرًا فَيَمِنَ إِحْضَارُهُ أَوْ أَدَاءُ مَا عَلَيْهِ وَمَنْ كَفَلَ مَكْفُولًا بِمَا عَلَيْهِ لَزِمَهُ أَدَاءُ مَا عَلَيْهِ وَإِنْ كَفَلَ نَفْسَهُ لَزِمَهُ إِحْضَارُهُ وَيَنْعَقِدُ الضَّمَانُ وَالْكَفَالَةُ بِأَنْ يَقُولَ الْكَفِيلُ ضَمِنْتُ نَفْسَهُ أَوْ ذَاتَهُ أَوْ يَدَهُ أَوْ رِجْلَهُ أَوْ غَيْرَهَا مِنْ أَعْضَائِهِ إِنْ كَانَتِ الْكَفَالَةُ لِلْمَكْفُولِ وَإِنْ كَانَتْ لِمَا عَلَيْهِ بِأَنْ يَقُولَ الْكَفِيلُ ضَمِنْتُ مَا عَلَيْهِ أَوْ كَفَلْتُ مَا عَلَيْهِ

أَمَّا الْحَوَالَةُ فَهِيَ تَحْوِيلُ حَقٍّ مِنْ ذِمَّةٍ إِلَى ذِمَّةٍ وَتَنْعَقِدُ بِرِضَى الْمُحِيلِ وَالْمُحْتَالِ عَلَيْهِ فَمَتَى حَصَلَ رِضَاهُمْ بَرِئَ الْمُحِيلُ وَتَحَوَّلَ الْأَدَاءُ إِلَى الْمُحْتَالِ عَلَيْهِ وَلَوْ صَادَ الْمُحْتَالُ عَلَيْهِ مُحِيلًا عَلَى غَيْرِهِ بِرِضَى الْمُحْتَالِ جَازَ وَإِنْ وَقَعَ الِاخْتِلَافُ بَيْنَ الْمُحِيلِ وَالْمُحْتَالِ مَعَ أَنْ يَجْرِيَ لَفْظُ الْحَوَالَةِ بِأَنْ يَقُولَ الْمُحِيلُ وَكَّلْتُكَ فِي اسْتِيفَاءِ

الدَّيْنِ وَيَقُولَ الْمُحْتَالُ بَلْ اَحَلْتَنِي فَالْقَوْلُ قَوْلُ الْمُحِيلِ لِاَنَّهُ اَعْرَفُ بِمَا اَرَادَهُ بِلَفْظِهِ وَاِنْ قَالَ الْمُحِيلُ اَحَلْتُكَ وَقَالَ الْمُحْتَالُ بَلْ وَكَّلْتَنِي فَالْقَوْلُ قَوْلُ الْمُحْتَالِ۔

ترجمہ: ضمانت، کفالت اور حوالہ کا بیان

ضمانت و کفالت کا مسئلہ:

ضمانت اور کفالت ایک ایسا معاملہ ہے جو کسی مال یا جان کی دیکھ بھال اور حفاظت کی خاطر روا رکھا گیا ہے ضامن شخص کے حق میں یہ جائز نہیں ہے کہ وہ بچہ ہو یا پاگل ہو یا پابندی کا شکار آدمی ہو۔ آقا کی اجازت سے غلام کے لیے ضامن بننا جائز ہے۔ ضمانت کے معاملے کی صورت میں ضامن اور مضمون لہ (صاحب حق) کی رضامندی شرط ہے۔ اگرچہ مضمون عنہ (مقروض) ناراض ہی کیوں نہ ہو۔ اگر ضامن مضمون عنہ کے ذمے پر موجود مال کو ادا کرے جبکہ ضمانت کا معاملہ اُس کی اجازت سے ہوا ہو تو ضامن مضمون عنہ سے اُس مال کی وصولی کے لیے رجوع کرے گا جس کو اُس نے ادا کیا ہے۔ اگر ضمانت کا معاملہ مضمون عنہ کی اجازت سے نہ ہوا ہو تو ضامن کو مضمون عنہ سے اُس مال کی وصولی کے لئے رجوع کرنے کا حق نہیں ہو گا جس کو اُس نے اُس کی طرف سے ادا کیا ہو۔ چنانچہ ضامن کے لئے مضمون عنہ سے ادا کردہ چیز کے سوا کسی اور چیز کا مطالبہ کرنا جائز نہیں ہے۔

جو شخص کسی مقروض کو صاحب حق کے قبضے سے زبردستی چھڑا دے تو وہ اُس کے حاضر کرنے اور اُس کے ذمے پر موجود چیز کے ادا کرنے کا ضامن ہو گا۔ جو شخص کسی مکفول (مقروض) کے ذمہ موجودہ مال کے سلسلے میں کفیل بن جائے تو اُس کے لیے اس چیز کی ادائیگی لازم ہو جاتی ہے اگر وہ نفس مکفول کا ضامن بن جائے تو اُس کا حاضر کرنا اُس کے ذمے لازم ہو گا۔

ضمانت اور کفالت کا معاملہ اس بات سے منعقد ہو جاتا ہے کہ کفیل شخص کہے میں اُس کے نفس کا ضامن بن گیا۔ میں اُس کے سر کا ضامن بن گیا میں اُس کے ہاتھ کا ضامن بن گیا۔ میں اُس کے پیر کا ضامن بن گیا یا مقروض کے اعضائے بدن میں سے کسی اور عضو کا نام لے کر کہے کہ میں اُس کا ضامن بن گیا بشرطیکہ کفالت کا معاملہ خود مکفول کے سلسلے میں ہو۔ اگر یہ معاملہ مکفول کے ذمے پر موجود مال کے سلسلے میں ہو تو یوں کہے میں

اُس کے ذمے پر موجود مال کا ضامن بن گیا یا یوں کہئے۔ میں اُس ذمے پر موجود مال کا کفیل بن گیا۔

حوالہ کرنے کا مسئلہ:

ایک ذمے سے کسی دوسرے ذمے کی طرف کسی حق کے منتقل کرنے کا نام حوالہ ہے۔ حوالہ کا معاملہ محیل (مقروض) محتال (صاحب حق) اور محتال علیہ (ذمہ داری قبول کرنے والا) کی رضامندی سے منعقد ہو جاتا ہے۔ جب ان سب کی رضامندی حاصل ہو جائے تو محیل بری الذمہ ہو جاتا ہے اور مال کی ادائیگی محتال علیہ کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔ اگر محتال علیہ محتال کی رضامندی سے کسی دوسرے کے حق میں محیل بن جائے تو یہ جائز ہے۔

اگر محیل اور محتال کے آپس میں لفظ حوالے کے جاری ہوتے ہوئے اختلاف پیدا ہو جائے مثلاً محیل کہے کہ میں نے قرض کی ادائیگی کے لئے تجھے وکیل بنایا۔ محتال کہے نہیں بلکہ تو نے میرے ساتھ حوالے کا معاملہ کیا تو اس صورت میں بات محیل کی مانی جائے گی۔ کیونکہ محیل ہی اپنے لفظ کی مراد سے خوب واقف ہوا کرتا ہے۔ اگر محیل کہے۔ میں نے تیرے ساتھ حوالہ کا معاملہ کیا۔ محتال کہے۔ تو نے مجھے اپنا وکیل بنایا تو اس صورت میں بات محتال کی مانی جائے گی۔

بَابُ الصُّلْحِ

قَالَ اللهُ تَعَالَى: وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ط وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الصُّلْحُ جَائِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَّا مَا أَحَلَّ حَرَامًا أَوْ حَرَّمَ حَلَالًا. فَالصُّلْحُ عَقْدٌ نَافِعٌ شَائِعٌ فِي الْمُنَاكَحَاتِ وَالْمُفَارَقَاتِ وَالْمُبَايَعَاتِ وَالْمُحَارَبَاتِ وَالْمُخَاصَمَاتِ وَغَيْرِهَا إِلَّا فِيمَا يُحَلِّلُ حَرَامًا أَوْ يُحَرِّمُ حَلَالًا كَالصُّلْحِ عَلَى قَتْلِ نَفْسٍ مَعْصُومَةٍ أَوْ سَتْرِ قَاتِلٍ حُرٍّ أَوْ إِنْكَاحِ حُرَّةٍ بَالِغَةٍ عَاقِلَةٍ بِدُونِ رِضَاهَا أَوِ ارْتِكَابِ شُرْبِ الْخَمْرِ أَوِ الْانْقِطَاعِ عَنْ صُحْبَةِ الصَّالِحِينَ أَوِ الْاتِّصَالِ بِالْفَاسِقِينَ أَوْ إِهْدَاءِ خَمْرٍ أَوْ قَبُولِ مَعْصِيَةٍ فَإِنَّ الصُّلْحَ فِي هٰذِهِ الْمُنْكَرَاتِ لَا يَجُوزُ بَلْ يُثْمِرُ فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا الْغَرَامَةَ وَفِي الْآخِرَةِ النَّدَامَةَ فَيَنْبَغِي أَنْ يُمْعِنَ الْفَطِنُ الْمُتَدَيِّنُ فِي الصُّلْحِ وَمَآلِهِ وَكَآبَتِهِ وَنَكَالِهِ وَهُوَ لَا يَثْبُتُ مِنْ طَرَفٍ وَاحِدٍ بَلْ يَنْعَقِدُ مِنَ الطَّرَفَيْنِ وَمَتَى انْعَقَدَ لَمْ يَبْطُلْ إِلَّا بِاتِّفَاقِهِمَا عَلَى فَسْخِهِ وَيَجُوزُ الصُّلْحُ مَعَ سَبْقِ خُصُومَةٍ وَبِدُونِ سَبْقِهَا وَالصَّحِيحُ مِنْهُ مَا صَدَرَ مِنَ الْبَالِغَيْنِ الْعَاقِلَيْنِ وَمِنْ كِلَيْهِمَا لَا يَلْزَمُ الْإِقْرَارُ وَهُوَ جَائِزٌ مَعَ الْإِقْرَارِ وَمَعَ الْإِنْكَارِ وَمَعَ السُّكُوتِ عَنْهُمَا وَيَصِحُّ أَيْضًا فِي الْمُؤَجَّلِ بِالْمَالِ وَفِي الْحَالِ بِالْمُؤَجَّلِ وَفِي الْأَكْثَرِ بِالْأَقَلِّ وَفِي الْأَقَلِّ بِالْأَكْثَرِ إِنْ عَرَفَا فِيمَا لَا يَلْزَمُ مِنْهُ الرِّبَوٰ وَلَوِ اصْطَلَحَ الشَّرِيكَانِ عَلَى أَنَّ لِلشَّرِيكِ رَأْسَ مَالِهِ وَالرِّبْحُ

والخشب ان لشريكه اخر صح ويجوز اخراج الرواشن والجناح وفتح الابواب محدثة
ووضع الساباط ونصب الميازيب في الطريق النافذة ان لم يتضرر من يمر بها
وفي الطريق المرفوع عنها المرور المفتوحة من طرفين المسدودة من طرف
اخر لا يجوز استحداث الابواب والرواشن وفتح الروازن والميازيب والمسايل
والشبابيك الا بمصلحة اربابها وتراضيهم وارباب السكة ارباب الابواب فيها
وارباب الجدار ان ليس لهم ابواب تابعها فلو وضع ساباطا ينبغي ان يرفعها قدر
ان لا يتضرر الراكب على الخيل او على الابل بدون المحمل او في المحمل من
المرور بها ولا يجوز التصرف في الجدار المختص باحد لغيره الا باذنه ان
اراد تنقيبا او طرحا للخشب عليه والجدار المشترك بين الجارين كل وجه منه
للجار فان اراد التصرف في غير وجهه احتاج الى اذن جاره والسقف المشترك
بين صاحب العلو وصاحب السفل كالجدار المشترك فلا يجوز لاحدهما ان
يثقب كوة او يدق وتدا الا باذن شريكه السفلي او العلوي ولو انهدم المشترك
واراد احدهما عمارته ليس له ان يجبر الاخر على العمارة ولا للاخر ان
يمنعه من العمارة وما اعاده بالعمارة كان ملكه ولا يبقى لشريكه الا حصته
ارضه ان كانت ذات حصص ويصح الصلح عن كل ما يصح اخذ العوض عنه و
للجار ان يقطع من حد ملكه اغصان جاره لو خرجت من حد ملك صاحبه
ودخلت في ملكه ولم يمكن عطفها او يصالح على شيء بالخروج ولا يقطعها
ولا يصح الصلح عما لا يجوز اخذ العوض عنه كالصلح مع امرأة لتقر له
بالزوجية ولا نكاح بينهما او مع شاهد ليمتنع من اقامة الشهادة صادقا
في شهادته ولو وجب حد القذف على احد لم يجز الصلح الا ان يعفو المقذوف
وفي سائر الحدود كشرب الخمر او الزنا او غيرهما لا يجوز الصلح او العفو
ابدا ولو تداعيا حائطا بين ملكيهما وهو في ايديهما فلا يثبت لاحدهما
الا بالبينة فان لم تكن البينة لاحدهما فيمن اتصل به بناؤه وحلف ولو

كَانَ مُتَّصِلاً بِمِلْكَيْهِمَا أَوْ مُنْقَطِعًا عَنْ مِلْكَيْهِمَا وَلَمْ يَطْرَحْ أَحَدُهُمَا عَلَيْهِ شَيْئًا يَدُلُّ عَلَى الْاِخْتِصَاصِ بِهِ فَإِنْ حَلَفَ وَاحِدٌ وَنَكَلَ الْآخَرُ فَهُوَ لِذِي الْيَمِيْنِ وَإِنْ حَلَفَا أَوْ نَكَلَا فَهِيَ بَيْنَهُمَا بِهِ۔ وَالْبَيْتُ الَّذِيْ عَلَيْهِ غُرْفَةٌ كَانَ سَقْفُ الْبَيْتِ مُشْتَرَكًا كَذَالِكَ لِأَنَّهُ آدَمٌ لِلْفَوْقَانِيِّ وَسَمَاءٌ لِلتَّحْتَانِيِّ فَلَا تَرْجِيْحَ لِأَحَدِهِمَا إِلَّا بِالْبَيِّنَةِ أَوِ الْيَمِيْنِ۔

ترجمہ: صلح کرنے کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ط صلح بہترین چیز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔
اَلصُّلْحُ جَائِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ الخ مسلمانوں کے آپس میں صلح جائز ہے مگر صلح کی وہ صورت جائز نہیں جو کسی حرام چیز کو حلال یا کسی حلال چیز کو حرام کرے۔

صلح کی تعریف:۔

صلح نکاح کی صورتوں، جدائی کی صورتوں، جنگ وجدل کی صورتوں اور آپس کے جھگڑوں کی صورتوں میں چلنے والے ایک کامل معاملہ کا نام ہے۔ مگر اس صورت میں صلح نہیں چلتی جو کسی حرام کو حلال یا کسی حلال کو حرام کردے مثلاً کسی بے گناہ نفس کے قتل کرنے پر صلح کرنا۔ کسی آزاد فرد کے غلام بنانے پر صلح کرنا۔ رضا مندی کے بغیر کسی بالغہ عاقلہ آزاد عورت کے نکاح پر صلح کرنا۔ شراب نوشی کے ارتکاب کرنے پر صلح کرنا، نیکوکاروں کی صحبت سے ہٹ جانے پر صلح کرنا۔ فاسق لوگوں میں شامل ہونے پر صلح کرنا کسی شراب کے ہدیہ دینے پر صلح کرنا یا کسی گناہ کے قبول کرنے پر صلح کرنا۔ چنانچہ ان جیسے افعال پہ صلح کرنا جائز ہی نہیں ہے۔ بلکہ اس قسم کی صلح کا نتیجہ اس دنیا میں نقصان اور آخرت میں پشیمانی کی صورت میں برآمد ہوتا ہے۔ پس مناسب ہے کہ سمجھدار دیندار آدمی صلح، صلح کے انجام صلح کے فائدے اور اس کی عبرتناک سزا کو گہری نگاہ سے دیکھے۔

صلح صرف ایک جانب سے ثابت نہیں ہوا کرتی بلکہ اس کا انعقاد جانبین سے ہوا کرتا ہے۔ جب صلح منعقد ہو جائے تو اس کے فسخ کرنے پر دونوں کے متفق ہوئے بغیر وہ باطل نہیں ہو سکتی۔ کسی جھگڑے کے درپیش

ہوتے ہوئے اور کسی جھگڑے کے درپیش ہوئے بغیر دونوں صورتوں میں صلح جائز ہے۔

کونسی صلح درست ہے :

درست صلح وہ صلح ہے جو دو بالغ اور عقلمند افراد کی طرف سے صادر ہو۔ صلح کی طلب سے اقرار لازم نہیں آتا۔ صلح اقرار کرنے، انکار کرنے اور اقرار و انکار دونوں سے خاموشی اختیار کرنے کی صورتوں میں جائز ہے نیز صلح کرنا نقد کے بدلے میں ادھار پر، ادھار کے بدلے میں نقد پر، کم کے بدلے میں زیادہ پر زیادہ کے بدلے میں کم پر یہ سب صورتوں میں جائز ہے۔ بشرطیکہ دونوں صلح کنندگان اس صورت پر رضامند ہوں۔ جس میں سود لازم نہ آتا ہو۔ اگر دو شریک حضرات اس بات پر آپس میں صلح کریں کہ ایک شریک کو اصل زر ملے اور نفع و نقصان دوسرے شریک کو، تو یہ صورت درست ہے۔

آر پار جانے والی گلی کوچوں میں دکنارے کے مکانات سے) دریچوں کا نکالنا، چھجہ لگانا، نئے نئے دروازے کھولنا، چھت ڈالنا اور پرنالوں کا نصب کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ ان سے گذرنے والوں کو ضرر نہ پہنچے۔ جن گلی کوچوں سے گذرنا بند ہو وہ ایک طرف سے کھلی ہوں اور دوسری طرف سے بالکل بند، تو وہاں پر دروازوں اور دریچوں کا جدید بنایا۔ روشندانوں کا نکالنا۔ پرنالوں کا نصب کرنا، نالیاں بنانا اور کھڑکیاں کھولنا ان گلی کوچوں والوں کے آپس کی مصالحت اور رضامندی کے بغیر جائز نہیں ہیں۔

گلی کوچوں کے مالک حضرات کون لوگ ہیں :

گلی کوچوں کے دروازے والے گلی کوچوں والے ہوا کرتے ہیں۔ گلی کوچوں کی دیواروں والے ان گلی کوچوں کے شرکاء لوگ نہیں بن سکتے۔ اگر کوئی شخص گلی کوچے میں کوئی چھت ڈالدے تو مناسب ہے کہ وہ چھت کو اس قدر بلند کرے کہ گھوڑا سوار محمل کے بغیر اونٹ سوار یا محمل میں بیٹھ کر اونٹ پر سوار ہونے والے کو دیوار سے گذرنے میں کوئی ضرر نہ پہنچے۔ کسی ایک شخص کے ساتھ مخصوص کی گئی دیوار میں اس کی اجازت کے بغیر کسی کو بھی تصرف کرنا جائز نہیں ہے بشرطیکہ کوئی اس دیوار پر چھت ڈالنا یا اس پر لکڑی رکھنا چاہتا ہو۔ جو دیوار دو پڑوسیوں کے آپس میں اس طور پر مشترک ہو کہ اس کا ایک رخ پورا پورا ایک پڑوسی کی طرف ہو پس اگر وہ پڑوسی دیوار کے دوسرے رخ میں تصرف کرنا چاہے تو اسے اپنے دوسرے

پڑوسی کی اجازت درکار ہو گی ۔ اوپر کی منزل والے اور نیچے کی منزل والے کے درمیان مشترکہ چھت مشترکہ دیوار کی مانند ہے ۔ لہٰذا دونوں میں سے کسی ایک کے لئے اپنے شریک پائیں یا شریک بالا کی اجازت کے بغیر اُس مشترکہ چھت میں سوراخ کرنا یا اُس میں میخ گاڑنا جائز نہیں ہے ۔ اگر کوئی مشترکہ چیز منہدم ہو جائے اور ایک شریک اُس کی تعمیر کرنا چاہے تو اُس کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ دوسرے کو بھی تعمیر کرنے پر مجبور کرے اور نہ دوسرے کو یہ حق ہے کہ وہ اُس کو تعمیر کرنے سے باز رکھے جو کچھ بھی تعمیر کر کے ایک شریک دوبارہ بنائے گا وہ اسی کی ملکیت ہو گی اور اُس کے دوسرے شریک کے لئے زمین کے حصّے کے سوا کچھ بھی باقی نہیں رہے گا ۔ بشرطیکہ وہ زمین حصّے والی ہو ۔

ہر اُس چیز پر صلح کرنا درست ہے جس کا عوض لینا درست ہوتا ہو ۔ کسی ایک پڑوسی کو یہ حق ہے کہ وہ اپنے پڑوسی کے درخت کی ٹہنیوں کو اپنی ملکیت کی حدود سے کاٹ ڈالے ۔ بشرطیکہ ٹہنیاں پڑوسی کی ملکیت کی حدود سے نکل کر اُس کی ملکیت میں داخل ہو چکی ہوں اور اُن ٹہنیوں کا موڑنا ممکن نہ ہو ، یا عام رواج کے مطابق کسی چیز پر آپس میں صلح کرے اور ٹہنیوں کو نہ کاٹے ۔ اُس چیز پر صلح کرنا درست نہیں ہے ۔ جس کا عوض لینا درست نہ ہوتا ہو مثلاً کسی عورت کے ساتھ اس لئے صلح کرنا کہ وہ اُس کی بیوی ہونے کا اقرار کرے جبکہ دونوں کے آپس میں کوئی نکاح نہ ہو یا کسی گواہ کے ساتھ اس لئے صلح کرنا کہ وہ گواہی دینے میں سچا ہونے کے باوجود گواہی دینے سے باز رہے ۔ اگر کسی شخص پر تہمت لگانے کی حد (سزا) واجب ہو چکی ہو تو وہاں پر تہمت زدہ کے معاف کرنے کے سوا صلح جائز نہیں ہے ۔ دیگر تمام حدود کے بارے میں صلح کرنا یا معاف کرنا کبھی بھی جائز نہیں ہے ۔ مثلاً شراب نوشی ، بدکاری یا ان دونوں کے علاوہ دیگر خرابیاں ۔

اگر دو افراد دونوں کی ملکیتوں کے درمیان موجود کسی دیوار پر دعویٰ کر بیٹھے جبکہ دیوار دونوں کے قبضے میں ہو تو گواہ پیش کئے بغیر کسی ایک کے لئے دیوار ثابت نہیں ہو سکتی ۔ اگر کسی ایک کے پاس بھی گواہ نہ ہو تو دیوار اُس کو ملے گی ۔ جس کی عمارت دیوار سے ملی ہوئی ہو اور وہ قسم کھائے اگر دیوار دونوں کی ملکیتوں سے ملی ہوئی ہو یا دونوں کی ملکیتوں سے الگ تھلگ ہو نیز دیوار پر اُن میں سے کسی ایک نے کوئی ایسی چیز نہ ڈال رکھی ہو جو اُس کے ساتھ دیوار کے مخصوص ہونے پر دلالت کرے تو اگر ایک قسم کھا لے اور دوسرا قسم کھانے سے انکار کرے تو دیوار قسم کھانے والے کو ملے گی ۔ اگر دونوں ہی قسم کھا بیٹھے یا دونوں ہی قسم کھانے سے انکار کر دیں تو دیوار کا فیصلہ دونوں کے حق میں کیا جائے گا ۔ جس گھر پر کوئی بالاخانہ ہو تو گھر کی چھت یونہی مشترکہ ہو گی کیونکہ یہ چھت

بَابُ الْوَدِيعَةِ

هِيَ أَمَانَةٌ فِي يَدِ الْمُسْتَوْدَعِ إِنْ قَبِلَهَا مِنْ غَيْرِ إِكْرَاهٍ وَلَا إِجْبَارٍ فَلَا بُدَّ
فِي الْإِسْتِنَابَةِ أَيْ مِنَ الْإِيجَابِ قَوْلًا وَالْقَبُولِ قَوْلًا أَوْ فِعْلًا وَلَا يَنْعَقِدَانِ
إِلَّا مِنَ الْبَالِغَيْنِ الْعَاقِلَيْنِ جَائِزَيِ التَّصَرُّفِ لَا مِنَ الصَّبِيِّ وَلَا الْمَجْنُونِ وَلَا الْمَحْجُورِ
عَلَيْهِ بِأَيِّ سَبَبٍ كَانَ حَجْرُهُ وَلَا يَضْمَنُ الْمُسْتَوْدَعُ إِلَّا بِالتَّقْصِيرِ أَوِ التَّعَدِّي لِقَوْلِهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْتَعِيرِ غَيْرِ الْمُغِلِّ ضَمَانٌ وَلَا عَلَى الْمُسْتَوْدَعِ
غَيْرِ الْمُغِلِّ ضَمَانٌ لِأَنَّ فِي تَضْمِينِهِ إِخْلَالًا فِي الْإِئْتِمَانِ وَلِلْمُسْتَوْدَعِ أَنْ يَحْفَظَهَا بِنَفْسِهِ
وَبِمَنْ هُوَ فِي عِيَالِهِ كَالزَّوْجَةِ وَالْبَنِينَ وَالْبَنَاتِ وَالْآبَاءِ وَالْأُمَّهَاتِ وَالْأَجْدَادِ
وَالْجَدَّاتِ وَبِالْخُدَّامِ وَالْعَبِيدِ وَبِمَنْ كَانَ لَهُ عَلَيْهِ وُثُوقٌ لِحِفْظِ مَالِ نَفْسِهِ
وَفِي الْأَمْكِنَةِ الَّتِي كَانَتْ قَابِلَةً لِحِفْظِ مِثْلِهِ وَلِلْمُسْتَوْدَعِ نَقْلُ الْوَدِيعَةِ مِنْ
مَوْضِعٍ يَرَى فِيهِ مَصْلَحَةً لَا تُنَافِي الْحِفْظَ وَلَوْ أَرَادَ سَفَرًا وَيَعْلَمُ أَنَّ مَصْلَحَةَ
الْحِفْظِ فِي السَّفَرِ أَقْوَى جَازَ أَنْ يَسْتَصْحِبَهُ فِي السَّفَرِ وَفِي جَمِيعِ الْأَبْوَابِ يَنْبَغِي أَنْ
يَكُونَ الْمُسْتَوْدَعُ نَائِبًا مَنَابَ الْمَالِكِ فِي مَالِهِ وَلَا يُقَصِّرَ وَلَا يَتَعَدَّى لِأَنَّ الضَّمَانَ لَا
يَلْزَمُ إِلَّا بِأَحَدِهِمَا فَإِنْ طَلَبَهَا الْمُودِعُ مِنَ الْمُسْتَوْدَعِ وَهُوَ قَادِرٌ عَلَى تَسْلِيمِهَا وَلَمْ

بالائی منزل والے کے حق میں زمین کی مانند ہے اور نچلی منزل والے کے حق میں آسمان کی مانند
لہذا گزارہ پیش کرنے یا قسم کھانے کے سوا کسی ایک کو ترجیح نہیں دی جا سکتی ؛

يُسَلِّمُهَا إِلَيْهِ أَوْ إِلَى مَنْ يُحِبُّهُ لِلتَّسْلِيمِ إِلَيْهِ صَارَ ضَامِنًا لِأَنَّهُ مُتَعَدٍّ بِالْمَنْعِ بَعْدَ الطَّلَبِ وَإِنْ خَلَطَهَا الْمُسْتَوْدَعُ بِمَالِهِ بِحَيْثُ لَا تَمَيَّزُ ضَمِنَهَا إِنْ لَمْ يَكُنِ الْخَلْطُ لِلْحِفْظِ مِنَ الظَّلَمَةِ وَإِنْ كَانَ لِمَصْلَحَةِ الْحِفْظِ لَمْ يَضْمَنْ وَلَوْ كَانَتِ الْوَدِيعَةُ ثَوْبًا وَلَبِسَهُ لَا لِمُجَرَّدِ الِانْتِفَاعِ بِهِ بَلْ لِدَفْعِ الدُّودِ عِنْدَ الْحَرِّ لَمْ يَضْمَنْ وَكَذَا رُكُوبُ الدَّابَّةِ عِنْدَ السَّقْيِ وَلَوْ تَرَكَ نَشْرَ الثَّوْبِ الْمُفْتَقِرِ إِلَى الرِّيحِ أَوْ طَرَحَ الثِّيَابَ وَالْأَقْمِشَةَ فِي الْمَوَاضِعِ الَّتِي تُعَفِّنُهَا ضَمِنَ وَلَوْ أَخْرَجَ الدَّابَّةَ لِلسَّقْيِ أَوِ الْعَلَفِ وَلَوْ فِي وَقْتٍ يَقْتَضِي الْإِخْفَاءَ مِنَ الظَّلَمَةِ أَوِ الْأَعْدَاءِ وَتَلِفَتْ ضَمِنَ وَلَوْ مَاتَ الْمَالِكُ وَجَبَ عَلَى الْمُسْتَوْدَعِ أَنْ يَرُدَّ الْوَدِيعَةَ إِلَى وَرَثَتِهِ بِمَحْضَرِ جَمِيعِهِمْ وَلَوْ دَفَعَهَا إِلَى بَعْضِهِمْ مَعَ غَيْبَةِ الْبَعْضِ ضَمِنَ -

ترجمہ: ودیعت کا بیان

ودیعت امانت دار کے قبضے میں ایک امانت ہوتی ہے۔ بشرطیکہ وہ اس کو کسی قسم کی زبردستی اور جبر کے بغیر قبول کر چکا ہو۔ پس امانت رکھوانے کی صورت میں قولاً ایجاب کا ہونا اور قولاً یا فعلاً قبول کا ہونا ضروری ہیں۔ ایجاب اور قبول کا انعقاد صرف ایسے دو بالغ اور عاقل افراد کی طرف سے ہو سکتا ہے جن کا تصرّف جائز ہو نہ بچے سے ان کا انعقاد ہو سکتا ہے نہ پاگل سے اور نہ ہی پابندی کے شکار آدمی سے خواہ اس کی پابندی کسی بھی سبب سے ہو۔

امانت دار صرف کوتاہی کرنے یا زیادتی کرنے کی صورت میں ضامن ہو سکتا ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے لَيْسَ عَلَى الْمُسْتَعِيرِ غَيْرِ الْمُغِلِّ ضَمَانٌ الخ بے خیانت عاریت دار کے ذمے کوئی ضمانت نہیں اور نہ ہی بے خیانت امانت دار کے ذمے کوئی ضمانت ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ امانت دار کو ضامن بنانے سے امانت رکھنے میں خلل اندازی ہوتی ہے۔

امانت دار کے فرائض:

امانت دار کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ خود امانت کی حفاظت کرے یا ان افراد کے ذریعے اس کی حفاظت کرائے جو اس کی نگرانی اور کفالت میں ہوں۔ مثلاً بیوی بیٹے، بیٹیاں، باپ، مائیں، والے

دادیاں، نوکروں اور غلاموں سے اس کی حفاظت کرائے۔ اور ان افراد سے اس کی حفاظت کرائے جن پر اس کو خود اپنے مال کی حفاظت کرانے میں پورا پورا اعتماد ہو۔ نیز اُن جگہوں میں رکھ کر امانت کی چیز کی حفاظت کرے جو اس جیسی چیز کی حفاظت کے لئے قابل ہوں۔

امانت دار کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ امانت کی چیز کو ایک جگہ سے کسی ایسی جگہ منتقل کرے جہاں وہ کوئی ایسی مصلحت دیکھے جو حفاظت کے منافی نہ ہو۔ اگر امانت دار سفر کا ارادہ کرے اور اُسے بخوبی معلوم ہو کہ حفاظت کی مصلحت سفر میں زیادہ قوی ہے تو اُس کے لئے امانت کو سفر میں ساتھ لے جانا جائز ہے۔ تمام صورتوں میں مناسب یہ ہے کہ امانت دار مال کی حفاظت کرنے میں مالک کا نائب بن کر رہے وہ کوئی کوتاہی نہ کرے۔ اور نہ کوئی زیادتی کرے۔ کیونکہ ضمانت صرف انہی دو میں سے کسی ایک کی وجہ سے لازم ہو جاتی ہے۔

اگر امانت رکھوانے والا امانت دار سے اپنی امانت مانگے جبکہ امانت دار اُس کو سپرد کرنے پر قادر ہو اور وہ امانت کو مالک کے سپرد نہ کرے یا کسی اور معین کردہ شخص کے سپرد نہ کرے۔ تو وہ امانت دار اُس کا ضامن ہوگا۔ کیونکہ مانگنے کے بعد امانت کو روکنے کی وجہ سے وہ زیادتی کرنے والا ہے۔ اگر امانت دار مال امانت کو اپنے مال میں اس طرح ملا دے کہ امانت میں امتیاز نہ کیا جا سکتا ہو تو وہ ضامن ہوگا۔ بشرطیکہ اپنے مال میں امانت کا ملا دینا ظالم لوگوں سے اس کی حفاظت کرنے کی خاطر نہ ہو۔ اگر حفاظتی مصلحت کی بنا پر ایسا کیا گیا ہو تو امانت دار ضامن نہیں ہوگا۔ اگر مالِ امانت کوئی کپڑا ہو اور امانت دار شخص اُس کپڑے کو صرف فائدہ حاصل کرنے کے لئے نہیں بلکہ گرمی کے دوران دیمک کو دور کرنے کی غرض سے پہن لے تو وہ ضامن نہیں ہوگا۔ پانی پلانے کے لئے لے جاتے وقت جانور کی سواری کرنے کا بھی یہی حکم ہے۔

اگر امانت دار ہوا کے محتاج کپڑے کا پھیلانا چھوڑ دے یا وہ کپڑوں اور پارچہ جات کو بدبو دار بنانے والی جگہوں میں پھینک رکھے تو وہ ضامن ہوگا۔ اگر امانت دار جانور کو پانی پلانے یا گھاس کھلانے کی غرض سے باہر نکال دے جبکہ وقت کا تقاضا یہ ہو کہ وہ اُسے ظالموں اور دشمنوں سے پوشیدہ رکھے۔ اور جانور ضائع ہو جائے تو وہ ضامن ہوگا۔ اگر امانت کا مالک انتقال کر جائے تو امانت دار کے ذمے مالک کے تمام وارثوں کی موجودگی میں ان کو واپس کرنا واجب ہے۔ اگر امانتدار امانت کو بعض وارثوں کی غیر موجودگی میں دوسرے بعض وارثوں کو واپس کرے تو وہ اس کا ضامن ہوگا۔

بَابُ الْعَارِيَةِ

وَهِيَ إِبَاحَةُ الْمَنَافِعِ الْحَاصِلَةِ مِنْهَا إِنْ كَانَ خَيْلًا فَرُكُوبُهَا وَإِنْ كَانَ
لِلْحَمْلِ فَحَمْلُهَا، أُبِيحُ لِلْمُسْتَعِيرِ وَهِيَ أَمَانَةٌ فِي يَدِ الْمُسْتَعِيرِ وَلَوْ تَلِفَتْ لَمْ يَضْمَنْ
إِنْ لَمْ يَكُنْ مِنْ تَفْرِيطِهِ أَوْ تَعَدِّيهِ وَكُلُّ نَقْصٍ يَلْزَمُ مِنِ اسْتِعْمَالِهَا وَلَا تَفْرِيطَ
لِلْمُسْتَعِيرِ فِيهِ وَلَا تَعَدِّيَ لَا يَلْزَمُ مِنْهُ ضَمَانٌ وَلَوِ اسْتَعْمَلَهَا أَكْثَرَ مِنَ الْعَقْدِ فِيهَا
زِيَادَةً زَمَانِيَّةً أَوْ مَكَانِيَّةً ضَمِنَ وَلَا يَجُوزُ لِلْمُسْتَعِيرِ إِعَارَتُهَا إِلَى آخَرَ وَلَوِ اشْتَرَطَ
الْمُعِيرُ ضَمَانَهَا ضَمِنَ وَلَا يَجُوزُ الْإِعَارَةُ وَالِاسْتِعَارَةُ إِلَّا مِنَ الْبَالِغِ الْعَاقِلِ الْجَائِزِ
التَّصَرُّفِ وَالْمُسْتَعَارُ شَرْطُهُ أَنْ يَكُونَ مُنْتَفَعًا بِهِ مَعَ بَقَائِهِ كَالدَّابَّةِ لِلرُّكُوبِ وَالْحُلِيِّ
لِلزِّينَةِ وَالثَّوْبِ لِلُّبْسِ فَلَزِمَ مِنْ هَذَا الشَّرْطِ أَنَّ الْأَطْعِمَةَ لَا تَصِيرُ مُسْتَعَارَةً
لِأَنَّهَا لَا تَبْقَى بَعْدَ الِانْتِفَاعِ بِهَا وَيَجُوزُ اسْتِعَارَةُ الْفَحْلِ لِلضِّرَابِ وَالْكَلْبِ وَالْفَهْدِ
وَطُيُورِ الصَّيْدِ لِلصَّيْدِ وَاسْتِعَارَةُ الشَّاةِ وَالْبَقَرِ وَالْإِبِلِ لِلْحَلْبِ وَفِي الْإِعَارَةِ يَجُوزُ
الرُّجُوعُ عَنْهَا مَتَى شَاءَ وَلَوْ أَعَارَ أَرْضًا لِلزَّرْعِ وَرَجَعَ وَقَدْ بَلَغَ الْفَصِيلَ لِلْمُعِيرِ
قَطْعُ الْفَصِيلِ مَجَّانًا إِنْ لَمْ يَتَضَرَّرْ وَإِنْ تَضَرَّرَ تَجِبُ الْأَرْشُ.

ترجمہ : عاریت کا بیان

کسی چیز سے حاصل ہونے والی منفعتوں کے مباح بنانے کا نام عاریت ہے چنانچہ عاریت اگر کوئی گھوڑا ہو تو اس کی سواری کرنا اور اگر بوجھ لادنے کی غرض سے ہو تو اس پر بوجھ لادنا عاریت دار کے لئے جائز اور مباح ہیں۔ عاریت عاریت دار کے قبضے میں ایک امانت ہوتی ہے۔ اگر عاریت کا مال ضائع ہو جائے تو عاریت دار اس کا ضامن نہیں ہوتا بشرطیکہ اُس کا ضائع ہونا عاریت دار کی کوتاہی یا زیادتی کرنے کی وجہ سے نہ ہو۔ جو جو نقص عاریت کے استعمال سے لازم آتا ہو جبکہ اُس کے بلسے میں عاریت دار کی کوئی کوتاہی یا زیادتی نہ ہو تو اُس پر کوئی ضمانت نہیں آئے گی۔ اگر عاریت دار وقت یا جگہ کے اعتبار سے عاریت پر طے شدہ مدت سے زیادہ اُس کو استعمال کرے تو وہ اُس کا ضامن ہوگا۔ عاریت دار کے لئے عاریت کی چیز کو کسی دُوسرے کے ہاتھ میں عاریت پر دینا جائز نہیں ہے۔ اگر عاریت دینے والا ایسی صورت میں عاریت کے ضامن ہونے کی شرط لگائے تو عاریت دار اُس کا ضامن ہو جائے گا۔

عاریت پر دے دینا اور عاریت پر لے لینا دونوں کام تصرّف جائز ہونے والے عاقل اور بالغ آدمی سے ہی جائز ہو سکتے ہیں۔

عاریت کی نوعیت :-

عاریت پر لی جانے والی چیز کی شرط یہ ہے کہ وہ باقی رہنے کے ساتھ ساتھ نفع بخش ہو۔ مثلاً سواری کے لئے گھوڑا۔ زیب و زینت کے لئے زیورات اور پہننے کے لئے کپڑا۔ اس شرط کی بنا پر یہ بات لازم آتی ہے کہ کھانے کی چیزیں عاریت کے قابل نہیں بن سکتیں۔ کیونکہ خوردنی اشیا منفعت حاصل کرنے کے بعد باقی نہیں رہ سکتیں۔ افزائش نسل کے لئے نر جانور کا شکار کھیلنے کے لئے کتے، چیتے اور شکاری پرندوں کا عاریت پر لے لینا اور دُودھ کے لئے بکری اور گائے کا عاریت پر لے لینا سب جائز ہیں۔

عاریت دینے کی صورت میں جب بھی چاہے اس سے رجوع کرنا جائز ہے۔ اگر کوئی شخص کاشتکاری کے لئے کوئی زمین عاریت پر دیدے۔ اور وہ اس عاریت سے رجوع کرے جبکہ کھیتی ہاڑی فصل کو رسائی پا چکی ہو تو عاریت دینے والے کو بالکل مفت فصل کی کٹائی کا حق ہے بشرطیکہ اس میں کوئی ضرر نہ ہو۔ اگر ایسا کرنے میں کوئی ضرر ہو تو اُس پر اُس کا تاوان واجب ہو جائے گا۔

بَابُ اللُّقَطَةِ

وهي إما إنسان أو حيوان أو غيرهما من الدراهم والدنانير والأقمشة والأمتعة وغيرها فإن كان إنسانا يسمى لقيطا أو ملقوطا أو منبوذا وإن كان حيوانا يسمى ضالة وإن كان غيرهما يسمى لقطة. أما اللقيط فهو كل صبي ضائع لا حافظ له فإن التقاطه فرض على الكفاية فإن كان الملتقط منفردا موسرا وجب عليه رعايته من المأكول والملبوس وما يحتاج إليه وإن كان معسرا فله أن يطلب من بيت المال أو الحكام أو سائر المسلمين ما يحبه وله أيضا أن يدفعه إلى مسلم شفيق ليحفظه أو إلى الحكام أو إلى من يطلبه للحفظ ويعلم أنه متدين شفيق لا يريده إلا لمرضات الله وكل من يدعيه بالبنوة وهو منفرد في دعواه ولم يعارضه أحد ينبغي أن يسلمه إليه بلا بينة ولو ادعاه بالرقية لم يسلم إليه إلا بعد ثبوتها عند الحاكم بالبينة وتزكية الشهود وتحقيقه والملتقط إن كان حرا بالغا عاقلا مسلما صح التقاطه وإن كان رقيقا أو صبيا أو مجنونا أو كافرا وجب على الحاكم وسائر المسلمين أن يأخذوه منه ويدفعوه إلى مسلم متدين رحيم ليتعهده من ماله أو من بيت المال أو من مال الفقراء الذي كان على الأغنياء ولو اتفق اثنان أو أكثر في

حِضَانَتِهِ جَازَ وَلَوْ تَنَازَعَ الْمُلْتَقِطَانِ وَلَمْ يَرْضَيَا بِالشَّرِكَةِ فِي حِضَانَتِهِ قُدِّمَ ظَاهِرُ الْعَدَالَةِ عَلَى غَيْرِهِ وَلَوْ كَانَ قَرَوِيًّا وَغَيْرُهُ بَلَدِيًّا وَلَوْ تَسَاوَيَا فِي الْإِسْلَامِ وَالصَّلَاحِ أُقْرِعَ بَيْنَهُمَا وَدُفِعَ بِهَا وَلَوْ وُجِدَ مَعَ اللَّقِيطِ شَيْءٌ مِنَ الدَّرَاهِمِ وَالدَّنَانِيرِ وَالْأَقْمِشَةِ كَانَ لَهُ وَوَجَبَ عَلَى الْمُلْتَقِطِ أَنْ يَحْفَظَ مَا وَجَدَهُ وَيُنْفِقَ عَلَيْهِ بِقَدْرِ حَاجَتِهِ بِلَا إِفْرَاطٍ وَلَا تَفْرِيطٍ إِنْ كَانَ اللَّقِيطُ فِي سُوقٍ أَوْ سِكَّةٍ أَوْ بَابِ مَسْجِدٍ أَوْ دَرْبٍ وَمَعَهُ شَيْءٌ كَانَ لَهُ وَإِنْ كَانَ فِي بَيْتٍ أَوْ خَيْمَةٍ أَوْ فُسْطَاطٍ فَمَا كَانَ فِيهِمَا كَانَ لِصَاحِبِهِمَا لَا لِلَّقِيطِ وَإِسْلَامُ اللَّقِيطِ وَكُفْرُهُ يَتَعَلَّقَانِ بِالدَّارِ إِنْ كَانَ فِي دَارِ الْإِسْلَامِ حُكِمَ بِإِسْلَامِهِ وَإِنْ كَانَ فِي دَارِ الْكُفْرِ وَلَمْ يَكُنْ فِيهَا مُسْلِمٌ حُكِمَ بِكُفْرِهِ ۔

ترجمہ : احکامِ لُقطہ کا بیان

لقطہ یا تو کوئی آدمی ہوگا۔ یا کوئی حیوان یا ان کے علاوہ درہم۔ دینار، پارچہ جات اور سازوسامان وغیرہ پس اگر یہ کوئی آدمی ہو تو اس کا نام لقیط یا ملقوط یا منبوذ ہے اگر یہ کوئی حیوان ہو تو اس کا نام ضالہ ہے اور اگر یہ اُن کے علاوہ کوئی اور چیز ہو تو اُس کا نام لقطہ ہے۔

لقیط کا مسئلہ :

یہ ہر اُس بچے کا نام ہے جو کہیں پڑا ہوا ہو اور اس کا کوئی نگہبان نہ ہو، چنانچہ ایسے بچے کا اٹھا لینا فرض کفایہ ہے اگر بچے کا اٹھانے والا تنہا مالدار شخص ہو تو کھانے، کپڑے اور دیگر ضروریات سے بچے کی دیکھ بھال اور لحاظ رکھنا اُس کے ذمے واجب ہے۔ اگر بچہ کو اٹھانے والا شخص تنگدست ہو تو اُس کو یہ حق ہے کہ وہ بیت المال حکام یا تمام مسلمانوں سے بچے کی ضروریات طلب کرے نیز اُسے یہ حق بھی ہے کہ وہ بچے کو کسی باشفقت مسلمان کے حوالے کرے تاکہ وہ اُس کی دیکھ بھال کر سکے یا حکام کے حوالے کرے یا دیکھ بھال کی خاطر بچے کو طلب کرنے والے کسی شخص کے سپرد کر دے جبکہ اُسے یہ بخوبی معلوم ہو کہ وہ شخص ایک دیندار باشفقت آدمی ہے اور وہ بچے کو صرف خدا کی رضامندی حاصل کرنے کی غرض سے چاہتا ہے۔

جو شخص اُس بچے پر اپنے بیٹے ہونے کا دعویٰ کرے جبکہ وہ اپنے دعویٰ میں اکیلا ہو اور کوئی بھی اس کا مقابلہ نہ کرتا ہو تو مناسب ہے کہ کسی قسم کے گواہ کے بغیر بچے کو اس کے سپرد کیا جائے۔ اگر وہ شخص بچے پر اپنے غلام ہونے کا دعویٰ کر بیٹھے تو بچے کو اس کے حوالے نہیں کیا جائے گا مگر حاکم کے پاس گواہ کے ذریعہ گواہوں کی صفائی معلوم کرنے اور معاملے کی تحقیق کرنے کی صورت میں اُس کا ثبوت مہیا ہونے کے بعد بچے کو اُس کے سپرد کیا جائے گا۔

لقیط کا اُٹھانا کب دُرست ہوگا :

اگر بچے کو اُٹھا لینے والا شخص آزاد، بالغ عاقل اور مسلمان ہو تو اُس کا اٹھانا درست ہے اگر بچے کو اٹھانے والا شخص کوئی غلام ہو، بچہ ہو، پاگل ہو یا کوئی کافر ہو تو حاکم اور تمام مسلمانوں کے ذمے واجب ہے کہ وہ بچے کو اُس سے لے لیں اور اُس کو کسی دیندار مہربان مسلمان شخص کے سپرد کر دیں تاکہ وہ اپنے مال کے ذریعے یا بیت المال سے یا مالداروں کے ذمے فقیروں کو دیئے جانے والے مال سے بچے کی حفاظت اور دیکھ بھال کر سکے۔ اگر دو شخص یا دو سے زیادہ افراد بچے کی پرورش کرنے پر متفق ہوں تو یہ جائز ہے۔

اگر بچے کو اٹھانے والے دو شخص کا آپس میں جھگڑا ہو جائے اور وہ دونوں شرکت کی صورت میں بچے کی پرورش کرنے پر رضامند نہ ہوتے ہوں تو ظاہری طور پر عادل شخص کو دوسرے پر مقدم رکھا جائے گا اگرچہ عادل شخص دیہاتی اور دوسرا شہری ہی کیوں نہ ہو۔ اگر مسلمان ہونے اور نیک کردار ہونے میں دونوں برابر ہوں تو اُن کے آپس میں قرعہ ڈالا جائے گا۔ اور قرعہ اندازی کے ذریعے ترجیحی سلوک کیا جائے گا۔ اگر لقیط کے ساتھ ساتھ درہم دینار اور پارچہ جات میں سے کوئی چیز پائی جائے تو وہ چیز اُسی بچے کی ہوگی۔ اٹھانے والے کے ذمے واجب ہے کہ وہ پائی گئی چیز کی حفاظت اور دیکھ بھال کرے۔ اور کسی قسم کی کمی بیشی کے بغیر بچے کی ضرورت کے اندازے کے مطابق اُس پر خرچ کرے۔ اگر لقیط بچہ کسی بازار میں یا کسی گلی میں یا کسی مسجد کے دروازے پر یا کسی راستے میں ہو اور اُس کے ساتھ کوئی چیز ہو تو وہ چیز اُسی کی ہوگی اور اگر وہ بچہ کسی گھر میں یا کسی خیمے میں یا خیمہ نما بڑی رہائش گاہ میں ہو تو جو کچھ بھی ان میں ہو وہ ان کے مالک حضرات کا ہوگا نہ کہ لقیط کا۔

لقیط کے دین کا مسئلہ :

لقیط بچے کا مسلمان ہونا اور اس کا کافر ہونا۔ دونوں صورتیں گھر سے تعلق رکھتی ہیں۔ اگر بچہ دارالاسلام میں ہو تو اس پر مسلمان ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔ اگر وہ دارالکفر میں ہو اور وہاں پر کوئی ایک بھی مسلمان نہ ہو تو اس بچے پر کافر ہونے کا حکم لگایا جائے گا ۔

باب الضالة

وهي كل حيوان أهلي يوجد بلا صاحب ولا حافظ ولا راع فعلى كل من وجده ويظن أنه إن تركه تلف إما من سبع أو سارق يجب أخذه إن قدر على أخذه ولو علم أنه قوي وفي كلاء وماء ولم يخف من السراق لم يجز أخذه فتركه وأخبر منه وعرفه في الدرب والعمران إن سألوا وإن لم يسألوا فالقوي من الحيوان كالإبل والخيل والبغل والمتوسط كالحمار والبقر والضعيف كالشاة والمعز والعجل فلو أخذ الضالة وجب التعريف في المساجد والنوادي والسكك والأسواق مدة تليق بها أكثرها سنة فإن وجد لها صاحب وأثبتها بالبينة أو غيرها سلمها إليه لكن أخذ الجعل أو مثله إن لم يكن متبرعاً وإن كان متبرعاً كان جعله الثواب عند الله وإن لم يوجد صاحبها ولم يتحمل مؤونتها أو خاف هلاكها باعها وحفظ ثمنها لمالكها أو تصرف فيها بالتمليك ونية الضمان أو تصدق بها بنية مالكها على اليتامى والمساكين ولا يجوز أخذ الضالة في الحرم إلا ما يخاف من صاحبه والطالب في عقبه وهو يفر إلى جانبك فيجب لك أن تأخذه أو تمنعه ليصل من طالبه إليه ولو أخذ الضالة صبي أو

مَجْنُوْنٌ إِنِ اسْتَغْنَى عَنْهَا الْمُؤتٰى مِنْهُ وَعَنْ مَعْنَاسَتَةٍ فَإِنْ لَمْ يَأْتِ الْمَالِكُ اَوْ اَحَدٌ مِنْ قِبَلِهِ فَلِلْمُلْتَقِطِ الْخِيَارُ فِيْ حِفْظِهَا اَمَانَةً اَوْ تَمْلِيْكِهَا مَعَ نِيَّةِ التَّضَمُّنِ۔

ترجمہ: ضالہ (گم شدہ جانور) کا بیان

ضالہ ھسر اُس پالتو جانور کا نام ہے جو کسی مالک، کسی نگہبان اور کسی چرواہے کے بغیر کہیں پایا جائے پس جو شخص ایسے جانور کو پائے اور اس کو یہ گمان ہو کہ اگر وہ اسے چھوڑ دے تو وہ جانور یا تو کسی درندے کی وجہ سے یا کسی چور کے ہاتھ سے ضائع ہو گا تو اُس کے ذمے اُس جانور کا پکڑ لینا واجب ہے بشرطیکہ وہ اُس کے پکڑنے پر قادر ہو۔ اگر اُسے یہ بخوبی علم ہو کہ وہ جانور طاقتور ہے۔ گھاس کھانے اور پانی پینے میں لگا ہوا ہے۔ اور چوروں سے اُس کو کوئی خوف نہیں ہے تو اُس کا پکڑنا جائز نہیں چنانچہ وہ اُسے چھوڑ دے۔ لوگوں کو اُس کی خبر دے۔ راستوں اور آبادیوں میں اس کا اعلان کرے۔ خواہ لوگ اُس کے بارے میں پوچھیں یا نہ پوچھیں۔ پس طاقتور جانور مثلاً اونٹ گھوڑا اور خچر اوسط درجے کا جانور مثلاً گدھا اور گائے اور کمزور جانور مثلاً بھیڑ بکری، بکرا، اور بچھڑا، ان میں سے کسی گم شدہ جانور کو کوئی پکڑ لے تو مسجدوں، مجلسوں، گلی کوچوں اور بازاروں میں اتنی مدت تک اس کا اعلان کرنا واجب ہے جو اس کے لیے سزاوار ہو، زیادہ سے زیادہ مدت ایک سال ہے۔

اگر گم شدہ جانور کا کوئی مالک پایا جائے اور وہ گواہ وغیرہ کے ذریعے اُس کا ثبوت پیش کرے تو مزدوری یا مزدوری کی مانند کوئی چیز وصول کرنے کے بعد جانور کو پکڑنے والا اُسے مالک کے حوالے کر دے بشرطیکہ وہ بے لوث احسان کرنے والا نہ ہو۔ اگر جانور کو پکڑنے والا شخص بے لوث نیکی کرنے والا ہو تو اُس کی مزدوری اللہ تعالیٰ کے ہاں سے ملنے والا ثواب ہے اگر جانور کا مالک نہ پایا جائے اور پکڑنے والا اُس کے اخراجات برداشت نہ کر سکتا ہو یا اُس جانور کے ضائع ہونے کا اُسے خوف ہو تو حسب ذیل صورتوں میں سے ایک کو کرے:۔

ا۔ جانور کو فروخت کرے اور قیمت کو مالک کے واسطے محفوظ رکھے۔

ب۔ ضامن بننے کی نیت سے جانور کو مالکانہ تصرف میں لائے۔

ج۔ مالک کو ثواب پہنچانے کی نیت سے جانور کو یتیموں اور مسکینوں پر خیرات کرے۔

آبادیوں میں گم شدہ جانور کا پکڑ لینا جائز نہیں اِلاّ یہ کہ کوئی جانور اپنے مالک کے پاس سے بھاگ جائے۔ جانور کا طلب گار اُس کے پیچھے پیچھے ہو اور وہ جانور آپ کی طرف بھاگ رہا ہو چنانچہ آپ کے لیے مسنون طریقہ ہے کہ آپ اُس جانور کو پکڑ لے یا اُس کو روک سکے تاکہ جانور کا طلب گار جانور تک پہنچ سکے۔ اگر کوئی بچہ یا پاگل شخص کسی گم شدہ جانور کو پکڑ لے تو سرپرست اُس سے جانور کو نکال لے گا اور ایک سال تک اُس کا اعلان کرے گا۔ اگر مالک خود یا اُس کی طرف سے کوئی شخص نہ آئے تو پکڑ لینے والے کو بطور امانت جانور کی حفاظت کرنے یا ضامن بننے کی نیت کے ساتھ ساتھ جانور کے ساتھ مالکانہ کارروائی کرنے کے اختیارات حاصل ہوں گے ۔

بَابُ اللُّقَطَةِ

سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ اعْرِفْ عِفَاصَهَا أَوْ وِكَاءَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً. إِذَا أَخْبَرَ رَبُّ اللُّقَطَةِ بِالْعَلَامَاتِ دُفِعَ إِلَيْهِ اللُّقَطَةُ هِيَ مَا يُفْقَدُ مِنْ مَالِكِهَا فِي الْبُنْيَانِ أَوِ الْعُمْرَانِ فَمَنِ الْتَقَطَهَا يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ آمِنًا عَلَى نَفْسِهِ مِنَ الْخِيَانَةِ فِيهَا وَيَجِبُ أَنْ يُعَرِّفَهَا سَنَةً فِي الْأَيَّامِ لَا فِي اللَّيَالِي وَلَا يَجِبُ التَّوَالِي بَلْ فِي الْابْتِدَاءِ كُلَّ يَوْمٍ مَرَّةً ثُمَّ كُلَّ أُسْبُوعٍ مَرَّةً ثُمَّ كُلَّ شَهْرٍ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ وَمَوَاضِعُ التَّعْرِيفِ يَنْبَغِي أَنْ تَكُونَ مَجْمَعَ النَّاسِ كَالْمَسَاجِدِ وَغَيْرِهَا وَلَوْ ظَنَّ أَنَّهُ إِنْ تَرَكَهَا يُمْكِنُ أَنْ يَأْخُذَهَا مَنْ لَا دِيَانَةَ لَهُ وَجَبَ الْتِقَاطُهَا وَتَسَاوَتْ أَمَاكِنُ اللُّقَطَةِ مَعَ الْحَرَمِ لِأَنَّ الْحَرَامَ فِي الْحَرَمِ كَالْحَرَامِ فِي الْأَمَاكِنِ بَلْ أَكْثَرُ وَلِلْمُلْتَقِطِ تَمَلُّكُهَا أَوْ إِبْقَاؤُهَا أَمَانَةً بَعْدَ أَنْ يُعَرِّفَهَا سَنَةً وَلَوْ تَلِفَتْ فِي يَدِ الْمُلْتَقِطِ مِنْ غَيْرِ تَقْصِيرٍ لَمْ يَضْمَنْ وَيُسْتَحَبُّ الْإِشْهَادُ عَلَى تَلَفِهَا وَلَوْ كَانَتِ اللُّقَطَةُ حَقِيرًا جَازَ تَمَلُّكُهُ بِلَا تَعْرِيفٍ وَالْمُحَقَّرَاتُ الَّتِي قِيمَتُهَا لَيْسَتْ بِقَدْرِ دِرْهَمٍ وَأَخْذُ اللُّقَطَةِ أَمْرٌ نِسْبِيٌّ بِنِسْبَةِ الْمُلْتَقِطِينَ وَالْأَمْكِنَةِ وَالْأَزْمِنَةِ فَفِي مَحَلٍّ كَانَ وَاجِبًا وَفِي مَحَلٍّ مَكْرُوهًا وَفِي مَحَلٍّ حَرَامًا فَالْمُتَدَيِّنُ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى الْأَصْلَحِ وَيَعْمَلَ بِهِ وَإِخْفَاءُ اللُّقَطَةِ حَرَامٌ فِي جَمِيعِ الْأَمْكِنَةِ

وَالْاَزْمِنَةِ عَلٰی سَائِرِ النَّاسِ۔

ترجمہ:
لقطہ (گری پڑی چیز) کا بیان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لقطہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اعْرِفْ عِفَاصَهَا اِلخ اس کے سرپوش اور سربند کی خوب پہچان کر پھر ایک سال اس کا اعلان کیا کر۔ اگر لقطہ کا مالک (امتیازکن) نشانیوں سے اس کی خبر دے تو لقطے کو اس کے سپرد کیا جائے گا۔

لقطہ اُس چیز کا نام ہے جو مالک سے بیابانوں اور آبادیوں میں گر جاتی ہے جو شخص گری پڑی چیز کو اٹھائے تو اُس کے لئے مناسب ہے کہ وہ اس میں خیانت کرنے کے سلسلے میں خود اپنے نفس سے بے خوف ہو۔ راتوں کو نہیں بلکہ دنوں کو گری پڑی چیز کا ایک سال تک اعلان کرنا واجب ہے۔ لگاتار اعلان کرنا واجب نہیں بلکہ شروع میں ہر ایک دن میں ایک مرتبہ، اس کے بعد پھر ہر ہفتے میں ایک مرتبہ ہر ایک مہینے میں ایک مرتبہ یا دو مرتبہ کا اعلان کرنا واجب ہے۔ مناسب ہے کہ اعلان کرنے کے مقامات لوگوں کے اکٹھے ہونے کی جگہیں ہوں مثلاً مسجدیں وغیرہ۔ اگر کسی شخص کو یہ گمان ہو کہ اگر وہ لقطہ کو چھوڑ دے تو ممکن ہے کہ اُسے کوئی بددیانت شخص اٹھالے تو اس صورت میں اس کا اٹھالینا واجب ہے۔ حرم کعبہ سمیت لقطہ کے مقامات برابر برابر ہیں۔ کیونکہ تمام مقامات کی مانند حرم شریف میں بھی حرامی لوگ (چور) موجود ہوتے ہیں بلکہ زیادہ ہیں۔

لقطہ اُٹھانے والے کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ خود اُس کا مالک بن جائے یا ایک سال تک اعلان کرنے کے بعد اس کو اپنے پاس بطور امانت محفوظ رکھے۔ اگر اٹھانے والے کے قبضے میں اُس کی کوتاہی کے بغیر لقطہ ضائع ہو جائے تو وہ اس کا ضامن نہیں ہوگا۔ مسنون طریقہ ہے کہ آدمی اُس کے ضائع ہونے پر گواہ قائم کرے۔ اگر لقطہ کوئی حقیر سی چیز ہو تو اٹھانے والے کے لئے کسی اعلان کے بغیر اُس کا مالک بن جانا جائز ہے۔ حقیر چیزیں وہ ہوتی ہیں جن کی قیمتیں ایک درہم کے برابر بھی نہ ہوں۔

گری پڑی چیز کے اُٹھانے کی اہمیت: لقطے کا اٹھالینا، اُٹھانے والے لوگوں جیسوں

اور وقتوں کی نسبت سے ایک اضافی کام ہے۔ کسی جگہ اُس کا اُٹھا لینا واجب ہو جاتا ہے، کسی جگہ مسنون، کسی جگہ مکروہ اور کسی جگہ اُس کا اٹھانا حرام ہو جاتا ہے۔ چنانچہ دیانتدار آدمی کے لئے مناسب ہے کہ وہ سب سے زیادہ مصلحت خیز صورت کو دیکھے اور اُس پر عمل کرے۔ تمام لوگوں کے حق میں تمام مقامات اور اوقات میں گری پڑی چیز کا چُھپانا حرام ہے۔

بَابُ الْجَعَالَةِ

وَهِيَ أَنْ يُعَيِّنَ الْجَاعِلُ شَيْئًا لِعَامِلٍ مَا قَصَدَهُ وَيُسَمَّى الْمُعَيَّنُ جُعْلًا كَمَا قَالَ الْجَاعِلُ بِالْخُصُوصِ لِوَاحِدٍ إِنْ رَدَدْتَ عَبْدِيَ الْآبِقَ أَوْ دَابَّتِيَ الضَّالَّةَ أَعْطَيْتُكَ ثَلَاثَةَ دَنَانِيرَ أَوْ هَكَذَا أَوْ بِالْعُمُومِ كَمَا قَالَ مَنْ رَدَّ عَبْدِيَ الْآبِقَ أَوْ دَابَّتِيَ الضَّالَّةَ فَلَهُ كَذَا وَهِيَ عَقْدٌ إِذَا الْتَزَمَهُ الْجَاعِلُ وَجَبَ إِعْطَاؤُهُ فَالْعَامِلُ إِنْ كَانَ مَعْلُومًا مُعَيَّنًا وَقَبِلَ الْعَمَلَ تَمَّ الْعَقْدُ بِالْإِيجَابِ وَالْقَبُولِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ مُعَيَّنًا بَلْ مَجْهُولًا وَارْتَكَبَ الْعَمَلَ صَارَ فِعْلُهُ قَبُولَهُ لَمْ يَلْزَمْ أَنْ يَقُولَ قَبِلْتُ فَفِي الْعَامِلِ الْمَخْصُوصِ يَجِبُ عَلَى الْجَاعِلِ مَا عَيَّنَ لَهُ وَالْعَامِلُ الْمَجْهُولُ إِنْ كَانَ عَمَلُهُ لِلْجُعْلِ وَجَبَ إِعْطَاءُ جُعْلِهِ وَإِنْ كَانَ مُتَبَرِّعًا مُعْسِرًا وَجَبَ أَيْضًا وَإِنْ كَانَ مُوسِرًا لَمْ يَجِبْ وَإِنْ كَانَ مِنْ أَصْدِقَاءِ الْجَاعِلِ وَالْمُوسِرِينَ لَا حَاجَةَ لَهُ إِلَى الْجُعْلِ وَلَوْ كَانَ الْعَامِلُ أَكْثَرَ مِنْ وَاحِدٍ كَانَ الْجُعْلُ لَهُمْ وَيَجُوزُ الْجُعْلُ فِي جَمِيعِ الْأَعْمَالِ الشَّاقَّةِ الْمَشْرُوعَةِ الْمَعْلُومَةِ وَالْجُعْلُ وَالْاِسْتِئْجَارُ لَا يَتَّحِدَانِ فِي مَوَاضِعَ كَثِيرَةٍ

ترجمہ: جعالہ (مزدوری دینے) کا بیان:

جعالہ کی صورت یہ ہے کہ مزدوری دینے والا آدمی اپنے مقصود کام کو کر گذرنے والے کسی کارکن کے لئے کوئی چیز نامزد کرے۔ نامزد کردہ چیز کو جعل (مزدوری) کہتے ہیں۔ مثلاً مزدوری دینے والا شخص کسی ایک سے مخصوص طور پر کہے۔ اگر تو میرے بھگوڑے غلام کو یا میرے گمشدہ جانور کو واپس لادے تو میں تجھے تین دینار دے دوں گا یا وہ کہے کہ اتنی چیز دیدوں گا۔ مزدوری دینے والا یا تو کسی کو مخصوص کئے بغیر عام طور پر یوں کہے۔ جو کوئی میرے بھگوڑے غلام کو یا میرے گمشدہ جانور کو واپس لادے تو اُس کے لئے اتنی چیز ملے گی۔ جعالہ ایک معاملہ ہے جب مزدوری دینے والا اس کو اپنے اوپر لازم کرلے تو اُس کے لئے اُس کا دے دینا واجب ہو جاتا ہے۔ اگر کارکن نامزد کردہ کوئی معلوم فرد ہو اور وہ کام کرنے کو قبول کرے تو ایجاب اور قبول سے معاملہ پورا ہو جاتا ہے اگر کارکن نامزد کردہ نہ ہو بلکہ وہ کوئی نامعلوم فرد ہو اور وہ کام کو کر گذرے تو اُس کا فعل ہی اُس کا قبول کرنا بن جاتا ہے۔ اُس کے لئے یہ لازم نہیں ہوتا کہ وہ کہے کہ میں نے قبول کیا مخصوص کارکن کے لئے مزدوری دینے والے کے ذمے مقرر کردہ چیز واجب ہو جاتی ہے نامعلوم کارکن کا کام کرنا اگر مزدوری حاصل کرنے کی غرض سے ہو تو اُس کی مزدوری کا دے دینا واجب ہو جاتا ہے۔ اگر کارکن بے لوث نیکی کرنے والا کوئی تنگدست فرد ہو تو پھر بھی مزدوری کا دے دینا واجب ہو جاتا ہے۔ اگر کارکن مالدار شخص ہو تو اُس کے لئے مزدوری کا دے دینا واجب نہیں ہوا کرتا۔ اگر کارکن آدمی مزدوری دینے والے کے دوستوں اور مالداروں میں سے ہو تو اُس کو مزدوری کی کوئی ضرورت نہیں ہو گی۔ اگر کارکن حضرات ایک فرد سے زیادہ ہوں تو مزدوری اُن سب کو ملے گی۔ تمام پر مشقت جائز اور معلوم کاموں کی مزدوری جائز ہوتی ہے۔ مزدوری اور اجارہ مانگنے کا معاملہ بہت سی صورتوں میں دونوں ایک دوسرے میں سما جاتے ہیں؛

بَابُ الْغَصْبِ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ غَصَبَ شِبْرًا مِنْ اَرْضٍ طَوَّقَهُ اللّٰهُ مِنْ سَبْعِ اَرَضِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

اَلْغَصْبُ هُوَ الْاِسْتِيْلَاءُ عَلٰى مَالِ الْغَيْرِ ظُلْمًا وَاِنَّمَا يَتَحَقَّقُ فِي الْمَنْقُوْلَاتِ يَثْبُتُ بِالنَّقْلِ وَفِيْ غَيْرِهَا كَالْعَقَارِ بِالدُّخُوْلِ وَهُوَ التَّصَرُّفُ فِيْهِ وَفِي الدَّوَابِّ بِالرُّكُوْبِ اَوِ الْحَمْلِ وَفِي الْفِرَاشِ بِالْجُلُوْسِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مُتَعَدِّيًا فِيْ هٰذِهِ الصُّوَرِ صَارَ غَاصِبًا وَلَوْ اَزْعَجَ الْمَالِكَ اَوْ مَا فِيْ حُكْمِهٖ بِعَزْمِ الْغَصْبِ كَانَ غَاصِبًا اِنْ دَخَلَ وَاِنْ لَمْ يَدْخُلْ وَلَوْ طَرَدَ الْحَيَوَانَ مِنْ مَرْعَاهُ اَوْ مِنْ اَيِّ مَكَانٍ مُتَعَدِّيًا كَانَ غَاصِبًا وَمَنْ فَتَحَ رَأْسَ زِقٍّ فَسَالَ مَا فِيْهِ اَوْ بَابَ قَفَصٍ عَنْ طَائِرٍ فَطَارَ اِنْ كَانَ عَامِدًا لِتَضْيِيْعِهِمَا كَانَ ضَامِنًا كَالْغَاصِبِ وَاِنْ لَمْ يَتَعَمَّدْ لَمْ يَضْمَنْ۔ وَاَمَّا الظَّلَمَةُ الْغَاصِبُوْنَ اَمْوَالَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَوْلَادُهُمْ فَهُمْ فِي الدُّنْيَا ضَامِنُوْنَ وَفِي الْاٰخِرَةِ مُعَذَّبُوْنَ۔ وَمَنْ غَصَبَ شَيْئًا وَجَبَ رَدُّهُ اِلٰى مَالِكِهٖ مَا دَامَتِ الْعَيْنُ بَاقِيَةً وَاِنْ تَلِفَتْ وَجَبَ رَدُّ مِثْلِهٖ اِنْ كَانَ مِثْلِيًّا كَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَغَيْرِهَا وَاِنْ لَمْ يُوْجَدْ لِلْمِثْلِ جَامِعًا لِصِفَاتِهٖ وَجَبَتْ قِيْمَتُهُ الْقُصْوٰى مِنْ يَوْمِ الْغَصْبِ اِلٰى يَوْمِ التَّلَفِ وَلَوْ تَغَيَّرَتْ

قِيمَتُهُ بِسَبَبِ الزَّمَانِ أَوِ الْمَكَانِ كَالْمَاءِ الَّذِي غُصِبَ فِي الْمَفَازَةِ أَوِ الثَّلْجِ الَّذِي غُصِبَ فِي الصَّيْفِ وَجَبَتْ قِيمَتُهُ يَوْمَ الْغَصْبِ فِي مَكَانِ الْغَصْبِ وَنَمَاءُ الْمَغْصُوبِ لِمَالِكِهِ فَيَجِبُ رَدُّ الْمَغْصُوبِ مَعَ نَمَائِهِ مُتَّصِلًا كَانَ أَوْ مُنْفَصِلًا وَأَرْشُ النُّقْصَانِ إِنْ نَقَصَ وَأُجْرَةُ مِثْلِهِ فِي مُدَّةِ الْغَصْبِ إِنِ اسْتَعْمَلَهُ وَلَوْ أَنْكَرَ الْمُسْتَوْدَعُ الْوَدِيعَةَ صَارَ غَاصِبًا وَكُلُّ مَنْ أَنْكَرَ حَقًّا مِنْهُ مُضَارِبًا كَانَ أَوْ شَرِيكًا أَوْ وَكِيلًا صَارَ غَاصِبًا مِنْ حِينِ إِنْكَارِهِ وَالْغَاصِبُ مِنَ الْغَاصِبِ إِنْ رَدَّ الْمَغْصُوبَ إِلَى الْغَاصِبِ الْأَوَّلِ وَهُوَ عَالِمٌ بِغَصْبِهِ لَمْ يَبْرَأْ وَإِنْ لَمْ يَعْلَمْ يَبْرَأُ وَمَنْ غَصَبَ شَيْئًا مِنْ صَبِيٍّ لَمْ يَبْرَأْ ذِمَّتُهُ إِنْ رَدَّهُ عَلَيْهِ وَبَرِئَ إِنْ رَدَّهُ إِلَى وَلِيِّهِ إِنْ كَانَ ذَلِكَ الشَّيْءُ ذَا قِيمَةٍ وَإِنْ كَانَتْ مِنَ الْمُحَقَّرَاتِ بَرِئَ بِرَدِّهِ إِلَى الصَّبِيِّ وَلَوْ زَرَعَ الْغَاصِبُ أَرْضًا مَغْصُوبَةً جَازَ لِلْمَغْصُوبِ مِنْهُ أَنْ يَقْلَعَ الزَّرْعَ وَالْمَزْرُوعَ أَوْ يُبْقِيَهُ لِنَفْسِهِ وَيُعْطِيَ الْغَاصِبَ قِيمَةَ الْبَذْرِ وَلَوْ غَصَبَ ثَوْبًا وَصَبَغَهُ وَجَبَ رَدُّهُ مَصْبُوغًا فَإِنْ زَادَ فِي الْقِيمَةِ زَادَ لِمَالِكِهِ وَإِنْ نَقَصَ وَجَبَ الْأَرْشُ عَلَى الْغَاصِبِ وَفِي كُلِّ مَغْصُوبٍ عَمِلَ فِيهِ كَذَلِكَ وَمَنْ خَلَطَ الدَّرَاهِمَ الْمَغْصُوبَةَ بِدَرَاهِمِهِ لَا يَلْزَمُ اسْتِهْلَاكُهَا فَوَجَبَ رَدُّهَا بَيْنَهُمَا وَلَوِ اسْتَهْلَكَ الْمَغْصُوبَ بِالْكُلِّيَّةِ لِلَّبِنِ وَالنَّبَاتِ وَغَيْرِهَا وَجَبَ رَدُّ الْقِيمَةِ وَلَوْ تَجَرَ بِالْمَالِ الْمَغْصُوبِ وَرَبِحَ كَانَ الْمَالُ وَالرِّبْحُ لِمَالِكِهِ وَلَوْ سَاوَى الْمَغْصُوبُ يَوْمَ الْغَصْبِ عَشَرَةً وَيَوْمَ الرَّدِّ وَاحِدًا لِتَغَيُّرِ السِّعْرِ وَهُوَ عَلَى صِفَاتِهِ بَاقٍ مِنْ غَيْرِ نَقْصٍ لَمْ يَجِبِ الْأَرْشُ إِلَّا رَدُّهُ وَتَغَيُّرُ السِّعْرِ لَا يُؤَثِّرُ فِيهِ فَإِنْ تَلِفَ وَجَبَتِ الْعَشَرَةُ وَلَوْ تَلِفَ بَعْضُهُ وَالْبَاقِي عَادَ إِلَى نِصْفِ دِرْهَمٍ لِانْخِفَاضِ السُّوقِ وَجَبَ رَدُّ الْبَاقِي وَأَرْشُ التَّالِفِ وَهُوَ خَمْسَةٌ يَعْنِي نِصْفَ الْقِيمَةِ الْقُصْوَى وَلَوْ كَانَتِ الْقِيمَةُ عَشَرَةً فَأَبْلَاهُ الْغَاصِبُ حَتَّى سَاوَتْ خَمْسَةً ثُمَّ ارْتَفَعَ السُّوقُ فَبَلَغَتِ الْقِيمَةُ مَعَ الْإِبْلَاءِ عَشَرَةً وَجَبَ رَدُّهُ مَعَ الْعَشَرَةِ لِأَنَّ التَّالِفَ نِصْفُهُ وَتَمَامُهُ لَوْ بَقِيَ لَسَاوَى عِشْرِينَ وَلَوْ غَصَبَ حِنْطَةً وَبَلَّهَا حَتَّى تَعَفَّنَتْ أَوْ أَخَذَ مِنْهَا هَرِيسَةً اخْتَارَ الْمَغْصُوبُ مِنْهُ إِنْ أَرَادَ أَخْذَ الْعَيْنِ الْبَاقِيَةِ وَأَرْشَ النُّقْصَانِ أَوْ أَخْذَ الْمِثْلِ أَوِ الْقِيمَةِ

وَلَوْ غَصَبَ شَيْئَيْنِ يَنْقُصُهُمَا الْاِفْتِرَاقُ كَزَوْجَيْ
خُفٍّ وَمِصْرَاعَيْ بَابٍ فَتَلِفَ أَحَدُهُمَا وَكَانَتْ قِيمَةُ تَمَامِهِمَا عَشَرَةً وَالْمُنْفَرِدَةُ لَا تُشْتَرَى إِلَّا بِثَلَاثَةٍ ضَمِنَ الْغَاصِبُ سَبْعَةً وَهِيَ قِيمَةُ التَّالِفِ مُجْتَمِعًا وَأَرْشُ نُقْصَانِ الْبَاقِي وَلَوْ شَقَّ ثَوْبًا نِصْفَيْنِ فَنَقَصَتْ قِيمَةُ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا كَانَ الْأَرْشُ كَذَلِكَ وَلَوْ غَصَبَ وَاحِدًا مِنَ الْخُفَّيْنِ أَوِ الْمِصْرَاعَيْنِ ثُمَّ تَلِفَ ضَمِنَ التَّالِفَ وَأَرْشَ الْبَاقِي مَعْيُوبًا بِتَعَدِّيهِ وَالْبَذْرُ وَالْبَيْضُ الْمَغْصُوبَانِ إِذَا زَرَعَ أَوْ فَرَّخَ كَمَا حَصَلَ مِنْهُمَا كَانَ لِلْمَالِكِ لَا لِلْغَاصِبِ وَلَوْ نَقَلَ تُرَابَ الْأَرْضِ الْمَغْصُوبَةِ وَجَبَ رَدُّ تُرَابِهَا أَوْ مِثْلِهَا إِلَيْهَا

ترجمہ: غصب کا بیان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے مَنْ غَصَبَ شِبْرًا مِنَ الْاَرْضِ الخ جو شخص کسی زمین سے ایک بالشت کا حصہ غصب کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ساتوں زمین کو اُس کی گردن کا طوق بنائے گا۔

غصب کی تعریف:

دشمنی کے طور پر کسی دوسرے کے مال پہ غلبہ پانے کا نام غصب ہے۔ منقولات کا غصب کرنا اُن کے منتقل کرنے سے اور غیر منقولات مثلاً زمین کا غصب کرنا دخل اندازی سے ثابت ہو جاتا ہے کسی چیز میں تصرف کرنے کا نام دخل اندازی ہے جانوروں کا غصب کرنا اُن کی سواری کرنے سے یا اُن پہ بوجھ لادنے سے اور فرش کا غصب کرنا اُس پر بیٹھ جانے سے ثابت ہوتا ہے۔ ان صورتوں میں آدمی اگر زیادتی کا ارتکاب کرنے والا ہو تو وہ غاصب (لٹیرا) بن جاتا ہے۔

غاصب (لٹیرا) بننے کی مختلف صورتیں

1. اگر کوئی شخص کسی مالک یا مالک جیسے آدمی کو غصب کے پکے ارادے سے گھر سے نکال دے تو وہ لٹیرا بن جاتا ہے خواہ وہ اُس گھر میں دخل اندازی کرے یا نہ کرے۔

ب۔ اگر کوئی شخص جانوروں کو چراگاہ سے یا کسی بھی جگہ سے ظلم و زیادتی کے طور پر ہٹا دے تو وہ لٹیرا بن جاتا ہے۔

ج۔ جو شخص کسی مشکیزے کا منہ کھولدے اس پر مشکیزے میں موجود چیز بہہ جائے یا وہ پرندے کے لئے کسی پنجرے کا دروازہ کھولدے اس پر پرندہ اُڑ جائے تو اگر وہ شخص ان چیزوں کو جان بوجھ کر ضائع کرنے کا ارادہ رکھنے والا ہو تو وہ ضامن ہوگا۔ اور اگر وہ جان بوجھ کر ایسا کرنے والا نہ ہو تو ضامن نہ ہوگا۔

د۔ مسلمانوں کے مال اسباب لوٹنے والے اور اُن کے بچوں کو اغوا کرنے والے ظالم لوگ دنیا میں ضامن ہوں گے۔ اور آخرت میں اُن کو عذاب دیا جائے گا۔

جو شخص کسی چیز کو غصب کرے تو اُسے مالک کو واپس کر دینا واجب ہے۔ جب تک کہ وہ چیز خود موجود ہو اگر وہ چیز ضائع ہو چکی ہو تو اُس کی مثل چیز کا واپس کر دینا واجب ہے بشرطیکہ وہ مثلی چیز ہو۔ مثلاً گندم، جو، سونا اور چاندی وغیرہ۔ اگر کسی چیز کی تمام اوصاف کی حامل مثلی چیز نہ پائی جائے تو غصب کرنے کے دن سے لے کر چیز کے ضائع ہونے کے دن تک کی انتہائی قیمت واجب ہو جائے گی۔

اگر وقت اور جگہ کی وجہ سے کسی لٹی ہوئی چیز کی قیمت میں ردّ و بدل ہو جائے۔ مثلاً بیابان سے لٹا ہوا پانی یا گرمی میں لٹی ہوئی برف۔ تو اُس صورت میں غصب کرنے کی جگہ میں غصب کے دن رائج شدہ قیمت واجب ہو جائے گی۔

بڑھوتری کا مسئلہ:

لٹی ہوئی چیز کی بڑھوتری اُس کے مالک کی ہوگی۔ چنانچہ لٹی ہوئی چیز کو اس کی بڑھوتری سمیت واپس کر دینا واجب ہے خواہ بڑھوتری اس چیز سے متصل ہو یا الگ۔ اگر لٹی ہوئی چیز میں کوئی نقص پیدا ہو جائے تو نقصان کا تاوان واجب ہو جائے گا۔ غصب کی مدّت کے دوران اُس کی اُجرت مثل واجب ہوگی۔ خواہ لٹیرا اس چیز کو اپنے کام میں لا چکا ہو یا نہ لا چکا ہو۔ اگر امانت دار امانت کا انکار کر بیٹھے تو وہ لٹیرا بن جاتا ہے۔ جو کوئی بھی اپنے پاس موجود کسی حق کا انکار کرے۔ خواہ وہ کوئی مضاربت پر کام کرنے والا ہو یا شریک ہو یا وکیل وہ اس حق کے انکار کرنے کے وقت سے ہی لٹیرا بن جاتا ہے۔ لٹیرے سے لوٹ لینے والا اگر لٹی ہوئی چیز پہلے لٹیرے کو واپس کر دے جبکہ وہ اُس کے لوٹنے کو جاننے والا ہو تو وہ بری الذمہ نہیں ہو

گا اگر وہ پہلے لٹیرے کے لوٹنے کو نہ جانتا ہو تو وہ بری الذمہ ہو جائے گا۔ جو شخص کسی بچے سے کوئی چیز لوٹ لے تو اگر وہ لٹی ہوئی چیز بچے کو واپس کر دے تو بری الذمہ نہیں ہوگا۔ اگر وہ لٹی ہوئی چیز سرپرست کو واپس کر دے تو وہ بری الذمہ ہو جائے گا۔ بشرطیکہ وہ چیز قیمت والی ہو اگر وہ چیز معمولی حقیر چیزوں میں سے ہو تو اُسے بچے کو واپس کرنے سے وُہ بری الذمہ ہو جائے گا۔ اگر لٹیرا آدمی کسی لٹی ہوئی زمین کی کاشت کرے تو مغصوب منہ (مالک) کے لیے جائز ہے کہ وہ کھیتی اور فصل دونوں کو کاٹ اکھاڑے یا خود اپنے لیے اُسے باقی رکھے اور لٹیرے کو بیج کی قیمت دے دے۔ اگر کوئی شخص کسی کپڑے کو غصب کرے اور رنگائے تو رنگے ہوئے کپڑے کو واپس کر دینا واجب ہے۔ اگر کپڑے کی قیمت میں اضافہ ہو جائے تو مالک کے لیے اضافہ ہوگا۔ اگر کپڑے کی قیمت میں کمی آ جائے تو لٹیرے کے ذمے تاوان دینا واجب ہوگا۔ لٹی ہوئی جس جس چیز میں عملی تصرف کیا جائے اُس کا یہی حکم ہے۔

جو شخص لٹے ہوئے درہموں کو اپنے درہموں میں ملا دے تو اُس سے اُن درہموں کا نابود کرنا لازم نہیں آتا۔ چنانچہ لٹیرے کے ذمہ بعینہٖ اُن درہموں کو واپس کر دینا واجب ہو جائے گا۔ اگر ملاوٹ کرنے کے ذریعہ لٹی ہوئی چیز کو نابود کرے مثلاً دودھ اور بہنے والی چیزیں وغیرہ تو اُس کی قیمت کا واپس کر دینا واجب ہوگا۔ اگر کوئی لٹیرا لٹے ہوئے مال سے بیوپار کرے۔ اور منفع حاصل ہو تو مال اور منافع دونوں مالک کے ہوں گے۔ اگر لٹی ہوئی چیز لوٹنے کے دن مالیت میں دس درہم کے برابر ہو، اور واپسی کے دن بھاؤ کے ردو بدل کی وجہ سے اُس کی مالیت ایک درہم کے برابر ہو جائے۔ جبکہ وہ چیز کسی قسم کے نقص پیدا ہوئے بغیر اپنی حالت پر باقی ہو تو لٹیرے کے ذمے اُس کی واپسی کے سوا کوئی تاوان واجب نہیں ہوگا۔ اس بارے میں بھاؤ کا ردو بدل کوئی تاثیر نہیں رکھتا۔ اگر لٹی ہوئی چیز ضائع ہو چکی ہو تو پھر لٹیرے کے ذمے دس روپے کی ادائیگی واجب ہو جاتی ہے۔ اگر لٹی ہوئی چیز کا کوئی حصہ ضائع ہو چکا ہو۔ اور باقی حصے مارکیٹ کے ڈاؤن ہونے کی وجہ سے نصف درہم کی مالیت پر آئے تو لٹیرے کے ذمے باقی حصے کا واپس کرنا اور ضائع شدہ حصے کا تاوان واجب ہوں گے۔ اس صورت میں تاوان پانچ درہم کا ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ انتہائی قیمت کا آدھا حصہ۔ اگر چیز کی قیمت دس درہم ہو اور لٹیرا اُس کو پرانا بنا دے یہاں تک کہ وہ چیز پانچ درہم کی مالیت کے برابر ہو جائے پھر مارکیٹ چڑھ جائے تو دس درہم سمیت اُس چیز کا واپس کر دینا واجب ہو جائے گا کیونکہ ضائع شدہ حصہ اُس چیز کا آدھا حصہ ہے اگر پوری کی پوری چیز باقی ہوتی تو اُس کی مالیت بیس درہم کے برابر ہو جاتی۔ اگر کوئی شخص کچھ گندم غصب کرے

اور اسے بھگو دے اس پر گندم خراب ہو جائے یا وہ شخص گندم کا ڈھیر بنا دے تو (اس صورت میں) مغصوب منہ (مالک) کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ لٹیرے سے گندم کے باقی موجود حصے اور نقصان کا تاوان دونوں وصول کرے یا وہ گندم کی مثل گندم یا اس کی قیمت وصول کرے۔ اگر کوئی شخص ایسی دو چیزوں کو غصب کرے جن کی علیحدگی اُن کو نقصان پہنچاتی ہو۔ مثلاً موزے کے جوڑے اور دروازے کی دونوں چوکھٹ پس اُن میں سے ایک ضائع ہو جائے۔ جبکہ پورے کے پورے کی قیمت دس درہم ہو اور اکیلے ایک کو صرف تین درہم میں ہی خریدا جاتا ہو تو لٹیرا سات درہم کا ضامن ہوگا۔ یہ صورت اکٹھے ہونے کی حالت میں ضائع شدہ کی قیمت اور باقی کا تاوانِ نقصان ہے۔ اگر کوئی شخص کسی کپڑے کو دو حصوں میں پھاڑ ڈالے۔ اس پر ہر ایک حصے کی قیمت کم ہو جائے تو اس کے تاوان کا حکم ایسا ہی ہے (جیسا کہ جوڑے کا ہے) اگر کوئی شخص دونوں موزوں میں سے کسی ایک کو یا دروازے کی دونوں چوکھٹ میں سے کسی ایک چوکھٹ کو غصب کرے پھر وہ ضائع ہو جائے تو لٹیرا اپنی زیادتی کی وجہ سے ضائع شدہ کا اور عیب دار ہونے کی حالت میں باقی حصے کا ضامن ہوگا۔ اگر کٹے ہوئے بیج سے کاشت کرے یا لٹے ہوئے انڈے سے چوزہ نکلے تو جو کچھ بھی ان سے حاصل ہوگا وہ مالک کو ملے گا نہ کہ لٹیرے کو۔ اگر کوئی شخص لٹی ہوئی زمین کی مٹی کو منتقل کرے تو اس زمین کی مٹی کا یا اس کی مٹی جیسی مٹی کا اس پر واپس لانا واجب ہو جائے گا۔

بَابُ رَدِّ الْمَظَالِمِ

يَجِبُ عَلَى الْغَاصِبِ رَدُّ مَا غَصَبَهُ إِلَى الْمَغْصُوبِ مِنْهُ إِنْ كَانَ حَيًّا أَوْ إِلَى وَرَثَتِهِ إِنْ كَانَ لَهُ وَارِثٌ أَوْ إِلَى الْفُقَرَاءِ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَارِثٌ وَأَمَّا أَمْوَالُ الظَّلَمَةِ فَمَخْلُوطَةٌ مِنَ الْمَغْصُوبِ وَغَيْرِهِ فَجَوَائِزُهُمْ لَا تَخْلُو مِنْ ثَلَاثَةِ أَنْوَاعٍ إِمَّا حَرَامٌ فَوَجَبَ عَلَى مَنْ يَعْلَمُ تَحْرِيمَهُ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِهِ إِنْ لَمْ يَعْلَمْ صَاحِبَهُ وَإِنْ عَلِمَ وَجَبَ رَدُّهُ إِلَى صَاحِبِهِ وَإِمَّا حَلَالٌ فَيَجُوزُ تَصَرُّفُهُ وَصَرْفُهُ فِي نَفَقَةِ نَفْسِهِ أَوْ عِيَالِهِ أَوْ فِيمَا أَرَادَ مِنَ الْأُمُورِ الشَّرْعِيَّةِ وَالْمَصَالِحِ الدِّينِيَّةِ وَإِمَّا مُشْتَبَهٌ غَيْرُ مُتَيَقَّنٍ تَحْلِيلُهُ أَوْ تَحْرِيمُهُ فَيُسْتَحَبُّ صَرْفُهُ إِلَى الْفُقَرَاءِ وَيَجُوزُ تَصَرُّفُهُ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ مِنَ الْأَغْنِيَاءِ وَعَلَى كُلِّ حَالٍ يَحْرُمُ عَلَى مَنْ يَقْدِرُ عَلَيْهَا رَدُّهَا إِلَى الظَّالِمِ لِأَنَّهُ يَقْدِرُ عَلَى إِيصَالِهَا إِلَى صَاحِبِهَا إِنْ عَرَفَهُ وَإِنْ لَمْ يَعْرِفْهُ فَإِلَى الْفُقَرَاءِ لِأَنَّهُمْ مِنْ أَرْبَابِ مَصَارِفِهَا وَإِنْ رَدَّهُ إِلَى الظَّالِمِ أَثِمَ لِأَنَّهُ أَعْطَى الظَّالِمَ مَالَ الْمُسْلِمِ وَلِأَنَّهُ مَنَعَ حَقَّ الْفُقَرَاءِ مِنَ الْفُقَرَاءِ فَيَلْزَمُ مِنْ رَدِّهَا إِلَى الظَّالِمِ إِثْمَانِ وَفِي ضِمْنِهِمَا إِثْمٌ أَكْبَرُ مِنْهُمَا وَهُوَ الرِّضَاءُ وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ الرِّبَا لَيْسَ عَلَى وُجُوهِهِمْ نُورٌ وَلَا بَهَاءٌ وَلَا فِي رِزْقِهِمْ بَرَكَةٌ وَهُمْ عِنْدَ اللهِ أَنْتَنُ

مِنَ الْجِيْفَةِ وَلَيْسَ فِي النَّارِ قَوْمٌ اَشَدُّ عَذَابًا مِنْ اَهْلِ الرِّبَاءِ ؛

ترجمہ : ردِ مظالم (ظلم سے حاصل کردہ چیزوں کی واپسی) کا بیان

لٹیرے کے ذمے لُٹی ہوئی چیز کو مغصوب منہ (مالک) کے ہاتھ واپس کر دینا واجب ہے۔ بشرطیکہ مالک زندہ موجود ہو یا وہ مالکوں کے وارثوں کے ہاتھ واپس کر دے بشرطیکہ مالک کا کوئی وارث موجود ہو۔ اگر مالک کا کوئی وارث موجود نہ ہو تو فقیر لوگوں کے حوالے کرے۔

ظالموں کے مال و اسباب کا مسئلہ :

ظالموں کے مال و دولت لُٹی ہوئی چیز وغیرہ سے خالی نہیں ہوتے لہٰذا اُن ظالموں کے انعامات تین حالتوں سے خالی نہیں ہیں۔

۱۔ ظالموں کے انعامات حرام ہوں گے چنانچہ ان کے حرام ہونے کو جاننے والے کے ذمے ان کا خیرات کرنا واجب ہے بشرطیکہ اُس کو اصل مالک کا علم نہ ہو۔ اگر اُسے اصل مالک کا علم ہو تو ظالموں کے انعامات کو اصل مالک کے ہاتھ میں واپس کر دینا واجب ہے۔

۲۔ ظالموں کے انعامات حلال ہوں گے۔ چنانچہ اُن کو تصرف میں لانا، اپنے اخراجات میں صرف کرنا یا اپنے بال بچوں کے اخراجات میں صرف کرنا جائز ہیں یا وہ اُن انعامات کو شرعی کاموں اور دینی مفادات میں جہاں، چاہے خرچ کرے۔

۳۔ ظالموں کے انعامات ایسے مشتبہ ہوں گے کہ ان کا حلال ہونا یا حرام ہونا یقینی نہیں ہوگا۔ چنانچہ ایسے انعامات کو فقیروں پر صرف کرنا مسنون ہے۔ جو شخص مالداروں میں سے نہ ہو تو اس کے لئے ایسے انعامات کا تصرف میں لانا جائز ہے بہرحال ان پر قدرت رکھنے والے شخص کے لئے ان انعامات کو ظالم کے ہاتھوں میں واپس کرنا حرام ہے کیونکہ وہ ان کو اصل مالک تک پہنچانے پر قادر ہے بشرطیکہ وہ اصل مالک کو پہچانتا ہو۔ اگر وہ اصل مالک کو نہ پہچانتا ہو تو فقیروں کو دے دے کیونکہ فقیر لوگ ان چیزوں کے مصارف والوں میں سے ہیں۔ اگر وہ ان کو ظالم کے ہاتھ میں واپس کر دے تو وہ گنہگار ہوگا۔ کیونکہ اُس نے ظالم کو کسی مسلمان شخص کا مال دیا۔ دوسری وجہ یہ ہے

کہ اُس نے فقیروں سے فقیروں کا حق روکا۔ چنانچہ ظالم کا مال واپس کرنے کی صورت میں دو گناہ لازم آتے ہیں۔ ان دونوں گناہوں کے ضمن میں ان سے بھی زیادہ بڑا ایک گناہ ہے وہ ریاکاری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ریاکاروں کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔ لَیْسَ عَلٰی وُجُوْھِھِمْ نُوْرٌ وَّ لَا بَھَاءٌ الخ ریاکاروں کے چہروں پر کوئی نور نہیں ہوگا۔ نہ کوئی خوبروئی ہوگی۔ اور نہ اُن کے رزق میں برکت ہوگی۔ وہ لوگ اللہ کے نزدیک مردار سے بھی زیادہ بدبودار ہیں اور دوزخ میں ریاکاروں سے بڑھ کر عذاب میں مبتلا ہونے والی کوئی قوم نہیں ہوگی۔

بَابُ الْمَفْقُوْدِ

هُوَ إِنْسَانٌ غَابَ عَنْ وَطَنِهِ وَمَضَتْ مُدَّةٌ أَكْثَرُ مِنْ أَنْ يُرْجَى قُدُوْمُهُ فِيْهَا وَلَا يُخْبِرُ مِنْهُ أَحَدٌ وَلَا تُعْلَمُ حَيَاتُهُ وَمَمَاتُهُ فَلَا تَعْجِيْلَ فِيْ قِسْمَةِ مِيْرَاثٍ لَهُ أَوْ مِنْهُ وَلَا فِيْ سَائِرِ حُقُوْقِهِ وَعُقُوْدِهِ إِلَّا فِيْ حَقِّ زَوْجَتِهِ فَإِنَّهَا إِنْ كَانَتْ ذَاتَ نَفَقَةٍ وَوَلَدٍ مِنْهُ اسْتُحِبَّ لَهَا أَنْ تَصْطَبِرَ أَرْبَعَ سِنِيْنَ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا نَفَقَةٌ وَلَمْ تَقْدِرْ عَلَى الْاِصْطِبَارِ وَجَبَ لَهَا أَنْ تَفْسَخَ نِكَاحَهَا مِنْهُ وَتَزَوَّجَتْ زَوْجًا يَقْدِرُ عَلَى نَفَقَتِهَا الْيَوْمِيَّةِ وَاللَّيْلِيَّةِ لِأَنَّهُ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا وَلَوْ ظَهَرَ بَعْدَ تَزَوُّجِ زَوْجَتِهِ بِزَوْجٍ آخَرَ جَازَ لَهُ أَنْ يَتَزَوَّجَ بِزَوْجَةٍ أُخْرَى وَيَتَصَرَّفَ فِيْمَا يَجُوْزُ لَهُ التَّصَرُّفُ فِيْهِ مِنْ أَمْوَالِهِ دَارِهِ وَعِقَارِهِ شَرْعًا۔

ترجمہ : مفقود کا بیان

مفقود کا اس آدمی کا نام ہے جو اپنے وطن سے غائب ہو چکا ہو۔ اس کی آمد کی توقع سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہو۔ کوئی بھی اس کی خبر نہ لائے اور نہ اس کی زندگی اور موت کا علم ہو جائے۔ چنانچہ خود اسی کو ملنے والی یا اس سے کسی کو ملنے والی کسی میراث کی تقسیم میں کوئی جلد بازی نہیں کی جائے گی اور نہ اس کے تمام حقوق اور معاملات میں جلد بازی کی جائے گی مگر اس کی بیوی کا حق اس حکم سے مستثنیٰ

ہے چنانچہ اگر اس کی بیوی اُس کی طرف سے خرچ وخوراک والی اور صاحبہ اولاد ہو۔ تو اُس کے لیئے ۴ سال صبر سے کام لینا مسنون ہے۔ اگر بیوی شوھر کی طرف سے خرچ وخوراک والی نہ ہو اور نہ وہ صبر سے کام لینے پر قدرت رکھتی ہو تو اُس کے لئے واجب ہوتا ہے کہ وہ اُس شوہر سے اپنا نکاح فسخ کرے اور ہونے والے کسی ایسے شوھر سے شادی رچائے جو اُس کے یومیہ اور شبینہ اخراجات برداشت کرنے پر قدرت رکھتا ہو، کیونکہ اللہ تعالی کسی بھی نفس کو صرف اُس کی طاقت اور گنجائش کے مطابق ہی تکلیف دیتا ہے۔ ہونے والے کسی دُوسرے شوہر کے ساتھ مفقود آدمی کی بیوی کی شادی ہو چکنے کے بعد اگر وہ آن کے ظاھر ہو جائے تو اُس کے لئے جائز ہے کہ وہ کسی ہونے والی دوسری بیوی سے شادی کرے اور اپنے مال واسباب، گھر اور زمین میں سے جہاں جہاں اُس کے لئے تصرف کرنا شرعی لحاظ سے روا ہو وہاں تصرف کرتا رہے ؛

بَابُ الشَّرِكَةِ

هِيَ أَنْ تُجْمَعَ أَمْوَالُ الْمَالِكَيْنِ أَوْ أَكْثَرَ وَتُتَّحَدَ بِحَيْثُ لَا تَتَمَيَّزُ وَتَعُمُّ فِي النُّقُودِ وَالْعُرُوضِ وَتَكُونُ بِالْإِرْثِ وَالْعُقُودِ وَغَيْرِهِمَا وَفِيمَا لَا يَمْتَزِجُ بِحَيْثُ لَا يَتَمَيَّزُ يَنْبَغِي أَنْ يَبِيعَ كُلٌّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا حِصَّةً مِمَّا فِي يَدِهِ بِحِصَّةٍ مِمَّا فِي يَدِ الْآخَرِ لِيَتَّحِدَ الْمَالَانِ مَعْنًى وَلَا يَلْزَمُ أَنْ يَكُونَ الْمَالَانِ مُتَسَاوِيَيْنِ قَدْرًا وَإِنْ كَانَ مُتَفَاضِلًا جَازَ وَالرِّبْحُ وَالْخُسْرَانُ بَيْنَهُمَا بِقَدْرِهِمَا إِنْ تَسَاوَيَا تَسَاوَيَا وَإِنْ تَفَاضَلَا تَفَاضَلَا وَلَوْ شَرَطَا خِلَافَ ذٰلِكَ فَسَدَ الْعَقْدُ وَلَا بُدَّ فِي هٰذِهِ الشَّرِكَةِ مِنْ أَنْ يَأْذَنَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا لِصَاحِبِهِ بِالتَّصَرُّفِ فِي الْمَالِ الْمُشْتَرَكِ تَصَرُّفًا مَالِكِيًّا بِالْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ وَسَائِرِ الْعُقُودِ وَيَنْعَزِلُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِعَزْلِ صَاحِبِهِ وَالْعَازِلُ لَا يَنْعَزِلُ بِالنِّسْبَةِ إِلَيْهِ وَلٰكِنْ يَنْعَزِلُ بِعَزْلِهِ فَالَّذِي لَا يَنْعَزِلُ يَجُوزُ لَهُ التَّصَرُّفُ فِي الْمَالِ الْمُشْتَرَكِ وَصَارَتِ الشَّرِكَةُ فِي انْعِزَالِ أَحَدِهِمَا قِسْمَانِ وَمِنْ أَرْكَانِ الشَّرِكَةِ الْعَقْدُ وَصِيغَتُهُ أَنْ يَقُولَ اشْتَرَكْنَا وَالْعَاقِدَانِ شَرْطُهُمَا الْبُلُوغُ وَالْعَقْلُ وَجَوَازُ التَّصَرُّفِ فِي الْعُقُودِ وَالْفُسُوخِ وَالْمَالُ الَّذِي يَعُمُّ فِيهِ الشَّرِكَةُ كَالنُّقُودِ وَالزُّيُوفِ وَالْفُلُوسِ وَالْعُرُوضِ الَّتِي تَقْبَلُ الْمَزْجَ الْمَشْرُوطَ وَلَوْ تَلِفَ الْمَالُ بِسَبَبٍ ظَاهِرٍ كَالْغَرَقِ وَالْحَرَقِ أَوْ بِسَبَبٍ خَفِيٍّ كَالسَّرِقَةِ فِي يَدِ وَاحِدٍ مِنْهُمَا لَمْ يَضْمَنْ لِصَاحِبِهِ

کرنے کی اجازت دے دے۔

معزولی کا مسئلہ :

دونوں شرکاء میں سے ہر ایک دوسرے کے معزول کرنے سے معزول ہو جاتا ہے۔ معزول کرنے والا دوسرے کے معزول ہونے سے معزول نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ وہ دوسرے کے معزول کرنے سے معزول ہو سکتا ہے۔ جو شریک معزول نہ ہو جائے اُس کے لئے مال مشترک میں تصرف کرنا جائز ہے۔ دونوں میں سے ایک کے معزول ہونے کی صورت میں شرکت معاملۂ قراض میں بدل جاتی ہے۔

شرکت کے ارکان میں سے ایک عقدِ شرکت کرنا ہے۔ عقد شرکت کرنے کا صیغہ یہ ہے کہ دونوں کے دونوں کہیں اِشْتَرَکْنَا۔ ہم نے آپس میں اشتراک عمل کیا۔ دونوں معاملہ کنندگان کی شرطیں بالغ ہونا۔ عقلمند ہونا۔ معاملات، معاملات کے توڑنے کی صورتوں میں تصرف جائز ہونے والے کا ہونا۔ اور اُس مال میں تصرف جائز ہونے والے کا ہونا ہیں۔ جس مال میں شرکت درست ہوتی ہو وہ مثلاً نقود۔ منقوش سکے۔ پیسے اور شرطیہ آمیزش کے قابل مال اور ساز و سامان ہیں۔ اگر دونوں میں سے ایک کے قبضے میں مال کسی ظاہری سبب سے ضائع ہو جائے مثلاً غرق ہونا اور جل جانا، یا پوشیدہ سبب سے ضائع ہو جائے مثلاً چوری تو وہ اس کا ضامن نہیں ہوگا۔ اِلّا یہ کہ وہ مال کی حفاظت اور نگہداری میں کوتاہی کرے یا خود زیادتی کرے جس کے قبضے میں مال ضائع ہو چکا ہو اُس کی بات مانی جائے گی۔ اگر اُس کا ساتھی اس کی بات سے مطمئن نہ ہو جاتا ہو تو اُس کے لئے جائز ہے کہ وہ اُس سے حلف اٹھوا لے۔

اگر چاہے اور جب بھی چاہے دونوں میں سے ہر ایک کو شرکت کے فسخ کرنے کا حق حاصل ہے، موت دیوانگی اور بے ہوشی کی صورتوں میں شرکت کا معاملہ فسخ ہو جاتا ہے۔ اس شرکت کو شرکتِ عنان کہتے ہیں۔ اس کے درست ہونے میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہے۔

شرکتِ ابدان کا مسئلہ :

کاموں میں شرکت کرنا۔ مثلاً سلائی بُنائی اور تمام صنعتیں اور حرفتیں، اس شرکت کو شرکتِ ابدان کہتے ہیں۔ یہ وہ شرکت ہے جس میں آپس کی برابری متحقق نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا یہ شرکت باطل

بِمَالِهِ إِلَّا أَنْ يُقَصِّرَ فِي الْحِفْظِ أَوْ يَتَعَدَّى وَقَوْلُ مَنْ تَلِفَتْ فِي يَدِهِ يُقْبَلُ وَإِنْ لَمْ يَظْهَرْ مِنْ صَاحِبِهِ جَازَ أَنْ يُحَلِّفَهُ وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا الْفَسْخُ إِنْ شَاءَ وَمَتَى شَاءَ وَانْفَسَخَتِ الشَّرِكَةُ بِالْمَوْتِ وَالْجُنُوْنِ وَالْإِغْمَاءِ وَهٰذِهِ الشَّرِكَةُ تُسَمَّى شَرِكَةَ الْعِنَانِ وَلَا شُبْهَةَ فِي صِحَّتِهَا وَالشَّرِكَةُ فِي الْأَعْمَالِ كَالْخِيَاطَةِ وَالنِّسَاجَةِ وَسَائِرِ الْحِرَفِ وَالصِّنَاعَاتِ تُسَمَّى شَرِكَةَ الْأَبْدَانِ وَهِيَ الَّتِي لَا تَتَحَقَّقُ التَّسْوِيَةُ فِيهَا فَلِذٰلِكَ كَانَتْ بَاطِلَةً۔ وَشَرِكَةُ الْخَامِلِ وَالْوَجِيْهِ بِأَنْ يَعْمَلَ الْخَامِلُ وَالْوَجِيْهُ يَبِيْعُ أَوْ يُنْفِقُهُ مَا لَا يَقْدِرُ عَلَيْهِ الْخَامِلُ وَالرِّبْحُ بَيْنَهُمَا عَلَى التَّسْوِيَةِ وَفِي هٰذِهِ الشَّرِكَةِ تَتَعَدَّدُ الْمُتَسَاوِيَةُ وَتُسَمَّى هٰذِهِ شَرِكَةَ الْوُجُوْهِ فَلِذٰلِكَ كَانَتْ بَاطِلَةً أَيْضًا وَلَوْ قَالَا تَفَاوَضْنَا لِلشَّرِكَةِ فِي كُلِّ مَا عَلَيْنَا وَمَا لَنَا وَلَمْ يَخْلِطَا مَالَيْهِمَا وَتُسَمَّى هٰذِهِ الشَّرِكَةُ شَرِكَةَ الْمُفَاوَضَةِ فَفِي هٰذِهِ الشَّرِكَةِ يَظْهَرُ مِنْ عَدَمِ خَلْطِ مَالَيْهِمَا أَنْ لَا يَعْتَمِدَ كُلٌّ مِنْهُمَا عَلَى صَاحِبِهِ فَلِذٰلِكَ كَانَتْ هٰذِهِ الشَّرِكَةُ أَيْضًا بَاطِلَةً۔

ترجمہ: شرکت کا بیان

شرکت یہ ہے کہ دو یا دو سے زیادہ مالکوں کے مالوں کو اکٹھا کیا جائے اور ان کو یوں متحد کیا جائے کہ اُن کے آپس میں فرق نہ کیا جاسکے۔ نقدوں اور سازوسامان کی شرکت درست ہے۔ میراث، معاملہ اور ان کے علاوہ دیگر صورتوں میں شرکت ہو سکتی ہے۔ جو چیزیں آپس میں یوں مل نہ سکتی ہوں کہ جن میں فرق نہ کیا جاسکے تو مناسب ہے کہ ھر ایک اپنے قبضے کے حصّے کو دوسرے کے قبضے میں موجود حصّے کے عوض میں فروخت کرے۔ تاکہ معنی کے لحاظ سے دونوں مال متحد ہوسکیں۔ دونوں مالوں کا آپس میں برابر ہونا لازم نہیں ہے۔ اگر ایک کا مال زائد ہو تو یہ بھی جائز ہے۔ نفع اور نقصان دونوں مالوں کی مقداروں کے مطابق دونوں کے آپس میں منقسم ہوں گے۔ اگر دونوں کے اموال برابر برابر ہوں تو نفع اور نقصان برابر برابر ہوں گے اور اگر زیادہ ہوں تو زیادہ۔ اگر دونوں اس کے برخلاف کوئی شرط عائد کرے تو معاملہ فاسد ہو جائے گا۔ اس شرکت کے لئے ضروری ہے کہ دونوں میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کو مشترکہ مال میں خرید و فروخت اور تمام معاملات کے ساتھ مالکانہ تصرّف کی صورت میں تصرّف

ہو جاتی ہے۔

شرکت وجوہ کا مسئلہ:

بے قدر گمنام آدمی اور باوقار شہرت یافتہ آدمی کا آپس میں یوں شرکت کا معاملہ کرنا کہ بے قدر گمنام آدمی کام کرے۔ اور باوقار شہرت یافتہ آدمی خرید وفروخت کا معاملہ کرے یا ان چیزوں کو پرکھے جن کے پرکھنے کی قدرت بے قدر گمنام آدمی نہیں رکھتا اور منافع دونوں میں برابر ہو۔ اس شرکت میں برابری دشوار ہو جاتی ہے اور اس شرکت کو شرکت وجوہ کہتے ہیں لہذا یہ شرکت بھی باطل ٹھہری۔

شرکت مفاوضہ کا مسئلہ:

اگر دونوں شریک حضرات یہ کہیں کہ ہم نے اپنے ہر ہر نقصان اور ہر ہر نفع میں شرکت کی غرض سے مال سپرد کرنے کی صورت میں آپس میں شراکت کی جبکہ دونوں اپنے مالوں کو مخلوط نہ کر چکے ہوں۔ یہ شرکت شرکت مفاوضہ کہلاتی ہے۔ چونکہ اس شرکت کی صورت میں دونوں کے مالوں کے مخلوط نہ ہونے کی وجہ سے ہر ایک شریک کا اپنے ساتھی پر عدم اعتماد ظاہر ہو جاتا ہے۔ لہذا یہ شرکت بھی باطل ٹھہری۔

بَابُ الْقِرَاضِ

وَهُوَ الْمُضَارَبَةُ هِيَ أَنْ يَكُوْنَ رَأْسُ الْمَالِ لِوَاحِدٍ وَالْعَمَلُ فِيْهِ مِنَ الْآخَرِ وَهُمَا فِي الرِّبْحِ شَرِيْكَانِ بِمَا عَقَدَا عَلَيْهِ فَإِنْ عَقَدَا عَلَى أَنْ يَكُوْنَ الرِّبْحُ بَيْنَهُمَا عَلَى السَّوِيَّةِ كَانَ لِكُلٍّ مِنْهُمَا نِصْفُ الرِّبْحِ وَإِنْ عَقَدَا عَلَى أَنَّ لِلْعَامِلِ الثُّلُثَ أَوِ الرُّبُعَ وَالْبَاقِيَ لِرَبِّ الْمَالِ صَحَّ وَلِلْمُضَارَبَةِ سِتَّةُ أَرْكَانٍ الرُّكْنُ الْأَوَّلُ هُوَ الْمَالُ وَشَرْطُهُ أَنْ يَكُوْنَ دَرَاهِمَ أَوْ دَنَانِيْرَ وَلَا يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ رَأْسُ الْمَالِ فُلُوْسًا أَوْ زُيُوْفًا أَوْ عُرُوْضًا وَالرُّكْنُ الثَّانِي الرِّبْحُ وَشَرْطُهُ أَنْ يَكُوْنَ مُعَيَّنًا عَلَى النِّصْفِ أَوْ عَلَى الثُّلُثِ أَوْ عَلَى الرُّبُعِ أَوْ عَلَى غَيْرِهَا مِنَ الْمَقَادِيْرِ الْمُعَيَّنَةِ وَلَا يَجُوْزُ فِيْهِ الْمَجْهُوْلُ وَالرُّكْنُ الثَّالِثُ الْعَمَلُ وَشَرْطُهُ أَنْ يَكُوْنَ تِجَارَةً وَلَا يَجُوْزُ فِيْهِ أَنْ يَكُوْنَ حِرْفَةً مِنَ الْحِرَفِ الْمُتَدَاوِلَةِ كَالْخِيَاطَةِ وَالنِّسَاجَةِ وَالصِّبَاغَةِ وَغَيْرِهَا وَالرُّكْنُ الرَّابِعُ الصِّيْغَةُ وَهِيَ أَنْ يَقُوْلَ الْمُضَارِبُ لِلْمُضَارَبِ ضَارَبْتُكَ أَوْ قَارَضْتُكَ أَوْ عَامَلْتُكَ عَلَى أَنَّ لَكَ مِنَ الرِّبْحِ النِّصْفَ أَوِ الثُّلُثَ أَوْ كَذَا فَيَقُوْلُ الْمُضَارِبُ فِي الْجَوَابِ قَبِلْتُ وَلَوْ قَالَ الْمُضَارِبُ خُذِ الْمَالَ وَاتَّجِرْ بِهِ وَمِنَ الرِّبْحِ لَكَ كَذَا صَحَّ وَكُلُّ لَفْظٍ يُفِيْدُ هٰذَا الْمَعْنٰى بِأَيِّ لِسَانٍ مِنَ الْعَرَبِيِّ أَوِ الْفَارِسِيِّ أَوِ التُّرْكِيِّ أَوْ غَيْرِهَا صَحَّ وَالرُّكْنُ الْخَامِسُ الْمُضَارِبُ وَشَرْطُهُ أَنْ يَكُوْنَ بَالِغًا عَاقِلًا حُرًّا أَوْ مَأْذُوْنًا

تَنْفُذُ تَصَرُّفَاتُهُ وَالرُّكْنُ السَّادِسُ الْمُضَارِبُ وَشَرْطُهُ اَنْ يَكُوْنَ كَذٰلِكَ فِيْ جَوَازِ التَّصَرُّفَاتِ وَلِكُلٍّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا الْخِيَارُ فِي الْفَسْخِ اِنْ شَاءَ مَتٰى شَاءَ وَاِذَا ظَهَرَ رِبْحٌ جَازَ لِلْعَامِلِ قَبْلَ الْقِسْمَةِ اَنْ يَمْلِكَ مِنْهُ مَا شَرَطَا فِي الْعَقْدِ وَلَوْ شَرَطَ رَبُّ الْمَالِ اَنْ يُسَافِرَ اِلٰى جَانِبٍ مُعَيَّنٍ اَوْ اِلٰى بَلْدَةٍ مُعَيَّنَةٍ اَوْ شِرَاءِ سِلْعَةٍ مُعَيَّنَةٍ لَمْ يَجُزْ لِلْعَامِلِ التَّخَلُّفُ عَنْهُ وَلَوْ اَطْلَقَ الْاِذْنَ وَلَمْ يُقَيِّدْ بِهٰذِهِ الْقُيُوْدِ فَلِلْعَامِلِ اَنْ يُسَافِرَ وَيُعَامِلَ كَمَا اَرَادَ فِيْ جَمِيْعِ الْاَبْوَابِ اِنْ لَمْ يَتَحَيَّرْ وَلَمْ يَتَعَدَّ لَمْ يَضْمَنْ وَاِذَا اشْتَرَى الْعَامِلُ مَنْ يَنْعَتِقُ عَلٰى رَبِّ الْمَالِ كَالْاَبِ وَالْوَلَدِ وَالْاَخِ وَغَيْرِهِمْ وَقَدْ مَضٰى ذِكْرُهُمْ مِنْ قَبْلُ لِغَيْرِ اِذْنِ رَبِّ الْمَالِ لَمْ يَصِحَّ وَاِذَا اشْتَرَى الْعَامِلُ اَبَاهُ اَوْ غَيْرَهُ مِمَّنْ يَنْعَتِقُ عَلَيْهِ مِنَ الرِّبْحِ الْمُشْتَرَكِ اُعْتِقَ بِقَدْرِ نَصِيْبِهِ مِنَ الرِّبْحِ وَيَسْعَى الْمُعْتَقُ فِيْ بَاقِيْ قِيْمَتِهِ وَاِنْ كَانَ نَصِيْبُهُ مِنَ الرِّبْحِ اَكْثَرَ مِنْ قِيْمَةِ اَبِيْهِ فَلَا حَاجَةَ لَهُ اِلَى السَّعْيِ وَلَا يَجُوْزُ لِلْعَامِلِ الْمُضَارَبَةُ بِهٰذَا الْمَالِ مَعَ غَيْرِهِ اِلَّا بِاِذْنِ رَبِّ الْمَالِ وَلَوْ وَقَعَ كَذٰلِكَ كَانَ الرِّبْحُ لِرَبِّ الْمَالِ وَالْعَامِلِ الثَّانِيْ وَلَمْ يَكُنْ لِلْعَامِلِ الْاَوَّلِ نَصِيْبٌ مِنَ الرِّبْحِ الَّذِيْ حَصَلَ مِنْ عَمَلِ الثَّانِيْ۔

ترجمہ: قراض کا بیان

قراض معاملہ مضاربت کا نام ہے۔ مضاربہ یہ ہے کہ اصل زر کسی ایک کا ہو اور عمل کسی دوسرے کا جبکہ دونوں کے طے شدہ معاملہ کے مطابق نفع میں دونوں شریک ہوں۔ اگر دونوں یہ طے کر چکے ہوں کہ نفع دونوں کے آپس میں برابر برابر بانٹ دیا جائے گا تو ہر ایک کو نفع کا نصف نصف حصہ ملے گا۔ اگر دونوں آپس میں یہ طے کر چکے ہوں کہ کارکن کو تہائی یا چوتھائی ملے گا اور باقی حصے صاحب مال کو ملیں گے تو یہ صورت درست ہے۔

معاملۂ مضاربہ کے ارکان کا مسئلہ:

معاملۂ مضاربہ کے چھ ارکان ہیں:

پہلا رکن۔ مال ہے۔ مال کی شرط یہ ہے کہ وہ درہم یا دینار ہو۔ یہ جائز نہیں ہے کہ اصل زر پیسے کھوٹے پیسے یا ساز و سامان کی شکل میں ہو۔

دوسرا رکن نفع ہے۔ نفع کی شرط یہ ہے کہ وہ نصف یا تہائی یا چوتھائی یا ان کے علاوہ دیگر معین مقداروں کی صورت میں معین ہو۔ نفع کے سلسلے میں مجہول مقدار جائز نہیں ہوتی۔

تیسرا رکن عمل ہے۔ عمل کی شرط یہ ہے کہ وہ کوئی بیوپار ہو، عمل کی صورت میں یہ جائز نہیں ہے کہ وہ عام طور پر جاری وساری پیشوں میں سے کوئی پیشہ ہو مثلاً سلائی، بُنائی، زنگریزی اور ان کے علاوہ دیگر پیشے۔

چوتھا رکن صیغہ ہے۔ صیغے کی صورت یہ ہے کہ مضارِب مضارَب سے یوں کہے کہ میں نے تیرے ساتھ بایں طور مضاربہ کا معاملہ کیا کہ تجھے نفع کا آدھا حصّہ یا تہائی یا اتنا سا حصّہ ملے گا۔ اس پر مضارب جواب میں کہے کہ میں نے اس کو قبول کیا۔ اگر مضارب یہ کہے کہ اس مال کو لے اور اس سے بیوپار کر اور تجھے نفع کا اتنا حصّہ ملے گا۔ تو یہ درست ہے۔ جو بھی لفظ کسی بھی زبان میں اس معنیٰ کا فائدہ دیتا ہے درست ہے خواہ عربی ہو یا فارسی۔ ترکی ہو یا ان کے علاوہ کوئی اور زبان۔

پانچواں رکن مضارب (معاملہ کرانے والا) ہے مضارب کی شرط یہ ہے کہ وہ بالغ ہو، عاقل ہو، آزاد آدمی ہو یا ایسا اجازت یافتہ شخص ہو جس کے تصرفات نافذ ہوتے ہیں۔

چھٹا رکن مضارب (کارکن) ہے۔ مضارب کی شرط بھی تصرفات کے جائز ہونے کے لئے مضارب کی مانند ہے۔

اگر چاہے جب بھی چاہے دونوں میں سے ہر ایک کو معاملے کے فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

جب کوئی نفع ظہور پذیر ہو جائے تو کارکن کے لئے جائز ہے کہ وہ نفع کے بٹوارے سے پہلے معاملے کے اندر دونوں کی شرط کے مطابق اس نفع کے کچھ حصّے کا مالک بن جائے۔ اگر صاحب مال کسی معین شہر کو سفر کرنے یا کسی معین چیز کو خریدنے کی شرطیں لگائے تو کارکن کے لئے اس شرط سے روگردانی کرنا جائز نہیں ہوگا۔ اگر صاحب مال امانت کو بے قید رکھے اور ان پابندیوں میں سے کسی کے ساتھ مقید نہ کرے تو کارکن کے لئے یہ حق ہے کہ وہ اپنے ارادے کے مطابق سفر کرے اور کاروبار کرے۔ تمام صورتوں میں اگر کارکن کوتاہی نہ کرے اور نہ زیادتی کرے تو وہ کسی چیز کا ضامن نہیں ہوگا۔ اگر کارکن صاحب مال کی اجازت کے بغیر کسی ایسے فرد کو خریدے جو صاحب مال کے حق میں خود بخود آزاد ہو جاتا ہو تو یہ درست نہیں ہوگا۔ مثلاً باپ۔ بیٹا

بھائی اور ان کے علاوہ دیگر رشتہ دار جبکہ ان کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔

اگر کارکن اپنے باپ کو یا باپ کے علاوہ کسی ایسے فرد کو خریدے جو اُس کے حق میں مشترکہ نفع سے خود بخود آزاد ہو جاتا ہو تو وہ نفع میں اس کے اپنے حصّے کی مقدار سے آزاد ہو جائے گا۔ اور آزاد ہونے والا فرد اپنی قیمت کے باقی حصّے کے لئے محنت کرے گا۔ اگر نفع میں اُس کا اپنا حصّہ باپ کی قیمت کا پوری طرح احاطہ کرتا ہو تو اُسے محنت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوگی۔

کارکن کے لئے صاحبِ مال کی اجازت کے بغیر اُسی مال سے کسی دوسرے کے ساتھ مضاربہ کا معاملہ کرنا جائز نہیں ہوا کرتا۔ اگر ایسا کام وقوع پذیر ہو جائے تو نفع صاحبِ مال اور دوسرے کارکن کو ملے گا اور پہلے کارکن کے لئے دوسرے کارکن کے عمل سے حاصل شدہ منفعت میں سے کوئی حصّہ نہیں ملے گا۔

بَابُ الْمُزَارَعَةِ

هِيَ مُعَامَلَةٌ عَلَى الْأَرْضِ بِحِصَّةٍ مِنْ حَاصِلِهَا فَالْعَقْدُ فِيهَا أَنْ يَقُولَ صَاحِبُ
الْأَرْضِ زَارَعْتُكَ أَوِ ازْرَعْ هٰذِهِ الْأَرْضَ أَوْ سَلَّمْتُهَا إِلَيْكَ أَوْ عِبَارَةٌ أُخْرَى تُفِيدُ
هٰذَا الْمَعْنَى مُدَّةً مَعْلُومَةً بِحِصَّةٍ مُعَيَّنَةٍ مِنْ حَاصِلِهَا وَ يَقُولُ الْعَامِلُ قَبِلْتُ
فَيَلْزَمُ هٰذَا الْعَقْدُ بَيْنَهُمَا وَ لَا يَنْفَسِخُ إِلَّا بِالْإِقَالَةِ أَوْ بِمَوْتِ أَحَدِهِمَا وَ شَرَائِطُهَا
ثَلَاثَةٌ اَلْأَوَّلُ أَنْ يَكُونَ الْحَاصِلُ بَيْنَهُمَا مُشَاعًا وَ يَجُوزُ فِيهَا التَّسَاوِي وَالتَّفَاضُلُ يَعْنِي
لَا يُعَيَّنُ شَيْءٌ مِنْهَا خَاصَّةً وَالْبَاقِي بَيْنَهُمَا وَ لَوْ قَالَ ازْرَعْ لِيَ الْحِنْطَةَ وَازْرَعْ لِنَفْسِكَ
الشَّعِيرَ لَمْ يَصِحَّ وَ لَوْ قَالَ مَا حَصَلَ مِنَ الثِّمَارِ الثُّلُثَانِ لِي وَ الثُّلُثُ لَكَ أَوِ الرُّبُعُ أَوِ النِّصْفُ
أَوْ غَيْرُ ذٰلِكَ صَحَّ وَ إِنْ لَمْ يُعَيَّنْ لَمْ يَصِحَّ وَ الثَّانِي تَعْيِينُ الْمُدَّةِ بِسَنَةٍ أَوْ شَهْرٍ
أَوْ شَهْرَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةِ أَشْهُرٍ أَوْ أَقَلَّ أَوْ أَكْثَرَ وَ لَوْ قَالَ إِلَى وَقْتِ الْحَصَادِ أَيْضًا
صَحَّ وَ الثَّالِثُ أَنْ تَكُونَ الْأَرْضُ قَابِلَةً لِلْاِنْتِفَاعِ بِهَا وَ لَوْ عَيَّنَ رَبُّ الْأَرْضِ زَرْعَ
حِنْطَةٍ أَوْ شَعِيرٍ أَوْ غَيْرِهِمَا لَمْ يَجُزْ لِلْعَامِلِ أَنْ يَتَجَاوَزَ عَنْهَا وَ لَوْ أَطْلَقَ الْمُزَارَعَةَ
زَرَعَ مَا شَاءَ وَ هِيَ عَلَى أَرْبَعَةِ أَقْسَامٍ إِذَا كَانَتِ الْأَرْضُ وَالْعَوَامِلُ وَالْبَذْرُ
لِوَاحِدٍ وَالْعَمَلُ لِآخَرَ صَحَّتْ وَ إِذَا كَانَتِ الْأَرْضُ لِوَاحِدٍ وَ الْعَمَلُ وَ الْعَوَامِلُ لِآخَرَ صَحَّتْ
وَ إِذَا كَانَتِ الْأَرْضُ وَالْعَوَامِلُ لِوَاحِدٍ وَالْبَذْرُ وَالْعَمَلُ لِآخَرَ فَهِيَ بَاطِلَةٌ لِأَنَّ مَنْفَعَةَ

اَلْاَرْضِ حَصَلَتْ بِعَوَامِلِ صَاحِبِهِمَا وَ عَمَلِ الْمُزَارِعِ هٰذَا طَائِلُ تَحْتَهُمَا وَالْمُزَارَعَةُ وَالْاِجَارَةُ لَا تَسْتَدُ اخْتِلَافِ فِيْ بَعْضِ هٰذِهِ الْاَقْسَامِ۔

ترجمہ ، مزارعہ (بٹائی) کا بیان

زمین پر اُس کی پیداوار کے کسی حصے کے بدلے میں آپس میں معاملہ کرنے کا نام مزارعہ ہے۔ مزارعہ کے لئے معاملہ طے کرنے کی صورت یہ ہے کہ زمین کا مالک کہے۔ میں نے تیرے ساتھ زمین کی پیداوار کے ایک معین حصے کے عوض میں ایک معلوم مُدت کے لئے بٹائی کا معاملہ کیا۔ یا یوں کہے اس زمین کی کاشت کر، یا یوں کہے۔ میں نے اس زمین کو اس کی پیداوار کے ایک معین حصے کے عوض میں ایک معلوم مدت کے لئے تیرے سپرد کر دیا یا اس معنی کا فائدہ دینے والی کوئی دوسری عبارت کہے۔ اس پر کاشتکار کہے۔ میں نے اس کو قبول کیا۔ چنانچہ دونوں کے آپس میں یہ معاملہ لازم ہو جاتا ہے اور سوائے اقالہ کرنے یا دونوں میں سے کسی ایک کی موت واقع ہونے کے یہ معاملہ فسخ نہیں ہو سکتا۔ مزارعہ کی شرطیں تین ہیں۔

پہلی شرط یہ ہے کہ پیداوار دونوں کے آپس میں غیر منقسم صورت میں ہے۔ مزارعہ کی صورت میں آپس کی برابری اور آپس کی زائد صورت دونوں روا ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ خصوصی طور پر بٹائی سے کوئی چیز معین نہ کی جائے اور باقی دونوں کے آپس میں بانٹ دیا جائے۔ اگر زمین کا مالک یہ کہے کہ میرے لئے تم گندم کی کاشت کرو اور خود اپنے لئے جو کی۔ تو یہ صورت درست نہیں ہوگی۔ اگر مالک زمین کہے کہ بارش کی سیرابی سے جو پیداوار ہوگی اس کے دو تہائی ($\frac{2}{3}$) میرے ہوں گے۔ اور تیرا تہائی ($\frac{1}{3}$) ہوگا۔ یا وہ کہے تیرا چوتھائی ($\frac{1}{4}$) ہوگا یا آدھا ($\frac{1}{2}$) حصہ ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ تو یہ درست ہے۔ اگر حصہ معین نہ کیا جائے تو معاملہ درست نہیں ہوگا۔

دوسری شرط ایک سال یا ایک ماہ، یا دو ماہ، یا تین ماہ یا اس سے کم یا اس سے زیادہ کی صورتوں میں مدت کا معین کرنا ہے اگر مالک زمین کہے کہ معاملہ فصل کی کٹائی کے وقت تک کے لئے ہے تو یہ بھی درست ہے۔

تیسری شرط یہ ہے کہ زمین فائدہ حاصل کرنے کی قابل ہو۔ اگر مالک زمین گندم یا جو یا ان کے

علاوہ کسی اور جنس کی کاشت کرنے کو معین کرے تو کارکن کے لئے ان سے تجاوز کرنا جائز نہیں ہوگا اگر مالک زمین مزارعہ (بٹائی) کو بے قید رکھے تو کارکن جو کچھ چاہے کاشت کر سکتا ہے۔

اقسام مزارعہ کا مسئلہ :

مزارعہ کی چار قسمیں ہیں :-

۱۔ زمین، بیل اور بیج ایک کے ہوں اور کام دوسرے کا ہو تو یہ مزارعہ درست ہے۔

۲۔ زمین ایک کی ہو، بیج بیل اور کام دوسرے کے ہوں تو مزارعہ درست ہے۔

۳۔ زمین اور بیج ایک کے ہوں۔ بیل اور کام دوسرے کے ہوں تو مزارعہ درست ہے۔

۴۔ زمین اور بیل ایک کے ہوں، بیج اور کام دوسرے کے ہوں تو مزارعہ کی یہ صورت باطل ہے کیونکہ زمین کی منفعت مالک زمین کے بیلوں اور بٹائی والے کی محنت سے حاصل ہو ہی گئی چنانچہ ایسی بٹائی کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ بٹائی اور اجارہ ان اقسام میں سے بعض قسم کے اندر ایک دوسرے میں سما جاتے ہیں۔

بَابُ الْمُسَاقَاةِ

هِيَ مُعَامَلَةٌ عَلَى أُصُولٍ ثَابِتَةٍ أَوْ أَشْجَارٍ بِالْحِصَّةِ مِنْ ثَمَرِهَا وَلَا بُدَّ فِيهَا مِنَ الْإِيجَابِ وَالْقَبُولِ كَمَا قَالَ رَبُّ الْبُسْتَانِ سَاقَيْتُكَ أَوْ عَامَلْتُكَ أَوْ سَلَّمْتُ إِلَيْكَ هٰذِهِ الْأَشْجَارَ أَوْ كَلَامًا آخَرَ يَتَضَمَّنُ هٰذَا الْمَعْنَى وَهِيَ لَازِمَةٌ بَعْدَ الْقَبُولِ بِأَنْ يَقُولَ الْعَامِلُ قَبِلْتُ وَتَصِحُّ قَبْلَ ظُهُورِ الثَّمَرَةِ وَبَعْدَهَا بِأَقَلَّ مِنْ قَبْلِ الظُّهُورِ وَيَنْفَسِخُ الْعَقْدُ بِالْإِقَالَةِ وَالْمَوْتِ وَالْمُسَاقَاةُ تَخْتَصُّ بِالْحَدَائِقِ الْمُشَجَّرَةِ مِنَ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ وَالْفَوَاكِهِ مِنَ التِّينِ وَالرُّمَّانِ وَالْمِشْمِشِ وَالتُّفَّاحِ وَالْجَوْزِ وَاللَّوْزِ وَالْكُمَّثْرَى وَسَائِرِ الْأَشْجَارِ الْمُنْتَفَعِ بِهَا وَمَنْ قَالَ لَا يَجُوزُ الْمُسَاقَاةُ إِلَّا فِي النَّخْلِ وَالْكَرْمِ فَقَدْ أَخْطَأَ وَأَرْكَانُهَا الْعَقْدُ وَالْعَاقِدَانِ وَالْحَدِيقَةُ وَالْعَمَلُ وَالْمُدَّةُ وَالْفَائِدَةُ أَمَّا الْعَقْدُ فَيَلْزَمُ بِالْإِيجَابِ وَالْقَبُولِ وَأَمَّا الْعَاقِدَانِ فَلَا بُدَّ أَنْ يَكُونَا جَائِزَيِ التَّصَرُّفِ كَمَا مَضَى فِي مَوَاضِعَ مِنْ قَبْلُ وَأَمَّا الْحَدِيقَةُ فَيَنْبَغِي أَنْ تَكُونَ مُشَجَّرَةً بِالْأَشْجَارِ الْمُثْمِرَةِ أَوِ النَّافِعَةِ أَوْرَاقُهَا كَالتُّوتِ وَأَمَّا الْعَمَلُ فَمُقَدَّرٌ بِعُرْفِ الْبَلَدِ فِي كُلِّ نَاحِيَةٍ قَدْرُ عَمَلِ الْحَافِظِ وَعَمَلِ صَاحِبِ الْحَدِيقَةِ فَيَنْبَغِي أَنْ لَا يَتَجَاوَزَ مِنَ الْعُرْفِ وَالْأَصْلُ فِيهِمَا صِحَّةُ إِيفَائِهِمَا عَنِ الْعَقْدِ وَمَا شُرِطَ فِيهِ وَأَمَّا الْمُدَّةُ فَلَا يَجُوزُ أَنْ تَكُونَ ضَيِّقَةً لَا تَسَعُ الْمَحْصُولَ أَوْ مُبْهَمَةً لَا تُقَيِّدُ وَقْتًا مُتَحَقِّقًا لَا يَقْبَلُ الزِّيَادَةَ وَالنُّقْصَانَ وَأَمَّا الْفَائِدَةُ

فَلَا بُدَّ أَنْ يَكُوْنَ لِلْعَامِلِ مِنْهَا نَصِيْبٌ مُشَاعٌ مِنْ ثَمَرِ أَكْلِ الْحَدِيْقَةِ مُقَدَّرٌ بِالنِّصْفِ أَوِ الثُّلُثِ أَوِ الرُّبُعِ أَوْ غَيْرِهَا بِعُرْفِ الْبِلَادِ۔

ترجمہ: مُساقات (سینچائی) کا بیان

مستقل طور پر برقرار رہنے والے تنوں پہ یا پھل دینے کی حد کو پہنچے ہوئے درختوں پہ ان کے پھلوں کے کسی حصے کے عوض میں آپس میں معاملہ کرنے کا نام مساقات ہے۔ مساقات کے لئے ایجاب اور قبول کا ہونا ضروری ہے۔ مثلاً باغ کا مالک کہے۔ میں نے ان درختوں پہ تمہارے ساتھ مساقات کا معاملہ کیا۔ یا یوں کہے۔ میں نے تمہارے ساتھ ان درختوں کا معاملہ کیا یا وہ یوں کہے۔ میں نے ان درختوں کو تیرے سپرد کیا یا باغ والا کوئی اور بات کہے جو اس معنی کو متضمن ہو قبول کے بعد مساقات کا معاملہ لازم ہوتا ہے جبکہ کارکن کہے کہ میں نے اس کو قبول کیا۔ پھل لگنے سے پہلے اور پھل لگنے کے بعد پھل لگنے سے پہلے کی نسبت کم عوض پہ مساقات کا معاملہ کرنا درست ہے۔ اقالہ کرنے اور موت واقع ہونے کی وجہ سے عقد مساقات فسخ ہو جاتا ہے۔

کن چیزوں پہ مساقات کا معاملہ کیا جائے:

مساقات کا معاملہ کرنا میوہ جات کے درختوں والے باغات کے ساتھ مخصوص ہوا کرتا ہے۔ مثلاً کھجور۔ انگور، انجیر، انار، زردالو، سیب اخروٹ، بادام، امرود اور تمام فائدہ مند درخت۔

جو کوئی یہ کہتا ہو کہ مساقات کا معاملہ کرنا صرف کھجور اور انگور کے درختوں پہ جائز ہے تو یہ اس کی غلطی ہے۔

مساقات کے ارکان یہ ہیں:۔

(ا۔ عقد کرنا (ب) دونوں عقد کنندگان (ج) باغ

(د) کام (ر) مدت (س) فائدہ

عقد کرنے کا مسئلہ:

عقد کرنا ایجاب اور قبول سے لازم ہو جاتا ہے۔

دونوں عقد کنندگان کا مسئلہ :

عقد کرنے والے دونوں افراد کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایسے ہوں کہ جن کا تصرف کرنا جائز ہوتا ہو۔ جیسا کہ اس سے پہلے کئی مقامات پر یہ بیان گذرا۔

باغ کا مسئلہ :

مناسب یہ ہے کہ باغ پھلدار اور مفید پتوں والے درختوں سے ڈھکا ہوا ہو۔ مثلاً توت۔

کام کا مسئلہ :

ہر ایک مضافات میں شہری رسم ورواج کے مطابق نگہبان اور مالک باغ کے کاموں کے اندازوں کے ساتھ کام کا اندازہ لگایا جائے گا۔ چنانچہ مناسب ہے کہ کارکن رسم ورواج کی حد سے تجاوز نہ کرے۔

مسافات کے بارے میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ دونوں معاملہ کنندگان طے شدہ معاملے اور اس میں لگائی گئی شرط پہ رضامند ہوں۔

مدت کا مسئلہ

مدت کے بارے میں یہ جائز نہیں کہ مدت اتنی تنگ ہو کہ اس میں پیداوار کی گنجائش نہ ہو یا مدت اس قدر مبہم ہو کہ وہ کسی ایسے تحقق پذیر وقت کے ساتھ مقید نہ ہو جو کمی یا زیادتی کو قبول نہ کرے۔

فائدہ کا مسئلہ .

فائدے کے بارے میں ضروری ہے کہ کارکن کے لئے فائدے کا کوئی ایسا حصہ ملے جو باغ کے میوہ جات میں غیر منقسم ہو اور وہ شہری رسم ورواج کے مطابق حصہ نصف (½) یا تہائی (⅓) یا چوتھائی (¼) یا دیگر مقداروں کے کے ساتھ مقرر کردہ ہو۔

بَابُ الْإِجَارَةِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ ط وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ. أَعْطُوا الْأَجِيرَ أُجْرَتَهُ قَبْلَ أَنْ يَجِفَّ عَرَقُهُ. وَهِيَ عَقْدٌ ثَمَرَتُهُ نَقْلُ الْمَنَافِعِ بِعِوَضٍ مَعْلُومٍ مَعَ بَقَاءِ الْمِلْكِ عَلٰى أَصْلِهِ وَلَهَا أَرْكَانٌ خَمْسٌ.

الرُّكْنُ الْأَوَّلُ الْمُؤْجِرُ وَلَهُ شَرَائِطُ وَهِيَ الْعَقْلُ وَالْبُلُوغُ وَجَوَازُ التَّصَرُّفِ فِي الْعُقُودِ وَالْفُسُوخِ. وَالرُّكْنُ الثَّانِي الْمُسْتَأْجِرُ وَشَرَائِطُهُ كَشَرَائِطِ الْمُؤْجِرِ وَالرُّكْنُ الثَّالِثُ الْعَقْدُ وَصِيغَتُهُ أَنْ يَقُولَ الْمُؤْجِرُ أَجَّرْتُكَ هٰذِهِ الدَّارَ أَوْ أَكْرَيْتُكَ أَوْ مَلَّكْتُكَ مَنَافِعَهَا مُدَّةً كَذَا بِكَذَا وَيَقُولُ الْمُسْتَأْجِرُ: قَبِلْتُ أَوِ اسْتَأْجَرْتُ أَوِ اكْتَرَيْتُ.

وَالْإِجَارَةُ عَقْدٌ لَازِمٌ لَا تَبْطُلُ إِلَّا بِالْإِقَالَةِ أَوْ بِأَحَدِ الْأَسْبَابِ الْمُقْتَضِيَةِ لِلْفَسْخِ وَلَا تَبْطُلُ بِالْبَيْعِ وَكُلُّ مَا صَحَّتْ إِعَارَتُهُ صَحَّتْ إِجَارَتُهُ وَإِجَارَةُ الْمُشَاعِ جَائِزَةٌ وَكُلُّ مَا اسْتُؤْجِرَ أَمَانَةٌ فِي يَدِ الْمُسْتَأْجِرِ فَلَا يَضْمَنُهَا إِلَّا بِتَقْصِيرٍ أَوْ تَعَدٍّ أَوْ بِأَنْ يَشْتَرِطَ الْمُؤْجِرُ عَلَيْهِ الضَّمَانَ وَيَقْبَلَهُ الْمُسْتَأْجِرُ عَلٰى كُلِّ حَالٍ وَالرُّكْنُ الرَّابِعُ الْأُجْرَةُ وَشَرْطُهَا أَنْ تَكُونَ مَعْلُومَةً بِالْمُشَاهَدَةِ أَوْ بِالصِّفَةِ الْمُوجِبَةِ لِلْعِلْمِ وَتُمْلَكُ الْأُجْرَةُ بِنَفْسِ الْعَقْدِ وَيَجِبُ تَعْجِيلُهَا مَعَ اشْتِرَاطِ التَّعْجِيلِ وَلَوْ شَرَطَ التَّأْجِيلَ صَحَّ إِنْ أَعْلَمَ عِلْمَ الْمُسْتَأْجِرِ بِهَا وَلَوْ شَرَطَهَا فِي نُجُومٍ صَحَّ أَيْضًا وَيَسْتَحِقُّ الْأَجِيرُ أُجْرَتَهُ بِنَفْسِ

الْعَمَلِ فِي أَيِّ مَوْضِعٍ وَقَعَ إِنْ لَمْ يَشْتَرِطِ الْمُؤجِرُ عَلَى الْأَجِيرِ مَوْضِعاً مُعَيَّناً
وَلَا يَتَوَقَّفُ تَسْلِيمُ أَحَدِهِمَا عَلَى الْآخَرِ وَمَا جَازَ أَنْ يَكُونَ ثَمَناً فِي الْبَيْعِ جَازَ
أَنْ يَكُونَ أُجْرَةً فِي الْإِجَارَةِ فَإِذَا ظَهَرَ فِي الْأُجْرَةِ عَيْبٌ سَابِقٌ حَالَ الْقَبْضِ
فَلِلْمُؤجِرِ الْفَسْخُ أَوِ الْمُطَالَبَةُ بِالْعِوَضِ أَوِ الْأَرْشِ وَلَوْ أَفْلَسَ الْمُسْتَأْجِرُ بِالْأُجْرَةِ
فَلِلْمُؤجِرِ الْفَسْخُ كَذَلِكَ وَلَوِ اسْتَأْجَرَ دَابَّةً لِيَحْمِلَ مَتَاعاً إِلَى مَوْضِعٍ مُعَيَّنٍ
بِأُجْرَةٍ مُعَيَّنَةٍ وَلَمْ يُوصِلْهَا إِلَيْهِ نَقَصَ مِنْ أُجْرَتِهِ بِقَدْرِ نَقْصِهِ مِنَ الدَّرْبِ
وَلَوْ قَالَ أَجَرْتُكَ هَذِهِ الدَّارَ كُلَّ شَهْرٍ بِكَذَا صَحَّ بِشَهْرٍ وَاحِدٍ فَإِنْ سَكَنَ أَكْثَرَ
فَلَهُ أُجْرَةُ الْمِثْلِ وَلَوْ قَالَ لِلْخَيَّاطِ إِنْ خِطْتَهُ فَارِسِيًّا فَلَكَ دِرْهَمٌ وَإِنْ خِطْتَهُ
رُومِيًّا فَلَكَ دِرْهَمَانِ صَحَّ وَفِي كُلِّ مَا يُبْطِلُ عَقْدَ الْإِجَارَةِ إِنِ اسْتَوْفَى الْمَنْفَعَةَ
وَجَبَتْ أُجْرَةُ الْمِثْلِ وَيُكْرَهُ أَنْ يَسْتَعْمِلَ الْأَجِيرَ قَبْلَ مُقَاطَعَةِ الْأُجْرَةِ وَأَنْ
يُضَمِّنَهُ بِلَا تُهْمَةٍ وَالرُّكْنُ الْخَامِسُ الْمَنْفَعَةُ الْمَقْصُودَةُ مِنَ الْإِجَارَةِ وَهِيَ
تُمْلَكُ بِنَفْسِ الْعَقْدِ كَالْأُجْرَةِ وَشَرْطُهَا أَنْ تَكُونَ مَعْلُومَةً إِمَّا بِتَقْدِيرِ الْعَمَلِ
كَخِيَاطَةِ الثَّوْبِ الْمَعْلُومِ وَإِمَّا بِتَقْدِيرِ الْمُدَّةِ كَسُكْنَى الدَّارِ أَوِ الْحَمْلِ عَلَى الدَّابَّةِ
يَوْماً أَوْ شَهْراً أَوْ مُدَّةً مُعَيَّنَةً وَإِذَا وَجَدَ الْمُسْتَأْجِرُ بِالْعَيْنِ الْمُسْتَأْجَرَةِ
عَيْباً كَانَ لَهُ الْفَسْخُ أَوِ الرِّضَاءُ بِالْأُجْرَةِ الْمُعَيَّنَةِ مِنْ غَيْرِ نَقِيصَةٍ وَيَجِبُ عَلَى
الْمُسْتَأْجِرِ سَقْيُ الدَّابَّةِ وَعَلَفُهَا وَحِفْظُهَا وَلَوْ أَهْمَلَ ضَمِنَ التَّالِفَ أَوِ النُّقْصَانَ
وَالْقَصَّارُ إِذَا أَفْسَدَ الثَّوْبَ بِأَنْ يُحْرِقَ أَوْ يَخْرِقَ الثَّوْبَ ضَمِنَ وَإِنْ كَانَ حَاذِقاً
وَكَذَا الْخَتَّانُ إِنْ تَضَرَّرَتِ الْحَشَفَةُ مِنْ مُوسَاهُ أَوْ تَجَاوَزَ عَنْ حَدِّ الْخِتَانِ ضَمِنَ
وَكَذَا كُلُّ صَانِعٍ مَا يُفْسِدُهُ فِي صُنْعِهِ وَصَاحِبُ الْحَمَّامِ لَا يَضْمَنُ إِلَّا مَا وُضِعَ عِنْدَهُ
وَدِيعَةً وَقَصَّرَ فِي حِفْظِهِ أَوْ تَعَدَّى فِيهِ وَلَوْ اكْتَرَى دَاراً بِأَنَّ الْأُجْرَةَ كَانَتْ عِمَارَتَهَا
لَمْ يَصِحَّ وَكُلُّ مَا يَتَوَقَّفُ حُصُولُهُ عَلَى عَمَلِ الْأَجِيرِ كَاسْتِيجَارِ السَّلَّاخِ بِجِلْدِ مَا يَسْلَخُ
لَمْ يَصِحَّ وَكَذَا اسْتِيجَارُ الطَّحَّانِ بِالنُّخَالَةِ أَوْ بِبَعْضِ الدَّقِيقِ فَلِذَلِكَ هَذَا اسْتِيجَارُهُ
بِبَعْضٍ مِنَ الْحِنْطَةِ لِأَنَّهُ لَا مَدْخَلَ لِعَمَلِهِ فِيهَا إِلَّا فِي اسْتِيجَارِ مُرْضِعَةٍ لِلرَّضِيعِ الرَّقِيقِ

إِنْ شَرَطَتْ جُزْءًا مِنَ الدَّقِيقِ بِأُجْرَتِهَا وَلَوِ اسْتَأْجَرَ الحَاصِدَ بِجُزْءٍ مِنَ الزَّرْعِ المَحْصُودِ جَازَ أَيْضًا وَيَجُوزُ بَيْعُ العَيْنِ المُسْتَأْجَرَةِ قَبْلَ انْقِضَاءِ مُدَّةِ الإِجَارَةِ بِشَرْطِ أَنْ يَسْتَوْفِيَ المُسْتَأْجِرُ مُدَّتَهَا وَلِلْمُشْتَرِي خِيَارُ فَسْخِ البَيْعِ إِنْ لَمْ يَكُنْ عَالِمًا بِإِجَارَتِهَا وَلَوِ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا لِيُنْفِذَهُ فِي حَوَائِجِهِ فَنَفَقَتُهُ عَلَى المُسْتَأْجِرِ وَلَوْ أَجَرَ الوَلِيُّ الصَّبِيَّ مُدَّةً لَا يُعْلَمُ بُلُوغُهُ فِيهَا لَكِنِ اتَّفَقَ لَزِمَتِ الأُجْرَةُ إِلَى وَقْتِ البُلُوغِ ثُمَّ يَتَخَيَّرُ الصَّبِيُّ بَيْنَ الفَسْخِ وَالإِمْضَاءِ وَلَوْ أَجَرَ عَبْدَهُ ثُمَّ أَعْتَقَهُ فِي مُدَّةِ الإِجَارَةِ لَمْ تَبْطُلِ الإِجَارَةُ وَيَجِبُ عَلَى العَبْدِ إِتْمَامُ المُدَّةِ المُعَيَّنَةِ وَنَفَقَتُهُ بَعْدَ العِتْقِ عَلَى المُسْتَأْجِرِ إِنْ شُرِطَتْ عَلَيْهِ وَإِنْ لَمْ تُشْتَرَطْ فَعَلَى المُعْتِقِ لِأَنَّهُ كَالبَاقِي عَلَى مِلْكِهِ حَيْثُ يَمْلِكُ عِوَضَ نَفْعِهِ وَيَجُوزُ أَنْ يُؤَجِّرَ العَيْنَ المُسْتَأْجَرَةَ بِأَكْثَرَ مِمَّا اسْتَأْجَرَهَا المُسْتَأْجِرُ الأَوَّلُ بَعْدَ انْقِضَاءِ المُدَّةِ المُعَيَّنَةِ فِي العَقْدِ إِنِ اسْتَأْجَرَهَا أَوِ اسْتَأْجَرَهَا غَيْرُهُ وَإِنْ لَمْ يَزِدِ العَيْنَ المُسْتَأْجَرَةَ لِأَنَّهَا تَتَفَاوَتُ بِالعِزَّةِ بِكَثْرَةِ طُلَّابِهَا وَلَوْ أَجَرَ بَيْتًا مِنْ دَارٍ بِأُجْرَةٍ مُعَيَّنَةٍ وَبَيْتًا آخَرَ بِأُجْرَةٍ زَائِدَةٍ جَازَ وَإِنْ كَانَ مِثْلَهُ فِي جَمِيعِ صِفَاتِهِ وَلَوِ اسْتَأْجَرَ بَيْتًا لِيَحْفَظَ فِيهِ حَرَامًا كَالخَمْرِ وَالخِنْزِيرِ أَوِ اسْتَأْجَرَ كَاتِبًا لِيَكْتُبَ كُفْرًا أَوِ اسْتَأْجَرَ كَافِرٌ مُسْلِمًا لِلْخِدْمَةِ مَتَى لَمْ يَصِحَّ وَلَا تَصِحُّ إِجَارَةُ المُحَرَّمَاتِ وَلَا اسْتِئْجَارُهَا كَالمَغْصُوبِ وَغَيْرِهِ وَلَا يَجُوزُ اسْتِئْجَارُ الحَائِضِ لِخِدْمَةِ المَسْجِدِ وَلَا يَجُوزُ العَقْدُ عَلَى الأَشْيَاءِ الَّتِي لَا تَتَقَوَّمُ وَلَا تَعَبَ فِيهَا كَاسْتِئْجَارِ تُفَّاحَةٍ لِلشَّمِّ أَوْ شَجَرَةٍ لِلْقُعُودِ فِي ظِلِّهِ وَيَجُوزُ اسْتِئْجَارُ ظِئْرٍ لِلْإِرْضَاعِ وَالحَضَانَةِ أَوْ لِأَحَدِهِمَا مُنْفَرِدًا وَلَيْسَ لِلْمُسْتَأْجِرِ أَنْ يَمْنَعَ زَوْجَهَا مِنْ وَطْئِهَا فَإِنْ حَمَلَتْ فَلِلْمُسْتَأْجِرِ الخِيَارُ بَيْنَ الفَسْخِ وَالإِمْضَاءِ وَيَجُوزُ اسْتِئْجَارُهَا إِمَّا بِأُجْرَةٍ مُعَيَّنَةٍ أَوْ بِمَا تَأْكُلُ وَتَلْبَسُ فِي مُدَّةِ الرَّضَاعِ وَمَنِ اسْتَأْجَرَ دَارًا لِلسُّكْنَى جَازَ لَهُ أَنْ يُسْكِنَ فِيهَا مَنْ أَرَادَ إِلَّا الحَدَّادَ وَالقَصَّارَ وَالطَّحَّانَ بِغَيْرِ إِذْنِ المُؤَجِّرِ وَرِضَائِهِ وَلَهُ أَنْ يَعْمَلَ فِيهَا مَا أَرَادَ مِنَ الأَعْمَالِ الشَّرْعِيَّةِ وَالأَجِيرُ إِمَّا خَاصٌّ كَمَنِ اسْتُؤْجِرَ لِلْخِدْمَةِ مُدَّةً مُعَيَّنَةً وَإِمَّا مُشْتَرَكٌ

كالصباغ والخياط وغيرهما فالأجير الخاص لا يضمن ما تلف في يده والأجير المشترك يضمن إن كان بتقصيره وتعديه وإذا اختلف صاحب الثوب والخياط فقال صاحب الثوب أمرتك أن تعمله قباء وقال الخياط بل قميصا فالقول قول صاحب الثوب مع اليمين فلو حلف ضمن الخياط ثوبه وفي كل صنعته كذلك ضمن الصانع إن لم يعمل ما أراد صاحبه ولو استأجر دابة ليحمل عليها عشرة أقفزة من الحنطة جاز من الحنطة والشعير وغيرهما إن لم يكن أشد ضررا مع تساويه في الوزن كالملح والحديد وغيرهما ويجوز الاستيجار في تعليم القرآن إما بتعيين مدة معينة أو بتعيين سورة معينة ولا تجوز إجارة دار السنة القابلة ولو آجرها للسنة الثانية قبل انقضاء الأولى جاز ويجوز استيجار دابة ليركبها بعض الطريق لا دائما أو ليركبها اثنان بالنوبة أو بالمرادفة إن كانت الدابة متحملة ولا بد للعين المستأجرة من التقدير إما بزمان كاستيجار الدار ستة كذا وإما بمكان كاستيجار الدابة إلى موضع كذا للركوب أو الحمل ويحتاج في التقدير إلى بيان الراكب بل إلى رؤيته وفي الحمل إلى تعيين الوزن أو الكيل بل إلى تعيين جنسه لأن الأجناس تتفاوت في ضرر الحمل مع تساوي الوزن.

وأما العين المستأجرة ففي تكليفاتها وحفظها ما كان على المكري وما كان على المكتري يناط بالعرف في أي بلدة أو قرية أو ناحية بمراعاتهما والإجارة على نوعين بالعين وفي الذمة فإن قدر بزمان كخياطة يوم كان في الذمة وإن قدر بمحل العمل كخياطة ثوب معين كان بالعين وفي هذه المترددة جاز في الذمة وبالعين فما كان بالعين تنفسخ بتلف العين المستأجرة وما كان في الذمة لا تنفسخ بتلفها وعلى المؤجر بدلها أو إقالة الإجارة إن لم يقدر على البدل وتجوز إجارة الأراضي للزراعة أو الغرس أو للعمارة أما بعد انقضاء المدة المعينة فيجوز للمؤجر تخريبها مع قبول غرامتها أو تبقيتها فكانت الأرض لصاحبها والمعزول

لِعامِلِهِ فتثبتُ الشركةُ بينهما في مِلكٍ واحدٍ وإذا استأجر دابّةً تحملُ مائةً
مَنًّا فحمل مائةً وعشرةً فعليه أجرةُ ما زاد على المعقودِ وإن تلفت ولم
يكن معها صاحبها ضمن والمستأجر إذا لم يكن عليه يد صاحبه فهو أمانة
في يد المستأجر وإن استأجر دارًا ولم يسكن فيها ولم يسكن أحدًا فيها أو دابّة
ولم يركبها ولم يركب عليها أحدًا ولم يستعملها وأمسكها مدّة فعليه الأجرة
لهذه المدّة انتفع بها أو لم ينتفع ولو قال لخيّاط إن خطت اليوم هذا الثوب
فلك درهمان وإن خطته غدًا فنصف درهم وقبله الخيّاط فله اليوم درهمان
وغدًا درهم وهذا عقد صحيح لا شبهة فيه ولو استأجر دابّة لحمل شيء
إلى موضع في وقت معيّن فإن قصر من ذلك الوقت والموجر قبله جاز أن
ينقص بقدر القصور عن الوقت المعيّن شيئًا من أجرته فإن الزمان كالمكان
في التقدير ولو انقضت مدّة الإجارة وأمسك المستأجر العين المستأجرة
مع مطالبة المالك كان غاصبًا بالإمساك في مدّة المطالبة ويجوز استئجار الفحل
للضراب ويفسد استئجار الأعمى لحفظ شيء يحتاج إلى الرؤية ولا يجوز استئجار الكرم
للثمرة أو الماشية للبنها ولكن إن أخذها للحفظ وما يحصل منها من اللبن يصرف
بإذن مالكها إلى مدّة انقطاع اللبن فيه ثمّ إلى مالكها القيمة إمّا بالنقد وإمّا
بغيره من العروض صحّ ويصحّ أيضًا استئجار البئر المملوكة للاستسقاء كالعيون
والقنوات المملوكة ولو استأجر الرجل زوجته لإرضاع ولده الذي
ولد منها صحّ ويصحّ الاستئجار للعبادات الفائتة من الميت كالحجّ والصوم
والصلاة وغيرها ويجب على الأجير الإتيان بها كما فاتت ممّن استؤجر له و
كلّ عبادة يفعلها الأجير بنيّته ويأخذ الأجرة لتلك العبادة تقع منه ويصل
ثوابها إليه كما ورد في الأخبار النبويّة وكما يشاهدها المكاشفون من أولياء
الله الذين يرون الخيرات والصدقات وثواب العبادات التي وقعت كيف تصل
إلى أرواح الأموات.

ترجمہ: اجارہ کا بیان

فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَکُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ط اگر عورتیں تمہارے واسطے بچوں کو دودھ پلاتی ہوں تو تم ان کو ان کی اجرتیں دیا کرو۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ اَعْطُوا الْاَجِيْرَ اُجْرَتَهُ قَبْلَ اَنْ يَجِفَّ عَرَقُهُ۔ تم مزدور کو اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کی مزدوری دیا کرو۔

اجارہ کی تعریف:

اجارہ ایک ایسے معاملے کا نام ہے جس کا نتیجہ کسی ملکیت کے اپنی اصلی حالت پر باقی رہتے ہوئے اس کی منفعتوں کا کسی معلوم چیز کے عوض میں منتقل کرنا ہے۔ اجارہ کے پانچ ارکان ہیں۔

پہلا رکن۔ موجر ہے (کسی چیز کو اجارہ پر دینے والا) موجر کی شرطیں یہ ہیں:۔

ا۔ عقلمند ہونا (ب) بالغ ہونا (ج) معاملات کے کرنے اور ان کے توڑنے میں تصرف کا جائز ہونے والا ہونا۔

دوسرا رکن مستاجر ہے (کسی چیز کو اجارہ پر لینے والا) مستاجر کی شرطیں موجر کی شرطوں کی مانند ہیں۔

تیسرا رکن معاملہ کا طے کرنا ہے۔ اس کا صیغہ یہ ہے کہ موجر کہے۔ میں نے اس مکان کو اتنی مدت کے لئے اتنی چیز کے بدلے میں تم کو اجارہ پر دیا۔ یا یوں کہے۔ میں نے اس مکان کو اتنی مدت کے لئے اتنی چیز کے بدلے میں تم کو کرایہ پر دیا۔ یا یوں کہے میں نے تم کو اتنی مدت کے لئے اتنی چیز کے بدلے میں اس مکان کی منفعتوں کا مالک بنایا۔ اس پر مستاجر کہے۔ میں نے اس کو قبول کیا۔ یا کہے۔ میں نے اس کو اجارہ پر لے لیا۔ یا یوں کہے۔ میں نے اس کو کرایہ پر لے لیا۔

اجارہ کی نوعیت:

اجارہ ایک لازمی معاملہ ہے جو صرف اقالہ کرنے سے یا فسخ کے تقاضا کن اسباب میں سے کسی ایک

سبب سے باطل ہو سکتا ہے۔ خرید و فروخت کی وجہ سے اجارہ باطل نہیں ہوا کرتا جس چیز کا عاریت پر دینا درست ہوتا ہو۔ اُس کا اجارہ درست ہوا کرتا ہے۔ نیز غیر منقسم چیز کا اجارہ جائز ہے۔

جو بھی چیز اجارہ پر لی جائے وہ مستاجر آدمی کے قبضے میں امانت ہوتی ہے چنانچہ صرف اپنی کوتاہی سے یا زیادتی کرنے سے مستاجر اُس کا ضامن ہوتا ہے یا اُس صورت میں مستاجر ضامن ہوتا ہے جبکہ موجر اُس پر ضامن ہونے کی شرط لگا چکا ہو۔ اور مستاجر آدمی ہر حال میں اُس کو قبول کر چکا ہو۔

چوتھا رکن۔ اُجرت ہے (مزدوری)۔ اُجرت کی شرط یہ ہے کہ وہ مشاہدے کی صورت میں یا موجب علم وصف بیان کرنے کی صورت میں معلوم ہو۔ معاملے کے مرتب کرنے سے ہی اُجرت پر ملکیت آجاتی ہے۔ جلدی دینے کی شرط لگانے کی صورت میں اُجرت کا جلدی دے دینا واجب ہے۔ اگر کچھ مہلت کے ساتھ دینے کی شرط لگائی جائے تو بھی درست ہے بشرطیکہ مستاجر کا علم اُجرت کا پوری طرح احاطہ کرے۔ اگر چند قسطوں میں اُجرت دینے کی شرط لگا دے تو یہ بھی درست ہے۔

اجیر (مزدور) کب اُجرت کا حقدار ہوگا:

نفس عمل کے بجالانے سے اجیر (مزدور) اُجرت کا مستحق بن جاتا ہے خواہ جس جگہ اس کا کام وقوع پذیر ہو۔ بشرطیکہ موجر مزدور پر کسی معین جگہ کی شرط نہ لگا چکا ہو۔ دونوں صورتوں میں ایک کا سپرد کرنا دوسرے پر موقوف نہیں ہے۔

جس چیز کا خرید و فروخت کی صورت میں قیمت بن جانا جائز ہوتا ہے اُس چیز کا اجارت کی صورت میں اُجرت بن جانا جائز ہوا کرتا ہے۔ اگر اُجرت میں قبضے سے پیشتر موجود کوئی عیب نکل آئے تو موجر کو اجارہ کے فسخ کرنے یا عوض یا تاوان کا مطالبہ کرنے کے حقوق حاصل ہوں گے۔ اگر اجرت دینے کی بناء پر مستاجر آدمی تنگدست بن جائے تو اسی طرح سے موجر کو اجارہ کے فسخ کرنے کا حق پہنچتا ہے۔

اگر کوئی شخص کسی جانور کو اُجرت پر لے تاکہ وہ ایک معین اُجرت کے عوض میں کسی معین جگہ تک اُس پر سامان لادے۔ مگر جانور والا اُس معین جگہ تک اُسے نہ پہنچائے تو مستاجر مسافت راہ کی کمی کے اندازے کے مطابق اُس کی اُجرت میں کمی کرے گا۔ اگر کوئی شخص کہے۔ میں نے ہر ہر ماہ میں اتنی چیز کے عوض میں تم کو یہ مکان اجارہ پر دیا۔ تو اس صورت میں ایک ہی مہینے کے لئے اجارہ درست ہوگا۔ اگر کرایہ دار ایک ماہ سے زیادہ عرصہ اس

میں سکونت پذیر ہو جائے تو مالک مکان کو اُجرت مثل ملا کرے گی۔

اگر کوئی شخص کسی درزی سے کہے۔ اگر تم اس کپڑے کو فارسی طرز پر سی لوگے تو تم کو ایک درہم ملے گا۔ اور اگر تم اُس کو رُومی طرز پر سی لوگے تو تم کو دو درہم ملیں گے، تو یہ معاملہ درست ہے۔

جس چیز پہ اجارہ کا معاملہ کرنا باطل ہو جاتا ہو۔ وہاں اگر مستاجر اس چیز سے پُورا پُورا فائدہ حاصل کر چکا ہو تو اُجرت مثل واجب ہو جائے گی۔ قطعی طور پر اُجرت طے کرنے سے پہلے اجیر (مزدور) کو کام پر لگانا اور کسی قسم کی الزام تراشی کے بغیر اُس کو ضامن بنانا مکروہ ہیں۔

پانچواں رُکن - وہ فائدہ ہے جو اجارے سے مقصود ہوتا ہے۔ اُجرت کی مانند صرف معاملے طے کرنے سے فائدے پر ملکیت آجاتی ہے۔ فائدے کی شرط یہ ہے کہ وہ یا تو کام کے تخمینے کی صورت میں معلوم ہو۔ مثلاً ایک دن یا ایک ماہ، یا اتنے معیّن عرصے کے لیے کسی مکان میں سکونت پذیر ہونا۔ یا کسی جانور پر بوجھ لادنا۔ اگر مستاجر آدمی اُجرت پر لی گئی چیز میں کوئی عیب پائے تو اُس کو معاملہ کے فسخ کرنے یا کسی کمی کے بغیر مقررہ اُجرت پر راضی رہنے کے حقوق حاصل ہوں گے۔

مستاجر آدمی کی ذمہ داری :

مستاجر کے ذمّے جانور کو پانی پلانا، گھاس کھلانا اور جانور کی حفاظت کرنا واجب ہیں۔ اگر وہ اس کام میں مہمل بن جائے تو ضائع شدہ جانور کا یا نقصان کا ضامن ہوگا۔

کوتاہیوں کے نتائج :

اگر دھوبی کپڑے میں بگاڑ پیدا کرے، بایں طور کہ کپڑے کو جلا ڈالے یا پھاڑ ڈالے تو وہ اس کا ضامن ہوگا اگرچہ وہ کوئی ماہر دھوبی ہی کیوں نہ ہو۔

ختنہ کرنے والے کا حکم بھی ایسا ہی ہے۔ اگر ختنہ کرنے والے کے استرے سے بچے کے حشفہ کو نقصان پہنچے یا وہ ختنہ کرنے کی حد سے تجاوز کر جائے تو اس صورت میں ختنہ کرنے والا ضامن ہوگا۔ اسی طرح سے ہر کاریگر اس چیز کا ضامن ہوگا۔ جو اُس کی اپنی کاریگری سے خراب ہو جائے۔

غسل خانے کا مالک کسی چیز کا ضامن نہیں ہوتا مگر وہ اُس چیز کا ضامن ہوگا۔ جو اُس کے پاس

بطور امانت رکھی گئی ہو اور وہ خود اُس کی دیکھ بھال کرنے میں کوتاہی کرے یا خود اُس چیز کے ساتھ زیادتی کرے۔

اگر کوئی شخص کسی مکان کو بایں طور کرایہ پر دے کہ اُس کی اُجرت مکان کی تعمیر و مرمت ٹھہرائی جائے تو یہ معاملہ درست نہیں ہوگا۔

جس جس چیز کا حصول خود اجیر (مزدور) کے کام پر موقوف ہو اُس چیز کا معاملہ کرنا درست نہیں مثلاً کسی کھال اتارنے والے کو اس کھال کے عوض میں اُجرت پر لینا جس کو وہ خود اُتارتا ہو۔ اسی طرح سے چکی پیسنے والے کو خود اس کی پسی ہوئی چیز کے معمولی حصے کے عوض میں یا کچھ آٹے کے عوض میں اُجرت پر لینا ہذا کچھ گندم کے عوض میں اُس کو اُجرت پر لینا جائز ہے۔ کیونکہ گندم میں اُس کے عمل کو کوئی دخل نہیں ہے۔ مگر شیر خوار غلام کو دودھ پلانے والی عورت کو اُجرت پر لینے کا حکم اس سے مستثنیٰ ہے بشرطیکہ دودھ پلانے والی عورت اپنی اُجرت کے بدلے میں غلام کے حصے کی شرط لگائے۔

اگر کوئی شخص فصل کاٹنے والے کو کاٹی ہوئی فصل کے ایک حصے کے عوض میں اُجرت پر لے تو یہ بھی جائز ہے اُجرت پر لی گئی چیز کی خرید و فروخت کرنا اجارہ کی مدت کے گزر جانے سے پہلے اس شرط پر جائز ہے کہ مستاجر اجارہ کی مدت کو پورا پورا لے گا۔ خریدار کو خرید و فروخت کے معاملے کے فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔ بشرطیکہ اُس کو اُس چیز کے اجارے کا علم نہ ہو۔ اگر کوئی شخص کسی اجیر (مزدور) کو اس غرض سے اُجرت پر لے کہ وہ اُس کو اپنے تمام ضروری مزدوری کاموں کے لئے نافذ العمل بنائے تو اس اجیر کے اخراجات مستاجر کے ذمے ہوں گے۔ اگر سرپرست کسی بچے کو ایک ایسے عرصے کے لئے اجارے پر دے دے جس میں اُس کے بالغ ہونے کا پتہ نہ چل سکے لیکن اتفاق سے وہ بالغ ہو جائے تو بچے کے بالغ ہونے تک اُجرت لازم ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد بچے کو معاملہ کے فسخ کرنے اور معاملہ کے برقرار رکھنے کے اختیارات حاصل ہوں گے۔ اگر کوئی شخص اپنے غلام کو اجارے پر دے دے پھر اُس کو اجارہ کی مدت میں آزاد کر دے تو اس سے اجارہ باطل نہیں ہوگا۔ اور غلام کے ذمے مقررہ مدت کا پورا کرنا واجب ہو جائے گا۔ آزاد ہونے کے بعد غلام کے اخراجات مستاجر آدمی کے ذمے ہوں گے۔ بشرطیکہ اُس پر اُس کی شرط لگائی گئی ہو اگر مستاجر پر اُس کی شرط نہ لگائی گئی ہو تو غلام کے اخراجات آزاد کرنے والے کے ذمے ہوں گے۔ کیونکہ غلام ابھی اُس کی ملکیت پر باقی رہنے والے کی مانند ہے اس کی وجہ یہ ہے

کہ وہ غلام کے فائدے کے عوض کا مالک بن جاتا ہے۔
معاملہ طے کرنے کی صورت میں مقررہ مدت کے گذر جانے کے بعد اُجرت پر لی گئی چیز کو اُس کے عوض کی نسبت سے زیادہ عوض پہ اجارہ پر دے دینا جائز ہے جس عوض پہ پہلے مستاجر نے اُسے اُجرت پر لیا ہوا بشرطیکہ وہ پھر اُسے اُجرت پر لینا چاہے یا کوئی دوسرا اُسے اُجرت پر لے۔ اگرچہ اُجرت پر لی گئی چیز میں اضافہ نہ بھی کرے کیونکہ اجارے کی چیز طلب گاروں کے بڑھ جانے کی بنا پر کمیاب ہونے کی وجہ سے مختلف ہوا کرتی ہے اگر کوئی شخص کسی مکان کے ایک رہائشی حصے کو کسی مقررہ اُجرت پر اور دوسرے رہائشی حصے کو اُس مقررہ اُجرت سے زیادہ پر اجارہ پر دے دے تو ایسا کرنا جائز ہے۔ اگرچہ دوسرا رہائشی حصہ تمام اوصاف میں پہلے رہائشی حصے کی مانند ہی کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی شخص کسی حرام مال کو محفوظ کرنے کے لئے کوئی گھر اجارہ پر لے۔ مثلاً شراب اور خنزیر یا کفریات لکھنے کے لئے کسی کاتب کو اجارہ پر لے لے یا کوئی کافر آدمی اپنی خدمت گذاری کے لئے کسی مسلمان کو اُجرت پر لے لے تو اس قسم کے معاملات درست نہیں ہوں گے۔ حرام چیزوں کا نہ اجارہ پر دینا درست ہے اور نہ ہی اجارہ پر لے لینا۔ مثلاً لٹی ہوئی چیز وغیرہ۔
مسجد کی خدمت کرنے کے لئے حیض والی عورت کا اجارہ پر لے لینا جائز نہیں ہے۔ اُن چیزوں کے ساتھ معاملہ طے کرنا جائز نہیں ہوتا جن کی کوئی قیمت نہیں لگائی جا سکتی۔ اور نہ اُن چیزوں کے حصول میں کوئی مشقت اور تھکن ہوتی ہے مثلاً سونگھنے کی غرض سے کسی سیب کا یا سائے میں بیٹھنے کے لئے کسی درخت کا اجارہ پر لے لینا۔ دودھ پلانے اور پرورش کرنے کے لئے یا ان میں سے کسی ایک کام کی غرض سے کسی دائی کو اجارہ پر لے لینا جائز ہے، اور مستاجر کو یہ حق نہیں ہوگا کہ وہ دائی کے شوہر کو اُس کے ساتھ ازدواجی رابطہ قائم کرنے سے باز رکھے۔ اگر دائی حاملہ ہو جائے تو مستاجر کو معاملے کے فسخ کرنے اور برقرار رکھنے کے اختیارات حاصل ہوں گے۔ دائی کو یا کسی مقررہ اُجرت پر یا رضاعت کی مدت میں اُس کی اشیائے خوردنی اور ملبوسات پر اجارہ پر لے لینا جائز ہے۔ جو شخص سکونت اختیار کرنے کی غرض سے کسی مکان کو اجارہ پر لے لے تو اُس کے لئے جائز ہے کہ وہ جس کو بھی چاہے اُس مکان میں سکونت اختیار کرنے دے۔ مگر لوہار، دھوبی اور چکی پیسنے والوں کو موجر کی اجازت اور رضامندی کے بغیر اُس مکان میں سکونت اختیار کرنے دینا جائز نہیں ہے۔ مستاجر کو یہ حق ہے کہ وہ اس مکان میں تمام جائز کاموں میں سے جو چاہے کرتا رہے۔

اجیر (مزدور) کے دو رُخ :

اجیر آدمی یا کوئی خاص ہوگا۔ مثلاً کسی کو ایک معین عرصہ کے لئے خدمت گزاری کی غرض سے اُجرت پر لیا جائے یا اجیر کوئی مشترک (عام) ہوگا۔ مثلاً رنگریز، اور دھوبی وغیرہ

اجیر خاص اپنے قبضے میں ضائع شدہ چیز کا ضامن نہیں ہوا کرتا اور اجیر مشترک ضامن ہوا کرتا ہے بشرطیکہ چیز کا ضائع ہونا اُس کی اپنی کوتاہی یا زیادتی کی وجہ سے ہو۔ جب کپڑے والے اور درزی میں اختلاف ہو جائے چنانچہ کپڑے والا کہے۔ میں نے تم کو اس کپڑے کے قبا بنانے کا حکم دیا۔ درزی کہے نہیں بلکہ قمیص بنانے کا حکم دیا۔ تو بات قسم سمیت کپڑے والے کی مانی جائے گی۔ اگر وہ قسم کھائے تو درزی اُس کے کپڑے کا ضامن ہوگا۔ ہر ہر کاریگری کی صورت میں اسی طرح سے کاریگر ضامن ہوگا۔ بشرطیکہ وہ مالک کے ارادے کے مطابق کام نہ کرے۔ اگر کوئی شخص گندم کے دس پیمانے لادنے کی غرض سے کسی جانور کو اجارہ پر لے لے تو اُس کے لئے گندم جو یا ان کے علاوہ کسی اور چیز کا لادنا جائز ہے بشرطیکہ وہ چیز وزن میں برابر ہونے کے باوجود زیادہ ضرر رساں نہ ہو مثلاً نمک لوہا یا ان کے علاوہ دیگر بھاری چیزیں۔

قرآن کی تعلیم دینے کی غرض سے یا تو کسی مقررہ مدت کے معین کرنے کی صورت میں یا کسی مقررہ سورہ کے معین کرنے کی صورت میں کسی کو اجارہ پر لینا جائز ہے۔ آئندہ سال کے لئے کسی گھر کو اجارہ پر دینا جائز نہیں ہے۔ اگر سال رواں کے گزر جانے سے پہلے مستاجر کے ہاتھ سے گھر کو دوسرے سال کے لئے کسی کو اجارے پر دے دے تو یہ جائز ہے۔ کسی جانور کو ہمیشہ کے لئے نہیں بلکہ بعض راستوں میں اُس کی سواری کرنے کے لئے یا دو آدمی باری باری سے اُس پر سوار ہونے کے لئے یا ایک کا ردیف بن کر سوار ہونے کے لئے، بشرطیکہ جانور میں دونوں کو اٹھانے کی قوت ہو۔ اجارہ پر لینا جائز ہے۔

اجارہ پر لی جانے والی چیز کا اندازہ لگانا ضروری ہے یا تو وقت کے ساتھ اُس کا اندازہ لگایا جائے گا مثلاً سواری کرنے یا بوجھ لادنے کے لئے کسی جانور کو فلاں جگہ تک کے لئے اجارہ پر لینا۔ اندازہ لگانے کی صورت میں نہ صرف سوار کے بیان کی ضرورت ہوتی ہے بلکہ اُسے دیکھنے کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور بوجھ لادنے کی صورت میں نہ صرف ناپ یا تول کے معین کرنے کی ضرورت ہوتی ہے بلکہ جنس کے معین کرنے کی بھی ضرورت ہے کیونکہ وزن میں برابر ہونے کے باوجود بوجھ کے ضرر رساں ہونے میں جنسیں مختلف ہوا کرتی ہیں۔

اجارہ پر لی گئی چیز کی تکلیفات اور اس کی دیکھ بھال کی جو کچھ ذمہ داری مکرمی (کرایہ پر دینے والا) پر عائد ہوتی ہے اور جو کچھ ذمہ داری مکترمی (کرایہ پر لینے والا) پر عائد ہوتی ہے، اس کا دارو مدار ہر ایک شہر، یا بستی یا مضافات میں دونوں کی رضامندی کے مطابق رسم ورواج پر ہے۔

اقسام اجارہ کا مسئلہ :

اجارے کی دو قسمیں ہیں : اجارہ بالعین (۲) اجارہ فی الذمہ

اگر معاملے کا کسی وقت کے ساتھ اندازہ لگایا گیا ہو تو یہ اجارہ فی الذمہ ہوتا ہے۔ مثلاً ایک دن کا سینا۔ اگر معاملے کا محل عمل کے ساتھ اندازہ لگایا گیا ہو تو یہ اجارہ بالعین ہوتا ہے مثلاً کسی معین کپڑے کا سینا۔ اسی صورت میں اجارہ فی الذمہ اور اجارہ بالعین دونوں صورتیں جائز ہیں۔ جو معاملہ اجارہ بالعین کی صورت میں ہو وہ اجارہ پر لی گئی چیز کے ضائع ہو جانے سے فسخ ہو جاتا ہے اور جو معاملہ اجارہ فی الذمہ کی صورت میں ہو تو اجارہ پر لی گئی چیز کے ضائع ہو جانے سے معاملہ فسخ نہیں ہوا کرتا۔ (موجر (اجارہ پر دینے والا) کے ذمہ اس چیز کا بدل دے دینا یا اجارہ کا اقالہ کرنا لازم ہے۔ بشرطیکہ وہ بدل دینے پر قادر نہ ہو

زراعت کرنے یا پودا لگانے یا عمارت بنانے کے لئے زمینوں کا اجارہ پر دے دینا جائز ہے۔ البتہ مقررہ مدت کے گزر جانے کے بعد موجر کے لئے جائز ہے کہ وہ تاوان قبول کرتے ہوئے ان کو خراب کر دے یا ان کو اپنی زمین پر باقی رکھے۔ چنانچہ اس صورت میں زمین مالک کی ہوگی۔ اور اس زمین پر جو کچھ بنایا گیا ہو وہ بنانے والے کا ہوگا۔ چنانچہ ایک ہی ملکیت میں دونوں کے آپس میں شرکت ثابت ہو جائے گی۔

اگر کوئی شخص کسی ایسے جانور کو اجارہ پر لے لے جو سو پونڈ اٹھا سکتا ہو۔ پس وہ اس پر ایک سو دس پونڈ لادے تو اس کے ذمے طے شدہ مقدار سے زائد کی اجرت لازم ہوگی۔ اگر جانور ضائع ہو جائے جبکہ اس کے ساتھ مالک موجود نہ ہو تو مستاجر اس کا ضامن ہوگا۔

اگر اجرت پر لی ہوئی چیز پر مالک کا قبضہ نہ ہو تو وہ مستاجر کے ہاں امانت ہوتی ہے جو شخص کسی مکان کو اجارہ پر لے لے اور خود اس میں سکونت پذیر نہ ہو جائے اور نہ وہ کسی کو اس میں سکونت پذیر ہونے دے یا وہ کسی جانور کو اجارے پر لے لے نہ خود اس کی سواری کرے نہ کسی کو اس پر سوار

ہونے دے۔ نہ ہی وہ اُس کو کام میں لائے بلکہ ایک عرصے تک اس کو روکے رکھے تو اس کے ذمّے اُس عرصے کی اُجرت لازم ہوگی خواہ وہ اس سے فائدہ حاصل کر چکا ہو یا نہ کر چکا ہو۔

اگر کوئی شخص کسی درزی سے کہے۔ اگر تم اس کپڑے کو آج ہی سی لوگے تو تم کو دو درہم ملیں گے۔ اور اگر کل سی لوگے تو ایک درہم ملے گا۔ اور درزی اس کو قبول کر چکا ہو، تو اس کو آج سی لینے کی صورت میں دو درہم ملیں گے۔ اور کل سی لینے کی صورت میں ایک درہم۔ یہ ایک ایسا صحیح اور درست معاملہ ہے جس میں کوئی شک و شبہ نہیں۔

اگر کوئی شخص کسی مقررہ وقت میں ایک جگہ تک بوجھ لادنے کے لئے کسی جانور کو اجارہ پر لے چکا ہو پھر اگر وہ اس وقت میں کمی کرے اور موجر اُس کو قبول کرے تو مستاجر کے لئے جائز ہے کہ وہ مقررہ وقت کی بقدر کمی اُس کی اُجرت میں کسی چیز کی کمی کرے کیونکہ اندازہ لگانے کے بارے میں وقت جگہ کا ہم آہنگ ہے۔ اگر اجارہ کی مدت گذر چکی ہو اور مستاجر مالک کے مطالبے کے باوجود اجارہ پر لی گئی چیز کو روکے رکھے تو اس کو روک لینے کی وجہ سے مطالبہ کرنے کی مدت میں وہ لٹیرا (غاصب) بن جائے گا۔

جفتی کے لئے نر کا اجارہ پر لینا مکروہ ہے آنکھوں سے دیکھنے کی ضرورت والی چیز کی دیکھ بھال کی غرض سے کسی اندھے شخص کا اجارہ پر لینا باطل ہے۔ انگور کی بیل کو اس کے پھل کی خاطر یا کسی مادہ حیوان کو اس کے دودھ کی خاطر اجارہ پر لینا جائز ہے۔ لیکن ایسے جانور کو اگر دیکھ بھال کی غرض سے لے اور اُس سے جو کچھ دودھ حاصل ہو وہ دودھ بند ہونے کی مدت تک مالک کی اجازت سے تصرف میں لاتا ہے اور مالک کو یا تو نقد کی صورت میں یا نقد کے بغیر ساز و سامان کی صورت میں قیمت دے دے۔ تو یہ صورت درست ہے۔ پانی نکالنے کی غرض سے کسی مملوکہ ذاتی کنویں کا اجارہ پر لینا بھی درست ہے جیسے مملوکہ پانی کے چشمے اور کاریز۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو خود اُسی کے جنم دیئے ہوئے بچے کو دودھ پلانے کی غرض سے اجارہ پر لے لے تو یہ درست ہے۔

عبادات کے لئے اجیر کا لینا:

میت سے فوت شدہ عبادتوں کی بجا آوری کے لئے کسی کو اُجرت پر لینا درست ہے۔ مثلاً حج۔ روزہ اور نماز وغیرہ اجیر کے ذمّے جس کی خاطر اُس کو اُجرت پر لیا گیا ہو اُس کی طرف سے عبادتوں کا ایسا ہی بجا لانا واجب ہے جیسا کہ وہ فوت

ہوچکی ہوں۔ جو بھی عبادت اجیر شخص میت کی نیت سے بجا لائے گا۔ اور اُس عبادت کی اُجرت وصول کرے گا تو وہ عبادت خود اُسی کی طرف سے وقوع پذیر ہوگی۔ اور عبادتوں کا ثواب میت کو پہونچے گا۔ جیسا کہ احادیث نبوی میں وارد ہے اور اللہ تعالیٰ کے اُن اہلِ کشف اولیائے کرام کے مشاہدے سے ثابت ہے جو صدقات، خیرات اور وقوع پذیر ہونے والی عبادتوں کے ثواب کو دیکھ لیتے ہیں کہ وہ کیسے اموات کی روحوں کو پہنچتے ہیں۔

بَابُ الشُّفْعَةِ

هِيَ اسْتِحْقَاقُ الشَّرِيكِ انْتِزَاعَ حِصَّةِ شَرِيكِهِ الْمُنْتَقِلَةِ عَنْهُ بِالْبَيْعِ وَلَهَا أَرْكَانٌ الرُّكْنُ الْأَوَّلُ الْمَحَلُّ وَلَهُ أَرْبَعُ شَرَائِطَ ـ الْأَوَّلُ أَنْ يَكُونَ عَقَارًا وَالثَّانِي أَنْ يَكُونَ ثَابِتًا وَالثَّالِثُ أَنْ يَكُونَ مُشْتَرَكًا وَالرَّابِعُ أَنْ يَكُونَ قَابِلًا لِلْقِسْمَةِ فَلَا تَثْبُتُ الشُّفْعَةُ فِي الْمَنْقُولَاتِ وَلَا فِي الْبِنَاءِ وَالْغَرْسِ مُنْفَرِدَيْنِ مِنَ الْأَرْضِ وَلَوْ بِيعَا مَعَ الْأَرْضِ دَخَلَا بِالتَّبَعِيَّةِ فِي الشُّفْعَةِ وَلَا تَثْبُتُ الشُّفْعَةُ فِي غُرْفَةٍ مَبْنِيَّةٍ عَلَى سَقْفٍ لِصَاحِبِ السُّفْلِ وَلَا تَثْبُتُ أَيْضًا بِالْجِوَارِ وَلَا فِيمَا قُسِمَ إِنْ لَمْ يَكُنِ الطَّرِيقُ أَوِ الشِّرْبُ مُشْتَرَكًا وَلَا تَثْبُتُ أَيْضًا فِي الطَّاحُونَةِ وَالْحَمَّامِ وَبِئْرِ الْمَاءِ وَالْأَمْكِنَةِ الضَّيِّقَةِ لِأَنَّهَا تَتَضَرَّرُ بِالْقِسْمَةِ وَتَبْطُلُ الْمَنْفَعَةُ الْمَقْصُودَةُ مِنْهَا ـ وَالرُّكْنُ الثَّانِي الشَّفِيعُ وَلَهُ أَرْبَعُ شَرَائِطَ ـ الْأَوَّلُ أَنْ يَكُونَ مُسْلِمًا إِنْ كَانَ الشَّرِيكُ مُسْلِمًا وَالثَّانِي أَنْ لَا يَكُونَ عَبْدًا مِنَ الْحَضَرِ وَالثَّالِثُ أَنْ يَكُونَ شَرِيكًا فِي الْعَقَارِ أَوْ فِي الطَّرِيقِ إِنْ كَانَ طَرِيقُهُمَا يَتَفَرَّعُ عَلَيْهِ أَوْ فِي نَهَرٍ إِنْ لَمْ يَكُنْ نَهَرًا عَظِيمًا وَالرَّابِعُ أَنْ يَكُونَ قَادِرًا عَلَى دَفْعِ ثَمَنِ الْمَبِيعِ وَلَوْ كَانَ الشُّرَكَاءُ أَكْثَرَ مِنْ وَاحِدٍ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ الشُّفْعَةُ بِقَدْرِ حِصَّتِهِ فَلَا يُقْسَمُ الشِّقْصُ عَلَى عَدَدِ رُؤُوسِهِمْ مُتَسَاوِيًا وَتَسْقُطُ الشُّفْعَةُ مِنَ الْعَقَارِ بِالْهِبَةِ ـ

وَبِكُلِّ مَا يَنْتَقِلُ بِلَا بَيْعٍ وَبِمَا يَسْمَعُ الشَّفِيعُ خَبَرَ الْبَيْعِ وَلَمْ يُكَذِّبْهَا عَلَى الْفَوْرِ

بِلَا عُذْرٍ كَالْاِشْتِغَالِ بِفَرِيْضَةٍ وَلَوْ كَانَ مَرِيْضًا وَجَبَ الْاِشْهَادُ عَلٰى طَلَبِهِ الشُّفْعَةَ مِنَ الْمُشْتَرِيْ اِنْ كَانَ حَاضِرًا اَوْ مِنَ الْحَاكِمِ مَعَ غَيْبَتِهِ وَاِنْ لَمْ يَقْدِرْ عَلٰى اَنْ يَّسِيْرَ بِطَلَبِ الشُّفْعَةِ وَجَبَ اَنْ يُوَكِّلَ وَاحِدًا لِيَمْشِيَ اِلَيْهِ وَيَطْلُبَ وَلَوْ قَصَّرَ فِي الطَّلَبِ بَطَلَتْ شُفْعَتُهٗ وَلَوْ عَفَا عَنِ الْمُتَبَايِعَيْنِ اَوْ مِنْ اَحَدِهِمَا سَقَطَتْ اَيْضًا

ترجمہ: شفعہ مانگنے کا بیان

کسی شریک کے اپنے شریک کے پاس سے فروخت کرلے کی شکل میں اس کے انتقال پذیر حصّے کے برآمد کرنے کی حق طلبی کا نام شفعہ ہے۔ شفعہ کے دو ارکان ہیں۔

پہلا رکن محل شفعہ ہے۔ اس کی چار شرطیں ہیں۔

۱۔ یہ کہ محل شفعہ زمین ہو

۲۔ یہ کہ وہ ثابت رہنے والی ہو۔

۳۔ یہ کہ وہ مشترکہ ہو

۴۔ یہ کہ وہ قابل تقسیم ہو۔

پس منقولات کا شفعہ ثابت نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی زمین سے دونوں کی علیحدگی کی صورت میں عمارت اور درخت کا شفعہ ثابت ہوتا ہے۔ اگر زمین سمیت دونوں کو فروخت کر دیا جائے تو زمین کے تابع ہونے کی بنا پر حق شفعہ میں دونوں داخل ہوسکیں گے۔ نچلی منزل والے کے لئے گھر کی چھت پر بنائی گئی منزل کا شفعہ ثابت نہیں ہوتا ہے۔ پڑوس کی وجہ سے بھی شفعہ ثابت نہیں ہوتا ہے۔ تقسیم شدہ چیز کا شفعہ ثابت نہیں ہوسکتا بشرطیکہ راستہ یا پانی مشترکہ نہ ہو۔ گھراٹ۔ غسلخانہ۔ پانی کے کنواں اور تنگ مقامات کا شفعہ ثابت نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ تقسیم کی وجہ سے ان چیزوں کو ضرر پہنچتا ہے اور ان کے جو فائدے مقصود ہوتے ہیں وہ باطل ہو جاتے ہیں۔

دوسرا رکن شفیع ہے (شفعہ مانگنے والا) شفیع کی چار شرطیں ہیں۔

۱۔ شفیع کوئی مسلمان آدمی ہو بشرطیکہ اس کا شریک مسلمان ہو۔

۲- وہ ہمیشہ کا رند بادہ خوار نہ ہو۔
۳- وہ زمین یا گھر میں دُوسرے کا شریک ہو بشرطیکہ دونوں کے راستے کا انحصار اُسی پر ہو۔ یا وہ دُوسرے کی نہر میں اس کا شریک ہو بشرطیکہ وہ کوئی بڑی نہر نہ ہو۔
۴- وہ فروخت شدہ چیز کی قیمت دے دینے پر قادر ہو۔

اگر شریک حضرات کی تعداد ایک سے زیادہ ہو تو ہر ایک کو اپنے اپنے حصّے کی مقدار کے مطابق حق شفعہ ملے گا۔ لہٰذا کوئی بھی حصّہ اُن کی تعداد نفر پہ برابر کر کے تقسیم نہیں کیا جائے گا۔

سقوط شفعہ کا مسئلہ :

زمین کا شفعہ ہبہ کرنے اور بغیر کسی فروخت کرنے کے منتقل ہونے والی صورتوں میں ساقط ہو جاتا ہے زمین کی خبر فروخت کو شفیع سُن لے اور وہ فوری طور پر کسی سوچ بچار کے بغیر شفعہ طلب نہ کرے۔ مثلاً وہ کسی فریضے کی بجا آوری میں لگ جائے تو اس سے بھی شفعہ ساقط ہو جاتا ہے۔

اگر شفیع بیمار ہو تو اُس کے ذمے خریدار سے شفعہ مانگنے پر بشرطیکہ خریدار حاضر موجود ہو یا خریدار کی غیر موجودگی کی صورت میں حاکم سے حق شفعہ مانگنے پر گواہ کا قائم کرنا واجب ہے۔ شفعہ طلب کرنے کے لئے اگر شفیع خود چل کر جانے پر قادر نہ ہو تو اُس کے ذمّے کسی آدمی کو اپنا وکیل بنانا واجب ہے تاکہ وہ خریدار کے پاس چلا جائے اور اُس سے شفعہ مانگ سکے۔ اگر شفیع حق شفعہ مانگنے کے سلسلے میں کوتاہی سے کام لے تو اُس کا شفعہ باطل ہو جاتا ہے۔

اگر شفیع دونوں خرید و فروخت کرنے والوں کو یا اُن میں سے ایک کو بخش دے تو اس سے بھی حق شفعہ ساقط ہو جاتا ہے۔

بَابُ إِحْيَاءِ الْمَوَاتِ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحْيٰى أَرْضًا مَيْتَةً فَهِيَ لَهُ. وَالْمَوَاتُ عَلٰى أَرْبَعَةِ أَقْسَامٍ. اَلْأَوَّلُ الْأَرَاضِيْ وَالْأَرْضُ الْمَيْتَةُ مَا خَلَتْ عَنِ الْاِخْتِصَاصِ بِأَحَدٍ وَلَا يَنْتَفِعُ بِهَا النَّاسُ وَكَانَتْ مُعَطَّلَةً لِانْقِطَاعِ الْمَاءِ عَنْهَا أَوْ لِاسْتِيْلَاءِ الْمَاءِ عَلَيْهَا أَوْ لِاسْتِيْجَامِهَا أَوْ غَيْرِهٖ فَهِيَ لِلْإِمَامِ خَاصَّةً وَلٰكِنْ إِنْ أَحْيَاهَا مُسْلِمٌ مَلَكَهَا مَأْذُوْنًا أَوْ غَيْرَ مَأْذُوْنٍ وَالْاِخْتِصَاصُ يَلْزَمُ مِنْ سِتَّةِ أَشْيَاءَ. اَلْأَوَّلُ الْعِمَارَةُ فَكُلُّ مَعْمُوْرَةٍ لِمَالِكِهَا وَإِنِ انْدَرَسَتْ لَا تَخْرُجُ مِنْ مِلْكِهٖ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ عِمَارَةً جَاهِلِيَّةً وَلَمْ يَأْخُذْهَا الْمُسْلِمُوْنَ بِالْغَنِيْمَةِ فَإِنَّهَا تُمْلَكُ بِالْإِحْيَاءِ ثَانِيًا وَلَوْ كَانَتِ الْمَوَاتُ فِيْ دَارِ الْحَرْبِ فَلِلْكُفَّارِ إِحْيَاؤُهَا وَكَذَا لِلْمُسْلِمِيْنَ إِنْ لَمْ يَذُبَّ الْمُسْلِمُوْنَ عَنْهَا فَتُمْلَكُ بِالْإِحْيَاءِ. اَلْمُحْيِيْ مُسْلِمًا كَانَ أَوْ كَافِرًا صَارَ مَالِكَهَا وَفِيْ دَارِ الْإِسْلَامِ لَا يَمْلِكُهَا إِلَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَكُلُّ مَالٍ لَا مَالِكَ لَهُ فَمَالِكُهُ الْإِمَامُ وَالْمَوَاتُ الَّتِيْ فِيْ قُرْبِ الْعَامِرِ يَجُوْزُ إِحْيَاؤُهَا إِنْ لَمْ تَكُنْ مَرَافِقَ لِلْعَامِرِ وَمِنْ مَرَافِقِ الدَّارِ مَصَابُّ الْمَاءِ وَنَحْوُهَا وَلَا حَرِيْمَ لَهُ. وَالْحَرِيْمُ الْمَوَاضِعُ الَّتِيْ تَمَسُّ الْحَاجَةُ إِلَيْهَا لِتَمَامِ الْاِنْتِفَاعِ وَالثَّانِي الْيَدُ فَكُلُّ أَرْضٍ عَلَيْهَا يَدُ وَاحِدٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ لَا يَصِحُّ إِحْيَاؤُهَا بِغَيْرِ صَاحِبِ الْيَدِ. اَلثَّالِثُ حَرِيْمُ الْمَعْمُوْرَةِ وَهُوَ مُجْتَمَعُ النَّادِيْ وَمَرْكَضُ الْخَيْلِ

وَمُنَاخُ الإِبِلِ وَمَطْرَحُ القُمَامَةِ وَالرَّمَادِ وَمُلْقَى التُّرَابِ وَمَرْعَى المَاشِيَةِ وَالطَّرِيقُ وَمَا يُعَدُّ مِنْ حُدُودِ مَرَافِقِهِمْ وَالشِّرْبُ وَحَرِيمُ البِئْرِ وَالعَيْنِ فَحَدُّ الطَّرِيقِ لِمَنِ ابْتَدَأَ بِمَا يَحْتَاجُ إِلَيْهِ فِي الأَرْضِ المُبَاحَةِ سَبْعَةُ أَذْرُعٍ فَيَنْبَغِي أَنْ يَتَبَاعَدَ المُقَابِلُ هَذَا القَدْرَ وَحَرِيمُ النَّهْرِ الَّذِي يُشْرَبُ مِنْهُ مِقْدَارُ مَطْرَحِ طِينِهِ وَالمَجَازُ عَلَى طَرَفَيْهِ فَحَرِيمُ بِئْرِ المَعْطِنِ أَرْبَعُونَ ذِرَاعاً وَحَرِيمُ النَّاضِحِ سِتُّونَ وَحَرِيمُ العَيْنِ أَلْفٌ فِي الرِّخْوَةِ وَخَمْسُمِائَةٍ فِي الصَّلْبَةِ وَحَرِيمُ الحَائِطِ مِقْدَارُ مَطْرَحِ تُرَابِهِ إِنِ انْتُقِضَ وَسَقَطَ وَلِلدَّارِ مَطْرَحُ تُرَابِهَا إِنِ اسْتُهْدِمَتْ وَمَصَبُّ المِيزَابِ وَالثَّلْجِ المَكْسُوحِ مِنْ سَطْحِهَا وَالمَمَرُّ فِي صَوْبِ البَابِ يَعْنِي مَنْ أَرَادَ إِحْيَاءَ المَوَاتِ لَا يَجُوزُ لَهُ أَنْ يَتَعَرَّضَ لِلْحَرِيمِ وَوَرَاءَ ذَلِكَ كَانَ قَابِلاً لِلْإِحْيَاءِ وَفِي الأَمْلَاكِ المُتَلَاصِقَةِ المَعْمُورَةِ كَمَا كَانَتْ فِي أَكْثَرِ البِلَادِ إِنَّ حُكْمَهَا لَيْسَ كَذَلِكَ لِازْدِحَامِهَا فَالدَّارُ المَحْفُوفَةُ بِالدُّورِ لَا حَرِيمَ لَهَا فَلِكُلٍّ وَاحِدٍ أَنْ يَتَصَرَّفَ فِي مِلْكِهِ كَيْفَ شَاءَ فَلَوْ جَعَلَ مِلْكَهُ بَيْتَ حَدَّادٍ أَوْ قَصَّابٍ أَوْ طَحَّانٍ أَوْ حَمَّاماً عَلَى خِلَافِ العَادَةِ فَلَيْسَ لِجَارِهِ أَنْ يَمْنَعَهُ. وَلَوْ غَرَسَ فِي أَرْضٍ أَحْيَاهَا فَمَا تَبَرَّزَ أَغْصَانُ غَرْسِ المُحْيِي أَوْ عُرُوقُهُ إِلَى المُبَاحَةِ لَمْ يَجُزْ لِغَيْرِهِ إِحْيَاؤُهَا وَلِلْغَارِسِ اخْتِيَارُ مَنْعِهِ. وَالرَّابِعُ أَنْ يَكُونَ مَشْعَراً لِلْعِبَادَةِ كَالعَرَفَاتِ وَغَيْرِهَا مِنَ المَشَاعِرِ لَا قَلِيلاً وَلَا كَثِيراً وَالخَامِسُ التَّحْجِيرُ بِتَحْوِيطِ حَائِطٍ مِنَ الطِّينِ أَوِ الحَجَرِ أَوْ بِحَفْرِ سَاقِيَةٍ مُحِيطَةٍ بِهَا أَوْ حَفْرِ خَنْدَقٍ حَوْلَهَا أَوْ إِدَارَةِ تُرَابٍ حَوْلَهَا وَهَذِهِ كُلُّهَا تُفِيدُ اخْتِصَاصَهَا.

٤٣ وَلَا تُمْلَكُ إِلَّا بِالإِحْيَاءِ وَلَوْ نَقَلَهَا الإِمَامُ إِلَى غَيْرِهِ كَانَ الغَيْرُ أَحَقَّ بِهَا وَلَوْ أَرَادَ بَيْعَهَا لَمْ يَصِحَّ لِأَنَّهَا لَمْ تُمْلَكْ الآنَ. ثُمَّ المُحَجِّرُ إِنْ أَهْمَلَهَا أَجْبَرَهُ الإِمَامُ عَلَى إِحْيَائِهَا أَوِ التَّخْلِيَةِ مِنْهَا فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ وَاحِداً مِنْهُمَا أَخْرَجَهَا الإِمَامُ مِنْ يَدِهِ فَمَنْ أَرَادَ إِحْيَاءَهَا لَمْ يَصِحَّ إِلَّا بِإِذْنِ الإِمَامِ وَالسَّادِسُ إِقْطَاعُ الإِمَامِ فَلَا يَجُوزُ إِحْيَاؤُهَا وَإِنْ كَانَتْ مَوَاتاً خَالِيَةً مِنَ التَّحْجِيرِ كَمَا أَقْطَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ

عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حَظِيْرَةَ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْعَتِيْقِ وَلَيْسَ لِلْإِمَامِ إِقْطَاعُ مَالَا يَجُوْزُ إِحْيَاؤُهُ كَالْمَعَادِنِ الظَّاهِرَةِ وَلٰكِنْ يَجُوْزُ لِلْإِمَامِ الْحِمٰى وَهُوَ اَنْ يَمْنَعَ النَّاسَ عَنْ رَعْيِ كَلَاءٍ مَا حَمَاهُ مِنَ الْاَرْضِ الْمُبَاحَةِ لِتَخْتَصَّ بِهِ دُوْنَ سَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ كَمَا حَمٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ النَّقِيْعَ وَلِلْإِمَامِ الْخِيَارُ اَنْ يَحْمِيَ لِنَفْسِهِ اَوْ لِاَنْعَامِ الصَّدَقَةِ وَالْبَهَائِمِ الضَّالَّةِ وَلَيْسَ لِغَيْرِهِ اَنْ يَحْمِيَ اَرْضًا مُبَاحَةً لِنَفْسِهِ وَلَا يَجُوْزُ نَقْضُ مَا حَمَاهُ الْاِمَامُ وَلَوْ كَانَ الْحِمٰى فِيْ مُدَّةٍ مُعَيَّنَةٍ فَاِذَا انْقَضَتِ الْمُدَّةُ جَازَ لِلْمُسْلِمِيْنَ اِحْيَاؤُهَا۔

ترجمہ : بنجروں کی آبادکاری کا بیان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے ۔ مَنْ اَحْيٰى اَرْضًا مَيْتَةً فَهِيَ لَهٗ
جو کوئی کسی بنجر زمین کو آباد کرے وہ اُس کی ملکیت ہو گی ۔

بنجروں کی چار قسمیں ہیں ۔ پہلی قسم زمینوں کی ہے ۔

بنجر زمین کونسی ہو گی :

بنجر زمین وہ ہے جو کسی ایک فرد کے ساتھ مختص ہونے سے خالی ہو، لوگ اُس سے فائدہ حاصل نہ کرتے ہوں ۔ اور وہ پانی کے بند ہو جانے کی وجہ سے یا اُس پر پانی چڑھ آنے کی وجہ سے یا سیم زدہ ہونے کی وجہ سے یا کسی اور حالت کے طاری ہونے کی وجہ سے بیکار پڑی ہوئی ہو چنانچہ ایسی زمین خاص کر امام کی ملکیت ہوتی ہے ۔ لیکن اگر کوئی مسلمان شخص اسے آباد کرے تو وہ اُس زمین کا مالک بن جاتا ہے خواہ وہ آبادکار اجازت یافتہ ہو یا نہ ہو

اختصاص کی صورتیں :

املاک کا کسی ایک فرد کے ساتھ مختص ہونا چھ چیزوں سے لازم آتا ہے :۔

(۱) آباد کرنا ۔ لہذا ہر آباد کردہ چیز اس کے مالک کی ملکیت ہوتی ہے ۔ اگر وہ بوسیدہ ہو جائے

تو وہ اُس کے مالک کی ملکیت سے باہر نہیں ہو جاتی۔ الایہ کہ وہ کوئی دور جاہلیت کی آباد کردہ کوئی چیز ہو اور مسلمان اُس کو غنیمت کے طور پر نہ لے چکے ہوں چنانچہ دوبارہ آباد کرنے کی وجہ سے اُس پر ملکیت آجاتی ہے۔

اگر بنجر زمین دار حرب میں ہو تو کافروں کو ان کی آبادکاری کا حق پہنچتا ہے اسی طرح سے مسلمانوں کو بھی ان کی آبادکاری کا حق حاصل ہوتا ہے بشرطیکہ مسلمان لوگ وہاں سے بے دخل نہ کئے گئے ہوں۔ پس آباد کرنے کی وجہ سے ان بنجروں پر ملکیت آجاتی ہے۔ آباد کرنے والا کوئی مسلمان ہو یا کوئی کافر، وہ ان کا مالک بن جاتا ہے۔ دار اسلام میں بنجروں کے صرف مسلمان ہی مالک بن سکتے ہیں۔ جس چیز کا کوئی مالک نہ ہو تو اُس کا مالک امام ہوا کرتا ہے۔

آبادکار کے قریب موجود بنجروں کا آباد کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ وہ آبادکار کے لازمی مفادات کے مقامات نہ ہوں۔ گھر کے لازمی مفادات کے مقامات، پانی بہانے کی جگہیں اور ان کی مانند دیگر سہولت کے مقامات ہیں جبکہ آبادکار کے لئے کوئی حد حریم نہیں ہوگی۔

حریم کسے کہتے ہیں:

حریم اُن مقامات کا نام ہے کہ کامل فائدہ حاصل کرنے کے لئے جن کی ضرورت پڑتی ہے۔

۲۔ قبضہ کرنا:

جس زمین پر مسلمانوں میں سے کسی ایک آدمی کا قبضہ ہو اُس زمین کو آباد کرنا قبضے والے کے سوا کسی دوسرے کے لئے جائز نہیں۔

۳۔ آبادی کی حد حریم:

آبادی کی حدود حریم یہ ہیں (ا) مجلس بیٹھنے کی جگہ (ب) گھوڑے دوڑانے کی جگہ۔
ج۔ اونٹ بٹھانے کی جگہ (د) کوڑا کرکٹ اور راکھ پھینکنے کی جگہ (ر) مٹی ڈالنے کی جگہ
س۔ جانور چرانے کی جگہ (چراگاہ) (ص) راستہ (ط) وہ حصے جن کا شمار لازمی مفادات کے مقامات کی حدود میں کیا جاتا ہو (م) پانی

ۃ۔ کنوآں اور چشمے کی حدود حریم۔

راستے کی حد کا مسئلہ :

جو شخص اپنی ضرورت کے مطابق مباح زمین میں کوئی نیا راستہ بنائے تو اس کی حد سات گز ہے لہذا مناسب ہے کہ اس کے مقابلے میں راستہ بنانے والا شخص اس حد کے اندازے سے دور ہے۔

حریم نہر کا مسئلہ :

جس نہر سے پانی پیا جاتا ہو اس کی حد حریم نہر کی مٹی پھینکنے کی جگہ کی مقدار اور نہر کے دونوں اطراف کی گذرگاہ کی ہے۔

کنواں کی حدِ حریم کا مسئلہ :

اونٹوں کے پانی پینے کے کنوئیں کی حد حریم چالیس گز کی ہوتی ہے اور رہٹ والے کنوئیں کی حد حریم ساٹھ گز کی ہوتی ہے۔

چشمے کی حدِ حریم کا مسئلہ :

نرم زمین میں چشمے کی حدِ حریم ایک ہزار گز اور سخت زمین میں چشمے کی حدِ حریم پانچسو گز کی ہوتی ہیں۔

دیوار کی حد حریم کا مسئلہ :

اگر دیوار ٹوٹ جائے اور گر پڑے تو اس کی مٹی رکھنے کی جگہ کی مقدار کی جگہ دیوار کی حد حریم ہے۔

گھر کی حدِ حریم کا مسئلہ :

گھر کو اگر منہدم کیا جائے تو اس کی مٹی پھینکنے کی جگہ، پرنالے بہانے اور چھت سے ہٹائی جانے والی برف کے پھینکنے کی جگہیں اور دروازے کی طرف کو جانے والی گذرگاہ گھر کی حدود حریم ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ کوئی آدمی بنجروں کی آبادکاری کا ارادہ کرے تو اس کے لئے حریم کی حدود سے چھیڑ چھاڑ کرنا جائز

نہیں ہے۔ حریم کی حدود سے باہر کے مقامات آبادکاری کے قابل ہوں گے۔
آباد کی گئی تنگ ملکیتیں جیسا کہ شہروں میں ہوتی ہیں، اُن کا حکم ان کے ہجوم کی وجہ سے ایسا نہیں ہے لہذا گھروں سے گھرے ہوئے گھر کی کوئی حد حریم نہیں ہوا کرتی۔

آزادئ تصرّف کا مسئلہ:

ہر ایک کو یہ حق ہے کہ وہ اپنی ملکیت میں جیسا چاہے تصرّف کرے۔ لہذا اگر کوئی شخص اپنی ملکیت کو رسم و رواج کے خلاف لوہار خانہ یا دھوبی خانہ، یا طحّان خانہ (گھراٹ) یا غسل خانہ بنادے تو اُس کے پڑوسی کو اُسے اس کام سے باز رکھنے کا حق نہیں ہوگا۔
اگر کوئی شخص اپنی ہی آباد کردہ زمین میں درخت لگا چکا ہو اور آبادکار کے درختوں کی جو کچھ ٹہنیاں یا ان کے ریشے کسی مباح زمین میں نمودار ہوں تو دوسرے کے لئے اس مباح زمین کا آباد کرنا جائز نہیں ہے اور درخت لگانے والے کو اُسے باز رکھنے کا اختیار حاصل ہوگا۔
۴۔ عبادت کے لئے کسی درگاہ کا ہونا۔ مثلاً عرفات اور عرفات کے علاوہ دیگر باحرمت درگاہیں۔ ان درگاہوں کی نہ کم مقدار قابل آبادکاری ہے نہ زیادہ۔
۵۔ مٹی یا پتھر کی کوئی دیوار بنانے یا زمین کا احاطہ کرنے والی کوئی نالی کھودنے۔ یا زمین کے ارد گرد کوئی خندق کھودنے یا زمین کے گرد مٹی کا دائرہ بنانے کی صورتوں میں نشان لگانا۔ یہ تمام کی تمام صورتیں بنجروں کے کسی کے ساتھ مختص ہونے کا فائدہ دیتی ہیں اور صرف آباد کرنے کی وجہ سے ان پر ملکیت آسکتی ہے۔
اگر امام بنجروں کو کسی دوسرے کی طرف منتقل کردے تو دوسرا شخص ان کا زیادہ حقدار ہوگا۔ اگر دوسرا شخص ان کو فروخت کرنا چاہے تو ایسا کرنا درست نہیں ہوگا۔ کیونکہ ابھی تک ان پر ملکیت نہیں آتی۔
اگر نشانات لگانے والا بنجروں کو بیکار چھوڑے رکھے تو امام اُس کو اُن کی آبادکاری پر یا اُن کو خالی چھوڑ دینے پر مجبور کرےگا۔ اگر وہ دونوں میں سے کسی ایک پر عمل نہ کرے تو امام اُس کے قبضے سے اُن کو نکال دے گا۔ پس جو کوئی ان کی آبادکاری چاہے تو امام کی اجازت کے بغیر درست نہیں ہوگی۔
۶۔ امام کا کسی زمین کو اپنے لئے مخصوص کرنا۔ پس ایسی زمین کو آباد کرنا جائز نہیں ہوا کرتا۔ اگرچہ وہ نشان لگائے جانے سے بالکل خالی بنجر زمین ہی کیوں نہ ہو۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلال بن

حارث متیق کے باڑے کو مخصوص فرما دیا تھا۔

محفوظ علاقہ قرار دینے کا مسئلہ:

امام کے لئے کسی ایسی جگہ کو مخصوص کرنا جائز نہیں جس کا آباد کرنا جائز نہ ہوتا ہو مثلاً ظاہری کانیں، لیکن امام کے لئے کسی جگہ کو محفوظ علاقہ قرار دینا جائز ہے۔ محفوظ علاقہ قرار دینے کی صورت یہ ہے کہ جس مباح زمین کو امام محفوظ علاقہ قرار دے چکا ہو وہاں گھاس چرانے سے امام لوگوں کو باز رکھے تاکہ وہ جگہ تمام مسلمانوں کو چھوڑ کر امام کے ساتھ مختص ہو جائے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقام نقیع کو محفوظ علاقہ قرار دیا تھا۔ امام کو اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی جگہ کو خود اپنے لئے یا زکوٰۃ کے جانوروں اور گم شدہ جانوروں کے لئے محفوظ علاقہ قرار دے۔

امام کے سوا کسی دوسرے کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی مباح زمین کو خود اپنے لئے محفوظ جگہ قرار دے جس جگہ کو امام محفوظ علاقہ قرار دے چکا ہو اس کا توڑ دینا جائز نہیں ہے۔ اگر کسی جگہ کا محفوظ علاقہ قرار دیا جانا ایک مقررہ مدت کے لئے ہو تو جب وہ مدت گذر جائے تو مسلمانوں کے لئے اس کی آبادکاری جائز ہو جاتی ہے۔

أما الأول من الموات فالأراضي والثاني المنافع وهي الطرق والمساجد والموقوفات المطلقة كالمدارس والرباط والمشاهد ومنفعة الطرق الاستطراق ويجوز الجلوس فيها للمعاملة أو وضع الأمتعة أو انتظار الرفقاء بشرط أن لا يتضرر المار بتضييق المجالس ممره ويجوز لمن يعامل في الطرق أن يظلل فوق رأسه ببارية أو ثوب إن لم يتضيق الدرب بسببه وليس لأحد على طرف الطرق بناء دكة ولو تسابق اثنان فلا ترجيح إلا بإذن الإمام أو القرعة. وأما المساجد فمن جلس في مكان فهو أحق به فإذا قام ودخله ثان فيه فكان كذلك وإن لم يبق منه شيء في مجلسه فمن جلس فيه أحق به وكذا من اشتغل بتدريس العلوم أو تلاوة القرآن وكان يعين لنفسه مكانا واعتاد جلوسه فيه فإذا قام ولم يبق منه شيء في مكانه كان المكان لمن يجلس فيه عالما كان أو أميا وأما المدارس والربط فمن سكن بيتا منها وهو من أهلها لم يجز إزعاجه

وَإِنِ امْتَدَّ زَمَانُهُ وَلَوِ اشْتَرَطَ الْوَاقِفُ مُدَّةً مُعَيَّنَةً عِنْدَ انْقِضَائِهَا يَلْزَمُ إِزْعَاجُهُ وَلَوِ اشْتَرَطَ بَانِيهَا عَلَى مَنْ سَكَنَ فِي عِمَارَتِهِ التَّشَاغُلَ بِالْعِلْمِ أَوِ التَّدْرِيسِ أَوْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ أَوِ الصَّوْمِ أَوِ الرِّيَاضَةِ فَلَمْ يَشْتَغِلْ وَجَبَ إِخْرَاجُهُ وَالْمُشْتَغِلُ بِمَا اشْتُرِطَ يَجُوزُ لَهُ أَنْ يَمْنَعَ غَيْرَهُ مِنَ الْمُشَارَكَةِ فِي التَّكْيَةِ وَلَوِ ارْتَحَلَ مِنْ مَكَانِهِ بَطَلَ اخْتِصَاصُهُ وَلَكِنْ إِنْ فَارَقَ لِضَرُورَةٍ وَلَهُ فِيهَا بَقِيَ شَيْءٌ مِنَ الْفِرَاشِ أَوِ الثَّوْبِ أَوْ غَيْرِهِمَا وَمُفَارَقَتُهُ كَانَتْ بِنِيَّةِ الْعَوْدِ لَمْ يَبْطُلِ اخْتِصَاصُهُ

وَالثَّالِثُ الْمَعَادِنُ وَهِيَ نَوْعَانِ ظَاهِرَةٌ وَبَاطِنَةٌ - أَمَّا الظَّاهِرَةُ فَهِيَ الَّتِي لَا يَفْتَقِرُ حُصُولُهَا إِلَى أَسْبَابٍ كَثِيرَةٍ كَالْمِلْحِ وَالنِّفْطِ وَالْكِبْرِيتِ وَالْقَارِ وَالْمُومِيَا وَالْكُحْلِ وَأَحْجَارِ الرَّحَى وَالْبِرْمَةِ لَا تُمْلَكُ بِالْإِحْيَاءِ وَلَا يَخْتَصُّ بِهَا الْمُحَجِّرُ وَلَا يَجُوزُ إِقْطَاعُهَا فَمَنْ سَبَقَ إِلَى مَوْضِعٍ مِنْهَا لَمْ يَجُزْ إِزْعَاجُهُ قَبْلَ أَنْ يَقْضِيَ وَطَرَهُ فَإِنْ تَسَابَقَ اثْنَانِ وَلَا يَسَعُ الْمَكَانُ عَمَلَهُمَا مَعًا فَلَا بُدَّ مِنْ تَرْجِيحِ أَحَدِهِمَا بِالْقُرْعَةِ أَوْ تَرْجِيحِ الْأَحْوَجِ فِي التَّقْدِيمِ وَلَوْ كَانَ فِي قُرْبِ مَعْدِنِ الْمِلْحِ أَرْضٌ مَيْتَةٌ فَحَفَرَ فِيهَا بِئْرًا أَوْ سَاقَ الْمَاءَ إِلَيْهَا فَجَمَدَ وَصَارَ مِلْحًا كَانَ مِلْكًا لِحَافِرِهَا وَلَا شَرِكَةَ لِغَيْرِهِ فِيهَا وَلَوْ كَانَ الْإِمَامُ أَمَرَ حَفْرَهَا وَأَقْطَعَهَا صَحَّ إِقْطَاعُهَا - وَأَمَّا الْبَاطِنَةُ فَهِيَ الَّتِي يَفْتَقِرُ حُصُولُهَا إِلَى أَسْبَابٍ أَكْثَرَ مِنَ الظَّاهِرَةِ كَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْحَدِيدِ وَالنُّحَاسِ وَالرَّصَاصِ فَإِنْ حَفَرَهَا مُسْلِمٌ وَأَظْهَرَهَا فَقَدْ أَحْيَاهَا فَإِنْ كَانَتْ فِي الْمَوَاتِ أَوْ فِي مِلْكِهِ صَارَ مَالِكَهَا وَالْحَفْرُ بِلَا نَيْلٍ تَحْجِيرٌ لَا إِحْيَاءٌ فَمَنْ تَحَجَّرَ وَأَهْمَلَ أَجْبَرَهُ الْإِمَامُ عَلَى الْإِتْمَامِ أَوِ التَّرْكِ فَإِنْ تَرَكَ كَانَ لِمَنْ أَحْيَاهَا مَعَ حَرِيمِهَا وَلَوْ أَحْيَى مَوَاتًا فَظَهَرَ فِيهَا مَعْدِنٌ مِنَ الْمَعَادِنِ الظَّاهِرَةِ أَوِ الْبَاطِنَةِ كَانَ مِلْكَهُ وَمَنْ وَجَدَ فِي مِلْكِهِ مَعْدِنًا كَانَ مِلْكَهُ لَا يَجُوزُ لِأَحَدٍ أَنْ يُنَازِعَهُ فِيهِ وَلَوْ حَفَرَ آخَرُ مِنْ نَاحِيَةٍ أُخْرَى خَارِجًا مِنْ حَرِيمِ مَحْفُورِهِ لَيْسَ لَهُ أَنْ يَمْنَعَهُ وَلَوْ كَانَ حَفْرُهُ وَاصِلًا إِلَى عِرْقِ مَعْدِنِهِ وَرَاءَ حَرِيمِهِ -

ترجمہ :

بنجروں کی پہلی قسم تو زمینیں ہیں۔ دوسری قسم منفعتیں ہیں۔ (فائدے)
منفعتیں یہ ہیں :۔

(ا) راستے (ب) مسجدیں (ج) عام املاک وقف مثلاً درسگاہیں۔ مسافر خانے اور درگاہیں۔

راستوں کی منفعت کا مسئلہ :

راستوں کی منفعت راستوں پر چلنا ہے۔ کاروبار کرنے کے لئے یا تھکن کو دور کرنے کے لئے یا ساتھیوں کا انتظار کرنے کے لئے راستوں میں بیٹھنا اس شرط پر جائز ہو جاتا ہے کہ بیٹھنے والے کا گذرگاہ کو تنگ کرنے کی وجہ سے کسی گذرنے والے کو ضرر نہ پہنچے۔ راہوں میں کاروبار کرنے والے کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے سر کے اوپر کسی بوری یا کپڑے کو سایہ کرنے کے لئے پھیلائے رکھے بشرطیکہ اس کی وجہ سے راستہ تنگ نہ ہوتا ہو۔ کسی کے لئے راہوں میں کوئی دوکان بنانے کا حق نہیں ہے۔ اگر دو افراد کسی جگہ سبقت کر گئے ہوں تو صرف امام کی اجازت سے یا قرعہ اندازی کے ذریعے سے ترجیحی سلوک کیا جائے گا۔

مسجدوں کی منفعت کا مسئلہ :

جو شخص مسجد میں کسی جگہ بیٹھ جائے وہ اُس جگہ کا زیادہ حقدار ہے۔ اگر وہ اس جگہ سے اُٹھ جائے جبکہ اُس کا سامان وہاں باقی ہو تو پھر بھی یہی حکم ہے۔ اگر اُس کی طرف سے کوئی چیز اس کی نشست گاہ میں باقی نہ رہ گئی ہو تو جو کوئی بھی وہاں بیٹھے گا وہ اُس جگہ کا زیادہ حقدار ہوگا۔ اسی طرح سے جو شخص علوم سیکھنے یا قرآن کی تلاوت کرنے میں لگا رہتا ہو وہ خود اپنے لئے کسی ایک جگہ کو مقرر کرتا ہو اور اُسی مقررہ جگہ پر بیٹھنے کا وہ عادی ہو۔ جب وہ وہاں سے اُٹھ جائے اور اُس کی طرف سے کوئی چیز اُس جگہ باقی نہ رہ گئی ہو تو وہ جگہ وہاں بیٹھنے والے کی ہو گی۔ خواہ وہ کوئی عالم آدمی ہو یا اَن پڑھ۔

درسگاہوں اور مسافر خانوں کا مسئلہ :

جو شخص درسگاہوں اور مسافر خانوں کے کسی ایک کمرے میں سکونت پذیر ہو جائے جبکہ وہ اس کا اہل ہو تو اُس کا وہاں سے بے دخل کرنا جائز نہیں ہے اگرچہ اس کا رہائشی زمانہ طویل ہی کیوں نہ ہو جائے۔ اگر وقف کنندہ شخص ایک مقررہ مدت کی رہائش کی شرط لگا چکا ہو تو پھر مقررہ مدت کے گذر جانے پر اُس کا بے دخل کرنا لازم ہو جاتا ہے۔ اگر درسگاہوں وغیرہ کا بانی اپنی عمارت میں سکونت پذیر ہونے والے پر پڑھنے یا پڑھانے یا تلاوت قرآن کرنے یا روزہ رکھنے یا ریاضت و مجاہدہ کرنے کی صورتوں میں لگے رہنے کی شرط لگا چکا ہو اور سکون پذیر فرد ان کاموں میں نہ لگ جائے تو اُس کا بے دخل کیا جانا واجب ہے۔ بشرطیکہ کاموں میں مشغول رہنے والے کے لئے جائز ہے کہ وہ دوسروں کو سکونت اختیار کرنے کے لئے اپنا شریک بننے سے منع کرے۔ اگر وہ اپنی جگہ سے کوچ کر جائے تو اُس کا اختصاص باطل ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر وہ کسی ضرورت کی بنا پر اُس جگہ سے جدا ہو جائے جبکہ اُس کی طرف سے وہاں کوئی بچھونا یا کوئی کپڑا یا کوئی اور چیز باقی رہ گئی ہو اور اُس کا وہاں سے جدا ہونا واپس آنے کے ارادے اور نیت سے ہو تو اس کا اختصاص باطل نہیں ہوگا۔

بنجروں کی تیسری قسم کانوں کی ہے۔ کانیں دو قسم کی ہوتی ہیں

۱۔ ظاہری کانیں ۲۔ پوشیدہ کانیں

ظاہری کانوں کا مسئلہ :

ظاہری کانیں وہ ہوتی ہیں جن کا حصول زیادہ ذرائع و اسباب کا محتاج نہیں ہوتا مثلاً نمک نارکول، گندھک روغن سیاہ (قیر) مومیا، سرمہ، گھراٹ کے پتھر اور سلیکا ریت ان چیزوں پہ آباد کاری کی وجہ سے ملکیت نہیں آیا کرتی۔ نشان لگانے والا ان کے ساتھ مختص نہیں ہو سکتا اور نہ ان چیزوں کا محفوظ قرار دیدینا جائز ہے۔ پس جو شخص ان چیزوں کی کسی ایک جگہ سبقت کر گیا ہو تو وہاں سے اُس کو اپنی حاجت پوری کرنے سے پہلے بے دخل کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر دو آدمی ایک جگہ سبقت کر گئے ہوں اور اُس جگہ میں دونوں کے کاموں کے ایک ساتھ بجالانے کی گنجائش نہ ہو تو قرعہ اندازی کے ذریعے

سے ایک کو ترجیح دینا یا مقدم کرنے کے سلسلے میں زیادہ حاجتمند شخص کو ترجیح دیا ضروری ہیں۔ اگر کسی کان کے نزدیک کوئی بنجر زمین ہو کوئی آدمی اُس زمین میں کنواں کھودے یا اُس زمین میں پانی کی نالی بنائے اس پر پانی جم جائے اور نمک بن جائے تو نمک کھدائی کرنے والے کی ملکیت بن جائے گا اور کسی دوسرے کو اس میں شرکت کا حق نہیں ہوگا۔ اگر امام اس کی کھدائی کا حکم دے اور اُسے محفوظ جگہ قرار دے دے تو اُس کا اُسے محفوظ جگہ قرار دے دینا درست ہوگا۔

پوشیدہ کانوں کا مسئلہ :

پوشیدہ کانیں وہ ہوتی ہیں جن کا حصول ظاہری کانوں کی نسبت زیادہ اسباب و ذرائع کا محتاج ہوتا ہو مثلاً سونا، چاندی، لوہا، تانبہ اور سیسہ۔ اگر کوئی مسلمان آدمی پوشیدہ کانوں کی کھدائی کرے تو گویا کو برآمد کرے تو گویا اُس نے ان کی آبادکاری کی ہے۔ چنانچہ اگر یہ چیزیں بنجروں میں ہوں یا اُس کی اپنی ملکیت میں ہوں وہ ان کا مالک بن جائے گا۔

کانوں تک کسی قسم کی رسائی کے بغیر کھدائی کرنا نشان لگانا ہے نہ کہ اُن کی آبادکاری پس جو شخص نشان لگا دے اور اُسے بیکار چھوڑے رکھے تو امام اس کو کام مکمل کرنے یا اُسے چھوڑ دینے پر مجبور کرے گا۔ اگر وہ اُسے چھوڑ دے تو وہ اپنی حد حریم سمیت اُس کے آباد کرنے والے کی ہوگی۔ اگر کوئی شخص کسی بنجر کو آباد کرے۔ اُس پر وہاں ظاہری کانوں یا پوشیدہ کانوں میں سے کوئی کان نکل آئے تو وہ کان اُسی کی ملکیت ہوگی۔ جو شخص اپنی ملکیت میں کسی کان کو دریافت کرے تو وہ اُسی کی ملکیت ہوگی۔ کسی بھی فرد کے لئے اُس کے بارے میں اُس سے جھگڑا کرنا جائز نہیں ہوگا۔ اگر کوئی دوسرا آدمی اُس کی کھدائی کی ہوئی جگہ کی حدود حریم سے باہر دوسری طرف سے کھدائی کرے تو اُس کے لئے دوسرے آدمی کو اس کام سے باز رکھنے کا حق نہیں ہے۔ اگرچہ دوسرے آدمی کی کھدائی اس کی حدود حریم کے پیچھے اس کی کان کے رگ و ریشے تک کیوں نہ پہنچ جائے۔

وَالرَّابِعُ الْمِيَاهُ وَهِيَ سَبْعَةُ اَقْسَامٍ۔ اَلْاَوَّلُ مَا يَجْرِي فِي النَّهْرِ اَوْ خَلَاصٍ اَوْ مُضْنِعٍ وَهُوَ يُمْلَكُ بِالْاِحْتِيَازِ اِنْ اَخَذَهُ مِنَ الْمُبَاحِ وَيَبِيعُ بَيْعَهُ وَشِرَاؤُهُ وَالثَّانِي الْمِيَاهُ الْمَحْفُوْزَةُ فِي الْمَوَاتِ اَوْ فِي اَمْلَاكِهِ اَلْبَالِغَةِ اِلَى الْمَاءِ وَمَتٰى لَمْ تَبْلُغْ اِلَى الْمَاءِ لَمْ تَمْلَكْ سَبَلِ

اختصت بهما بالتحجير فلا يحل لأحد أن يتصرف فيهما إلا بإذنه ويجوز بيعهما و
بيع مائها والبئر المباحة إذا حفرت واستقر ماؤها فاستخرجه مسلم صارت ملكه
ولو حفرها لانتفاع المسلمين وأقام عليها مدة كان كالواقف عليه التولية فوجب
بذل ما يفضل عن مقدار حاجته فإذا فارق منها لم يختص بها أحد ومن حفر
بئراً في ملكه فليس له منع جاره إن حفر بئراً في ملكه أعمق من بئره وإن يبس الماء
إليهما وتفاوت الشركاء في القنوات المجددة ولو لتفاوت العمل فيهما أو الحزم عليها
وفي القنوات القديمة بأسباب أخرى كالشراء والإرث والهبة والإقطاع وغيرها
والثالث مياه العيون والغيوث والآبار في الأرض المباحة لا يختص بها أحد ومن انتزع
منها شيئاً بجفنة أو اغتراف كان ملكه ولو ازدحموا.

بسبب الوسعة لم يحتج إلى النوبة فالمغترفون منهما على التساوي في الاختصاص
بها ولو ضاق المغترفون فينبغي أن يتناوبوا بالقرعة والرابع مياه الأودية الكبيرة
كالفرات والدجلة وجيحون وسيحون ونهر الرأس فالناس فيهما على التساوي والخامس
مياه الأنهار الصغار الغير المملوكة أو مسيل في بعض الأوقات يزدحم الناس فيها
ويتشاجرون في مائها ولا يفي لسقي الأراضي المساوية منه دفعة فينبغي أن يبتدأ
بالأعلى وهو الذي يلي فوهته ويحبس على من دونه حتى ينتهي سقيه
للزرع إلى الشراك وللشجر إلى القدم وللنخل إلى الساق ثم يرسل إلى من دونه ولا
يجب الإرسال قبل ذلك القدر وإن تلف ما دونه فإن لم يفضل من الأول فلا شيء
للثاني وإن كفى للثاني ولم يفضل منه فلا شيء للباقين ولو كانت الأرض مختلفة الأجزاء
في الرفعة والهبوط سقيت كلتاهما على حدة ولو تساوى اثنان أو أكثر في القرب
إلى فوهته قسم بينهما فإن تعذرت القسمة فبالقرعة ليقدم من خرجت له
القرعة ليبتدئ بقدر حقه ولا يجوز له تصرف جميع الماء لمساواة الآخر
معه في الاستحقاق والقرعة لا تفيد إلا تقديم أحدهما على الآخر لمساواة
قربهما إلى رأس النهر والأعلى مع الأسفل ليس كذلك لأن لله على العباد في سقي

جَمِيعِ ذَرْعِهِ وَإِنْ لَمْ يَفْضُلْ مِنْهُ مَاءٌ، وَلِلْمُتَسَاوِيَيْنِ فِي الْقُرْبِ يَنْبَغِي أَنْ يَأْخُذَ النِّصْفَ وَيَتْرُكَ النِّصْفَ إِنْ بَلَغَ إِلَى تَمَامِ ذَرْعِهِ وَإِنْ لَمْ يَبْلُغْ، وَلَوْ كَانَتْ أَرْضُ أَحَدِهِمَا مِنَ الْمُتَسَاوِيَيْنِ فِي الْقُرْبِ أَكْثَرَ فَلَهُ أَنْ يَتَصَرَّفَ زَائِداً بِقَدْرِهِ عَلَى النِّصْفِ لِأَنَّ الزَّائِدَ يَشْتَرِكُ فِي الْقُرْبِ فَيَسْتَحِقُّ، وَلَوْ أَحْيَى مُسْلِمٌ أَرْضاً عَلَى النَّهْرِ بَعْدَهُمْ لَمْ يُشَارِكِ الَّذِينَ سَبَقُوا فَإِنْ فَضَلَ عَنْ كِفَايَتِهِمْ شَيْءٌ جَازَ لَهُ السَّقْيُ بِهِ، وَمَنْ أَحْيَى أَرْضاً بَعْدَهُمْ فِي رَأْسِ النَّهْرِ لَا يَحِقُّ لَهُ أَنْ يَتَصَرَّفَ الْمَاءَ قَبْلَهُمْ لِأَنَّ السَّبْقَةَ لَا تَثْبُتُ بِذَلِكَ بَلْ بِسَبْقَةِ الْإِحْيَاءِ۔

ترجمہ :

چوتھی قسم جملہ پانی ہیں۔ پانی سات اقسام کے ہیں ۔

۱۔ پہلی قسم۔ وہ پانی ہے جو کسی برتن یا تالاب یا کسی مصنوعی جگہ میں محفوظ کر دیا گیا ہو محفوظ کرنے کی وجہ سے اس پانی پر ملکیت آجاتی ہے بشرطیکہ اس کو مباح پانی سے لیا گیا ہو۔ اس پانی کی خرید و فروخت کا معاملہ درست ہے ۔

۲۔ دوسری قسم پانی تک پہنچنے والا وہ کنواں ہے جو بنجروں میں یا کسی کی اپنی ملکیت میں کھودا گیا ہو۔ جب تک کنواں پانی تک نہ پہنچ جاتا ہو تب تک اس پر ملکیت نہیں آتی بلکہ وہ نشان لگانے کی صورت میں مختص ہونے کی طرح کسی کے ساتھ مختص ہو سکتا ہے۔ لہذا کسی کو بھی اس کی اجازت کے بغیر اس میں تصرف کرنا حلال نہیں ہے ۔

مباح کنواں اگر خراب ہو جائے اور اس کا پانی غائب ہو پھر کوئی مسلمان آدمی اس کے پانی کو نکالے تو کنواں اس کی ملکیت بن جاتا ہے۔ اگر مسلمانوں کے فائدے کے لئے اس کی کھدائی کرے اور خود ایک عرصے کے لئے خود وہاں اقامت پذیر رہے تو وہ وقف کرنے والے کی طرح ہے۔ لہذا اس کو کنواں پر کنٹرول کا حق ہوگا۔ چنانچہ اپنی حاجت کی مقدار سے زائد پانی کا خرچ کرنا واجب ہے۔ جب وہ شخص اس کنواں سے جدا ہو جائے گا تو پھر کوئی بھی اس کے ساتھ مختص نہیں ہوگا۔ جو شخص اپنی ملکیت میں کوئی کنواں کھودے تو اس کے لئے اپنے پڑوسی کو باز رکھنے کا حق نہیں ہے جبکہ اس کا پڑوسی اپنی ہی ملکیت میں اس کے کنویں کی نسبت زیادہ گہرا کنواں کھودے اگرچہ پانی

اُس کے کنوئیں کی طرف کیوں نہ چلا لائے۔

نئے سرے سے بنائی جانے والی نہروں کے شرکاء حضرات کا باہمی تفاوت نہروں کے کام یا نہروں کی لاگت کے تفاوت کی وجہ سے ہے۔ قدیم نہروں کے شرکاء حضرات کا باہمی تفاوت دیگر اسباب کی وجہ سے ہوتا ہے مثلاً خریداری، وراثت، ہبہ اور محفوظ قرار دینا وغیرہ۔

۳۔ تیسری قسم۔ چشموں، بارش اور مباح زمین کے کنوؤں کے پانی ہیں۔ ان پانیوں کے ساتھ کوئی ایک فرد مختص نہیں ہوتا ہے۔ جو شخص ان پانی سے کسی پیالے میں یا چلو بھر کر کچھ پانی نکالے تو وہ اُس کا مالک بن جاتا ہے اگر جگہ وسیع ہونے کی صورت میں لوگوں کا ہجوم ہو جائے تو باری مقرر کرنے کی ضرورت نہیں ہو گی۔ ان پانیوں سے پانی لینے والے لوگ پانی کے ساتھ مختص ہونے میں برابر برابر ہیں۔ اگر پانی لینے والوں کو تنگی کا سامنا ہوتا ہو تو مناسب ہے کہ وہ لوگ قرعہ اندازی کے ذریعے سے پانی کی طرف بڑھیں۔

۴۔ چوتھی قسم بڑے بڑے نالوں کے پانی کی ہے۔ مثلاً فرات، دجلہ، جیحون، سیحون اور نہر راس۔ ان نالوں کے پانی کے حقدار ہونے میں لوگ برابر ہیں۔

۵۔ پانچویں قسم چھوٹی چھوٹی غیر مملوکہ نہروں یا پانی بہنے کی کسی جگہ کے پانی ہیں۔ بعض اوقات ان پانی پر لوگوں کا ہجوم ہوتا ہے اور وہ پانی کے بارے میں آپس میں الجھا کر جھگڑا پڑتے ہیں ایک ہی دفعہ میں برابر برابر زمینوں کو سیراب کرنے کے لئے وہ پانی کافی نہیں ہوتا پس مناسب ہے کہ سب سے بالائی زمین والے سے آغاز کیا جائے۔ بالائی زمین وہ کہلاتی ہے جو پانی کے دہانے کے قریب ہوتی ہے پس اس سے نیچے کی زمین والے کے حق میں پانی کو روکا جائے گا۔ یہاں تک کہ بالائی زمین والے کی سیرابی انجام کو پہنچے۔ کھیتی کے لئے پانی کی سیرابی تسمہ پاپوش تک درخت کے لئے پانی کی سیرابی قدم تک، کھجور کے درخت کے لئے پانی کی سیرابی پنڈلی تک ہیں۔ اس کے بعد بالائی زمین سے نیچے کی زمین کی طرف پانی کو چھوڑا جائے گا۔ مذکورہ مقدار کی تکمیل سے پہلے پانی کا چھوڑ دینا واجب نہیں ہے اگرچہ بالائی زمین سے نیچے والی زمین ضائع ہی کیوں نہ ہو جائے۔ اگر پہلے کی سیرابی سے پانی نہ بچے تو دوسرے کو کچھ نہیں ملے گا۔ اگر دوسرے کے لئے پانی کافی ہوتا ہو اور اس سے پانی نہ بچتا ہو تو باقی لوگوں کو کچھ نہیں ملے گا

اگر زمین اونچ اور نیچ کے لحاظ سے مختلف حصوں والی ہو تو دونوں حصوں کو الگ الگ سیراب کیا جائے گا۔

پانی کے دہانے سے برابر کی نزدیکی کا مسئلہ :

اگر دو یا دو سے زیادہ افراد پانی کے دہانے کے نزدیک ہونے میں برابر برابر ہوں تو پانی کو دونوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ اگر پانی کی تقسیم دشوار ہو تو قرعہ اندازی کے ذریعہ اس شخص کو مقدم کیا جائے گا جس کا قرعہ نکل آئے تاکہ وہ اپنے حصے کی مقدار کے مطابق سیراب کر سکے۔ اس کے لئے تمام پانی میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ دوسرا بھی پانی کے حقدار ہونے میں اس کے برابر ہے۔ قرعہ اندازی صرف ایک کو دوسرے پر مقدم کرنے کا فائدہ دے سکتی ہے کیونکہ دونوں پانی کے دہانے سے برابر کے نزدیک ہیں۔ بالائی زمین والے کا حکم نچلی زمین والے کے ساتھ ایسا نہیں ہے کیونکہ بالائی زمین والے کو اپنی تمام کھیتی کی سیرابی کا اختیار حاصل ہے اگرچہ اس سے کوئی پانی نہ بھی بچے۔

پانی کے دہانے سے برابر کے نزدیک والے دونوں کے لئے مناسب ہے کہ ہر ایک نصف پانی کو لے لے اور نصف پانی کو چھوڑ دے خواہ پانی اس کی تمام کھیتی کو پہنچے یا نہ پہنچے۔ پانی کے دہانے سے برابر کے نزدیک ہونے والے دونوں میں سے ایک کی زمین دہانے سے زیادہ قریب ہو تو اس کو زائد اندازے کے مطابق نصف سے زائد پانی میں تصرف کرنے کا حق ہوگا۔ کیونکہ زائد بھی تو نزدیک ہونے میں شریک ہے لہذا وہ پانی کا مستحق ہو جاتا ہے۔

سبقتِ آبادکاری کی تاثیر :

اگر آبادکاروں کے بعد کوئی مسلمان نہر پہ کسی زمین کو آباد کرے تو وہ آبادکاری میں سبقت کر جانے والوں کے ساتھ شریک نہیں ہوگا۔ اگر ان آبادکاروں کی کفایت سے کچھ پانی بچ جائے تو بعد کے آبادکار کے لئے اس پانی کی سیرابی جائز ہوگی جو شخص آبادکاروں کے بعد نہر کے دہانے پر کسی زمین کو آباد کرے تو اس کے لئے ان سے پہلے پانی میں تصرف کرنا جائز نہیں ہوگا۔ کیونکہ سبقت اس طرح سے ثابت نہیں ہو سکتی بلکہ آبادکاری کو اس پر سبقت حاصل ہوتی ہے۔

وَالسَّادِسُ اَلْمَاءُ الْجَارِیْ مِنْ نَهْرٍ مَمْلُوْكٍ يُنْزَعُ مِنْ نَهْرٍ كَبِيْرٍ فَإِذَا وَصَلَ الْمَاءُ إِلٰى أَرْضِهِ فَقَدْ مَلَكَهُ بِالْإِحْيَاءِ فَإِنْ كَانَ مُشْتَرَكًا بَيْنَ جَمَاعَةٍ فَشُرْبُ كُلٍّ مِنْهُمْ فِيْهِ بِقَدْرِ عَمَلِهِمْ فِيْهِ وَالنَّفَقَةِ عَلَيْهِ فَإِنْ تَرَاضَوْا بِأَنْ يَكُوْنَ مُشَاعًا فِيْهِمَا وَإِلَّا قُسِمَ عَلٰى قَدْرِ الْأَنْصِبَاءِ

فينبغي أن تجعل خشبة صلبة ذات ثقب متساوية في مصدر الماء ثم تخرج من كل ثقبة ساقية منفردة لكل واحد من الشركاء مثلاً إن كان لأحدهم نصفه وللآخر ثلثه وللآخر سدسه جعل لصاحب النصف ثلاث ثقب تصب في ساقية واحدة ولصاحب الثلث ثقبتان تصبان في ساقية أخرى ولصاحب السدس ثقبة واحدة تصب في ساقية أخرى وتصح المهاياة إن تراضوا بها وإذا أخرج نصيب واحد بساقية فله الخيار في سقي ما شاء سواء كان له شرب من هذا النهر أو لا وكذا لو أراد إجراء ماء آخر في هذه الساقية أو أراد عمارة على ساقية كالرحى والدولاب وغيرهما وليس له ذلك في النهر المشترك ولو أخذ من ماء هذه الساقية إلى ملك غيره فهو مباح كالطائر إن تعشش في ملك إنسان والسابع ماء القنات وهي نهر يستنبط من تحت الأرض ويخرج بالبئر أو من بئر إلى بئر على وجه الأرض وهي يملك بالاستنباط لمن استنبطه وأخرجه إلى وجه الأرض ويجوز لجميع الناس الشرب من المياه المملوكة كلها والوضوء والغسل والاغتراف بالأواني ولسائر الأنعام والبهائم والحيوان الشرب منها وليس لصاحبها أن يمنع من الشرب والاستعمال والاغتراف أحداً من الإنسان والحيوان ولو احتاج النهر إلى إصلاح أو عمارة أو سد يشق به فهو على صاحب النهر إن كان واحداً وإن كان جماعة فبقدر شركتهم في مؤنة الإصلاح عليهم. وكان مرجع إحياء الأراضي وغيرها إلى العرف فمن أراد التكني يحصل إحياؤه بالتحويط بحجر أو لبن أو خشب أو قصب أو سقف والحظيرة يكفيها الحائط والمزرعة بالتحجير وبساقية وسوق الماء ولا يشترط الحرث ولو كانت مشجرة أو متساجبة فبقطع أشجارها ومسيلة بتخليصها من المياه الغالبة عليها يحصل إحياؤها ولا يلزم الإحياء بنصب خيمة أو فسطاط في موات ولا يفتقر من أراد الإحياء إلى إذن الإمام وإحياء المعادن بالبلوغ إلى جوهرها.

ترجمہ:

۶۔ چھٹی قسم کسی بڑی نہر سے نکالی گئی ذاتی نہر سے جاری ہونے والا پانی ہے۔ جب یہ پانی کسی کی زمین تک پہنچ جائے تو وہ آبادکاری کی وجہ سے اس کا مالک بن جاتا ہے۔ اگر یہ نہر کسی گروہ کے آپس کی مشترکہ نہر ہو تو نہر میں ان کے عمل اور لاگت کے اندازوں کے مطابق اُن کی شرکت ہوگی۔ اگر وہ لوگ اس بات پر رضامند ہوں کہ نہر مشترکہ رہے تو ٹھیک ہے ورنہ نہر کو حصوں کے اندازوں کے مطابق بانٹ دیا جائے گا۔

پانی کی تقسیم کا طریقہ کار:

مناسب ہے کہ برابر برابر کے سوراخوں والی ایک سخت لکڑی کو پانی کے دہانے پر رکھا جائے پھر شرکاء حضرات میں سے ہر ہر شریک کے واسطے ہر ہر سوراخ سے ایک ایک نالی الگ الگ نکالی جائے۔ مثال کے طور پر کسی ایک کو نصف حصہ (½) ملتا ہو۔ دوسرے کو تہائی حصہ (⅓) اور تیسرے کو چھٹا (⅙) تو (اس صورت میں) نصف حصہ (½) والے کو تین سوراخ ملیں گے۔ جن کے پانی کو ایک نالی میں بہایا جائے گا تہائی (⅓) والے کو دو سوراخ ملیں گے۔ جن کے پانی کو دوسری نالی میں بہا دیا جائے گا۔ اور چھٹا (⅙) والے کو ایک سوراخ مل جائے گا جس کے پانی کو تیسری نالی میں بہا دیا جائے گا۔

شرکاء حضرات کا ایک دوسرے کو اپنا اپنا حصہ بخش دینا درست ہے بشرطیکہ وہ اس پر رضامند ہوں جب ایک کا حصہ ایک نالی کے ذریعے محفوظ کیا جائے تو اُس کو جسے چاہے سیراب کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔ خواہ اُسے اس نہر میں پانی کا حصہ ہو یا نہ ہو دونوں صورتیں برابر ہیں۔ اسی طرح سے اگر وہ اسی نالی میں کسی اور پانی کو جاری کرنا چاہے یا نالی پہ کوئی عمارت بنانا چاہے مثلاً گھراٹ اور چرخ وغیرہ تو اُسے اختیار ہوگا۔ مشترکہ نہر ہونے کی صورت میں اُس کے لئے ایسا کرنے کا حق حاصل نہیں ہوگا۔ اگر وہ اس نالی کے پانی کو کسی دوسری ملکیت کی طرف بہالے تو وہ پانی مباح (ہر ایک کیلئے استعمال جائز) ہے۔ اس کی مثال پرندے کی سی ہے کہ اگر وہ کسی آدمی کی ملکیت میں گھونسلہ بنائے۔

۷۔ ساتویں قسم کاریز کا پانی ہے۔

کاریز اس نہر کا نام ہے جو زیر زمین بنائی جائے اور سرنگ کی شکل میں ایک کنوئیں سے دوسرے

کنویں تک نکالی جائے تاکہ وہ سطح زمین پر نمودار ہو سکے۔ کاریز پر اُس شخص کے لئے ملکیت آجاتی ہے، جو اُسے بنائے اور سطح زمین پر اُسے جاری کرائے۔

تمام لوگوں کے لئے جملہ ذاتی پانی کا پینا، وضو کرنا، غسل کرنا۔ برتنوں میں پانی لینا نیز تمام چوپایوں، جانوروں اور حیوان کے لئے پی لینا جائز ہیں۔

پانی کے مالک کو یہ حق نہیں کہ وہ انسانوں اور حیوانوں میں سے کسی بھی فرد کو پینے، استعمال کرنے اور چلو بھرنے سے منع کرے۔

نہر کی مرمت کا مسئلہ

اگر نہر کی مرمت کرنے یا کھدائی کرنے یا مستحکم ہونے کے لئے کسی بند کی تعمیر کرنے کی ضرورت پیش آئے تو یہ کام اُس کے مالک پر آئے گا بشرطیکہ نہر کا مالک ایک آدمی ہو۔ اگر مالک کوئی گروہ ہو تو نہر میں اُن کی بقدرِ شرکت اُن پر مرمت کے اخراجات عائد ہوں گے۔

آبادکاری کی نوعیت:

زمینوں وغیرہ کی آبادکاری کا دار و مدار رسم و رواج پر ہے پس اگر کوئی سکونت اختیار کرنا چاہتا ہو تو کسی پتھر، اینٹ، لکڑی، کانے یا چھت کے ذریعے گھیر اڈالنے کی وجہ سے اُس کی آبادکاری کا حصول ہو جاتا ہے۔ باڑے کے لئے دیوار کافی ہو جاتی ہے۔ اگر زراعت گاہ چاہتا ہو تو نشان لگانے، نالی بنانے اور پانی لے جانے کی وجہ سے آبادکاری حاصل ہو جاتی ہے اور کاشت کرنا شرط نہیں ہے۔ اگر زمین درختوں اور جڑی بوٹیوں سے ڈھکی ہو تو درختوں کے کاٹنے سے آبادکاری ثابت ہو جاتی ہے۔ اگر زمین پانی بہنے کی کوئی جگہ ہو تو اُس پر چڑھ آنے والے پانی سے اُس کو خلاصی کرنے سے آبادکاری ثابت ہو جاتی ہے۔ بنجروں میں کسی خیمے کے نصب کرنے یا خیمہ نما کسی بڑی رہائش کے نصب کرنے سے آبادکاری لازم نہیں آتی ہے۔

آبادکاری چاہنے والا امام کی اجازت کا محتاج نہیں ہوتا ہے۔ کانوں کی آبادکاری اُن کی اصل تک رسائی حاصل کرنے سے ثابت ہو جاتی ہے۔

باب الوكالة

منقول عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم أنه وكل عروة البارقي في شراء شاة وعمرو بن أمية في قبول نكاح أم حبيبة - وللوكالة أربعة أركان - الركن الأول العقد وهو لفظ يدل على الاستنابة في التصرف كما يقول وكلتك أو استنبتك أو فوضت إليك أو بع أو اشتر أو اعتق أو انكح أو طلق أو غيرها من الألفاظ الدالة على الوكالة في أمر خاص أو في الأمور التي يجوز فيها التوكيل والوكالة ولو قال وكلتني فقال الموكل نعم أو أشار بما يدل على تصديقه كفى في إيجابه وأما القبول فيصح قولا كما يقول الوكيل قبلت أو رضيت أو مثل ذلك مما يدل على القبول أو فعلا كما لو قال الموكل وكلتك في البيع فباع لزم القبول وفي الوكالة لا يشترط أن يكون الإيجاب والقبول متقارنين بل يصح تأخير القبول عن الإيجاب إن لم يقع شيء دال على رد الإيجاب ويجوز أن تكون الوكالة منجزة فلو قال أريد أن أوكلك بعد شهرين أو بعد مدة كذا لم يكن عقدا للوكالة ولكن إن قال وكلتك الآن وشرط أن لا يتصرف فيما وكله إلا بعد شهر أو مدة كذا صح عقد الوكالة ولا يجوز تعليق الوكالة على شرط في التوكيل الدوري وهو أن يقول مهما عزلتك فأنت وكيل ليس كذلك لأن مراده

التوكيد والمبالغة في أحكام وكالته لاشتراط الوكالة بالعزل والركن الثاني
الموكل ويشترط فيه أن يكون بالغاً عاقلاً حراً أو مأذوناً من حجر خالياً
عن الصفات المانعة عن التوكيل كالصبي والجنون والرق والحجر إلا فيما لا
يمنع الحجر تصرفه فيه كالطلاق والخلع واستيفاء القصاص فلا يجوز توكيل
المحرم في عقد النكاح محرماً ولا محلاً ولا في ابتياع الصيد وللرقيق المأذون له
في التجارة الخيار في التوكيل فيما جرت العادة به وللأب والجد أن يوكلا عن
الصغير والمجنون وللحاضر أن يوكل في الطلاق وللإمام أو الحاكم أن يوكل عن
السفهاء من يباشر مصالحهم في النفقات الواجبة والعقود والفسوخ ويستحب
لأرباب الفضائل والكمالات الصورية كالعلم والورع أو المعنوية كالولاية
والمقامات المعنوية أن يوكلوا واحداً في مباشرات الخصومات لأنه تستقبح
مباشرات الخصومات منهم وللمرأة أن توكل في النكاح وللفاسق أن يوكل في
إنكاح ولده ذكراً كان أو أنثى وللوكيل أن يوكل غيره فإن كان بإذن الموكل فالوكيل
الثاني كان وكيلاً للموكل الأول وإن لم يكن بإذنه كان وكيلاً للوكيل فأيهما كان
ينعزل بعزله وبموته لا بعزل الآخر ولا بموته والركن الثالث الوكيل
ويشترط فيه البلوغ والعقل ولا تشترط الحرية لأن الرقيق يجوز أن
يوكله مولاه فيما تجوز وكالته فيه ولو وكل اثنين في أمر واحد وشرط
أن يكونا مجتمعين في التصرف فيه لم يجز لأحدهما التفرد في التصرف
فيه وإن كان في الخصومة ولو مات أحدهما بطلت وكالة الآخر ولو
وكلهما في حفظ شيء وأجاز الهيئة والانفراد جاز لهما أن يحفظاه معاً
ومنفردين وجازت وكالة مسلم عن المتعاقدين وعن المتخاصمين ولو وكله
واحد ببيع عبد والآخر بشراء عبد جاز له أن يتولى الطرفين ولو وكل زوجته
أو عبده ثم طلق الزوجة أو أعتق العبد لم تبطل وكالتهما ولو أذن لعبده
بالتصرف في ماله ثم أعتقه أو باعه بطل الإذن لأن الإذن ليس كالوكالة

بل هو تابع للملك ولو وكل عبد غيره ثم اشتراه لم تبطل الوكالة بل تتأكد - والركن الرابع الموكل فيه ومن شرائطه أن يكون التصرف فيه كان جائزا للموكل إما من حيث أن الموكل فيه ملكه أو كان قابلا لتملكه كأنواع البيع والشراء والحوالة والضمان والشركة والمضاربة والجعالة والمساقاة والنكاح والطلاق والخلع والصلح والرهن وقبض الثمن والوكالة والعارية والأخذ بالشفعة والإبراء والوديعة وقسمة الصدقات وإثبات حدود تتعلق بالإنسان وعقد السبق والرمي واستيفاء القصاص والحدود في حضور المستحق وغيبته وقبض الديات والجهاد في بعض المحل والكتابة والعتق والتدبير والدعوى وإثبات الحجة والحقوق والخصومة وإن لم يرض الخصم وسائر العقود والفسوخ.

والضابطة فيه أن كل ما يختص في الشرع مباشرته بالمكلف بنفسه لا يصح أن يكون موكلا فيه كالطهارة إن قدر عليها وللعاجز يجوز أن يوكل أحدا في تغسيل أعضائه البارزة وإن كان محرما له جاز في الاستنجاء أيضا ولا يجوز في الصلوة الواجبة ما دام حيا وكذا في الصوم والاعتكاف والحج الواجب مع القدرة والنفقة الليلية للأزواج ولا يصح التوكيل في الشهادة إلا في الشهادة على الشهادة فإن الشاهد على شهادة غيره بمثابة وكيله فلو قال وكلتك في جميع أموري وبكل قليل وكثير وفوضت إليك كل شيء لم يصح في الوكالة لعظيم الغرر فيه ولكن يصح في الخلافة أن يفوض كل الأمور إلى الخليفة ولا ينبغي لأحد أن يقول مثل ذلك إلا لنبي مرسل أو ولي مرشد لخليفته الذي تاب على يده من المعاصي وبايعه فكان مرشد الخليفة الذي زكى نفسه من الأخلاق الذميمة كحب الدنيا وهو رأس كل خطيئة ومن الجبن والبخل والفسوق والظلم والحرص والجهالة وسائر الذمائم وصفى قلبه من الكدورات البشرية فألبس آلة المجلاة فانعكست فيه أنوار التجليات وجذبه إلى الملكوت ثم إلى الجبروت ثم إلى اللاهوت فأفناه فيه وأبقاه فيه متصفا بصفاته المتعالية

بَصِيرَةً قَلِيلَةً فَيَلِيقُ بِحَالِهِ اَنْ يُفَوِّضَ اِلَيْهِ كُلَّ الْاُمُوْرِ فَتِلْكَ الْمَنْزِلَةُ مَنْزِلَةُ الْخِلَافَةِ لَا الْوَكَالَةِ ـ

فَلَوْ وَكَّلَهُ فِيْ شِرَاءِ عَبْدٍ فَلَا بُدَّ اَنْ يُبَيِّنَ نَوْعَهُ تُرْكِيًّا اَوْ هِنْدِيًّا اَوْ كَذَا وَفِيْ شِرَاءِ دَارٍ مِنْ تَعْيِيْنِ الْمَحَلَّةِ وَالسِّكَّةِ وَفِيْ كُلِّ اَمْرٍ مَا مِنْ كَذَا لٰكِنْ لَا بُدَّ مِنْ تَبْيِيْنِهِ وَتَعْيِيْنِهِ وَلَوْ وَكَّلَ مُخْتَارًا فِيْمَا شَاءَ فَلِلْوَكِيْلِ اَنْ يُعَامِلَ كَمَا شَاءَ وَكَانَتْ يَدُهُ يَدَ اَمَانَةٍ فَاِنْ تَعَدّٰى اَوْ قَصَّرَ صَرِيْحًا ضَمِنَ وَالْوَكَالَةُ عَقْدٌ جَائِزٌ يَنْفَسِخُ بِفَسْخِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنَ الْمُوَكِّلِ وَالْوَكِيْلِ فَيَنْعَزِلُ بِعَزْلِ نَفْسِهِ اَوْ بِعَزْلِ الْمُوَكِّلِ وَلَوْ خَرَجَ وَاحِدٌ مِنْهُمَا عَنْ اَهْلِيَّةِ التَّصَرُّفِ فِي الْعُقُوْدِ وَالْفُسُوْخِ بِالْجُنُوْنِ اَوِ الْمَوْتِ اَوِ الْاِغْمَاءِ اَوْ بِخُرُوْجِ مَا يُوَكَّلُ فِيْهِ عَنْ يَدِهِ كَالتَّلَفِ اَوِ الْاِتْلَافِ اَوْ غَيْرِهِمَا يَلْزَمُ الْعَزْلُ وَلَوْ اَخْفَى الْوَكِيْلُ وَكَالَتَهُ لِمَصْلَحَةٍ وَاَنْكَرَهَا لَمْ يَكُنْ رَدًّا لِلْوَكَالَةِ وَلَوْ اَنْكَرَهَا عَابِثًا كَانَ رَدًّا وَلَيْسَ لِلْوَكِيْلِ وَلَا الْمُوْدِعِ اَنْ يَقُوْلَ بَعْدَ طَلَبِ الْمَالِ مِنْهُ لَا اَرُدُّهُ اِلَّا بِالْاِشْهَادِ وَيَجُوْزُ لِلْغَاصِبِ اَنْ يُشْهِدَ عَلٰى اَدَاءِ رَدِّ الْمَغْصُوْبِ اِلَى الْمَالِكِ ـ

وَلَوْ اَرَادَ الْمُوَكِّلُ عَزْلَ الْوَكِيْلِ فَهُوَ بِاَنْ يَقُوْلَ فَسَخْتُ الْوَكَالَةَ اَوْ نَقَضْتُهَا اَوْ اَبْطَلْتُهَا اَوْ عَزَلْتُكَ اَوْ صَرَفْتُكَ عَنْهَا اَوْ نَهَيْتُهُ عَنْ فِعْلِ مَا اَمَرَهُ بِهِ ـ

ترجمہ: وکالت کا بیان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپؐ نے ایک بکری خریدنے کے لئے عروہؓ بارقی کو وکیل بنایا۔ اور حضرت ام حبیبہؓ کا نکاح قبول کرنے کے لئے عمرو بن امیہ کو وکیل بنایا، وکالت کے چار ارکان ہیں۔

۱۔ پہلا رکن عقد وکالت ہے۔ یہ وہ لفظ ہے جو تصرف کرنے کے بارے میں کسی کی نیابت طلبی پر دلالت کرتا ہو مثلاً کوئی کہے۔ میں نے تجھے وکیل بنایا۔ میں نے تجھے نائب بنایا۔ میں نے تیرے سپرد کیا۔ فروخت کر، خرید لے، آزاد کر، نکاح کرا دے، طلاق دو، یا ان کے علاوہ کسی خاص کام کے بارے میں وکیل

بنانا اور وکیل بننا دونوں جائز ہونے والے کاموں کے بارے میں وکالت پر دلالت کرنے والے دیگر الفاظ کہے۔ اگر کوئی کہے تو نے مجھے وکیل بنایا۔ اس پر مؤکل (وکیل بنانے والا) کہے ہاں یا وہ تصدیق پر دلالت کرنے والی کسی چیز سے اشارہ کرے تو یہ ایجاب کے بارے میں کافی ہے۔ قبول کرنا قولاً درست ہے مثلاً وکیل کہے۔ میں نے قبول کیا، یا کہے میں راضی ہوا یا ان کے علاوہ قبول پر دلالت کرنے والی کوئی بات کہے یا وکیل فعلاً قبول کرے مثلاً اگر مؤکل کہے۔ میں نے تجھے مال فروخت کرنے کے بارے میں اپنا وکیل بنایا۔ اس پر وہ فروخت کرے تو قبول لازم ہو جاتا ہے۔

وکالت کی صورت میں یہ شرط نہیں ہے کہ ایجاب اور قبول دونوں ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں بلکہ قبول کو ایجاب سے مؤخر کرنا درست ہے بشرطیکہ ایجاب کے مسترد کرنے پر دلالت کرنے والی کوئی چیز وقوع پذیر نہ ہو۔ وکالت کا تنجیزی طور پر (بلا قید فوراً) ہونا جائز ہے۔ پس اگر کوئی کہے۔ میں تجھے دو ماہ یا اتنے عرصے کے بعد وکیل بنانا چاہتا ہوں تو یہ وکالت کا معاملہ نہیں ہوگا۔ لیکن اگر کوئی کہے۔ میں نے تجھے ابھی وکیل بنایا اور یہ شرط لگائے کہ جس کام کے بارے میں اُسے وکیل بنایا ہے وہ اس کام میں ایک ماہ یا اتنی مدت کے بعد ہی تصرف کر سکے گا تو (اس صورت میں) وکالت کا معاملہ درست ہو جائے گا۔

مشروط وکالت کا مسئلہ:

وکالت کو کسی شرط پر معلق کرنا جائز نہیں ہے پس توکیل دوری (وکیل بنانے کی صورت جس میں دور لازم آتا ہو) جس کی صورت یہ ہے کہ کوئی کہے جب بھی میں تجھے معزول کروں تو وکیل ہی ہو۔ اس کا حکم ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ ایسی بات کرنے والے کی مراد وکالت کے احکام میں مبالغہ سے کام لینا اور تاکیدی پہلو تمام کرنا ہوتی ہے۔

۲۔ دوسرا رکن مؤکل (وکیل بنانے والا) ہے۔ مؤکل کی شرط یہ ہے کہ وہ بالغ ہو، عاقل ہو، آزاد ہو۔ یا کسی آزاد کی طرف سے اجازت یافتہ ہو اور کسی کو وکیل بنانے سے باز رکھنے والی خصلتوں سے پاک ہو جیسے لڑکپن، دیوانگی، غلامی اور پابندی۔ مگر اُن کاموں کی وکالت کرنے کے بارے میں پابندی مستثنیٰ ہے۔ جن میں تصرف کرنے سے پابندی کسی کو نہیں روکتی۔ مثلاً طلاق۔ خلع اور قصاص لینا پس احرام والے کا عقد نکاح کے بارے میں نہ کسی احرام والے کو وکیل بنانا جائز ہے۔ نہ کسی احرام کھولے ہوئے کو

وکیل بنانا اور نہ ہی شکار کی خریداری کے لئے وکیل بنانا جائز ہے۔ بیوپار کرنے کے لئے اجازت یافتہ غلام کو اُس کام کے بارے میں وکیل بنانے کا اختیار حاصل ہے۔ جس کا رواج چلا آتا ہو۔ باپ اور دادا کو کمسن بچے اور پاگل کی طرف سے کسی کو وکیل بنانے کا حق ہے۔ موجود آدمی کو طلاق دینے کے بارے میں کسی کو وکیل بنانے کا حق ہے۔ امام یا حاکم کو حق ہے کہ وہ بیوقوف لوگوں کی طرف سے کسی ایسے آدمی کو وکیل بنائے جو واجبی اخراجات، معاملات اور معاملات کے توڑنے کی صورتوں میں اُن کے مفادات کی دیکھ بھال کرے۔

فضیلتوں اور کمالات صوری مثلاً علم اور تقوی یا کمالات معنوی مثلاً ولایت اور معنوی مقامات والوں کے لئے مسنون ہے کہ وہ مقدمات کی پیروی کرنے کے لئے کسی آدمی کو وکیل بنائیں کیونکہ فضائل و کمالات والوں کا مقدمات کی پیروی کرنا قبیح سمجھا جاتا ہے۔ عورت کو حق ہے کہ وہ نکاح کے بارے میں کسی کو وکیل بنائے۔ فاسق آدمی کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنے بچے کا نکاح کرنے کے لئے کسی کو وکیل بنائے خواہ لڑکا ہو یا لڑکی۔

وکیل کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی دوسرے کو اپنا وکیل بنائے اگر ایسا کرنا مؤکل کی اجازت سے ہو تو دوسرا وکیل پہلے مؤکل کا وکیل ہوگا۔ اگر ایسا کرنا مؤکل کی اجازت سے نہ ہو تو دوسرا آدمی وکیل کا وکیل ہوگا۔ دونوں میں سے جو صورت بھی ہو وہ مؤکل کے معزول کرنے اور اُس کی موت واقع ہونے سے معزول ہو جاتا ہے نہ کہ دوسرے کے معزول ہونے اور اُس کی موت واقع ہونے سے۔

۳۔ تیسرا رکن وکیل ہے۔ وکیل کیلئے بالغ ہونا اور عاقل ہونا شرط ہیں۔ وکیل کا آزاد ہونا شرط نہیں کیونکہ جائز ہے کہ آقا غلام کو اُس کام کے بارے میں وکیل بنائے جس کے لئے اُس کی وکالت جائز ہوتی ہو۔ اگر کوئی شخص دو آدمیوں کو ایک ہی کام کے لئے وکلاء بنادے اور یہ شرط لگادے کہ دونوں وکلاء کام میں تصرف کرنے کے موقع پر حاضر ہوں تو اُن میں سے ایک کے لئے اُس کام میں تصرف کرنے کے لئے اکیلا ہونا جائز نہیں ہے اگرچہ جھگڑے کے بارے میں کیوں نہ ہو۔ اگر ایک وکیل انتقال کر جائے تو دوسرے کی وکالت باطل ہو جاتی ہے۔ اگر وہ اُن دونوں کو کسی مال کی حفاظت کرنے کے لئے وکلاء بنا چکا ہو نیز ساتھ ساتھ اور اکیلے اکیلے دونوں صورتوں میں اُن کو اجازت دے دی ہو تو اُن دونوں کے لئے ساتھ ساتھ اور اکیلے اکیلے دونوں صورتوں میں مال کی حفاظت کرنا جائز ہے۔ معاملہ کرنے والوں اور دو جھگڑا کرنے

والوں کی طرف سے کسی مسلمان کا وکالت کرنا جائز ہے۔ اگر کسی شخص کو ایک آدمی کسی غلام کے فروخت کرنے کے لئے اور دوسرا آدمی کسی غلام کی خریداری کے لئے وکیل بنادئے تو اُس کے لئے دونوں طرف کی پیروی کرنا جائز ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو وکیل بنائے یا اپنے غلام کو وکیل بنائے پھر وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے یا غلام کو آزاد کردے۔ تو اُس سے ان دونوں کی وکالت باطل نہیں ہوگی۔ اگر کوئی شخص اپنے غلام کو مال میں تصرف کرنے کی اجازت دے چکا ہو پھر وہ اس کو آزاد کردے یا اُسے فروخت کردے یا اُسے فروخت کردے تو اُس کی اجازت باطل ہوجاتی ہے کیونکہ اجازت وکالت کی مانند نہیں ہوا کرتی۔ بلکہ اجازت ملکیت کی تابع ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص کسی دوسرے کے غلام کو اپنا وکیل بنادے پھر اُسے خریدلے تو غلام کی وکالت باطل نہیں ہوتی بلکہ وہ خوب مؤکد بن جاتی ہے۔

۴۔ چوتھا رکن مؤکل فیہ (وہ چیز یا کام جس کے لئے وکیل بنایا جائے) ہے۔ مؤکل فیہ کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ اُس میں تصرف کرنا خود مؤکل کے لئے جائز ہو یا اس وجہ سے کہ مؤکل فیہ اس کی اپنی ملکیت ہو یا وہ اُس کی ملکیت بننے کے قابل ہو مثلاً خرید و فروخت کی قسمیں، حوالہ، ضمان، شرکت مضاربت، جعالہ، مساقات، نکاح، طلاق، خلع، صلح، گروی، قیمت پر قبضہ کرنا، وکالت، عاریت، حق شفعہ کا لینا، بری کرنا، امانت، زکوٰۃ کی تقسیم، انسان سے تعلق رکھنے والی حدود کا ثابت کرنا، دوڑ لگانے اور تیر اندازی کا معاملہ کرنا، حقدار کی موجودگی اور غیر موجودگی دونوں صورتوں میں قصاص اور حدود کی وفاطلبی۔ دیتوں پر قبضہ کرنا۔ بعض صورتوں میں جہاد کرنا، مکاتب بنانا غلام آزاد کرنا، غلام کو مدبر بنانا دعویٰ کرنا، حجت، حقوق اور جھگڑے کا ثابت کرنا اگرچہ مخصم ناراض ہی کیوں نہ ہو، اور تمام معاملات اور فسخ کی صورتیں۔

وکالت کہاں چلتی ہے کہاں نہیں:

وکیل بنانے کی صورت میں ضابطہ کلیہ یہ ہے کہ شریعت میں جس کام کی انجام دہی خود مکلف کے ساتھ مختص ہو۔ اُس کام کا مؤکل فیہ ہونا۔ درست نہیں ہے۔ مثلاً طہارت کرنا بشرطیکہ آدمی اس کی انجام دہی پر قادر ہو۔ عاجز آدمی کے لئے اپنے ظاہری اعضاء کو غسل دینے کے سلسلے میں کسی ایک کو وکیل بنانا جائز ہے اگر مؤکل وکیل کا کوئی محرم آدمی ہو تو استنجا کے سلسلے میں بھی وکالت جائز ہے۔ جب تک آدمی زندہ ہو تب تک

اُس کے لئے واجب نماز کے سلسلے میں کسی کو وکیل بنانا جائز نہیں۔ اسی طرح سے روزہ، اعتکاف، قدرت کے ہوتے ہوئے واجب حج اور بیویوں کے شبینہ اخراجات کے سلسلے میں وکالت جائز نہیں ہے۔ گواہی دینے کے سلسلے میں کسی کو وکیل بنانا درست نہیں ہے مگر گواہی کی گواہی والی صورت مستثنیٰ ہے کیونکہ دوسرے کی گواہی کی گواہی دینے والا اس کے وکیل کا درجہ رکھتا ہے۔

وکالت اور خلافت کا باہمی فرق:

اگر کوئی شخص کہے میں نے تجھے اپنے تمام کاموں کے سلسلے میں اور ہر قلیل وکثیر کا وکیل بنایا۔ یا کہے۔ میں نے ہر ہر چیز کو تیرے سپرد کیا تو وکالت کی صورت میں بڑے نقصان کی وجہ سے ایسا کرنا درست نہیں ہوگا لیکن خلافت کی صورت میں تمام کاموں کو خلیفہ کے سپرد کرنا درست ہے۔ کسی کے لئے بھی مناسب نہیں ہے کہ وہ ایسی بات کہے مگر کوئی نبی مرسل اپنے خلیفہ سے ایسی بات کر سکتے ہیں یا کوئی ولی مرشد اپنے اُس خلیفہ سے ایسی بات کہہ سکتا ہے۔ جو اُس کے ہاتھ پر گناہوں سے توبہ کر چکا ہو۔ اور اس کی بیعت کر چکا ہو۔ لہٰذا وہ ولی اپنے اُس خلیفہ کا مرشد ہوگا۔ جس کے نفس کو اُس نے مذموم اخلاق مثلاً دنیا کی محبت جو کہ ہر گناہ کی جڑ ہے، بزدلی، کنجوسی، شرابی، ظلم، لالچ، جہالت اور تمام قابلِ مذمت احوال سے پاک کر دیا ہو۔ جس کے دل کو اُس نے بشری آلائشوں سے چمکدار آئینہ کی طرح صاف کر دیا ہو۔ پس اس کے دل میں تجلیات حق کی روشنیاں منعکس ہوتی ہوں۔ وہ اُس کو عالم ملکوت کی طرف، پھر عالم جبروت کی طرف پھر عالم لاہوت کی طرف کشاں کشاں لے گیا ہو اور وہ اُس کو عالم لاہوت میں فنا کر دیا ہو اور عالم لاہوت کی بلند صفات کے مظاہر کا حامل ہو کر اُس کو وہاں باقی رکھا ہو۔ پس اُس ولی نے اُسے اپنا خلیفہ بنا دیا ہو لہٰذا اُس کے لائق حال یہ ہے کہ وہ تمام کاموں کو اپنے خلیفہ کے سپرد کر دے۔ یہ مقام خلافت کا مقام ہے نہ کہ وکالت کا۔

اگر کوئی شخص کسی کو ایک غلام خریدنے کے سلسلے میں وکیل بنا دے تو غلام کی نوعیت کا بیان کرنا ضروری ہے مثلاً وہ ترکی غلام ہو یا ہندی یا کوئی اور۔ کسی گھر کی خریداری کے سلسلے میں وکیل بنانے کی صورت میں محلہ اور گلیوں کا معین کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح سے ہر خاص کام کے سلسلے میں وکیل بنانے کی صورت میں اُس کا بیان کرنا اور معین کرنا ضروری ہیں۔

اگر کوئی شخص کسی آدمی کو جس کام کو وہ چاہے مختار بنا کر وکیل بنائے تو وکیل کو اختیار ہوگا کہ وہ جیسے چاہے معاملہ کرتا رہے۔ اُس کا قبضہ قبضۂ امانت ہوگا۔ لہٰذا اگر وہ کوئی زیادتی کرے یا کھلم کھلا کوتاہی کرے تو وہ ضامن ہوگا۔

وکالت کی نوعیت :

وکالت کرنا ایک ایسا جائز معاملہ ہے جو موکل اور وکیل دونوں میں سے ہر ایک کے فسخ کرنے کی وجہ سے فسخ ہو جاتا ہے۔ خود اپنے کو معزول کرنے سے نیز موکل کے معزول کرنے سے وکیل معزول ہو جاتا ہے۔ اگر دیوانگی یا موت یا بیہوشی طاری ہونے کی وجہ سے یا اپنے قبضے سے موکل فیہ کے نکل جانے کی وجہ سے مثلاً سامان یا گھر وغیرہ معاملات اور فسخ کی صورتوں میں تصرف کرنے کی اہلیت سے دونوں میں سے کوئی ایک باہر ہو جائے تو اُس کا معزول کرنا لازم ہو جاتا ہے۔ اگر وکیل کسی مصلحت کے پیشِ نظر اپنی وکالت کو پوشیدہ رکھے اور اس کا انکار کر بیٹھے تو یہ وکالت کا مسترد کر دینا نہیں ہوگا۔ اگر وہ حقیقی معنوں میں وکالت کا انکار کر دے تو یہ وکالت کا ٹھکرا دینا ہوگا۔

نہ وکیل کو اور نہ امانت دار کو یہ حق ہے کہ وہ اس سے مال طلب کرنے کے بعد یہ کہے کہ میں گواہ قائم کیے بغیر اس کو واپس نہیں کروں گا۔ لیکن سے کے لیے جائز ہے کہ وہ لئے ہوئے مال کے مالک کو واپس کرنے پر گواہ قائم کرے۔

وکیل کی معزولی کیسے ہو :

اگر موکل اپنے وکیل کو معزول کرنا چاہے تو وہ یوں کہے۔ میں نے وکالت کو فسخ کیا یا کہے۔ میں نے وکالت کو توڑ دیا۔ یا کہے۔ میں نے وکالت کو باطل کر دیا یا کہے میں نے تجھے معزول کیا یا کہے۔ میں نے تجھے وکالت سے ہٹا دیا یا موکل وکیل کو مامور بہ کے کر گزرنے سے باز رکھے۔

بَابُ الْوُقُوفِ وَالصَّدَقَاتِ

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - إِذَا مَاتَ ابْنُ آدَمَ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُو لَهُ وَعِلْمٌ يُنْتَفَعُ بِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ وَصَدَقَةٌ جَارِيَةٌ وَلَا رَيْبَ أَنَّ الْوَقْفَ مِنَ الصَّدَقَاتِ الْجَارِيَةِ.

وَالْوَقْفُ عَقْدٌ ثَمَرَتُهُ تَحْبِيسُ الْأَصْلِ وَإِطْلَاقُ الْمَنْفَعَةِ وَلَهُ أَرْبَعَةُ أَرْكَانٍ الرُّكْنُ الْأَوَّلُ الْعَقْدُ وَهُوَ أَنْ يَقُولَ وَقَفْتُ أَوْ أَرْضِي مَوْقُوفَةٌ أَوْ حَبَسْتُ أَوْ سَبَّلْتُ أَوْ تَصَدَّقْتُ بِأَرْضِي صَدَقَةً مُحَرَّمَةً بَيْعُهَا وَهِبَتُهَا أَبَدًا أَوْ غَيْرُ ذٰلِكَ مِنَ الْعِبَارَاتِ الدَّالَّةِ عَلَيْهِ صَرِيحًا فَإِنْ لَمْ يَكُنْ صَرِيحًا فَيُدَانُ بِنِيَّتِهِ وَيُصَدَّقُ وَالرُّكْنُ الثَّانِي الْمَوْقُوفُ وَلَهُ أَرْبَعَةُ شُرُوطٍ اَلْأَوَّلُ أَنْ يَكُونَ عَيْنًا وَالثَّانِي أَنْ يَكُونَ مَمْلُوكًا وَالثَّالِثُ أَنْ يَكُونَ مُنْتَفَعًا بِهِ وَالرَّابِعُ أَنْ يَكُونَ بَاقِيًا مَعَ الْاِنْتِفَاعِ بِهِ. فَيَلْزَمُ مِنْ هٰذِهِ الشَّرَائِطِ أَنَّ وَقْفَ الدَّيْنِ أَوِ الْغَيْرِ الْمُعَيَّنِ أَوِ الطَّعَامِ الْفَانِي بِالْاِنْتِفَاعِ بِهِ أَوْ مِلْكِ الْغَيْرِ أَوْ شَيْءٍ مِمَّا لَا يُنْتَفَعُ بِهِ كَالْخِنْزِيرِ لَمْ يَصِحَّ وَيَصِحُّ وَقْفُ الْمُشَاعِ لِأَنَّهُ مُتَعَيَّنٌ مِنْ وَجْهٍ وَيَصِحُّ وَقْفُ كَلْبِ الصَّيْدِ أَوِ الْحَائِطِ أَوِ الزَّرْعِ وَالرُّكْنُ الثَّالِثُ الْوَاقِفُ وَلَهُ ثَلَاثَةُ شُرُوطٍ. اَلْبُلُوغُ وَالْعَقْلُ وَجَوَازُ التَّصَرُّفِ فِي الْعُقُودِ بِأَنْ لَا يَكُونَ مَحْجُورًا عَلَيْهِ وَالرُّكْنُ الرَّابِعُ الْمَوْقُوفُ

عليه وله اربعة شروط - الاول ان يكون موجودا والثاني ان يكون معينا من وجه والثالث ان لا يكون الوقف عليه محترما والرابع ان لا يكون مملوكا فلا يصح الوقف على من لم يولد الا بالتبعية كمن وقف على اولاده الموجودين ثم على اولاد اولاده ثم على اولاد اولاد اولاده فيصح الوقف على الانساب كالاولاد او الفقراء او العلماء او المسلمين او المؤمنين او الصالحين او المسافرين او الغرباء او المرضى او على المصالح كالقناطير والمساجد والرباط والحياض لعمارتها.

ولا يصح الوقف على الكفرة والظلمة والفسقة الظاهر فسقهم ولا على الملاحدة والمبتدعة الظاهرة بدعتهم ومن وقف على هذه الطوائف الملعونة فهو كان من الظالمين ولم يصح الوقف عليهم ولا على بيوتهم ومنازلهم كالكنائس والبيع ومواطن اهل البدعة الذين غرقوا في الفسق والفجور وترك الصلوة والصيام ومع هذه يزعمون انهم من الفقراء نعم ان كان بعضهم مفلسا اما الفقر الذي افتخر النبي صلى الله عليه واله وسلم به وقال: الفقر فخري فهو الفقر الحقيقي الذي ظاهره التجريد من حطام الدنيا وباطنه التفريد مما سوى الله والمبتدعة محرومون منه فليس لاكثرهم حظ من الدنيا ولا من الاخرة نصيب خسر الدنيا والاخرة ذلك هو الخسران المبين.

فمن وقف على الفقراء ينبغي ان يميز الفقراء من المبتدعة وهم اولياء الله العاملون بالشريعة المجاهدون في الطريقة العارفون بالحقيقة المستغرقون في الاحوال الموصوفون بصفات الكمال - ولو وقف على المسلمين انصرف الى من صلى متوجها الى القبلة ولو وقف على المؤمنين انصرف الى الذين اجتنبوا الكبائر - ولو وقف على العلماء انصرف الى العلماء الربانيين الذين علامتهم الخشية من الله والزهادة والعبادة والاشتغال بالعلوم

وَالْإِنْقِطَاعُ عَنْ صُحْبَةِ الظَّلَمَةِ وَالْفَجَرَةِ وَلَوْ وَقَفَ عَلَى الشِّيعَةِ انْصَرَفَ إِلَى
مَنِ اعْتَصَمَ بِسِلْسِلَةِ الْأَوْلِيَاءِ الْمُرْشِدِينَ الْمُتَّصِلِينَ سَنَدًا أَبِيهِ إِلَى عَلِيٍّ
عَلَيْهِ السَّلَامُ سَيِّدِ الْأَوْلِيَاءِ وَمِنْهُ إِلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ. وَلَوْ وَقَفَ عَلَى السَّادَاتِ وَالشُّرَفَاءِ انْصَرَفَ إِلَى بَنِي الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
وَبَنِي الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَإِلَى بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي مُطَّلِبٍ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ عَلَيْهِمُ الصَّدَقَةَ وَأَعْطَاهُمُ الْخُمُسَ فَتَحْرِيمُ الصَّدَقَةِ
عَلَيْهِمْ وَإِعْطَاءُ الْخُمُسِ لَهُمْ كَانَا شَاهِدَيْنِ عَادِلَيْنِ عَلَى سِيَادَتِهِمْ وَشَرَفِهِمْ
وَلَوْ أَطْلَقَ الْوَقْفَ عَلَيْهِمْ تَسَاوَى فِيهِ صِغَارُهُمْ وَكِبَارُهُمْ وَذُكُورُهُمْ وَإِنَاثُهُمْ
وَلَوْ فَضَّلَ وَعَيَّنَ فَعَلَى تَفْضِيلِهِ وَتَعْيِينِهِ يُبْتَنَى وَلَوْ وَقَفَ عَلَى أَوْلَادِهِ
وَأَوْلَادِ أَوْلَادِهِ إِلَى انْقِرَاضِهِمْ فَكَذَٰلِكَ تَسَاوَوْا وَلَوْ عَيَّنَ الذُّكُورَ لَمْ يَدْخُلْ
فِيهِ الْإِنَاثُ. وَلَوْ وَقَفَ عَلَى نَفْسِهِ لَمْ يَصِحَّ وَلٰكِنْ إِنْ وَقَفَ عَلَى طَائِفَةٍ كَالْعُلَمَاءِ
وَالْفُقَرَاءِ وَهُوَ مِنْهُمْ أَوْ صَارَ مِنْهُمْ صَحَّ لَهُ الْمُشَارَكَةُ فِي الْإِنْتِفَاعِ بِهِ. وَلَابُدَّ
لِلْوَقْفِ مِنْ أَنْ يَكُونَ مُنَجَّزًا مُؤَبَّدًا مُخْرَجًا عَنْ أَمْلَاكِ الْوَاقِفِ مَقْبُوضًا لِلْمَوْقُوفِ
عَلَيْهِ فَإِذَا صَارَ كَذَٰلِكَ تَمَّ وَبَعْدَ التَّمَامِ لَا يَجُوزُ الرُّجُوعُ عَنْهُ وَلَوْ رَجَعَ صَارَ غَاصِبًا
وَالْوَقْفُ يَنْتَقِلُ إِلَى مِلْكِ الْمَوْقُوفِ عَلَيْهِ لِأَنَّ فَائِدَةَ الْمِلْكِ تُوجَدُ فِيهِ وَالْمَنْعُ
مِنَ الْبَيْعِ لَا يُنَافِيهِ كَمَا فِي أُمِّ الْوَلَدِ. وَلَوْ وَقَفَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ انْصَرَفَ إِلَى الْخَيْرَاتِ
كَبِنَاءِ الْمَسَاجِدِ وَالْقَنَاطِيرِ وَالْغُزَاةِ الصُّورِيَّةِ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ الْكُفَّارَ وَالْغُزَاةِ
الْمَعْنَوِيَّةِ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ النَّفْسَ وَالشَّيْطَانَ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ. وَإِذَا وَقَفَ مَسْجِدًا
فَخَرِبَ وَخَرِبَتِ الْقَرْيَةُ لَمْ يَعُدْ إِلَى مِلْكِ الْوَاقِفِ وَلَا تَخْرُجُ الْحُرْمَةُ عَنِ الْوَقْفِ
وَلَمْ يَجُزْ بَيْعُهَا وَلٰكِنْ لَوْ وَقَعَ بَيْنَ الْمَوْقُوفِ عَلَيْهِمْ فَإِنْ صَارَ بِحَيْثُ يُخْشَى
خَرَابُهُ جَازَ بَيْعُهَا إِنْ كَانَ الْبَيْعُ أَنْفَعَ لَهُمْ وَلَابُدَّ فِي الْوَقْفِ مِنَ التَّوْلِيَةِ وَالنِّظَارَةِ
فَلَوْ شَرَطَ الْوَاقِفُ تَوْلِيَةَ مَا وَقَفَ لِنَفْسِهِ صَحَّ أَوْ لِغَيْرِهِ فَكَذَٰلِكَ وَإِنْ لَمْ يُعَيِّنْ
فَتَوْلِيَتُهُ تَتَعَلَّقُ بِالْحَاكِمِ وَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ الْمُتَوَلِّي عَادِلًا مُتَدَيِّنًا كَافِيًا فِي أُمُورِ الْوَقْفِ

شَفِيْقًا عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ مُعْتَمِدًا إِلَى الْعِمَارَةِ وَالزِّرَاعَةِ وَتَحْصِيْلِ الْمَنَافِعِ۔ وَلَا يَجُوْزُ إِجَارَةُ الْمَوْقُوْفَاتِ بِالْمُدَّةِ الْمُتَمَادِيَةِ بِحَيْثُ يُفْقَدُ الْمَوْقُوْفُ وَلَا يُعْلَمُ أَنَّهُ مَوْقُوْفٌ أَمْ لَا فَإِنْ تَمَادَتْ مُدَّةُ الْإِجَارَةِ فِي الْمَوْقُوْفَاتِ لَمْ يَجُزْ أَكْثَرُ مِنْ ثَلَاثِيْنَ سَنَةً وَالْأَصَحُّ أَنَّهُ لَا يُجَاوِزُ مِنْ ثَلَاثِ سِنِيْنَ۔

ترجمہ: وقف اور صدقات کا بیان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے إِذَا مَاتَ ابْنُ آدَمَ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ الخ جب کوئی آدمی مرجاتا ہے تو اس کا عمل اس سے کٹ جاتا ہے مگر تین صورتوں میں اس کا عمل اس سے نہیں کٹ جاتا ہے۔

ا۔ وہ نیکوکار اولاد جو اس کے لئے دعا کرے۔

ب۔ وہ علم جس سے اس کے مرنے کے بعد فائدہ حاصل کیا جائے۔

ج۔ صدقہ جاریہ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مال وقف کرنا صدقات جاریہ میں سے ہے۔

وقف کیا ہے؟

وقف کرنا ایک ایسا عقد ہے جس کا نتیجہ اصل مال کو اپنی جگہ رکھنا اور فائدے کو چھوڑ دینا ہے۔ وقف کے چار ارکان ہیں۔

۱۔ پہلا رکن عقد کرنا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی کہے میں نے (اس زمین کو) وقف کیا۔ یا کہے۔ میری زمین وقف کی ہوئی ہے۔ یا کہے۔ میں نے (اس زمین کو) محبوس کیا۔ یا کہے۔ میں نے اس زمین کو لٹکا دیا۔ یا وہ کہے۔ میں نے اپنی زمین کو ایسا صدقہ کیا کہ جس کا فروخت کرنا اور ہبہ کرنا ہمیشہ کے لئے حرام ہے۔ یا ان کے علاوہ صریح طور پر وقف پر دلالت کرنے والے دیگر الفاظ کہے۔ اگر کسی کی بات اس بارے میں صریح نہ ہو تو اس کی نیت پر عمل کیا جائے گا۔ اور اس کی بات کی تصدیق کی جائے گی۔

۲۔ دوسرا رکن موقوف ہے (وقف شدہ چیز) موقوف کی چار شرطیں ہیں۔

(۱) یہ کہ وہ کوئی معین چیز ہو۔ (۲) یہ کہ وہ کوئی مملوکہ چیز ہو (۳) یہ کہ وہ کوئی نفع بخش چیز

ہو۔ (۴) یہ کہ وہ فائدہ حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ خود باقی رہنے والی چیز ہو۔

ان شرطوں کی وجہ سے یہ لازم آتا ہے کہ قرض کا وقف کرنا یا غیر معیّن چیز کا وقف کرنا یا فائدہ حاصل کرنے پر فنا ہونے والے کھانے کا وقف کرنا یا دوسرے کی ملکیت کا وقف کرنا یا خنزیر کی طرح کسی غیر نفع بخش چیز ضائع کا وقف کرنا درست نہیں ہے۔ غیر منقسم چیز کا وقف کرنا درست ہے کیونکہ وہ ایک صورت سے تو معیّن ہے۔ شکاری کُتّے یا باغ یا کھیتی کی نگہبانی کے لئے کُتّے کا وقف کرنا درست ہے

(۳) تیسرا رکن واقف ہے (وقف کرنے والا) واقف کی تین شرطیں ہیں۔

(۱) بالغ ہونا (۲) عقلمند ہونا (۳) معاملات طے کرنے کے بارے میں تصرف جائز ہونے والا ہونا۔ بایں طور پر کہ وہ پابندی کا شکار آدمی نہ ہو۔

(۴) چوتھا رکن موقوف علیہ ہے۔ (وہ فرد جس کے لئے وقف کیا جائے) موقوف علیہ کی چار شرطیں ہیں۔

۱۔ یہ کہ وہ کوئی موجود ہو (۲) یہ کہ وہ کسی بھی صورت سے معیّن ہو (۳) یہ کہ اُس کے لئے وقف کرنا حرام نہ ہو (۴) یہ کہ وہ کوئی فرد مملوک نہ ہو۔ بس جو فرد پیدا نہ ہوا ہو اُس کے لئے صرف تابع ہونے کی صورت میں وقف کرنا درست ہو سکتا ہے مثلاً کوئی شخص کسی کی موجودہ اولاد کے لئے وقف کرے پھر اُس کی اولاد کی اولاد کے لئے اُس کے بعد اُس کی اولاد کی اولاد کی اولاد کے لئے وقف کرے۔ شخصی نسبتوں پر وقف کرنا درست ہے مثلاً اولاد، فقیر لوگ، علماء مسلمان لوگ، مومن لوگ، نیکوکار لوگ، مسافر لوگ بے وطن لوگ یا بیمار لوگ یا مفادات عامہ کے لئے وقف کرنا مثلاً پلوں مسجدوں، مسافر خانوں اور تالابوں کی تعمیر کے لئے۔

ناجائز وقف کا مسئلہ:

کافروں، ظالموں، ظاہری طور پر فاسق لوگوں، بے دین لوگوں اور ظاہری طور پر بدعت کے شکار یا علیٰ گروہ کے لئے وقف کرنا درست نہیں ہے جو کوئی بھی ان لعنتی گروہوں کے لئے وقف کرے گا۔ تو وہ خود ظالموں میں سے ہوگا۔ ان کے لئے وقف کرنا درست نہیں ہے اُن کے گھروں اور مندروں کے وقف کرنا درست نہیں ہے۔ مثلاً یہودی عبادت گاہیں اور عیسائی گرجے نیز اُن بدعتیوں کے مقامات کے لئے وقف کرنا درست نہیں جو برائیوں، بے حیائیوں اور ترک نماز اور ترک روزہ میں ڈوبے

رہتے ہیں۔ اس کے باوجود وہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہی لوگ فقراء ہیں ہاں اگر ان میں سے بعض فقیر تنگدست ہوں۔

فقر حقیقی کیا ہے :

جس فقر پہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناز کیا ہے اور آپ نے ارشاد فرمایا اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ فقر میرا فخر ہے۔ وہ حقیقی فقر ہے جس کی ظاہری حالت دنیاوی مال و اسباب سے خود کو خالی کرنا اور باطنی حالت غیر اللہ سے ہٹ کر اللہ کی یکسوئی کو اپنانا ہوتی ہیں۔ بدعتی گروہ حقیقی فقر سے محروم ہے۔ لہذا اکثر بدعتیوں کے لئے نہ دنیا میں کوئی حصّہ ملتا ہے اور نہ ہی آخرت میں اُن کے لئے کوئی حصہ ہے خَسِرَ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ۔ دُنیا میں بھی نقصان اُٹھایا اور آخرت میں بھی۔ یہی تو بالکل کھُلا ہوا نقصان ہے۔

موقوف علیہم کی پہچان :

جو شخص فقراء کے لئے وقف کرے تو مناسب ہے کہ وہ بدعتی لوگوں سے حقیقی فقرا کا امتیاز کرے حقیقی فقراء اللہ کے وہ اولیاء کرام ہیں جو عاملین شریعت، مجاہدین طریقت، عارفین حقیقت مستغرقین احوال اور حاملین صفات کمال ہوتے ہیں۔

اگر کوئی شخص مسلمانوں کے لئے وقف کرے تو وہ وقف قبلہ کا رُخ کر کے نماز پڑھنے والوں کی طرف پھیرے گا۔

اگر کوئی شخص مومنوں کے لئے وقف کرے تو وہ وقف گناہ ہائے کبیرہ سے بچنے والوں کی طرف پھیرے گا۔

اگر کوئی شخص علماء کے لئے وقف کرے تو وہ وقف اُن علماء ربانیین کی طرف پھیرے گا جن کا امتیازی نشانیاں یہ ہیں (ا) خدا سے ڈرنا (ب) پاک رہنا (ج) عبادت کرنا (د) علمی سرگرمیوں میں لگے رہنا (ہ) ظالموں اور بدکاروں کی صحبت سے کٹ کر رہنا۔ اگر کوئی شخص شیعہ کے لئے وقف کرے تو وہ وقف سیدالاولیاء حضرت علی علیہ السلام تک اور اُن سے سیدالانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک یکے بعد دیگرے بالاتصال پہنچنے والے اولیائے مرشدین کے سلسلے کو تعلق ماننے والوں کی طرف پھرے گا۔

اگر کوئی شخص سادات کے لئے وقف کرے تو وہ وقف اولادِ امام حسن علیہ السلام، اولادِ امام حسین علیہ السلام اولاد ہاشم اور اولاد مطلب کی طرف پھرے گا۔ کیونکہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے حق میں صدقہ (زکوٰۃ) کو حرام کیا ہے اور اُن کو خمس عطا فرمایا ہے۔ لہٰذا اُن کے لئے زکوٰۃ کو حرام کرنا اور خمس کا عطا فرمانا اُن کی سیادت اور شرافت کے دو عادل گواہ ہیں۔ اگر وہ سادات کے لئے مطلق وقف کرے تو اُس وقف میں اُن کے چھوٹے بچے۔ اُن کے بڑے لوگ، اُن کے مرد حضرات اور اُن کی عورتیں سب کے سب برابر برابر ہوں گے۔ اگر وہ اُن کی ایک جنس کو فضیلت دے۔ اور اُس کو معیّن کرے تو اُس کی بنیاد اُس کی تفضیل اور تعین پر ہوگی۔

اگر کوئی شخص کسی کی اولاد کے لئے اور سلسلے ختم ہونے تک اولاد کی اولاد کے لئے وقف کرے تو اُسی طرح سے سب اُس وقف میں برابر برابر ہوں گے۔ اگر وہ مردوں کو معیّن کر دے تو پھر وقف میں عورتیں داخل نہیں ہوں گی۔

اگر کوئی شخص خود اپنے لئے وقف کرے تو یہ درست نہیں ہوگا۔ لیکن اگر وہ علماء اور فقراء کی مانند کسی گروہ کے لئے وقف کرے جبکہ وہ خود بھی اُسی گروہ کا ہو یا وہ اُس گروہ کا آدمی بن جائے تو اُس کے وقف سے فائدہ حاصل کرنے کے بارے میں اُن کے ساتھ شرکت کرنا درست ہو جائے گا۔

وقف کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے بلاقید فوری طور پر دیا ہوا ہو۔ واقف کی املاک سے نکالا ہوا ہو اور اُس پر موقوف علیہ کا قبضہ ہوا ہو جب ایسا ہو چکا ہو تو وقف کا معاملہ تمام ہو جاتا ہے۔ تمام ہو چکنے کے بعد وقف سے رجوع کرنا جائز نہیں ہے اگر وہ رجوع کرے تو وہ لٹیرا بن جائے گا۔

وقف موقوف علیہ کی ملکیّت میں منتقل ہو جاتا ہے کیونکہ ملکیت کا فائدہ وقف میں پایا جاتا ہے فروخت کرنے سے باز رکھا جانا ملکیّت کا منافی نہیں ہے جیسا کہ ام ولد کے بارے میں حکم ہے۔

اگر کوئی شخص راہِ خدا میں وقف کرے تو وہ وقف مسجدوں اور پلوں کی تعمیر جیسے خیراتی کاموں، کافروں سے برسرِ پیکار رہنے والے غازیانِ صوری اور رات دن نفس اور شیطان سے برسرِ پیکار رہنے والے غازیانِ معنوی کی طرف پھرے گا۔ جب کوئی شخص کسی مسجد کا وقف کرے، وہ مسجد ویران ہو جائے اور بستی بھی ویران ہو جائے تو وقف کی مسجد واقف کی ملکیت کی طرف نہیں لوٹے گی

زمین وقف سے نہیں نکلے گی۔ اور نہ اُس زمین کا فروخت کرنا جائز ہوگا۔ لیکن اگر چند موقوف علیہم کے مابین کسی مسافر خانے کو وقف کیا گیا ہو اور مسافر خانے کی ایسی حالت ہوگئی ہو کہ اُس کے ویران ہو جانے کا خوف کیا جاتا ہو تو اُس کا فروخت کرنا جائز ہو جائے گا۔ بشرطیکہ مسافر خانے کا فروخت کرنا اُن کے لئے زیادہ سود مند ہو۔

وقف کو کنٹرول کرنے کا مسئلہ :

وقف کا کنٹرول اور دیکھ بھال ضروری ہیں۔ اگر واقف خود اپنے حق میں وقف کو کنٹرول کرنے کی شرط لگادے تو یہ درست ہے (اپنے علاوہ) کسی دوسرے کے لئے شرط لگادے تو وہ بھی اسی طرح سے درست ہے۔ اگر واقف کسی کنٹرول کرنے والے کو معین نہ کرے تو وقف کے کنٹرول کا تعلق حاکم سے ہوگا۔ مناسب ہے کہ متولی (کنٹرول کرنے والا) عادل ہو، دیانتدار ہو، اموال وقف کی کفایت کرنے والا ہو۔ مسلمانوں پہ شفقت کرنے والا ہو اور تعمیرات، کھیتی باڑی اور فائدے حاصل کرنے کا تجربہ کار ہو۔

املاکِ وقف کا اجارہ :

لمبی لمبی مدت کے لئے موقوفہ املاک کا اس طور اجارہ پہ دینا کہ موقوفہ ملکیت مفقود ہو جائے اور یہ معلوم نہ ہو سکے کہ وہ وقف کی چیز ہے یا نہیں۔ جائز نہیں ہے۔ اگر املاک وقف کے اجارے کی مدت لمبی ہو چکی ہو تو تین سال سے زیادہ جائز نہیں ہے۔ صحیح ترین حکم یہ ہے کہ وقف کا اجارہ تین سال سے تجاوز نہ کر جائے ÷

بَابُ الصَّدَقَةِ

لَا بُدَّ فِيهَا مِنْ إِيجَابٍ وَقَبُولٍ قَوْلاً أَوْ فِعْلاً وَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِشَيْءٍ فَيَلْزَمُ مِنْ تَقْدِيرِهِ التَّصَدُّقَ بِنِيَّةِ الْقُرْبَةِ فَلَا يَلْزَمُ التَّلَفُّظُ وَتَمَامُهَا بِالْقَبْضِ وَلَا يَجُوزُ الرُّجُوعُ فِيهَا إِلَّا فِيمَا يَزْعُمُ فِيهِ الْمُتَصَدِّقُ الْمُتَصَدَّقَ عَلَيْهِ مُسْلِماً أَوْ صَالِحاً فَبَانَ مُلْحِداً أَوْ فَاسِقاً فَيَجِبُ الْاِسْتِرْجَاعُ لِلْمُتَصَدِّقِ وَإِيصَالُهَا إِلَى مُسْتَحِقِّيهِ وَصَدَقَةُ السِّرِّ أَفْضَلُ مِنَ الْعَلَانِيَةِ إِلَّا أَنْ يَرَى فِيهِ مَصْلَحَةً كَتَرْغِيبِ غَيْرِهِ إِلَى الْخَيْرِ أَوْ دَفْعِ ظَالِمٍ طَمِعَ مَالَهُ أَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ ۔

وَالصَّدَقَةُ الْمَفْرُوضَةُ مُحَرَّمَةٌ عَلَى بَنِي هَاشِمٍ إِلَّا مِنْ بَنِي هَاشِمٍ وَقَدْ سَبَقَ ذِكْرُهَا فِي بَابِ الزَّكٰوةِ وَلَا بَأْسَ بِالْمَنْدُوبَةِ لِأَنَّهَا كَالْهَدِيَّةِ وَالْمَنْذُورَةُ كَالْمَنْدُوبَةِ فِي جَوَازِهَا لِهَاشِمِيِّينَ وَالصَّدَقَةُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ أَفْضَلُ مِنْ سَائِرِ الشُّهُورِ وَالْجِيرَانُ أَفْضَلُ مِنْ غَيْرِهِمْ وَالْأَقَارِبُ أَفْضَلُ مِنَ الْأَجَانِبِ وَمَنِ احْتَاجَ إِلَى مَالِهِ لِعِيَالِهِ لَمْ يَجِبْ لَهُ التَّصَدُّقُ بِهِ وَلَا يَجُوزُ التَّصَدُّقُ بِجَمِيعِ الْمَالِ إِلَّا لِأَرْبَابِ الْكَمَالِ ۔

ترجمہ : صدقہ کا بیان :

صدقہ کرنے کی صورت میں قولاً یا فعلاً کسی ایجاب اور کسی قبول کے ہونے ضروری ہیں جو شخص کسی

چیز کا صدقہ کرنا چاہتا ہو تو اُس کے صدقہ کرنے کے قصد سے قربِ الٰہی کی نیت لازم آجاتی ہے۔ لہٰذا اُس کے لئے کچھ بولنا لازم نہیں ہے۔ صدقے کی تکمیل قبضہ کرنے سے ہو جاتی ہے۔ صدقے سے رجوع کرنا جائز نہیں ہے۔ مگر اُس صورت میں صدقے سے رجوع کرنا جائز ہے کہ صدقہ دینے والا صدقہ لینے والے کو مسلمان یا نیکوکار سمجھ بیٹھا ہو پھر وہ بے دین یا فاسق نکلے پس (اس صورت میں) صدقہ دینے والے کے لئے صدقہ کو واپس مانگنا اور اُسے حقداروں تک پہنچانا واجب ہے۔

افضلیت کا مسئلہ:

چھپ چھپ کر دیا جانے والا صدقہ کھلم کھلا دیئے جانے والے صدقے سے افضل ہے۔ مگر اس صورت میں وہ افضل نہیں جبکہ صدقہ دینے والا کوئی مصلحت دیکھے۔ مثلاً دوسروں کو نیکی کرنے کے لئے رغبت دلانا، صدقہ دینے والے کے مال کی لالچ رکھنے والے کسی ظالم کا دفعیہ یا ان کے علاوہ دیگر صورتیں۔

بنی ہاشم (سادات) کے لئے صدقہ دینا:

بنی ہاشم کے حق میں صدقہ مفروضہ (زکوٰۃ) حرام ہے۔ مگر بنی ہاشم کی طرف سے بنی ہاشم کو واجبی صدقہ دینا حرام نہیں اس کا بیان باب الزکوٰۃ میں پہلے آچکا ہے۔ بنی ہاشم کو نفلی صدقہ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ صدقہ مندوبہ ہدیہ کی طرح ہے۔ بنی ہاشم کے حق میں جائز ہونے کے لحاظ سے نذر کا صدقہ نفلی صدقہ جیسا ہے۔

ماہ رمضان میں خیرات کرنا دیگر تمام مہینوں کی نسبت زیادہ بہتر ہے (صدقہ کے لئے) پڑوسی لوگ غیر پڑوسیوں سے زیادہ بہتر ہیں اور اپنے لوگ بیگانے لوگوں سے زیادہ بہتر ہیں۔ جس شخص کو اپنے بال بچوں کے لئے اپنے مال کی ضرورت ہو اُس کے لئے اپنے مال کا صدقہ کرنا مسنون نہیں ہے۔

اربابِ کمال حضرات کے سوا کسی کے لئے اپنے تمام مال کا خیرات کرنا جائز نہیں ہے۔

بَابُ السُّكْنَى

وَهِيَ عَقْدٌ يَفْتَقِرُ إِلَى الْإِيجَابِ وَالْقَبُولِ قَوْلًا أَوْ فِعْلًا وَالْقَبْضِ وَفَائِدَتُهَا التَّمْلِيكُ عَلَى اسْتِيفَاءِ الْمَنْفَعَةِ مَعَ بَقَاءِ الْمِلْكِ عَلَى مَالِكِهِ وَتَخْتَلِفُ أَسْمَاؤُهَا بِحَسَبِ اخْتِلَافِ إِضَافَتِهَا إِلَيْهِ فَإِذَا اقْتَرَنَتْ بِالْعُمْرِ سُمِّيَتْ عُمْرَى وَإِذَا اقْتَرَنَتْ بِالْإِسْكَانِ سُمِّيَتْ سُكْنَى وَإِذَا اقْتَرَنَتْ بِالْمُدَّةِ سُمِّيَتْ رُقْبَى بِسَبَبِ الِارْتِقَابِ. وَالْإِيجَابُ أَنْ يَقُولَ أَسْكَنْتُكَ أَوْ أَعْمَرْتُكَ أَوْ أَرْقَبْتُكَ هَذِهِ الدَّارَ أَوِ الْأَرْضَ مُدَّةَ عُمُرِي أَوْ سَنَةً أَوْ مُدَّةَ كَذَا وَلَوْ قَالَ لَكَ سُكْنَى الدَّارِ مَا بَقِيتَ أَوْ حَيِيتَ صَحَّ فَلَوْ قَالَ مُدَّةَ عُمُرِكَ رَجَعَتْ إِلَى الْمُسْكِنِ بَعْدَ مَوْتِ السَّاكِنِ وَلَوْ قَالَ مُدَّةَ عُمُرِي رَجَعَتْ إِلَى وَرَثَةِ الْمُسْكِنِ بَعْدَ مَوْتِ الْمُسْكِنِ وَلَوْ قَالَ أَعْمَرْتُكَ هَذِهِ الدَّارَ وَلِعَقِبِكَ رَجَعَتْ إِلَيْهِ بَعْدَ انْقِضَاءِ عَقِبِ السَّاكِنِ وَلَوْ لَمْ يُعَيِّنْ مُدَّةً كَانَ الْخِيَارُ لِلْمُسْكِنِ فِي إِخْرَاجِهِ مَتَى شَاءَ وَكُلُّ مَا صَحَّ وَقْفُهُ صَحَّ إِعَارَةُ مِنْ عَقَارٍ وَالْحَيَوَانِ وَالْأَثَاثِ وَغَيْرِهِ وَإِذَا وَقَّتَ السُّكْنَى لَمْ يَجُزْ لَهُ الرُّجُوعُ قَبْلَ انْقِضَاءِ مَا عَيَّنَ وَلَوْ عَيَّنَ السُّكْنَى لَهُ أَوْ أَطْلَقَ جَازَ لَهُ أَنْ يَسْكُنَ فِيهَا بِنَفْسِهِ وَأَهْلِهِ وَأَوْلَادِهِ وَلَيْسَ لَهُ إِسْكَانُ غَيْرِهِمْ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ لَهُ فِي الْعَقْدِ وَلَا أَنْ يُؤَجِّرَهَا إِلَّا بِإِذْنِ الْمَالِكِ وَإِذَا حَبَسَ فَرَسَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ عَبْدَهُ فِي خِدْمَةِ بَيْتِ اللَّهِ الْكَعْبَةِ وَسَائِرِ الْمَسَاجِدِ أَوْ خِدْمَةِ الْمَشَاهِدِ الْمُتَبَرَّكَةِ لَزِمَ وَلَا يَجُوزُ لِغَيْرِهِ مَا دَامَتِ الْعَيْنُ

بَاقِيَةً وَ لَوْحَبَسَ شَيْئًا عَلٰى اَحَدٍ مِنَ الْفُقَرَاءِ وَالْعُلَمَاءِ وَعَيَّنَ وَتُتَاكَدُ افَلَيْسَ لَهُ الرُّجُوْعُ قَبْلَ انْقِضَائِهٖ وَاِنْ لَمْ يُعَيِّنْ كَانَ لَهُ الرُّجُوْعُ مَهْمَا شَاءَ۔

ترجمہ: سُکنیٰ (رہائش دینے) کا بیان

سکنیٰ ایک ایسا عقد ہے جو قولاً یا فعلاً ایجاب وقبول اور قبضے کا محتاج ہوتا ہے اس کا فائدہ مالک کے حق میں ملکیت کے باقی رہنے کے باوجود منفعت کو پورا پورا حاصل کرنے کے لئے کسی کو غلبہ دینا ہے اس معاملے کے مضاف الیہ کے مختلف ہونے کے لحاظ سے اس کے نام بھی مختلف ہیں۔

اگر یہ معاملہ کسی کی عمر کے ساتھ ملا ہوا ہو تو اُسے عُمریٰ کہتے ہیں۔

اگر یہ معاملہ کسی کو سکونت دینے کے ساتھ ملا ہوا ہو تو اُسے سکنیٰ کہتے ہیں۔

اگر یہ معاملہ مدت کے ساتھ ملا ہوا ہو تو انتظار کئے جانے کی وجہ سے اُسے رُقبیٰ کہتے ہیں۔

ایجاب یہ ہے کہ مالک کہے۔ میں نے اپنی عمر کی مدت کے لئے یا ایک سال کی مدت کے لئے یا اتنی سی مدت کے لئے تجھے اس گھر کی یا زمین کی سکونت دے دی یا کہے۔ میں نے اس گھر کا یا اس زمین کا تیرے ساتھ عمرہ کا معاملہ کیا۔ یا وہ کہے۔ میں نے اس گھر کا یا اس زمین کا تیرے ساتھ رُقبیٰ کا معاملہ کیا۔ اگر مالک کہے۔ تجھے میری بقاء تک یا میری زندگی تک اس گھر کی سکونت کا حق ہے۔ تو یہ درست ہے۔ اگر مالک کہے۔ تجھے تیری مدتِ عمر تک اس گھر کی سکونت کا حق ہے تو سکونت کا معاملہ ساکن کے مرنے کے بعد سکونت دینے والے کی طرف لوٹے گا۔ اگر مالک کہے۔ تجھے میری مدتِ عمر تک اس گھر کی سکونت کا حق ہے تو سکونت دینے والے کے مرنے کے بعد سکونت دینے والے کے وارثوں کی طرف لوٹے گا۔ اگر مالک کہے۔ میں نے تیرے لئے اور تیرے پیچھے آنے والے کے لئے اس گھر کا عمریٰ کیا تو ساکن کے پیچھے آنے والے کا معاملہ پورا ہونے کے بعد سکونت دینے والے کی طرف معاملۂ عمریٰ لوٹے گا۔ اگر کوئی مُدت معین نہ کی گئی ہو تو سکونت دینے والے کو جب بھی وہ چاہے ساکن کے نکال دینے کا اختیار حاصل ہوگا۔

جس چیز کا وقف کرنا درست ہوتا ہو اُس کا معاملۂ عمریٰ درست ہے۔ جیسے زمین، جانور اور گھر کے سازوسامان وغیرہ۔ اگر مالک سکونت کا وقت مقرر کر چکا ہو تو اُس کے لئے مقررہ وقت کے گذرنے سے پہلے رجوع کرنا جائز نہیں ہے۔

رہن کو رہائش کا حق ہے :

اگر مالک کسی کے لئے سکونت دے یا وہ سکونت کو مطلق کر دے تو جائز ہے کہ ساکن خود، اس کی بیوی اور اولاد وہاں سکونت پذیر ہوں۔ ساکن کے لئے ان کے سوا دوسروں کو سکونت دینے کا حق نہیں ہے۔ اِلّا یہ کہ معاملے میں اس کی شرط لگائی جائے اور نہ اس کے لئے مالک کی اجازت کے بغیر گھر کو اجارہ پر دینے کا حق ہے۔

اگر کوئی شخص اپنے گھوڑے کو راہِ خدا میں یا اپنے غلام کو کعبہ شریف اور تمام مسجدوں کی مانند خانۂ خدا کی خدمت کے سلسلے میں یا بابرکت درگاہوں کی خدمت کے سلسلے میں وقف کر دے تو اس کو یہ لازم ہوگا اور جب تک چیز باقی ہو اس کے لئے اس میں معاہدہ بدل کرنا جائز نہیں ہوگا۔ اگر کوئی شخص فقراء اور علماء میں سے کسی ایک کے لئے کوئی چیز وقف کر دے اور کوئی سی مدت مقرر کر دے تو اس کے لئے مقررہ مدت کے گزرنے سے پہلے رجوع کرنے کا حق نہیں ہوگا۔ اگر وہ کوئی مدت مقرر نہ کر چکا ہو تو اس کے لئے جب بھی وہ چاہے رجوع کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

باب الهبة

قال الله تعالى - وإذا حييتم بتحية فحيوا بأحسن منها أو ردوها
إن الله كان على كل شيء حسيبا. قال بعض المفسرين إنما الهبة و
قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، تهادوا تحابوا - والهبة
تمليك بلا عوض وقد يعبر عنها بالنحلة والعطية والهدية ولا
بد فيها من الإيجاب والقبول أما الإيجاب فكقولك وهبتك وأهديت
إليك وأعطيتك أو قال هذا لك وكانت بنية الهبة وأما القبول فكقولك
قبلت ولا بد لها من القبض وهو قبول فعلا وإن قبلها الموهوب له وإن لم
يتلفظ بقبلت صح لأن القبول يلزم من القبض والإيجاب كذلك يلزم من بعثها
إلى الموهوب له فيصح الإيجاب والقبول قولا وفعلا. أما الواهب فشرطه أن
يكون بالغا عاقلا جائز التصرف فهبة الصبي والمجنون والمحجور عليه لغو
وأما الموهوب له فشرطه أن يكون قابلا للهبة بوجه من الوجوه الشرعية
أما الموهوب فشرطه أن يكون متعينا فلو وهب الدين لغير من عليه لم
يصح ولو وهبه لمن في ذمته صح فكان إبراء ولا تتم الهبة إلا بالقبض
فإذا تمت لم يجز الرجوع منها لأن النبي صلى الله عليه وآله وسلم

نُهِيَ عَنْهُ وَقَالَ لَا تَرْجِعْ إِلَى هِبَتِكَ۔ وَأَمَّا هِبَةُ الْوَالِدِ لِلْوَلَدِ فَيَجُوزُ الرُّجُوعُ إِلَيْهَا بِسَبَبٍ مِنَ الْأَسْبَابِ الْمُجَوِّزَةِ لَهُ كَافْلَاسِ الْوَالِدِ وَتَقْصِيرِ الْوَلَدِ فِي نَفَقَتِهِ أَوْ لِسَفَهِ الْوَلَدِ أَوْ تَبْذِيرِهِ أَوْ فِسْقِهِ أَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ كَذٰلِكَ لَمْ يَجُزِ الرُّجُوعُ أَيْضًا فِي هِبَتِهِ وَمَعَ هٰذَا لَوْ تَلِفَتْ فِي يَدِ الْوَلَدِ أَوْ بَاعَهُ أَوْ وَهَبَهُ أَوْ وَقَفَهُ لَمْ يَجُزِ الرُّجُوعُ۔ وَأَمَّا الْقَبْضُ فَلَا يَصِحُّ إِلَّا بِإِذْنِ الْوَاهِبِ فَلَوْ مَاتَ الْوَاهِبُ قَبْلَ أَنْ يَقْبِضَهَا الْمَوْهُوبُ لَهُ فَلِوَرَثَتِهِ الْخِيَارُ فِي إِمْضَائِهَا وَفَسْخِهَا وَلَوْ وَهَبَ مَا فِي يَدِ الْمَوْهُوبِ لَهُ فَلَا حَاجَةَ إِلَى قَبْضٍ جَدِيدٍ لِأَنَّهَا كَانَتْ فِي قَبْضَتِهِ وَكَذٰلِكَ إِذَا وَهَبَ الْأَبُ أَوِ الْجَدَّةُ لِلْوَلَدِ الصَّغِيرِ لِأَنَّ قَبْضَهُمَا قَبْضٌ عَنْهُ۔ وَكُلُّ مَا يَجُوزُ بَيْعُهُ يَجُوزُ هِبَتُهُ فَهِبَةُ الْمُشَاعِ جَائِزَةٌ كَبَيْعِهِ وَيُسْتَحَبُّ لِلْوَالِدِ أَنْ يُسَوِّيَ فِي الْعَطِيَّةِ بَيْنَ الْأَوْلَادِ الذُّكُورِ وَالْإِنَاثِ وَيُكْرَهُ التَّفْضِيلُ فِيهَا۔

ترجمہ: ہبہ کا بیان:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا الایۃ

جب تم کو کوئی سا سلام کیا جائے تو تم اُس سے بہتر سلام کیا کرو یا اُسی سلام کا جواب دیا کرو۔ تحقیق اللہ ہر چیز کا حساب کرنے والا ہے بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ اس آیت میں تحیت سے مراد ہبہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے تَهَادَوْا تَحَابُّوا۔ تم آپس میں ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو۔ اس سے تمہارے آپس میں ایک دوسرے سے محبت ہوگی۔

ہبہ کی تعریف:

کسی بھی معاوضے کے بغیر کسی کو کسی چیز کے مالک بنانے کا نام ہبہ ہے۔ کبھی ہبہ کو نحلہ، عطیہ اور ہدیہ کہا جاتا ہے۔ ہبہ کے لئے ایجاب اور قبول کا ہونا ضروری ہے ایجاب کی صورت یہ ہے کہ مثلاً آپ کہے میں نے تمہارے لئے اس چیز کا ہبہ کیا۔ میں نے تم کو اس چیز کا مالک بنایا۔ میں نے تمہاری طرف اس چیز

کا تحفہ بھیجا۔ میں نے تم کو یہ چیز دے دی یا کوئی ہبہ کی نیت سے کہے یہ چیز تمہاری ہے۔ قبول کی صورت یہ ہے کہ آپ کہے۔ میں نے اس کو قبول کیا ہبہ کے لئے قبول کا ہونا ضروری ہے۔ قبضہ کرنا فعلاً قبول کا نام ہے۔ اگر موہوب لہ ہبہ پر قبضہ کر چکا ہو اگرچہ وہ زبان سے میں نے قبول کیا" کا لفظ نہ بھی کہا ہو تو درست ہے کیونکہ قبضے کی وجہ سے قبول خود لازم آتا ہے۔ اس طرح سے موہوب لہ کو ہبہ کے بھیجدینے سے ایجاب لازم آتا ہے لہذا قولاً اور فعلاً دونوں صورتوں میں ایجاب اور قبول درست ہیں۔

واہب (ہبہ کنندہ) کا مسئلہ:

واہب کی شرط یہ ہے کہ وہ بالغ ہو، عاقل ہو اور تصرف کا جائز ہونے والا ہو۔ لہذا بچہ، پاگل اور پابندی کے شکار حضرات کا ہبہ کرنا لغو ہے۔

موہوب لہ (وہ فرد جس کے لئے ہبہ کیا جائے) کا مسئلہ:

موہوب لہ کی شرط یہ ہے کہ وہ شرعی وجوہات میں سے کسی بھی صورت کے لحاظ سے ہبہ کا قابل ہو

موہوب (ہبہ کردہ چیز) کا مسئلہ:

موہوب کی شرط یہ ہے کہ وہ بلا قید فوری طور پر دی گئی ہو۔ پس اگر کوئی شخص قرض کو غیر مقروض کے لئے ہبہ کرے تو ایسا کرنا درست نہیں ہوگا۔ اگر کوئی شخص قرض کو قرض کی ادائیگی کے ذمہ دار فرد کے لئے ہبہ کرے تو یہ درست ہے۔ اور ایسا کرنا مقروض کو قرض کی ادائیگی سے بری الذمہ کرنا ہوتا ہے۔

تکمیل ہبہ کا مسئلہ:

قبضہ کرنے کی وجہ سے ہی ہبہ تام ہو جاتا ہے جب ہبہ تام ہو جائے تو اس سے رجوع کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے آپ کا فرمان ہے لا ترجع الی ھبتک۔ اپنے ہبے سے رجوع نہ کیا کر۔

ہبہ سے رجوع کرنا کب جائز ہوگا :

باپ کا اپنے بیٹے کے لیۓ ہبہ کرنے کی صورت میں رجوع کے جائز کن اسباب میں سے کسی ایک سبب کی بنا پر ہبہ سے رجوع کرنا باپ کے لئے جائز ہے۔ مثلاً باپ کا تنگدست ہونا۔ باپ کے اخراجات کے سلسلے میں بیٹے کی کوتاہی، بیٹے کا بے وقوف بننا۔ بیٹے کی فضول خرچی، بیٹے کا فاسق بننا یا اُن کے علاوہ صورتیں اگر صورت حال ایسی نہ ہو تو باپ کے ہبہ کی صورت میں بھی رجوع کرنا جائز نہیں ہے ان صورت ہائے احوال کے باوجود اگر بیٹے کے قبضے میں موہوبہ چیز ضائع ہو جائے یا بیٹا اُسے فروخت کرے، یا بیٹا اُس کو ہبہ کرے یا وہ اُسے وقف کرے تو باپ کے لئے رجوع کرنا جائز نہیں ہوگا۔

قبضہ کرنے کا مسئلہ :

قبضہ کرنا واہب کی اجازت ہی سے درست ہو جاتا ہے۔ اگر ہبہ پر موہوب لہ کے قبضے سے پہلے واہب انتقال کر جائے تو واہب کے وارثوں کو اُسی ہبہ کے برقرار رکھنے اور اُس کے فسخ کرنے کے اختیارات حاصل ہوں گے۔

اگر واہب موہوب لہ کے قبضے میں موجود کسی چیز کا ہبہ کرے تو یہاں پر کسی نئے قبضے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ کیونکہ ہبہ والی چیز موہوب لہ کے قبضے ہی میں تھی اگر باپ یا دادا چھوٹے بچے کے لئے کسی چیز کا ہبہ کرے تو یہاں بھی وہی حکم ہے کیونکہ باپ اور دادا کا قبضہ کرنا بیٹے کا قبضہ ہے۔

ہبہ کا ضابطہ کلیہ :

جس چیز کا فروخت کرنا جائز ہو تا ہو اس چیز کا ہبہ کرنا جائز ہوا کرتا ہے لہذا غیر منقسم چیز کا ہبہ کرنا اُس کے فروخت کرنے کی مانند جائز ہے۔

اولاد کیلئے باپ کا ہبہ کرنا کیسے ہو :

باپ کے لئے مسنون ہے کہ وہ عطیہ دینے کی صورت میں اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کے مابین مساویانہ رویہ اختیار کرے۔ اس بارے میں باپ کے لئے ترجیحی سلوک کرنا مکروہ ہے۔

بَابُ السَّبْقِ وَالرِّمَايَةِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : وَأَعِدُّوْا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ فَسَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ الْقُوَّةَ بِالرَّمْيِ وَرُوِيَ أَيْضًا أَنَّهُ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ فَالْمُرَامَاةُ وَالْمُسَابَقَةُ مُسْتَحَبَّتَانِ وَفَائِدَتُهُمَا بَعْثُ الْعَزْمِ عَلَى اسْتِعْدَادِ الْقِتَالِ وَالْهِدَايَةِ بِمُمَارَسَةِ النِّضَالِ . وَهِيَ مُعَامَلَةٌ صَحِيْحَةٌ مُسْتَنَدُهَا قَوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ : لَا سَبَقَ إِلَّا فِيْ نَصْلٍ أَوْ خُفٍّ أَوْ حَافِرٍ وَرُوِيَ أَنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَنْفِرُ عِنْدَ الرِّهَانِ وَتَلْعَنُ صَاحِبَهُ مَا خَلَا الْحَافِرَ وَالْخُفَّ وَالرِّيْشَ وَالنَّصْلَ . فَالسَّابِقُ هُوَ الَّذِيْ يَتَقَدَّمُ بِالْعُنُقِ وَالْكَتِفِ أَوْ بِأُذُنِهٖ وَالْمُصَلِّيْ هُوَ الَّذِيْ يُحَاذِيْ رَأْسُهُ صَلْوَيِ السَّابِقِ وَالصَّلْوَانِ مَا عَنْ يَمِيْنِ الذَّنَبِ وَشِمَالِهٖ وَالسَّبْقُ بِسُكُوْنِ الْبَاءِ الْمَصْدَرُ وَبِفَتْحِهَا الْعِوَضُ وَهُوَ الْمَالُ وَالْمُحَلِّلُ الَّذِيْ يَدْخُلُ بَيْنَ الْمُتَرَاهِنَيْنِ إِنْ سَبَقَ أَخَذَ وَإِنْ لَمْ يَسْبِقْ لَمْ يَغْرَمْ وَالْغَايَةُ مَدَى السِّبَاقِ . وَالْمُنَاضَلَةُ هِيَ الْمُرَامَاةُ وَالْمُسَابَقَةُ بِالْخَيْلِ وَغَيْرِهٖ كَالْبَغْلِ وَالْحِمَارِ وَالْفِيْلِ . وَسَبَّقَ بِتَشْدِيْدِ الْبَاءِ أَيْ أَخْرَجَ السَّبَقَ وَأَحْرَزَهُ وَالرِّشْقُ بِكَسْرِ الرَّاءِ عِبَارَةٌ عَنِ الرَّمْيِ وَبِفَتْحِهَا الرَّمْيُ وَيُقَالُ رِشْقٌ وَجْهٌ يُرَادُ بِهِ الرَّمْيُ عَلٰى وِلَاءٍ حَتّٰى يَفْرُغَ الرِّشْقُ .

وَأَمَّا السَّهْمُ فَيُوْصَفُ بِالْخَازِقِ وَالْخَاصِرِ وَالْخَارِقِ وَالْخَاسِقِ وَالْمَارِقِ وَالْخَارِمِ فَالْخَازِقُ مَا وَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ أَصَابَ الْغَرَضَ وَالْخَاصِرُ مَا أَصَابَ أَحَدَ جَانِبَيْهِ وَالْخَارِقُ مَا خَدَشَهُ وَالْخَاسِقُ مَا فَتَحَهُ وَثَبَتَ فِيهِ وَالْمَارِقُ الَّذِي يَخْرُجُ مِنَ الْغَرَضِ نَافِذًا وَالْخَارِمُ الَّذِي يَخْرِمُ حَاشِيَتَهُ وَيُقَالُ الْمُزْدَلِفُ الَّذِي يَضْرِبُ الْأَرْضَ ثُمَّ يَثِبُ إِلَى الْغَرَضِ. وَالْغَرَضُ مَا تَقْصِدُ إِصَابَتَهُ وَهُوَ الرُّقْعَةُ وَالْهَدَفُ مَا يُجْعَلُ فِيهِ الْغَرَضُ مِنْ تُرَابٍ أَوْ غَيْرِهِ وَالْمُبَادَرَةُ هِيَ أَنْ يُبَادِرَ أَحَدُهُمَا إِلَى الْإِصَابَةِ مَعَ التَّسَاوِي فِي الرَّشْقِ. وَالْمُحَاطَّةُ هِيَ إِسْقَاطُ مَا تَسَاوَيَا فِيهِ مِنَ الْإِصَابَةِ.

وَأَمَّا الْمُسَابَقَةُ الَّتِي تَجُوزُ فِي الشَّرْعِ فَالنَّصْلُ وَيَدْخُلُ تَحْتَهُ السَّهْمُ وَالنُّشَّابُ وَالْحِرَابُ وَالسَّيْفُ وَالرُّمْحُ وَسَائِرُ الْأَسْلِحَةِ الْقَاتِلَةِ الْقَابِلَةِ لِلْمُحَارَبَةِ وَلَا يَجُوزُ الرِّهَانُ عَلَى كُرَةِ الصَّوْلَجَانِ وَالْبَنَادِقِ وَعَلَى اللَّعِبِ بِالشِّطْرَنْجِ وَالْخَاتَمِ وَمَعْرِفَةِ مَا فِي الْيَدِ الْغَيْرِ وَتَطْيِيرِ الْحَمَامَاتِ وَغَيْرِهَا مِنَ الطُّيُورِ وَلَا عَلَى الْمُصَارَعَةِ وَالْمُسَابَقَةُ وَالرِّمَايَةُ إِنْ كَانَتْ بَيْنَ اثْنَيْنِ يَفْتَقِرُ إِلَى الْإِيجَابِ مِنَ الْجَاعِلِ وَالْقَبُولُ هُوَ الْعَمَلُ بِالْمُسَابَقَةِ وَالْمُرَامَاةِ فَيَجِبُ عَلَى الْجَاعِلِ بَذْلُ مَا ضَمِنَهُ وَيَصِحُّ أَنْ يَكُونَ السَّبَقُ عَيْنًا أَوْ دَيْنًا أَوْ مَنْفَعَةً أَوْ مَنْصَبًا وَهُوَ جَائِزٌ مِنَ الْمُتَسَابِقَيْنِ وَمِنْ غَيْرِهِمَا وَمِنَ الْإِمَامِ مِنْ مَالِهِ أَوْ مِنْ بَيْتِ الْمَالِ وَلَوْ جَعَلَ السَّبَقَ لِلْمُحَلِّلِ بِانْفِرَادِهِ جَازَ أَيْضًا وَلَوْ قَالَ الْإِمَامُ أَوْ أَحَدٌ مِنَ الْكُبَرَاءِ، مَنْ سَبَقَ مِنَّا فَلَهُ السَّبَقُ بِالْعُمُومِ جَازَ فِي الرِّهَانِ وَتَفْتَقِرُ الْمُسَابَقَةُ وَالْمُرَامَاةُ إِلَى خَمْسَةِ شُرُوطٍ الْأَوَّلُ تَقْدِيرُ الْمَسَافَةِ ابْتِدَاءً وَانْتِهَاءً وَالثَّانِي تَقْدِيرُ السَّبَقِ وَهُوَ الْمَالُ وَالثَّالِثُ تَعْيِينُ مَا يُسَابَقُ عَلَيْهِ مِنَ الْخَيْلِ أَوِ الْجَمَلِ أَوِ الْبَغْلِ أَوِ الْحِمَارِ أَوِ الْفِيلِ وَالرَّابِعُ تَسَاوِي مَا بِهِ السِّبَاقُ فَلَوْ كَانَ أَحَدُهُمَا مُتَيَقِّنًا قُصُورُهُ عَنِ الْآخَرِ لَمْ يَجُزْ مُسَابَقَتُهُمَا وَالْخَامِسُ تَعْيِينُ السَّبَقِ لِأَحَدِهِمَا أَوْ لِلْمُحَلِّلِ. وَأَمَّا الرَّمْيُ فَلَابُدَّ فِيهِ مِنَ الْعِلْمِ بِعَدَدِ الرَّمْيِ وَهُوَ الرَّشْقُ وَعَدَدِ الْإِصَابَةِ وَصِفَتِهَا وَكَيْفِيَّتِهَا وَقَدْرِ الْمَسَافَةِ وَتَعْيِينِ الْغَرَضِ وَالسَّبَقِ وَتَمَاثُلِ جِنْسِ الْآلَةِ مِنَ الْقَوْسِ

والسهم والسيف والرمح وغيرها ويجوز المسابقة والمراماة بين الاثنين وبين الحزبين
وتعددهما تابعان على الشرائط التي اشترطوها في عدد الرمي وعدد الإصابة و
كيفيتها ومقدار مال الرهان منهما أو من أحدهما أو غيرهما. فلو كان حزبين
وجب أن يكون بعدد الأشخاص متساويين في مقابلة كل واحد من أقرانه
في الرمي أو الفروسية أو نيابا تسابقا من غير الرمي أو الفروسية فلو انتصب
من كل حزب زعيم ليعين شيئاً للمتسابقين المتقاربين في السبق جاز فإذا
قال رجل لخمسة من المتسابقين من سبق أعطيته خمسة وتابعين فتساووا
في بلوغ الغاية فلا شيء لأحدهم لأنه لا سبق لواحد على غيره ولو سبق
أحدهم كانت الخمسة له وإن سبق اثنان كانت لهما دون الباقين وكذا لو
سبق ثلاثة أو أربعة كانت الخمسة المشروطة لهم ولو قال من سبق فله
درهمان وصلى فله درهم فإن سبق واحد أو اثنان أو ثلاثة أو أربعة فلهم
الدرهمان ولو سبق واحد وصلى ثلاثة وتأخر واحد كان للسابق درهمان
وللثلاثة المصلين درهم ولا شيء للمتأخر منهم ولو كانا اثنين وأخرج كل واحد
منهما سبقاً من ماله وأدخلا بينهما محللاً وشرطا أي الثلاثة سبق فله
السبقان فإن سبق أحد من المتسابقين كان السبقان له ولو سبق المحلل كان السبقان
له ولو سبق المتسابقان كان لكل واحد منهما مال نفسه ولا شيء للمحلل ولو
سبق أحدهما والمحلل كان للمتسابق والمحلل فلو شرطا الرشق عشرين فرمى
كل واحد منهما عشرة وأصاب خمسة فقد تساويا في الرمي والإصابة فلا سبق
لأحدهما ولا لهما الخيار بين الاقتصار على ذلك وبين إكمال الرشق
ولو رمى كل واحد منهما عشرة فأصاب أحدهما خمسة والآخر أربعة فها
هنا أربعة بأربعة فيبقى لصاحب الخمسة واحد فاضلاً فالسبق له وفي كل الأنواع
كذلك فيما اشترطا فبعد المحاطة من كان فاضلاً كان السبق له وإذا تم النضال
ملك الفاضل السبق كله التصرف فيه كيف شاء وله أن يختص به وله أن يطعم

أَصْحَابِهِ أَوْ لَا يُطْعِمُ وَلَمْ يَكُنْ لِأَحَدٍ بِالتَّكْلِيفِ عَلَيْهِ۔

ترجمہ: سبقت بازی اور تیر اندازی کا بیان:

فرمانِ الٰہی ہے۔ وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ۔ اے مومنو! تم دشمنوں کے مقابلے میں اپنی مقدور بھر قوت پیدا کیا کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قوت کی تفسیر میں تیر اندازی کا بیان فرمایا۔ روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھوڑ دوڑ کا مقابلہ کرایا۔ پس تیر اندازی اور دوڑ کا مقابلہ دونوں مسنون ہیں۔ اِن کے فائدے جنگی صلاحیت پیدا کرنے کی خاطر مصمم ارادے کا ابھارنا اور فنِ تیر اندازی میں مہارت حاصل کرنا ہے۔ ہر ایک ایسا درست معاملہ ہے جس کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی یہ حدیث ہے۔ لَا سَبَقَ إِلَّا فِي نَصْلٍ أَوْ خُفٍّ أَوْ حَافِرٍ، تیر اندازی یا اونٹوں کے دوڑ یا گھوڑ دوڑ کے مقابلوں کے سوا کوئی بھی دوڑ کا مقابلہ درست نہیں ہے حدیث میں آتا ہے کہ گھوڑ دوڑ اونٹوں کے دوڑ تلوار بازی اور تیر اندازی کے مقابلوں کے سوا دیگر مقابلوں کے وقت فرشتے نفرت کرتے ہیں اور مقابلہ منعقد کرنے والے پر لعنت کرتے ہیں۔

سابق کون:

سابق وہ گھوڑا ہوتا ہے جو دوڑ میں مدِ مقابل گھوڑے کی گردن اور شانہ یا کانوں سے آگے نکل جائے۔

مصلی کون:

مصلی وہ گھوڑا ہوتا ہے جس کا سر اسپ سابق کے صلوین (دونوں کولہان) کے برابر ہو۔ صلوین دم کی دائیں اور بائیں طرف کے حصوں کا نام ہے۔

حرف "با" کو ساکن پڑھنے کی صورت میں لفظ سبق مصدر ہے اور حرف "با" کو مفتوح پڑھنے کی صورت میں لفظ سبق عوض کا نام ہے وہ مال ہوا کرتا ہے۔

محلل کون:

محلل وہ شخص ہوتا ہے جو آپس میں دوڑ کا مقابلہ کرنے والے دو افراد کے درمیان ہے، اگر وہ

سبقت کرجائے تو مال وصول کرے۔ اور اگر سبقت نہ کر سکے تو اُس پر کوئی تاوان نہ آئے۔

غایت کیا ہے :

دوڑ لگانے والوں کی مسافت کا نام غایت ہے۔

مُناضلہ کیا ہے :

آپس میں تیر اندازی کرنے کو مناضلہ کہتے ہیں۔

دوڑ کا مقابلہ کن کے ساتھ کرایا جائے :

آپس میں دوڑ کا مقابلہ گھوڑوں وغیرہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ مثلاً خچر، گدھے، اور ہاتھی، حرف "با" کو مشدد کر کے سَبَّقَ پڑھے تو معنی یہ ہوتا ہے۔ اَخْرَجَ السَّبَقَ وَ اَحْرَزَہٗ۔ یعنی اُس نے مال کو نکالا اور اُسے محفوظ کر لیا۔ حرف "را" کو مکسور کر کے رِشْق پڑھے تو اس کا مطلب تیر اندازی کی تعداد ہے اور حرف "را" کو مفتوح کر کے رَشْق پڑھنے کی صورت میں اُس کا مطلب تیر اندازی کرنا ہے۔ کہا جاتا ہے۔ رَشَقَ وَحَبَّۃً اس سے مراد تیروں کی تعداد ختم ہونے تک پے درپے تیر اندازی کرنا ہے۔

اقسام تیر :

خافی، خاصر، خازق، خاسق، مارق اور خارم کے ناموں سے تیروں کا بیان کیا جاتا ہے۔

خافی کون سا تیر ہے :

خافی اُس تیر کا نام ہے جو زمین میں شگاف پیدا کرے پھر نشانے کو جا لگے۔

خاصر کون سا تیر ہے :

خاصر اُس تیر کا نام ہے جو نشانے کے دونوں طرفوں میں سے ایک طرف کو لگ جائے۔

خازق کونسا تیر ہے :

خازق اُس تیر کا نام ہے جو نشانے کو مخدوش کرے۔

خاسق کونسا تیر ہے :

خاسق اُس تیر کا نام ہے جو نشانے کو وا کرے اور اُس میں پیوست ہو جائے۔

مارق کونسا تیر ہے :

مارق اُس تیر کا نام ہے جو نشانے کے آر پار نکل جائے۔

خارم کونسا تیر ہے :

خارم اُس تیر کا نام ہے جو نشانے کے کنارے میں سوراخ کرے۔

مزدلف کونسا تیر ہے :

کہا جاتا ہے کہ مزدلف اُس تیر کا نام ہے جو زمین کو پھاڑے پھر نشانے میں پیوست ہو جائے۔

غَرَض کیسے کہتے ہیں :-

غرض اُس نشانے کا نام ہیں جس کو تیر مارنا مقصود ہو۔

ہدف کیا ہے :

ہدف مٹی وغیرہ سے بنی ہوئی اُس چیز کا نام ہے جس میں نشانہ رکھا جاتا ہے۔

مبادرت کیا ہے :

تیروں کی تعداد کے برابر ہونے کے باوجود نشانہ لگانے میں ایک کا دوسرے پر سبقت لے جانے کا نام مبادرت ہے

محاطہ کیا ہے :

نشانے کو مارنے میں دونوں کے برابر برابر ہونے کی تعداد کے ساقط کردینے کا نام محاطہ ہے۔

جائز مقابلہ کونسا ہے :

آپس میں جس مقابلے کا کرنا شرعاً جائز ہے وہ تیر اندازی ہے اسی کے ذیل میں تیر، خنجر، نوکیلے آہنی عصا ڈنڈے، تلوار، نیزہ اور جنگ کے قابل تمام مہلک ہتھیار داخل ہیں۔

ناروا مقابلے :

چوگان کی گیند کے کھیل، گولے پھینکنے، شطرنج اور انگوٹھی کے کھیل کھیلنے۔ دوسرے کے ہاتھ میں موجود چیز کی پہچان کرنے اور کبوتروں اور دیگر پرندوں کو اڑانے کے مقابلے جائز نہیں ہیں اور نہ ہی کشتی لڑنے کا مقابلہ جائز ہے۔

دوڑ اور تیر اندازی کا طریقہ کار :

دوڑ اور تیر اندازی کے مقابلے اگر دو افراد کے آپس میں ہوں تو وہاں کسی مقرر کنندۂ مال کی طرف سے ایجاب کی ضرورت ہوتی ہے اور قبول کرنا دوڑ اور تیر اندازی پر عمل کرنے کا نام ہے پس مال مقرر کرنے والے شخص کے ذمے اُس مال کا خرچ کرنا واجب ہوگا جس کا وہ ضامن بنا ہو۔

مال کیسا ہو :

درست ہے کہ مال کوئی معین چیز ہو، کوئی قرض ہو، کوئی فائدہ ہو یا کوئی عہدہ ہو یہ مال دونوں مقابلہ کنندگان کی طرف سے، ان کے غیر کی طرف سے اور امام کی طرف سے اُس کے اپنے مال سے یا بیت المال سے جائز ہے۔ اگر دونوں مقابلہ کنندگان مال کو کسی مخلل شخص کے لیے مقرر کر بیٹھے تو یہ بھی جائز ہے

اگر امام یا بڑے بڑے لوگوں میں سے کوئی عمومی طور پر کہے ہم میں سے جو سبقت لے جائے گا۔ اُسے مال ملے

گا۔ تو مقابلہ کی صورت میں یہ جائز ہے۔

شرطوں کا مسئلہ:

دوڑ اور تیر اندازی کے مقابلوں کے لیے پانچ شرطوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

۱۔ ابتدا اور انتہا دونوں کے لحاظ سے فاصلے کا اندازہ کرنا۔

۲۔ مال کا اندازہ کرنا۔

۳۔ گھوڑے، اونٹ، خچر، گدھے یا ہاتھیوں میں سے جس کے ساتھ دوڑ کا مقابلہ کیا جائے اُس کا تعین کرنا۔

۴۔ مقابلے کی نوعیت میں مقابلہ کنندگان کا آپس میں برابر ہونا۔ اگر دوسرے کی بہ نسبت ایک کی کوتاہی یقینی ہو تو اُن کا آپس میں مقابلہ کرنا جائز نہیں ہوگا۔

۵۔ مال کا دونوں مقابلہ کنندگان میں سے ایک کے لئے یا محلّل شخص کے لئے معین کرنا۔

تیر اندازی کرنے کی صورت میں ان چیزوں کا جاننا ضروری ہے۔

ا۔ تیروں کی تعداد جسے رشق کہتے ہیں (ب) نشانہ باندھنے کی تعداد

ج۔ نشانہ باندھنے کا طریقہ (د) نشانہ باندھنے کی کیفیت

ر۔ فاصلے کا اندازہ (س) نشانہ اور مال کی تعیین۔

ص۔ کمان، تیر، تلوار یا نیزہ وغیرہ میں سے جنس آلات کی ہم آہنگی۔

دوڑ اور تیر اندازی کے مقابلے دو افراد کے مابین اور دو گروہوں کے مابین دونوں صورتوں میں جائز ہیں۔ دونوں مقابلے اُن شرطوں پر دائر ہوتے ہیں جن کی مقابلہ کنندگان تیروں کی تعداد، نشانہ باندھنے کی تعداد نشانہ باندھنے کی کیفیت اور مالِ مقابلہ کی مقدار کی صورتوں میں خواہ مال دونوں مقابلہ کنندگان کی طرف سے ہو یا اُن میں سے ایک کی طرف سے یا اُن کے غیر کی طرف سے ہو شرط لگا چکے ہوں۔

دو گروہوں کے آپس میں مقابلہ:

اگر مقابلہ کنندگان دو گروہ ہوں تو واجب ہے کہ دونوں گروہ تعدادِ افراد کے لحاظ سے تیر اندازی شہسواری یا ان کے سوا جن کاموں میں اُن کا میچ ہو اُن میں اپنے مدِ مقابل افراد میں سے ہر ایک کا دوسرے سے مقابلہ کرنے

کی صورت میں برابر برابر ہوں۔ اگر ہر ہر گروہ سے ایک ایک سردار کھڑا ہو جائے تاکہ وہ سبقت لے جانے میں ایک دوسرے کے قریب قریب رہنے والے مقابلہ کنندگان کے لئے کوئی چیز متعین کرے تو یہ جائز ہے۔

اگر کوئی آدمی مقابلہ کرنے والے دونوں گروہوں کے پانچ افراد سے کہے جو بھی سبقت لے جائے گا میں اُس کو پانچ دینار دیدوں گا پس غایت کو پہنچنے میں پانچوں آپس میں برابر برابر رہ گئے ہوں تو اُن میں سے کسی کو کچھ نہیں ملے گا کیونکہ کسی ایک کو دوسرے پر کوئی سبقت حاصل نہیں ہوئی۔ اگر اُن میں کا ایک سبقت لے جائے تو پانچوں دینار اُسی کو ملیں گے۔ اگر دو افراد سبقت لے گئے ہوں تو پانچوں دینا اُن دونوں کو ملیں گے باقی افراد کو نہیں۔ اسی طرح سے اگر تین افراد سبقت لے گئے ہوں یا چار افراد سبقت لے گئے ہوں تو پانچوں مشروط دینار اُن کو ملیں گے۔

اگر کوئی آدمی کہے۔ جو کوئی سبقت لے جائے گا اُس کو دو درہم ملیں گے اور جو کوئی دوسرے نمبر پر آئے گا اُس کو ایک درہم ملے گا۔ پس اگر ایک فرد سبقت لے گیا ہو یا دو افراد سبقت لے گئے ہوں یا تین افراد سبقت لے گئے ہوں یا چار افراد۔ تو اُن کو دو دو درہم ملیں گے۔ اگر ایک فرد سبقت لے گیا ہو۔ تین افراد دوسرے نمبر پر آگئے ہوں اور ایک فرد پیچھے رہ گیا ہو تو سبقت لے جانے والے کو دو درہم ملیں گے۔ دوسرے نمبر پر آئے ہوئے تینوں افراد کو ایک درہم ملے گا۔ اور پیچھے رہنے والے کو کوئی چیز نہیں ملے گی۔ اگر مقابلہ کنندگان دو افراد ہوں ہر ایک فرد اپنے مال سے عوضِ مقابلہ نکال دے دونوں افراد اپنے درمیان ایک محلل شخص کو داخل کر دے اور یہ شرط لگا دے کہ تینوں میں سے جو بھی سبقت لے جائے گا اُس کو دو مال عوض ملیں گے۔ پس اگر دو مقابلہ کنندگان میں سے ایک سبقت لے گیا ہو تو دونوں مال اسی کو ملیں گے اگر محلل آدمی سبقت لے گیا ہو تو دونوں مال محلل کو ملیں گے اگر دونوں مقابلہ کنندگان ہی سبقت لے گئے ہوں تو ہر ایک کو اپنا اپنا مال ملے گا۔ اور محلل آدمی کو کوئی چیز نہیں ملے گی۔ اگر دونوں مقابلہ کنندگان میں سے ایک فرد اور محلل آدمی سبقت لے گئے ہوں تو دونوں مال سبقت لے جانے والے فرد اور محلل آدمی کو ملیں گے۔

اگر دونوں مقابلہ کنندگان بیس بیس تیر مارنے کی شرط لگائے پھر ہر ایک دس دس تیر مارے اور پانچ پانچ کو ٹھیک نشانہ پر لگائے تو گویا دونوں تیر مارنے اور نشانہ پر لگانے میں برابر ہو گئے۔ لہذا کسی ایک کو کوئی سبقت حاصل نہیں ہوئی۔ اُن کو اسی پر اکتفا کرنے اور تیروں کی تعداد کو مکمل کرنے کے اختیارات حاصل ہوں گے۔

اگر ہر ایک دس دس تیر مارے، اُن میں کا ایک پانچ تیروں کو ٹھیک نشانہ پر لگا دے اور دوسرا چار تیروں کو، تو وہ چار کو چار کے ساتھ برابر کر کے ساقط کر دیں گے اور پانچ والے کا ایک تیر فاضل صورت میں باقی رہے گا لہذا مال اسی کو ملے گا۔ فریقین جو کچھ شرط لگا چکے ہوں وہاں مقابلے کی تمام صورتوں میں ایسا ہی حکم ہے چنانچہ برابر کر کے ساقط کرنے کے بعد جو کوئی بڑھ جائے گا مال اُس کو ملے گا۔

مالی مقابلہ کا مسئلہ:

جب آپس کی تیر اندازی تمام ہو جائے تو بڑھ جانے والا فرد مالِ مقابلہ کا مالک بن جاتا ہے اس کو جس طرح سے وہ چاہے اُس مال میں تصرف کرنے کا حق حاصل ہے اس کو حق ہے کہ وہ اُس مال کو اپنے لئے مخصوص کرے۔ اس کو حق حاصل ہے کہ وہ اُس مال سے اپنے دوستوں کو کھانا کھلائے یا نہ کھلائے۔ کسی کو بھی اُس پر حکم چلانے کا حق نہیں ہوگا۔

بَابُ الْفَرَائِضِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :- يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ فَإِنْ كُنَّ
نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ
وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ
الثُّلُثُ فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ آبَاؤُكُمْ وَ
أَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيضَةً مِنَ اللّٰهِ ط إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا
وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ ط فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ
مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ط وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ
لَكُمْ وَلَدٌ ط فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا
أَوْ دَيْنٍ ط وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ
مِنْهُمَا السُّدُسُ ط فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ.

ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصٰى بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ ط
وَصِيَّةً مِنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ ط تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ ط وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ
جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ط وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَ
رَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خٰلِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُهِينٌ ط

وَإِذَا انْتَقَلَ وَاحِدٌ مِنْ دَارِ الْفَنَاءِ إِلَى دَارِ الْبَقَاءِ قُدِّمَ تَكْفِيْنُهُ وَتَجْهِيْزُهُ مِنْ مَالِهِ إِنْ كَانَ ذَا مَالٍ ثُمَّ تُقْضَى دُيُوْنُهُ إِنْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ ثُمَّ أَدَاءُ مَا وَصَّى بِالثُّلُثِ أَوْ بِأَقَلَّ مِنَ الثُّلُثِ فَمَا بَقِيَ مِنْ مَالِهِ بَعْدَ التَّكْفِيْنِ وَالتَّجْهِيْزِ وَقَضَاءِ الدُّيُوْنِ وَالْوَصَايَا كَانَ حَقَّ وَرَثَتِهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَارِثٌ يَتَعَلَّقُ مَالُهُ بِبَيْتِ مَالِ الْمُسْلِمِيْنَ وَلَوْ كَانَ كَافِرًا أَوْ مُرْتَدًّا أَوْ قَاتِلًا لَهُ مُتَعَمِّدًا أَوْ كَانَ رَقِيْقًا مُسْتَمِرًّا فِي الرِّقِّ أَوْ مُدَبَّرًا أَوْ مُكَاتَبًا أَوْ أُمَّ وَلَدٍ لَمْ يَرِثْ مِنْهُ أَبَدًا وَلَوْ كَانَ الْمَيِّتُ كَافِرًا وَرِثَ مِنْهُ الْكَافِرُ إِنْ لَمْ يَكُنْ فِي وَرَثَتِهِ مُسْلِمٌ وَلَوْ كَانَ فِي وَرَثَتِهِ مُسْلِمٌ وَرِثَ جَمِيْعَ مَالِهِ وَلَمْ يُشَارِكْهُ كَافِرٌ۔ وَأَمَّا الْكَافِرُوْنَ فَإِنْ كَانُوْا مُخْتَلِفِيْنَ فِي الْمِلَلِ لَمْ تَرِثْ كُلُّ مِلَّةٍ مِنْ غَيْرِ مِلَّتِهَا لِمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ "لَا تَوَارُثَ بَيْنَ الْمِلَّتَيْنِ" وَثَنِيًّا كَانَ أَوْ يَهُوْدِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا وَالصَّابِئُوْنَ كَالنَّصَارٰى فِي الْأَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ۔

وَأَمَّا الْمُرْتَدُّوْنَ فَوَرِثُوْا مِنْهُمْ وَهُمْ لَا يَرِثُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔

ترجمہ: فرائض میراث کا بیان :

فرمانِ الٰہی ہے :

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْ أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ ط فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ط وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ ط فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَّوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ ط فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ط الآیہ

اللہ تعالیٰ تم کو اپنی اولاد کے بارے میں تاکیدی حکم صادر فرماتا ہے۔ مرد کے لئے دو عورتوں کے حصوں کے برابر کا حصہ ہے۔ اگر عورتیں دو سے زیادہ ہوں تو اُن کو ترکۂ میت سے دو تہائی ($\frac{2}{3}$) ملیں گے۔ اگر عورت ایک ہی ہو تو اس کو نصف حصہ ($\frac{1}{2}$) ملے گا۔ اور میت کے والدین میں سے ہر ایک کو اس کے ترکہ کا چھٹا ($\frac{1}{6}$) حصہ ملے گا۔ بشرطیکہ میت کی کوئی اولاد ہو۔ اگر میت کی کوئی اولاد نہ ہو اور اس کے والدین اس کے وارث بن جاتے ہوں تو (اس صورت میں) میت کی ماں کو تہائی ($\frac{1}{3}$) حصہ ملے گا۔ اگر میت کے بھائی موجود ہوں تو (اس صورت میں) ماں کو

چھٹا حصہ (1/6) ملے گا۔ (یہ احکام) میت کی وصیت کردہ چیز اور قرض کی ادائیگیوں کے بعد ہوں گے۔ تم یہ نہیں جان سکتے ہو کہ تمہارے لئے نفع بخش ہونے کے لحاظ سے تمہارے باپوں اور بیٹوں میں سے کون کون تمہارے زیادہ قریب ہیں۔ یہ اللہ کی طرف سے عائد کردہ فریضہ ہے۔ بے شک اللہ خوب جاننے والا ہے حکمت والا ہے۔

تم کو اپنی بیویوں کے ترکے کا نصف حصہ (1/2) ملے گا بشرطیکہ اُن کی کوئی اولاد نہ ہو اگر بیویوں کی کوئی اولاد ہو تو تم کو اُن کے ترکہ کا چوتھا حصہ (1/4) ملے گا (یہ احکام) اُن کی وصیت کردہ چیز اور قرض کی ادائیگیوں کے بعد ہوں گے۔ بیویوں کو تمہارے ترکے کا چوتھا حصہ (1/4) ملے گا۔ بشرطیکہ تمہاری کوئی اولاد نہ ہو۔ اگر تمہاری کوئی اولاد موجود ہو تو بیویوں کو تمہارے ترکے کا آٹھواں حصہ (1/8) ملے گا۔ (یہ احکام) تمہاری وصیت کردہ چیز اور قرض کی ادائیگیوں کے بعد ہوں گے۔ اگر کوئی مرد آدمی موروث کلالہ ہو یا کوئی عورت موروثہ کلالہ ہو اُس کا کوئی بھائی ہو یا کوئی بہن تو بھائی اور بہن میں سے ہر ایک کو چھٹا (1/6)، چھٹا (1/6) حصہ ملے گا۔ اگر یہ لوگ تعداد میں اس سے زیادہ ہوں تو تہائی (1/3) حصے میں سب شریک ہوں گے۔ (یہ احکام) کسی کو نقصان پہنچائے بغیر وصیت کی گئی چیز اور قرض کی ادائیگیوں کے بعد ہوں گے۔ یہ اللہ کی طرف سے ایک تاکیدی حکم ہے۔ اللہ خوب جاننے والا اور بردبار ہے۔ یہ احکام اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی اطاعت کریں گے۔ تو اللہ اُن کو بہتی نہروں والی جنتوں میں داخل کرے گا۔ جبکہ وہ اُن میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔ جو کوئی اللہ کی اور اُس کے رسول کی نافرمانی کرے گا۔ اور اس کی حدود سے تجاوز کر جائے گا تو اللہ اُس کو دوزخ میں ڈالے گا جبکہ وہ اُس میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔ اور اُس کے لئے رسوا کن عذاب ہو گا۔

احکام بعد از موت:

جب کوئی فرد دارِ فنا سے دارِ بقا کو انتقال کر جائے تو اُس کے مال سے اُس کی تکفین اور تجہیز کو مقدم کیا جائے گا بشرطیکہ وہ صاحبِ مال ہو، پھر اُس کے قرضے ادا کئے جائیں گے۔ بشرطیکہ اُس کے ذمے کوئی قرض ہو اس کے بعد اس کی تہائی (1/3) یا تہائی (1/3) سے کم مقدار کی وصیت کی ادائیگی ہو گی۔ پس میت کے مال سے اُس کی تکفین تجہیز اور قرضوں اور وصیتوں کی ادائیگیوں کے بعد جو کچھ باقی بچے گا وہ اُس کے وارثوں کا حق ہو گا۔ اگر میت کا کوئی وارث موجود نہ ہو تو میت کے مال کا تعلق مسلمانوں کے بیت المال سے ہو گا۔

حرمانِ ارث کے اسباب :

اگر میراث کے حصہ داروں میں سے میت کا کوئی ایک فرد موجود ہو۔ جبکہ وہ کوئی کافر ہو۔ میت کا ضرر رساں ہو میت کا جانا بوجھا قاتل ہو یا وہ کوئی پوری طرح کا غلام ہو، مدبر ہو، مکاتب ہو یا ام ولد ہو تو وہ میت کا کبھی بھی وارث نہیں ہوگا۔ اگر میت کوئی کافر فرد ہو تو کافر اس کا وارث ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ اُس کے وارثوں میں کوئی مسلمان وارث موجود نہ ہو اگر میت کے وارثوں میں کوئی مسلمان وارث موجود ہو تو کافر کے تمام اموال کا وہی مسلمان آدمی وارث بنے گا۔ اور کوئی کافر وارث اُس کے ساتھ شریک نہیں ہو سکے گا۔

کافروں کا مسئلہ :

اگر کافر لوگ ملتوں کے لحاظ سے آپس میں مختلف ہوں تو ہر کوئی ملت کسی دوسری ملت سے میراث نہیں پا سکے گی۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے لَا تَوَارُثَ بَيْنَ الْمِلَّتَيْنِ الخ دو ملتوں کے آپس میں کوئی وراثت نہیں چلتی خواہ کوئی بت پرست ہو یا آتش پرست یا یہودی ہو یا عیسائی۔ شرعی احکام میں ستارہ پرستوں کا حکم عیسائیوں جیسا ہے۔

مسلمانوں کا مسئلہ :

مسلمان لوگ کافروں کے وارث بن سکتے ہیں اور کافر لوگ مسلمانوں کے وارث نہیں بن سکتے۔

بَابُ السِّهَامِ

اَلسِّهَامُ الْمَنْصُوْصَةُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى سِتَّةٌ۔ اَلنِّصْفُ وَالرُّبُعُ وَالثُّمُنُ وَالثُّلُثَانِ
وَالثُّلُثُ وَالسُّدُسُ۔ اَمَّا النِّصْفُ فَهُوَ فَرْضُ الْبِنْتِ الْوَاحِدَةِ وَالْاُخْتِ الْوَاحِدَةِ لِلْاَبَوَيْنِ
اَوْ لِلْاَبِ اِذَا انْفَرَدَتَا عَنْ ذَكَرٍ مُسَاوٍ فِي الْقُرْبِ وَفَرْضُ الزَّوْجِ مَعَ عَدَمِ الْوَلَدِ وَاِنْ
نَزَلَ وَاَمَّا الرُّبُعُ فَهُوَ فَرْضُ الزَّوْجِ مَعَ الْوَلَدِ وَلَوْ نَزَلَ وَفَرْضُ الزَّوْجَةِ مَعَ عَدَمِ
الْوَلَدِ وَاَمَّا الثُّمُنُ فَهُوَ فَرْضُ الزَّوْجَةِ خَاصَّةً مَعَ الْوَلَدِ وَاِنْ نَزَلَ وَلَوْ تَرَكَ الْمَيِّتُ
اَزْوَاجًا يَشْتَرِكْنَ الثُّمُنَ بَيْنَهُنَّ وَلَا يَزِيْدُ عَلَى الثُّمُنِ شَيْءٌ لِكَثْرَةِ عَدَدِهِنَّ وَ
اَمَّا الثُّلُثَانِ فَهُمَا فَرْضُ الْبِنْتَيْنِ اَوِ الْاُخْتَيْنِ فَصَاعِدًا مِنَ الْاَبَوَيْنِ اَوْ مِنَ الْاَبِ مَعَ
عَدَمِ الْاَخِ اَوْ وَلَدِ الْاَخِ وَاَمَّا الثُّلُثُ فَهُوَ فَرْضُ الْاُمِّ مَعَ عَدَمِ الْوَلَدِ وَعَدَمِ مَنْ
يَحْجُبُهَا مِنَ الْاِخْوَةِ وَفَرْضُ الْاِثْنَيْنِ فَصَاعِدًا مِنْ وَلَدِ الْاُمِّ وَاَمَّا السُّدُسُ فَهُوَ
فَرْضُ كُلٍّ مِنَ الْاَبَوَيْنِ مَعَ الْوَلَدِ وَاِنْ نَزَلَ وَفَرْضُ الْاُمِّ مَعَ مَنْ يَحْجُبُهَا مِنَ الْاِخْوَةِ
وَفَرْضُ الْوَاحِدِ مِنْ وَلَدِ الْاُمِّ ذَكَرًا كَانَ اَوْ اُنْثٰى فَالنِّصْفُ يَجْتَمِعُ مَعَ مِثْلِهِ كَالْاُخْتِ
وَالزَّوْجِ كَالنِّصْفِ لِلْاُخْتِ وَالنِّصْفِ لِلزَّوْجِ وَيَجْتَمِعُ اَيْضًا مَعَ الرُّبُعِ كَالزَّوْجِ وَالْبِنْتِ كَالرُّبُعِ
لِلزَّوْجِ وَالنِّصْفِ لِلْبِنْتِ وَكَالْاُخْتِ وَالزَّوْجَةِ كَالنِّصْفِ لِلْاُخْتِ وَالرُّبُعِ لِلزَّوْجَةِ وَيَجْتَمِعُ
اَيْضًا مَعَ الثُّمُنِ كَالْبِنْتِ وَالزَّوْجَةِ كَالنِّصْفِ لِلْبِنْتِ وَالثُّمُنِ لِلزَّوْجَةِ وَلَا يَجْتَمِعُ مَعَ

الثُّلُثَيْنِ لِاَنَّ الْعَوْلَ لَمْ يَكُنْ فِي الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ بَلْ يَدْخُلُ النَّقْصُ عَلَى الْاُخْتَيْنِ
دُوْنَ الزَّوْجِ وَيَجْتَمِعُ اَيْضًا مَعَ الثُّلُثِ كَالْاُمِّ وَالزَّوْجِ فَاِنَّ الثُّلُثَ لِلْاُمِّ وَالنِّصْفَ لِلزَّوْجِ
وَيَجْتَمِعُ اَيْضًا مَعَ السُّدُسِ كَالْبِنْتِ وَالْاُمِّ فَاِنَّ السُّدُسَ لِلْاُمِّ وَالنِّصْفَ لِلْبِنْتِ وَالرُّبُعُ
يَجْتَمِعُ مَعَ الثُّلُثَيْنِ كَالزَّوْجِ وَالْبِنْتَيْنِ (فَاِنَّ الرُّبُعَ لِلزَّوْجِ وَالثُّلُثَيْنِ لِلْبِنْتَيْنِ) وَ
كَالزَّوْجَةِ وَالْاُخْتَيْنِ (فَاِنَّ الرُّبُعَ لِلزَّوْجَةِ وَالثُّلُثَيْنِ لِلْاُخْتَيْنِ) وَيَجْتَمِعُ اَيْضًا مَعَ
الثُّلُثِ كَالزَّوْجَةِ وَالْاُمِّ فَاِنَّ الرُّبُعَ لِلزَّوْجَةِ وَالثُّلُثَ لِلْاُمِّ وَيَجْتَمِعُ اَيْضًا مَعَ السُّدُسِ
كَزَوْجٍ وَاُمٍّ وَبِنْتٍ وَكَزَوْجَةٍ وَاُخْتٍ لِاُمٍّ وَلَا يَجْتَمِعُ مَعَ الثُّمُنِ وَيَجْتَمِعُ الثُّمُنُ
مَعَ الثُّلُثَيْنِ كَالزَّوْجَةِ وَالْبَنَاتِ فَاِنَّ الثُّمُنَ لِلزَّوْجَةِ وَالثُّلُثَيْنِ لِلْبَنَاتِ وَمَعَ السُّدُسِ
اَيْضًا كَمَا لَوِ انْضَمَّتْ اِلَى الزَّوْجَةِ وَالْبَنَاتِ اُمٌّ فَالثُّمُنُ لِلزَّوْجَةِ وَالسُّدُسُ لِلْاُمِّ وَالثُّلُثَانِ
لِلْبَنَاتِ وَلَا يَجْتَمِعُ مَعَ الثُّلُثِ وَلَا يَجْتَمِعُ الثُّلُثُ مَعَ السُّدُسِ ۔

ترجمہ: حصصِ میراث کا بیان:

کتاب اللہ (قرآن مجید) میں میراث کے منصوص حصے چھ ہیں (۱) آدھا (۱/۲) (۲) چوتھائی (۱/۴) (۳) آٹھواں (۱/۸) (۴) دو تہائی (۲/۳) (۵) تہائی (۱/۳) (۶) چھٹا (۱/۶)

آدھا (۱/۲) ایک بیٹی یا ایک حقیقی بہن یا علاتی بہن کا حصہ ہے۔ جبکہ یہ دونوں مساویانہ قرب رکھنے والے کسی بڑے وارث کے وجود سے تنہا ہوں نیز اولاد کی غیر موجودگی میں اگرچہ اولاد جتنے بھی نیچے کو ہوں شوہر کا حصہ ہے۔

چوتھائی (۱/۴) کے حقداران:

اولاد کی موجودگی میں اگرچہ وہ جتنے بھی نیچے کو ہوں (۱/۴) شوہر کا حصہ ہے اور اولاد کی غیر موجودگی میں (۱/۴) بیوی کا حصہ ہے۔

آٹھواں (۱/۸) کس کو ملے گا:

اولاد کی موجودگی میں خواہ وہ جتنے بھی نیچے کو ہوں (۱/۸) بیوی کا حصہ ہے۔ اگر کوئی میت کی بیویاں

چھوڑ گیا ہو تو بھی آٹھواں ($\frac{1}{8}$) اُن سب کا مشترکہ حصہ ہوگا۔ بیویوں کی کثرت تعداد کی وجہ سے آٹھواں ($\frac{1}{8}$) پر کسی بھی چیز کا اضافہ نہیں ہوگا۔

دو تہائی $\frac{2}{3}$ کے حقداران :

دو تہائی $\frac{2}{3}$ بھائی یا بھتیجے کی غیر موجودگی میں دو اور دو سے زیادہ بیٹیوں اور دو اور دو سے زیادہ حقیقی بہنوں یا علاتی بہنوں کا حصہ ہے۔

تہائی $\frac{1}{3}$ کے حقداران

اولاد اور حاجب بھائیوں کی غیر موجودگی کی صورتوں میں تہائی $\frac{1}{3}$ ماں کا حصہ ہے اور یہی تہائی $\frac{1}{3}$ دو اور دو سے زیادہ اولادِ مادر کا حصہ ہے۔

چھٹے $\frac{1}{6}$ کے حقداران :

اولاد کی موجودگی میں اگرچہ وہ جتنے بھی نیچے کو ہوں (چھٹا $\frac{1}{6}$ والدین میں سے ہر ایک کا حصہ ہے۔ یہی چھٹا $\frac{1}{6}$ حاجب بھائیوں کی موجودگی میں ماں کا حصہ ہے اور یہی چھٹا $\frac{1}{6}$ اولادِ مادر میں سے ایک فرد کی موجودگی میں اسی کا حصہ ہے خواہ لڑکا ہو یا لڑکی۔

وحدتوں کی اجتماعی صورتیں :

آدھا $\frac{1}{2}$ آدھے ($\frac{1}{2}$) کے ساتھ یکجا ہو سکتا ہے مثلاً بہن اور شوہر۔ پس آدھا $\frac{1}{2}$ بہن کا حصہ ہے اور آدھا $\frac{1}{2}$ شوہر کا۔ آدھا $\frac{1}{2}$ چوتھائی $\frac{1}{4}$ کے ساتھ بھی یکجا ہو سکتا ہے۔ مثلاً شوہر اور بیٹی۔ پس چوتھائی $\frac{1}{4}$ شوہر کا حصہ ہے اور آدھا $\frac{1}{2}$ بیٹی کا۔ دوسری مثال بہن اور بیوی۔ پس آدھا $\frac{1}{2}$ بہن کا حصہ ہے۔ اور چوتھائی بیوی کا۔ آدھا $\frac{1}{2}$ آٹھواں $\frac{1}{8}$ کے ساتھ بھی یکجا ہو سکتا ہے۔ مثلاً بیٹی اور بیوی۔ پس آدھا $\frac{1}{2}$ بیٹی کا حصہ ہے اور آٹھواں $\frac{1}{8}$ بیوی کا۔

عول کا عدم :

آدھا ½ دو تہائی ⅔ کے ساتھ یکجا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ قرآن اور حدیث میں عول کا وجود ہی نہیں ہے بلکہ نقصان دو بہنوں کے حصے کو پہنچے گا نہ کہ شوہر کے حصے کو۔

آدھا ½ تہائی ⅓ کے ساتھ بھی یکجا ہو سکتا ہے۔ مثلاً ماں اور شوہر۔ پس تہائی ⅓ ماں کا حصہ ہے اور آدھا ½ شوہر کا۔ آدھا ½ چھٹے ⅙ کے ساتھ بھی یکجا ہو سکتا ہے مثلاً بیٹی اور ماں۔ پس چھٹا ⅙ ماں کا حصہ ہے اور آدھا ½ بیٹی کا چوتھا حصہ ¼ دو تہائی ⅔ کے ساتھ یکجا ہو سکتا ہے۔ مثلاً شوہر اور دو بیٹیاں (پس چوتھا حصہ ¼ شوہر کا ہے۔ اور دو تہائی ⅔ دو بیٹیوں کا)۔ دوسری مثال۔ بیوی اور دو بہنیں (پس چوتھا حصہ ¼ بیوی کا ہے اور دو تہائی ⅔ دو بہنوں کا۔ چوتھا حصہ ¼ تہائی ⅓ کے ساتھ بھی یکجا ہو سکتا ہے مثلاً بیوی اور ماں۔ پس چوتھا حصہ ¼ بیوی کا ہے اور تہائی ⅓ ماں کا۔ چوتھا حصہ ¼ چھٹے ⅙ کے ساتھ بھی یکجا ہو سکتا ہے۔ مثلاً شوہر، ماں اور بیٹی (چوتھا حصہ ¼ شوہر کا ہے۔ چھٹا ⅙ ماں کا اور آدھا ½ مع رد باقی بیٹی کا) دوسری مثال۔ بیوی اور اخیافی بہن (چوتھا حصہ ¼ بیوی کا ہے اور چھٹا ⅙ اخیافی بہن کا۔

آٹھواں ⅛ دو تہائی ⅔ کے ساتھ یکجا ہو سکتا ہے مثلاً بیوی اور بیٹیاں۔ پس آٹھواں ⅛ بیوی کا حصہ ہے اور دو تہائی ⅔ بیٹیوں کا۔ آٹھواں ⅛ چھٹے ⅙ کے ساتھ بھی یکجا ہو سکتا ہے۔ مثلاً اگر بیوی اور بیٹیوں میں ایک ماں شامل ہو تو آٹھواں ⅛ بیوی کا ہے، دو تہائی ⅔ بیٹیوں کا اور ⅙ ماں کا۔

آٹھواں ⅛ تہائی ⅓ کے ساتھ یکجا نہیں ہو سکتا اور نہ ہی تہائی ⅓ چھٹے ⅙ کے ساتھ یکجا ہو سکتا ہے :

بَابُ الْحَجْبِ عَنِ الْإِرْثِ

أَمَّا الْحَجْبُ فَقَدْ يَكُوْنُ عَنْ تَمَامِ الْإِرْثِ وَقَدْ يَكُوْنُ عَنْ بَعْضِهٖ فَالضَّابِطَةُ فِيْمَا يُحْجَبُ عَنْ تَمَامٍ مَنْ عَدَا الْأَقْرَبِ فَلَا مِيْرَاثَ لِوَلَدِ وَلَدٍ مَعَ وَلَدٍ ذَكَرًا كَانَ أَوْ أُنْثٰى حَتّٰى أَنَّهٗ لَا مِيْرَاثَ لِابْنِ ابْنٍ مَعَ بِنْتٍ وَمَتٰى اجْتَمَعَ أَوْلَادُ الْأَوْلَادِ وَإِنْ سَفَلُوْا فَالْأَقْرَبُ مِنْهُمْ يَمْنَعُ الْأَبْعَدَ وَيَمْنَعُ الْوَلَدُ مَنْ يَتَقَرَّبُ بِالْأَبَوَيْنِ أَوْ بِالْأَبِ فَقَطْ أَوْ بِالْأُمِّ فَقَطْ كَالْإِخْوَةِ وَأَبْنَائِهِمْ وَالْأَجْدَادِ وَآبَائِهِمْ وَالْأَعْمَامِ وَالْأَخْوَالِ وَأَوْلَادِهِمْ وَلَا يُشَارِكُ الْأَوْلَادَ فِي الْإِرْثِ إِلَّا الْأَبَوَانِ وَالزَّوْجَانِ فَمَتَى انْعَدَمَ الْأَوْلَادُ وَالْآبَاءُ فَالْإِخْوَةُ وَالْأَجْدَادُ أُوْلُو الْإِرْثِ وَيَمْنَعُ الْأَخُ وَلَدَ الْأَخِ وَلَوِ اجْتَمَعُوْا بُطُوْنًا مُتَنَازِلَةً أَوْ مُتَعَالِيَةً فَالْأَقْرَبُ إِلَى الْمَيِّتِ يَمْنَعُ الْأَبْعَدَ وَيَمْنَعُ الْإِخْوَةُ وَأَوْلَادُ الْإِخْوَةِ وَإِنْ نَزَلُوْا مَنْ يَتَقَرَّبُ بِالْأَجْدَادِ مِنَ الْأَعْمَامِ وَالْأَخْوَالِ وَأَوْلَادِهِمْ وَلَا يَمْنَعُوْنَ آبَاءَ الْأَجْدَادِ لِأَنَّ الْجَدَّ وَإِنْ عَلَا كَالْأَخِ وَإِنْ نَزَلَ وَإِنْ عَلَا كَالْأَجْدَادِ لٰكِنْ بُطُوْنٌ مُتَعَالِيَةٌ فَالْأَقْرَبُ مِنْهُمْ إِلَى الْمَيِّتِ يَمْنَعُ الْأَبْعَدَ فَالْأَعْمَامُ وَالْأَخْوَالُ وَأَوْلَادُهُمْ يَمْنَعُوْنَ أَعْمَامَ الْأَبِ وَأَخْوَالَهٗ وَكَذَا أَوْلَادُ أَعْمَامِ الْأَبِ وَأَوْلَادُ أَخْوَالِهٖ يَمْنَعُوْنَ أَعْمَامَ الْجَدِّ وَأَخْوَالَهٗ وَأَوْلَادَهُمْ. وَيَسْقُطُ الْمُتَقَرِّبُ بِالْأَبِ وَحْدَهٗ مَعَ الْمُتَقَرِّبِ بِالْأَبِ وَالْأُمِّ مَعَ التَّسَاوِيْ فِي الدَّرَجَةِ وَمَعَ النَّسَبِ وَالسَّبَبِ لَا إِرْثَ بِالْوَلَاءِ. وَأَمَّا الْحَجْبُ عَنْ بَعْضٍ فَاثْنَانِ حَجْبُ الْوَلَدِ وَحَجْبُ الْإِخْوَةِ. أَمَّا الْوَلَدُ فَإِنَّهٗ وَإِنْ نَزَلَ ذَكَرًا كَانَ أَوْ أُنْثٰى يَمْنَعُ

الأبوين عما زاد على السدس ويحجب أيضًا الزوج والزوجة عن النصيب الأعلى وهو النصف للزوج والربع للزوجة إلى النصيب الأخفض وهو الربع للزوج والثمن للزوجة۔

وأما حجب الإخوة فإنهم يمنعون الأم عما زاد على السدس۔ أما الذين لا يحجبهم أحد فالأبوان والزوجان وولد الصلب وهم لا يحجبون غيرهم ولا يحجبون أبدًا۔

ترجمہ: حجب میراث کا بیان:

حجب (کسی کو میراث سے روکنا) کبھی تو تمام میراث سے ہوتا ہے اور کبھی حجب بعض میراث سے۔ تمام میراث سے کسی کے محجوب ہونے کے بارے میں ضابطہ کلیہ نسبی قرابت کا لحاظ کرنا ہے۔ چنانچہ کسی کی اولاد کی موجودگی میں خواہ وہ لڑکا ہو یا لڑکی۔ اس کی اولاد کی اولاد کو کوئی میراث نہیں مل سکتی۔ لہٰذا بیٹی کی موجودگی میں بیٹے کے بیٹے (پوتے) کو کوئی میراث نہیں ملے گی۔ جب اولاد کی اولاد یکجا ہوں اگرچہ جتنے بھی نیچے کو ہوں تو جو کوئی میت کا زیادہ قریبی ہوگا وہ اپنے سے دور والے کو میراث سے روکے گا۔ بیٹا اپنے والدین کے قریبی یا صرف والد کے قریبی یا صرف والدہ کے قریبی حضرات کو میراث سے روکتا ہے۔ مثلاً بھائی حضرات، بھائیوں کی اولاد (بھتیجے)، دادا لوگ، داداؤں کے باپ حضرات، چچا حضرات خالو لوگ اور ان کی اولادیں۔

بھائی اور دادا کب ارث کے حقدار ہوں گے:

میراث لینے میں صرف والدین اور میاں بیوی لوگ ہی اولاد کے ساتھ شریک ہو جاتے ہیں پس جب اولاد اور والدین حضرات نہ ہوں تو بھائی صاحبان اور دادا حضرات میراث کے حقدار ہوا کرتے ہیں بھائی۔ بھائی کے بیٹے (بھتیجے) کو میراث سے روکتا ہے۔ اگر نسبی بلندی یا پستی کے اعتبارات سے کئی اولاد حضرات یکجا ہوں تو میت کا سب سے زیادہ قریبی فرد اپنے سے دور والے کو میراث سے روکے گا۔

بھائی حضرات اور بھائیوں کی اولادیں (بھتیجے)، اگرچہ جتنے بھی نیچے کو ہوں، یہ حضرات داداؤں کے قریبی چچا لوگ خالو لوگ اور ان کی اولادوں کو میراث سے روکتے ہیں اور داداؤں کے باپ حضرات کو یہ لوگ میراث سے نہیں روک سکتے [illegible]

کیونکہ دادا اگرچہ جتنے بھی اوپر کو ہو دادا ہی ہوتا ہے لیکن اگر نسبی بلندی کے اعتبار سے کمی آباؤ اجداد دیکھا جائے تو میت کا سب سے زیادہ قریبی فرد اپنے سے دور والے کو میراث سے روکے گا۔ چنانچہ چچا لوگ، خالو لوگ اور ان کی اولادیں باپ کے چچا حضرات اور باپ کے خالو لوگوں کو میراث سے روکتی ہیں۔ اسی طرح سے باپ کے چچا حضرات کی اولاد اور باپ کے خالو حضرات کی اولادیں۔ دادا کے چچا حضرات، دادا کے خالو حضرات اور اُن کی اولادوں کو میراث سے روکتی ہیں۔

درجے میں برابر مگر میراث سے محروم:

درجے کے لحاظ سے برابر رہنے کے باوجود اکیلے صرف باپ کا قریبی فرد باپ اور ماں دونوں کے قریبی فرد کی وجہ سے میراث کے حق میں ساقط ہو جاتا ہے۔

نسبی اور سببی ورثا کی موجودگی میں ولاء کی شکل یعنی میراث نہیں ملتی۔

بعض میراث کے حاجب بننے کی دو صورتیں ہیں (۱) اولاد کا حاجب بننا (۲) بھائیوں کا حاجب بننا۔

اولاد کے حاجب بننے کا مسئلہ:

اولاد اگرچہ جتنے بھی نیچے کو ہوں، خواہ لڑکا ہو یا لڑکی وہ والدین کو چھٹے ⅙ سے زائد ملنے والے حصے سے روکتی ہے۔ اولاد میاں بیوی کو بھی اُن کے اعلیٰ ترین حصوں سے روک کر پست ترین حصوں کی طرف لے آتی ہے۔ اعلیٰ ترین حصہ شوہر کا آدھا ½ ہے اور بیوی کا چوتھائی ¼، پست ترین حصہ شوہر کا چوتھائی ¼ ہے اور بیوی کا آٹھواں ⅛۔

بھائیوں کے حاجب بننے کا مسئلہ:

بھائی حضرات ماں کو چھٹے ⅙ سے زائد ملنے والے حصے سے روکتے ہیں۔

کبھی محجوب نہ ہونے والے لوگ:

جن لوگوں کا کوئی بھی میراث کے بارے میں حاجب نہیں بن سکتا۔ وہ یہ ہیں۔

ا۔ والدین (ب) میاں بیوی (ج) کسی کی صلبی اولادیں یہ حضرات میراث میں دوسروں کے حاجب بن جاتے ہیں اور خود کبھی بھی محجوب نہیں بن سکتے۔

۷-۵ ۱۴۱۰ ہجری ۷-۱۲ ۱۹۸۹ء